فتاویٰ عالمگیری

علامہ مولانا سید امیر علی مرحوم

مؤلف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد

الحمد بلقد دلبتہ کر

فتاویٰ عالمگیری

مترجم

علامہ مولانا سید امیر علی مرحوم اعلی اللہ مقامہ

مؤلف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ

نام کتاب : فتاویٰ عالم گیری (اردو) حصہ سوم

مترجم : مولانا علامہ سید امیر علی رح

اشاعت اوّل : نومبر ۱۹۸۸ء

تعداد : ۵۰۰

ضخامت : حصّہ سوم (۳) ۵۱۲ صفحات

مطبع : ناہید آفسیٹ پرنٹرس نئی دہلی ۲

قیمت : حصہ سوم (۳) -/۹۵ روپے

قیمت مکمل سیٹ : دس جلد -/۸۰۰ روپے

ناشر : حامد اینڈ کمپنی دہلی ۳۱

اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقہہ فی الدین

الحمد للہ سبحانہ و تعالیٰ کہ فتاوائے جلیل عدیم المثیل منبع مسائل و احکام شرع افتا و وقائع و ام مدار و مستند دین اسلام حادی باحکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ و سنن سنیہ احسن الفتاوی در فقہ حنفیہ

یعنی

فتاویٰ ہندیہ

ترجمہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جلد سوم

مترجمہ جامع صناعات عقلیہ واقف اشارات صوفیا بحر العلامہ النحریر الفہامہ مولانا مولوی امیر علی صاحب علیہ الرحمۃ مقامہ در وضعیہ جو بصرف زر کثیر مطبع اودھ لکھنؤ بشرکت باضمت مترجم عالی وقار ترجمہ ہوا ہے

حامد اینڈ کمپنی دہلی ۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب العتاق

اسمین سات باب ہین

باب اوّل عتاق کی تفسیر شرعی اور اسکے رکن و حکم و انواع و شرط و سبب و الفاظ کے بیان مین - اور ملک وغیرہ کے سبب سے عتق واقع ہونے کے بیان مین. عتق کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ عتق ایسی قوت حکمیہ ہو کہ جس موقع پر واقع ہوتی ہو اسمین لیاقت مالک ہونے کی اور اہلیت ولایات و شہادات کی پیدا کردیتی ہو کذا فی محیط السرخسی یعنی کہ وہ اس عتق کی وجہ سے غیرون پر تصرف کرنے اور غیرون کا تصرف اپنی ذات سے دور کرنے پر قادر ہو جاتا ہو یہ تبیین مین لکھا ہو - اور اعتاق کا رکن ہر ایسا لفظ ہو جو عتق پر فی الجملہ دلالت کرے یا اسکے قائم مقام ہو یہ بدائع مین لکھا ہو - اور اعتاق کا حکم یہ ہو کہ رقیق کی گردن سے دنیا مین مالک کی ملکیت اور رقیت زائل ہو جاتی ہو اور اگر مالک نے اسکو خالص اللہ تعالے کے واسطے آزاد کیا ہو تو عاقبت مین بڑا ثواب پاتا ہو یہ محیط مین ہو - اور اعتاق کی چار قسمین ہین واجب و مستحب و مباح اور حرام بس واجب وہ اعتاق ہو جو کفارہ قتل و ظہار و قسم و افطار مین ہوتا ہو مگر فرق یہ ہو کہ قتل و ظہار و افطار کی صورت مین اگر بردہ آزاد کرنے کی قدرت ہو تو یہی واجب ہوگا اور قسم کی صورت مین باوجود قدرت کے تخیر کے ساتھ واجب ہو یعنی چاہے بردہ آزاد کرے یا دوسرے طور پر کفارہ ادا کرے اور مستحب وہ اعتاق ہو جو بدون اسپر واجب ہونے کے اسنے اللہ تعالے کے واسطے آزاد

کیا ہو اور مباح وہ اعتاق ہی جو اُسنے بدون نیت کے آزاد کیا ہو- اور حرام وہ اعتاق ہی جو اُسنے شیطان کی راہ پر آزاد کیا ہو کذا فی بحر الرائق پس اگر کسی نے شیطان یا بت کے واسطے اپنا غلام آزاد کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا مگر یہ شخص کافر کہلائیگا یہ سراج وہاج مین ہی- اور اعتاق کی شرط یہ ہی کہ آزاد کرنیوالا خود آزاد بالغ عاقل مالک ہو جو اپنی ملک سے اُسکا مالک ہی یہ نہایہ مین ہی- پس نابالغ اور مجنون آزاد کرنے کی لیاقت نہین رکھتے ہین اور اسی وجہ سے اگر ان دونون نے ایسی حالت کی طرف عتق کی اضافت کی مثلاً یون کہا مین نے اُسکو نابالغی کی حالت مین آزاد کیا ہی یا جنون کی حالت مین آزاد کیا ہی حالانکہ اسکا جنون معہود ہی تو غلام آزاد نہوگا اسی طرح اگر نابالغی یا جنون کی حالت مین کہا کہ جسوقت مین بالغ ہون یا مجھے افاقہ ہو تو یہ غلام آزاد ہی تو عتق منعقد نہوگا یہ تبیین مین ہی- اور اصل یہ ہی کہ اگر اعتاق کو ایسی حالت کی جانب مضاف کیا جسکا واقع ہو جانا معلوم ہی حالانکہ وہ ایسی حالت مین آزاد کرنے کی لیاقت نہین رکھتا تھا تو اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنے جنون کی حالت مین اس غلام کو آزاد کیا ہی حالانکہ اسکا جنون معلوم نہین ہوا تو اُسکے قول کی تصدیق نہین ہوگی یہ بدائع مین ہی- اور جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہی اور کبھی اسکو افاقہ ہو جاتا ہی تو وہ افاقہ کی حالت مین عاقل قرار دیا جائیگا اور جنون کی حالت مین مجنون یہ بحر الرائق مین ہی- اور جو شخص باکراہ آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے آزاد کیا یا نشہ کے مست نے آزاد کیا تو آزاد ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی- اور عتق کی شرطون مین سے یہ ہی کہ آزاد کرنیوالا معتوہ نہو اور مدہوش نہو اور اسکو برسام کی بیماری نہو اور نہ ایسا شخص ہو جس پر بدون نشہ کے بیہوشی طاری ہوئی ہو اور سویا ہوا نہ ہو چنانچہ ان لوگون مین سے کسی کا آزاد کرنا صحیح نہین ہی اور اگر کسی شخص نے کہا مین نے اپنے غلام کو سونے کی حالت مین آزاد کیا ہی تو قول اُسی کا قبول ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے اُسکی پیدائش سے پہلے غلام کی پیدائش سے پہلے غلام کو آزاد کیا ہی تو وہ آزاد نہوگا اور آزاد کرنے والے کا بطیب خود آزاد کرنا ہمارے نزدیک آزاد ہونے کی شرط نہین ہی اور نیز اُسکا قصد کرنے والا ہونا بھی بالاجماع شرط نہین ہی حتی کہ اگر اُسنے ہزل و دل لگی سے بدون قصد آزاد کیا تو صحیح ہوگا اور اسی طرح عمداً ہونا بھی شرط نہین ہی حتی کہ بھولے سے آزاد کرنیوالے کا اعتاق صحیح ہوگا اور اسی طرح اعتاق مین شرط خیار نہونا بھی شرط نہین ہی خواہ اعتاق بعوض یا بغیر عوض ہو بشرطیکہ خیار مولی کے واسطے ہو حتی کہ عتق واقع ہوگا اور شرط باطل ہوگی اور اگر خیار غلام کیواسطے ہو تو اُسکے خیار شرط سے خالی ہونا اعتاق صحیح ہونے کی شرط ہی حتی کہ اگر غلام نے ایسی حالت مین عقد رد کر دیا تو فسخ ہو جاویگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا مسلمان ہونا بھی شرط نہین ہی پس کافر کی طرف سے آزاد کرنا صحیح ہی لیکن اگر مرتد نے آزاد کیا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک فی الحال نافذ نہ ہوگا بلکہ موقوف رہیگا اور اگر مرتدہ عورت نے آزاد کیا تو بالاتفاق نافذ ہوگا اور اسی طرح آزاد کرنے والے کا تندرست ہونا شرط نہین ہی پس اگر ایسے مریض نے آزاد کیا جو اسی مرض مین مرگیا تو عتق صحیح ہو ولیکن مریض کا آزاد کرنا اُسکے ایک تہائی ترکہ سے معتبر کیا جاویگا اور اسی طرح زبان سے کلام کرنا بھی شرط نہین ہی پس اگر اعتاق ایسطرح تحریر کر دیا جو ثبت ہو

یا اسطرح اشارہ کیا جس سے اعتاق سمجھا جاتا ہی تو آزاد ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر غلام نے اپنے مولی سے کہا کہ کیا مین آزاد ہون حالانکہ مولی بیمار پڑا ہی پس مولی نے اپنا سر ہلایا یعنی ہان تو غلام آزاد نہ ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی - ایک شخص کے قبضہ مین اُسکا ایک غلام ہی اس شخص سے کسی نے کہا کہ تو نے اپنا یہ غلام آزاد کیا ہی پس اُسنے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان تو یہ غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ یہ شخص زبان سے کہنے پر قادر ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور یہ شرط نہین ہی کہ آزاد کرنے والا یہ جانتا ہو کہ یہ میرا مملوک ہی چنانچہ اگر غاصب نے مالک سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کر دے پس اُس نے آزاد کر دیا حالانکہ وہ یہ نہین جانتا ہی کہ میرا یہ غلام تھا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور مالک اس غاصب سے کچھ نہین لے سکتا ہی اسی طرح بائع نے مشتری سے کہا کہ تو یہ غلام آزاد کر دے اور مبیع کی طرف اشارہ کیا پس مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا اور یہ نجانا کہ میرا غلام ہی تو اُسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا اور یہ امر مشتری کے قبضہ کرنے مین شمار ہوگا اور مشتری کے ذمہ ثمن لازم ہوگا یہ کشف کبیر مین ہی کذا فی بحر الرائق - اور شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو کہہ کل عبیدی احرار پس اُسنے یہ لفظ کہا حالانکہ وہ عربی نہین سمجھتا ہی تو اُسکے سب غلام آزاد ہو جاوینگے اور میرے نزدیک یہ ہے کہ اُسکے غلام آزاد نہونگے - اگر اس سے کہا کہ تو کہہ انت حر پس اس نے کہا حالانکہ وہ یہ نہین جانتا ہی کہ اس لفظ سے آزاد ہو جاتا ہی تو وہ محکمہ قضا مین آزاد ہو جاویگا ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالے آزاد نہوگا یہ ینابیع مین ہی - اور اعتاق کی شرطون مین سے ایک نیت ہی مگر یہ اعتاق کی دو قسمون یعنی صریح و کنایہ مین سے فقط کنایہ مین شرط ہی یہ بدائع مین ہی - اور عتق کا سبب جو اُسکا ثابت کرنے والا ہی وہ کبھی نسب کا دعوی ہوتا ہی اور کبھی نسبی ناتے دار مین نفس ملکیت ہوتی ہی اور کبھی یہ ہوتا ہی کہ کسی آدمی کے سامنے ایک شخص کی حریت کا اقرار کیا تو یہ عتق کا سبب ہو سکتا ہی چنانچہ اس شخص غلام کو اگر کبھی اس شخص نے خریدا یا کسی طور سے اُسکا مالک ہوا تو آزاد ہو جائیگا اور کبھی دار الحرب مین داخل ہونا سبب ہوتا ہی چنانچہ اگر حربی نے ایک مسلمان غلام خریدا اور اُسکو دار الحرب مین لے گیا اور یہ حال معلوم نہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ غلام آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اُسکا قبضہ غلام سے زائل ہو گیا بایں طور کہ غلام اپنے حربی مالک کے پاس سے دار الاسلام مین بھاگ آیا تو وہ آزاد ہو گا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو گیا مگر دار الاسلام مین نکل نہ آیا تو وہ آزاد نہوگا اگر اُسکا مالک بھی مسلمان ہو گیا ہو پھر اہل اسلام نے اس ملک کو فتح کر لیا تو اُسکا غلام اُسکا غلام رہیگا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو گیا پھر اُسکے مولے نے دار الحرب مین اُسکو کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کے قبضہ سے پہلے وہ غلام آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کسی ذمی کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حربی دار الحرب کو لوٹ گیا اور دار الاسلام مین اپنی ام ولد چھوڑ گیا یا ایسا غلام مدبر چھوڑا جسکو اُسنے دار الاسلام مین مدبر کیا ہی تو ان دونون کے آزاد ہو جانے کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور عتق کے الفاظ تین قسم کے ہوتے ہین ایک

صریح دوم جو صریح کے ساتھ ملحق ہین سوم کنایہ پھر جاننا چاہیے کہ صریح مثل حریت و عتق و ولاد وغیرہ الفاظ کے ہین اور جو انسے مشتق ہون وہ بھی صریح ہین اور ایسے الفاظ سے جو عتق ہوا اسمین نیت کی حاجت نہین ہے پس اگر ایسے لفظ سے اپنے مملوک کا وصف کیا یا خبر دی یا پکارا مثلاً اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ تو حر ہے یا معتق ہے یا محرر ہے یا عتیق ہے یا کہا کہ قد حررتک یعنی مین نے تجھے آزاد کیا ہے یا قد اعتقتک یعنی مین نے تجھے آزاد کیا ہے یا یون کہا کہ اے حر یا اے عتیق یا اے مولی یا کہا کہ یہ میرا مولی ہے تو سب صورتون مین آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے ان الفاظ مین دعوی کیا کہ میری مراد عتق نہ تھی تو محکمہ قضا مین اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ حاوی قدسی مین ہے اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری یہ مراد ہے کہ یہ شخص پہلے حُر تھا پس اگر یہ غلام جہاد مین قید ہو کر آیا ہے تو از روے دیانت اسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر محکمہ قضا مین تصدیق نہوگی اور اگر اس غلام کی پیدائش یہین کی ہو تو کسی طرح تصدیق نہوگی اور اگر غلام سے کہا کہ تو اس کام سے حر ہے یا کہا کہ تو آج کے دن اس کام سے حر ہے تو قضاءً آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے غلام سے کہا کہ انت حر البتہ یعنی تو البتہ آزاد ہے۔ ولیکن یہ شخص ہنوز البتہ کا لفظ نہ کہنے پایا تھا کہ غلام مذکور مر گیا تو وہ غلام مرے گا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے گواہ کر لیے کہ میرے غلام کا نام حر ہے پھر اُسکو اے حر کہکر پکارا تو آزاد نہ ہوگا یہ فتاوی کبری مین ہے۔ اور اگر اس لفظ سے اُسکی مراد انشاے عتق ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور اگر اسکو فارسی مین پکارا کہ اے آزاد تو آزاد ہو جائیگا اور اگر آزاد اُسکا نام رکھا پھر آزاد کہکر پکارا تو آزاد نہوگا ولیکن اگر عربی مین یا حر کہکر پکارا تو آزاد ہو جائیگا یہ فتاوی کبری مین ہے۔ ایک شخص نے اپنا غلام کسی شہر کو بھیجا اور اُس سے کہا کہ جب کوئی آدمی تیرے سامنے پڑے اور تیرا قصد کرے تو کہنا کہ مین حر ہون پھر ایک شخص اُس سے متعرض ہوا اور غلام نے کہا کہ مین حُر ہون پس اگر مولی نے بھیجنے کے وقت اُس سے کہا ہو کہ مین نے تیرا نام حر رکھا ہے اگر کوئی تیرا قصد کرے تو اُس سے کہنا کہ مین حر ہون تو غلام مذکور آزاد نہوگا اور اگر مولی نے اس سے یہ نہ کہا کہ مین نے تیرا نام حر رکھا ہے بلکہ یہی کہا کہ جب کوئی تیری طرف قصد کرے تو تو کہنا کہ مین حر ہون پھر غلام نے اپنی طرف قصد کرنے والے سے کہا کہ مین حر ہون تو قضاءً آزاد ہو جائیگا اور جب تک غلام نے یہ نہین کہا ہے کہ مین آزاد ہون تب تک آزاد نہوگا جیسے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو کہہ کہ مین آزاد ہون تو جب تک یہ نہ کہے کہ مین آزاد ہون تب تک آزاد نہوگا اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میرے غلام سے کہہ کہ تو آزادہ شدہ ہے یا کہا کہ وہ آزاد ہے تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اور اگر ایک شخص کو حکم کیا کہ میرے غلام سے کہہ کہ تو آزاد ہے تو آزاد نہ ہوگا جب تک کہ یہ مامور اس سے اسطرح نہ کہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سالم نام کو پکارا کہ اے سالم پس مرزوق نے جواب دیا کہ جی پس مولی نے کہا کہ تو آزاد ہے حالانکہ اُسکی نیت نہ تھی تو وہی آزاد ہو جائیگا جسنے جواب دیا ہے اور اگر مولی نے اس صورت مین کہا کہ مین نے سالم کی نیت کی تھی تو حکم قضا مین دونون آزاد ہو جائینگے مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالی خاصۃً وہی آزاد ہوگا جسکی نیت کی تھی اور اگر ایک آدمی سے کہا کہ اے سالم تو آزاد ہے پھر یہ آدمی اُسکا دوسرا غلام نکلا یا کسی غیر کا غلام نکلا تو سالم

آزاد ہو گا یہ بدائع میں ہے - ایک مرد نے دوسرے شخص سے کہا کہ کیا یہ آزاد نہیں ہے اور اپنے غلام کی طرف اشارہ کیا تو قضاءً وہ آزاد ہو جائیگا یہ ظہیریہ میں ہے - فتاوی ابو اللیث ؒ میں ہے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ انتِ حرۃ وانتِ ضمیر مونث مخاطبہ کی ہے اور حرۃ صیغہ مونث ہے یا باندی سے کہا کہ انتَ حر وانتَ ضمیر مذکر خطاب اور حر صیغہ مذکر ہے تو غلام مذکور یا باندی مذکورہ آزاد ہو جائیگی یہ محیط و فتاوے کبری میں ہے - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ العتاق علیک یعنی تجھپر عتاق وارد ہوا ہے تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ فتاوی کبری میں ہے اور اگر کہا کہ تیرا آزاد کرنا مجھپر واجب ہے تو آزاد نہ ہو گا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے - اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا آزاد کرنا واجب ہے تو آزاد نہ ہو گا یہ فتاوے کبری میں ہے - اور اگر کہا کہ انت عتق یعنے تو عتق ہے تو آزاد ہو جائیگا اگرچہ نیت نہ کی ہو یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر غلام سے کہا کہ انت حر او لا یعنے تو آزاد ہے یا نہیں ہے تو بالاجماع آزاد نہو گا - یہ سراج الوہاج میں ہے - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت اعتق من فلان اور فلان کے لفظ سے اپنا دوسرا غلام مراد لیا اور اس کلام سے اسکی مراد یہ ہے کہ تو فلان مذکور سے پہلے سے میری ملک میں ہے یعنی اعتق سے پرانے کے معنے مراد لیے تو حکم قضا میں اسکے قول کی تصدیق نہو گی بلکہ غلام مذکور آزاد ہو جائیگا ولیکن فیما بینہ و بین اللہ تعالے اگر اسکی یہی مراد تھی تو سچا ہو گا اور اگر کہا کہ انت اعتق من ہذا فی ملکی او قال فی السن یعنے تو میری ملک میں بہ نسبت اس غلام کے پرانا ہے یا سن میں اُس سے پرانا ہے تو کسی طرح آزاد نہو گا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو عتیق السن ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے - اور اگر کہا کہ انت حر یعنے حسن میں یکتا ہے تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہو گی اور اگر کہا کہ انت عتیق اور دعوی کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ میری ملک میں پرانا ہے تو قضاءً تصدیق نہو گی - اور اگر ایک شخص نے غلام سے کہا کہ تجھے اللہ تعالی نے آزاد کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اگرچہ اُسنے آزادی کی نیت نہ کی ہو اور یہی مختار ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے - اور اگر کہا کہ تو حر السن ہے یا حر الحسن ہے یا جمال و حسن میں حر الوجہ ہے تو وہ آزاد نہو گا اور اگر کہا کہ تو اپنے اخلاق میں حر النفس ہے تو آزاد نہ ہو گا یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اجناس میں مذکور ہے کہ اگر غلام سے کہا کہ اے حر النفس تو قضاءً آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے - منتقی میں ہے کہ ایک شخص کا غلام ہے جسپر قصاص لازم آنے کی وجہ سے مولے کو اُسکا خون حلال ہو گیا ہے پس مولی نے اُس سے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا پھر دعوی کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ مین نے تجھے خون کے مواخذہ سے آزاد کیا تو حکم قضا مین یہ کلام رقیت سے آزاد کرنے پر محمول ہو گا اور باوجود اسکے اسپر عفو کرنا بھی لازم ہو گا کیونکہ اُسنے اقرار کیا ہے اسلیے کہ یہ اُسکی نیت تھی اور اگر یہ کہا ہو کہ مین نے قتل سے آزاد کرنے کی نیت کی تھی تو عفو کرنا اسپر لازم نہو گا اور اگر کہا کہ مین نے خون کے قصاص سے اسکو خالصۃ لوجہ اللہ تعالی آزاد کیا ہے تو جو اس نے کہا ہے اسی پر محمول کیا جائیگا یہ محیط میں ہے ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تیرا نسب حر ہے یا کہا کہ تیری اصل حر ہے پس اگر یہ معلوم ہو کہ وہ حبشی ہے تو آزاد نہو گا

۱ قولہ کیا یہ آزاد نہیں ہے یعنے ہے بنظر محاورہ اور نیت کا حال خدا تعالی جانتا ہے ۱۲ منہ ۲ قال المترجم قولہ فیما بینہ و بین اللہ تعالی یعنے دیانۃ جب وہ اسکے موقع پر ہو تو فشی عتق نہیں ہے اور اختلاف سے اسی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ ۳ یعنے جہاد کا گرفتار شدہ ۱۲

اور اگر یہ معلوم[۱] نہو کہ وہ گرفتار شدہ ہو تو آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تیرے ان و باپ آزاد ہین تو یہ آزاد نہوگا
اسواسطے کہ احتمال ہو کہ وہ دونون اسکی پیدائش کے بعد آزاد کیے گئے ہون۔ ایک شخص کا ایک غلام ہو اور اس
غلام کا ایک بیٹا ہو پس مولی نے کہا کہ تیرا بیٹا آزاد بیٹا ہو تو بیٹا آزاد ہوگا اور باپ آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ تیرا
بیٹا آزاد کا بیٹا ہو تو باپ آزاد ہوگا اور بیٹا آزاد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ قال المترجم اب ایسے
مسائل کا بیان ہوتا ہو جو ایک گونہ عربیت سے متعلق ہین پس انکو اصل زبان عربی کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہیے
قال اور اگر عتق کو ایسے جزو بدن کی طرف مضاف کیا جس سے تمام بدن سے تعبیر کیجاتی ہو مثلاً کہا کہ تیرا سر یا تیری
گردن یا تیری زبان آزاد ہو تو آزاد ہو جائیگا اور اگر ایسے جزو بدن کی طرف مضاف کیا جس سے تمام بدن سے
تعبیر نہین کیجاتی ہو تو آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو قال المترجم فرج عرب کی زبان مین وہ جسم کہ جسکو شرمگاہ
خواہ مرد کا ہو یا عورت کا ہو اور ذکر خاص مرد کا آلہ تناسل اور قبل خاص عورت کا جسم اگلا پس یاب
سمجھنا چاہیے کہ کتاب مین فرمایا کہ اگر باندی یا غلام سے کہا کہ تیری فرج آزاد ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا بخلاف لفظ ذکر
کے اور یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہو اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج جماع سے آزاد ہو تو امام ابو یوسف رح سے
مروی ہو کہ قضاءً آزاد ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور دبر یا است[۲] کی طرف اگر مضاف کیا تو
اصح یہ ہو کہ آزاد ہو جائیگا کذا فی النہر الفائق اور بعض نے فرمایا کہ آزاد نہوگا اور یہی اصح ہو اور اگر کہا کہ تیری
عنق آزاد ہو تو بعض نے فرمایا کہ جیسے رقبہ کہنے سے آزاد ہوتا ہو اسی طرح عنق کہنے سے بھی آزاد ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ
عنق اگرچہ بدن بمعنی گردن ہو لیکن آزاد نہوگا اسواسطے کہ رقبہ بولکر تمام بدن کی تعبیر کرنا مستعمل ہو اور عنق سے تمام بدن
کی تعبیر کا استعمال نہین ہو جیسے دبر کا ایسا استعمال نہین ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرا سر آزاد کا سر ہو یا تیرا منھ
آزاد کا منھ ہو یا تیرا بدن آزاد کا بدن ہو تو وہ آزاد نہوگا اسی طرح اگر کہا کہ تیرا سر مثل آزاد کے سر کے ہو یا تیرا منھ
مثل آزاد کے منھ کے ہو یا تیرا بدن مثل آزاد کے بدن کے ہو تو آزاد نہوگا اور اگر یون کہا کہ تیرا سر آزاد سر ہو یا
تیرا چہرہ آزاد چہرہ ہو یا تیرا بدن آزاد بدن ہو تو آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ تیری فرج آزاد فرج ہو تو باندی
آزاد ہو جائیگی کذا فی السراج الوہاج قلت اور اگر غلام سے کہا تو وہ بھی آزاد ہوگا فتامل فیہ اور اگر کہا کہ تو مثل
آزاد کے ہو تو بدون نیت کے آزاد نہوگا یہ مجمع وکافی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اہل بلخ کے غلام آزاد ہین یا کہا کہ اہل بغداد
کے غلام آزاد ہین مگر اُسنے اپنے غلامون کی نیت نہ کی حالانکہ وہ بھی بغداد کا رہنے والا ہو یا کہا کہ اہل بغداد کا
ہر غلام آزاد ہو یا کہا کہ ہر غلام جو زمین پر ہو یا ہر غلام جو دنیا مین ہو آزاد ہو تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسکے غلام
آزاد نہونگے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ آزاد ہو جائینگے مگر فتوے امام ابو یوسف رح کے قول پر ہو اور اگر ایسی
صورت مین یون کہا کہ ہر غلام جو اس کوچہ مین ہو آزاد ہو حالانکہ اُسکا غلام بھی اس کوچہ مین ہو یا کہا کہ ہر غلام جو

[۱] قول ظاہر اور یہ ہو کہ کفار دار الحرب مین سب رقیق ہین اگرچہ مملوک مقبوض نہون ہکذا قالوا فافہم ۱۲ منہ [۲] قال در بخانہ کھمقام
اور است مقعد جو تر کون سے اور کبھی نقط چوتڑ مراد ہوتے ہین اور کبھی کون نقط ۱۲ منہ [۳] اقول یہ اختلاف اصول
مین معروف ہو اسی واسطے ہو کہ سب مین کہا کہ اختلاف اصول جاری رہے فافہم ۱۲ منہ ۱۲ + ۱۲ + ۱۲ + ۱۲ + ۱۲ + ۱۲

جامع مسجد میں ہے تو اسمیں بھی ایسا ہی اختلاف ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جو اس دار میں ہے آزاد ہے حالانکہ اُسکے غلام بھی اس دار میں ہیں تو بالاتفاق اُسکے غلام آزاد ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سب آزاد ہیں تو بالاتفاق اسکے غلام آزاد نہونگے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو نہیں ہے مگر آزاد تو وہ آزاد ہو جائیگا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر ایک آزاد عورت سے کہا کہ تو ایسی ہی آزاد ہے اور ایسے کے لفظ سے اپنی باندی کیطرف اشارہ کیا اور مراد لیا تو اُسکی باندی آزاد ہو جائیگی اور اگر اُسنے پھر دعوی کیا کہ میری مراد اعتاق نہ تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو آزاد ہے جیسے یہ عورت حالانکہ یہ عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہے تو اُسکی باندی آزاد ہو جائیگی یہ جامع الجوامع سے تاتارخانیہ میں نقل ہے اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو ایسی ہے جیسی یہ عورت حالانکہ یہ عورت ایک آزاد عورت ہے تو اسکی باندی آزاد نہ ہوگی الا جبکہ اُسنے عتق کی نیت کی ہو اور یہی حکم ہے اگر کسی آزاد عورت سے کہا کہ تو ایسی ہے جیسی یہ عورت اور یہ عورت اسکی باندی ہے تو اسکی باندی آزاد نہ ہو جائیگی الا اس صورت میں کہ اُسکے عتق کی نیت کی ہو یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ امام ابو یوسف رہ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنے مملوک کے سیے ہوئے کپڑے کو کہا کہ یہ آزاد کی سلائی ہے یا مملوک کے چوپایہ کو کہا کہ یہ آزاد کا چوپایہ ہے یا مملوک کی چال کو کہا کہ یہ آزاد کی چال ہے یا مملوک کی باتوں کو کہا کہ یہ آزاد کی باتیں ہیں تو بدون نیت کے آزاد نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ قال المترجم ہماری زبان میں قولہ یہ آزاد کا چوپایہ ہے آزاد ہونا اظہر ہے فافہم ایک شخص نے کہا کہ آزاد ہے پس اُس سے پوچھا گیا کہ تیری کیا مراد تھی اُس نے کہا کہ میرا غلام تو اسکا غلام آزاد ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور جو الفاظ کہ ملحق بصریح ہیں وہ اس طرح ہیں جیسے مالک نے کہا کہ میں نے تیرا نفس تیرے واسطے ہبہ کیا یا تیرا نفس تجھے ہبہ کیا یا تیرے نفس کو تیرے ہاتھ فروخت کیا تو مملوک اس کلام سے آزاد ہو جائیگا خواہ غلام قبول کرے یا نہ کرے خواہ مولی نے نیت کی ہو یا نکی ہو یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیری گردن تیرے واسطے ہبہ کر دی پس غلام نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو آزاد ہو جائیگا کذا فی المحیط اور یہی اصح ہے یہ ابو المکارم کی شرح نقایہ میں ہے اور اگر غلام سے کہا کہ میں نے تیرا نفس تیرے ہاتھ اتنے کو بیچا تو یہ غلام کے قبول[1] پر موقوف ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تیرا نفس تجھے صدقہ دیدیا تو آزاد ہو جائیگا خواہ عتق کی نیت ہو یا نہ ہو خواہ غلام نے قبول کیا یا نکیا ہو اور اگر کہا کہ میں نے تیرا عتق تجھے ہبہ کیا اور دعوی کیا کہ میری مراد عتق سے اعراض تھی تو امام اعظم رہ سے دو روایتیں ہیں چنانچہ ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ تو مولے فلان کا ہے یا کہا کہ فلان عتیق ہے تو قضاءً آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تجھے فلان نے آزاد کیا تو امام ابو یوسف رہ سے روایت ہے کہ وہ آزاد نہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور کنایات عتق اس طرح ہیں کہ مثلاً غلام سے کہا کہ لاملک لی علیک یعنی میری تجھپر ملک نہیں ہے قال المترجم ہماری زبان میں آزاد ہونا اظہر ہے اور کنایہ نہوگا بخلاف زبان عرب کے کہ قابو میں چلتا ہے تو بھی ایسا کہتے ہیں

[1] قال المترجم پس اگر غلام نے قبول کیا تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اور معاوضہ اسپر قرضہ ہوگا ۱۲ منہ

یا کہا کہ لاسبیل لی علیک میرے واسطے تجھ پر کوئی راہ نہیں ہے یا کہا کہ قد خرجت عن ملکی تو میرے ملک سے باہر ہو گیا یا خلیت سبیلک میں نے تیری راہ خالی کر دی پس اگر اس سے حریت کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا اور اگر نیت نہ کی تو آزاد نہ ہوگا یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میرے واسطے تجھ پر کوئی راہ نہیں ہے سوائے ولاء کے تو قضاءً آزاد ہو جائیگا اور اگر اُس نے دعوی کیا کہ میری مراد عتق نہ تھی تو تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ میرے واسطے تجھ پر کوئی راہ نہیں ہے سوائے راہ موالات کے تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ میرا رق تجھ پر نہیں ہے پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہیں یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اللہ تعالی کے واسطے ہے تو امام رحمہ اللہ کے قول کے موافق آزاد نہ ہوگا اگرچہ عتق کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھکو خالص اللہ تعالی کے واسطے کر دیا تو امام اعظم رح سے مروی ہے کہ وہ آزاد نہ ہوگا اگرچہ اُس نے عتق کی نیت کی ہو اور صاحبین رح سے مروی ہے کہ وہ آزاد ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے مرض میں اپنے غلام سے کہا کہ تو لوجہ اللہ تعالی ہے تو یہ باطل ہے اور اگر کہا میں نے تجھکو لوجہ اللہ تعالی کر دیا خواہ صحت میں کہا یا مرض میں یا وصیت میں اور کہا کہ میں نے عتق کی نیت نہیں کی یا کچھ بیان نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو یہ غلام فروخت کیا جائیگا اور اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اللہ تعالی کا غلام ہے تو بلا خلاف وہ آزاد نہ ہوگا یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ میں تیرا غلام ہوں پس اگر آزادی کی نیت کی تو آزاد ہو جائیگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ اگر اپنی باندی سے کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور مراد عتق تھی تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اگر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی ہے اور مراد عتق ہے تو ہمارے نزدیک آزاد نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج مجھ پر حرام ہے اور عتق کی نیت کی تو آزاد نہ ہوگی اور اگر اپنے غلام سے بطور ہجا یوں کہا کہ تو حر رہ پس اگر عتق کی نیت ہو تو آزاد ہوگا ورنہ نہیں اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ لا سلطان لی علیک یعنی تجھے تجھ پر کچھ غلبہ حاصل نہیں ہے یا کہا کہ جہاں چاہے چلا جا یا کہا کہ جدھر جی چاہے توجہ کر تو وہ آزاد نہ ہوگا اگرچہ نیت کی ہو اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو طالقہ ہے یا تو بائنہ ہے یا تو مجھ سے بائنہ ہو گئی یا میں نے تجھے حرام کیا یا تو خلیہ ہے یا بریہ ہے یا کہا کہ تو اختیار کر پس باندی نے کہا کہ میں نے اختیار کیا یا کہا کہ تو نکل یا استبرا کر پس اُس نے ایسا ہی کیا تو ہمارے نزدیک آزاد نہ ہوگی اگرچہ مالک نے عتق کی نیت کی ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تو میری باندی نہیں ہے یا کہا کہ میرا تجھ پر کچھ حق نہیں ہے تو آزاد نہ ہوگی اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور طلاق کی لفظ خواہ صریح لفظ ہو یا کنایہ ہو باندی آزاد نہ ہوگی اگرچہ عتق کی نیت کرے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے یا کہا کہ تو اختیار کر تو نیت پر موقوف ہے اور اگر غلام سے کہا کہ تیرا امر آزادی تیرے ہاتھ میں ہے یا کہا کہ میں نے تیرا عتق تیرے ہاتھ میں کر دیا یا کہا کہ تو عتق

ع اسواسطے کہ یہ عتق کے استعمال میں حقیقت ہو گیا ہے یہی عرف معروف ہے ۱۲ منہ ع کذا فی النسخۃ الحاضرۃ ۱۲ منہ

کو اعتبار کریا کہاکہ مین نے عتق کے مقدمہ مین تجھے اختیار دیا یا تیرے عتق مین تجھے مختار کیا تو ان سب مین نیت کی کچھ حاجت نہین ہو اسواسطے کہ یہ صریح ہو دلیکن یہ ضرور ہو کہ غلام عتق اختیار کرے مگر یہ اختیار مولی کی طرف سے اُسی مجلس تک کے واسطے ہوگا کہ اگر غلام نے اُسی مجلس مین عتق اختیار کیا تو آزاد ہوگا ورنہ نہین یہ بدائع مین ہو۔ ایک مرد کے پاس ایک باندی اُسکی ملک مین ہو پس اُسکی جورو نے اُس باندی کے معاملہ مین شوہر کو کچھ ملامت کی پس شوہر نے جورو سے کہاکہ اُسکے کام کا اختیار تیرے ہاتھ ہو پس جورو نے اسکو آزاد کر دیا پس اگر شوہر نے اس کلام سے اُسکے عتق کے کام مین نیت کی ہو تو باندی مذکورہ آزاد ہو جائیگی ورنہ نہین ہو اسواسطے کہ یہ اختیار معاملہ بیع کے واسطے ہوگا یعنی بیع کردے لیکن اگر اسطرح کہاکہ اس باندی کے حق مین جو تو کرے وہ جائز ہو تو یہ آزاد کرنے وغیرہ سب کے واسطے ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہو اور اگر اپنی باندی سے کہاکہ تو اپنے نفس کو آزاد کردے پس باندی نے کہاکہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو یہ باطل ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر غلام سے کہاکہ اپنے نفس کے معاملہ مین جو تو چاہے وہ کر پس اگر غلام نے مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اپنے نفس کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر اپنے نفس کو آزاد کرنے سے پہلے اُٹھ کھڑا ہوا تو بعد مجلس سے کھڑے ہو جانے کے اپنے نفس کو آزاد نہین کر سکتا ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ ایسی صورت مین جسکو چاہے اپنے نفس کو ہبہ کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ مین دیدے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہاکہ تو غیر مملوک ہو تو اُسکی طرف سے یہ عتق نہوگا دلیکن اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ اُسکے ملک کا دعوی کرے اور اگر وہ غلام مرگیا تو بوجہ ولاء کے اُسکا وارث بھی نہین ہو سکتا ہو اور اگر اسکے بعد غلام مذکور نے کہاکہ مین اسکا مملوک ہون اور اُس نے غلام کے قول کی تصدیق کی تو غلام اسکا مملوک ہوگا یہ ابراہیم نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت کی ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنے غلام سے کہاکہ یہ میرا بیٹا ہو یا باندی سے کہاکہ یہ میری بیٹی ہو پس اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنے سن اسکا ایسا ہو کہ اس مدعی کا بیٹا یا بیٹی ہو سکے اور وہ مجہول النسب بھی ہو کہ یہ معلوم نہو کہ یہ کسکا نطفہ ہو تو نسب ثابت ہو جائیگا اور غلام آزاد ہو جائیگا خواہ غلام اعجمی جلیب ہو یعنے غیر ملک سے لایا گیا ہو یا دہین کی پیدائش ہو اور اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو لیکن اُسکا نسب معروف ہو تو بالاتفاق مملوک مذکور آزاد ہو جائیگا مگر نسب ثابت نہوگا اسی طرح اگر مملوک مذکور اُسکے فرزند ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو بھی نسب ثابت نہ ہوگا مگر امام اعظم رہ کے قول کے موافق مملوک آزاد ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور یہی صحیح ہو یہ زاد مین ہو اور اگر اپنے غلام سے کہاکہ یہ میرا باپ ہو یا اپنی باندی سے کہاکہ یہ میری ماں ہو اور مملوک نے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہین اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ فرزندی کے دعوی مین بھی بدون تصدیق مملوک کے نسب ثابت نہ ہوگا اور صحیح یہ ہو کہ مملوک کی تصدیق شرط نہین ہو یہ فتاوی قاضی خان

مین ہو اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ ہو حالانکہ اتنی بڑی عمر کا آدمی ایسے شخص کی اولاد مین نہین ہو سکتا ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک غلام آزاد ہو جائیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک آزاد نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہو۔ اور اگر طفل صغیر سے کہا کہ یہ میرا دادا ہو تو بعض نے فرمایا کہ اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور بعض نے فرمایا کہ بالاجماع آزاد نہ ہوگا یہ ہدایہ مین ہو۔ اور اگر غلام سے کہا کہ یہ میرا چچا ہو تو بعض روایات مین مذکور ہو کہ آزاد ہو جائیگا اور صحیح یہ ہو کہ آزاد نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور عتابیہ مین لکھا ہو کہ اگر غلام سے کہا کہ یہ میرا چچا یا ماموں ہو تو آزاد ہو جائیگا اور یہی مختار ہو انتہی اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہو یا باندی سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہو تو وہ آزاد نہوگا اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین بھی اختلاف ہو اور بعض نے فرمایا کہ نہین بلکہ یہ مسئلہ اتفاقی ہو کہ آزاد نہوگا اور یہی اظہر ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ میرا بھائی یا یہ میری بہن ہو تو ظاہر الروایہ مین آزاد نہوگا اور یہی روایت اصل ہو لیکن اگر نیت ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ غایہ سروجی مین ہو اور اگر کہا کہ یہ میرا پدری بھائی ہو یا مادری بھائی ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر غیر کے غلام سے کہا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہو پھر اسکو خرید لیا تو آزاد ہو جائیگا ولیکن نسب ثابت نہوگا۔ یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ یہ عورت میری خالہ یا پھوپھی زنا سے ہو تو آزاد ہو جائیگی اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ میرا بیٹا یا بھائی یا بہن زنا سے ہو تو بھی آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اے بیٹے یا اے بھائی تو آزاد نہوگا اور یہی صحیح ہو کذا فی الکافی اور یہی ظاہر ہو لیکن تحفہ مین مذکور ہو کہ اگر نیت کی ہو تو آزاد ہو جائیگا یہ غایہ سروجی مین ہو اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اے میرے بیٹے یا باندی سے کہا کہ اے میری بیٹی تو آزاد نہو جائیگی اگرچہ عتق کی نیت ہو جیسے اگر کہا کہ اے بیٹے یا اے بیٹی تو آزاد نہین ہوتی ہو یعنی فقط اے بیٹا یا اے بیٹی بدون اپنی طرف اضافت کرنے کے کہا تو نہین آزاد ہوتی ہو اگرچہ نیت عتق کی ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ نوادر بن رستم مین امام محمد رہ سے مروی ہو کہ اگر غلام سے کہا کہ اے میرے باپ یا اے میرے دادا یا اے میرے چچا یا اے میرے ماموں یا باندی سے کہا کہ اے میری پھوپھی یا اے میری خالہ یا اے میری بہن تو ان سب صورتوں مین آزاد نہوگا اور تحفۃ الفقہاء مین اسقدر عبارت زائد کی ہو کہ لیکن اگر نیت کی ہو تو آزاد ہوگا یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور شیخ ابو القاسم صفار سے منقول ہو کہ انسے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کی باندی چراغ لاکر اسکے سامنے کھڑی ہوئی پس مولی نے اس سے کہا کہ اے پری چہرہ مین چراغ لیکر کیا کرون کہ تیرا چہرہ خود چراغ سے زیادہ روشن ہو اے توایسی کہ مین تیرا غلام ہون تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب مہربانی کے کلمات قرار دیے جاوینگے اور باندی آزاد نہوگی اور یہ اس صورت مین ہو کہ مولی نے عتق کی نیت نہ کی ہو اور اگر نیت کی ہو تو امام محمد رہ سے اسمین دو روایتین ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اے سردار یا اے میرے

قال المترجم بیان اور ایکے مثال مین باپ یا بیٹے کے دعوی کرنے سے مراد یہ تھی کہ تحقیقی دعوی کرے نہ یون کہ مثل زوال کے بڑے کو باپ یا چھوٹے کو بیٹا کر دیتے ہیں اور واضح رہے کہ مالک کے دعوی کرنے مین یہ قید نہین لگائی کہ مالک مجہول النسب ہو وہذا ہو الظاہر فلیتدبر ۱۲ منہ

سردار یا اپنی باندی سے کہا کہ اے سردارہ یا اے میری سردار پس اگر ان صورتوں مین عتق کی نیت کی ہو تو بلا خلاف عتق ثابت ہو جائیگا اور اگر عتق کی نیت نہ کی ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور فقیہ ابو اللیث کے نزدیک مختار یہ ہے کہ آزاد نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اے آزاد مرد یا باندی سے کہا کہ اے آزاد عورت یا باندی سے کہا کہ اے میری کدبانو یا اے کدبانو پس اگر عتق کی نیت کی تو آزاد ہوگا اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہے اور اگر عتق کی نیت نہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور فقیہ ابو اللیث کا مختار یہ ہے کہ آزاد نہوگا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اے زاد مرد یعنی بدون الف کے زاد فقط کہا تو فقیہ ابو بکر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ آزاد نہوگا اگرچہ عتق کی نیت کی ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اے مولی زادہ تو وہ آزاد نہوگی یہ فتاوی کبری مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ اے نیم آزاد یعنی نصف آزاد تو یہ قول بمنزلہ اس کلام کے ہے کہ غلام سے کہا کہ تیرا نصف حصہ آزاد ہے ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جب تک تو غلام تھا تب تک مین تیرے عذاب مین گرفتار تھا اب کہ تو نہین ہے تب بھی تیرے عذاب مین گرفتار ہون تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ کلام اسکی طرف سے غلام کے عتق کا اقرار ہے پس قضاءً غلام آزاد ہو جائیگا۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ آزاد ہے پس اگر عتق کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائیگا ورنہ نہین ایک غلام نے اپنے مولے سے کہا کہ میری آزادی پیدا کر پس مولی نے کہا کہ تیری آزادی مین نے پیدا کی اور نیت عتق نہ کی تو آزاد نہوگا قلت[1] قضاءً آزاد ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اے میرے مالک تو بدایت آزاد نہوگا یہ کافی مین ہے۔ ایک شخص کا ایک غلام ہے پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنا غلام آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون کہ تیرے باپ نے میرے باپ یا ماں کو آزاد کیا ہے تو زید مذکور عمرو کا غلام نہوگا اور اسی طرح اگر زید نے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون اور یہ نہ کہا کہ مجھے تیرے باپ نے آزاد کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور زید حر ہوگا اور اگر زید نے کہا کہ مین تیرے باپ کا مولی ہون اور مجھے تیرے باپ نے آزاد کیا ہے پس اگر عمرو نے باپ کے آزاد کرنے سے انکار کیا تو زید اسکا مملوک ہوگا لیکن اگر زید گواہ لاوے کہ عمرو کے باپ نے اسکو آزاد کیا ہے تو زید کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ آزاد ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو آزاد کیا اور غلام کے پاس مال ہے تو یہ مال مولی کا ہوگا سوائے اتنے کپڑے کے جو غلام کی ستر پوشی کرے اور یہ بھی مولی کے اختیار مین ہے کہ کپڑون مین سے جونسا کپڑا چاہے دیدے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے تین غلامون سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو سوائے فلان و فلان و فلان کے تو یہ سب غلام آزاد ہو جائینگے یہ فتاوی کبری مین ہے قال المترجم وجہ یہ ہے کہ مستثنیٰ منہ کے ساتھ حکم حریت متعلق ہو پس استثنار کارآمد نہوگا وقیل الاستثناء باطل فتدبر۔ ایک شخص کے پانچ غلام ہین پس اسنے کہا کہ دس میرے مملوکون مین سے آزاد ہین الا ایک تو سب آزاد ہونگے اور اگر کہا کہ میرے مملوک دسون آزاد ہین الا واحد تو چار آزاد ہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر مرد آزاد کرنا چاہے تو چاہیے کہ غلام آزاد کرے اور عورت کو چاہیے کہ باندی آزاد کرے یہ مستحب ہے تاکہ مقابلہ اعضاء ٹھیک متحقق ہو یہ ظہیریہ مین ہے

[1] قال یعنے انہین تینون غلامون کو استثنا کیا ۱۲ منہ [2] قال المترجم سقوط فی الاصل ۱۲ منہ ۱۲ ۱۲ ۱۲ + ۱۲

قال المترجم حدیث شریف مین یہ مضمون ہو کہ جو شخص بندہ آزاد کرتا ہو اللہ تعالے اُسکے ہر عضو کو بمقابلہ اعضاے بندہ کے آتش دوزخ سے آزاد فرماتا ہو پس استحباب مسئلہ مذکور بر بناے حدیث موصوف ہو فافہم اور یہ مستحب ہو کہ جب آدمی سات برس کسی بندہ سے خدمت لے تو اسکو آزاد کردے یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے کہ شاید وہ آزاد کرے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہو اور مستحب ہو کہ آزاد کرنے والا بندہ کو ایک عتاق نامہ لکھکر ثقہ لوگون کی گواہی کرا دے تاکہ غلام کے حق مین مضبوطی رہے اور باہم اختلاف اور انکار سے حفاظت ہو یہ محیط سرخسی مین ہو **فصل** ملک وغیرہ کی وجہ سے آزاد ہونے کے بیان مین جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک[1] ہوا وہ اسکی طرف سے فوراً آزاد ہو جائیگا خواہ یہ مالک صغیر یا کبیر ہو عاقل ہو یا مجنون ہو یہ غایۃ البیان مین ہو اور ذی رحم محرم سے ہر ایسا قرابت دار مراد ہو جس سے نکاح ہمیشہ کے واسطے حرام ہو (یعنی ہمیشہ مؤبد ہو یا موقت) پس رحم عبارت ہو قرابت سے اور محرم عبارت ہو حرمت مناکحت سے پس اگر محرم بلا رحم کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہو گا مثلاً اپنے پسر کی زوجہ یا باپ کی زوجہ یا چچا کی بیٹی کا جو اسکی رضاعی بہن ہو مالک ہوا تو کوئی آزاد نہو جائیگی اسیطرح اگر رحم ہو مگر محرم نہو تو بھی یہی حکم ہو مثلاً ماموں یا چچا کی اولاد کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہوگی یہ کافی مین ہو۔ اور اگر کوئی ایسے آدمی کا مالک ہوا جو بسبب رضاعت یا مصاہرت کے اُسپر دائمی حرام ہو تو وہ آزاد نہو گا اور اگر جوڑوان بچون مین سے کوئی دوسری کا مالک ہوا تو اُسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا یہ مبسوط مین ہو۔ اور مالک خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو دار الاسلام مین اس حکم کیواسطے کچھ فرق نہو گا اور اسیطرح جس ذی رحم محرم کا مالک ہوا ہو چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو کچھ فرق نہین ہو یہ غایۃ البیان مین ہو۔ اور چونکہ یہ حکم دار الاسلام مین ہو لہذا اگر دار الحرب مین کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوا تو وہ اسکی طرف سے آزاد نہو جائیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہو اور اگر کوئی حربی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو کر امان لیکر دار الاسلام مین آیا تو مملوک مذکور اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر مملوک نے اپنی اولاد کو خریدا[2] تو وہ آزاد نہو جائیگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہو۔ اور اگر غلام ماذون نے ایسا مملوک خریدا جو اسکے مالک کا ذی رحم محرم ہو اور اسپر اسقدر قرضہ نہین ہو جو بالکل محیط ہو تو مولی کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر قرضہ محیط ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک آزاد نہو گا اور اگر مکاتب نے اپنے مولی کا بیٹا خریدا تو بالاتفاق آزاد نہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہو اور اگر مکاتب نے ایسے لوگون کو خریدا جنکی فروخت کا مجاز نہین ہو جیسے والدین و اولاد وغیرہ پھر مولی نے اسکو آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائینگے یہ مضمرات مین ہو۔ اور جو شخص غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہو اگر اُسنے موکل کا ذی رحم محرم خریدا تو وہ[3] آزاد نہو جائیگا یہ سراجیہ مین ہو۔ اور ایک شخص نے اپنے پسر کے واسطے اپنے مرض الموت مین ہزار درم کا اقرار کیا اور اس شخص کا سواے اسکے کوئی وارث نہین ہو اور کچھ مال بھی نہ چھوڑا سواے ایک مملوک کے کہ وہ بھی پسر کا ماں کی طرف سے بھائی ہو اور اس مملوک کی قیمت اسی قدر ہو جسقدر قرضہ کا میت نے اپنے پسر کے واسطے اقرار کیا

---

[1] قال المترجم یہ لفظ شامل تر ہو خواہ ملکا رازہ جانب آزاد کنندہ ہو یا اُسکے وارث کی طرف سے ہو ۱۲ منہ [2] قال المترجم واضح ہو کہ ملک سے مراد حقیقی ہو نہ عرفی [3] بیعنے اسواسطے کہ وہ درواقع مالک نہ ہوا ۱۲ اسوجہ سے کہ بیع وکیل نافذ ہو گی ۱۲ منہ

تو محمد رحمہ نے فرمایا کہ مملوک آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ مرض میں جو اقرار ہو وہ گویا وصیت ہے پس جب پسر مذکور اسکا مالک ہوا تو وہ اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر اقرار مذکور حالت صحت میں واقع ہوا ہو تو مملوک مذکور آزاد نہو جائیگا اسواسطے کہ وارث مذکور اسکا مالک نہیں ہوا بدین وجہ کہ قرضہ مذکور میت کے ترکہ کو محیط ہے۔ اور اس بیان سے یہ فائدہ ثابت ہوا کہ جب ترکہ میں وارث کا قرضہ ہو تو وہ وارث کے ترکہ کے مالک ہونے سے مانع ہوتا ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جو اُسکے باپ کے نطفہ سے پیٹ سے ہے حالانکہ وہ باندی اُسکے باپ کے سوائے کسی غیر کی ملک ہے تو خریہ جائز ہوگی اور جو اُسکے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہوگا اور باندی آزاد نہوگی اور جبتک وضع حمل نہو تب تک اُسکو فروخت نہیں کر سکتا ہے کہ اُسکی بیع جائز نہوگی اور بعد وضع حمل کے اُسکو فروخت کر سکتا ہے یہ بلوغ میں ہے۔ اور اگر حاملہ باندی کو آزاد کیا تو اسکا حمل بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر فقط حمل کو آزاد کیا تو بدون باندی کے فقط حمل آزاد ہوگا اگر کسیقدر مال پر حمل کو آزاد کیا تو حمل آزاد ہوگا اور مال واجب نہوگا اور عتق کے وقت حمل کا موجود ہونا اسی طرح دریافت ہو سکتا ہے کہ وقت عتق سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر وقت عتق سے چھ مہینہ یا زیادہ میں بچہ جنی تو آزاد نہوگا الا اس صورت میں کہ حمل میں جوڑیا دو بچہ ہوں کہ پہلا بچہ چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا پھر دوسرا چھ مہینہ یا زیادہ میں پیدا ہوا یا یہ باندی طلاق یا وفات کی عدت میں ہو پس وقت فراق سے دو برس سے کم میں بچہ جنی پس اگرچہ وقت اعتاق سے چھ مہینہ سے زیادہ میں جنی ہو بہرحال اس صورت میں حمل آزاد ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ باندی کا بچہ جو اُسکے مولی سے ہو آزاد ہے اور جو اُسکے شوہر سے پیدا ہو وہ اُسکے مولی کا مملوک ہے بخلاف مغرور کے بچہ کے کہ اسکو فریب دیا گیا ہو اسکا یہ حکم نہیں ہے کہ ماں کا تابع ہو اور آزاد عورت کا بچہ ہر حال میں آزاد ہوتا ہے اسواسطے کہ عورت کا پلہ بھاری ہے پس حریت کے وصف میں عورت کا تابع ہوگا جیسے کہ مملوکیت و مرقوقیت[1] و تدبیر و امومیۃ الولد و کتابت میں یہ وصف بچہ کو ماں کا ملتا ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر بچہ جننے کے وقت اپنی باندی سے کہا کہ تو حرہ ہے اور حالت یہ ہے کہ تھوڑا بچہ باہر نکل چکا ہے پس اگر نصف سے کم نکلا ہو تو بچہ بھی آزاد ہوگا اور اگر زیادہ ہو تو آزاد نہوگا اور ہشام رح اور معلی رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے درحالیکہ اُسکا بچہ کچھ نکل چکا ہے کہا کہ تو آزاد ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سوائے سر کے نصف بدن خارج ہوا ہے تو وہ مملوک ہوگا اور اگر سر کی جانب سے نصف بدن خارج ہوا ہے تو وہ آزاد ہوگا اور اسکے معنے یہ ہیں کہ مع سر کے نصف خارج ہوا ہے تو آزاد ہے یہ محیط میں ہے۔ منتقی میں ہے کہ اگر باندی سے کہا کہ بڑا بچہ جو تیرے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہے پس اسکے جوڑیا دو بچہ پیدا ہوئے تو جو پہلے نکلا وہ بڑا ہے وہی آزاد ہوگا اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ علقہ یا مضغہ جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے تو جو اُسکے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک شخص نے غیر کی باندی کو آزاد کیا پھر مولی نے بعد باندی کے بچہ پیدا ہونے کے عتق کی اجازت دی تو بچہ آزاد نہوگا اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ میرا ہر مملوک سوائے تیرے آزاد ہے تو باندی کا حمل آزاد نہوگا۔ ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے

[1] مرقوقیت کمعنی تحقیق غلام ہونا و تدبیر مدبر کرنا و امومیت یعنی ام ولد ہونا ۱۲ منہ یعنی اگر ماں مملوک لغیرہ ہے تو بچہ مملوک ہے مرقوق ہوگا اور مدبرہ ہے تو مدبر علی ہذا ۱۲ منہ

حالت صحت مین کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ مین ہو آزاد ہو پس دوسرے دن باندی مذکورہ کے ایک مردہ بچہ پیدا ہو جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو بقیاس قول امام اعظم رہ کے باندی آزاد ہو گی۔ اور اگر خود بچہ پیدا نہوا بلکہ کسی آدمی نے دوسرے روز اُسکے پیٹ مین صدمہ پہونچایا جس سے مردہ جنین پیٹ سے گر گیا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو مولی کو اختیار ہو گا پس اگر اسنے مان کو آزاد کیا تو اسکے آزاد ہونے سے بچہ بھی آزاد ہو گا اور اگر باندی مذکورہ حاملہ نہو تو خود آزاد ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر اپنی حاملہ باندی سے کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ مین ہو آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ مولی بیان کرے یعنی کسی کو معین کرے کہ دونون مین سے کون آزاد ہو مر گیا پھر کسی آدمی نے باندی کے پیٹ مین صدمہ پہونچایا کہ جس سے جنین مردہ جسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی گر گیا تو فرمایا کہ مجرم پر اس جنین کے واسطے غرہ آزاد کا جرمانہ واجب ہو گا اور نصف باندی آزاد ہو گی اور نصف کے واسطے سعایت کریگی اور جنین پر کچھ سعایت نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر حربی نے اپنے غلام حربی کو دار الحرب مین آزاد کیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک اسکا اعتاق نافذ نہو گا اور اسمین صاحبین رہ کا خلاف ہو اور اگر حربی نے اپنے مسلمان غلام کو دار الحرب مین آزاد کیا تو بالاتفاق اعتاق نافذ ہو گا اور اسکی ولاء اس حربی کو ملیگی۔ اور اگر حربی مر گیا یا قتل کیا گیا یا مسلمان کے ہاتھ مین قید ہو گیا تو اسکا مکاتب آزاد نہو گا اور بدل کتابت اسکے وارثون کو ملیگا جب کہ خود مر گیا ہو۔ ایک شخص ہندوستان مین گیا یعنی دار الحرب مین گیا پھر وہ دار الاسلام مین آیا اور اسکے ساتھ ایک ہندو آیا جو کہتا تھا کہ مین اسکا غلام ہون پھر یہ ہندو مسلمان ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہندوے مذکور دار الحرب سے مسلمان کے ساتھ بدون اکراہ و زبردستی کے دار الاسلام مین چلا آیا ہو تو وہ آزاد ہو گا اور اسکا یہ قول کہ مین اسکا غلام ہون باطل ہو گا اور اگر مسلمان اسکو زبردستی باکراہ نکال لایا ہو تو وہ مسلمان کا غلام ہو گا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ حربی نے اگر اپنا مسلمان غلام ہبہ کے واسطے پیش کیا تو وہ آزاد ہو گا اگرچہ اسکو فروخت نہ کیا ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہی اسیطرح محیط مین لکھا ہو

دوسرا باب معتق البعض کے بیان مین جسکا کچھ حصہ آزاد کیا گیا ہو۔ اور اگر اپنے غلام مین سے کچھ آزاد کیا خواہ یہ حصہ معین ہو یعنی معلوم ہو مثلاً چوتھائی وغیرہ یا ایسا نہو جیسے غلام سے کہا کہ تجھ مین سے کچھ یا بعض وغیرہ یا تیرا کوئی جزو یا پارہ آزاد ہو گو فرق دونون صورتون مین یہ ہو کہ غیر معلوم کی صورت مین مولی کو بیان کرنیکا حکم دیا جائیگا کہ کس قدر مراد ہو بہر حال امام اعظم رہ کے نزدیک تھوڑا آزاد کرنے سے سب آزاد نہو گا اور صاحبین نے فرمایا کہ سب آزاد ہو جائیگا پھر امام کے نزدیک ایسا غلام اپنی باقی قیمت کے واسطے اپنے مولی کو دینے کے لیے سعایت کریگا یہ نہر الفائق مین ہو اور مضمرات مین لکھا ہو کہ امام اعظم رہ کا قول صحیح ہو انتہی اور اگر کہا کہ تیرا ایک سہم آزاد ہی تو امام اعظم رہ کے نزدیک چھٹا حصہ آزاد ہو گا اسیطرح اگر سہم کی جگہ شی کا لفظ کہا تو بھی یہی حکم ہو یہ فتابیہ مین ہو اور معتق البعض مثل مکاتب کے ہوتا ہو کہ جب تک وہ معاوضہ جو اسپر ادا کرنا چاہیے ہو ادا نہ کرے تب تک اسکی آزادی موقوف رہتی ہو ولیکن جو کچھ کماوے اسکا وہی مستحق ہوتا ہو اور مولی کا اسپر قبضہ نہین رہتا ہو

ف قول الشیخ ذالمہ یہ کرکہ مونسکے بیان و چیز یا بھی ہو تو خطاب بھی موقوف ہو الا صورت پچنین تبیین الخلقت کہ آزادی یا جنبی مجرم کہ جرم کا جرانہ تحت ایکے بنانا پڑیگا یہ ہو کہ

اور نہ خدمت لینے کا استحقاق ہے اور رقیت کامل رہتی ہے کذا فی النہر الفائق اور خود وارث نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اسکا کوئی وارث ہو سکتا ہے اور اسکی گواہی بھی جائز نہیں ہے اور دو عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کر کے انکو جمع نہیں کر سکتا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور بدون اجازت مولی کے نکاح نہیں کر سکتا ہے اور نہ کچھ ہبہ یا صدقہ دے سکتا ہے الا بہت خفیف چیز اور کسی کی طرف سے کفالت نہیں کر سکتا ہے اور کسی کو قرض نہیں دے سکتا ہے مگر اسمیں اور مکاتب میں اتنا فرق ہے کہ اگر معتق البعض اپنے معاوضہ ادا کرنے سے عاجز ہوا تو وہ رقیق نہیں کیا جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ الا جسقدر آزاد ہونے کو باقی ہے اسکو سعایت کر کے ادا کرے آزاد ہونا چاہیے یا مولی باقی بھی آزاد کر دے اور جب کل ملک زائل ہو جائیگی تب وہ سب آزاد ہو جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر ایک غلام دو شریکوں میں مشترک ہو اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پس اگر شریک خوشحال ہو تو دوسرے شریک کو جسنے نہیں آزاد کیا ہے اختیار ہے کہ چاہے خود بھی آزاد کر دے اور چاہے شریک سے اپنے حصہ کا تاوان لے اور چاہے غلام مذکور سے اپنے حصہ کی سعایت کرا دے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور جب دو شریکوں میں سے ایک نے اپنا حصۂ غلام آزاد کر دیا تو دوسرے شریک کو یہ اختیار نہوگا کہ اپنے حصۂ غلام کو فروخت کرے یا ہبہ کرے یا مہر قرار دے اسواسطے کہ یہ غلام بمنزلہ مکاتب کے ہے یہ مبسوط امام سرخسی میں ہے اور تحفہ میں لکھا ہے کہ دوسرے شریک کو جسنے آزاد نہیں کیا ہے پانچ طرح کا اختیار ہوگا جب کہ آزاد کرنے والا شریک خوشحال ہو پس چاہے اپنا حصہ آزاد کرے اور چاہے مکاتب کرے اور چاہے اس سے سعایت کرائے اور چاہے آزاد کنندہ شریک سے تاوان لے اور چاہے اپنا حصہ مدبر کر دے لیکن اگر مدبر کر دیا تو اسکا حصہ مدبر ہو جائیگا مگر غلام پر فی الحال اسکے واسطے سعایت واجب ہوگی پس آزاد ہو جائیگا اور یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکو مدبر کر کے یہ قید لگائے کہ اسکے مرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا کذا فی غایۃ السروجی اور اگر شریک آزاد کنندہ تنگدست ہو تو بھی یہی حکم ہے مگر یہ اختیار نہ ہوگا کہ شریک سے تاوان لے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور جس شریک نے آزاد نہیں کیا ہے اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسی حال پر چھوڑ دے اور کچھ نہ کرے یہ بدائع میں ہے۔ اور جس شریک نے آزاد نہیں کیا ہے اسکے اختیار کرنے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً شریک سے کہے کہ میں نے یہ اختیار کیا کہ تجھ سے تاوان لوں یا یوں کہے کہ مجھے میرا حق دیدے بالجملہ زبان سے جسطرح مشعر ہو اختیار کرے اور اگر فقط دل سے کوئی امر اختیار کیا تو یہ کچھ چیز نہیں ہے یہ نہایہ میں ہے۔ اور اگر شریک نے اپنا حصہ بھی آزاد کر دیا یا مکاتب یا مدبر کر دیا یا غلام سے اپنے حصہ کی سعایت کرالی تو غلام کی ولاء ان دونوں میں مشترک ہوگی اور اگر اسنے آزاد کنندہ شریک سے تاوان لے لیا تو غلام کی ولاء فقط اسی شریک کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور سعایت لینے والا آزاد کنندہ سے جو غلام نے ادا کیا ہے بالاجماع واپس نہیں لے سکتا ہے یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور جب آزاد کرنے والے نے شریک کو تاوان دیدیا تو اسکو اختیار ہے چاہے باقی غلام کو آزاد کرے یا مدبر کرے یا مکاتب کرے یا اس سے سعایت کرا دے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شریک نے آزاد کرنے والے کو تاوان سے بری کر دیا

تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے غلام کی جانب رجوع کرے اور اُسکی ولاء اسی آزاد کنندہ کے واسطے ہوگی اور جو شریک کہ ساکت رہا ہو اُسکا غلام سے سعایت کرانے کا استحقاق باطل ہوگیا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر شریک جس نے آزاد نہین کیا ہو آزاد کرنے والے کے ہاتھ اپنا حصہ فروخت کیا یا بعوض ہبہ کیا تو قیاساً تضمین[1] کے جائز ہوگا مگر استحساناً نہین جائز یہ نہایہ مین ہے۔ اور جب ساکت نے شریک آزاد کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا درحالیکہ شریک مذکور خوشحال ہو پھر چاہا کہ اس سے رجوع کرکے غلام سے سعایت کرادے تو جب تک شریک مذکور نے تاوان دینا قبول نہین کیا ہو یا قاضی حاکم نے اسکا حکم نہین دیا ہو تب تک رجوع کرسکتا ہے اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے اور اصل مین مذکور ہے کہ جب شریک ساکت نے تاوان لینا اختیار کیا تو پھر اُسکو سعایت کرانے کو اختیار کرنا جائز نہوگا اور اسمین کچھ تفصیل نہین فرمائی۔ اور اگر غلام سے سعایت کرانا اختیار کیا تو پھر اسکو یہ اختیار نہوگا کہ شریک تو انگر سے تاوان لینا اختیار کرے خواہ غلام اس سعایت پر راضی ہوا ہو یا نہوا ہو اور یہ حکم سب روایتون کے موافق ہے کذا فی المحیط لیکن اگر غلام مرجاوے تو حکم اختیار بدل سکتا ہے یہ عتابیہ مین ہے اور واضح رہے کہ اختیار کرنا خواہ سلطان کے روبرو ہو یا کسی دوسرے کے روبرو ہو ہر حال یکسان ہے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے۔ پھر اگر آزاد کنندہ نے غلام سے وہ مال جو اُسپر تاوان لازم آیا تھا واپس لیا پھر ساکت کو اسپر حوالہ کردیا اور وکیل کیا کہ اس سے سعایت باقتضاء حق وصول کرے تو یہ جائز ہے اور پوری ولاء معتق یعنے آزاد کنندہ کی ہوگی اور اگر اُسنے کچھ اختیار نہ کیا یہان تک کہ اسکو مجروح کردیا تو غلام کیواسطے اسپر ارش واجب ہوگا اور اسکا جنایت کردینا اسکی طرف سے سعایت کا اختیار کرنا نہوگا اور اسی طرح اگر اس سے کچھ مال غصب کرلیا جس سے غلام کی نصف قیمت ادا ہوسکتی ہے یا غلام نے اسکو قرض دیا یا اسکے ہاتھ بیع کی تو یہ مال غلام کا اُسپر ہوگا یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے۔ اور یسار یعنی آسودہ حال ہونے مین اس امر کا اعتبار ہے کہ شریک کے حصہ کی مقدار قیمت کا مالک ہو یہ امام محمد رح کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور عیون مین مذکور ہے کہ مختار یہ ہے کہ آسودہ حال وہ ہے جو وقت عتق کے ایسی چیز کا مالک ہو جو آزاد شدہ کی نصف قیمت کے مساوی ہو سوائے[2] منزل و خادم و متاع بیت و تن کے کپڑون کے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر زید و عمرو دو آدمیون کے درمیان دو غلام مشترک ہون کہ ایک کی قیمت ہزار درم اور دوسرے کی قیمت دو ہزار درم ہون پھر ایک شریک نے مثلاً زید نے دونون مین سے اپنا حصہ آزاد کیا اور زید کے پاس ہزار درم ہین تو وہ معسر یعنی تنگدست قرار دیا جائیگا یہ ابن رستم نے امام محمد رح سے روایت کیا ہے۔ اور اگر اسکے پاس ہزار سے کم ہون تو ان دونون مین سے جسکی قیمت کم تھی اسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر زید و عمرو کے درمیان ایک غلام ہزار درم قیمت کا مشترک ہو اور زید و خالد کے درمیان ایک غلام پانسو درم قیمت کا مشترک ہو پھر زید نے دونون مین سے اپنا حصہ آزاد کردیا اور زید کے پاس پانسو درم ہین تو وہ معسر قرار دیا جائیگا اور اگر زید کے پاس پانچ سو درم سے کم ہون تو وہ پانسو درم

[1] تضمین یعنی ضمان لے لینے کے طور پر جواز قیاس ہے ١٢ [2] یعنے سوائے ضروریات کے فاضل بقدر نصف قیمت ہو ١٢

والے غلام کے شریک کے حق مین موسر قرار دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور ضمانت و سعایت کیواسطے غلام کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو بروز اعتاق تھی چنانچہ اگر روز اعتاق کی قیمت معلوم ہو پھر اُسکی قیمت بڑھ گئی یا گھٹ گئی یا باندی تھی کہ اُسکے بچہ پیدا ہوا تو ان امور کی طرف التفات نہ کیا جائیگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر وہ بروز اعتاق صحیح ہو پھر وہ اندھا ہوگیا تو اُسکی نصف قیمت صحیح کی واجب ہوگی۔ اور اگر بروز عتق اُسکی آنکھ مین سپیدی ہو پھر اُسکی آنکھ کی سپیدی کم ہوگئی اور آنکھ روشن ہوگئی تو اُسکی نصف قیمت اعمی ہونے کی حالت کی واجب ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اسی طرح آزاد کنندہ کا یسار و عسار بھی اُسی روز کا معتبر ہے جس روز اُسنے آزاد کیا ہے حتی کہ اگر موسر ہونے کی حالت مین آزاد کیا پھر وہ معسر ہوگیا تو تاوان[1] دینے کا حق باطل نہوگا۔ اور اگر اُسنے اعسار کی حالت مین آزاد کیا پھر وہ موسر ہوگیا تو شریک ساکت کو تاوان لینے کا حق ثابت نہوگا۔ اور اگر روز عتق کے غلام کی قیمت مین دونون نے اختلاف کیا پس اگر غلام قائم ہو تو فی الحال اُسکی قیمت اندازہ کیجائیگی اور اگر تلف ہوچکا ہے تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اعتاق اس اختلاف پر سابق ہے تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا خواہ غلام قائم ہو یا تلف ہوگیا ہو۔ اور اگر دونون نے وقت و قیمت مین اختلاف کیا چنانچہ آزاد کنندہ نے کہا کہ مین نے اسکو فلان روز آزاد کیا اور اُسکی قیمت یہ تھی اور شریک ساکت نے کہا کہ تونے اسکو فی الحال آزاد کیا ہے اور اُسکی قیمت دو سو درم ہے تو فی الحال آزاد کیے جانے کا حکم دیا جائیگا اور اسی طرح اگر شریک ساکت اور خود غلام نے قیمت غلام مین اختلاف کیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر شریک ساکت و شریک آزاد کنندہ کے وارثون مین غلام کی قیمت مین اختلاف واقع ہوا تو ویسا ہی حکم ہوگا جیسا خود شریک ساکت و آزاد کنندہ کے درمیان قیمت غلام مین اختلاف کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہے یہ محیط مین ہے اور اگر دونون نے یسار و عسار مین اختلاف کیا تو نظر کرین کہ اگر دونون کا اختلاف درحال اعتاق ہے تو قول آزاد کنندہ کا اور گواہ دوسرے کے مقبول ہونگے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عتق مقدم ہو جانے کے بعد دونون نے یسار و عسار مین اختلاف کیا پس اگر ایسی مدت گذری ہو کہ جسمین یسار عسار بدل جا سکتا ہے تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا اور اگر ایسی مدت ہو کہ بدل نہین سکتا ہے تو فی الحال کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر آزاد کنندہ کا فی الحال موسر ہونا معلوم ہوا تو اختلاف کے کچھ معنی نہین ہین اور اگر نہ معلوم ہوا تو آزاد کنندہ کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ معتق البعض اگر مکاتب کیا گیا پس اگر اسکو درمون یا دینارون پر مکاتب کیا پس اگر مکاتبت بقدر اسکی قیمت کے ہو تو جائز ہے اور اگر اُسکی قیمت سے کم پر مکاتب کیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اُسکی قیمت سے زیادہ پر مکاتب کیا پس اگر زیادتی اسیقدر ہو کہ لوگ اپنی اندازہ مین اسقدر خسارہ اُٹھا لیتے ہین تو بھی جائز ہے اور اگر اسقدر زیادتی ہو کہ ایسے معاملہ مین لوگون کے اندازہ سے بڑھ گئی ہے تو اسمین سے زیادتی طرح دیدیجائیگی۔ اور اگر کتابت عروض پر ہو تو قلیل و کثیر سب طرح جائز ہے اور اگر حیوان پر ہو تو بھی جائز ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر غلام کو عروض پر مکاتب کیا[2] اور وہ اداے کتابت سے عاجز ہوگیا تو جن عروض کے ادا کرنے کا اُسنے التزام کیا تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائینگے اور وہ اپنی نصف

[1] اور تنگدست شریک ساکت کا تاوان لینے کا حق باطل ہوگا ۱۲ [2] یعنی دو شریکون مین سے ایک نے جسکا بعض حصہ آزاد کیا ہے اور باقی شریک نے اپنا حصہ مکاتب کیا ۱۲

قیمت کے واسطے سعایت کرنے پر مجبور کیا جائیگا جیساکہ قبل کتابت کے تھا اور اُس شریک ساکت کو یہ اختیار حاصل نہوگا
کہ شریک آزاد کنندہ سے کچھ ضمان لے سکے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر غلام آزاد کرنے والے کا شریک طفل یا مجنون ہو جسکا
باپ یا دادا یا وصی موجود ہے تو اسکے ولی یا وصی کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کنندہ سے اسکے حصہ کا تاوان لے اور
چاہے غلام سے سعایت کرانا اختیار کرے اور چاہے اسکو مکاتب کرے مگر اُنکو یہ اختیار نہوگا کہ غلام مذکور کو آزاد کرے یا مدبر
کرے اور اسی طرح اگر شریک مکاتب ہو یا ایسا ماذون التجارۃ ہو کہ اُسپر قرضہ ہو تو ان مین سے ہر ایک کو بھی تضمین و
سعایت و مکاتب کرنے کا اختیار ہوگا اور یہ اختیار نہوگا کہ اپنا حصہ آزاد کرے اور اگر غلام ماذون پر قرضہ نہو تو
اختیار اسکے مولی کو حاصل ہوگا پس اگر شریک ساکت نے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو درصورتیکہ شریک طفل
یا مجنون ہو تو ولا انھین دونون کو حاصل ہوگی اور درصورتیکہ مکاتب یا ماذون ہو تو ولا اسکے مولی کو ملیگی یہ
بدائع مین ہے اور اگر طفل کا باپ نہو اور نہ باپ کا وصی ہو مگر مان کا وصی ہو اور یہ غلام ایسا ہے کہ صغیر کو نے اسکو مان کی
میراث مین پایا ہے تو امام محمد رہ نے یہ صورت کتاب مین ذکر نہین فرمائی ہے اور حاکم ابو محمد رہ سے منقول ہے کہ انھون نے فرمایا کہ مین نے
اپنے استاد فقیہ ابو بکر بلخی رہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انھون نے فرمایا کہ اگر اسکی مان کا وصی ہو اور کوئی اُسکا
وصی نہو تو اس وصی کو اختیار رہوگا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور چاہے غلام سے سعایت کرالے اگرچہ سعایت
کرانا کتابت کے معنی مین ہے مگر وصی مادر کو یہ اختیار نہین ہے کہ اسکو مکاتب کرے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر صغیر و مجنون کا
کوئی ولی و وصی نہو پس اگر وہان کوئی حاکم شرعی ہو تو حاکم ایسے شخص کو مقرر کریگا جو انکے واسطے ان امور تضمین و استسعا
و مکاتبت مین سے جو بہتر ہے اختیار کرے اور اگر وہان کوئی حاکم نہو تو امر موقوف رہیگا یہانتک کہ طفل بالغ ہو اور
مجنون کو افاقہ حاصل ہو پھر یہ دونون خود ہی پانچون اختیارات مین سے جو چاہینگے اختیار کرینگے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر
شریک ساکت کے کوئی امر اختیار کرنے سے پہلے غلام مرگیا اور شریک آزاد کنندہ موسر ہے پس شریک ساکت نے اس سے
ضمان لینا اختیار کیا تو امام اعظم رہ سے مشہور روایت کے موافق اسکو یہ اختیار حاصل ہے اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا
کہ اگر غلام مرگیا اور بعد آزاد ہونے کے جو اُسنے کمائی کی وہ چھوڑی تو شریک ساکت کو بلا خلاف یہ اختیار ہے کہ شریک آزاد کنندہ
سے تاوان لے لیکن غلام کی کمائی مین سے سعایت لے سکتا ہے یا نہین اسمین مشائخ کا اختلاف ہے اور عامۂ مشائخ رح کے
نزدیک اسکو یہ اختیار نہین ہے اور اسی طرف امام محمد رح نے اصل مین اشارہ فرمایا ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ شریک ساکت
کے کوئی امر اختیار کرنے سے پہلے غلام مرگیا اور شریک آزاد کنندہ موسر ہو اور اگر شریک آزاد کنندہ معسر ہو اور باقی
مسئلہ بحالہ ہو تو اگر غلام کے بعد آزاد ہونے کی کمائی موجود ہو تو بلا خلاف شریک ساکت کو اُسمین سے سعایت لے لینے کا
اختیار ہوگا۔ اور اگر ایسا کچھ مال نہو جسکو غلام مذکور نے بعد آزادی کے کمایا ہو تو مال سعایت غلام کی گردن پر قرضہ
باقی رہیگا یہانتک کہ غلام کا کچھ مال ظاہر ہو یا کوئی شخص احسان کرکے غلام پر جو قرضہ ہے ادا کردے یا خود ساکت
اسکو بری کردے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر شریک آزاد کنندہ نے تاوان دیا تو جسقدر اُسنے تاوان دیا ہے وہ غلام کے

۱؎ تضمین تاوان لینا استسعاء کمائی کرانا مکاتبت نوشتہ لکھدینا ۱۲ ۲؎ قال المترجم ظاہر یہ احکام دنیا مین صحیح ہے آخرت مین وہ مفروض نہ رہیگا فافہم

ترکہ میں سے لیگا اگر اسکا کچھ ترکہ ہو اور اگر نہو تو وہ غلام پر قرضہ ہوگا یہ بدائع میں ہے - اور اگر غلام نے ایسا مال چھوڑا جسمیں سے کچھ اسنے قبل آزادی کے کمایا اور کچھ بعد آزادی کے پس جو اُسنے قبل آزاد ہونے کے کمایا ہے وہ دونوں مولاؤں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور جو اُسنے بعد آزاد ہونے کے کمایا ہے وہ غلام کا ترکہ ہوگا وہ ساکت لے لیگا یا اگر آزاد کنندہ نے تاوان دیدیا ہو تو آزاد کنندہ لے لیگا اور بعد حق بھر لے لینے کے اگر کچھ باقی رہا تو وہ آزاد کنندہ کو میراث ملیگا - اور اگر دونوں شریکوں نے آپس میں اختلاف کیا چنانچہ ایک نے کہا کہ یہ وہ مال ہے جو اُسنے قبل عتق کے کمایا ہے اور یہ سب ہمارے درمیان میں مشترک ہے اور دوسرے نے کہا کہ بعد عتق کے کمایا ہے تو وہ بمنزلہ بعد عتق کے کمائے ہوئے کے قرار دیا جائیگا اور جو شخص دونوں میں سے تاریخ سابق کا مدعی ہوگا (یعنی عتق سے تاریخ سابق بیان کرے) اسکا قول قبول نہوگا الا بحجت یہ مبسوط میں ہے - اور اگر شریک ساکت مرگیا تو اُسکے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں اعتاق اختیار کریں یا تضمین یا سعایت یہ محیط سرخسی میں ہے - پس اگر وارثوں نے آزاد کنندہ سے ضمان لے لی تو پوری ولاء آزاد کنندہ کو ملیگی اور اگر وارثوں نے اپنا حصہ آزاد کر دینا یا غلام سے سعایت کرانا اختیار کیا تو اُسکے حصہ کی میراث میت کے وارثوں میں سے مذکروں کو ملیگی نہ مونثوں کو اور اگر بعضوں نے سعایت کو اختیار کیا اور بعضوں نے ضمان لینا تو ہر ایک کو انہیں سے وہی ملیگا جو اُسنے اختیار کیا ہے اور حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ وارثوں کو ایسے تفرق کا اختیار نہیں ہے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ چاہیں ضمان لینے پر اتفاق کریں یا سعایت کرانے پر اتفاق کریں اور یہی اصح ہے یہ مبسوط میں ہے اور اگر آزاد کنندہ مرگیا پس اگر اُسنے اپنی صحت میں آزاد کیا ہو تو بلا خلاف اُسکے ترکہ میں سے غلام کی نصف قیمت لے لیجائیگی اور اگر حالت مرض میں آزاد کیا ہو تو وہ ضامن نہ ہوگا تاکہ اُسکے ترکہ سے کچھ لیا جاوے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے یہ بدائع میں ہے - اور غلام مذکور اپنے مولی کے واسطے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سعایت کریگا یہ محیط میں ہے - اور اگر ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو جنمیں سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا پھر شریک ساکت نے (یعنی جسنے آزاد نہیں کیا ہے) چاہا کہ اپنے حصہ میں سے نصف کی ضمان آزاد کنندہ سے لے اور نصف کے واسطے غلام سے سعایت کرا لے تو آیا یہ اختیار اسکو ہے یا نہیں تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہے اور کہنے والا یہ کہ سکتا ہے کہ اسکو یہ اختیار ہے اور کوئی کہنے والا یہ بھی کہ سکتا ہے کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے ایسا ہی زیادات کی کتاب الغصب میں ذکر فرمایا ہے یہ ظہیریہ میں ہے منتقی میں امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہے اسکو ایک نے آزاد کیا حالانکہ وہ معسر ہے یہاں تک کہ غلام پر سعایت واجب ہوئی پھر اُسنے سعایت کرنے سے انکار کیا تو وہ غلام معتق بمنزلہ ایسے آزاد کے ہے جسپر قرضہ ہو یہاں تک کہ قرضہ کو ادا کرے اور اسکے حق میں حکم یہ دیا جائیگا کہ اگر وہ سمجھدار ہے اور اپنے ہاتھ سے کام کر سکتا ہے یا اُسکا کوئی کام معروف ہے جیسے نجاری وغیرہ تو وہ کسی کو اجرت پر دیا جائیگا اور اُسکی اجرت لیکر اجرت سے اُسکا قرضہ دیا جائیگا - اور نیز منتقی میں مذکور ہے کہ ایک غلام صغیر دو آدمیوں میں مشترک ہے اسکو ایک شریک نے آزاد کیا درحالیکہ وہ معسر ہے پھر شریک نے اسکو اجرت پر دینا چاہا پس اگر غلام سمجھدار ہے اور وہ [illegible] تو یہ مواجرہ غلام پر جاری ہوگا اور یہ اجرت اُس شریک کو ملیگی جسنے آزاد نہیں کیا ہے اور یہ اسکے حق میں محسوب ہوگی

یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ اپنے شریک کی اجازت سے آزاد کیا تو اُسپر تاوان واجب نہوگا ہان ظاہر الروایہ کے موافق اسکو غلام سے سعایت کرانے کا اختیار حاصل ہوگا یہ بحرالرائق مین ہی - نصف کے مضارب نے اگر ہزار درم سے جو راس المال ہی دو غلام خریدے جسمین سے ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہی پس ان دونون کو رب المال نے آزاد کر دیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور مضارب کے حصہ کا ضامن ہوگا خواہ موسر ہو یا معسر ہو یہ کافی مین ہی - اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دو غلام دو شخصون مین مشترک ہین اور ایک نے کہا کہ انمین سے ایک غلام آزاد ہی حالانکہ کہنے والا شریک فقیر ہی پھر وہ غنی ہو گیا پھر اُسنے عتق کے واسطے ایک کو معین کر دیا تو بعد عتق کے اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر وہ کسی کو عتق کے واسطے معین کرنے سے پہلے مر گیا حالانکہ وہ قبل موت کے غنی ہو گیا تھا تو دونون مین سے ہر ایک کی قیمت کی چوتھائی کا ضامن ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قیمت وہ معتبر ہوگی جو اسکے کلام عتق کہنے کے روز تھی کذا فی الایضاح - اور اگر ایک غلام ایک جماعت کے درمیان مشترک ہو کہ انہین سے ایک نے اپنا حصہ غلام آزاد کیا اور باقی شریکون مین سے بعض نے اپنے حصہ کی سعایت کرانی اختیار کی اور بعض نے آزاد کرنا اختیار کیا اور بعض نے آزاد کنندہ سے ضمان لینی پسند کی تو امام اعظم رح کے نزدیک ہر ایک کو وہ ملیگا جو اُسنے اپنے حصہ کی بابت اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہی - اور امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ ایک غلام تین آدمیون میں مشترک ہی کہ ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا پھر اسکے بعد دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا تو تیسرے کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اول آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی ضمانت لے اگر وہ موسر ہو یا چاہے آزاد کر دے یا مدبر یا مکاتب کر دے یا سعایت کرا دے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے آزاد کنندہ سے تاوان لے اگرچہ وہ موسر ہو پس اگر اُسنے اول آزاد کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا تو اوّل کو اختیار ہوگا چاہے آزاد کر دے یا مدبر یا مکاتب کرے اور چاہے سعایت کرا دے اور یہ اختیار اسکو حاصل نہ ہوگا کہ دوسرے آزاد کنندہ سے تاوان لے یہ بدائع مین ہی اور اگر ایک شریک نے آزاد کیا اور ساتھ ہی دوسرے نے اسکو مکاتب اور تیسرے نے اسی وقت مدبر کیا تو ان مین سے کسی شریک کو دوسرے سے رجوع کا اختیار نہ ہوگا - اور اگر ایک نے پہلے اسکو مدبر کیا پھر دوسرے نے اسکو آزاد کیا پھر تیسرے نے اسکو مکاتب کیا تو مدبر کرنے والے کو آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لینے کے لیے رجوع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور مکاتب کرنے والا کسی سے رجوع نہین کر سکتا ہی - اور اگر پہلے نے مدبر پھر دوسرے نے مکاتب اور پھر تیسرے نے آزاد کیا تو مدبر کرنیوالے و آزاد کرنے والے کا حکم وہی ہی جو مذکور ہوا ہی اور رہا مکاتب کرنیوالا پس اگر غلام مذکور ادائے کتابت سے عاجز ہو جاوے تو آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لے لیگا - اور اگر پہلے نے مکاتب کیا اور پھر دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور پھر تیسرے نے آزاد کیا پس اگر غلام ادائے کتابت سے عاجز نہوا تو مکاتب کنندہ کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اسپر کچھ ضمان واجب نہوگی اور اگر عاجز ہوا تو مدبر کرنے والے سے تہائی قیمت لیگا نہ آزاد کنندہ سے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر ایک غلام تین آدمیون مین مشترک ہو پس اسکو ایک نے

ف کلام عتق کا اعتبار نہ کیا بلکہ وقت تعیین کے تونگر ہو جانا معتبر رکھا ۱۲ منہ

مدبر کیا پھر دوسرے نے اسکو آزاد کیا اور یہ دونوں موسر ہیں تو امام اعظم رح کے نزدیک مدبر کنندہ کی تدبیر اُسکے حصہ ہی تک رہیگی اور دوسرے کا آزاد کرنا صحیح ہی پھر ساکت کو اختیار ہوگا کہ مدبر کنندہ سے تہائی قیمت غلام کی ضمانت لے اور آزاد کنندہ سے تاوان نہیں لے سکتا ہی اور اگر چاہے تو غلام سے اسکی تہائی قیمت کے واسطے سعایت کرائے اور اگر چاہے اُسکو آزاد کر دے۔ اور جب مدبر کنندہ نے تاوان دیدیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ غلام سے یہ مال تاوان لے پس غلام مذکور اسقدر مال کے لیے اُسکے واسطے سعایت کریگا یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی میں ہی۔ اور اگر مدبر کنندہ معسر ہو تو ساکت کو غلام سے سعایت کرائے کا اختیار ہوگا نہ تاوان لینے کا۔ پھر جب ساکت نے مدبر کنندہ سے تاوان لینا اختیار کیا اور لے لیا تو غلام کی دو تہائی ولاء مدبر کنندہ کی ہوگی اور ایک تہائی آزاد کنندہ کی ہوگی اور اگر اُسنے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی تو اسکی ولاء ان تینوں میں تین تہائی ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہی اور مدبر کنندہ کو بھی اختیار ہی کہ جسنے آزاد کیا ہی اس سے غلام کی تہائی قیمت لے باین صفت کہ ایسے غلام کی درصورتیکہ مدبر ہو کیا قیمت ہی جو ہو اُسکی تہائی قیمت لے اور یہ اختیار نہیں ہی کہ جسقدر اُس نے ساکت کو اُسکے حصہ کی قیمت تاوان دی ہی وہ آزاد کنندہ سے تاوان لے اور اس غلام کی ولاء مدبر کنندہ اور آزاد کنندہ کے درمیان تین تہائی اسطرح ہوگی کہ دو تہائی مدبر کنندہ کی اور ایک تہائی آزاد کنندہ کی ہوگی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی میں ہی۔ اور مدبر کنندہ کو اختیار ہی چاہے اپنے حصہ کو جسکو مدبر کیا ہی آزاد کر دے اور چاہے غلام سے سعایت کرا دے اور اگر اُسنے اپنے اختیار سے یہ امر اختیار کیا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے تو آزاد کنندہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ غلام سے اس حصہ کی بابت سعایت کرا دے یہ بدائع میں ہی۔ اور اگر آزاد کنندہ معسر ہو تو مدبر کنندہ کو تضمین کا اختیار نہ ہوگا ہاں غلام سے سعایت کرانے کا اختیار ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہی۔ اور اگر ساکت نے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لیا پھر تیسرے شریک نے اُسکو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے غلام کی دو تہائی قیمت تاوان لے جسمیں سے ایک تہائی قیمت غلام کی مدبر ہونے کے ساتھ جو قیمت ہو اُسمیں سے ہوگی اور ایک تہائی محض غلام ہونے کے ساتھ جو قیمت ہو اسمیں سے ہوگی یہ نہایہ میں تمرتاشی سے منقول ہی۔ اور واضح رہے کہ محض غلام کی جو قیمت ہو اُسکی تہائی غلام مدبر کی قیمت ہوتی ہی اور بعض نے فرمایا کہ محض غلام کی نصف قیمت ہوتی ہی اور اسی طرف صدر الشہید رح نے میل کیا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ کافی میں ہی۔ اور اگر ایک غلام تین رہط[1] میں مشترک ہو پھر رہط نے اپنا حصہ آزاد کیا ہی اور دوسرے نے مدبر کیا اور تیسرے نے مکاتب کیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہی کہ اول کون ہی تو ہم کہتے ہیں کہ بنا بر قول امام اعظم رح کے آزاد کنندہ کا آزاد کرنا نافذ ہوگا اور کسی پر اُسکی ضمان نہیں ہو سکتی ہی اور مدبر کنندہ کا مدبر کرنا بھی اپنے حصہ میں نافذ ہوگا اور اسکو خیار حاصل ہوگا چاہے غلام سے تہائی قیمت غلام مدبر کے واسطے سعایت کرا دے یا چاہے تو آزاد کنندہ سے ششم حصہ قیمت[2] غلام تاوان لے اور ششم حصہ قیمت کے واسطے غلام سے سعایت کرا دے۔ اور رہا مکاتب کرنے والا پس اگر غلام اپنی کتابت پر رہا اور مال کتابت اُسنے ادا کیا تو خیر اور اُسکی ولاء ان سب میں تین تہائی مشترک ہوگی اور اگر

[1] رہط جماعت کم از دہ اور یہاں نفر مراد ہی ۱۲ منہ [2] یعنے غلام مدبر کی قیمت کا ششم حصہ ۱۲ منہ رح

غلام ادائے کتابت سے عاجز ہو گیا تو مکاتب کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ ہر دو فریق سے اپنے حصہ کی بابت نصف نصف قیمت لے لیگا بشرطیکہ دونوں موسر ہوں اور یہ دونوں جو کچھ تاوان میں دینگے غلام سے واپس لے سکتے ہیں اور اس غلام کی ولاء انھیں دونوں میں نصفا لنصف مشترک ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور مکاتب کنندہ در صورت عجز غلام چاہے تو اپنا حصہ بھی آزاد کر دے اور چاہے غلام سے سعایت کرالے یہ ینابیع میں ہے۔ اور اگر غلام پانچ شخصوں میں مشترک ہو پس ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا اور دوسرے نے اسکو مدبر کیا اور تیسرے نے اپنا حصہ مکاتب کیا اور چہارم نے اپنا حصہ فروخت کیا اور ثمن وصول کر لیا اور پانچویں نے اپنے حصہ پر کسی عورت سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اول کون ہے تو ہم کہتے ہیں کہ بقول امام اعظم رحمہ کے عتق و تدبیر کا حکم وہی ہے جو ہمنے اول صورت میں بیان کیا ہے فقط فرق یہ ہے کہ تضمین یا سعایت کرانا اول صورت میں تہائی کی بابت ہوگا اور یہاں پانچویں حصہ میں ہوگا اور رہی بیع پس اگر باہم اتفاق کیا کہ یہ بیع بعد عتق و تدبیر کے واقع ہوئی یا بائع نے کہا کہ قبل عتق کے تھی اور غلام اسکے قبضہ میں ہے اور مشتری نے کہا کہ بعد عتق کے واقع ہوئی ہے تو بیع باطل ہوگی اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ قبل عتق و تدبیر کے واقع ہوئی ہے تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے بیع توڑ دے اور چاہے عقد بیع کو پورا کر دے اور اپنا حصہ خواہ آزاد کر دے یا اس سے سعایت کرالے پس اسکی ولاء اسی مشتری کی ہوگی اور چاہے آزاد کنندہ و مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت تاوان لے بشرطیکہ دونوں موسر ہوں پھر دونوں اس مال تاوان کو غلام سے واپس لینگے اور رہی عورت پس اگر دونوں نے باہم اتفاق کیا کہ تزوج بعد عتق و تدبیر کے واقع ہوا ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کے واسطے اسکے شوہر پر غلام کے پانچویں حصہ کی قیمت واجب ہوگی اور اگر دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ تزوج قبل عتق و تدبیر کے واقع ہوا ہے تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے یہی لینے غلام مذکور کا حصہ ترک کرکے شوہر سے اسکے پانچویں حصہ کی قیمت تاوان لے اور چاہے اجازت دیکر اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اسکے پانچویں حصہ کی قیمت کے واسطے سعایت کرا دے اور پانچویں حصہ غلام کی ولاء عورت کی ہوگی اور چاہے تو آزاد کنندہ و مدبر کنندہ دونوں سے پانچویں حصہ غلام کی قیمت نصفا لنصف تاوان لے پھر اگر کچھ زیادتی ہو تو عورت مذکورہ در بارہ زیادت کے سعی کرنے بھی جائیگی بخلاف مشتری کے اور رہا حصہ مکاتب کنندہ تو اسکی وہی حالت ہے جو ہمنے ذکر کر دی ہے کہ اگر غلام نے بدل کتابت اسکو ادا کر دیا تو اسکی جانب سے آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز رہا تو اسکو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ و مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت نصفا لنصف تاوان لے بشرطیکہ دونوں موسر ہوں اور اگر غلام میں کوئی چھٹا حصہ کا شریک ایسا ہو کہ جسنے اپنا حصہ صغیر فرزند کو ہبہ کر دیا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے قبل عتق کے ایسا کیا یا بعد عتق کے تو اسمیں اس فرزند کے باپ کا قول قبول ہوگا پس اگر اسنے کہا کہ بعد عتق کے ہبہ واقع ہوا تو باطل ہے اور اگر اسنے کہا کہ قبل عتق کے واقع ہوا تو ہبہ جائز ہے پھر اس طفل صغیر کا باپ اپنے فرزند کے قائم مقام اس حصہ میں قرار دیا جائیگا کہ وہ تصرف کر سکتا ہے جیسے فرزند اپنے بالغ ہونے پر تصرف کرتا چنانچہ باپ کو ضمان لینے یا غلام سے سعایت کرانے کا اختیار رہیگا و لیکن یہ اختیار نہوگا کہ حصہ مذکور آزاد کر دے پس اگر آزاد کنندہ و مدبر کنندہ دونوں موسر ہوں تو پدر مذکور ہر ایک سے ششم حصہ کی قیمت نصف لے لیگا اور چاہے تو غلام سے ششم حصہ قیمت کے واسطے اپنے فرزند کے لیے

سعایت کرالے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہو۔ ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ اگر مملوک تین آدمیون مین مشترک ہو کہ انمین سے ایک کا نصف اور دوسرے کا تہائی اور تیسرے کا ششم حصہ ہو پس آدھے و تہائی کے شریکون نے اپنا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو ششم حصہ والے کے حصہ کے نصف نصف دونون ضامن ہونگے اور نصف حصہ والے کی نصف ولا بسبب اپنے حصہ کے اور چھٹے حصہ کی نصف بسبب تاوان دینے کے ہوگی اور تہائی والے کی تہائی ولا بسبب اسکے حصہ کے اور ششم حصہ کی نصف ولا بسبب تاوان دینے کے ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنے فرزند کا مع دوسرے مرد کے بوجہ خرید یا صدقہ یا وصیت یا میراث کے مالک ہوا تو باپ کا حصہ آزاد ہو جائیگا خواہ دوسرا شریک یہ جانتا ہو کہ وہ میرے شریک کا بیٹا ہو یا نجانتا ہو اور باپ اپنے شریک کے حصہ کا ضامن بھی نہوگا یہ عینی شرح کنز مین ہو۔ خواہ باپ موسر ہو یا معسر ہو یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے منقول ہو اور باپ کے شریک کو اختیار رہوگا چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے حصہ کی بابت سعایت کرالے اور اسکے سوا اسکو کچھ اختیار نہین ہو اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو اور صاحبین رح نے فرمایا کہ سوائے صورت میراث کے اور وجوہ ملک مین باپ شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ موسر ہو اور اگر معسر ہوگا تو ابن مذکور شریک مذکور کے حصہ کے واسطے سعایت کریگا یہ عینی شرح کنز مین ہو اور اس امر پر اجماع ہو کہ اگر باپ اور اجنبی دونون نے میراث مین پایا ہو تو باپ ضامن نہوگا اور یہی حکم ہر ایسے قریب مین ہو جو بسبب قرابت رحم کے خود آزاد ہو جاتا ہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر ابتدا مین اجنبی نے نصف پسر کو خرید اپھر اسکے باپ نے نصف باقی کو خرید ا اور باپ موسر ہو تو اجنبی کو اختیار حاصل ہوگا چاہے باپ سے تاوان لے اور چاہے پسر یعنی بیٹے سے اسکی نصف قیمت کے واسطے سعایت کرا دے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو کذا فی الہدایہ یا چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یہ غایۃ البیان مین ہو۔ اور اگر کسی شخص نے اپنا نصف غلام فروخت کیا یا ہبہ کیا اور یہ فروخت و ہبہ اس غلام کی کسی ذی رحم محرم کے ساتھ ہو تو جس شخص کی طرف سے یہ غلام خود بخود بسبب ذی رحم قرابت ہونے کے آزاد ہو گیا ہو وہ اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن نہوگا خواہ شریک کو یہ امر معلوم ہو یا نہو ہان غلام اس شریک کے حصہ کے واسطے سعایت کریگا یہ امام اعظم رح کا قول ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور ہمارے اصحاب نے اجماع کیا ہو کہ اگر دو شریکون مین سے ایک نے اپنا حصہ غلام کسی قریب ذی رحم کے ہاتھ فروخت کیا تو شریک دیگر کو یہ اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے اپنے حصہ کی بابت تاوان لے بشرطیکہ وہ موسر ہو اور اسکو بائع سے تاوان لینے کا اختیار نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہو۔ اور غلام مذکور سعایت کریگا اگر وہ مشتری معسر ہو اس پر اجماع ہو یہ ینابیع مین ہو۔ دو بھائیون نے اپنے باپ کی میراث مین ایک غلام پایا پھر ایک نے ان دونون مین سے کہا کہ یہ میرا بھائی از جانب پدر ہو اور دوسرے نے انکار کیا تو اقرار کنندہ دوسرے کے واسطے کچھ ضامن نہوگا ہان غلام مذکور اسکے حصہ کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ یہ میرا بھائی از جانب مادر ہو حالانکہ اسکا کوئی بھائی معروف از جانب مادر نہین ہو تو دوسرے کے حصہ کا ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر ایک باندی جو زید اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو زید نے آزاد کر دی پھر وہ بچہ جنی تو شریک کو اختیار ہوگا

سلہ یعنے زید کا مالک زید کا باپ اور عمرو ایک مرد ہو یعنی باپ و عمرو دونون مالک ہوئے ۱۲ منہ

کہ زید سے اپنے حصہ کی وہ قیمت لے جو آزاد کرنے کے روز تھی اور بچہ کی قیمت مین سے کچھ تاوان نہین لے سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دو شریک باندی مین سے ایک نے باندی کے پیٹ مین جو ہے آزاد کیا پھر وہ جوڑ یا دو بچے جنی مگر دونو مردے تو اسپر ضمان واجب ہوگی اور اگر زندہ توام جنی تو ضامن ہوگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر دو شریک باندی مین سے ایک نے باندی کو آزاد کیا حالانکہ وہ حاملہ تھی پھر دوسرے نے جو اسکے پیٹ مین ہے وہ آزاد کر دیا پھر چاہا کہ اپنے شریک سے جسنے باندی کو آزاد کیا ہے باندی کی نصف قیمت تاوان لے تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور جو فعل اسنے کیا ہے وہ اسکی طرف سے اختیار سعایت ہو جائیگا۔ اور اگر دونون نے جو باندی کے پیٹ مین ہے آزاد کیا پھر دونو مین سے ایک نے باندی کو آزاد کیا اور وہ موسر ہے تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ شریک آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تاوان لے اگر چاہے۔ اور حمل بنی آدم مین نقصان شمار کیا جاتا ہے پس جسنے باندی کو آزاد کیا ہے وہ حاملہ باندی کی نصف قیمت تاوان دیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر غلام کے دو شریکون مین سے ایک نے غلام کی آزادی کو دوسرے روز فلان کے کسی فعل پر معلق کیا مثلاً یون کہا کہ اگر کل کے روز زید دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہے اور دوسرے شریک نے اسکے برعکس کیا یعنی اگر کل کے روز زید دار مین داخل نہوا تو تو آزاد ہے پھر کل کا روز گذر گیا اور یہ معلوم نہوا کہ زید دار مین گیا تھا یا نہین گیا تھا تو نصف غلام آزاد ہو جائیگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے ان دونون شریکون کیلیے سعایت کریگا جسکو دونون نصفا نصف تقسیم کر لینگے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یا ایک موسر اور دوسرا معسر ہو اور یہی امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے بشرطیکہ دونون معسر ہون یہ شرح کنز مین ہے۔ دو غلام دو شخصون کے درمیان مشترک ہین مثلاً زید و بکر کے درمیان دو غلام مشترک ہین پس زید نے ایک غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اگر فلان اس دار مین آج کے روز داخل نہوا۔ اور بکر نے دوسرے غلام سے کہا کہ اگر فلان اس دار مین آج کے روز داخل ہوا تو تو آزاد ہے پھر وہ دن گذر گیا اور دونون نے اتفاق کیا کہ ہمکو نہین معلوم کہ فلان مذکور داخل ہوا تھا یا نہین تو ان دونون غلامون مین سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی تین چوتھائی قیمت کیواسطے سعایت کریگا جو دونون مولاؤن کے درمیان نصفا نصف مشترک ہوگی۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح کے قیاس قول پر یہ ہے کہ دونون مین سے ہر ایک اپنی پوری قیمت کے واسطے سعایت کرے جو دونون مولاؤن مین نصفا نصف ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار مین امروز داخل ہوا تو تو آزاد ہے اور دوسرے شریک نے کہا کہ اگر تو اس دار مین امروز داخل نہوا تو تو آزاد ہے پھر یہ دن گذر گیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ داخل ہوا یا نہین داخل ہوا تو اسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور نصف کیواسطے سعایت کریگا جو دونون کے درمیان نصفا نصف مشترک ہوگی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے خواہ دونون شریک معسر ہون یا موسر ہون یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر غلام دو شریکون مین مشترک ہو کہ ایک نے اسکے عتق کی قسم کھائی کہ وہ دار مین داخل ہوا اور دوسرے نے اسکے عتق کی قسم کھائی کہ وہ نہین داخل ہوا تو نصف غلام آزاد ہو گیا اور اپنی نصف قیمت کیواسطے سعایت کریگا جو ان دونون مین مشترک ہوگی خواہ دونون موسر ہون یا معسر ہون یہ امام اعظم رح کا قول ہے یہ ایضاح مین لکھا ہے۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک

ہو کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تجھسے کل کے روز گذشتہ کو تیرا حصہ خرید ا ہو تو یہ غلام آزاد ہے اور دوسرے نے کہا کہ اگر
میں نے گذشتہ کل کے روز اپنا حصہ تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا ہے تو یہ آزاد ہے تو غلام آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ ان دونوں
میں سے ہر ایک یہ گمان کرتا ہے کہ دوسرا حانث ہے پس مدعی بیع سے کہا جائیگا کہ تو اپنے گواہ قائم کر پس اگر اسنے گواہ قائم کیے
تو بیع ہونے اور ثمن کی ڈگری کر دیجائیگی اور مشتری کی طرف سے غلام بغیر سعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکے پاس گواہ
نہوں اور اسنے مشتری سے قسم لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار ہوگا پس اگر مشتری نے قسم کھانے سے نکول کیا تو بھی یہی حکم ہے اور
اگر اسنے قسم کھالی تو غلام مذکور مملوک رقیق نہ چھوڑا جائیگا امام اعظم رح کے نزدیک بعد اسکے منکر کے واسطے اپنی نصف قیمت کے
لیے سعی کریگا خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا مدعی بیع موسر ہو یا معسر ہو اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر دونوں معسر ہوں
یا مدعی بیع معسر ہو تو ایسا ہی حکم ہے اور اگر دونوں موسر ہوں یا مدعی بیع موسر ہو تو غلام سعایت نہ کریگا چنانچہ روایت
ابو حفص میں مذکور ہے کہ مدعی بیع کے واسطے غلام سعایت نہ کریگا خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں یا ایک موسر ہو اور دوسرا
معسر ہو اور یہ بالاجماع ہے اور یہی صحیح ہے پھر جب منکر خرید نے قسم کھالی تو اسکو اختیار ہوگا کہ بائع سے قسم لے اگر وہ موسر ہی
پس اگر بائع نے قسم سے انکار کیا تو اسکے ذمہ موجب نکول لازم ہوگا اور اگر وہ قسم کھا گیا تو سعایت کا حکم وہی ہوگا
جو ہمنے بیان کردیا ہے اور قاضی کو بدون درخواست منکر خرید [illegible] کے بائع سے قسم لینے کا اختیار رہیگا - اور اگر بائع نے کہا کہ اگر میں
اپنا حصہ اس غلام میں سے تیرے ہاتھ فروخت کر چکا ہوں تو یہ آزاد ہے اور مشتری نے کہا کہ اگر تو اسمیں سے اپنا حصہ
میرے ہاتھ نہیں فروخت کر چکا ہے تو یہ آزاد ہے تو مدعی خرید کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے گواہ قائم کرے پس اگر اسنے گواہ قائم
کیے تو غلام رقیق قرار دیا جائیگا اور اگر اسکے پاس گواہ نہوں تو فقیہ ابو اسحق سے روایت ہے کہ وہ قسم کھانے پر مجبور نہ کیا
جائیگا لیکن اگر قسم کھائے تو بیع نہ کیا جائیگا اور اگر مدعا علیہ نے قسم کھائی تو بیع ثابت ہوگی پس غلام مذکور امام اعظمؒ کے نزدیک
اپنی پوری قیمت کیواسطے سعایت کریگا جو دونوں میں مشترک ہوگی خواہ دونوں موسر ہوں یا معسر ہوں اور صاحبینؒ کے
نزدیک اگر دونوں معسر ہوں تو دونوں کے واسطے سعایت کریگا اور اگر دونوں موسر ہوں یا مدعی خرید موسر ہو تو مدعی
خرید کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا - اور اگر دونوں شریکوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے تیرا حصہ خرید ا ہے اگر میں نے نہ
خرید ا ہو تو یہ آزاد ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اپنا حصہ فروخت نہیں کیا بلکہ میں نے تیرا حصہ تجھسے خرید ا ہے اگر میں نے اسکو فروخت
کیا ہو تو یہ آزاد ہے تو دونوں کو قاضی حکم دیگا کہ اپنے اپنے گواہ لاویں پس اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ظاہر ہوا کہ دونوں
میں سے ہر ایک اپنی قسم میں سچا ہے اور غلام مذکور دونوں کے درمیان مشترک رقیق باقی رہیگا اور اگر فقط ایک نے گواہ
قائم کیے تو پورا غلام اسکا رقیق ہوگا - اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی دونوں سے قسم نہ لیگا لیکن
اگر قسم لی تو جائز ہے پس اگر دونوں نے قسم سے نکول کیا تو غلام مذکور دونوں کے درمیان مشترک رقیق رہجائیگا جیسا کہ
دونوں کے گواہ قائم کرنے کی صورت میں ہوا تھا اور دونوں میں سے جو نکول کریگا اسکے ذمہ دوسرے کا دعوی ثابت
ہوگا پس جو قسم کھا گیا ہے غلام اسکی ملک ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو غلام مذکور سعایت سے
خارج ہو کر آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط جامع کبیر حصیری میں ہے - اور جامع کبیر میں لکھا ہے کہ دو شریکوں میں سے اگر ایک نے

ف یعنی دونوں میں سے کسی ۱۲

دوسرے سے کہا کہ اگر تونے اس غلام کو مارا جو میرے تیرے درمیان مشترک ہی تو وہ آزاد ہی پھر اسکو مارا حتی کہ اُسکا حصہ آزاد ہوگیا تو مارنے والے کے حصہ کا قسم کھانے والا ضامن ہوگا بشرطیکہ موسر ہو یہ غایۃ البیان مین ہی۔ دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تونے اس غلام کو مارا تو وہ آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ اگر مین نے اسکو آج نہ مارا تو وہ آزاد ہی پھر اُسنے غلام کو مارا تو پہلا قسم کھانیوالا مارنیوالے کے حصہ کا ضامن ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی اور اگر کسی نے کہا کہ ہر مملوک جسکا مین آیندہ مالک ہون تو وہ آزاد ہی پھر وہ دوسرے کے ساتھ مشترک کسی مملوک کا مالک ہوا تو آزاد نہوگا پھر اگر اُسنے اپنے شریک کا حصہ بھی خریدلیا تو اب آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے اپنا حصہ پہلے کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر شریک کا حصہ خود خریدا تو آزاد نہوگا۔ اور اگر کسی مملوک معین سے کہا کہ جب مین تیرا مالک ہون تو تو آزاد ہی پھر اسکا نصف خریدا پھر فروخت کیا پھر باقی نصف خریدا تو آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہو پس ایک نے کہا کہ میرے شریک نے اسکو سال بھر ہوا کہ آزاد کر دیا ہی اور خود مین نے اسکو آج کے روز آزاد کیا ہی اور اسکے شریک نے کہا کہ مین نے اسکو آزاد نہین کیا ہان آج تونے اسکو آزاد کیا ہی پس تو مجھے میرے حصہ نصف کی ضمان دے تو جسنے زعم کیا کہ شریک نے سال بھر سے آزاد کیا ہی اُسپر ضمان واجب نہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے اسکو کل کے روز گذشتہ مین آزاد کیا ہی اور میرے شریک نے سال بھر سے اسکو آزاد کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے اپنے آزاد کرنے کا اقرار نہ کیا ولیکن گواہ قائم کیے کہ اُسنے کل کے روز گذشتہ مین آزاد کیا ہی تو وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میرے شریک نے اس غلام کو ایک مہینہ سے آزاد کیا ہی اور مین نے دو دن سے تو وہ ضامن نہوگا اسواسطے کہ اُسنے اپنے اوپر ضمان کا اقرار نہین کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہی کہ ایک نے کہا کہ یہ میرے شریک کی ام ولد ہی اور اُسکے شریک نے اُس سے انکار کیا تو وہ ایک روز تک موقوف رہیگی یعنے خدمت نہ کریگی اور ایک روز منکر کے واسطے خدمت کریگی اور منکر کے واسطے اسپر سعایت کرنی واجب نہوگی اور جو شریک مقر ہوا ہی اُسکے واسطے باندی مذکور پر کوئی راہ نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اُسکی نصف ولاء اور نصف کمائی منکر کے واسطے ہوگی اور باقی نصف موقوف رہیگی اور اسکا نفقہ خود اُسکی کمائی سے ہوگا اور اگر کمائی نہو تو نصف نفقہ منکر پر ہوگا اور وہ مقر کے واسطے ضامن نہوگا اور اگر منکر مرگیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک بوجہ اقرار مقر کے وہ آزاد ہو جائیگی اور منکر کے حصہ کے لیے اسکے وارثون کے واسطے سعایت کریگی اور اگر دونون شریکون مین سے ہر ایک نے اقرار کیا کہ یہ دوسرے شریک کی ام ولد ہی اور دوسرے نے اُس سے انکار کیا تو یہ باندی موقوف رہیگی اور کسی شریک کے واسطے دوسرے شریک پر کوئی راہ نہوگی اور نیز باندی پر بھی کوئی راہ نہوگی پھر اگر کوئی ایک مرگیا تو وہ آزاد ہو جائیگی اور اسکی ولاء موقوف رہیگی یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر ایک شریک نے کہا کہ آزاد کیا مین نے اس غلام کو اور تونے یا اسکے برعکس کیا یا کہا کہ ہم دونون نے اس غلام کو آزاد کیا پس اگر دوسرے شریک نے اسکی تصدیق کی تو وہ دونون کی طرف سے آزاد ہوگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اول کی طرف سے آزاد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے پر اعتاق کی شہادت دی مثلاً غلام دو شریکون مین مشترک تھا پس ایک نے

دوسرے پر شہادت دی تو اُسکا اقرار اپنی ذات پر جائز ہوگا دوسرے پر جائز نہوگا اور شہادت دینے والے کا حصہ آزاد
نہوگا اور وہ اپنے شریک کے واسطے ضامن نہوگا اور غلام اپنی قیمت کے واسطے سعی کریگا جو دونوں شریکوں کے
درمیان مشترک ہوگی خواہ دونوں خوشحال ہوں یا دونوں تنگدست ہوں یہ امام اعظم رح کا قول ہے پھر اگر اسکے بعد
دونوں میں سے ہر ایک نے غلام کی سعایت کرانے سے پہلے اپنا حصہ آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اسواسطے
کہ نصیب منکر اپنی ملک پر ہے اور ایسا ہی شہادت دینے والے کا بھی حصہ امام اعظم کے نزدیک اُسکی ملک میں ہے اسواسطے
کہ اعتاق انکے نزدیک متجزی ہوتا ہے پس جب دونوں نے اسکو آزاد کیا تو دونوں کا آزاد کرنا جائز ہو گیا اور اُسکی
ولاء ان دونوں میں مشترک ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام نے سعایت کر کے اپنی قیمت ادا کردی تو بھی ولاء دونوں
میں مشترک ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور جب دونوں کے واسطے سعایت واجب ہوئی اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے
پر شہادت دی کہ اُسنے غلام سے سعایت پوری بھر پائی ہے تو اُسکی گواہی قبول نہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک نے اپنا حصہ
سعایت وصول پانے کے بعد دوسرے پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ سعایت وصول پایا ہے تو شہادت قبول نہوگی یہ محیط
میں ہے اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے کسی دوسرے گواہ کے ساتھ اپنے شریک پر گواہی دی کہ اُسنے سعایت وصول
پائی ہے۔ تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی گواہی جائز نہوگی اور اسی طرح اگر غلام کے واسطے شریک پر غصب مال یا جراحت
بدن یا کسی اور ایسی چیز کی جسکی وجہ سے اسپر مال واجب ہوتا ہے گواہی دی تو اُسکی گواہی رد کردی جائیگی یہ مبسوط میں ہے
اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے پر شہادت دی اور دوسرے نے انکار کیا تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی
اور جب دونوں نے قسم کھائی تو امام اعظم کے نزدیک غلام مذکور ہر ایک کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا
اور امام اعظم رح کے نزدیک حالت تنگی و خوشحالی میں کوئی فرق نہوگا کذا فی البدائع اور یہی صحیح ہے کذا فی المضمرات
اور اسکی ولاء ان دونوں کے واسطے ہوگی یہ ہدایہ میں ہے اور اگر دونوں نے اعتراف کیا کہ ہمنے اسکو ایک ساتھ آزاد
کیا ہے یا آگے پیچھے آزاد کیا ہے تو واجب ہے کہ دونوں میں سے کوئی دوسرے کے واسطے ضامن نہو بشرطیکہ دونوں موسر
ہوں اور غلام بھی سعایت نہ کریگا۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اعتراف کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو واجب ہے
کہ منکر سے قسم لیجاوے یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر ایک غلام تین نفر کے درمیان مشترک ہو جنمیں سے دو نفر نے تیسرے پر
گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے اور اس تیسرے نے جسپر گواہی دی گئی ہے انکار کیا تو غلام مذکور ان تینوں کے
واسطے سعایت کریگا جو باہم انمیں تین تہائی مشترک ہوگی اور اگر کسی نے غلام کی سعایت میں سے کچھ وصول کیا تو باقی دو
جبکہ کسب سارے میں شریک ہوں ۱۲
کو اختیار ہوگا کہ اسمیں سے اپنا دو تہائی حصہ اُس سے واپس کر لیں جو باہم نصفا نصف تقسیم کر لینگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر
شریک تین ہوں پس ہر دو نے تیسرے پر گواہی دی کہ اُسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہے تو گواہی نامقبول ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور
اگر تین شریکوں میں سے ایک نے باقی دونوں میں سے ایک پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہے اور شریک دیگر
نے شاہد اول پر گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ آزاد کیا ہے تو قاضی دونوں میں سے کسی پر آزاد کرنے کا حکم نہ دیگا یہ محیط میں
ہے۔ اور اگر شریکوں میں سے دو شریکوں نے تیسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنا حصہ سعایت غلام سے وصول پایا ہے تو دونوں

کی گواہی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ اسنے سب مال ہم دونوں سے وکیل ہو کر غلام سے وصول کیا ہے تو دونوں کی گواہی اسپر جائز ہوگی ولیکن غلام ان دونوں کے حصہ سعایت سے بری ہو جائیگا اور جس شریک پر گواہی دی ہے وہ اپنا حصہ غلام سے وصول کریگا اور اسمین باقی دونوں شریک جنھوں نے گواہی دی تھی بٹائی کی شرکت نہیں کر سکتے ہیں یہ مبسوط میں ہے۔ زید و عمرو کے درمیان ایک باندی مشترک ہے پھر دو گواہوں نے ان دونوں میں سے ایک پر زید یا عمرو پر یہ گواہی دی کہ اسنے باندی کو آزاد کیا ہے اور باندی نے اُنکی تکذیب کی مگر باندی نے دوسرے شریک پر دعوی کیا کہ اسنے آزاد کیا ہے مگر اسنے انکار کیا اور قاضی کے سامنے قسم کھا گیا کہ میں نے اسکو آزاد نہیں کیا ہے تو باندی مذکورہ گواہان مذکور کی گواہی سے آزاد ہو جائیگی اگرچہ باندی کی طرف سے دعوی نہیں پایا گیا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر زید و عمرو کے درمیان باندی مشترک ہو پھر ان دونوں میں سے ایک کے دو بیٹوں نے دوسرے شریک پر گواہی دی کہ اسنے اس باندی کو آزاد کیا ہے تو دونوں کی گواہی باطل ہوگی اور اگر دونوں نے اپنے باپ پر گواہی دی کہ اسنے آزاد کیا ہے تو گواہی جائز ہوگی پس اگر ان گواہوں کا باپ معسر یعنی خوشحال ہو پھر باندی مذکورہ مر گئی اور اسنے کچھ مال چھوڑا اور حال یہ ہے کہ بعد عتق کے اسکے ایک بچہ بھی ہوا ہے پھر شریک نے چاہا کہ اس بچہ سے سعایت کرا دے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے جیسے اس بچہ کی ماں کی زندگی میں تھا کہ اسکو اس بچہ سے سعایت کرانے کی کوئی راہ نہ تھی ایسے ہی بعد موت اسکی ماں کے بھی یہی حکم رہیگا در صورتیکہ اسکی ماں نے مال چھوڑا ہے ولیکن اسکو یہ اختیار رہیگا کہ اپنے شریک موسر سے تاوان لے جیسے کہ باندی کی زندگی میں یہ اختیار تھا پھر شریک ضامن جو کچھ تاوان دیگا وہ اس باندی کے ترکہ میں سے لیگا جیسے اسکی زندگی کی صورت میں بھی واپس لے سکتا تھا پھر جو کچھ مال اسکے ترکہ میں سے باقی رہیگا وہ اسکے پسر کی میراث ہوگا اور اگر باندی مذکورہ نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو تو شریک ضامن مال تاوان کو اسکے پسر سے لیگا۔ اور اگر باندی مذکورہ مری نہو اور شریک نے یہ اختیار کیا کہ باندی مذکورہ سے سعایت کرائے تو اس سعایت میں یہ باندی بمنزلہ مکاتبہ کے ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام دو مردوں میں مشترک ہو پھر دو گواہوں نے انمیں سے ایک معین شریک پر گواہی دی کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا ہے اور یہ شریک موسر ہے تو قاضی اس غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیگا اور اسکے شریک کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے حصہ کی بابت اس سے تاوان لے یہ محیط میں ہے۔ مگر شریک ضامن اس مال تاوان کو غلام سے واپس لیگا اور غلام کی پوری ولاء اسی کی ہوگی اگرچہ وہ اپنا حصہ آزاد کرنے سے منکر ہوا ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے شریک معین پر یوں گواہی دی ہو کہ اسنے یہ اقرار کیا ہے کہ یہ غلام حر الاصل ہے تو قاضی اسکی آزادی کا حکم دیگا مگر مقر مذکور کی ولاء اس آزاد شدہ پر ثابت نہوگی اور شریک دیگر کو اس مقر سے تاوان لینے کا اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے یہ اقرار کیا ہے کہ جسنے اسکو فروخت کیا تھا اسنے قبل فروخت کے اسکو آزاد کیا تھا تو یہ غلام مشہود علیہ شریک کے مال سے آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے اور اسکی ولاء موقوف رہیگی اسواسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک اسکو اپنی ذات سے دور کرتا ہے اسلیے کہ بائع کہتا ہے کہ میں نے اسکو آزاد نہیں کیا تھا بلکہ مشتری کے اقرار سے آزاد ہوا ہے پس اسکی ولاء مشتری کی ہوگی اور مشتری کہتا ہے کہ نہیں بلکہ بائع نے اسکو آزاد کیا یعنی ولاء اسی کی ہوگی لہذا اسکی ولاء توقف میں رہیگی

یہان تک کہ دونون مین سے کوئی دوسرے کی تصدیق کیطرف رجوع کرے پس ولا اسی کی ہو جائیگی۔ اور اگر گواہون نے شریکین پر یون گواہی دی کہ اسنے یون اقرار کیا ہو کہ بائع اس غلام کو مدبر کرچکا ہی یا باندی تھی کہ اسکی نسبت یون اقرار کیا ہو کہ بائع اسکو قبل بیع کے ام ولد بنا چکا ہی تو خواہ غلام ہو یا باندی ہو اسکی ملک سے خارج ہو جائیگا اور وہ بائع سے اپنا ثمن واپس نہین لے سکتا ہی اور ان دونون مملوکون مین سے کوئی آزاد نہو گا یہانتک کہ بائع مرجائے پھر جب بائع مرگیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے بشرطیکہ مدبر اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر ان دونون پر کسی نے جنایت کی تو ایسی ہی جیسے مملوک پر جنایت کی یہ اسوقت تک ہی کہ جبتک بائع زندہ رہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ان دونون کی جنایت موقوف رہیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے اقرار کیا کہ میرے شریک نے عتق نافذ اقرار کیا ہی تو اسپر حرام ہوگا کہ پھر غلام سے خدمات غلامی لے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غلام تین آدمیون مین مشترک ہو جنمین سے ایک غائب ہوگیا پھر دو حاضرون نے اس غائب پر گواہی دی کہ اسنے اس غلام مین اپنا حصہ آزاد کردیا ہی تو ان دونون حاضرون اور غلام کے درمیان روک کردیجائیگی پھر جب غائب مذکور آجائیگا تو غلام سے کہا جائیگا کہ اپنے گواہون کا اعادہ کرے پھر جب اسنے اپنے گواہ بمقابلۂ غائب مذکور کے اسپر قائم کیے تو غائب کے حصہ کے آزاد ہونیکا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دو گواہون نے دو شریکون مین سے ایک شریک پر یہ گواہی دی کہ اسکے شریک غائب نے اس غلام مین سے اپنا حصہ آزاد کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک ایسی گواہی قبول نہوگی کذا فی الظہیریہ و لیکن غلام اور اس شریک کے درمیان روک کردیجائیگی تاکہ اس سے خدمات غلامی نہ لے یہان تک کہ شریک غائب حاضر آوے اور یہ استحسان ہی پھر جب غائب مذکور حاضر ہوگا تو پھر گواہی کا اعادہ کرنا ضرور ہی تاکہ حکم آزادی ثابت ہو اور اگر دونون شریک غائب ہون پھر دونون مین سے ایک معین شریک پر گواہ قائم ہوئے کہ اسنے اپنا حصہ اس غلام مین سے آزاد کیا ہی تو بدون اسکے کہ کوئی خصومت از قبیل قذف و جنایت وغیرہ کسی وجہ سے ہوئے ایسی گواہی مقبول نہوگی اور اگر اس قبیل سے کوئی خصومت پائی گئی تو ایسی گواہی مقبول ہوگی جبکہ گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسکے ہر دو مولا کن نے اسکو آزاد کردیا ہی یا دونون مین سے ایک نے اسکو آزاد کیا اور دوسرے نے اپنا حصہ سعایت وصول کرلیا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ایک غلام تین شریکون مین مشترک ہو کہ انمین سے ایک نے دعوی کیا کہ مین نے اپنا حصہ ہزار درم پر آزاد کیا ہی اور غلام نے کہا کہ اسنے مفت آزاد کیا ہی اور باقی دو شریکون نے گواہی دی کہ اسنے ہزار درم پر آزاد کیا ہی تو انکی گواہی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر ہر دو شریک کے باپون یا بیٹون نے ایسی گواہی دی تو بھی جائز ہی۔ اگر ان شریکون مین سے بعض نے غلام مشترک کو آزاد کیا اور اس غلام کے قبضہ مین بہت مال ہی جسکو اسنے خود کمایا ہی مگر یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ اسنے کب کمایا ہی اور اس مال کی بابت شریکون اور غلام مین جھگڑا ہوا چنانچہ شریکون نے کہا کہ اسنے یہ مال قبل عتق کے کمایا ہی اور غلام نے کہا کہ مین نے بعد عتق کے کمایا ہی تو قول غلام کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہی

له یعنی غلام پر کسی نے قذف کا دعوی کیا ۱۲ منہ ۲ه یعنی قبل عتق کے یا بعد عتق کے ۱۲ منہ ۳ه قال المترجم اگر قسم سے تو قبول ہوگا واللہ اعلم ۱۲ منہ

5 [illegible] ۱۲ منہ

تیسرا باب - دو غلاموں میں سے ایک کے عتق کے بیان میں - قال المترجم یعنی اس طرح کہ ان دونوں میں سے ایک آزاد ہے بدون تعیین کے تاہم جب مجہول کی طرف عتق مضاف کیا جائے تو صحیح ہے اور مولے کے واسطے خیار تعیین حاصل ہوگا جسکو چاہے معین کرے خواہ اسنے یوں کہا ہو کہ تم دونوں میں کا ایک آزاد ہے یا یوں کہا ہو کہ یہ آزاد ہے یا وہ آزاد ہے یا اسنے نام لیا ہو کہ سالم آزاد ہے یا غانم یا صبیح یہ کافی میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ یہ آزاد ہے ورنہ وہ - تو یہ کہنا مثل اس قول کے ہے کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر دونوں غلاموں نے حاکم کے پاس نالش کی تو مولے کو حاکم مذکور بیان کرنے پر مجبور کریگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر دونوں نے حاکم کے پاس مخاصمہ نہ کیا اور مولی نے دونوں میں سے ایک کا عتق بطور تعیین اختیار کر لیا تو اختیار کرتے ہی اسپر عتق واقع ہوگا اور قبل اسطرح اختیار کرنے کے جب تک خیار مولی باقی رہیگا تب تک وہ مثل دو غلاموں کے ہونگے اور یہ بنا بر اصل امام اعظم رہ و امام ابو یوسف رح کے ہے یہ سراج وہاج میں ہے اور قبل اختیار کرنے کے مولی کو روا ہے کہ ان دونوں سے خدمت لے اور نیز روا ہے کہ دونوں کو کرایہ پر دے یا انسے کمائی کرا دے اور کرایہ و کمائی مولی کی ہوگی۔ اور اگر قبل اختیار مولی کے ان دونوں پر جنایت کی گئی پس اگر جنایت از جانب مولی ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً اسنے غلاموں کے ہاتھ کو قطع کیا تو مولے پر کچھ واجب نہ ہوگا خواہ دونوں کا ہاتھ ایک ساتھ کاٹا ہو یا آگے پیچھے۔ اور اگر جنایت قتل نفس ہو پس اگر مولی نے آگے پیچھے دونوں کو قتل کیا تو پہلا غلام ہوگا یعنے اسنے غلام کو قتل کیا اور دوسرا آزاد ہونے کے واسطے متعین ہو گیا پھر جب اسکو قتل کیا تو آزاد کو قتل کیا پس مولی پر دیت واجب ہوگی جو ورثان غلام کو ملیگی اور مولی کو اسمیں سے کچھ نہ ملیگا اور اگر دونوں کو ایک ساتھ ایک ضرب واحد سے قتل کیا تو مولے پر واجب ہوگا کہ انمیں سے ہر ایک کے وارثوں کو اسکی نصف دیت دیدے۔ اور اگر جنایت از جانب اجنبی ہو پس اگر قتل نفس سے کم ہو مثلاً کسی اجنبی نے ہر ایک غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس اجنبی پر غلام کے ہاتھ کا ارش واجب ہوگا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کی نصف قیمت اور یہ ارش انکے مولی کا ہوگا خواہ اجنبی مذکور نے آگے پیچھے قطع کیا ہو یا ایک ساتھ کاٹا ہو۔ اور اگر جنایت قتل نفس ہو تو قاتل یا ایک ہوگا یا دو ہونگے پس اگر قاتل ایک ہو تو اگر اسنے معاً دونوں کو قتل کیا تو قاتل پر دونوں میں سے ہر ایک کی نصف قیمت واجب ہوگی اور یہ مولی کی ہوگی اور نیز قاتل پر ہر ایک کی نصف دیت واجب ہوگی اور یہ دونوں کے وارثوں کی ہوگی اور اگر قاتل نے دونوں کے آگے پیچھے قتل کیا تو قاتل پر اول مقتول کی قیمت اسکے مولی کے واسطے واجب ہوگی اور دوسرے مقتول کی دیت اسکے وارثوں کے واسطے واجب ہوگی۔ اور اگر قاتل دو ہوں اور ہر ایک نے ایک ایک کو قتل کیا پس اگر ہر ایک کا قتل کرنا ایک ساتھ واقع ہوا تو ہر ایک قاتل پر قیمت کامل واجب جسمیں سے نصف وارثان مقتول کو اور نصف مولائے مقتول ان کی ہوگی اور اگر قاتلوں کا قتل کرنا آگے پیچھے واقع ہوا تو قاتل اول پر اپنے مقتول کی قیمت کامل اسکے مولے کے واسطے واجب ہوگی اور قاتل دوم پر اپنے مقتول کی دیت اسکے وارثوں کے واسطے واجب ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اسنے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک حرہ ہے پھر دونوں میں سے ہر ایک کا ایک بچہ پیدا ہوا یا دونوں میں سے ایک کے ایک بچہ پیدا ہوا تو جس باندی کا عتق مولی اختیار کریگا اسکا بچہ آزاد ہوگا اور اگر دونوں باندیاں ایک ساتھ مر گئیں یا دونوں ایک ساتھ قتل

کی گئین تو مولی کو اختیار ہوگا کہ ان بچون مین سے جسکے حق مین چاہے عتق اختیار کرکے واقع کرے مگر جس بچہ کو عتق کے واسطے متعین کریگا اُسکو اپنی ماں مقتول کے جرم قتل کے معاوضہ مین سے کچھ وارث نہ ملیگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر دونون باندیون کی زندگی مین ایک کا بچہ مرگیا تو اسپر التفات نہ کیا جائیگا بخلاف اسکے اگر دونون باندیون کی موت کے بعد کسی کا بچہ مرگیا تو التفات ہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر مولے کے اختیار کرنے سے پہلے دونون باندیون سے شبہہ مین وطی کی گئی تو دونون باندیون کا عقر واجب ہوگا اور یہ دونون عقر مولی کو ملینگے یہ بدائع مین ہے - اور اگر مولی کے اختیار کرنے سے پہلے ان مین سے ایک باندی نے کوئی جنایت کی پھر مولے نے جنایت کا حال معلوم کرنے کے بعد اسی باندی پر عتق واقع کرنا اختیار کیا تو مولی اس جنایت کا اختیار کرنے والا ہوگیا اور اگر قبل بیان کے مولی مرگیا تو ہر ایک باندی مین سے اُسکا نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کیلیے مولی کے وارثون کے واسطے سعایت کریگی اور جس باندی نے جنایت کی ہے تو مولی پر اپنے مال سے اُسکی قیمت واجب ہوگی جیسے کہ اگر اُس نے جنایت کا حال معلوم ہونے سے پہلے اسی کو آزاد کر دیا جسنے جنایت کی ہے تو یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر دونون کو اُس نے ایک ہی صفقہ مین بیع کر دیا تو یہ بیع دونون کی باطل ہوگی یہ ایضاح مین ہے - اور اگر دونون کو ایک ہی صفقہ مین بیع کر دیا اور دونون کو مشتری کے سپرد کر دیا پھر دونون کو مشتری نے آزاد کیا تو بائع بیان پر مجبور کیا جائیگا کہ کسکو اُسنے مراد لیا ہے پھر جب بائع نے دونون مین سے کسی ایک مین عتق کو معین کیا تو ملک فاسد دوسرے کے حق مین متعین ہوگی اور دوسرا مشتری کی طرف سے بقیمت آزاد ہوگا - اور اگر بائع مذکور قبل بیان کرنے کے مرگیا تو اسکے وارثون سے کہا جائیگا کہ تم لوگ بیان کرو جب انھون نے کسی ایک کو عتق کے واسطے متعین کیا تو دوسرا مشتری کی طرف سے بقیمت آزاد ہو جائیگا اور دونون غلامون مین عتق شائع ہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر مشتری نے آزاد نہ کیا یہان تک کہ بائع مرگیا تو عتق دونون مین منقسم ہوگا یہان تک کہ قاضی بیع کو فسخ کر دے پھر جب بیع کو فسخ کر دیا تو عتق منقسم ہوگا اور دونون مین سے نصف نصف آزاد ہو جائیگا - اور اگر مالک نے قبل اختیار کرنے کے کہ کون دونون مین سے آزاد ہونے کے واسطے متعین ہوا ہے دونون کو ہبہ کیا یا صدقہ مین دیدیا یا دونون پر کسی عورت سے نکاح کیا تو مجبور کیا جائیگا کہ کسی ایک مین عتق اختیار کرے پس دوسرے کا ہبہ و صدقہ و مہر قرار دینا جائز ہوگا اور اگر مولی کسی ایک مین عتق معین کرنے سے پہلے مرگیا تو دونون کا ہبہ و صدقہ باطل ہو جائیگا اور مہر مقرر کرنا بھی باطل ہوگا یہ بدائع مین ہے - اور اگر دونون کو اہل حرب یعنی کافر جو مسلمانون سے لڑائی کرتے ہین گرفتار کر لے گئے تو مولے کو اختیار رہیگا کہ دونون مین سے کسی ایک مین عتق کو متعین کرے پس دوسرا اہل حرب کی ملک ہوگا اور اگر مولی نے کسی ایک مین عتق معین نہ کیا یہان تک کہ خود مرگیا تو اہل حرب کی ملکیت دونون مین سے باطل ہوگی یعنی بطل ملکیت ۱۲ اسواسطے کہ حریت دونون مین شائع ہوگئی ہے اور اگر دونون کو کسی نے حربی سے خرید کیا تو مولی کو اختیار رہیگا کہ دونون مین سے جسمین چاہے عتق کو معین کرے پس

ف۱ یعنی مولی کی موت کے بعد وارثون سے تعین کرائی جائیگی اور یہ ہوگا کہ ایک عتق دونون مین پھیل جاوے کہ جس سے ہر ایک کا نصف آزاد ہو جاوے اور مشتری کا عتق و خرید صحیح ہو و غیر ذالک من المفاسد ۱۲ منہ ف۲ خواہ وطی کنندہ ایک ہو یا ہر ایک کے ساتھ علیحدہ ہو ۱۲ منہ ف۳ یعنے اسکا جرمانہ اپنے ذمہ لیا ۱۲

دوسرے کو مشتری مذکور اُسکے حصہ ثمن کے عوض مے لیگا۔ اور اگر اہل حرب سے کسی نے ایک کو خرید کیا اور مولے نے اُسی کا عتق اختیار کیا تو آزاد ہو جائیگا اور خرید باطل ہو جائیگی اور اگر مولی نے اسکو جسکو خرید کیا ہے ثمن کے عوض خرید لیا تو دوسرا آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اہل حرب نے ایک کو قید کیا تو آزاد نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے اور اگر مولی نے ایک کو کافر سے خرید کیا تو دوسرا آزاد ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی صحت میں دو مملوک سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے پھر وہ مرض موت میں گرفتار ہوا پھر اُسنے عتق کو ان میں سے ایک کی طرف راجع کیا تو یہی غلام مولی کے تمام مال سے آزاد ہو جائیگا اگرچہ اُسکی قیمت تہائی مال مولی سے زائد ہو یہ شرح طحاوی میں ہے **بیان** تین طرح کا ہوتا ہے۔ نص و دلالت و ضرورت۔ نص کی مثال یہ ہے کہ مولی نے ایک معین سے کہا کہ میں نے تجھے مراد لیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تھا اس لفظ سے جو میں نے ذکر کیا تھا یا میں نے اختیار کیا یا کہا کہ تو حر ہے اس لفظ سے جو میں نے کہا تھا یا اس لفظ سے جو میں نے ذکر کیا تھا یا اس اعتاق سے یا میں نے عتق سابق سے تجھے آزاد کیا ہے اور مثل اسکے اور الفاظ جو اس معنی میں ہوں۔ اور اگر یوں کہا کہ تو حر ہے یا میں نے تجھے آزاد کیا اور یہ نہ کہا کہ لفظ مذکور یا العتق سابق پس اگر اُس سے عتق جدید مراد لیا ہے تو دونوں آزاد ہو جاوینگے یہ غلام بسبب عتق جدید کے اور وہ بسبب لفظ سابق کے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے جدید عتق مراد نہیں لیا بلکہ وہی مراد لیا جو مجھپر بسبب میرے قول (تم میں سے ایک حر ہے) کے لازم آیا ہے تو قضاءً بھی اُسکی تصدیق ہوگی اور اسکا قول کہ میں نے تجھے آزاد کیا اسپر محمول ہوگا کہ اُسنے عتق اختیار کیا یعنی گویا یوں کہا کہ میں نے تیرا عتق اختیار کیا۔ اور دلالت کی صورت یہ ہے کہ مولی دونوں میں سے ایک کو اپنی ملک سے نکال دے بسبب بیع کے یا باین طور کہ دونوں میں سے ایک کو رہن کردے یا ایک کو اجارہ دیدے یا مکاتب کردے یا مدبر کردے یا باندی ہو اور حاملہ ہو تبئین یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کو فروخت کیا بطور قطعی یا اپنے واسطے خیار کی شرط کر کے فروخت کیا یا مشتری کے واسطے خیار کی شرط کر کے فروخت کیا یا بطور بیع فاسد فروخت کیا خواہ سپرد نہیں کیا یا سپرد کردیا یا ہبہ کیا یا ایک کے دینے کی وصیت کردی یا ایک پر نکاح کردیا یا ایک کی آزادی پر قسم کھائی تو یہ سب دوسرے کے حق میں عتق کا اختیار کرنا ہے بطور دلالت یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک حرہ ہے پھر اُسنے ان دونوں میں سے ایک سے وطی کی اور وہ حاملہ نہوئی تو امام اعظم رح کے نزدیک دوسری آزاد نہو جائیگی اور اگر وہ حاملہ ہوگئی تو دوسری بالاتفاق آزاد ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور ان دونوں سے اُنکو وطی کرنا امام علیہ الرحمۃ کے مذہب کے موافق حلال ہے مگر اُسکا فتوی نہ دیا جائیگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں ایک آزاد ہے پھر اُسنے ایک سے خدمت لی تو یہ امر بالاتفاق سب کے نزدیک اختیار نہیں ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور بیان بضرورت کی یہ صورت ہے کہ مثلاً قبل اختیار کرنے کے دونوں میں سے ایک مرگیا تو بضرورت دوسرا آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک قتل کیا گیا خواہ اسکو مولی نے قتل کیا یا کسی دوسرے نے اسکو قتل کیا یہی حکم ہے فرق اسقدر ہے کہ اگر مولے نے قتل کیا ہے

ع۱ یعنی مثلاً کہا کہ اگر میں شراب پیوں تو میرا یہ غلام آزاد ہو ۱۲ منہ ع۲ یعنے متعین نہوگی ۱۲ ع۳ یعنی جب سے خدمت لی اسکے سوائے دوسری کا عتق معین نہو جائیگا ۱۲ ....

تو اسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر اجنبی نے قتل کیا تو اسپر غلام مقتول کی قیمت مولی کے واسطے واجب ہوگی اور اگر ایسی صورت مین مولی نے مقتول کا عتق اختیار کیا تو زندہ سے عتق مرتفع نہوگا بلکہ وہ ضرور آزاد ہوگا ولیکن مقتول کی قیمت اس صورت مین مقتول کے وارثون کو ملیگی۔ اور اگر دونون مین سے ایک ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرا آزاد نہوگا خواہ مولی نے اسکا ہاتھ کاٹا ہو یا کسی اجنبی نے قطع کیا ہو۔ اور اگر اجنبی نے انمین سے ایک کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مولی نے عتق کو بیان کیا پس اگر جسپر جنایت واقع ہوئی ہو اسکے سواے دوسرے کے حق مین عتق اختیار کیا تو بلا شبہہ ارش جنایت مولی کو ملیگا اور اگر اُسنے اس غلام کا عتق اختیار کیا جسپر جنایت واقع ہوئی ہو تو قدوری رحہ نے اپنی شرح مین ذکر کیا کہ اس صورت مین بھی ارش جنایت مولی کا ہوگا اور جسپر جنایت واقع ہوئی ہو اُسکو کچھ ارش نہ ملیگا اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی مین ذکر کیا ہے کہ ارش اُس غلام کا ہوگا جسپر جنایت واقع ہوئی ہے اور ایسا ہی قاضی نے درصورتیکہ مولے نے خود ہاتھ کاٹا ہو اور عتق اسی غلام کا جسپر جنایت واقع ہوئی اختیار کیا ہو بیان فرمایا کہ آزاد آدمیون کے ہاتھ کاٹنے کا ارش جسقدر ہوتا ہے وہ واجب ہوگا اور وہ سب غلام کو ملیگا اور اگر غیر مجنی علیہ یعنی دوسرے غلام کا عتق اختیار کیا تو مولے پر کچھ واجب نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر دو غلامون کی نسبت مولے نے کہا کہ ان دونون مین سے ایک میرا بیٹا ہے یا دو باندیون کی نسبت کہا کہ ان دونون مین سے ایک میری ام ولد ہے پھر دونون مین سے ایک آدمی مرگیا تو جو باقی ہے وہ حریت یا استیلاد کے واسطے متعین نہین ہو جائیگا یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر مولے نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے حالانکہ ایک غلام کے سواے اسکا کوئی غلام نہین ہے تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر مولی نے کہا کہ میرا ایک اور غلام ہے اور مین نے اُسی کو مراد لیا تھا تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہوگی الا اس صورت مین کہ وہ گواہ قائم کرے کہ میرا دوسرا غلام بھی ہے اور مابینہ وبین اللہ تعالی عز وجل اسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مولی نے کہا کہ میرے غلام مین کا ایک آزاد ہے یا میرے غلامون مین کا ایک آزاد ہے حالانکہ ایک غلام کے سواے اسکا کوئی غلام نہین ہے تو یہی غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مولی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے پس اُس سے کہا گیا کہ تو نے ان مین سے کسکو مراد لیا ہے پس اُسنے کہا کہ مین نے اس غلام کو مراد نہین لیا ہے تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر اگر اسکے بعد اُسنے اس دوسرے کے نسبت بھی کہا کہ مین نے اسکو مراد نہین لیا تھا تو پہلا بھی آزاد ہو جائیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور اگر کسی شخص کے تین غلام ہون پس اُسنے کہا کہ یہ غلام آزاد ہے یا یہ اور یہ تو تیسرا آزاد ہو جائیگا اور اول دونون کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا کہ ان مین سے کسی کی نسبت عتق اختیار کرے اور اگر یون کہا کہ یہ آزاد ہے اور یہ یا یہ تو اول آزاد ہو جائیگا اور پچھلے دونون کی نسبت اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا اور اگر ایک غلام ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا مثلاً ایک شخص کا ایک غلام تھا کہ وہ ایک آزاد کے ساتھ مختلط ہو گیا پھر دونون مین سے ہر ایک کہتا ہے کہ مین آزاد ہون اور مولی کہتا ہے کہ تم مین سے ایک میرا غلام ہے تو ان دونون مین سے

ف قولہ مختلط ہو گیا اسکی بہت صورتین ہو سکتی ہین مثلاً دیدنے اندھیری رات مین دو غلامون کو کوٹھری مین جمع کرکے پھر دیکھے بعد ایک اُنمین سے اسکو آزاد کر دیا اور بند چھوڑ کر چلا گیا پھر صبح کو ہر ایک مدعی ہوا کہ میرا ہاتھ پکڑ کر اتھا اسلئے ف یعنی جسکا عتق مولی نے اختیار کیا ہے تمہ قول قاضی علیہ الرحمہ

ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قسم لے بایں تفصیل کہ یہ معلوم نہو کہ یہ آزاد ہی پس اگر مولی نے ایک کی نسبت
قسم کھائی اور دوسرے کی نسبت قسم سے انکار کیا تو جسکی نسبت قسم سے انکار کیا وہ آزاد ہوگا نہ دوسرا اور
اگر اُسنے ان دونوں کی نسبت قسم سے انکار کیا تو دونوں حر ہیں اور اگر دونوں کی نسبت قسم کھائی تو امر مختلف ہوگیا
پس قاضی باحتیاط حکم کریگا کہ دونوں میں سے ہر ایک کا نصف مفت آزاد کریگا اور نصف بعوض نصف قیمت کے آزاد
کریگا۔ اور اسی طرح اگر تین غلام ہوں تو ان تینوں میں سے ہر ایک میں سے تہائی آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی دو
تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور اسی طرح اگر دس ہوں تو انمیں بھی یہی اعتبار ہوگا یہ بدائع میں ہی اور
اگر اپنے غلام کے ساتھ ایسی چیز جمع کی جسپر عتق ہی واقع نہیں ہوتا ہی جیسے چوپایہ و دیوار وغیرہ اور کہا کہ میرا غلام آزاد ہی
یا یہ چیز یا کہا کہ ان دونوں میں سے ایک آزاد ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہی
خواہ اُسنے نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ بدائع میں ہی۔ اور اگر اپنے غلام اور غیر کے غلام دونوں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہی
تو بالاجماع اسکا غلام آزاد نہ ہو جائیگا الا اس صورت میں کہ اسکی نیت میں اپنے غلام کا عتق ہو اور اسی طرح اگر باندی
زندہ و باندی مردہ میں جمع کر کے یوں کہا کہ تو آزاد ہی یا یہ۔ یا یوں کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہی تو اُسکی باندی
آزاد نہو گی اور اگر اپنے غلام و آزاد کے درمیان جمع کر کے یوں کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہی تو اُسکا غلام آزاد
نہو جائیگا الا اس صورت میں کہ نیت ہو یہ سراج وہاج میں ہی۔ فتاوی اہل سمرقند میں لکھا ہی کہ اگر کہا کہ میرے مملوکوں میں
سے ایک باندی اور ایک غلام آزاد ہی اور اُسنے بیان نہ کیا یہانتک کہ مرگیا اور اسکے دو غلام اور ایک باندی ہی۔ تو
باندی آزاد ہو جائیگی اور ہر دو غلام میں سے ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی نصف کیواسطے
سعایت کریگا اور اگر اسکے تین غلام اور ایک باندی ہو تو باندی آزاد ہو جائیگی اور غلاموں میں سے ہر ایک میں سے
ایک تہائی آزاد ہو گی اور ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر اسکے تین غلام اور تین
باندیاں ہوں تو ہر ایک باندی اور ہر ایک غلام میں سے اُسکا تہائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنے باقی کیواسطے سعایت
کریگا اور اگر اسکے تین غلام اور دو باندیاں ہوں تو ہر باندی میں سے نصف آزاد ہو گی اور باقی نصف کیواسطے
ہر ایک سعایت کریگی اور ہر غلام میں سے ایک تہائی آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی کیواسطے ہر ایک سعایت کریگا
اور اسی قیاس پر اس جنس کے مسائل کو بھی استخراج کرنا چاہیے یہ محیط میں ہی۔ اور اگر اُسنے اپنے دو غلاموں سے
کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہی حالانکہ اُسکی نیت میں کوئی معین نہیں ہی پھر قبل بیان کے مرگیا تو ہر ایک میں سے
نصف آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ بدائع میں ہی اور مولی کا وارث بیان کے
حق میں قائم مقام مورث کا نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہی۔ ایک مرد کے تین غلام ہیں ان میں سے دو غلام اسکے روبرو گئے پس اُسنے کہا
کہ تم میں سے ایک آزاد ہی پھر ان دونوں میں سے ایک باہر نکل گیا اور تیسرا غلام داخل ہوا پس اُسنے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک
آزاد ہی تو جب تک مولی زندہ ہی اُسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر بیان کیا اور کہا کہ میں نے کلام اول سے
وہ غلام مراد لیا تھا جو اندر رہ گیا تھا تو وہی آزاد ہو جائیگا اور دوسرا کلام باطل ہو گیا اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے کلام

اول سے اسکا عتق مراد لیا تھا جو باہر نکل آیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا پھر مولی کو حکم دیا جائیگا کہ دوسرے کلام کی مراد بیان کرے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ اسنے پہلے کلام کی مراد بیان کرنے سے شروع کیا ہو اور اگر دوسرے کلام کی مراد بیان کرنی شروع کی ہو اور کہا کہ مین نے دوسرے کلام سے اس غلام کا عتق مراد لیا تھا جو اندر رہ گیا تھا تو کلام اول سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا جو باہر نکل آیا تھا اور ایجاب اول باطل نہوگا۔ اور اگر اسنے کہا کہ مین نے دوسرے کلام سے وہ غلام مراد لیا ہے جو اندر داخل ہوا ہے تو جو داخل ہوا ہے وہ آزاد ہو جائیگا اور کلام اول کے بیان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر مولی نے کچھ بیان نکیا اور ان مین سے ایک مر گیا تو موت بھی بیان ہے پس اگر باہر نکل آنے والا مرا ہو تو جو اندر رہ گیا ہے وہ بایجاب اول آزاد ہو جائیگا اور دوسرا ایجاب باطل ہو جائیگا اور اگر وہ غلام مر گیا جو اندر رہ گیا ہے تو باہر نکلنے والا بایجاب اول آزاد ہو جائیگا اور داخل ہونے والا بایجاب دوم آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ غلام مر گیا جو پیچھے داخل ہوا ہے تو ایجاب اول کے حق مین وہ مخیر کیا جائیگا پس اگر اسنے باہر نکلنے والے کو مراد لیا تو جو اندر رہ گیا ہے وہ بایجاب دوم آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ مراد لیا جو اندر رہ گیا تو ایجاب دوم باطل ہو جائیگا اور اگر انمین سے کوئی نہین مرا بلکہ مولی قبل بیان کے مر گیا تو عتق ان سب مین باعتبار احوال کے شائع ہو جائیگا پس باہر نکلنے والے سے نصف اور جو اندر داخل ہوا ہے اسمین سے نصف اور جو موجود رہا ہے اسمین سے تین چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور اگر مولی سے یہ فعل اسکے مرض الموت مین صادر ہوا پس اگر مولی کی ملک مین مال بقدر ہو کہ اسکی تہائی سے بقدر آزاد شدہ برآمد ہو یعنی ایک رقبہ کامل اور تین چوتھائی حصہ رقبہ بر بنائے قول امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ یا اسکی تہائی سے برآمد نہو لیکن اسکے وارثون نے اجازت دیدی تو حکم یہی ہے جو ہمنے بیان کیا ہے اور اگر مولی کا کچھ مال سوائے ان غلامون کے نہو اور وارثون نے اجازت بھی نہ دی تو بقدر تہائی کے ان سب مین بطریق مذکورہ بالا تقسیم کر دیا جائیگا اور اسکی توضیح یون ہے کہ باہر نکلنے والے کا حق بقدر نصف کے اور داخل ہونے والے کا حق بھی اسی قدر اور جو اندر رہ گیا ہے اسکا حق بقدر تین چوتھائی کے ہے پس ایسا عدد چاہیے کہ اسکا نصف و ربع برآمد ہو اور یہ کم سے کم چار ہے پس حق خارج شوندہ دو سہم اور حق ثابت شوندہ تین سہم اور حق داخل شوندہ دو سہم پس جملہ سہام عتق سات تک پہونچے پس مولی کے تہائی مال کے سات حصے کیے جاوینگے اور جب تہائی مال کے سات حصے ہوئے تو دو تہائی مال کے چودہ حصے ہوئے اور یہی سہام سعایت ہین اور پورے مال کے اکیس حصے ہوئے اور یہ مفروض ہے کہ اسکا مال یہی تین غلام ہین پس ہر غلام کے سات حصے ہوئے پس جو غلام باہر نکل آیا تھا اسکے سات حصون مین سے دو حصہ آزاد ہونگے اور اپنے پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور نیز داخل شوندہ بھی دو سہام کے آزاد ہونے کے بعد اپنے پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور جو غلام اندر ہی رہا تھا اسمین سے تین حصے آزاد ہو کر چار حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا[1] کا مجموعہ سات ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ چودہ ہوا پس تہائی و دو تہائی ظاہر ہوا کہ ٹھیک ہے یہ کافی مین ہے۔ ایک شخص کے تین غلام سالم و غانم و مبارک ہین پس اسنے اپنی صحت مین کہا کہ سالم حر ہے یا سالم و غانم دونون حر ہین یا سالم و غانم و مبارک سب آزاد ہین پس اگر اسنے اپنے

[1] قال سہام وصایا اسوجہ سے کہا کہ مریض کا آزاد کرنا سب باطل ہوتا ہے الا بقدر ایک تہائی جو بطور وصیت دیا جاتا ہے لہذا ایسا فرمایا ۱۲ م

بیان مین خالی سالم پر عتق واقع کیا تو سالم تنہا آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے غانم پر عتق واقع کیا تو سالم بھی اُسکے ساتھ آزاد
ہوگا اور اگر مبارک پر عتق واقع کیا تو یہ سب آزاد ہو جائینگے۔ اور اسی طرح اگر اُسنے کہا ہو کہ اور نصف غانم اور تہائی
مبارک آزاد ہے[1] اسواسطے کہ اصابت کے واسطے ایک ہی حالت ہے اور محروم ہونے کے واسطے کئی احوال ہین۔ اور اگر
(حاصل کرنا یا پالینا ۱۲)
اُسنے مرض مین ایسا کہا پس اگر اُسکا کچھ مال سوائے اُنکے ہو حتی کہ ایک رقبہ کامل اور پانچ چھٹے حصے ایک رقبہ کے اُسکے
تہائی مال سے برآمد ہو دین تو حکم ایسا ہی ہے اور اگر اُسکا کچھ مال سوائے انکے نہو مگر وارثون نے اجازت دیدی
تو بھی ایسا ہی حکم ہے اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو یہ غلام اُسکے تہائی مال مین بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک
کیے جاوینگے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ میت کے تہائی مال کے چھ حصے کیے جاوین کیونکہ ہمکو نصف و تہائی کی حاجت ہے
پس سالم پورے چھ کا اور غانم اُسکے نصف یعنی تین کا اور مبارک اُسکے تہائی یعنی دو کا شریک کیا جائیگا جسکا مجموعہ گیارہ ہوئے
پس تہائی مال کے گیارہ حصے کیے جاوینگے اور باقی دو تہائی مال کے اُسکے دوچند بائیس حصے ہونگے پس تمام مال کے (۳۳) حصے ہوئے
اور کل مال (۳) غلام ہین پس ہر غلام کے (۱۱) حصے ہوئے پس سالم مین سے (۶) حصے آزاد ہونگے اور (۵) حصے کے واسطے
سعایت کریگا اور غانم مین سے تین حصے آزاد ہونگے اور آٹھ حصون کے واسطے سعایت کریگا اور مبارک مین سے دو حصے آزاد ہونگے
اور (۹) حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا کا مجموعہ (۱۱) ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ اسکا دوچند (۲۲)
پس تہائی و دو تہائی ٹھیک برآمد ہوئی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ سالم آزاد ہے یا غانم و سالم دونون آزاد ہین یا مبارک و سالم آزاد
ہین تو اسکو اختیار ہوگا اور اُس سے کہا جائیگا کہ عتق ان تینون مین سے جسپر چاہے واقع کرے تو اُسنے جسپر عتق واقع کیا ہے
ایجاب مین جو جو شامل ہوگا وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر وہ قبل بیان مر گیا تو پورا سالم آزاد ہوگا اور باقی دونون مین سے
ہر ایک مین سے ایک تہائی آزاد ہوگا۔ اور اگر اُسنے مرض مین ایسا کہا اور حال یہ ہے کہ اسکا مال بقدر ہے کہ ایک رقبہ اور
دو تہائی رقبہ اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہے یا نہین نکلتا ہے مگر وارثون نے اس عتق کی اجازت دیدی تو
بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر وارثون نے اجازت نہ دی تو کل مال کی تہائی مین یہ سب غلام بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک
ہونگے پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہے اور غانم و مبارک ہر ایک کا حق تہائی رقبہ کا ہے اور کم سے کم ایسا عدد جسکی تہائی برآمد
ہو (۳) ہے پس حق سالم (۳) ہوا اور باقی ہر ایک کا حق ایک ایک ہوا پس مجموعہ سہام عتق (۵) ہوا پس یہ تہائی مال
کے حصص ہوئے پس پورے مال کے (۱۵) حصے ہوئے پس ہر رقبہ کے (۵) حصہ ہوئے از انجملہ سالم مین سے (۳) آزاد
اور دو کے واسطے سعایت کریگا اور غانم و مبارک ہر ایک مین سے ایک حصہ آزاد اور چار حصون کے واسطے سعایت کریگا پس سہام
عتق کا مجموعہ (۵) ہوا اور سہام سعایت کا مجموعہ (۱۰) ہوا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہے یا غانم
و سالم یا مبارک و سالم تو یا کے بعد ہر جگہ خبر مقدر ہوگی اور یہ سب ایجابات مختلف ہونگے اور ایجابات مختلف مین کلمہ یا موجب
تخییر ہوتا ہے پس سالم ہر حال مین آزاد ہو جائیگا اور مبارک و غانم مین سے ہر ایک ایک حال مین آزاد اور دو حال مین

[1] تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے الخ ۱۲ منہ [2] یعنی مثلاً اس نے مبارک کی آزادی اختیار کی تو
مبارک کے ساتھ سالم بھی آزاد ہوگا ۱۲ منہ

نیز آزاد ہونگے پس سالم اور باقی دونون مین سے ایک تہائی حصے آزاد ہونگے اور بعض نے کہا کہ سالم ثانیا بتبداء آخر معطوف علیہ ہے پس وہ اس سے آزاد ہوگا اور باقی دونون بتعیین ولیکن قبل عطف کے جواز عتق مانع عتق ہے۔ اور اگر یون کہا کہ سالم آزاد ہے یا سالم و غانم یا سالم و مبارک تو سب آزاد ہو جاوینگے اسواسطے کہ یا لغو ہو گیا بسبب اتحاد اسم و خبر کے لیکن وہ مثل سکوت کے ہے کہ مانع عطف نہیں ہے اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم بیان مذکور ہے وہ صاحبین رح کا قول ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک غانم و مبارک آزاد ہونگے ولیکن اول اصح[1] ہے۔ اور اگر اُس نے سالم و غانم سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے یا سالم تو سالم مین سے تین چوتھائی آزاد ہوگا اور غانم سے ایک چوتھائی۔ اور اگر کہا کہ سالم آزاد ہے یا غانم یا سالم تو ہر ایک مین سے نصف نصف آزاد ہوگا اسواسطے کہ سوم عین اول ہے پس اسکا ذکر لغو ہوا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ ایک شخص کے چار غلام ہین سالم۔ غانم۔ فرقد۔ مبارک۔ ان سب کی قیمت برابر ہے پس اُسنے اپنی صحت مین کہا کہ سالم و غانم آزاد ہین یا غانم و فرقد آزاد ہین یا فرقد و مبارک آزاد ہین تو تینون ایجابات صحیح ہین پس مولی کو اختیار دیا جائیگا چنانچہ جس ایجاب کو اُسنے اختیار کیا اس ایجاب مین جتنے شامل ہین سب آزاد ہونگے اور باقی باطل ہوئے۔ اور اگر مولے قبل بیان کے مرگیا تو سالم مین سے ایک تہائی حصہ آزاد ہوگا اور دو تہائی کے واسطے سعایت کریگا اور یہی حال مبارک کا ہے اور رہا غانم پس وہ دو حال مین آزاد ہوگا اسواسطے کہ وہ دو ایجابون اول و دوم مین داخل ہے پس اسمین سے دو تہائی حصہ آزاد ہونگے اور ایک تہائی کے واسطے سعایت کریگا اور یہی حال فرقد کا ہے اسواسطے کہ وہ ایجاب دوم و سوم دونون مین داخل ہے اور احوال اصابت[2] بنابر روایت اس کتاب کے احوال متفرقہ قرار دیے جاتے ہین پس اصابت ایجاب دوم علیحدہ ہے اور اصابت ایجاب سوم علیحدہ معتبر ہے۔ اگر یہ قول مرض مین اُسنے کہا اور یہ غلام اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتے ہین یا برآمد نہین ہوتے ہین کہ وارثون نے اجازت دیدی تو حکم ایسا ہی ہے اور اگر برآمد نہوے اور وارثون نے اجازت بھی نہ دی تو تہائی مال ان سب پر بقدر انکے استحقاق کے تقسیم ہوگا پس سالم و مبارک مین سے ہر ایک کا حق ایک سہم ہے اور غانم و فرقد مین سے ہر ایک کا حق دو سہم ہے اور اگر ایک شخص نے اپنے تین غلامون کو جنکی قیمت برابر ہے کہا کہ سالم آزاد ہے یا غانم آزاد ہے یا غانم و مبارک آزاد ہین تو وہ مختار ہوگا جس ایجاب کو اُسنے اختیار کیا جو غلام اس ایجاب مین شامل ہے وہ آزاد ہوگا اور اگر وہ بیان سے پہلے مرگیا تو سالم مین سے ایک تہائی اور مبارک مین سے ایک تہائی اور غانم مین سے دو تہائی آزاد ہوگی اور اگر اس میت کا کچھ مال سوائے ان غلامون کے نہو اور وارثون نے اجازت نہ دی تو اسکا تہائی مال ان سب غلامون پر بقدر انکے حقوق کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر اُس نے دو غلامون کو کہا کہ سالم آزاد ہے یا مبارک آزاد ہے یا دونون آزاد ہین اور قبل بیان کے مرگیا تو ہر ایک مین سے تین چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور اگر سوائے انکے اسکا کچھ مال نہو تو میت کا تہائی مال ان دونون مین نصفا نصف ہوگا یعنی ہر ایک مین سے تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور اگر اُسنے تین غلامون سے کہا کہ سالم آزاد ہے یا غانم آزاد ہے یا مبارک و غانم و سالم آزاد ہین تو اُسکو اختیار ہوگا جس ایجاب کو

[1] یعنی بالاجماع سب کا قول ہے ۱۲ [2] اصابت پہونچنا یہان مراد یہ کہ ہر ایک ایجاب سے جسقدر جس غلام کو پہونچا ۱۲ منہ

اُسنے اختیار کیا جس غلام کو یہ ایجاب شامل ہو وہ آزاد ہوگا - اور وہ قبل بیان کے مرگیا تو مبارک سے ایک تہائی حصہ
آزاد ہو جائیگا اور سالم و غانم ہر ایک مین سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا - اور اگر اسکا کچھ مال سوائے انکے نہ ہو
اور وارثون نے اجازت نہ دی تو تہائی مال ان سب مین بقدر انکے حقوق کے تقسیم ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہے
اور اگر اسکے دو غلام ہون پس اُس نے کہا کہ سالم آزاد ہے یا سالم و غانم آزاد ہین پھر بدون بیان کے مرگیا تو پورا
سالم و نصف غانم آزاد ہو جائیگا - اگر یہ قول اُس نے مرض مین کہا اور ان دونون کے سوائے اسکا کچھ مال نہین
ہے تو اسکے تہائی مال مین دونون بقدر اپنے اپنے حقوق کے شریک کیے جاوینگے پس سالم کا حق پورے رقبہ کا ہے اور حق
غانم اسکے نصف مین ہے پس حق سالم دو سہام ہوئے اور حق غانم ایک سہم ہے پس کل تین سہام ہوئے اور یہی
تہائی مال ہے پس کل مال کے نو حصص ہوئے کہ ہر رقبہ کے مقابلہ مین ساڑھے چار حصہ ہوئے پس سالم مین سے دو حصے
آزاد ہوئے اور ڈھائی حصون کے واسطے وہ سعایت کریگا اور غانم مین سے ایک سہم آزاد ہوگا اور وہ ساڑھے
تین سہام کیواسطے سعایت کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور اگر اُسنے تین غلامون سے کہا کہ تو آزاد ہے یا تم
دونون مین سے ایک آزاد ہے یا تم سب مین سے ایک آزاد ہے اور بیان سے پہلے مرگیا تو اول کے چار نوین حصے آزاد ہونگے اور
باقی دونون مین سے ہر ایک سے ڈھائی نوین حصے آزاد ہونگے - اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے اور اسی ایک اور دوسرے سے کہا
کہ یا تم دونون مین سے ایک آزاد ہے اور پھر سب سے کہا کہ یا تم سب مین سے ایک آزاد ہے تو اول مین سے ساڑھے پانچ
نوین حصہ آزاد ہونگے اور ڈھائی نوین حصے دوسرے مین سے آزاد ہونگے اور تیسرے مین سے ایک نوان حصہ آزاد ہوگا
اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے یا تو آزاد ہے ایک دوسرے غلام سے کہا یا تم سب مین سے ایک آزاد ہے تو اول و دوم مین سے
ہر ایک مین سے چار نوین حصے اور تیسرے مین سے ایک نوان حصہ آزاد ہوگا یہ کافی مین ہے - اور اگر کہا کہ تو اے سالم
آزاد ہے یا تو اے غانم آزاد ہے یا تو اے مبارک آزاد ہے تو وہ مختار ہوگا - اور اگر اُسنے غانم و سالم کو جمع کر کے کہا کہ تم مین
سے ایک ہے تو دونون مین سے ایک درمیان سے نکل گیا اور عتق درمیان مبارک کے اور درمیان ان دونون مین سے ایک کے
دائر رہا کہ انمین سے جسکے حق مین چاہے بیان کرے اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو نصف مبارک مین سے آزاد ہوگا اور باقی
نصف درمیان سالم و غانم کے مشترک ہوگا کہ ہر ایک مین سے چہارم آزاد ہوگا کیونکہ دونون مساوی ہین - اور
جامع مین مذکور ہے کہ اسکا یہ کہنا کہ تم دونون مین سے ایک غلام ہے لغو ہے اور اگر اُسنے یہ نہ کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہے بلکہ یون کہا
کہ تم دونون مین سے ایک مدبر ہے تو ان دونون مین سے ایک مدبر ہو جائیگا اور قطعی عتق ان دونون مین سے ایک اور
مبارک کے درمیان دائر رہیگا پس اگر وہ قبل بیان کے مرگیا تو نصف مبارک آزاد ہو جائیگا اور اپنے نصف کیواسطے
سعایت کریگا اور سالم و غانم ہر ایک مین سے چوتھائی آزاد ہو جائیگا بایجاب قطع اور ہر ایک مین سے نصف مدبر
ہو جائیگا اور اسکا اعتبار میت کے تہائی مال سے ہوگا اور اگر سوائے میت کا کچھ اور مال ہو کہ تہائی سے برآمد ہون
تو ہر ایک مین سے تین چوتھائی آزاد ہوگا کہ جسمین سے ایک چوتھائی بسبب قطعی کے اور نصف بسبب تدبیر کے اور ایک چہارم کے
واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر اسکا کچھ مال نہو تو ایک تہائی مال ان دونون مین نصفا نصف ہوگا اور چونکہ مال میت

وقت موت کے دو رقبہ ہین پس انہین سے تہائی مال دو تہائی رقبہ ہوا جو ان دونون مین مشترک ہوا پس ہر ایک کیواسطے ایک تہائی رقبہ ہوگا پس حساب مین ضرورت ایسے عدد کی ہے کہ اسکی تہائی و چوتہائی نکلتی ہو اور کمتر ایسا عدد (۱۲) ہے پس ہمنے ہر غلام کے بارہ حصے کیے جسمین مبارک مین سے نصف یعنی چھ حصے آزاد ہوئے بسبب ایجاب قطعی عتق کے اور وہ اپنے چھ حصون یعنی نصف کیواسطے سعایت کریگا اور سالم و غانم ہر ایک مین سے ایک چہارم بسبب ایجاب قطعی کے آزاد ہوا یعنی تین تین سہام اور ایک تہائی بسبب بہم ہونے کے اور وہ چار سہام ہوئے اور ہر ایک اپنے پانچ سہام کیواسطے سعایت کریگا پس سہام وصایا آٹھ ہوئے اور سہام سعایت (۱۶) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوگی۔ اور اگر اسنے سالم و غانم کو جمع کیا اور کہا کہ مین نے اختیار کیا کہ تم مین سے ایک غلام رہے پھر غانم و مبارک کو جمع کرکے کہا کہ مین نے اختیار کیا کہ تم مین سے ایک غلام رہے پھر مرگیا تو اسکا اختیار اول باطل ہوگیا تو آزاد کرنا درمیان سالم و دونون مین سے ایک کے دائر ہوگا تو سالم کے حصہ مین نصف عتق آیا اور باقی نصف باقی دونون مین نصفا نصف ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہے۔ اور اگر اسنے چار غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے پھر اسنے سالم و غانم سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہے پھر غانم و فرقد سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہے پھر فرقد و مبارک سے کہا کہ تم مین سے ایک غلام ہے پھر قبل بیان کے مرگیا تو اخیر کا اختیار کرنا پہلے اختیارات کا ناسخ ہے اور فرقد و مبارک دونون مین سے ایک اس درمیان سے خارج ہوگیا اور عتق درمیان سالم و غانم و باقی دونون مین سے ایک کے دائر ہوا پس تہائی سالم اور تہائی غانم اور چھٹا حصہ فرقد و چھٹا مبارک کا آزاد ہوا اور ہر غلام کے چھ حصہ ہوئے اور اگر اپنی صحت مین اپنی جورو اور اپنے غلام سے کہا کہ تو طالقہ ہے یا وہ آزاد ہے اور یہ عورت غیر مدخولہ ہو اور وہ بلابیان کے مرگیا تو غلام مین سے نصف آزاد ہوگیا اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا اور عورت کو پورا مہر اور میراث ملیگی اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اسنے سالم و غانم سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہے یا سالم آزاد ہے تو اس سے کہا جائیگا کہ کسی پر واقع کرنا اختیار کر پس اگر اسنے ایجاب اول کو اختیار کیا تو دوبارہ اسکو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر قبل بیان کے مرگیا تو سالم مین سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور غانم سے ایک چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور اگر قبل بیان کے مرگیا اور اسکا کچھ مال سوائے ان غلامون کے نہین ہے تو انہین سے ہر ایک اپنے اپنے حق کے حساب سے اسکے تہائی مال مین شریک کیے جاوینگے اور انہین سے ایک کا حق تین چوتھائی کا ہے اور دوسرے کا ایک چوتھائی کا پس ہمنے ہر چوتھائی کا ایک سہم مقرر کیا پس ایک کے حق کے (۳) سہام اور دوسرے کے حق کا ایک سہم ہوا پس جملہ (۴) سہام ہوئے اور یہ تہائی مال ہے پس کل مال کے بارہ سہام ہوئے پس ہر رقبہ کے چھ سہام ہوئے پس سالم مین سے (۳) آزاد ہونگے اور تین سہام کے واسطے سعایت کریگا اور غانم مین سے ایک سہم آزاد ہوگا اور پانچ سہام کے واسطے سعایت کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر مولی نے صیغہ عتاق کو دو غلامون مین سے ایک معین کی طرف مضاف کیا پھر بھول گیا تو اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ ان دونون مین سے ایک قبل بیان کے آزاد ہے۔ اور اسکے متعلق احکام دو طرح کے ہین ایک طرح کے وہ جو حیات مولی مین متعلق ہین اور دوم وہ کہ اسکی موت کے بعد متعلق ہین پس ہم اول کا بیان کرتے ہین کہ اگر ایک مرد نے اپنی دو باندیون مین سے ایک معین کو آزاد

کر دیا پھر اُسکو بھول گیا یا دس باندیون مین سے ایک معین کو آزاد کر کے اسکو بھول گیا تو مولی کو منع کر دیا جائیگا کہ انمین سے کسی سے وطی نہ کرے اور نہ انمین سے کسی سے خدمت لے۔ اور تحری دل و گمان غالب سے ایک کو نکال کر باقی کسی سے وطی کرنا حلال نہین ہے اور اسکا حیلہ یہ ہے کہ ان سب سے عقد نکاح باندھ لے تو انمین سے جو آزادہ ہے وہ بسبب عقد نکاح کے اُسپر حلال ہو جائیگی اور جو مملوکہ ہین وہ مملوکہ ہونے کی وجہ سے حلال ہینگی۔ اور اگر کسی نے مبہم طور پر دو غلامون سے ایک کو آزاد کیا اور یہ دونون غلام مولی کو قاضی کے پاس لے گئے اور اس سے بیان کی درخواست کی تو قاضی اسکو حکم دیگا کہ بیان کرے اور اگر اُسنے بیان سے انکار کیا تو قاضی اُسکو بیان کرنے کے واسطے قید کریگا ایسا ہی شیخ کرخی نے ذکر فرمایا ہے۔ اور اگر ان دونون مین سے ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین ہی آزاد ہون حالانکہ اُنکے پاس گواہ نہین ہین اور مولی نے اُس سے انکار کیا اور دونون نے اُسکی قسم طلب کی تو قاضی ان دونون مین سے ہر ایک کے واسطے مولی سے قسم لیگا کہ باللہ عزوجل مین نے اسکو آزاد نہین کیا ہے پھر اگر مولی نے ان دونون کی قسم سے انکار کیا تو دونون آزاد ہو جائینگے اور اگر دونون کے واسطے قسم کھا گیا تو مولی کو بیان کرنے کا حکم دیا جائیگا۔ اور قاضی نے شرح مختصر الطحاوی مین ذکر کیا ہے کہ جب بعد آزاد کرنے کے جہالت پیدا ہو گئی ہو اور مولی کو یاد نہ آوے تو مولی بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا پھر واضح ہو کہ ایسی حالت مین بیان دو طرح کا ہوتا ہے نص یا دلالت یا ضرورت پس نص کی یہ صورت ہے کہ مولی ان دونون مین سے ایک معین سے کہدے کہ یہی ہے جسکو مین نے آزاد کیا تھا اور بھول گیا تھا اور دلالت و ضرورت کی صورت یہ ہے کہ فعل یا قول اس سے ایسا صادر ہو کہ جو بیان پر دلالت کرے مثلاً دونون مین سے ایک کے ساتھ کوئی ایسا تصرف کرے کہ بدون ملک کے اسکی صحت نہین ہو سکتی جیسے بیع و ہبہ و صدقہ و وصیت و اعتاق و اجارہ و رہن و کتابت و تدبیر و استیلاد جبکہ دونون باندیان ہون اور اگر دس باندیون مین سے ایک آزاد ہو پھر مولی نے انمین سے ایک سے وطی کی تو جس سے وطی کی ہے یہ تو رقیت کے واسطے متعین ہو جاویگی اور یہ بھی بدلالت یا ضرورت متعین ہو جائیگا کہ آزاد شدہ ان باقیون مین ہے پس بیان صریح یا دلالت سے متعین ہو سکتی ہے اور اسی طرح اگر اُسنے دوسری و تیسری سے وطی شروع کی یہانتک کہ نو تک نوبت پہونچی تو جو باقی رہی ہے یعنی دسوین وہ عتق کیواسطے متعین ہو جائیگی اور احسن یہ ہے کہ انمین سے کسی سے وطی نہ کرے اور اگر وطی کی تو حکم وہی ہوگا جو ہمنے ذکر کر دیا ہے۔ اور اگر قبل بیان کے انمین سے کوئی ایک مر گئی تو احسن یہ ہو کہ قبل بیان کے ان باقیون سے وطی نہ کرے اور اگر قبل بیان کے وطی کی تو جائز ہے۔ اور اگر دو ہون پھر ایک مر گئی تو جو باقی رہی ہے وہ عتق کے واسطے متعین نہو جائیگی ہان اسکا عتق بیان پر موقوف رہیگا خواہ بیان صریح ہو یا بدلالت۔ اور اگر مولی نے کہا کہ میری مملوک ہے اور ان دونون مین سے ایک کی طرف اشارہ کیا تو دوسری باندی بدلالت یا بضرورت عتق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور اگر دس غلام ہون اور سب کو ایک صفقہ مین فروخت کیا تو سب کی بیع فسخ ہو جائیگی اور اگر تنہا تنہا فروخت کیا تو نو تک کی بیع جائز ہوتی جائیگی اور دسوان واسطے عتق کے متعین ہوگا۔ دس آدمیون مین سے ہر ایک کی ایک باندی ہے پس انمین سے ایک نے ایک باندی اپنی آزاد کر دی اور بطور معین وہ معلوم نہین ہوتی ہے تو انمین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی باندی سے وطی کرے اور مالکون کے مانند اُسمین تصرف کرے۔ اور اگر یہ سب باندیان انمین سے

ایک کی ملک مین آگئین تو ایسا ہوگا کہ گویا یہ سب اسی کی ملک مین تھین جنمین سے اُسنے ایک کو آزاد کیا پھر اسکو بھول گیا اور دوم آنکہ اگر مولی قبل بیان کے مرگیا تو دونون مین سے ہر ایک مین سے اسکا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اپنے نصف کے واسطے سعایت کریگا یعنی اپنی نصف قیمت کے واسطے مولائے میت کے وارثون کے لیے سعایت کریگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ مین نے اپنا غلام قدیم الصحبت آزاد کیا تو ہمین مشائخ نے تکلم کیا ہے اور مختار یہ ہے کہ قدیم الصحبۃ وہ ہے جسکی صحبت کو ایک سال گذر گیا ہو یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ تو آزاد ہے یا تیرا حمل پھر ولادت کے بعد مولے مرگیا تو بچہ آزاد ہوگا اور باندی مذکورہ مین سے نصف حصہ آزاد ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اول بچہ جو تو جنے گی اگر لڑکا ہو تو تو آزاد ہے پس وہ باندی ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ اول کون جنی ہے باوجودیکہ باندی اور اسکا مولی دونون ان دونون بچون کی ولادت پر اتفاق کرتے ہین تو نصف باندی اور نصف لڑکی آزاد ہوگی اور لڑکا غلام رہیگا۔ اور اگر باندی نے دعوی کیا کہ اول لڑکا ہی پیدا ہوا ہے اور یہ لڑکی صغیرہ ہے پس مولی نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہین بلکہ لڑکی اول ہوئی ہے تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا اور مولی سے اُسکے علم پر قسم لیجائیگی پس اگر مولی قسم کھا گیا تو ان مین سے کوئی آزاد نہوگا لیکن اگر باندی اسکے بعد گواہ قائم کرے کہ وہ پہلے لڑکا ہی جنی ہے تو حکم آزادی دیا جائیگا۔ اور اگر مولی نے قسم کھانے سے نکول کیا تو باندی اور لڑکی دونون آزاد ہو جاوینگی اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اول لڑکا ہی ہوا ہے تو باندی و لڑکی آزاد ہو گی اور لڑکا رقیق رہیگا۔ اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ اول لڑکی پیدا ہوئی ہے تو کوئی آزاد نہوگی۔ اور اگر باندی نے دعوی کیا کہ اول غلام ہی پیدا ہوا اور لڑکی نے باوجودیکہ وہ کبیرہ ہوگئی ہے کچھ دعوی نکیا تو مولی سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھائی تو کچھ ثابت نہوگا اور اگر اُسنے نکول کیا تو باندی آزاد ہو جائیگی نہ دختر۔ اور اگر لڑکی نے دعوی کیا درحالیکہ وہ کبیرہ ہے کہ اول لڑکا پیدا ہوا ہے اور باندی نے دعوی نکیا ہو تو ایسی صورت مین لڑکی ہی آزاد ہوگی نہ اسکی ماں یہ کافی مین ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ پہلا بچہ جسکو تو جنے گی اور وہ لڑکا ہوگا تو وہ آزاد ہے اور اگر لڑکی ہو تو تو آزاد ہے پس وہ دو لڑکے اور دو لڑکیاں جنی پس اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلا بچہ لڑکا ہوا ہے تو وہ آزاد ہوگا اور باقی سب مملوک رہینگے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اول وہ لڑکی جنی ہے تو یہ لڑکی رقیقہ رہیگی اور باقی سب کے سب آزاد ہو جاوینگے۔

اور اگر یہ معلوم نہو کہ آیا یہ اول کون پیدا ہوا ہے تو باندی مین سے نصف حصہ آزاد ہوگا اور دونون لڑکون مین سے ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا اور ایک چوتھائی کے واسطے سعایت کریگا اور دونون لڑکیون مین سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگی۔ اور اگر باندی و مولی نے اتفاق کیا کہ لڑکا پہلے ہوا ہے تو وہی آزاد ہو جائیگا جسپر دونون نے اتفاق کیا ہے اور باقی سب رقیق رہینگے۔ اور اگر دونون نے کسی بچے کے حق مین اختلاف کیا تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا مگر مولے سے اسکے علم پر ہی قسم لیجائیگی کہ واللہ مین جانتا ہون کہ باندی اسکو پہلے جنی ہے اور اگر باندی سے کہا کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہو تو تو حرہ ہے اور اگر لڑکی ہوئی تو وہ حرہ ہے پھر اسکا حمل ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکلی تو کوئی آزاد نہوگا۔ اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ مین ہے اگر وہ الی آخرہ تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور

اگر اُسنے یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہو تو تو حرہ ہے اور اگر لڑکی ہو تو وہ حرہ ہے تو صورت مذکورہ مین لڑکی و لڑکا
آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ کہ تو اسکو جنے گی لڑکا ہو تو تو آزادہ ہے اور اگر لڑکی ہو تو وہ آزاد
ہو پھر ان دونون کو جنی پس اگر معلوم ہو جاوے کہ اول وہ لڑکا جنی ہے تو باندی مع لڑکی کے آزاد ہو جاویگی اور لڑکا
رقیق ہوگا۔ اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلے وہ لڑکی جنی تو یہ لڑکی آزاد ہو جائیگی اور باندی مع لڑکا دونون رقیق
رہینگے اور اگر کچھ معلوم نہو مگر باندی و مولی نے کسی امر پر اتفاق کیا تو اُسی کے موافق حکم ہوگا۔ اور اگر دونون نے کہا کہ ہم
نہین جانتے ہین تو لڑکا رقیق رہیگا اور لڑکی آزادہ ہوگی اور نصف باندی آزادہ ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر باندی
نے غلام پہلے پیدا ہونے کا دعوے کیا تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی باندی
سے کہا کہ اگر تو جنی ایک لڑکا پھر ایک لڑکی تو تو آزادہ ہے اور اگر تو جنی ایک لڑکی پھر ایک لڑکا تو لڑکا آزاد ہے پھر ایک
لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی پس اگر پہلے لڑکا جنی تو باندی آزاد ہو جائیگی اور لڑکا و لڑکی دونون رقیق رہینگے
اور اگر پہلے لڑکی جنی تو لڑکا آزاد ہو جائیگا اور باندی و لڑکی دونون رقیق رہینگی۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اُنمین کون پہلے
پیدا ہوا ہے اور دونون نے اتفاق کیا کہ ہم اسکو نہین جانتے ہین تو لڑکی رقیقہ ہوگی اور لڑکا و باندی ہر ایک مین سے
نصف حصہ آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا۔ اور اگر دونون نے اختلاف کیا تو مولی سے
اُسکے علم پر قسم کے ساتھ مولی کا قول قبول ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہے کہ وہ لڑکا و لڑکی ایک ایک جنی ہو اور اگر وہ دو
لڑکے اور دو لڑکیان جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو پس اگر پہلے دو لڑکے جنی پھر دو لڑکیان تو باندی آزاد ہو جائیگی
اور اُسکی آزادی سے دوسری لڑکی بھی آزاد ہوگی اور دونون لڑکے اور پہلی لڑکی سب رقیق باقی رہینگے اور اگر وہ پہلے
ایک لڑکا جنی پھر دو لڑکیان پھر ایک لڑکا تو باندی اور دوسری لڑکی دونون آزاد ہو جاوینگی اور دوسرا لڑکا اپنی مان کے
آزاد ہونے سے آزاد ہوگا۔ اور اگر ایک لڑکا پہلے جنی پھر لڑکی جنی پھر ایک لڑکا جنی پھر ایک لڑکی جنی تو باندی اور دوسرا لڑکا
اور دوسری لڑکی بسبب آزادی اپنی مان کے آزاد ہو جاوینگے اور پہلا لڑکا اور پہلی لڑکی رقیق رہجاوینگے۔ اور اگر وہ پہلے دو لڑکیان
جنی پھر دو لڑکے جنی تو پہلا لڑکا فقط آزاد ہوگا اور باقی سب رقیق رہینگے اور اسی طرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جنی پھر دو
لڑکے پھر ایک لڑکی تو بھی فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر وہ پہلے ایک لڑکی جنی پھر ایک لڑکا پھر ایک لڑکی
پھر ایک لڑکا تو فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا۔ اور اگر تقدیم و تاخیر کچھ معلوم نہو پس اگر سب نے اتفاق کیا کہ یہ معلوم نہین
کہ اول کون پیدا ہوا ہے تو ہر واحد اولاد مین سے چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باندی یعنی اُنکی مان سے نصف
حصہ آزاد ہوگا اور باقی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگی۔ اور اگر سب نے اختلاف کیا تو مولی سے اُسکے علم پر قسم
لیکر اسی کا قول قبول کیا جائیگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر باندی سے کہا کہ اول بچہ کہ جسکو تو جنے گی وہ آزاد ہے پھر وہ
پہلے ایک مردہ بچہ جنی پھر ایک زندہ جنی تو زندہ آزاد ہوگا۔ اور اگر باوجود اسکے یون کہا کہ تو آزادہ ہے تو وہ مردہ بچہ
کے ساتھ آزاد ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی دو باندیون سے کہا کہ جو تم دونون مین
سے ایک کے پیٹ مین ہے آزاد ہے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس پر چاہے عتق واقع کرے پس اگر کسی

مرد نے ان دونون مین سے ایک کے پیٹ مین ایسا مارا کہ وہ مردہ بچہ وقت تکلم عتق سے چھ مہینے سے کم مین ڈال گئی تو وہ رقیق ہوگا اور دوسرا واسطے عتق کے متعین ہوگا۔ اور اگر ہر ایک باندی کے پیٹ مین ایک ایک مرد نے ایسا مارا کہ وقت تکلم عتق سے چھ مہینے سے کم مین ہر ایک مردہ بچہ ڈال گئی تو ہر ایک کے بچہ کے واسطے اس جنایت کنندہ پر وہ واجب ہوگا جو باندی کے جنین کے واسطے واجب ہوتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اسنے تین باندیون سے کہا کہ جو کچھ اس باندی کے پیٹ مین ہے وہ حرہے اور جو کچھ اس باندی کے پیٹ مین ہے یا جو کچھ اس باندی کے پیٹ مین ہے تو جو کچھ پہلی باندی کے پیٹ مین ہے وہ آزاد ہوگا اور دونون باقیون کے حق مین معلی کو اختیار ہوگا کہ جس ایک پر چاہے عتق واقع کرے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میری باندی کے پیٹ مین جو ہے وہ لڑکا ہو تو اس طفل کو آزاد کرو اور اگر لڑکی ہو تو اسکو آزاد کرو پھر وہ مرگیا پھر وہ باندی ایک لڑکا و ایک لڑکی دونون جنی تو وصی پر واجب ہے کہ ان دونون کو آزاد کرے مگر اسکے تہائی مال سے آزاد کرے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اگر اول بچہ جو تو جنے گی وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہے اور اگر لڑکی پھر لڑکا ہو تو وہ دونون آزاد ہین پھر وہ ایک لڑکا اور دو لڑکیان جنی اور یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ ان مین سے اول کون ہے تو باندی اور اسکے پسر ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہوگا۔ اور دونون لڑکیون مین سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور باقی تین چوتھائی قیمت کے واسطے ہر ایک سعایت کریگی اور شیخ ابو عصمہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونون لڑکیون مین سے ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی ایک چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگی قال المترجم بعض نسخون مین یہ عبارت بھی زائد موجود ہے کہ ہمارے اصحاب مین سے بعض نے جواب کتاب کی تصحیح مین تکلف کیا اور کہا کہ دونون لڑکیون مین سے ایک مقصود بعتق ہر ایک حالت مین پس باوجود اس امر کے جانب تبعیت ان دونون کے حق مین باعتبار نہ کی جائیگی اور جب کہ تبعیت کا اعتبار ساقط ہوا تو دونون مین ایک لڑکی فی حال دون حال آزاد ہوگی پس ان مین سے نصف حصہ آزاد ہوگا لہذا یہی نصف حصہ ان دونون مین مشترک رہا پس ہر ایک مین سے چوتھائی حصہ آزاد ہوا۔ مگر اس صورت مین یہ مسئلہ مسائل متقدمہ سے تخریج مین مخالف ہوگا پس اصح وہی ہے جو شیخ ابو عصمہ نے فرمایا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دو مردون نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے اپنے دو غلامون مین سے ایک کو آزاد کیا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک ایسی گواہی باطل ہے اور اگر دونون نے اسپر گواہی دی کہ اسنے اپنی دو باندیون مین سے ایک آزاد کی ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہین ہے اگرچہ اسمین دعوی شرط نہین ہے۔ اور یہ سب اسوقت ہے کہ دونون گواہون نے گواہی دی ہو کہ اسنے اپنی صحت مین اپنے دو غلامون مین سے ایک غلام کو آزاد کیا ہے۔ اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے اپنے مرض موت مین دو غلامون مین سے ایک آزاد کیا ہے یا اپنی صحت یا مرض مین دو مین سے ایک کو مدبر کیا ہے اور یہ گواہی اس شخص کی حالت مرض مین یا بعد وفات کے ادا کی ہے تو استحسانا مقبول ہوگی اور اگر دونون نے اسکے مرنے کے بعد گواہی دی کہ اسنے اپنی صحت مین کہا تھا کہ دونون مین سے ایک آزاد ہے تو بعض نے کہا کہ گواہی قبول نہوگی اور بعض نے کہا کہ قبول ہوگی ہکذا فی الہدایہ اور اصح یہ ہے کہ گواہی قبول ہوگی یہ کافی مین ہے اور

تہائی آخر اس لیے کہ میت کی وصیت اسکے ادائے قرضہ کے بعد تہائی سے نافذ ہوتی ہے الا اسکے ورثہ کیلیے ورثہ اجازت دین تو کل حالت معتبر ہوگا منہ

اگر دونون نے گواہی دی کہ اُسنے ان دونون مین سے ایک معین کو آزاد کیا تھا مگر ہم اسکو بھول گئے ہین تو دونون کی گواہی مقبول نہوگی۔ اور اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ ان دونون آدمیون مین سے ایک نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ تمرتاشی مین ہو اور اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنے غلام سالم کو آزاد کیا ہو اور سالم کو وہ پہچانتے ہین اور اس مشہود علیہ کا ایک ہی غلام سالم نام ہو تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسکے دو غلام سالم نام کے ہون اور مولی اس عتق سے منکر ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک ان دونون مین سے کوئی آزاد نہوگا یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر دو گواہون نے ایک غلام کے عتق کی گواہی دی اور انکی گواہی پر اُسکے آزاد ہونے کا حکم ہوگیا پھر دونون نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا پس دونون نے اُسکی قیمت اسکے مولی کو تاوان دی پھر ان دونون کی گواہی کے بعد اور دو گواہون نے گواہی دی کہ اسکے مولی نے اسکو آزاد کیا تھا تو بالاتفاق پہر دو گواہان سابق سے تاوان ساقط نہوگا اور اگر پچھلے دونون گواہون نے صریح کہا کہ پہلے دونون گواہون کی گواہی سے پہلے غلام کے مولی نے اسکو آزاد کیا تھا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہوگی اور جو کچھ پہلے گواہون نے تاوان دیا ہو اسکو واپس نہ لے سکینگے یہ کافی مین ہو۔ اور جامع مین ہو کہ اگر ایک مرد نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ جب کل کا روز آجاے تو تم مین سے ایک آزاد ہو پھر دونون مین سے ایک آج ہی کے روز مرگیا یا مولے نے اسکو آزاد کر دیا یا فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ بقبضہ کرا دیا پھر کل کا روز ہوا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا۔ اور اگر مولی نے کل کا روز آنے سے پہلے کہا کہ مین نے اختیار کیا کہ جب کل کا روز آوے تو خاص اس غلام پر عتق واقع ہو تو یہ باطل ہو۔ اور نیز جامع مین مذکور ہو کہ اگر کسی نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تم مین سے ایک آزاد ہو پھر انمین سے ایک کو فروخت کر دیا پھر کل کا روز آنے سے پہلے اسکو خرید لیا پھر کل کا روز ہوا تو انمین سے ایک آزاد ہوگیا مگر بیان کا اختیار مولے کو ہوگا اور اگر اُسنے ایک کو فروخت کرکے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے خرید لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا مگر اسکو خریدا نہین تھا یہان تک کہ کل کا روز آگیا تو جو غلام کل کا روز ہونے پر اُسکی ملک مین ہو وہ آزاد ہو جائیگا اور بیع کرنے سے اسکی قسم باطل نہوگی۔ اور اگر ایک مین سے نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو جو غلام پورا اسکی ملک مین ہو وہ آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اُسنے دونون مین نصف نصف فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونون مین سے ایک آزاد ہوگیا مگر بیان کا اختیار مولی کو ہو یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص کے چار غلام ہین دو گورے ہین اور دو کالے ہین پس مولے نے کہا کہ یہ دونون گورے آزاد ہین یا یہ دونون کالے یا عتق کی اضافت وقت کی جانب کر کے کہا کہ یہ دونون گورے آزاد ہین یا یہ دونون کالے جب کل کا روز آوے پھر کل کا روز ہونے سے پہلے دونون گورے غلامون مین سے ایک مرگیا یا مولے نے اسکو فروخت کر دیا پھر کل کا روز ہوا تو دونون کالے غلام آزاد ہو جائینگے اور مولے کو کوئی خیار حاصل نہوگا۔ اور اگر گورون مین سے ایک اور کالون مین سے ایک مرگیا تو کل کا روز آنے پر مولے کو خیار حاصل ہوگا اور اگر دونون گورے مرگئے تو دونون کالے آزاد ہو جاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے

اور اگر یون کہا کہ ہذا حر ہذا تو دونون غلام آزاد ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ ہذا ہذا حر تو دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ او ہذا حر ہذا ان دخل الدار تو پہلا فی الحال آزاد ہو جائیگا اور دوسرا وقت شرط پائی جانے کے آزاد ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہو جب کہ کل کا روز ہو تم دونون مین سے ایک آزاد ہے۔ پھر کل کا روز ہوا تو دونون آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر دونون مین سے ایک مر گیا یا مولی نے اُسکو فروخت کر دیا تو باقی آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر دونون مین سے ایک مین سے کوئی حصہ فروخت کر دیا تو بھی یہی حکم ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے ایک نے دو غلام اور ایک آزاد ان تینون کے مجموعہ کو کہا کہ تم مین سے دو آزاد ہین تو دو کے لفظ مین سے ایک بجانب آزاد راجع کیا جائیگا اور ایک بجانب غلام پس دونون غلامون مین سے فقط ایک آزاد ہوگا گویا اُس نے یون کہا کہ دونون غلامون مین سے ایک آزاد ہے پس اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے کہ ان دونون مین سے کون مراد ہے پس اگر مولے قبل بیان کے مر گیا تو دونون مین سے ہر ایک کا نصف حصہ آزاد ہو جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہے

چوتھا باب۔ عتق کے ساتھ قسم کھانے کے بیان مین۔ ایک شخص نے کہا کہ جب مین اس دار مین داخل ہون تو ہر مملوک میرا جس روز ایسا ہو وہ آزاد ہے حالانکہ اس روز اُسکا کوئی مملوک نہین ہے پس اُس نے ایک مملوک خرید لیا پھر وہ داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھانے کے روز اُسکی ملک مین کوئی غلام ہو اور وہ برابر اسکی ملک مین باقی رہا یہان تک کہ وہ دار مذکور مین داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا خواہ رات مین داخل ہوا ہو یا دن مین اور اگر اُس نے جس روز ایسا ہو اکا لفظ نہ کہا ہو تو جس غلام کا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہے آزاد نہ ہوگا یہ کافی مین ہے اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہے پھر اس غلام کو دار مین داخل ہونے سے پہلے فروخت کر دیا تو قسم بیکار ہو جائیگی۔ اور اگر وہ دار مین داخل نہوا یہان تک کہ اسکو دوبارہ خرید لیا پھر دار مین داخل ہوا تو وہ آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ زوال ملک کی وجہ سے قسم منحل نہین ہوتی ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور خالد بن صبیح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر ایک مرد نے کہا کہ ہر بار جبکہ مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے حالانکہ اسکے چند غلام ہین پس وہ شخص اس دار مین چار مرتبہ داخل ہوا تو اُسپر ہر بار کے داخل ہونے کے لیے ایک غلام آزاد کرنا واجب ہوا کہ یہ عتق جس غلام پر چاہے واقع کرے ایک بعد دوسرے کے چار آزاد کرے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو تو آزاد ہے پھر اُسکو آزاد کر دیا پھر وہ مرتدہ ہو کر دار الحرب مین چلی گئی پھر وہان سے قید کر کے لائی گئی اور یہی شخص اسکا مالک ہوا پھر یہ باندی اس دار مین داخل ہوئی تو ہمارے نزدیک وہ آزاد نہوگی یہ ینابیع مین ہے۔ اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار مین آج کے روز داخل ہوا تو تو آزاد ہے پھر دن گذر جانے کے بعد اس غلام نے دعوے کیا کہ مین اس دار مین داخل ہوا تھا پس مولی نے انکار کیا تو قول مولی کا قبول ہوگا اور اگر غلام سے کہا کہ اس دار مین داخل ہو تو تو آزاد ہے تو یہ بمنزلہ اس کلام کے ہے کہ جب تو اس دار مین داخل ہو تو تو آزاد ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو ان دونون گھرون مین داخل ہو تو تو آزاد ہے پھر ان گھرون مین داخل ہونے سے پہلے اُسکو فروخت کر دیا پھر وہ ان گھرون مین سے ایک مین داخل ہوا پھر اُسکو خرید کیا پھر وہ دوسرے

گھر میں بھی داخل ہوا تو ہمارے نزدیک آزاد ہو جائیگا - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو اس دار میں داخل ہوا تو تو آزاد ہے اگر تو نے فلان سے کلام کیا - تو دار میں داخل ہونے کے وقت بھی اعتبار قیام ملک کا ہوگا یہ بدائع میں ہے - امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ اگر مولے نے کہا کہ اول غلام جو میرے پاس آوے وہ آزاد ہے پس اول اسکے پاس ایک غلام مردہ داخل کیا گیا پھر زندہ تو زندہ آزاد ہوگا اور اسمین کوئی اختلاف ذکر نہیں فرمایا پس بعض مشائخ نے کہا کہ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ سب کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے - اور اگر دو غلام ایک ساتھ اسکے پاس داخل کیے گئے تو انمین سے کوئی آزاد نہوگا پھر اگر انکے بعد کوئی غلام تنہا اسکے پاس داخل کیا گیا تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے - اور اگر اپنے غلام سالم سے کہا کہ تو آزاد ہے اگر تو اس دار میں داخل ہوا میں بلکہ غانم یعنے اپنے دوسرے غلام کا نام لیا تو دوسرا بدون دخول دار کے آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے - اور اگر کہا کہ ہر عورت میری کہ جو اس دار میں داخل ہو تو وہ طالقہ ہے اور میرے غلامون میں سے ایک غلام آزاد ہے پھر اسکی دو عورتیں داخل ہوئیں تو دونون طالقہ ہو جاوینگی اور غلام ایک ہی آزاد ہوگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ جس غلام کو چاہے معین کرے - اور اگر اس نے کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوئی میری کوئی عورت اس دار میں تو وہ طالقہ ہے اور ایک غلام میرے غلامون میں سے آزاد ہے پس دو عورتیں داخل ہوئیں یا ایک ہی عورت دو مرتبہ داخل ہوئی تو دونون عورتیں طالقہ ہو جاوینگی اور دو غلام آزاد ہونگے - ایک شخص کی باندیاں ہیں اور انکے اولاد ہے اور اسکے غلام بھی ہیں پس اس نے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار میں داخل ہو تو وہ آزاد ہے اور اسکا بیٹا اور ایک غلام میرے غلامون میں سے آزاد ہے پس سب باندیاں داخل ہوئیں تو سب آزاد ہو جاوینگی اور انکی اولاد بھی آزاد ہوگی اور ایک غلام آزاد ہوگا مگر واضح رہے کہ ہر باندی کا فقط ایک بیٹا آزاد ہوگا - اور اگر یہ غلام ان باندیون کے شوہر ہوں پس اسنے کہا کہ ہر باندی میری جو اس دار میں داخل ہو تو وہ آزاد ہے اور اسکا شوہر اور اسکا بچہ پھر سب باندیاں داخل ہوئیں تو سب آزاد ہو جاوینگی اور انکے شوہر اور انکی اولاد بھی آزاد ہوگی اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میری کوئی باندی اس دار میں داخل ہوئی تو یہ اور اسکا شوہر اور اسکا بچہ اور ایک غلام میرے غلامون میں سے آزاد ہے پھر سب باندیاں داخل ہوئیں تو سب آزاد ہونگی اور انکے شوہر و اولاد بھی آزاد ہوگی اور ہر باندی کے مقابلہ میں ایک ایک غلام آزاد ہوگا - اور شرح کرخی میں لکھا ہے کہ اگر مولے نے کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا میں اس دار میں اور میں نے فلان سے کلام کیا یا فلان کے ساتھ کلام کیا تو میرے غلامون میں سے ایک غلام آزاد ہے پھر وہ کئی بار دار میں داخل ہوا اور فلان سے اسنے ایک ہی بار کلام کیا تو فقط ایک ہی غلام آزاد ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اگر تو اس دار میں داخل ہوا یا اس دار میں تو جب دار میں داخل ہوگا آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ اس دار میں داخل ہوا اور اس دار میں تو جب تک دونون میں داخل نہو آزاد نہ ہوگا - اور اگر کہا کہ تو آج کے روز آزاد ہے اگر تو اس دار میں داخل ہوا تو جبتک آج اس دار میں داخل نہو آزاد نہوگا یہ حاوی قدسی میں ہے - اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ اسکو میں نے خرید کیا جب میں اس دار میں داخل ہو گیا تو وہ آزاد ہے

تو یہ قسم انھین غلامون کے حق مین ہوگی جنکو بعد دار مذکور مین داخل ہونے کے خرید کرے یہ ایضاح مین ہے۔ ایک غلام نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے یا اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو میری جورو طالقہ ہے۔ پس اگر وہ پہلے دار مین داخل ہوا تو اُسکا غلام آزاد ہوگا اور فلان سے کلام کرنے کا انتظار نہ کیا جائیگا۔ اور اگر پہلے فلان سے کلام کیا تو جورو طالقہ ہوجائیگی اور دار مین داخل ہونے کا انتظار نہ کیا جائیگا پس جب ان دونون شرطون مین سے کوئی پائی گئی اور اُسکا حکم مترتب ہوگیا تو دوسری باطل ہوگی اور اگر دونون شرطین ایک ساتھ پائی گئین تو دونون جزاؤن مین سے ایک نازل ہوگی مگر تعیین کا اختیار اُسکو حاصل ہوگا کذا فی جامع کبیر حصیری مین ہے ایک مرد کی دو باندیان ہین اپنی باندیون سے کہا کہ اگر تم مین سے کوئی اس دار مین داخل ہوئی تو وہ آزاد ہے پھر اُسنے ایک کو فروخت کر دیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی پھر جو اُسکے پاس باقی ہے وہ داخل ہوئی تو یہ آزاد نہوگی اور اگر مبیعہ کے داخل ہونے سے پہلے جو اُسکے پاس ہے وہ داخل ہوئی تو وہ آزاد ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہے اور میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو یہ دو قسمین قرار دی جاوینگی پس جس قسم کی شرط پائی جاویگی اُسکی جزا نازل ہوگی۔ اور اگر اُس نے اُسکے آخر مین انشاء اللہ تعالی کہدیا تو یہ استثنا ان دونون قسمون کی طرف راجع ہوگا اور اسی طرح اگر فلان کی مشیت پر معلق کیا تو بھی فلان کی مشیت ان دونون قسمون کی طرف راجع ہوگی پس اگر فلان نے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو دونون قسمین باطل ہوجاوینگی اور اسی طرح اگر ان دونون مین سے ایک کو اُس نے نہ چاہا تو بھی دونون باطل ہوجاوینگی۔ اور اگر فلان نے مجلس مین چاہا تو دونون قسمین صحیح ہوجاوینگی پھر اُسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے فلان سے کلام کیا تو غلام آزاد ہوجائیگا اور اگر دار مذکور مین داخل ہوا تو جورو طالقہ ہوجاویگی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہے اور میرا غلام آزاد ہے تو بدون دخول دار کے کچھ جزا واقع نہوگی اور اگر دار مین داخل ہوا تو دونون جزائین واقع ہونگی اور اسی طرح اگر اُسنے جزا کو مقدم کیا باین طور کہ میری جورو طالقہ ہے اور میرا غلام آزاد ہے اگر مین دار مین داخل ہوا یا شرط کو وسط مین بیان کیا باین طور کہ میری جورو طالقہ ہے اگر مین دار مین داخل ہوا اور میرا غلام آزاد ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہے اور مجھپر پیدل حج کرنا واجب ہے اور میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے فلان سے کلام کیا اور اس شخص کی کچھ نیت نہین کی ہے تو پیدل حج کرنا اور جورو پر طلاق معلق بدخول دار ہوگی اور غلام کا عتق معلق بکلام فلان ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر مین دار مین داخل ہوا اور میرا غلام آزاد ہے انشاء اللہ تعالی تو یہ ایک ہی قسم ہوگی اور استثناء مذکور پوری قسم سے متعلق ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ انشاء فلان یعنے اگر فلان نے چاہا تو بھی یہی حکم ہے ایک مرد نے کہا کہ ان دخلت الدار ان کلمت فلانا او اذا کلمت او اذا قدم فلان فعبدی حر اور اس شخص کی کچھ نیت نہین ہے تو قسم یون ہوگی کہ بعد فلان سے کلام کرنے یا بعد فلان کے آجانے کے دار مذکور مین داخل ہو چنانچہ اگر پہلے داخل ہو کر پھر فلان سے کلام کیا تو غلام آزاد نہوگا اور اگر کلام کرکے پھر داخل ہوا تو آزاد ہوجائیگا اور اگر جزا کو دونون شرطون پر مقدم کیا یعنی کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین

دار مین داخل ہوا اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو شرط ہو کہ بعد کلام کے دار مذکور مین داخل ہونا پایا جاوے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر اُس نے اپنے اس قول سے کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو تو آزاد ہے یہ نیت کی کہ دخول دار مقدم ہو اور وہی شرط انعقاد ہوا ور کلام بفلان مؤخر ہو تو اسکی نیت صحیح ہوگی۔ اور اسی طرح تقدیم جزا کی صورت مین اگر اُسنے ایسی نیت کی کیفیت کلام متاخر ہو تو اسکی نیت صحیح ہوگی لیکن اگر اس نیت مین اُسکے حق مین کوئی نفع ہو باین طور کہ مثلاً اس نیت سے اُسکے حق مین تخفیف ہو تو بسبب تہمت کے قضاءً اسکی نیت رد کردی جائیگی۔ اور اگر اُسنے دو گھرون کے واسطے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر مین اس دار دیگر مین داخل ہوا تو تو آزاد ہے تو حانث ہونے کی شرط دوسرے دار مین پہلے داخل ہونا ہوگی پس اگر وہ پہلے دار مین اولاً داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دوسرے مین داخل ہونے کے بعد داخل ہوا تو حانث ہوگا۔ اور اگر اسنے ایک ہی دار کے حق مین کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو آزاد ہے پھر اسمین ایکبار داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا خواہ جزا مقدم ہو یا مؤخر ہو یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے اور اگر اُسنے جزا کو وسط مین بیان کیا باین طور کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے فلان سے کلام کیا۔ یا کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہے اگر فلان شخص آیا تو قسم کا انعقاد اس امر پر ہوگا کہ فعل اوّل واقع ہو پھر فعل ثانی پایا جائے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میرا ہر مملوک نر کہ آزاد ہو اور اسکی ایک باندی حاملہ ہے پھر اسکے نرینہ بچہ پیدا ہوا تو آزاد نہ ہوگا اگرچہ وقت قسم سے چھ مہینے سے کم مین جنی ہو یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ ہر ایک مملوک کہ جبکا مین مالک ہوں آئندہ مانہ مین وہ آزاد ہو الا ان مملوکون کا اوسط۔ پھر اُسنے کوئی غلام خریدا تو اسی وقت آزاد ہو جائیگا پھر اگر اُسنے دوسرا خریدا تو آزاد نہ ہوگا پھر اُسنے مزید ایمان تک کہ مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگا پھر اگر تیسرا خریدا تو ان دونون مین سے کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ پھر اگر وہ چوتھے غلام کا مالک ہوگا تو دوسرا غلام آزاد ہوگا اسی طرح جب آٹھوین غلام کا مالک ہوگا تو چوتھا آزاد ہو جائیگا اور علی ہذا القیاس کذا فی شرح تلخیص الجامع الکبیر وحاصل اسکا جب وہ عدد غلام جفت خریدیگا تو جو غلام نصف اول مین واقع ہوگا وہ فی الحال آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکا اوسط ہونا متصور نہین ہے اور جو غلام نصف ثانی مین واقع ہوگا اسکا حکم موقوف رہیگا حتی کہ اگر اُس نے چھ غلام خریدے ایک بعد دوسرے کے تو اول کے تین غلام آزاد ہو جاوینگے اور باقیون کا حکم موقوف رہیگا پھر اگر اُسنے چوتھا خریدا تو چوتھا آزاد ہوگا اسواسطے کہ جو اس سے متاخر ہو وہ مثل مقدم کے ہو پس مستثنی ہوگا۔ اور اگر وہ مر گیا حالانکہ چھ غلام کا مالک ہوا تھا تو سب آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر طاق عدد کا مالک ہوا ہو تو سوائے درمیانی کے سب آزاد ہو جاوینگے۔ اور یہ ذکر نہین فرمایا کہ وقت خرید سے آزاد ہونگے یا وقت موت سے کچھ پہلے سے اور فقیہ ابو جعفر نے شیخ ابو بکر بن ابو سعید سے ذکر کیا کہ بر قیاس بقول امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے موت سے بلا فصل پہلے سے آزاد ہونگے اور امام اعظمؒ کے قول پر

ف۵ ہوگا کیونکہ شاید یہ اوسط ہو پھر موت کے بعد معلوم ہو کہ اوسط نہ تھا

وقت خریدے آزاد ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ بالاتفاق عتق انھین غلامون پر مقتصر ہوگا اسواسطے
کہ استثنار سے خارج ہونے کی شرط یہ تھی کہ صفت وسطیت منتفی ہووے اور یہ جب منتفی ہو گی کہ اسکے بعد کوئی غلام
خریدے پس حکم اسی پر مقصور رہا۔ اور اگر ایک غلام کا مالک ہوا پھر دوسرے غلام کا مالک ہوا پھر دو غلامون کا یکبارگی
مالک ہوا تو سب آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہے الا انہین کا اول۔ پھر اُس نے
ایک غلام خریدا تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اسکے ماسوائے سب آزاد ہو جاوینگے چاہے جسطرح اسکو خریدے اور
اگر اول دو خریدے تو دونون آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر اُسنے یون کہا ہو کہ الا انہین کا آخر پھر اُسنے ایک غلام خریدا
تو آزاد ہو جائیگا اور اگر دوسرا خریدا تو آزاد نہوگا پھر اگر تیسرا خریدا تو دوسرا آزاد ہو جائیگا علی ہذا القیاس اور اگر ایک
غلام خریدا پھر دو غلام خریدے تو سب آزاد ہو جاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا
مین مالک ہون تو وہ آزاد ہے اور اُسکا ایک مملوک موجود ہے پھر اُسنے ایک مملوک خریدا تو آزاد وہی ہوگا جو اُسکی
ملک مین تھا اور جو بعد قسم کے خریدا ہے وہ آزاد نہوگا لیکن اگر اُسنے اسکی بھی نیت کی ہو تو یہ بھی آزاد ہو جائیگا اور اگر
اُسنے دعوی کیا کہ جو میری ملک مین تھا اُسکے عتق کی مین نے نیت نہین کی تھی تو اسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ شرح
جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین اس ساعت مالک ہون وہ آزاد ہے تو یہ قسم انہین مملوکون
کے حق مین ہوگی جو پہلے سے اُسکی ملک مین موجود ہین اور جسکا وہ اس ساعت بطور جدید مالک ہوگا وہ آزاد نہونگے۔
اور اگر اُسنے لفظ ساعت سے وہ معنے مراد لیے جو منجم مراد لیتے ہین تو ساعت تک جو مملوک اسکے ملک مین آوین
انکو بھی آزادون مین داخل کر سکتا ہے۔ اور یہ نہین ہو سکتا ہے کہ جو سابق سے اُسکی ملک مین ہین اُنسے عتق کو
پھیر دے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ مین اسکا سر ماہ مالک ہون وہ آزاد ہے تو اسکے جس
مملوک پر سر ماہ آجاوے اور وہ چاندرات اور اُسدن مین اُسکا مالک ہو تو امام محمد رح کے نزدیک وہ آزاد
ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ قسم اس جدید مملوک کے حق مین ہوگی جسکا وہ چاندرات اور اُسکے
دن مین مالک ہو جاوے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین کل کے روز مالک ہون وہ آزاد ہو اور کچھ
نیت نہین کی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جو اسکی ملک مین فی الحال ہین اور جسکا کل تک مالک ہوا اور جسکا کل مالک ہو
سب آزاد ہو جاوینگے۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ فقط وہی آزاد ہونگے جسکا وہ بسبب جدید کل کے روز
مالک ہو جاوے اور اگر کہا کہ ہر مملوک جسکا مین جمعہ کے روز مالک ہون وہ آزاد ہے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک
وہی آزاد ہونگے جو جمعہ کے روز جدید اُسکی ملک مین آوین۔ اور اگر کہا کہ میرا ہر مملوک جمعہ کے روز آزاد ہے تو اس مین وہ
مملوک بھی داخل ہونگے جو اُسکی ملک مین فی الحال موجود ہین کہ وہ جمعہ کے دن آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ مین
اسکا مالک ہون پس وہ آزاد ہے جبکہ کل کا روز آوے تو یہ قسم بالاجماع انہین مملوکون پر واقع ہوگی جو فی الحال
اسکی ملک مین ہین۔ اور اگر کہا ہر مملوک کہ مین اسکا مالک ہون تا تیس برس سال پس وہ آزاد ہے تو اس مین وہ شامل ہونگے

ل۵ حاصل جواب یون ہے کہ اسنے دعوی کیا کہ میری یہ مراد تھی کہ نجومی ساعت کے اندر جو میری ملک مین آجاوے پس وہ آزاد ہو جاوے

جبکا وقت قسم سے ہمیشہ سال تک جدید مالک ہو جاوے اور وہ شامل نہونگے جبکا وہ پہلے سے وقت قسم سے مالک ہوئے اور علی ہذا اگر کہا کہ ایکسال تک یا ہمیشہ تک یا موت تک تو بھی یہی حکم ہے کہ وقت قسم سے آیندہ اس مدت تک جبکا مالک ہو وہ آزاد ہونگے نہ وہ جبکا اصل سے وقت قسم کے مالک تھا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ سال تک کہنے سے میری مراد یہ تھی کہ جو میری ملک مین ایکسال تک باقی رہے تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ ہر مملوک کہ مین اسکا مالک ہون وہ بعد کل کے روز کے آزاد ہے یا کہا کہ میرا مملوک بعد کل کے روز کے آزاد ہے اور اسکا ایک مملوک ہے پھر دوسرا اُسکی ملک مین آیا پھر کل کے روز بعد کا وقت آیا تو وہی آزاد ہوگا جو وقت قسم کے اسکی ملک مین تھا نہ وہ جسکا وہ بعد قسم کے مالک ہوا ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر مملوک کہ جسکا مین مالک ہون یا کہا کہ ہر میرا مملوک پس وہ بعد میری موت کے آزاد ہے اور اسکا ایک مملوک ہے۔ پھر اُسنے ایک غلام خرید کیا تو جو وقت قسم کے اُسکی ملک تھا وہ مدبر ہو گیا اور دوسرا جو بعد قسم کے اسکی ملک مین آیا ہے وہ مدبر نہوگا اور اگر وہ مرگیا تو دونون اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جاوینگے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر اُسنے نیت شمول تمام کی تو یہ قسم سب کو شامل ہوگی کیونکہ اُسنے ایسی نیت بیان کی جس سے اُسکے نفس پر سختی بڑھتی ہے پس اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر غلام جسکو مین خریدون تو وہ آزاد ہے تا سال پھر اُسنے ایک غلام خریدا تو وہ آزاد نہوگا یہانتک کہ وقت خرید سے پورا ایک سال گذر جاوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے آج یا کل تو آزاد نہوگا جب تک کل کا روز نہ آوے الا اُس صورت مین کہ اُسکے مولی نے آج یا کل کہنے سے آج کے روز آزاد ہونے کی نیت کی ہو پس آج ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے آج کل تو آج ہی آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے کل آج تو کل کے روز آزاد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تصبح غداً حراً کل کے روز تو صبح کریگا درحالیکہ آزاد ہوگا۔ یا تصبح غداً تشرب الماء حراً تو صبح کریگا کل کے روز درحالیکہ پانی پیے گا آزاد تو کل کے روز آزاد ہو جائیگا اگرچہ اسنے پانی نہ پیا اسی طرح اگر کہا کہ کھڑا ہوگا یا بیٹھے گا آزاد تو بھی فی الحال آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے گذشتہ کل کے روز حالانکہ وہ اس مملوک کا آج ہی مالک ہوا ہے تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو آزاد ہے قبل ازانکہ مین نے تجھے خرید کیا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ جب کوئی دن گذرے تو تم دونون مین سے ایک آزاد ہے پھر دو دن گذر گئے تو دونون آزاد ہو جاوینگے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر فلان اس دار مین کل کے روز داخل نہوا ہو اور میری جورو طالقہ ہے اگر وہ داخل ہوا ہو اور معلوم نہین ہوتا ہے کہ آیا وہ داخل ہوا تھا یا نہین تو عتق و طلاق دونون واقع ہونگی اسواسطے کہ اُسنے اول قسم مین دخول دار کا اقرار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا پس اسکی طرف سے طلاق کا اقرار ہوگا اور دوسری قسم مین دخول سے انکار کیا اور اسکو قسم سے موکد کیا پس اسکی طرف سے اقرار عتق ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے ایک مہینہ پہلے موت فلان و فلان سے

ف۱ انہ کیونکہ اس محاورہ سے اسکی حالت مقصود ہوتی ہے یعنے تیری یہ حالت آزادی ہوگی ۱۲ منہ

پھر ان دونوں میں سے ایک شخص اس گفتگو سے ایک مہینہ پر مر گیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے قبل فطر و اضحی کے ایک مہینہ تو اول رمضان میں آزاد ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ جامع میں مذکور ہے کہ اگر غلام ماذون یا مکاتب نے کہا کہ ہر مملوک جسکا میں مالک ہوں آئندہ زمانہ میں تو وہ آزاد ہے پھر وہ خود آزاد ہونے کے بعد ایک مملوک کا مالک ہوا تو آزاد نہوگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور ایسا ہی اختلاف ہے اگر کہا کہ ہر مملوک جسکو میں خرید کروں تو وہ آزاد ہے پھر بعد اپنے آزاد ہونے کے خرید کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ آزاد نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسنے یوں کہا کہ جب میں آزاد ہو جاؤں پھر جس مملوک کا میں مالک ہوں وہ آزاد ہے یا جب میں آزاد ہو جاؤں پھر جس مملوک کو میں خرید کروں وہ آزاد ہے پھر بعد آزاد ہونے کے وہ ایک مملوک کا مالک ہوا یا بعد آزادی کے خرید کیا تو بالاجماع وہ آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر حربی نے کہا کہ ہر مملوک جسکا میں آئندہ زمانہ میں مالک ہوں وہ آزاد ہے پھر دار الاسلام میں آکر مسلمان ہو گیا اور ایک غلام خرید تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو ہر مملوک جسکا میں مالک ہوں وہ آزاد ہے پھر مسلمان ہوا اور اُسنے ایک غلام خریدا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک حرہ سے کہا کہ جب میں تیرا مالک ہوں تو تو آزاد ہے پھر یہ عورت مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی اور وہاں سے جہاد میں قید ہو کر آئی جسکو اُس شخص نے خرید کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد نہوگی اور اگر کہا کہ جب تو مرتد ہو کر پھر قید ہو کر دار الحرب سے آوے اور میں تجھے خرید کروں تو تو آزاد ہے پھر ایسا ہی واقع ہوا تو وہ بالاجماع آزاد ہو جائیگی یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اگر تو چاہے تو مجلس ہی میں اُسکے چاہنے سے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ اگر فلاں چاہے تو فلاں کی مجلس ہی میں چاہنے سے آزاد ہوگا اگر فلاں مذکور اس مجلس میں موجود ہو ورنہ فلاں کی مجلس[1] علم میں چاہنے سے آزاد ہوگا یہ ینابیع میں ہے اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے اگر فلاں نے نہ چاہا پس اگر فلاں نے اپنی مجلس علم میں کہا کہ میں نے چاہا تو یہ غلام آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو آزاد ہو جائیگا لیکن میں نہیں چاہتا ہوں اس کہنے سے نہ آزاد ہوگا کیونکہ اُسکو اسی مجلس میں چاہنے کا اختیار باقی ہے بلکہ اسطرح پر نہ چاہے کہ اس سے اعراض کرکے دوسرے کام میں مشغول ہو کر اس مجلس کو باطل کردے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مولے نے کہا کہ تو آزاد ہے اگر میں چاہوں پس اگر اُسنے آخر عمر تک نہ چاہا تو آزاد نہوگا اور یہ چاہنا اسی مجلس تک مقصور نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نہ چاہوں تو دونوں صورتیں ہیں اگر اُسنے کہا کہ میں نے چاہا تو آزاد نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو بھی واقع نہوگا اسواسطے کہ موت تک اُسکو اُسکے چاہنے کا اختیار ہے یہ سراج وہاج میں ہے پھر جب مر گیا تو نہ چاہنا متحقق ہو جائیگا تو اُسکی موت سے پہلے بلا فصل آزاد ہوگا مگر تہائی مال[2] سے اعتبار کیا جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنی باندیوں میں سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہے اور فلانہ اگر تو چاہے پس اُسنے

[1] یعنی جس جلسہ میں فلاں کو خبر پہونچی اسی جلسہ میں بدون کسی اور کام میں مشغول ہونے کے اگر چاہے تو آزاد ہوگا ۱۲ منہ [2] یعنے اگر یہ غلام اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوا تو آزاد ہو گیا ورنہ بقدر کمی سعایت کریگا ۱۲ منہ

کہاکہ مین نے اپنی آزادی چاہی تو آزاد نہوگی۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی مرد نے دوسرے سے کہاکہ میرے غلامون مین سے توجسکی آزادی چاہے اُسکو آزاد کردے پھر مخاطب نے ایک ساتھ سب کی آزادی چاہی تو سوائے ایک کے سب آزاد ہوجاوینگے یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور ایک کے نکال لینے کا اختیار مولی کو ہے اور صاحبین رح کے نزدیک سب آزاد ہوجاوینگے یہ مسئلہ ایسا ہی روایت ابو سلیمان مین مذکور ہے اور روایت ابو حفص مین مذکور ہے کہ پھر مامور نے ان سب کو ایک ساتھ آزاد کردیا تو سوائے ایک کے سب آزاد ہوجاوینگے امام اعظم رح کے نزدیک اور یہی روایت صحیح ہے سواسطے کہ مامور کی مشیت پر اعتاق معلق ہے نہ عتق۔ اور اگر کہاکہ میرے غلامون مین سے جسکا عتق توچاہے وہ آزاد ہے پس اُسنے ان سب کا عتق ایکبارگی چاہا تو بھی مثل مذکورہ بالا اختلاف ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک سوائے ایک کے سب آزاد ہونگے اور صاحبین رح کے نزدیک سب آزاد ہونگے۔ اور اگر کہاکہ میرے غلامون مین سے جو اپنا عتق چاہے اسکو آزاد کردے پس اُس نے سب کو ایکبارگی آزاد کردیا تو بالاجماع آزاد ہوجاوینگے۔ اور اگر اُس نے اپنی دو باندیون سے کہاکہ تم دونون آزاد ہو اگر تم چاہو پھر ایک نے انمین سے چاہا تو یہ باطل ہے اور اگر کسی سے کہاکہ تم مین سے جو عتق کو چاہے وہ آزاد ہے پس دونون نے چاہا تو دونون آزاد ہوجاوینگی اور اگر ایک نے چاہا تو وہی آزاد ہوجائیگی۔ اور اگر دونون نے چاہا پھر مولی نے کہاکہ مین نے تم مین سے ایک کے چاہنے کو مراد لیا ہے تو براہ دیانت اسکی تصدیق ہوگی قضاءً تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہاکہ مین نے اپنے غلام کے عتق کا اختیار تجھے دیا تو وہ پھر اُسکو منع نہین کرسکتا ہے۔ پس اس دوسرے کو اس مجلس تک اختیار رہیگا اور اسی طرح اگر کہاکہ ان دو غلامون مین سے جسکو توچاہے آزاد کردے تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر اعتاق بجعل ہو۔ اور اگر کسی سے اپنی صحت یا مرض مین کہاکہ جب مین مرون تو میرا یہ غلام تو آزاد کردے اگر چاہے یا کہاکہ جب مین مرون تو تیرے اس غلام کے عتق کا اختیار تیرے ہاتھ مین ہے۔ یا کہاکہ مین نے اس غلام کے عتق کا اپنی موت کے بعد اختیار تیرے ہاتھ مین دیا پس اُسنے اس امر کو اُس سے قبول نہ کیا یہان تک کہ اس مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس شخص کو اختیار ہوگا کہ اسکے بعد موت کے تہائی مال سے اسکو آزاد کردے۔ اور اگر کہاکہ یہ میرا غلام بعد میری موت کے آزاد ہے اگر توچاہے پس اگر اسکی موت کے بعد اُسنے چاہا تو غلام آزاد ہوگا پھر اگر بعد موت مولی کے مجلس سے یہ شخص بدون کچھ کہنے کے کھڑا ہوگیا پھر اسکے بعد کہاکہ مین نے چاہا تو وصیت واجب ہوئی اور غلام مذکور آزاد نہ ہوگا جب تک کہ اسکو وارث لوگ یا وصی یا قاضی آزاد نہ کرے اور موصے مذکور نے اپنی حیات مین جسکے چاہنے پر رکھا تھا اُسکو منع کردیا تو ممانعت جائز ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کہاکہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہے اگر توچاہے توچاہے کا اختیار کل کی فجر طلوع ہونے کے بعد سے ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے پس اگر اُسنے فی الحال چاہا تو آزاد نہوگا جبتک کہ کل کے روز نچاہے اور اگر کہاکہ اگر توچاہے تو تو آزاد ہے کل کے روز تو اسکو فی الحال مشیت کا اختیار ہے پس اگر اُسنے فی الحال چاہا تو کل کے روز

سلہ جعل وہ مال جو بمقابلہ فعل آزاد کرنے کے ٹھہر گیا ۱۲ منہ سلہ اسوجہ سے کہ توکیل ہو ۱۲ ۱۲

آزاد ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اصل میں مذکور ہے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ انت حر متی ماشئت او اذا ماشئت او کلما شئت پھر غلام نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں پھر مولی نے اسکو فروخت کر دیا پھر اسکو خرید کیا پھر غلام نے عتق چاہا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ انت حر حیث شئت پھر غلام مجلس سے کھڑا ہو گیا تو عتق باطل ہو گیا اور اگر کہا کہ انت حر کیف شئت تو امام اعظم رح کے نزدیک بدون چاہنے کے آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے

باب پانچواں عتق بجعل کے بیان میں۔

یعنی عتق بہ اجرت و عوض مقرر کیا بمقابلہ فعل کے بحکم فہم ایک شخص نے اپنا غلام مال پر آزاد کیا اور اسنے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا مثلاً کہا کہ تو آزاد ہے بعوض ہزار درم کے یا بہزار درم یا بشرطیکہ تو مجھے ہزار درم دے یا بریں شرط کہ تو مجھے ہزار درم ادا کرے یا براینکہ تو مجھے ہزار درم عطا کرے یا بشرطیکہ تجھ پر میرے ہزار درم ہیں یا ہزار درم پر کہ انکو تو مجھے ادا کرے یا کہا کہ میں نے تیرا نفس تیرے ہاتھ اتنے پر فروخت کیا یا میں نے تیرا نفس تجھے ہبہ کیا بر اینکہ تو مجھے اسقدر معاوضہ دے تو یہ سب صحیح ہے اور جو کچھ غلام کے ذمہ شرط کیا ہے وہ اسپر قرضہ رہیگا حتے کہ غلام کی طرف سے مولی کے لیے اسکی کفالت صحیح ہے اور جیسے اس مال کی کفالت صحیح ہے ویسے ہی یہ بھی روا ہے کہ مولی اسکے عوض جو چاہے ہاتھوں ہاتھ بدل لے مگر اسکے ادھار میں بیچنا جائز نہیں ہے۔ اور غلام کا قبول کرنا ضرور ہے پس اگر وہ مجلس ایجاب میں حاضر ہو تو اسی مجلس تک اسکے قبول کا اعتبار ہے اور اگر غائب ہو تو اسکی مجلس علم کا اعتبار ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ کل میں غلام قبول کرے چنانچہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے بعوض ہزار درم کے پس غلام نے کہا کہ میں نے نصف میں قبول کیا یعنی اپنے نفس کی آزادی کو نصف کے عوض قبول کیا تو یہ امام اعظم رح کے نزدیک نہیں جائز ہے بلکہ پورا غلام بعوض پورے مال کے آزاد ہو جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے اور اسکی ولاء اسکے مولی کی ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر حیوان یا کپڑا اسکی جنس جیسے فرس و حمار و ہروی و مروی وغیرہ بیان کرنے کے بعد اسکو عوض قرار دیا ہو تو غلام کے ذمہ اس میں سے اوسط درجہ کا اسی جنس کا لازم آویگا اور اگر غلام اس اوسط کی قیمت لایا تو بنا بر مشہور کے مولی اسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ اور اگر جنس کا بیان نہ کیا گیا ہو مثلاً غلام سے کہا کہ تجھ پر ایک حیوان یا کپڑا یا چوپایہ ہے اور غلام نے اسکو قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا مگر غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی اور اگر غلام نے جو چیز قرار پائی تھی وہ ادا کر دی یعنی حیوان یا کپڑا وغیرہ پھر وہ استحقاق میں لے لیا گیا پس اگر عقد میں وہ غیر معین تھا یعنی خاص کوئی حیوان یا کپڑا نہ تھا بلکہ جنس بیان کر کے اسی جنس کا اوسط درجہ کا دیا تھا تو غلام پر اسکے مثل دینا لازم ہوگا اور اگر معین ٹھہرا ہو مثلاً کہا کہ میں نے تجھکو اس غلام یا اس کپڑے پر آزاد کیا یا میں نے تجھے تیرے ہاتھ اس باندی پر فروخت کیا اور غلام اسکو قبول کر کے آزاد ہو گیا اور عوض کو مولی کے سپرد کیا پھر وہ استحقاق میں لے لیا گیا تو امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک غلام سے اسکی ذات کی قیمت لے لیگا اور

ل قال المترجم مراد یہ ہے کہ یہ مثل کتابت کے نہیں ہے بلکہ غلام بہر حال آزاد ہو گا خواہ یہ معاوضہ ادا کرے یا نکرے کبھی رقیق نہیں گنا جا سکتا ہے ہاں جو معاوضہ ٹھہرا ہے وہ غلام پر قرضہ ہے ۱۲ منہ ۲ے اطلاق لفظ عدم خیر سے اصح یہ ہے کہ مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے اور قبل ما ظہر [illegible] قوال ۱۲ منہ ۳ے جس مجلس میں آگاہ ہو ۱۲ منہ ۴ے تو آزاد ہو [illegible] تو چاہے جب تو ہزار [illegible] ۵ے تو آزاد ہو جان تو چاہے ۶ے [illegible] ۷ے یعنی قبول کے واسطے اسی مجلس کا اعتبار ہے

اگر مال عوض کی جنس یا مقدار میں اختلاف واقع ہوا کہ مولی نے کہا کہ میں نے تجھے غلام پر آزاد کیا ہے اور غلام نے کہا کہ کر گیہون پر یا ہزار درم پر آزاد کیا ہے یا مولے نے کہا کہ ہزار درم پر اور غلام نے کہا کہ سو درم پر تو قسم سے غلام کا قول قبول ہوگا اور اسی طرح اگر غلام نے اصل مال سے انکار کیا یعنی سرے سے کچھ مال نہیں ٹھہرا ہے تو بھی قسم سے قول اسکا اور گواہ مولے کے قبول ہونگے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر مولے نے کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز ہزار درم پر آزاد کیا تھا مگر تو نے قبول نہیں کیا اور غلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو قسم سے مولی کا قول قبول ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنے مولے سے کہا کہ مجھے ہزار درم پر آزاد کر دے پس مولے نے اسکا نصف حصہ آزاد کر دیا تو نصف مفت میں آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم کے عوض آزاد کر دے پس مولی نے نصف آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک[له] نصف بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہوگا۔ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے انمین سے ایک نے کہا کہ تو آزاد ہے بعوض ہزار درم کے اور اسنے قبول کیا تو اسکا نصف حصہ بعوض پانچسو درم کے آزاد ہوگا لیکن اگر دوسرے نے اجازت دیدی تو ہزار درم دونوں میں مشترک ہونگے یہ امام اعظم رح کا قول ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے اپنا حصہ بعوض ہزار کے آزاد کیا بعد غلام نے قبول کیا تو غلام پر ہزار درم آزاد کنندہ کے واسطے لازم ہونگے اور انمیں اسکا شریک مشارک نہوگا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہے پھر غلام نے کمائی کر کے اسکو ہزار درم ادا کیے تو اسکا حصہ آزاد ہوگا اور دوسرے کو اس مال میں شرکت کر لینے کا حق ہے اسواسطے کہ اسنے یہ مال حالت رقیت میں کمایا ہے پس اگر شریک نے حصہ بانٹ لیا تو آزاد کنندہ غلام سے واپس نہیں لے سکتا ہے اسواسطے کہ غلام نے جو شرط کی تھی اسکو ادا کر دیا اور اگر اسنے یون کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کرے تو میرا حصہ آزاد ہے تو شریک سے جو دوسرے شریک نے لے لیا ہے اسقدر غلام سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو ہزار درم پر آزاد ہے بشرطیکہ غلام قبول کرے کہا کہ تو سو دینار پر آزاد ہے پس غلام نے کہا کہ میں نے دونوں مالون کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور دونوں مال اسپر لازم آوینگے اور یہ اسوقت ہے کہ غلام نے کہا ہو کہ میں نے دونوں مالون کے عوض قبول کیا اگر اسنے فقط یون کہا کہ میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا کہ میں نے دونوں میں سے ایک مال درم یا دینار کو قبول کیا تو آزاد نہوگا یہ فتح الطحاوی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور مجھے ہزار درم ادا کر دے تو غلام مفت آزاد ہو جائیگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ ادا کر مجھے ہزار درم تو تو آزاد ہے تو جب تک ہزار درم ادا نکرے تب تک آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے پس تو آزاد ہے تو فی الحال آزاد ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے ہزار درم ادا کر دے تو آزاد ہے تو فی الحال آزاد ہو جائیگا خواہ ادا کیے یا نہ کیے ہون یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے اور تجھ پر ہزار درم ہیں تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم اسپر واجب ہونگے خواہ اسنے قبول کیا یا نہ کیا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اگر اسنے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور ہزار درم لازم آوینگے اور اگر قبول نکیا تو آزاد نہوگا یہ بحر میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کر دے اور تو آزاد ہے یا میری طرف سے یہ لفظ نہ کہا یا یون کہا کہ جب تو نے میری طرف سے ایک غلام آزاد

[له] اور صاحبین رح کے نزدیک کل آزاد ہوگا بوجہ اسکے کہ انکے نزدیک عتق متجزی نہیں ہوتا

کیا تو تو آزاد ہے تو صحیح ہے اور غلام کا لفظ راجع بوسط ہوگا یعنے اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دے اور یہ غلام ماذون التجارۃ ہو جائیگا پھر اگر اُسنے ادنے درجہ یا اعلیٰ درجہ کا غلام آزاد کیا تو نہیں جائز ہے۔ پس اگر اُسنے اوسط درجہ کا غلام آزاد کیا تو دونون بلا سعایت آزاد ہو جاوینگے بشرطیکہ اُسنے حالت صحت مین کہا ہو اور اگر حالت مرض مین کہا ہو اور وہان دونون کے سوائے اسکا کچھ مال نہو تو ایک تہائی ان دونون کے درمیان موافق انکے سہام کے تقسیم ہوگی پس اگر مامور کی قیمت ساٹھ دینار ہون اور دوسرے کی قیمت چالیس دینار ہون تو مامور کا دو تہائی حصہ بلا سعایت آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ وہ بعوض ہے پس وہ وصیت نہوگی اور رہا ایک تہائی بلا عوض ہے پس مال میت تہائی حصہ اس مامور کا اور پورا غلام وسط ہے کہ مجموعہ انکا ساٹھ دینار ہوئے وہ ان دونون مین دونون کے حقوق کے موافق تقسیم ہوگا جسمین سے تہائی مامور کا حصہ یعنے چھ درم و دو تہائی حصہ درم ہوا پس اسقدر بلا سعایت آزاد ہو جائیگا اور باقی تیرہ ١٣ درم و ایک تہائی حصہ درم کے واسطے سعایت کریگا اور غلام اوسط سے تیرہ ١٣ درم و ایک تہائی حصہ درم بلا سعایت آزاد ہوگا اور باقی چھبیس ٢٦ و دو تہائی حصہ درم کے واسطے سعایت کریگا پس سہام وصیت بیس ہوئے اور سہام سعایت چالیس ہوئے پس تہائی و دو تہائی ٹھیک برآمد ہوگی۔ اور اگر غلام وسط کی قیمت مثل سہام مامور کے یا زیادہ ہو تو پورا غلام مامور بلا سعایت آزاد ہو جائیگا اور بدل مذکور یعنی غلام وسط تہائی سے آزاد ہوگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے میری موت کے بعد ایک غلام آزاد کر دے اور تو آزاد ہے تو یہ وصورت سابق دونون یکسان ہین فرق یہ ہے کہ اگر اس صورت مین درمیانی درجہ کا غلام آزاد کیا تو مامور آزاد نہوگا الا باعتاق وارث یا وصی یا قاضی اور صورت سابق مین جب مامور نے اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دیا تو بدون کسی کے آزاد کرنے کے خود آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر مولیٰ کی موت کے بعد وارثون نے غلام مامور سے کہا کہ تو غلام آزاد کر ورنہ ہم تجھکو فروخت کرینگے تو انکو یہ اختیار حاصل ہوگا لیکن قاضی اس غلام مامور کو تین روز یا زیادہ کی مہلت موافق اپنی رائے کے دیگا یہ کافی مین ہے۔ پھر جس مدت تک قاضی نے اسکو مہلت دی ہے اگر اس مدت مین اُسنے ایک غلام وسط آزاد کیا تو قاضی مامور کو آزاد کر دیگا ورنہ اُسکو وارثون کو دیدیگا اور اسکی بیع کی انکو اجازت دیدیگا اور ابطال وصیت کا حکم دیدیگا۔ اور اگر مولیٰ نے اپنے وارثون سے کہا ہو کہ جب میری موت کے بعد یہ ایک غلام آزاد کر دے تو اسکو آزاد کر دو تو یہ صورت اور جب کہ یون کہا کہ جب تو میری موت کے بعد ایک غلام آزاد کر دے تو تو آزاد ہے دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہے۔ ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ مین نے فروخت کیا تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ ہزار درم جو تیرے ہاتھ مین ہین بعوض ہزار درم کے تو فرمایا کہ وہ آزاد ہے اور جو غلام کے ہاتھ مین ہے وہ مولیٰ لیگا اور اسپر کچھ اور واجب نہوگا اور اسی طرح اگر اسکے غلام نے اُس سے کہا کہ فروخت کر دے میرے ہاتھ میرا نفس اور یہ ہزار درم بعوض ہزار درم کے تو مولیٰ پورے ہزار درم لیگا اور غلام مفت آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ فروخت کیا مین نے تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ سو دینار بعوض ہزار درم کے اور غلام نے اسکو قبول کیا اور غلام کی قیمت سو دینار کے برابر ہے تو ہزار درم مین سے پانچ سو درم بمقابلہ غلام کے اور پانچ سو بمقابلہ دینارون کے ہونگے پس اگر قبل افتراق کے

غلام نے ہزار درم دیدیے تو یہ دینار غلام کے ہونگے اور غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر قبل ادا کرنے کے دونوں جدا
ہوگئے تو ہزار میں سے دیناروں کا حصہ باطل ہوگیا یعنے بیع صرف باطل ہوئی پس دینار مولی کے ہوئے اور
پانچسو درم جنکے عوض غلام آزاد ہوگیا وہ غلام پر قرضہ رہے۔ ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ اگر غلام نے
اپنے مولی سے کہا کہ فروخت کر دے میرے ہاتھ میرا نفس اور مولی نے کہا کہ میں نے ایسا کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا
اور اپنی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اپنے غلام کو آزاد کیا بعوض ایسے مال کے
کہ اسکو کسی اجنبی پر رکھا اور اجنبی نے اسکو قبول کیا تو مال اسکے ذمہ لازم نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کسی مرد
نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنے غلام کو اپنی طرف سے بعوض ایسے ہزار درم کے آزاد کردے کہ وہ مجھپر ہیں پس اگسنے
آزاد کر دیا تو اس مرد پر مال لازم نہ آویگا اور اگر ادا کر دیا تو بھی اسکو واپس کر لینے کا استحقاق ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ کسی
ذمی نے اپنے غلام کو شراب یا سور پر آزاد کر دیا تو قبول کرنے سے آزاد ہو جائیگا اور ذمی کی قیمت لازم ہوگی اور اگر
قبل وصول خمر کے دونوں میں سے کوئی مسلمان ہوگیا تو شیخین کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی اور
امام محمد رح کے نزدیک شراب کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کیے
تو تو آزاد ہو یا ہرگاہ کہ تو نے ادا کیے تو یہ صحیح ہو اور اسی مجلس تک مقصور نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم
ادا کیے تو تو آزاد ہو تو یہ مجلس ہی تک مقصور ہو اور ان سب صورتوں میں غلام ماذون التجارۃ ہو جائیگا اور جب
اُس نے مال ادا کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے یہ مال قبل اس کلام مولی کے کمایا ہو تو غلام آزاد
ہوا اور مال سب مولی کا ہوگا اور غلام کے ذمہ دوسرے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر ایسا مال ہو کہ اُسنے
بعد اس کلام کے کمایا ہو تو غلام آزاد ہوگا اور وقت آزاد ہونے تک جو کچھ کمائی ہو وہ مولی کی ہوگی اور ہزار درم
معاوضہ میں سے غلام پر کچھ نہوگا یہ نہایہ میں ہو اور قبل ادا کرنے کے مولی کو اُسکے فروخت کا اختیار ہو اور اگر اُسنے
بدل میں سے کچھ ادا کرنا چاہا تو مولے اُسکے قبول پر مجبور کیا جائیگا لیکن غلام آزاد نہوگا جب تک کہ کل ادا نہ کرے
اور اگر مولی نے اسکو کل سے یا بعض سے بری کیا تو بری نہوگا اور آزاد نہوگا یہ سراج وہاج میں ہو۔ اور غلام نے اگر
مال حاضر کیا بایں طور کہ مولی اور مال کے درمیان سے روک اُٹھا دی کہ مولی اُسکے قبضہ پر قادر ہو تو حاکم مولی کو مجبور
کریگا اور اسکو بمنزلہ قابض کے قرار دیگا۔ اور غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیدیگا خواہ مولی نے قبضہ کیا ہو یا نکیا ہو یہ تبیین
میں ہو۔ اور اگر مولی نے اجنبی سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کریگا تو میرا یہ غلام آزاد ہو پھر وہ اجنبی ہزار درم لایا
اور مولے کے سامنے رکھے تو مولی اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر مولے نے قسم کھائی ہو
کہ ہزار درم پر قبضہ نہیں کیا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہو اور اگر مولی نے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے
ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہو پھر غلام نے مولے سے کہا کہ تو بجاے اُنکے مجھسے سو دینار لے پس مولی نے لے لیے تو
غلام آزاد نہوگا الا اسکے کہ مولے نے اسکی درخواست مذکورہ کے وقت کہا ہو کہ اگر تو نے مجھے یہ ادا کیے تو تو آزاد ہو تو بسبب
اس دوسری قسم کے آزاد ہو جائیگا جیسے کہ اگر مولے نے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو تو آزاد ہو پھر کہا کہ اگر تو مجھے

پانچ سو درم ادا کرے تو تو آزاد ہے پس اُسنے پانچ سو درم ادا کر دیئے تو بسبب دوسری قسم کے آزاد ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مولی مر گیا تو غلام مذکور رقیق ہوگا کہ غلام مع اسکی کمائی کے مولی کی میراث ہوگا اسواسطے کہ غلام اور جو کچھ اُسنے کمایا ہے مولی کی ملک ہے۔ اور اس کمال میں سے غلام کی طرف سے ادا نہ کیا جائیگا یہ سراج الفائق میں ہے۔ اور اگر مولی نے کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیئے تو تو آزاد ہے پھر اس غلام کو فروخت کیا پھر مولی نے اسکو خرید کیا یا بسبب عیب یا خیار رویت یا خیار شرط کے مولی کو واپس دیا گیا پھر غلام مذکور ہزار درم دیا تو مولے اسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر اُسنے قبول کر لیے تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ شرح زیادات عتابی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہے پس غلام نے کسی سے ہزار درم قرض لیکر مولی کو دیدیئے تو غلام آزاد ہو گیا اور قرضخواہ مذکور مولی سے رجوع کر کے اپنے ہزار درم وصول کر لیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے فلاں چیز اسباب میں سے دیدے تو تو آزاد ہے پس غلام نے یہ چیز دیدی تو آزاد ہو جائیگا لیکن جاننا چاہیے کہ اگر یہ چیز ایسی ہو کہ صورت کتابت میں بدل کتابت ہو سکتی ہے تو مولے اسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر صورت کتابت میں بدل کتابت ہونے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو تو مولی اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن اگر اسنے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ اگر تو نے مجھے ایک کپڑا ادا کر دیا یا کہا کہ اگر تو نے مجھے دراہم ادا کر دیئے تو تو آزاد ہے پس غلام نے ایک کپڑا لاکر دیدیا یا تین درم یا زیادہ لاکر دیدیئے تو مولی اسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور باوجود اسکے اگر اُسنے اسکو قبول کر لیا تو شرط پائی جانے کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جب فلاں آوے پس تو مجھے ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہے پس فلاں آیا اور اُسنے ہزار درم ادا کیے تو مولی اسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر یہ ہزار درم ایسے ہوں کہ غلام نے فلاں کے آنے سے پہلے کمائے ہیں تو غلام مذکور آزاد تو ہو جائیگا مگر مولی اس سے دوسرے ہزار درم لیگا یہ شرح زیادات عتابی میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ جب تو نے مجھے ایک غلام دیدیا تو تو آزاد ہے اور یہ نہ تبلایا کہ کس قیمت کا غلام یا کس جنس کا غلام تو یہ جائز ہے اور جب غلام کی طرف سے قبول پایا گیا تو اسکے ذمہ ایک غلام ثابت ہوگا پھر اگر وہ اوسط درجہ کا ایک غلام لایا تو مولے اسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اسی طرح اگر اعلی درجہ کا لایا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ادنی درجہ کا لایا تو مجبور نہ کیا جائیگا و لیکن اگر مولے نے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر غلام ایک اوسط درجہ کے غلام کی قیمت لایا تو مولے اسکے قبول پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مولے نے اسکو پسند کر کے قبول کر لیا تو غلام آزاد ہوگا۔ اور اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ایک اوسط درجہ کا غلام دیدیا یا کہا کہ اوسط درجہ کا ایک کر گیہوں دیا تو تو آزاد ہے پھر غلام اعلی درجہ کا غلام یا کر گیہوں لایا تو مولے اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر قبول کیا تو غلام آزاد ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے سپید تھیلی میں ادا کیے تو تو آزاد ہے پس غلام نے سوائے سپید کے دوسری تھیلی میں ادا کیے تو آزاد ہوگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ماہواری سو درم کے ادا کر دیئے تو تو آزاد ہے اور باندی نے قبول کیا تو یہ مکاتبت نہیں ہے اور جب تک

اُسنے ادا نہین کیے ہین تب تک مولی کو اُسکے فروخت کر دینے کا اختیار ہے اور اگر باندی نے ایک مہینہ خالی دیا کہ کچھ ادا نہین کیا پھر ادا کیا تو آزاد ہوگی۔ اور یہ ابو حفص کی روایت مین مذکور ہے اور یہی صحیح ہے اور اسکی صحت کی دلیل یہ ہے کہ اگر باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے اس مہینہ مین ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہے پھر اُسنے اس مہینہ مین ادا نہ کیے اور دوسرے مہینہ مین ادا کیے تو آزاد ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مولے نے کہا کہ مین نے تجھے اس چیز کے عوض جو اس صندوق مین ہے دراہم سے آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اسپر اپنی قیمت واجب ہوگی یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ میری و میرے پسر کی ایکسال تک خدمت کر دے تو تو آزاد ہے یا کہا کہ جب تو نے میری اور میرے پسر کی ایکسال خدمت کر دی تو تو آزاد ہے پھر مولی سال گذرنے سے پہلے مرگیا تو غلام آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر پسر مرگیا تو بھی اُسکے مرنے سے شرط عتق کی جاتی رہی پھر اسکے بعد وہ آزاد ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اس شرط پر کہ تو چار برس میری خدمت کر دے پس غلام نے قبول کر لیا تو آزاد ہوگیا مگر اسپر چار برس اسکی خدمت کرنی واجب ہوگی اور اگر قبل خدمت کے مولی مرگیا تو خدمت باطل ہوگئی اور امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک غلام پر اپنی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر ایک سال خدمت کے بعد مولی مرا تو شیخین کے نزدیک غلام پر اسکی تین چوتھائی واجب ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام مرگیا اور مال چھوڑا تو شیخین کے نزدیک اسمین سے غلام کی قیمت مولی کو ادا کیجائیگی یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے ایکسال میری خدمت کر دی تو تو آزاد ہے پس غلام نے ایکسال سے کم خدمت کی یا خدمت کے عوض کوئی مال دیدیا تو آزاد نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے میری و میری اولاد کی سال بھر خدمت کر دی تو تو آزاد ہے پھر سال بھر مین اُسکی اولاد مین سے بعض مرگیا تو آزاد نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر وصیت کے وقت اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو نے میرے پسر و دختر کی اسوقت تک خدمت کر دی کہ وہ بے پروا ہو جاوین تو تو آزاد ہے پس اگر دونون صغیر ہون تو مراد یہ ہوگی کہ اس وقت تک خدمت کرے کہ وہ دونون یا ہر ایک کو پہونچ جاوین اور اگر کبیر ہون تو اسپر محمول ہوگا کہ دختر کی اس وقت تک خدمت کرے کہ اسکا نکاح ہو جاوے اور پسر کی اسوقت تک کہ اسکو ایک باندی کا ثمن حاصل ہو جاوے اور اگر دختر کا نکاح ہوگیا اور پسر باقی رہا تو دونون کی خدمت کرے اور اگر دونون مین سے ایک مرگیا خواہ دونون صغیر تھے یا کبیر تھے تو وصیت باطل ہوگئی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کر دیے تو تو آزاد ہے پھر اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر اُسنے ہزار درم ادا کیے تو اسکا بچہ اسکے ساتھ آزاد نہوگا۔ اور اگر اُسنے ہزار درم مال مولی سے ادا کیے تو بسبب وجود شرط کے آزاد ہو جائیگی اور مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکے مثل اُس سے لے لے۔ اور اگر مولی اس قول کے کہنے کے وقت کہ جب تو ہزار درم ادا کرے تو تو آزاد ہے بیمار ہو پس باندی نے کمائی کے مال مذکور ادا کیا پھر مولی اُسی مرض سے مرگیا تو تہائی مال سے آزاد ہوگی اور استحساناً اسکے پورے مال سے آزاد ہوگی اور اگر مولی نے کہا کہ ہر گاہ تو مجھے ہزار درم ادا کر دے تو تو آزاد ہے پھر قبل ادا کرنے کے مولی مرگیا تو یہ قول باطل ہوگیا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی باندی کو آزاد کر دے ہزار درم پر بدین شرط

کو مجھ سے اسکا نکاح کر دے پس مولی نے اُسکو آزاد کر دیا پھر باندی آزاد شدہ نے اس مرد سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو عتق از جانب مولی واقع ہوگا اور مرد مذکور پر کچھ واجب نہوگا - اور اگر مرد مذکور نے یوں کہا کہ اپنی باندی کو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو ہزار درم اُسکی قیمت اور اسکے مہر مثل پر تقسیم ہونگے پس جو کچھ اُسکی قیمت کے پڑتے میں پڑیں وہ مرد مذکور پر واجب ہونگے اور جسقدر مہر مثل کے پڑتے میں پڑیں وہ اس سے ساقط ہونگے اور اگر باندی مذکور نے اُسکے ساتھ نکاح کر لیا تو ہزار میں سے جو کچھ اُسکی قیمت کے پڑتے میں پڑیں وہ ادا ہو کر میں ساقط ہو گئے اور دوسری صورت میں مولی کے ہونگے اور جسقدر مہر مثل کے پڑتے میں پڑیں وہ دونوں صورتوں میں باندی کا مہر ہونگے یہ کافی میں ہے - اور اگر اپنی ام ولد کو بدین شرط آزاد کیا کہ اُسکے ساتھ اپنا نکاح کر لے پس ام ولد نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگی پھر اگر مولی سے اپنا نکاح کرنے سے انکار کیا تو اُسپر سعایت واجب نہوگی - اور اگر باندی کو اس شرط پر آزاد کیا کہ اُسکے ساتھ نکاح کر لے پھر اُسنے اُسکے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا تو باندی پر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے ایک عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم پر آزاد کیا بدین شرط کہ تو دس درم پر مجھے اپنے نکاح میں لے پس اُسنے قبول کیا پھر اُس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو اُسپر ہزار درم واجب ہونگے اور اگر اُسکی قیمت ہزار سے زیادہ ہوں تو پوری قیمت کے واسطے سعایت کریگا - اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھے اپنے نکاح میں لے اور ہزار درم میرا مہر ہے پس اُسنے قبول کیا پھر نکاح کر لینے سے انکار کیا تو آزاد ہو جائیگا اور اُسپر اپنی قیمت کے واسطے سعایت واجب ہوگی اور اگر عورت سے سو درم پر نکاح کر لیا اور وہ راضی ہو گئی تو غلام مذکور پر سعایت واجب نہوگی اور اگر غلام نے عورت سے ہزار درم پر نکاح کرنے کو کہا مگر عورت نے انکار کیا تو بھی غلام پر سعایت لازم نہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر اپنے دو غلاموں سے کہا کہ جب تم دونوں ہزار درم ادا کر دو تو تم آزاد ہو - تو دونوں کے ادا کرنے کا اعتبار ہے - اور اگر ایک نے سب مال اپنے پاس سے ادا کیا بایں طور کہ کہا کہ پانچ سو درم میری طرف سے اور پانچ سو درم میں بطور احسان کے اپنے ساتھی کی طرف سے دیتا ہوں تو آزاد نہ ہونگے لیکن اگر اُسنے کہا کہ پانچ سو درم میری طرف سے اور پانچ سو درم میرے ساتھی نے بھیجے ہیں تو اسوقت دونوں آزاد ہو جاوینگے - اور اگر کسی اجنبی نے ہزار درم ادا کیے تو یہ دونوں آزاد نہ ہونگے الا آنکہ یوں کہے کہ میں ان دونوں کی آزادی کے واسطے ہزار درم دیتا ہوں یا کہا کہ بدین شرط کہ وہ دونوں آزاد ہیں تو مولی کے قبول کر لینے سے وہ دونوں آزاد ہو جاوینگے اور اس ادا کرنیوالے کو یہ اختیار ہوگا کہ مولی سے یہ مال لے لے یہ محیط میں ہے - اور اگر کسی نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہے تو جب تک دونوں اس مجلس میں قبول نکریں تب تک کوئی آزاد نہ ہوگا پس اگر دونوں نے قبول نہ کیا یہاں تک کہ کھڑے ہو گئے تو ایجاب مذکور باطل ہو گیا اور اگر دونوں میں سے ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے قبول نکیا تو آزاد نہ ہوگا اور اگر دونوں نے قبول کیا مگر اس طرح کہ ہر ایک نے کہا کہ بعوض پانچسو درم کے میں نے قبول کیا تو دونوں میں سے کوئی آزاد نہ ہوگا - اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے

بعوض ہزار درم کے قبول کیا یا ہزار درم کا لفظ نہ کہا یا ایک نے کہا کہ مین نے ہزار درم کے عوض قبول کیا تو مولی سے کہا جائیگا کہ تو بیان کر پس جب اُسنے ان دونون مین سے ایک کا عتق بیان کیا تو وہ آزاد ہوگا اور ہر ایک پر ہزار درم لازم آوینگے اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو یہ رقبہ ان دونون مین برابر تقسیم ہوگا پس ہر ایک مین سے نصف آزاد ہوگا بعوض پانچ سو درم کے اور باقی نصف کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا یہ شرح طحاوی مین ہے ایک مرد نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہے پس دونون نے کہا کہ ہمنے قبول کیا پھر کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض پانچ سو کے آزاد ہے پس دونون نے کہا کہ ہمنے قبول کیا تو پہلا ایجاب صحیح ہوا اور دوسرا باطل ہے اور جب کلام اول صحیح ہوا تو جب تک مولی زندہ ہے بیان کے واسطے اسکی طرف رجوع کیا جائیگا اور جب وہ قبل بیان کے مرگیا تو عتق ان دونون مین شائع ہوگیا اور مال بھی عتق کی تبعیت مین شائع ہو جائیگا پس ہر ایک کا نصف حصہ بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہے پس ہنوز ان دونون نے قبول نکیا تھا کہ اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بعوض سو دینار کے آزاد ہے پھر دونون نے قبول کیا تو دونون ایجاب صحیح ہونگے۔ اور جب دونون صحیح ہوئے اور دونون نے قبول کیا تو انکا قبول ان دونون کلامون کی طرف راجع کیا جائیگا اور مولی کو اختیار دیا جائیگا چاہے دونون پر بعوض ہر دو مال کے عتق واقع کرے اور چاہے دونون مین سے ایک پر بعوض دونون مالون کے عتق واقع کرے اگر چاہے تو مولی کو اختیار ہے پھر جسکو چاہے بیان کرے۔ اور اگر قبل بیان کے مرگیا تو ہر ایک کا تین چوتھائی حصہ بعوض نصف دونون مالون کے آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام معین سے کہا کہ تو بعوض ہزار درم کے آزاد ہے پھر قبل اسکے کہ وہ قبول کرے اسکو اور ایک دوسرے اپنے غلام کو جمع کرکے کہا کہ تم مین ایک بعوض سو دینار کے آزاد ہے پس دونون نے کہا کہ ہمنے قبول کیا تو مولی کو اختیار ہے چاہے ہر دو کلام کو اول غلام معین کیطرف راجع کرے اور وہ بعوض ہر دو مال کے آزاد ہوگا اور چاہے ہر دو کلام مین سے ایک کلام کو دوسرے غلام کیطرف راجع کرے اور معین مذکور بعوض ہزار درم کے اور غیر معین بعوض سو دینار کے آزاد ہوگا اور اگر قبل بیان کے مولی مرگیا تو معین مذکور پورا آزاد ہوگا اور غیر معین مین سے نصف حصہ بعوض پچاس دینار کے آزاد ہوگا۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ معین و غیر معین کی شناخت ہو اور اگر معلوم نہون اور ہر ایک نے دونون مین سے دعوے کیا کہ مین ہی اول معین ہون تو ہر ایک۔ مین سے تین چوتھائی حصہ بعوض ہر دو مال کے نصف کے آزاد ہوگا یعنی ہزار درم کا نصف و سو دینار کا نصف ہر ایک پر واجب ہوگا اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور اگر اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرا بعوض پانچ سو درم کے آزاد ہے پس اگر دونون نے ساتھ کہا کہ ہمنے قبول کیا یا ہر ایک نے کہا کہ مین نے دونون مالوں کے عوض قبول کیا یا ہر ایک نے کہا کہ مین نے ہر دو مال مین سے زیادہ کے عوض قبول کیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے پس دونون

مین سے ہر ایک کے ذمہ پانچ سو درم لازم آوینگے اور اگر دونون مین سے ایک نے زیادہ مال و دوسرے نے کم مال کے عوض قبول کیا تو وہی آزاد ہوگا جس نے دونون مالون مین سے زیادہ کے عوض قبول کیا ہو پس اُسپر پانچ سو درم لازم آوینگے کذافی البدائع اور اگر دونون نے ہر دو مال مین سے کم کے عوض قبول کیا تو کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہو۔ اور اگر دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرا بعوض دو ہزار درم کے آزاد ہو پس ایک نے کہا کہ مین نے قبول کیا یعنی مطلقاً[1] کہا یا یون کہا کہ مین نے دو ہزار درم کے عوض قبول کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہوگا۔ اور اگر ہر دو مال ازروی جنس کے مختلف ہون مثلاً کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے اور دوسرا بعوض سو دینار کے آزاد ہو پس ایک نے قبول کیا اس طرح کہ مین نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا اور اگر اُسنے مطلقاً کہا کہ مین نے قبول کیا یا کہا کہ مین نے دونون مالون کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور غلام کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے اپنے ذمہ لازم کرے یہ شرح زیادات عتابی مین ہو۔ اور اگر کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہو اور دوسرا مفت آزاد ہو پس دونون نے ایک ساتھ قبول کیا تو دونون مفت آزاد ہو جاوینگے اور اگر ایک نے بعوض ہزار درم کے قبول کیا تو مولے سے کہا جائیگا کہ تو نے جو ایجاب بغیر بدل کیا ہو اسکو انہین سے ایک کی طرف راجع کر پس اگر اُسنے قبول کرنے والے کے سوا دوسرے کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو گیا اور قبول کنندہ بعوض ہزار درم کے آزاد ہوا اور اگر اُسنے قبول کرنیوالے کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو گیا اور دوسرا بعوض بدل ہزار درم کے آزاد ہوگا بشرطیکہ وہ اُسی مجلس مین قبول کرے۔ اور اسی طرح اگر دونون مین سے کسی نے قبول نہ کیا یہان تک کہ مولی نے جو ایجاب مفت ہو اُنہین سے ایک کی طرف راجع کیا تو وہ مفت آزاد ہو جائیگا اور دوسرا معاوضہ سے آزاد ہوگا بشرطیکہ اُسنے مجلس مین قبول کیا ہو ورنہ آزاد نہین ہو سکتا ہو اور اگر مولی قبل بیان کے مر گیا تو جس نے قبول کیا ہو وہ سب آزاد ہو جائیگا اور اُسپر پانچ سو درم لازم ہونگے اور دوسرے کا نصف حصہ آزاد ہوگا اور اپنی نصف قیمت کیواسطے سعایت کریگا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر دونون سے کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہو اور دوسرا بعوض سو دینار کے پس دونون نے ساتھ ہی قبول کیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور انپر کچھ لازم نہوگا۔ اور اگر کہا کہ تم مین سے ایک مفت آزاد ہے تم مین سے ایک بعوض سو دینار کے آزاد ہو پس دونون نے قبول کیا تو دونون مین سے ایک مفت آزاد ہو جائیگا اور مولی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا ایجاب باطل ہوگیا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار درم کے آزاد ہو پس دونون نے قبول کیا پھر کہا کہ تم مین سے ایک مفت آزاد ہو تو ایجاب اول صحیح ہوا اور مولے مختار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے اور دوسرا ایجاب باطل ہو۔ اور اگر کہا کہ تم مین سے ایک بعوض ہزار کے آزاد ہے تم مین سے ایک مفت آزاد ہے پس دونون نے

[1] مطلقاً یعنے بلا تعین کسی مقدار کے قبول کر لیا ۱۲ منہ
ع یعنے صورت مذکورہ کے موافق ۱۲

قبول کیا تو مفت آزاد ہو جاوینگے اور کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ جبپر بدل واجب ہو اور مجہول ہو
یہ کافی مین ہی - اور اگر اپنے دو غلام سے کہا کہ اے میمون تو آزاد ہے اے مبارک ہزار درم پر تو یہ مال اخیر پر واجب ہوگا
اور اگر کہا کہ اے مبارک مین نے تجھے مکاتب کیا ہزار درم پر اے میمون تو یہ کتابت اول پر ہوگی اسواسطے کہ دوسرے
کی ندا کرنے سے پہلے جملہ تمام ہوگیا ہی - ایک شخص کے تین غلام ہین پس اُسنے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی سو
درم پر اور دوسرا دو سو درم پر اور تیسرا تین سو درم پر پھر ان سب نے تینون قبول کیا اور مولی قبل بیان کے
مرگیا اور یہ امر اسکی صحت مین واقع ہوا تھا تو سب آزاد ہو جاوینگے مگر ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور سو کی
تہائی کے واسطے سعایت کریگا - اور اگر سب نے دو سو مین قبول کیا تو ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور دو سو کی تہائی کے
واسطے سعایت کریگا اور اگر انھون نے فقط تین سو مین قبول کیا تو ہر ایک کا تہائی حصہ آزاد ہوگا اور اپنی دو
تہائی قیمت اور سو درم کے واسطے سعایت کریگا - اور اگر دو غلامون مین سے ایک سے کہا کہ تو آزاد ہے ہزار مین
سے اپنے حصہ پر کہ جب ہزار تجھپر اور دوسرے کی قیمت پر تقسیم کیے جاوین پس اُسنے قبول کیا تو آزاد ہوگا اور
شیخین کے نزدیک اُسپر اسکی قیمت واجب ہوگی اور امام محمدرح کے نزدیک ہزار سے زیادہ نہ لیگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور
اگر کہا کہ تو آزاد ہی بعد میری موت کے ہزار درم کے عوض تو قبول کرنا اسکی موت کے بعد ہوگا اور جب اُسنے بعد
موت مولی کے قبول کیا تو آزاد نہو جائیگا جبتک وارث یا وصی آزاد نہ کرے یا وارث کے انکار پر قاضی آزاد کرے
اور یہی اصح ہی اور اسکی ولا میت کی ہوگی اور اگر وارث نے اُسکو کفارہ میت سے آزاد کیا تو کفارہ سے آزاد نہوگا
بلکہ میت کی طرف سے آزاد ہوگا یہ نہر الفائق مین ہی - پھر جاننا چاہیے کہ وصی کا اس غلام کا آزاد کرنا تحقیقا صحیح
ہی یعنے خالص بلا تعلیق آزاد کرے اور تعلیقا نہین صحیح ہی چنانچہ اگر یون کہا کہ جب تو اس دار مین داخل ہو تو تو
آزاد ہی تو وہ آزاد نہوگا اور وارث اسکو تحقیقا و تعلیقا دونون طرح آزاد کر سکتا ہی چنانچہ اگر کہا کہ جب تو اس دار
مین داخل ہو تو آزاد ہی تو صحیح ہی اور دار مین داخل ہونے پر آزاد ہو جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر مولے
نے کہا کہ جب مین مرا تو تو ہزار پر آزاد ہی یا کہا کہ جب تو نے بعد میری موت کے ہزار درم مجھے ادا کیے تو تو آزاد
ہی پس اُسنے مولی کی موت کے بعد ہزار درم اُسکے وارث کو دیے تو وہ اعتاق کا مستحق ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی
اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد ایک حج میری طرف سے کر اور تو آزاد ہی اور اُسکے سوائے اُسکا کچھ مال
نہین ہی تو مولی کی طرف سے ایک حج وسط ادا کرے پھر وارث اُسکو آزاد کر دیگا اور وہ اپنی دو تہائی قیمت کے
واسطے سعایت کریگا - اور اگر با وجود اسکے میت نے کسی کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو تو تہائی
اس موصی لہ اور غلام کے درمیان چار حصے ہوگی جسمین سے تین حصہ غلام کو ملینگے اور باقی ایک حصہ کیواسطے
موصی لہ کے یہ سعایت کریگا اور کل کی دو تہائی کیواسطے وارثون کیلیے سعایت کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی
اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد میرے وصی کو ایک حج کی قیمت دے کہ وہ میری طرف سے حج ادا کرے

له یعنی ہزار اسپر اور دوسرے کی قیمت دونون قیمتون پر تقسیم کیے جاوین جو کچھ اسکے حصے مین پڑے وہی اسکا حصہ ہی ۱۲ له یعنے یہ آزاد کرنا میت ہی کی جانب منسوب ہوگا ۱۲ له موصی لہ وہ شخص جسکے واسطے وصیت کی گئی ہو ۱۲

اور تو آزاد ہے تو درمیانی درجہ کے حج کی قیمت رکھی جائیگی یعنی اس کلام سے مراد یہ ہوگی اور جب اُسنے درمیانی درجہ کی قیمت ادا کر دی تو اُسکا اعتاق واجب ہوا اور عتق کا نافذ کرنا حج ادا ہونے تک موقوف نہ رہیگا اور جب وہ آزاد ہو گیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر درمیانی حج کی قیمت اسکی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو اُسپر سعایت واجب نہوگی پھر وصی مذکور میت کی طرف سے اس قیمت سے تہائی سے حج کرا دیگا جہان سے ہوسکے۔ اور اگر باوجود اسکے اُسنے کسی کے واسطے تہائی مال کی وصیت بھی کی ہو تو دو تہائی قیمت حج وارثون کی اور تہائی درمیان موصی لہ اور حج کے چار حصے ہوگی جسمین سے تین حصہ حج کے واسطے اور ایک حصہ موصی لہ کو دیا جائیگا۔ اور اگر حج کی قیمت غلام کی دو تہائی قیمت ہو تو تہائی غلام خود غلام کے واسطے وصیت بھی ہو گیا پس یہ تہائی اس غلام اور موصی لہ و حج کے درمیان چار حصہ ہوگی جسمین سے ایک حصہ غلام کو وصیت مین ملیگا کہ جو آزاد ہو جائیگا اور ایک حصہ موصی لہ کو ملیگا اور دو حصے حج کے واسطے ہونگے جہان سے پہونچ سکے یعنی غلام موصی لہ اور حج کے حصص کے واسطے سعایت کر کے ادا کریگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میرے وصی کو ایک حج کی قیمت دے پھر جب تو نے دی اور میری طرف سے حج ادا کر دیا گیا تو تو آزاد ہے تو ایسی صورت مین حج ہو جانے تک اُسکی تنفیذ عتق موقوف رہیگی اور اگر غلام حج وسط کی قیمت لایا تو وصی اُسکے قبول کرنے پر مجبور نہین کیا جائیگا اور جب اُسنے ادا کر دی اور حج ہو گیا تو عتق کا نافذ کرنا واجب ہوا اور جب وہ آزاد ہو گیا تو وارثون کے واسطے اپنی دو تہائی قیمت کے لیے سعایت کریگا خواہ حج کی قیمت کم ہو یا زیادہ ہو اور جو کچھ غلام نے وصی کو دیا ہے اُسمین سے وارث لوگ کچھ نہین لے سکتے ہین اور قبل حج کے اُس سے سعایت نہین کرا سکتے ہین اور اگر باوجود اسکے میت نے کسی کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو تو جو کچھ غلام نے ادا کیا ہے وصی اُس سے حج کرا دیگا پھر غلام کو آزاد کر دیگا پھر غلام اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے وارثون کے لیے اور تہائی کی جو تہائی قیمت کے واسطے موصی لہ کے لیے سعایت کریگا یہ کافی مین ہے۔

اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ بعد میری موت کے میری طرف سے ایک حج کرا دے تو آزاد ہے پھر مولے شوال مین مر گیا پس غلام نے حج کے واسطے جانا چاہا تو وارثون کو اختیار ہے کہ اس سال اُسکو منع کرین بلکہ آیندہ سال تک تاخیر کرے پس غلام مذکور دو تہائی خدمت سے اُنکا حق پورا کریگا پھر اپنی ایک تہائی سے حج ادا کر دیگا چنانچہ اگر مولی حج کو جانے کے وقت چار مہینہ پہلے مر گیا اور حج کی آمد و رفت کی مسافت دو مہینہ ہے تو چار مہینہ وارثون کی خدمت کریگا اور دو مہینہ حج کے واسطے صرف کریگا تاکہ تہائی و دو تہائی ٹھیک ہو جاوے۔ اور اگر مولی شوال مین مرا اور وارثون نے غلام سے کہا کہ تو حج کو جا ورنہ ہم تجھکو فروخت کرتے ہین پس وہ نہ گیا تو وصیت بدون اسکی رضامندی کے باطل نہوگی۔ اور اگر مولی نے کہا کہ تو اسی سال میری طرف سے حج کرے اور تو آزاد ہے پھر مولی شوال مین مر گیا تو وارثون کو اختیار ہے کہ بسبب اپنے دو تہائی حق خدمت کے اُسکو اس سال جانے سے منع کرین پھر جب انھون نے اُسکو روکا اور وقت گذر گیا تو اُسکی وصیت باطل ہو گئی بسبب شرط عتق جاتے رہنے کے یعنی اسی سال حج کر دینا۔ اور اگر اپنے غلام

۱؎ حج کی قیمت سے مراد یہ کہ جسقدر خرچ سے حج وہان سے ممکن ہو اور اسکو حج کی قیمت بمجاز مشہور کہا اور ترجمہ کے معنی اندر دیکھو ۱۲

سے کہا کہ میری موت کے بعد پانچویں برس حج کرے اور تو آزاد ہے تو وہ برابر وارثوں کی خدمت کرتا رہیگا
یہانتک کہ یہ سال آوے پھر جب یہ سال آیا تو جاکر حج کرے اور بعد فراغ کے اُسکا اعتاق واجب ہوا
پس بعد آزادی کے وہ وارثوں کے لیے اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر غلام سے کہا کہ مجھے
ہزار درم ادا کیجے میں اُس سے حج کرونگا پس تو آزاد ہے تو آزاد ہوگا ادائے ہزار درم پر ہو تو خواہ ہوگا نہ ادائے حج
برخلاف اسکے اگر کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار درم ادا کیے جس سے میں نے حج کر لیا تو تو آزاد ہے تو جب تک حج
نہ کریگا تب تک آزاد نہوگا یہ شرح زیادات عتابی میں ہے۔ فقیہ ابو جعفر رہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے
اپنے غلام سے کہا کہ تو میری طرف سے ایک روزہ رکھ اور تو آزاد ہے یا کہا کہ میری طرف سے دو رکعت
نماز پڑھ اور تو آزاد ہے تو فرمایا کہ غلام آزاد ہو گیا خواہ اُسنے روزہ رکھا ہو یا نہ رکھا ہو نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو
یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنے وارثوں سے کہا کہ جب تمکو میرے فلان غلام نے میری موت کے بعد ایک کر گیہوں ادا کر دیے
تو وہ آزاد ہے یا کہا کہ تو اسکو آزاد کرو پھر غلام مذکور ردی ایک کر گیہوں لایا اور وارث نے قبول کر لیے تو آزاد ہوگا اور
اگر درمیانی درجہ کے لایا تو بھی آزاد نہوگا جب تک وارث یا وصی یا قاضی آزاد نہ کرے یہ کافی میں ہے۔

چھٹا باب تدبیر کے بیان میں۔ قال المترجم مراد تدبیر سے یہ ہے کہ غلام کی آزادی کو اپنی موت کے
بعد پر معلق کرنا یعنی بعد مرنے کے آزاد ہے ولیرجع الی المقدمۃ۔ تدبیر دو نوع پر ہے مطلق و مقید تدبیر مطلق یہ ہے
کہ غلام کا عتق فقط اپنی موت پر معلق کیا بدون انضمام کسی دوسری چیز کے کذا فی الینابیع مثلاً کہا کہ تو مدبر ہے اور اسکے
واسطے چند الفاظ ہیں کہ کبھی بصریح لفظ ہوتا ہے مثلاً کہا کہ تو مدبر ہے یا میں نے تجھے مدبر کیا اور کبھی بلفظ تحریر
و اعتاق ہوتا ہے جیسے کہا کہ تو حر ہے بعد میری موت کے یا میں نے تجھے محرر کیا بعد اپنی موت کے یا تو معتق یا عتیق ہے بعد
میری موت کے اور کبھی بلفظ یمین ہوتا ہے مثلاً کہا کہ اگر میں مر گیا تو تو آزاد ہے یا کہا کہ جب میں مر گیا یا ہر گاہ کہ میں
مر گیا یا کہا کہ اگر میرے واسطے حادثہ واقع ہوا یا ہر گاہ میرے واسطے حادثہ واقع ہوا تو تو آزاد ہے اور اسی طرح اگر ان الفاظ میں
بجائے موت کے لفظ وفات یا ہلاک کہ کر کیا تو بھی یہی حال ہے اور کبھی بہ لفظ وصیت ہوتی ہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ غلام
کے واسطے اسکے نفس کی وصیت کرے یا اسکے رقبہ کی یا اسکی عتق یعنی گردن کی یا ایسی وصیت کی کہ منجملہ اسکے وہ اپنے
رقبہ کل کا یا بعض کا مستحق ہوا مثلاً کہا کہ میں نے تیرے واسطے وصیت کی تیرے نفس کی یا تیرے رقبہ کی یا
تیری گردن کی یا اور ایسا لفظ کہا کہ جس سے تمام بدن سے تعبیر کیجاتی ہے اور اسی طرح اگر اُس سے کہا کہ میں نے تیرے واسطے
اپنے تہائی مال کی وصیت کی تو یہ بھی تدبیر ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے اپنے مال سے ایک سہم کی

ف تو آزاد نہوگا یعنی مستحق عتق نہوگا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کلام کا مرجع وسط ہوا [illegible] جب بصفت درمیانی [illegible] مذکور نہیں ہے تو حکم اس سے متعلق
نہوگا اور جواب [illegible] کا اطلاق کو تعریف کے ساتھ ملا دیا گیا جہاں اسی طرح [illegible] دیکھنا چاہیے کیونکہ اصل [illegible] اسکے خلاف ہے ۱۲ منہ
ف یعنی بطور [illegible] کے اپنے اوپر ایک امر لازم کر لینا خواہ بلفظ قسم ہو یا نہو ۱۲ منہ ف [illegible] معروف [illegible] داخل ہوتا ہے اور موت یقینی ہے
بخلاف یہاں [illegible] یقین نہیں [illegible] صورت [illegible] ۱۲ منہ ف وجہ یہ ہے کہ مستحق [illegible] بعد آزادی کے ہوگا [illegible] کہ اسکی ملک ہے
[illegible] تو تہائی کا مستحق ہے [illegible] آزاد [illegible] ۱۲ منہ [illegible]
آزاد شدہ ہے یعنے موت کے بعد ۱۲

وصیت کی تو آزاد ہوگا اور اگر ایک جزو کی وصیت کی تو نہین یہ سراج وہاج مین ہے - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مدبر ہے بعد میری موت کے تو فی الحال سے مدبر ہوجائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا پس تو بعد میری موت کے حر ہے یا میری موت کے پیچھے حر ہے یا میری موت مین یا میری موت کے ساتھ حر ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور مدبر مطلق کا حکم یہ ہے کہ جب تک مولی زندہ ہے اسکا بیع وہبہ نہین جائز ہے اور نہ اسکو مہر قرار دیکر نکاح جائز ہے اور نہ اسکا صدقہ دینا اور نہ رہن کرنا جائز ہے اور اسکا آزاد کردینا یا مکاتب کردینا جائز ہے یہ سراج وہاج مین ہے - اور اگر مدبر مطلق کو فروخت کیا اور قاضی نے جواز بیع کا حکم دیدیا تو اسکی قضا نافذ ہوجائیگی اور یہ حکم قضائے مدبر کرنے کا فسخ کرنا قرار دیا جائیگا حتے کہ اگر بعد بیع کے کسی وجہ سے وہ کبھی اسکی ملک مین آگیا تو بعد اسکی موت کے آزاد نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے اور مولی کو اس سے خدمت لینے اور اسکو مزدوری پر دینے کا اختیار ہے اور اگر باندی کو مدبرہ مطلقہ کیا تو اس سے وطی کرسکتا ہے اور اسکا جس مرد سے چاہے نکاح کردے سکتا ہے یہ کافی مین ہے - اور غلام کی کمائی اور مدبرہ کا مہر اور ارش[1] سب مولی کا ہوگا یہ ینابیع مین ہے - اور جب مولی مرگیا تو مدبر اسکے تہائی مال سے آزاد ہوگا حتی کہ اگر مولی کا کچھ مال سوائے اس مدبر کے نہو تو اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا یہ کافی مین ہے - اور اگر مولی پر اسقدر قرضہ ہو کہ اسکے تمام مال کو مع رقبہ اس مدبر کے محیط ہو تو قرضخواہان مولی کے واسطے مدبر مذکور اپنی تمام قیمت کے لیے سعی کریگا یہ غایۃ البیان مین ہے - اور مدبر کی ولا اسی کی ہوگی جسنے اسکو مدبر کیا ہے اور اس سے منتقل نہوگی اگرچہ یہ غلام دوسرے کی طرف سے آزاد ہوگیا ہو اور اسکی صورت یہ کہ مدبرہ باندی دو شریکون مین مشترک ہے پھر اسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور اسکے نسب کا ایک شریک نے دعوی کیا چنانچہ اس سے اس بچہ کا نسب ثابت ہوگیا اور اسنے اپنے شریک کو تاوان دیدیا پھر یہ ام ولد اسکے شریک کی موت کے بعد آزاد ہوگئی تو اسکی ولا ان دونون شریکون کی ہوگی - اور اسی طرح اگر ایک غلام مدبر دو شریکون مین مشترک تھا پس اسکو ایک نے آزاد کردیا اور وہ مالدار ہے پس اسنے شریک کو تاوان دیا تو اسکی ولا نہ بدلیگی بلکہ دونون کی ہوگی یہ ایضاح مین ہے - تدبیر مقید اسطرح ہے کہ اپنے غلام کا عتق اپنی موت پر معلق کرے مگر موت بصفتے یا موت اور کسی اور شرط پر معلق کرے مثلا یون کہا کہ اگر مین اپنے اس مرض مین مرجاؤن یا اپنے اس سفر مین مرجاؤن تو تو آزاد ہے یا مثل اسکے کوئی صفت بیان کی جسمین احتمال ہے کہ اسکی موت اس صفت کے ساتھ ہوگی یا نہوگی یا موت کے ساتھ کوئی ایسی شرط ذکر کی جسکے واقع ہونے اور نہونے کا احتمال ہے تو ایسی تدبیر سے وہ مدبر مقید ہوگا یہ بدائع مین ہے - مدبر مقید کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ اس صفت یا شرط کے ساتھ مرا تو مثل مطلق کے آزاد ہوجائیگا - اور مولی کو اپنی زندگی مین اختیار ہے کہ ایسے مدبر کے ساتھ تمام طرح تصرفات بیع و تملیک وغیرہ عمل مین لاوے یہ سراج وہاج مین ہے جیسے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ اگر مولی نے کہا کہ اگر مین مرگیا اور دفن کیا گیا یا غسل دیا گیا یا کفن دیا گیا تو تو آزاد ہے تو یہ مدبر نہین ہے اور اگر وہ مرگیا درحالیکہ یہ اسکی ملک مین تھا تو اسکے حق مین مستحب ہے

[1] ارش وہ جرمانہ جو کسی کے عضو کے کاٹنے کے مقابلہ مین لازم ہوتا ہے ۱۲ منہ

کہ تہائی مال سے آزاد کیا جاوے یہ ینابیع میں ہے۔ اور منجملہ تدبیر مقید کے یہ ہے کہ اگر میں ایک سال ختم ہونے پر مر گیا یا اس سال تک مر گیا تو تو آزاد ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر اتنی مدت کی قید لگائی کہ ایسے شخص کے اتنی مدت تک جینے کا احتمال نہیں ہے مثلاً ساٹھ برس کے مولیٰ نے کہا کہ اگر میں سو برس کے بعد مرا تو تو آزاد ہے تو حسن بن زیاد کے نزدیک یہ مدبر مطلق ہے اور یہی مختار ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے جس دن میں مروں اور اُسنے دن ہی دن میں مرنے کی نیت نہیں کی تو مدبر مطلق ہوگا اور اگر یہ نیت کی کہ دن میں مروں نہ رات میں تو مدبر مقید ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے قبل میری موت کے ایک مہینہ پھر مہینہ گذرا پس وہ مر گیا تو بالاجماع آزاد ہو جائیگا ولیکن شیخ ابوبکر اسکاف کے نزدیک تہائی سے آزاد ہوگا اور فقیہ ابو القاسم نے کہا کہ تمام مال سے آزاد ہوگا اور یہی امام اعظمؒ کا قول ہے اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر مہینہ گذرنے سے پہلے مر گیا تو آزاد نہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے میری موت کے ایک روز بعد تو یہ مدبر نہوگا اور موصے کو اسکے فروخت کرنے کا اختیار ہے اور اگر مولیٰ ایسی حالت میں مرا کہ یہ غلام اُسکی ملک میں تھا تو ایک روز کے بعد اُسکے تہائی مال سے آزاد ہوگا اور بدون وارث کے آزاد کرنے کے آزاد نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور استحساناً وارثوں کو اُسکے آزاد کر دینے کا حکم کیا جائیگا یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میری موت اور فلان کی موت کے بعد آزاد ہے یا کہا کہ بعد موت فلان و میری موت کے تو آزاد ہے تو یہ فی الحال مدبر مطلق نہوگا پس اگر فلان پہلے مر گیا اور ہنوز وہ غلام اُس مولیٰ کی ملک میں ہے تو اب مطلق مدبر ہو جائیگا اور اگر موصے قبل موت فلان کے مر گیا تو وہ مدبر نہوگا اور وارثوں کو اسکے فروخت کرنے کا اختیار ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انت حر الساعۃ او غدا تو بعد موت کے آزاد ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ کسی کو بعد میری موت کے تجھ پر کوئی راہ نہ ہوگی تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ مدبر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے حسنؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ اگر کہا کہ تو فلان کی طرف سے مدبر ہے تو وہ اُس مولیٰ کی طرف سے مدبر ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیرے رقبہ کی تیرے واسطے وصیت کر دی پس غلام نے کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو وہ مدبر ہو گیا اور اسکا رد کر دینا کچھ نہیں ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک بعد میری موت کے آزاد ہے اور اُسکے واسطے سو درم کی وصیت ہے پھر وہ مر گیا تو دونوں آزاد ہو جاینگے اور سو درم کی وصیت دونوں کے واسطے نصفا نصف ہوگی اور اگر کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے سو درم کی وصیت ہے تو صورت مذکورہ میں سو درم کی وصیت باطل ہوگی اسواسطے کہ دونوں میں سے ایک غلام ہے پس اسکے حق میں وصیت[1] نہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوا تو تو مدبر ہے پھر اسکے نصف کا مالک ہوا تو مدبرہ ہو جائیگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے خرید لیا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے یا کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا پھر میں مر گیا تو تو آزاد ہے پھر اسکو خریدا تو وہ مدبرہ ہو جائیگی

[1] اعتراض کیا گیا کہ ہر ایک کے واسطے سو درم کی وصیت مقتضی ہے کہ دونوں آزاد ہوں پھر ایک کی آزادی بوجہ مدبر ہونے کے اور دوسرے کی آزادی بتقاضائے وصیت کے کیوں نہیں ٹھہرائی جواب یہ کہ عتق یہان بطور اقتضا کے مقصود نہیں ہے وہ بضرورت ہوا ہے اور یہاں کچھ ضرورت نہیں علاوہ اسکے اسمین ذاتی خسارہ ہے تامل فیہ ۱۲ منہ عـــــــه تو آزاد ہو ہم بعد موت میری کے عـــــــه اسواسطے کہ حقیقتاً یہ شرط ہے

پھر اگر اسکو آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی پھر جہاد میں قید ہو کر آئی اور اس شخص نے اسکو خریدا تو اب مدبرہ ہو گی چنانچہ اگر مولی مر گیا تو آزاد ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے- اور اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے پھر اسکے بچہ پیدا ہوا پھر اُس شخص نے اسکو خریدا تو باندی مدبرہ ہو جائیگی نہ اسکا بچہ- اور اگر مولی نے کہا کہ تو قبل مدبر ہونے کے بچہ جنی ہے اور باندی نے کہا کہ نہیں بلکہ اسکے بعد تو مولی کا قول اسکے علم پر قسم لیکر مقبول ہوگا اور گواہ باندی کے قبول ہونگے- اور اگر دو باندیوں سے کہا کہ اگر میں تم دونوں کا مالک ہوا تو تم میری موت کے مہینہ بھر بعد آزاد ہو پھر ایک کا مالک ہوا اور وہ اسکے پاس بچہ جنی پھر دوسری کا مالک ہوا تو اسکی موت کے بعد دونوں آزاد ہو جائینگی اور پہلی باندی کا بچہ رقیق رہیگا یہ محیط سرخسی میں ہے- اور اگر غلام سے کہا کہ تو بعد میرے فلاں سے کلام کرنے کے اور بعد میری موت کے آزاد ہو پس اُسنے فلاں سے کلام کیا تو مدبر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ جب تو نے فلاں سے کلام کیا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے پس اُسنے فلاں سے کلام کیا تو مدبر ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے- ایک شخص نے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے میری موت کے بعد اگر تو نے شراب نہ پی پھر مولی کی موت کے بعد چھ مہینہ تک اُسنے شراب نہ پی پھر شراب پی لی اور ہنوز آزاد نہیں ہوا تھا تو عتق باطل ہو گیا اور اگر مولی کی موت کے بعد شراب پینے سے پہلے قاضی کے یہاں مرافعہ کیا گیا اور قاضی نے اسکے آزاد ہونے کا حکم نافذ کر دیا پھر اُسنے شراب پی تو پھر وہ رقیق نہیں کیا جائیگا یہ ظہیریہ میں ہے- امام محمد رحمہ اللہ نے اصل میں فرمایا کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے بعد میری موت کے اگر تو نے اسدم چاہا پس غلام نے اُسی دم چاہا تو مولی کی موت کے بعد وہ تہائی سے آزاد ہوگا اور اگر مرد مذکور نے یہ مراد لی ہے کہ اسدم یعنی موت کے بعد تو غلام کو چاہنے کا اختیار نہ ہوگا یہاں تک کہ مولی مر جاوے پھر جب مولی مرا اور اسکے مرنے کے وقت غلام نے چاہا تو بدون مدبر ہونے کے وہ تہائی مال سے آزاد ہوگا یہ ینابیع میں ہے- اور شیخ ابو بکر رازی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ بدون وارث کے یا وصی کے آزاد کرنے کے آزاد نہ ہوگا اور حاکم رح نے بھی اپنے مختصر میں اسی پر جزم کیا ہے یہ نہر الفائق میں ہے- پھر ہنا بظاہر جواب کے مولی کی موت کے بعد غلام کا چاہنا اُسی مجلس میں معتبر ہوگا یہ غایۃ السروجی میں ہے- اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اگر تو نے چاہا بعد میری موت کے پھر مولی مر گیا اور جس مجلس میں غلام کو مولی کی موت کا علم ہوا اسی اُس سے اُٹھ کھڑا ہوا یا دوسرا کام شروع کر دیا تو اُس سے کوئی بات جو غلام کے اختیار میں دیگئی ہے باطل نہ ہوگی یعنی ہنوز اسکو چاہنے کا اختیار رہیگا باطل نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے- اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ میرے غلام کو مدبر کریے پس اُس مرد نے اُسکو آزاد کر دیا تو نہیں صحیح ہے اور اگر کسی ایک طفل سے کہا کہ تیرا جی چاہے میرے غلام کو مدبر کریے پس اُسنے مدبر کر دیا تو جائز ہے خواہ طفل سمجھدار ہو یا نہو یعنی جانتا ہو کہ مدبر کرنے سے ایسا حکم ہو جاتا ہے یا نہیں یہ محیط میں ہے- اور اگر دو شخصوں سے کہا کہ تم میرا غلام مدبر کر دو پس ایک نے اسکو مدبر کر دیا تو جائز ہے اور اگر کہا کہ میرے غلام کے مدبر کرنے کا کام تم دونوں کے حوالہ ہے پس ایک نے اسکو مدبر کیا تو نہیں جائز ہے یہ فتح القدیر میں ہے- ایک مرد نے کہا کہ تم آزاد کرو بعد میری موت کے میرے غلام کو انشاء اللہ تعالی تو استثناء نہیں صحیح ہے اور اگر کہا کہ وہ بعد میری موت کے آزاد ہے انشاء اللہ تعالی

تو استحساناً استثناء صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور زیادات مین مذکور ہی کہ اگر کسی نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مدبر کیا اور اُسنے قبول کیا تو وہ مدبر ہو جائیگا اور اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی کہ انمین سے ایکنے اسکو مدبر کیا اور دوسرا ساکت رہا تو بنابر قول امام اعظم رح کے فقط مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ طرح کا خیار ہوگا بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو اور وہ اختیارات یہ ہین کہ چاہے اپنا حصہ وہ بھی مدبر کردے پس وہ مدبر دونون مین مشترک ہوگا پس اگر دونون مین سے ایک مرگیا تو اُسکا حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور غلام مذکور دوسرے کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لیے سعایت کریگا لیکن اگر دوسرا ابھی قبل وصول سعایت کے مرگیا تو سعایت باطل ہو جائیگی۔ اور چاہے آزاد کردے پس اگر اُسنے آزاد کر دیا تو عتق صحیح ہوگا اور مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت غلام مدبر کے حساب سے لے اور اُسکی ولاء دونون مین مشترک ہوگی اور آزاد کنندہ کو اختیار ہوگا کہ جو اُسنے تاوان دیا ہی وہ غلام سے لے اور خواہ مدبر کنندہ آزاد کردے اور خواہ غلام سے سعایت کرالے۔ اور چاہے شریک ساکت غلام سے سعایت کرالے پس جب وہ سعایت کر کے نصف قیمت ادا کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا پھر مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ غلام سے سعایت کرالے پس جب اُسکی سعایت بھی ادا کر دی تو پورا آزاد ہوگا اور اگر مدبر کنندہ مال سعایت لینے سے پہلے مرگیا تو سعایت باطل ہو گئی اور اُسکا حصہ غلام اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور چاہے اسکو یون ہی چھوڑدے پھر جب وہ مرگیا تو اُسکا حصہ میراث ہوگا کہ اُسکے وارثون کو ملیگا پس اُسکے وارثون کو اس حصہ کی بابت عتق و سعایت وغیرہ کا خیار حاصل ہوگا اور اگر مدبر کنندہ مرگیا تو اُسکا نصف حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا۔ شریک ساکت کو اختیار ہوگا کہ غلام سے اپنے حصہ کی نصف قیمت غلام کی سعایت کرالے اور جب وہ ادا کر کے پورا آزاد ہو گیا تو اُسکی ولاء ان دونون مین مشترک ہوگی۔ اور چاہے شریک ساکت دوسرے مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت تاوان لے بشرطیکہ وہ مالدار ہو تو اُسکی پوری ولاء مدبر کنندہ کی ہوگی اور مدبر کنندہ کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اُسنے تاوان دیا ہی وہ غلام مذکور سے لے اور اگر اُسنے نہ لیا یہان تک کہ مرگیا تو اُسکا نصف اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا اور وارثون کے واسطے غلام مذکور اپنی نصف قیمت کامل کی بمقابلہ حصہ دیگر کے سعایت کریگا اور اگر مدبر کنندہ تنگدست ہو تو شریک ساکت کو اس مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کا تاوان لینے کا اختیار نہوگا اور باقی چار طرح کا خیار حاصل رہیگا یعنی چاہے اپنا حصہ آزاد کردے چاہے مدبر کرے چاہے غلام سے سعایت کرادے چاہے یون ہی چھوڑدے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہی دونون نے ساتھ ہی اسکو مدبر کردیا چنانچہ ہر ایک نے کہا کہ مین نے تجھکو مدبر کیا یا تجھ مین سے میرا حصہ مدبر ہی یا جب مین مرون تو تو آزاد ہی یا جب مین مرون تو تو میری موت کے بعد آزاد ہی یا کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہی اور دونون کے کلام ایک ساتھ ہی

ل واضح ہو کہ شریک ساکت کا مال سعایت محض غلام کی نصف قیمت ہوگی اور ایک مدبر کنندہ کی نصف قیمت بحساب غلام مدبر کی قیمت کے ہوگی پس دونون مین فرق ہوگا منہ

زبان سے نکلے تو یہ غلام دونون کا مدبر ہو گیا شرح طحاوی مین ہے پھر جب ایک مر گیا تو اسکا حصہ اُسکے تہائی سے آزاد ہو گا اور دوسرے کو اختیار حاصل ہوا چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے چاہے مکاتب کرے اور چاہے سعایت کرا دے اور یہ اختیار نہین ہے کہ اُسکو اسی حال پر چھوڑ دے اور اگر دوسرا ابھی قبل وصول سعایت[ل] کے مر گیا تو سعایت باطل ہو گئی اور اسکا حصہ بھی آزاد ہو گیا بشرطیکہ اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر دونون نے کہا کہ جب ہم دونون مرین تو تو آزاد ہے یا تو ہم دونون کی موت کے بعد آزاد ہے اور دونون کے کلام ساتھ ہی زبان سے نکلے تو وہ مدبر نہو گا الا آنکہ دونون مین سے ایک پہلے مر جاوے تو جو زندہ رہا ہے اُسکا حصہ مدبر ہو جائیگا اور جو مر گیا اُسکا حصہ اُسکے وارثون کی میراث ہو گا پس وارثون کو اختیارات حاصل ہونگے چاہین اپنا حصہ آزاد کر دین اور چاہین مدبر اور چاہین مکاتب کرین اور چاہین سعایت کرا دین اور چاہین شریک مدبر کنندہ سے تاوان لین اگر وہ مالدار ہو اور جب دوسرا بھی مرے گا تو اسکا حصہ اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگا۔ ایک مدبرہ باندی دو شخصون مین مشترک ہے اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور دونون مین سے کسی نے اس بچہ کا دعوی نہ کیا تو وہ بھی مثل اپنی مان کے دونون کا مدبر ہو گا اور اگر دونون مین سے کسی نے اُسکا دعوی کیا تو استحساناً اُس سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور نصف باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور باقی نصف اپنے حال پر دوسرے شریک کی مدبرہ رہیگی اور مدعی اسکا نصف عقر دوسرے شریک کو تاوان دیگا اور بچہ کی مدبر ہونے کے حساب سے نصف قیمت دیگا اور باندی کی نصف قیمت نہ دیگا پھر اگر مدعی پہلے مر گیا تو اسکا نصف حصہ مفت آزاد ہو گیا اور شریک کے واسطے وہ کچھ ضامن نہو گا [یعنی بچہ کا باپ] اور باندی مذکورہ اس شریک کے نصف حصہ کے لیے اپنی نصف قیمت کی سعایت کریگی مگر بحساب مدبرہ ہونے کے اور یہ حکم بین اتفاقی ہے پھر اگر وصول سعایت سے پہلے دوسرا ابھی مر گیا تو سعایت باطل ہو گئی اور باندی پوری آزاد ہو جائیگی بشرطیکہ اسکے مال کی تہائی سے اسکا حصہ نصف برآمد ہوتا ہو یہ امام اعظم رح کا قیاس ہے اور اگر شریک غیر مدعی پہلے مرا تو اُسکے تہائی مال سے اُسکا حصہ آزاد ہو گا اور امام اعظم رح کے قول مین شریک مدعی کے واسطے سعایت نہ کریگی کذا فی البدائع۔ اور اگر دونون مین سے کوئی نہین مرا یہانتک کہ اُسکے دوسرا بچہ پیدا ہوا اور اسکے نسب کا دعوی دوسرے شریک نے کیا تو استحساناً نسب ثابت ہو گا اور وہ بچہ کی قیمت اپنے شریک کو تاوان نہ دیگا یہ قول امام اعظم رح کا ہے اسوجہ سے کہ یہ شریک کی ام ولد کا بچہ ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ام ولد کے بچہ کی کچھ قیمت نہین ہوتی ہے مگر باندی کے نصف عقر کا ضامن ہو گا اور اگر شریک اول ہی نے اس بچہ کے نسب کا بھی دعوی کیا تو اُسکی نصف قیمت کا بحساب مدبر ہونے کے ضامن ہو گا اور اسپر دوسری وطی کی بابت نصف عقر دیگر واجب ہو گا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک مدبرہ دو شخصون مین مشترک ہے اُسکے بچہ پیدا ہوا اور دونون نے اُسکے نسب کا ساتھ ہی دعوی کیا تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہو گا اور یہ باندی دونون کی ام ولد ہو جائیگی اور مدبر ہونا باطل ہو جائیگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک مرد نے اپنے وصیت نامہ مین تحریر کیا کہ میرا فلان غلام بعد میری موت کے آزاد ہے کہ

[ل] قولہ وصول سعایت یہ مجاز متعارف ہے معنی یہ کہ جو مال کما کر دینا اسکے ذمہ ٹھہرا ہے اسکے وصول ہو جانے سے پہلے ۱۲ منہ [ع] جبکہ بچہ کے نسب کا دعوی نہین کیا ہو ۱۲ منہ

اور اُس سے کسی نے اسکو نہین سُنا پھر وہ مرگیا پھر جو وصیت نامہ مین پایا گیا ہو اُس سے وارثون نے انکار کیا تو غلام مذکور مملوک رہیگا اسواسطے کہ وارثون نے اُسکے آزاد کرنے سے انکار کیا۔ اور اگر غلام نے دعوی کیا کہ یہ وارث لوگ جانتے ہین تو وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیکر انھین کا قول قبول کیا جائیگا یہ فتاوی کبری مین ہے۔ اور اگر کسی نے جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہے مدبر کیا تو جائز ہے پس اگر اسکے بعد وہ چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی تو بچہ مدبر ہوگا اور اگر اُس سے زیادہ مین جنی تو مدبر نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہے مدبر کیا تو جبتک وضع حمل نہو اُسکو فروخت نہ کریگا اور ہبہ نہ کریگا اور مہر قرار نہین دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اگر ایسی باندی دو بچہ جنی ایک چھ سے کم مین اور دوسرا چھ مہینہ سے ایک روز زائد مین تو یہ دونون مدبر ہونگے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کسی نے جو اُسکی باندی کے پیٹ مین ہے مدبر کیا پھر اس باندی کو مکاتب کر دیا تو جائز ہے پس اگر اسکے بعد چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو وہ مدبر ہوگا کہ مولی کی طرف سے بالقصد مدبر کیا ہوا ہے اور اپنی ماں کی طرف سے بالتبع وہ بھی داخل کتابت ہوگا پس اگر اُسکی ماں نے بدل کتابت مولی کو ادا کر دیا تو دونون بحکم کتابت آزاد ہو جاوینگے اور اگر ماں نے بدل کتابت ادا نہ کیا یہانتک کہ مولی مرگیا تو بچہ بسبب مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اسکی ماں اپنے حال پر مکاتبہ رہیگی اور اگر مولی نہین مرا بلکہ اُسکی ماں مرگئی تو بچہ اپنی ماں کی قسطون پر مال سعایت ادا کرتا رہیگا اور اگر اسکے بعد مولی مرگیا اور یہ بچہ اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہے تو مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت سے بری ہو جائیگا اور اگر اُسکے تہائی مال سے برآمد نہوتا ہو تو جسقدر اُسکے تہائی مال سے نکلتا ہو اسقدر بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور اپنے باقی رقبہ کے واسطے اُسپر سعایت لازم ہوگی بجہت مدبر ہونے کے۔ پھر اسکے بعد اُسکو اختیار دیا جائیگا چاہے کتابت کو اختیار کرے اور اُسکو پورا کرے اور چاہے مدبر ہونے کی جہت سے سعایت کو پورا کرے اگرچہ بدل کتابت زیادہ ہو اور یہ امام اعظم رہ کا قول ہے اور اگر ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہو اور جو اُسکے پیٹ مین ہے اُسکو ایک نے مدبر کیا تو جائز ہے پس اگر اسکے بعد چھ مہینہ سے کم مین وہ بچہ جنی تو اس مدبر کنندہ کا حصہ مدبر ہوگا یہ امام اعظم رہ کے نزدیک ہے یعنی مدبر کنندہ ہی کا فقط حصہ مدبر ہوگا امام اعظم رہ کا قول ہے اور شریک ساکت کو اپنے حصہ کی بابت پانچ اختیارات حاصل ہونگے بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو۔ اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ مین بچہ ہوا تو اُسکا حصہ مدبر نہوگا۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہے ایک نے کہا کہ جو تیرے پیٹ مین ہے وہ میری موت کے بعد آزاد ہے اور دوسرے نے باندی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے پھر اس گفتگو کے بعد چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو پورا بچہ ان دونون مین مشترک مدبر ہو جائیگا اور اسکی بابت دونون مین سے کوئی دوسرے کے لیے ضامن نہین ہو سکتا ہے اور رہی باندی تو جسنے باندی کو مدبر نہین کیا

ف اسمین ایک یوم کی قید اتفاقی ہے اور مراد یہ کہ مدت حمل چھ ماہ کثرت سے بھی کم مین جنی جس سے معلوم ہوگیا کہ یہ دونون بچہ ایک ہی حمل سے توام ہین اور وہ چھ ماہ سے کم ہے اگرچہ ایک ہی روز کی کمی ہو ۱۲ منہ ف قسطون پر یعنی جس میعاد پر ماں کی قسطین ٹھہری تھین ۱۲ ورنہ پانچ طرح کے اختیارات حاصل ہونگے چنانچہ سابق مین گذرچکا ہے ۱۲ منہ ع قال فی الاصل والی عبارت لاکثر من ستۃ اشہر الخ اس عبارت مین سمجھنے والے کے اعتماد پر مسامحت فرمائی کیونکہ زیادہ ہونا ضروری انحصار نہین ہے بلکہ اگر کم نہو بلکہ پورے چھ ماہ ہون تو بھی یہی حکم ہے ۱۲ منہ

ہی اُسکو امام اعظمؒ کے نزدیک باندی کی بابت پانچ قسم کے اختیارات حاصل ہونگے بشرطیکہ مدبر کنندہ مالدار ہو۔ اور اگر اس گفتگو کے چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو امام اعظمؒ کے نزدیک جنے باندی کو مدبر کیا ہو اُسکا نصف حصہ باندی مدبر ہو گیا اور اُسکی تبعیت مین نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا۔ اور دوسرے شریک کو اختیارات حاصل ہوئے پھر اگر دوسرے شریک ساکت نے اسکے بعد مدبر کنندہ سے اپنے حصہ باندی کا تاوان لینا اختیار کیا تو مدبر کنندہ پر بچہ کی طرف سے کچھ تاوان دینا لازم نہوگا۔ اور اگر دوسرے شریک ساکت نے باندی سے اپنے حصہ کی بابت سعایت لینی چاہی تو پھر وہ بچہ سے سعایت نہین کرا سکتا ہے اگرچہ نصف بچہ بھی مدبر ہو گیا ہے اور وجہ یہ ہے کہ بچہ تبعاً مدبر ہو گیا ہے پس جیسے تدبیر مین تابع ہوا ہے ویسے ہی سعایت مین بھی اپنی مان کے تابع ہوگا یعنی مان کی سعایت وہی اُسکی سعایت ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ایک باندی حاملہ دو شریکون مین مشترک ہو پس ایک نے جو اُسکے پیٹ مین ہے مدبر کیا اور دوسرے نے باندی کو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ کو آزاد کنندہ سے باندی کی نصف قیمت تاوان لینے کا اختیار ہے مگر مدبر کنندہ کو حمل کی بابت تاوان لینے کا اختیار نہین ہے یہ ینابیع مین ہے۔ اور نابالغ آدمی کا اپنے غلام کو مدبر کرنا نہین صحیح ہے خواہ فی الحال مدبر کرے خواہ معلق بہ بلوغ خود چنانچہ اگر نابالغ نے کہا کہ جب مین بالغ ہون تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے تو نہین صحیح ہے اور اسی طرح مجنون و معتوہ غالب کی تدبیر بھی نہین صحیح ہے اور جو شخص نشہ مین ہو اُسکا مدبر کرنا صحیح ہے اور اسی طرح جو شخص مجبور کیا گیا اور اُسنے مدبر کیا تو صحیح ہے اور مکاتب اگر اپنی کمائی کے مملوک کو مدبر کیا تو نہین صحیح ہے اور اسی طرح غلام ماذون التجارۃ نے اگر مدبر کیا تو نہین صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو مدبر کیا پھر اُسکی عقل جاتی رہی تو تدبیر اپنے حال پر صحیح رہیگی بخلاف اسکے اگر غلام کے رقبہ کی کسی کیواسطے وصیت کی پھر مجنون ہو گیا پھر مر گیا تو وصیت باطل ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ذمی نے اپنے غلام کو مدبر کیا پھر غلام مسلمان ہو گیا تو بسعایت آزاد ہو جائیگا اور اگر سعایت سے فارغ ہونے سے پہلے مولی مر گیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور سعایت باطل ہوگی۔ اور اگر مولی نے اُس سے اُسکی قیمت سے زیادہ مال پر بدون حکم قاضی صلح کر لی اور غلام عاجز آیا تو بعد زیادتی کے صلح ٹوٹ جائیگی اور بقدر اپنی قیمت کے سعایت کریگا۔ حربی ہمارے ملک مین امان لیکر داخل ہوا پس اُسنے غلام کو مدبر کیا پھر حربی دار الحرب سے قید کرکے لایا گیا تو مدبر مذکور آزاد کیا جائیگا اور اگر دار الحرب مین مدبر کیا اور ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا پھر غلام یہان مسلمان ہو گیا تو حربی مذکور اُسکے بیچ کرنے پر مجبور کیا جائیگا غلام مدبر مرتد ہوکر دار الحرب مین چلا گیا کافران حربی اُسکو قید کر لے گئے پھر مسلمانون نے اُسکو پکڑا اور لے آئے اور وہ مسلمان ہو گیا تو وہ اپنے مولائے سابق کو دیا جائیگا اور مدبر ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے یا مدبر ہے تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے آزاد ہونا مراد لیا ہے تو غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مدبر ہونا مراد لیا ہے تو مدبر ہو جائیگا اور اگر قبل بیان کے مر گیا اور صحت مین اُسنے یہ قول کہا تھا تو نصف غلام اُسکے تمام مال سے مفت آزاد ہو جائیگا اور نصف بوجہ مدبر ہونے کے آزاد ہوگا اگر اُسکے تہائی مال سے برآمد ہو۔ اور اگر اسکے سوائے اُسکا کچھ اور مال نہو تو نصف مفت آزاد ہوگا اور باقی نصف کی دو تہائی کے واسطے

سعایت کریگا یعنی کل کی ایک تہائی کے واسطے سعایت کریگا - اور اگر دو غلام ہوں اور اُسنے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد یا مدبر ہو اور قبل بیان کے مر گیا اور ان دونوں کے سوائے اسکا کچھ مال نہیں ہو اور یہ قول حالت صحت میں کہا ہو تو ہر ایک غلام کا چہارم حصہ مفت تمام مال سے آزاد ہو گا اور ایک چہارم بوجہ تدبیر تہائی مال سے آزاد ہو گا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے ہر حال میں سعایت کریگا - اور اگر اُسنے دونوں سے کہا کہ تم دونوں آزاد ہو یا مدبر ہو اور باقی صورت وہی ہوئی جو مذکور ہوئی ہو تو ہر ایک کا نصف حصہ بوجہ عتق قطعی کے اور نصف بوجہ تدبیر کے آزاد ہو گا اور یہ سب ہو وقت ہو کہ قول مذکور اُسنے صحت میں کہا ہو اور اگر مرض میں کہا تو فقط تہائی مال سے اُسکا اعتبار کیا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہو - اور اگر اپنی صحت میں اپنے ایک غلام اور ایک مدبر سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر اور دوسرا آزاد ہو اور ان دونوں کے سوائے اسکا کچھ مال نہیں ہو اور قبل بیان کے مر گیا تو جو محض غلام ہو وہ کل مال سے اور مدبر تہائی مال سے آزاد ہو جاوے اور اگر اسکے برعکس یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد اور دوسرا مدبر ہو تو بھی امام اعظم رہ کے نزدیک یہی حکم ہے اسواسطے کہ یہ خبر دینا ہو مقدم و موخر بیان میں ہونا یکسان ہو اور امام محمد رہ کے نزدیک ہر ایک کا نصف حصہ کل مال سے اور باقی نصف حصہ بوجہ تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہو گا - اور اگر کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور دیگر تو مدبر ہو یعنی یوں کہا کہ والآخر المدبر تو قن[1] آزاد ہو گا اور مدبر بحال خود مدبر رہیگا اور یہ بالاتفاق ہو یہ کافی میں ہو - اور اگر اپنے دو مدبر غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو پھر ان دونوں مدبروں میں سے ایک باہر نکل گیا اور ایک موجود رہا اور اسکا ایک تیسرا غلام آیا پس اُسنے اس مدبر موجود اور اس غلام سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک مدبر ہو تو جو مدبر باہر نکل گیا ہو وہ اُسی وقت سے آزاد ہو گیا جس وقت اُسنے یہ کہا تھا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور جو اُسکے پاس رہ گیا تھا وہ ویسا ہی مدبر رہا اور جو غلام داخل ہوا تھا وہ غلام رہا اسمیں سے کچھ آزاد نہ ہو گا - اور اگر اپنی صحت میں اپنے دو مدبروں اور ایک قن سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہو اور دونوں باقی میں سے ایک آزاد ہو اور قبل بیان کے مر گیا تو قن میں سے نصف بطور عتق قطعی آزاد ہو گا اور باقی نصف کیواسطے سعایت کریگا اور نصف عتق دونوں مدبر میں مشترک ہو گا پس ہر مدبر میں سے چہارم حصہ بسبب عتق قطعی کے کل مال سے آزاد ہو گا اور تین چوتھائی بوجہ تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہو گا اور اسی طرح اگر برعکس یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اور باقی دونوں میں سے ایک مدبر ہو تو نصف عتق قطعی کا مستحق قن ہو گا اور نصف عتق دونوں مدبروں کے درمیان ہر ایک کے واسطے چہارم چہارم ہو گا اور یہ زیادات کی روایت ہے اور امام قاضی خان نے فرمایا کہ جو زیادات میں مذکور ہو وہی صحیح ہو یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہو - اور اگر تینوں سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہے - اور دونوں باقی آزاد ہیں تو قن کل آزاد ہو جائیگا اور ہر دو مدبر میں سے نصف بعتق قطعی آزاد ہو گا - اور اگر عتق کو مقدم کر کے یوں کہا کہ تم میں سے ایک آزاد اور دونوں باقی مدبر ہیں تو ہر ایک کا تہائی اس اعتاق سے آزاد ہو گا - اور اگر اُسنے ایک مدبر اور دو قن سے کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہو اور دونوں باقی آزاد ہیں

[1] قن یعنی غلام محض اور مدبر جسکے واسطے بعد موت کے یا کسی وقت پر آزادی کا قول کہا ہو ۱۲ منہ رحمہ

تو دونون تہائی مال سے آزاد ہو نگے اور پہلا جملہ خبریہ قرار دیا جائیگا - اور اگر کہا کہ تم مین ایک آزاد ہے اور باقی دونون مدبر ہین تو ہر ایک کی تہائی بسبب اعتاق کے آزاد ہو جاویگی - اور ہر ایک کی دو تہائی بسبب تدبیر کے تہائی مال سے آزاد ہوگی - اور اسی طرح اگر سب غلام ہون اور اُسنے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے - اور دونون باقی مدبر ہین تو بھی ہر ایک کا تہائی حصہ کل مال سے بسبب اعتاق کے آزاد ہو جائیگا اور باقی دو تہائی حصہ تہائی مال سے بسبب تدبیر کے آزاد ہوگا - اور اگر برعکس یون کہا کہ تم مین سے ایک مدبر ہے اور باقی دونون آزاد ہین تو ہر ایک کی دو تہائی کل مال سے آزاد ہوگی اور باقی تہائی مال سے بسبب تدبیر کے آزاد ہوگی یہ کافی مین ہے - اور اگر اُسنے تین غلامون سے جنمین سے ایک مدبر ہے کہا کہ تم مین سے دو آزاد ہین یا دو مدبر ہین اور قبل بیان کے مرگیا اور یہ قول اُسنے حالت صحت مین کہا ہے تو ہر ایک مین سے ایک تہائی حصہ بسبب ایجاب قطعی کے آزاد ہوگا اور مدبر مین سے دو تہائی حصہ جیسا مدبر تھا ویسا ہی رہیگا اور ہر دو غلام مین سے چہارم حصہ مدبر ہو جائیگا پس اگر اسکا کچھ مال ہو جسکی تہائی مین سے ایک تہائی اور چھٹا حصہ برآمد ہو تو مدبر معروف پورا آزاد ہو جائیگا اور ہر دو غلام مین سے ہر ایک کے تین چھٹے حصے اور نصف چھٹا حصہ آزاد ہوگا یعنی ایک تہائی بسبب عتق قطعی کے اور ایک چہارم بسبب مدبر ہونے کے قال المترجم یعنی بارہ حصون مین سے سات حصے آزاد ہونگے - اور اگر اسکا کچھ اور مال نہو تو اُسکا تہائی مال ان غلامون پر بحساب انکے سہام کے تقسیم ہوگا اور مدبر معروف کا حق دو تہائی ہے اور ہر دو غلام کا حق نصف ہے اور کم سے کم ایسا عدد جسکا نصف و ثلث نکلتا ہے (۶) ہے اور مدبر معروف کا حق (۴) اور ہر دو غلام کا حق (۳) ہے پس سہام وصیت کا مبلغ سات ہے یہ تہائی مال رکھا گیا پس کل مال کے (۲۱) سہام ہوئے پس ہر غلام کی دو تہائی (۷) ہوئے اسواسطے کہ عتق قطعی کی منہائی کے بعد ہر غلام مین دو تہائی رہی ہے اور جب دو تہائی سات ہوئی تو کل غلام کے ساڑھے دس ہوئے پس کسر واقع ہوئی لہذا ہمنے دوچند کر دیا تو ہر غلام کے (۲۱) سہام ہوئے - اب ہم کہتے ہین کہ مدبر معروف مین سے بسبب عتق قطعی کے ایک تہائی یعنے سات سہام آزاد ہوئے اور بسبب تدبیر کے بعد دوچند کرنیکے اسمین (۸) سہام آزاد ہوئے پس وہ (۶) سہام کے واسطے سعایت کریگا یعنی (۱۵) سہام مجموعہ آزاد ہوئے اور باقی (۲۱) مین سے (۶) رہے جنکے واسطے سعایت کریگا - اور ہر ایک غلام مین سے بسبب عتق قطعی کے تہائی یعنی سات سہام آزاد ہوئے اور بسبب تدبیر کے بعد نصف کے ہر ایک کے (۳) سہام آزاد ہوئے پس جملہ (۱۰) سہام نکالکر باقی (۱۱) سہام کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا پس جملہ سہام وصیت (۳۵) ہوئے اور سہام سعایت (۲۸) ہوئے پس تخریج ٹھیک ہوئی اور اگر مولیٰ قبل بیان کے مرگیا پھر غلامون مین سے ایک مرگیا تو دیکھا جاوے کہ اگر مدبر معروف مرگیا تو وہ اپنی وصیت کے آٹھون حصہ کا پورا لینے والا ہوگیا اور چند حصے جو پر سعایت کے تھے وہ تلف ہوگئے اور یہ ڈوب جانا وارثون کی حق تلفی اور جو موصی لہ ہین اُنکی حق تلفی مشترک ہوئی اور یہ اسطرح ہوگا کہ باقی ان سہامون پر تقسیم ہو جو ڈوب جانے سے پہلے تھے چنانچہ ہم کہتے ہین کہ وارثون کا حق (۲۸) سہام تھا اور ہر دو غلام باقی کا حق (۶) سہام کہ جملہ (۳۴) سہام ہوئے پس ہر دو غلام باقی مین سے ہر ایک کی دو تہائی (۱۷) ہوئے جنمین سے ہر ایک مین سے بسبب تدبیر کے (۳) سہام آزاد ہوئے اور باقی (۱۴) سہام کے واسطے سعایت کریگا اور مدبر معروف اپنا حق پورا لے چکا

ہے یعنی سہام وصیت کے (۸) سہام پس جملہ سہام وصیت (۱۴) ہوے اور سہام سعایت (۲۸) ہوئے اور تہائی و دو تہائی ٹھیک ہو گئی پس تخریج مستقیم ہے - اور اگر مدبر معروف نہیں مرا بلکہ ہر دو غلام میں سے کوئی مر گیا تو وہ اپنی وصیت کے (۳) سہام پورے لے گیا اور جو اسپر سعایت تھی وہ ڈوب گئی اور یہ نقصان وارثوں و دونوں باقیوں پر مشترک ہوگا چنانچہ باقی حق وارثان (۲۸) اور حق مدبر معروف (۸) اور حق غلام باقی (۳) پر تقسیم ہوگا پس جملہ سہام (۳۹) ہوئے پس دو ثلث ہر ایک غلام باقی اور مدبر و ثمن ساڑھے انیس ہوئے از انجملہ مدبر کے (۸) سہام نکل گئے اور باقی ساڑھے گیارہ سہام کے واسطے سعایت کریگا اور غلام زندہ کے (۳) سہام نکل گئے اور باقی ساڑھے سولہ سہام کے لیے سعایت کریگا اور غلام میت اپنے (۳) سہام وصیت لے گیا ہے لہذا مبلغ سہام وصیت (۱۴) ہوئے اور مبلغ سہام سعایت (۲۸) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی - اور اگر ہر دو غلام مر گئے اور مدبر رہگیا تو دونوں اپنے سہام وصیت پورے (۶) سہام لیگئے اور دونوں پر جو سہام سعایت تھے ڈوب گئے پس یہ حق تلفی کل پر ہوگی پس باقی سہام وارثان (۲۸) اور حق مدبر (۸) پر تقسیم ہونگے پس جملہ سہام (۳۶) ہوئے پس دو ثلث رقبہ مدبر (۳۶) رہے از انجملہ (۸) سہام وصیت مدبر آزاد ہوئے اور باقی (۲۸) سہام کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ ہر دو غلام مردہ اپنا حصہ لے چکے ہیں یعنی (۶) سہام لہذا جملہ سہام وصیت (۱۴) ہوئے اور سہام سعایت (۲۸) ہیں پس تہائی و دو تہائی ٹھیک نکلی و تخریج مستقیم ہوئی - اور اگر مولی نہ مرا بلکہ غلاموں میں سے ایک مر گیا پھر اسکے بعد مولی مرا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر مدبر قبل موت مولی کے مر گیا تو عتق قطعی میں اسکی مزاحمت باطل ہوئی اور عتق قطعی ہر دو باقی میں رہگیا اور جب مولی مر گیا تو وہ ان دونوں میں شائع ہو گیا کہ جس سے نصف ہر ایک کا بایجاب قطعی آزاد ہو گیا اور ہر ایک کا چوتھائی حصہ بسبب تدبیر کے مدبر ہو گیا پس اگر مولی کا کچھ مال زائد ہو کہ اسکی تہائی سے نصف رقبہ برآمد ہوتا ہو تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائیگا از انجملہ نصف بسبب عتق قطعی کے اور چہارم بسبب تدبیر کے اور ہر ایک اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا - اور اگر اسکا کچھ اور مال نہو تو ایک تہائی ان دونوں میں نصفا نصف تقسیم ہوگی اور اسکا مال وقت موت کے رقبہ واحدہ ہے پس تہائی مال تہائی رقبہ ہوگا جو دونوں میں نصفا نصف ہوگا چنانچہ ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا جسمیں سے نصف رقبہ بسبب عتق قطعی کے اور چھٹا حصہ بسبب مدبر ہونے کے اور ہر ایک اپنی تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا - اور اگر مدبر نہیں مرا بلکہ ہر دو غلام میں سے ایک مر گیا پھر مولی مر گیا تو غلام میت کی مزاحمت دور ہو گئی اور عتق قطعی اس غلام باقی اور مدبر معروف کے درمیان رہا کہ ہر ایک کا نصف حصہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور ہر ایک کا نصف باقی مدبر ہوا چنانچہ اگر مولی کا مال کچھ زائد ہو کہ اسمیں سے تہائی ایک رقبہ ہوتا ہو تو دونوں آزاد ہو جاوینگے اور اگر نہو تو تہائی حق میت ان دونوں میں نصفا نصف تقسیم ہوگی چنانچہ ہر ایک میں سے دو تہائی حصہ آزاد ہوگا اور ایک تہائی کیواسطے سعایت کریگا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے - اور اگر مولی نے کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں یا مدبر ہیں اور یہ قول اُسنے مرض میں کہا تو اُسکا کلام ان دونوں کے حق میں تہائی سے معتبر ہوگا پس تہائی ان سب پر بقدر انکے سہام کے تقسیم ہوگی پس مدبر معروف کا حق تمام رقبہ کا ہے جسکے (۶) سہام مفروضہ ہیں اور حق ہر دو غلام بحکم تدبیر کے نصف یعنی (۳) ہیں اور بحکم عتق قطعی و تہائی

یعنی (۲۶) میں ہو پس سہام وصیت ہر دو غلام سات ہوئے اور سہام وصیت مدبر (۶) ہوئے جسکا مجموعہ کل (۱۳) سہام وصیت ہوئے اور یہ تہائی مال ہوا پس کل مال کے (۳۹) سہام ہوئے پس ہر غلام کے (۱۳) سہام ہوئے جنمیں سے مدبر میں سے (۶) سہام آزاد ہوئے اور (۷) سہام کے واسطے سعایت کریگا اور ہر دو غلام میں سے سات سہام یعنی ہر ایک ساڑھے تین سہام آزاد ہوئے تو ہر ایک ساڑھے نو سہام کے لیے سعایت کریگا پس جملہ سہام وصیت (۱۳) اور سہام سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج تہائی و دو تہائی مستقیم ہو۔ اور اگر مدبر بعد موت مولی کے مرگیا تو اسکی سعایت باطل ہوگئی اور خسارہ کل میں ہوا ہے اور اسکی صورت یہ ہوگی کہ باقی ہر دو غلام کی مقدار سہام (۷) پر اور مقدار سہام وارثان (۲۶) پر تقسیم ہوگی پس جملہ (۳۳) ہوئے کہ ہر غلام کے جملہ ساڑھے سولہ سہام ہوئے پس ہر ایک میں سے ساڑھے تین آزاد اور باقی (۱۳) کے واسطے سعایت کریگا اور مدبر اپنے سہام وصیت لے چکا ہے لہذا جملہ سہام وصیت (۱۳) اور سہام سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج[1] مستقیم ہو۔ اور اگر ہر دو غلام میں سے ایک مرگیا تو اسکی سعایت ڈوب گئی اور مسئلہ بحالہ باب پر رہا بایں طور کہ باقی مقدار حق سہام وارثان (۲۶) پر اور مقدار حق سہام غلام باقی ساڑھے تین اور مقدار حق سہام مدبر (۶) پر تقسیم ہو پس جملہ ساڑھے پینتیس سہام ہوئے پس ہر ایک کے مقابلہ میں (۱۶) سہام اور تین چوتھائی حصہ سہام ہوا جسمیں سے مدبر سے (۶) سہام آزاد ہوئے اور باقی گیارہ سہام اور تین چوتھائی سہم کے واسطے سعایت کریگا اور غلام میں سے ساڑھے تین سہام آزاد ہوئے اور باقی (۱۳) سہام و چوتھائی سہم کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ غلام مردہ اپنا حق وصیت لے چکا ہے لہذا مبلغ سہام وصیت (۱۳) ہوا اور مبلغ سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر دونوں غلام مرگئے اور مدبر رہگیا تو سعایت جو دونوں پر تھی ڈوب گئی پس باقی حق سہام وارثان (۲۶) پر اور سہام مدبر چھ پر تقسیم ہوگی کہ جسکے جملہ (۳۲) سہام ہوئے جسمیں سے مدبر کے (۶) سہام آزاد ہوگئے اور باقی (۲۶) سہام کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ ہر دو غلام میت اپنے سہام وصیت پا چکے ہیں لہذا مبلغ سہام وصیت (۱۳) اور مبلغ سہام سعایت (۲۶) ہوئے پس تخریج مستقیم ہوئی اور اگر مدبر مع ایک غلام کے مرگیا تو اسپر جو کچھ سعایت تھی وہ ڈوب گئی تو باقی حق وارثان (۲۶) اور حق غلام باقی جو ساڑھے تین ہے مجموعہ ساڑھے انتیس (۲۹) پر تقسیم ہوگی ازانجملہ ساڑھے تین سہام غلام میں سے آزاد ہوگئے اور باقی (۲۶) کے واسطے سعایت کریگا اور چونکہ مدبر اور غلام میت نے اپنا اپنا حصہ لے لیا ہے یعنی ساڑھے نو سہام پس جملہ سہام وصیت (۱۳) ہوئے اور سہام سعایت (۲۶) ہیں پس تخریج مستقیم ہوئی۔ اور اگر مدبر قبل موت مولی کے مرگیا تو عتق قطعی میں اسکی مزاحمت جاتی رہی اور ایک رقبہ کامل اور نصف رقبہ باقی دونوں غلاموں میں رہا پس اگر مولی کا اسقدر مال ہو کہ اسکی تہائی سے ڈیڑھ رقبہ برآمد ہوتا ہو تو ہر غلام میں سے تین چوتھائی بوجہ عتق قطعی کے آزاد ہو جائیگا اور اپنی چوتھائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر اسکا کچھ اور مال نہو تو اسکا تہائی مال یعنے دو تہائی رقبہ ان دونوں میں مشترک ہوگا پس ہر ایک میں سے تہائی رقبہ آزاد ہو جائیگا اور اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا۔ اور اگر مولے سے پہلے ایک غلام مرگیا تو اسکی مزاحمت عتق قطعی میں سے باطل ہوگئی اور ایجاب قطعی درمیان غلام اور مدبر کے رہا کہ ہر ایک کے واسطے نصف رقبہ پہونچا اور

[1] مستقیم ہوئی یعنے ٹھیک اتری کیونکہ امتحان سے دریافت کر لیا گیا مزاحمت یعنے خالی اسکو ملنے میں مزاحم ہوگا ۱۲ منہ

نصف غلام باقی بھی مدبر ہو گیا پس اگر مولے کا اسقدر مال ہو کہ اسکی تہائی سے یہ دونوں بقدر مملوکیت برابر مدبر ہوئے ہوں تو دونوں مفت بلا سعایت آزاد ہو جاوینگے اور اگر اسکا کچھ اور مال نہو تو اسکا تہائی مال یعنی دو تہائی رقبہ ان دونوں کو مشترک پہونچے گا جس طرح کہ ہمنے بیان کیا ہے۔ اور اگر اُسنے اپنی صحت میں کہا کہ تم سب آزاد ہو یا مدبر ہو اور قبل بیان کے مر گیا تو اسکا یہ قول کہ تم سب آزاد ہوان سب کے حق میں صحیح ہے اور اسکا یہ قول کہ یا تم سب مدبر ہو اُنکے مدبر معروف کے حق میں لغو ہوا اور ہر دو غلام کے حق میں صحیح ہے گویا اُسنے کہا کہ یا یہ دونوں غلام مدبر ہیں پس بسبب ایجاب قطعی کے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہوا جو ان سب میں مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے نصف رقبہ آزاد ہوگا اور بسبب ایجاب ثانی کے ایک رقبہ مدبر ہوا جو ہر دو غلام میں مشترک ہوگا کہ ہر ایک میں سے نصف مدبر ہو جائیگا اور مدبر معروف کا نصف مدبر رہا اور اگر مولی کا اور مال ہو کہ جسکی تہائی سے نصف رقبہ و ایک رقبہ کامل برآمد ہوتا ہو تو سب آزاد ہو جاوینگے اور اگر کچھ اور مال نہو تو اسکا تہائی مال تقسیم کیا جائیگا اور وقت موت کے اُسکا تہائی مال ڈیڑھ رقبہ ہے پس اسکی تہائی نصف رقبہ ہوا جو ان سب میں مساوی تقسیم ہوگا پس ہر ایک کے حصہ میں چھٹا حصہ رقبہ کا پہونچا پس جملہ دو تہائی رقبہ ہر ایک میں سے آزاد ہوگا اس طرح کہ نصف بایجاب قطعی اور چھٹا حصہ بسبب تدبیر کے آزاد ہوگا اور باقی ایک تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کریگا اور اگر ایجاب مذکور حالت مرض میں واقع ہوا ہو تو تہائی مال سے سب اسی طرح آزاد ہونگے جیسے ہمنے بیان کر دیا ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تم میں سے ہر ایک آزاد ہے یا تم سب مدبر ہو تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ و یہ و یہ مدبر ہیں تو بھی یہی حکم ہے کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ یا تم سب مدبر ہو۔ اور اگر ان میں سے کوئی مدبر نہو اور اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ و یہ مدبر ہیں تو دونوں ایجاب صحیح ہیں پس ہر دو کلام میں سے ہر ایک کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا چنانچہ ہر ایک میں سے نصف بایجاب قطعی آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف ہر ایک کا مدبر بھی ہوگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی میں سے ہوگا۔ اور اگر ایجاب بحالت مرض واقع ہوا تو سب تہائی مال سے آزاد ہونگے جسقدر آزاد ہو سکیں جیسے ہمنے بیان کیا ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک مدبر ہو اور اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا تم میں ایک مدبر ہے تو یہ کلام باطل ہے اسواسطے کہ قولہ تم میں سے ایک مدبر ہے لغو ہے اور رہا ایجاب اول وہ ایجاب محال ہے دو محال ہے پس شک کے ساتھ ایجاب نہ ہوگا اور اگر کہا کہ ہر ایک تم میں سے آزاد ہے یا مدبر ہے تو ہر دو کلام حق مدبر میں باطل ہیں اور ہر دو غلام کے حق میں صحیح ہیں اسواسطے کہ اسنے ہر فرد کے حق میں علٰحدہ ایجاب کیا ہے گویا اُسنے ہر ایک کے واسطے کہا کہ تو آزاد ہے یا مدبر ہے پس مدبر کے حق میں باطل ہوگا اور ہر ایک غلام کے حق میں صحیح ہوگا پس ہر کلام کے مقتضا کا نصف ثابت ہوگا پس ہر ایک غلام میں سے نصف بایجاب قطعی ثابت ہوگا اور نصف ہر ایک کا مدبر ہو جائیگا اور تدبیر کا اعتبار تہائی سے ہوگا اور اگر قول مذکور مرض میں صادر ہوا تو تہائی سے سب آزاد ہونگے اور اسی طرح حساب لگایا جائیگا جسطرح ہمنے بیان کیا ہے اور اگر اُسنے یوں کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہے اور مدبر کسی کو کہا کہ جو معروف مدبر ہے یا یہ ہے اور قبل

؎ یعنے تہائی میں سے جو کچھ جسکے پڑنے میں پڑے اسقدر آزاد ہوگا اور باقی کے واسطے سعایت کریگا ۱۲ منہ

بیان کے مرگیا تو سب مدبر ہو جاوینگے اسواسطے کہ ہر دو ایجابین سے ایک کا التزام ہوا اور دلالت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اُسنے تدبیر کو اختیار کیا ہے اور دلالت اسطرح ہے کہ اُسنے ثانی و ثالث کو اول تدبیر پر عطف کیا ہو پس اختیار ثابت ہوا اسواسطے کہ عطف مقتضی مشارکت ہے درمیان معطوف و معطوف علیہ کے ایسے وصفین میں جو بیان ہوا ہے اور صفت تدبیر میں مشارکت ثابت نہوگی الا ایسی صورت میں کہ معطوف علیہ میں ایجابین اسکا تدبیر کا اختیار کرنا اعتبار کیا جاوے۔ اور اگر ان غلاموں میں کوئی مدبر نہو پس اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہے یا یہ ہو سب مدبر ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہو اور یہ تو ایجاب اول باطل ہو گیا اور جس غلام کو تدبیر شامل ہے اور دوسرا جو اسپر عطف ہے دونوں مدبر ہو جاوینگے اور میراث ق باقی رہیگا اور وجہ یہ ہے کہ جو ہمنے بیان کر دی ہے اور اگر اُسنے کہا کہ تم سب آزاد ہو اور یہ دونوں مدبر ہیں حالانکہ انمیں کوئی غلام پہلا مدبر نہ تھا تو دونوں ایجاب ثابت ہو گئے پس ایجاب اول سے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہو گا جو ان سب میں مشترک ہو گا اور دوسرے ایجاب سے ایک رقبہ کا مدبر ہونا ثابت ہو گا مگر خاص انہیں دونوں کے حق میں جنکی طرف تدبیر کی نسبت کی ہے اور اس تدبیر کا اعتبار تہائی مال سے ہو گا یہ شرح زیادات عتابی میں ہے اور اگر اپنے تین غلاموں سے کہا کہ تم آزاد ہو یا یہ اور یہ دونوں مدبر ہیں تو ہر ایجاب کی تہائی ثابت ہو گی اور یہ عامہ مشائخ کا قول ہے پس کلام اول سے ایک رقبہ کا عتق ثابت ہو گا جو ان مشترک ہو گا اور دوسرے کلام سے تہائی عتق ثابت ہو گا جو فقط اُسی کے واسطے ہو گا جسکی طرف اشارہ کیا ہے پس اسکے واسطے دو تہائی رقبہ کا عتق ثابت ہو گا اور تیسرے کلام سے دو تہائی رقبہ کی تدبیر انہیں دونوں کے واسطے جنکی طرف اشارہ کیا ہے ثابت ہو گی پس انمیں سے ہر ایک کا تہائی حصہ مدبر ہی ہو جائیگا یہ کافی میں ہے پس اگر اسکا کچھ اور مال ہو کہ جسکی تہائی سے دو تہائی رقبہ نکلتا ہو تو ہر ایک میں سے دو تہائی آزاد ہو جائیگی اور اپنی ایک تہائی قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور اگر کچھ اور مال نہو تو وقت موت کے جسقدر مال اسکا تھا اُسکی ایک تہائی دونوں کے درمیان نصفا نصف ہو گی اور موت کے وقت اُسکا مال ایک رقبہ کامل اور ایک رقبہ کی دو تہائی تھا پس اسکی تہائی یعنی پانچ نویں۔ (بجاے ساتویں۔ نویں) حصے ان دونوں میں تقسیم ہونگے کہ ہر ایک کو دو ساتویں حصے اور نصف ساتواں حصہ پہونچیگا اور ہر ایک اپنے تین ساتویں حصے اور نصف ساتویں حصے کے واسطے سعایت کریگا اور مفرد اپنے تہائی کے واسطے سعایت کریگا پس مجموعہ سہام وصیت پانچ ہوئے اور جملہ سہام سعایت دس ہوئے کہ تہائی و دو تہائی ٹھیک ہی پس تخریج تقسیم ہے شرح زیادات عتابی میں ہے۔

ساتواں باب۔ استیلاد کے بیان میں۔ استیلاد یہ ہے کہ باندی مملوکہ تامہ اپنے مولی سے بچہ جنی خواہ ملک وقت علوق تحقیقی ہو یا تقدیری کذا فی الکافی واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ جب باندی اپنے مولی سے بچہ جنی تو وہ اُسکی ام ولد ہو گئی خواہ بچہ زندہ جنی یا مردہ یا ساقط ہو گیا ایسا کہ جسکی پوری خلقت ظاہر ہو گئی تھی یا کچھ خلقت جبکہ اقرار کیا کہ یہ میرا نطفہ ہے تو باندی کے ام ولد ہو جانے کے واسطے یہ بچہ بمنزلہ زندہ کامل الخلقت جننے کے ہے اور اگر ایسا پیٹ ساقط ہوا کہ اُسکی خلقت میں سے کچھ ظاہر نہیں ہوا ہے مثلاً لوتھڑا یا تھکا خون کا یا ٹکڑا ساقط ہوا اور مولی نے دعوی کیا کہ یہ

۱ اپنے تہائی میں سے جو کچھ حصہ کے بچنے میں پڑے اسقدر آزاد ہو گا باقی کے واسطے سعایت کریگا ۱۲ منہ ۔ ۲ یعنی مقتضی ہر ایجاب کی تہائی ثابت ہو گی

میرے نطفہ سے ہو تو اس سے باندی اُسکی ام ولد ہوگی یہ سراج وہاج مین ہے۔ ام ولد کی بیع جائز نہین ہے اور اسی طرح
ہر ایسا تصرف روا نہین ہے جس سے حق حریت جو بسبب استیلاد کے باندی کے واسطے ثابت ہوا ہے باطل ہوتا جیسے ہبہ و صدقہ
و وصیت و رہن کوئی جائز نہین ہے اور جو تصرف کہ موجب بطلان حق مذکور نہو وہ جائز ہے جیسا اجارہ پر دینا اور
خدمت لینا اور کمائی کمانا اور کرایہ پر چلانا اور خود اُس سے وطی کرنا یا استمتاع کرنا روا ہے اور اجرت و کمائی و کرایہ
مولیٰ کا ہوگا اور اگر کسی نے اُس سے شبہہ سے وطی کی تو اُسکا عقر مولیٰ کا ہوگا اور اگر مولیٰ نے کسیے اُسکا نکاح کر دیا تو مہر مولیٰ کا
ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر ایک قاضی نے ام ولد کی بیع کے جواز کا حکم دیدیا تو قضا اُسکا نافذ نہوگی بلکہ دوسرے قاضی کی
موقوف رہیگی اگر دوسرے قاضی نے اُسکی قضا کو بحال رکھا تو نافذ ہوگی اور اگر باطل کر دیا تو باطل ہوگئی یہ ذخیرہ مین ہے
اور مولیٰ کو اختیار ہے کہ کسی سے اُسکا نکاح کر دے مگر جب تک اُس سے ایک حیض سے استبرا نہ کرائے تب تک نکاح
کر دینا نہین چاہیے ہے یہ بدائع مین ہے اور اگر بدون استبرا کے اُسکا نکاح کر دیا پھر وہ چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو یہ بچہ
مولیٰ کا ہوگا اور نکاح فاسد ہے اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور اگر مولیٰ نے اُسکے نسب
کا دعویٰ کیا تو نسب شوہر ہی سے ثابت رہیگا مگر مولے کے دعوی کی وجہ سے وہ آزاد ہوگیا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مولیٰ نے
اسکا نکاح کر دیا اور نکاح سے اُسکے بچہ ہوا تو بچہ بھی اپنی ماں کے حکم مین ہوگا کہ مولیٰ کو اُسکی بیع و ہبہ و رہن وغیرہ جائز
نہین ہے اور وہ کسی کے واسطے سعایت نہ کریگا اور مولے کے مرنے پر اُسکے کل مال سے آزاد ہو جائیگا ہان مولیٰ کو اُس سے
خدمت لینا و اسکا اجارہ پر دینا وغیرہ جائز ہے لیکن اگر بچہ لڑکی ہو تو مولے کو اُس سے استمتاع جائز نہین ہے
اور یہ مسئلہ اجماعی ہے اور اگر نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو حق احکام مین یہ نکاح فاسد ملحق بہ نکاح صحیح کیا جائیگا یہ فتح القدیر
مین ہے۔ اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر مولے نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب
ثابت نہوگا بلکہ نسب غلام ہی سے ثابت ہوگا ولیکن مولے کے اقرار کی وجہ سے یہ بچہ آزاد ہوگا اور یہ باندی
اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور جب ام ولد کا مولے مرا تو وہ آزاد ہو جائیگی خواہ مولے نے اُسکو کسی مرد سے بیاہ دیا ہو یا نہ
بیاہا ہو اور نیز اُسکا عتق تمام مال سے معتبر ہوگا یعنی آزاد ہو جائیگی خواہ تہائی مال سے برآمد ہوتی ہو یا نہوتی ہو اور اُسپر
سعایت مولیٰ کے وارث یا مولے کے قرضخواہ کسی کے واسطے کسی طرح واجب نہوگی یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور یہ احکام
ام ولد کے واسطے بہرحال ثابت ہونگے خواہ مولیٰ حقیقۃً مرگیا یا حکماً مرگیا بایں طور کہ مرتد ہوا اور دارالحرب مین چلا گیا
اسی طرح اگر حربی امان لیکر دارالاسلام مین آیا اور یہان کوئی باندی خریدی اور اُسکو ام ولد بنایا پھر دارالحرب کو
چلا گیا پھر جہاد مین قید ہوا تو یہ باندی آزاد ہو جائیگی یہ بدائع مین ہے۔ اور جب ام ولد مولیٰ کے مرنے سے آزاد ہوئی
تو اسوقت جو کچھ مال اُسکے پاس ہے وہ مولے کا ہوگا الا آنکہ مولے نے اُسکے واسطے اس مال کی وصیت کر دی ہو یہ
بحرالرائق مین فتاویٰ قاضیخان سے منقول ہے۔ اور ام ولد کا عتق بتکرار ملک مکرر ہوگا جیسے عتق محارم اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر ام ولد
کو اُسکے مولے نے آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دارالحرب مین چلی گئی پھر قید ہو کر آئی اور مولیٰ نے اُسکو خریدا تو پھر ام ولد

ؔلہ استمتاع اس سے نفع حاصل کرنا ۱۲ ؔکہ قولہ ام ولد بنایا یعنے اُس سے وطی کی جس سے اُسکے بچہ ہوا ۱۲ منہ رح

ہوگی یعنی اُسکا ام ولد ہونا عود کریگا اور اسی طرح اگر ذی رحم محرم کا کسی طور سے مالک ہوا اور وہ اُسکی طرف سے
آزاد ہوگیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا پھر قید ہو کر آیا پھر اُسنے خرید لیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح دوبارہ
سہ بارہ جتنی دفعہ واقع ہووے یہی حکم ہے اور یہی حکم ام ولد میں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر نصرانی کی
ام ولد مسلمان ہو گئی تو اُسکے مولی پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اُسنے انکار کیا تو قاضی اُس باندی کو اُسکی ولایت سے
نکال دیگا بایں طور کہ اُسکی قیمت اندازہ کر کے اس باندی پر اقساط مقرر کردیگا اور یہ مکاتبہ ہو جائیگی مگر فرق اسقدر
ہے کہ یہ عورت دوبارہ رقیق نہ کیجائیگی اگرچہ اپنے آپ کو عاجز کردے۔ اور اگر اسلام پیش کرنے کے وقت نصرانی
مذکور مسلمان ہو گیا ہو تو یہ عورت اپنے حال پر اُسکی ام ولد رہیگی بخلاف اسکے کہ اگر اسوقت کے بعد مسلمان ہو گیا تو
ایسا نہوگا۔ اور اگر اسکا مولا نصرانی مرگیا تو آزاد ہو جائیگی اور اُسکے ذمہ سے سعایت ساقط ہو جائیگی یہ فتح القدیر
میں ہے۔ اور اگر قاضی نے اسپر قیمت دینے کا حکم دیا ہو پھر وہ مر گئی اور اسکا ایک بچہ ہے جسکو وہ حالت سعایت میں جنی ہے
تو بچہ پر واجب ہے کہ وہ اُسکا بچہ سعایت کرکے ادا کریگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر زید کی باندی کے عمرو سے
ایک بچہ پیدا ہوا بنکاح یا بوطی شبہہ پھر عمرو اس باندی کا مالک ہوا تو بچہ کا عمرو سے نسب ثابت ہوگا اور یہ
باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ مگر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک اسکی ام ولد اُسیوقت
سے ہو جائیگی جب سے اُسکا مالک ہوا ہے نہ اسوقت سے کہ جب سے بچہ کا نطفہ قرار پایا ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور
اگر زنا سے کسی باندی سے استیلاد کیا پھر اُسکا مالک ہو گیا تو استحساناً اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ
کا قول ہے یہ ذخیرہ میں ہے مگر بچہ آزاد ہو جائیگا اور اُسکی ماں کے فروخت کا اُسکو اختیار ہے یہ اختیار شرح مختار
میں ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ میں نے اس باندی سے نکاح کیا اور یہ مجھ سے بچہ جنی ہے اور یہ بات صرف اسکے قول
سے معلوم ہوتی ہے اور مولے جسکی وہ باندی ہے اس سے انکار کرتا ہے تو یہ بات ثابت نہوگی پھر جب یہ اس باندی کا
مالک ہو جائیگا تو باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ کا قول ہے۔ اور اگر اپنی صحت میں اقرار کیا کہ
میری اس باندی کی مجھ سے اولاد ہوئی ہے تو ہمارے علمائے ثلثہ کے نزدیک اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور تمام مال سے
آزاد ہوگی خواہ اُسکے ساتھ بچہ موجود ہو یا نہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنے مرض میں اپنی باندی سے کہا کہ تو مجھ سے
جنی ہے پس اگر اسوقت اُسکو حمل ہو یا اسکے ساتھ بچہ موجود ہو تو یہ باندی اسکے کل مال سے آزاد ہوگی ورنہ[1] تہائی مال
سے آزاد ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر حاملہ باندی کی نسبت مولی نے اقرار کیا کہ اسکا حمل مجھ سے ہے تو وہ اسکی ام ولد
ہو جائیگی اسی طرح اگر کہا کہ اگر یہ حاملہ ہو تو اسکا حمل مجھ سے ہے پھر اسکے بچہ پیدا ہوا یا وہ پیٹ ڈال گئی جسکی
پوری خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہو گئی تھی اور مولی نے اسکا اقرار کیا تو باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی بشرطیکہ چھ مہینے
سے کم میں پیدا ہوا ہو۔ اور اگر مولی نے ولادت سے انکار کیا پھر ولادت پر ایک قابلہ نے گواہی دی تو جائز ہے
اور مولی سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر باندی چھ مہینے یا

[1] یعنی فرزند کا وجود یا حمل کا وجود اسکے واسطے ظاہری شاہد ہو تو کل حق میں مولی کی تصدیق ہوگی ورنہ فقط مولی کی تہائی ترکہ میں اسکی تصدیق کیجائیگی

زیادہ میں جنی تو بچہ مولے کو لازم نہ ہوگا اور نہ باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اس باندی کا حمل مجھ سے ہے یا کہا کہ جو اسکے پیٹ میں ہے بچہ وہ میرا ہے پھر اسکے بعد دعوی کیا کہ یہ ریاح تھی بچہ نہ تھا پس باندی نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر کہا کہ جو اسکے پیٹ میں ہے وہ میرا ہے اور حمل و ولد کا نام نہ لیا پھر کہا کہ اسکے پیٹ میں ریاح تھی پس باندی نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکی ام ولد نہ ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر باندی نے تکذیب کی اور کہا کہ نہیں بلکہ بچہ تھا اور وہ ساقط ہو گیا اور اسکی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو قول باندی کا قبول ہوگا اور وہ مولی کی ام ولد ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک مرد نے اقرار کیا کہ میری یہ باندی مجھ سے حاملہ ہے پھر دو برس سے زیادہ میں اسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی اور باندی نے دعوی کیا کہ یہ بچہ وہی حمل ہے اور مولی نے وہی حمل ہونے سے انکار کیا تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت نہ ہوگا اور اگر مولے نے اقرار کیا کہ یہ وہی حمل ہے اور یہ میرا ہے حالانکہ اقرار سے دس برس بعد جنی ہے تو یہ بچہ مولی کی اولاد سے ہوگا اور مولی کا یہ قول کہ یہ وہی حمل ہے تو وہ باطل قرار دیا جائیگا اور اگر ایک مرد پر دو گواہوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اُسنے اپنی اس باندی کی نسبت کہا کہ یہ مجھسے جنی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُسنے اس باندی کی نسبت کہا کہ یہ مجھ سے حاملہ ہے تو وہ اُسکی ام ولد ہوگی کہ البتہ دونوں نے اتفاق کیا ہے اور اسی طرح اگر ایک نے کہا کہ اُسنے اقرار کیا ہے کہ یہ مجھ سے پسر جنی ہے اور دوسرے نے کہا کہ اُسنے اقرار کیا ہے کہ مجھسے دختر جنی ہے تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ دونوں گواہوں کی گواہی میں اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ باندی اُسکی ام ولد ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو تو وہ میرے نطفہ سے ہے اور اگر لڑکی ہو تو مجھ سے نہیں ہے تو بچہ کا نسب اُس سے بہر حال ثابت ہوگا خواہ لڑکی جنی یا لڑکا اور اگر کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں بچہ ہو تو مجھسے ہے تا دو سال پھر وہ چھ مہینے سے کم میں جنی تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ میں جنی تو نسب اُس سے ثابت نہ ہوگا اور وقت مقرر کرنا باطل ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک باندی خریدی جسکے تین اولاد ہیں پھر انمیں سے ایک کے نسب کا دعوی کیا پس اگر یہ سب ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہوں تو سب کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر مختلف بطنوں سے پیدا ہوئے ہوں تو فقط اُسی کا نسب اس سے ثابت ہوگا جسکا دعوی کیا ہے اور باقی دونوں رقیق رہینگے کہ چاہے انکو فروخت کرے۔ اور اگر اُسکی ملک میں یہ اولاد پیدا ہوئی ہو مثلاً ایک شخص کی باندی تین اولاد مختلف بطنوں سے جنی پس اگر مولے نے سب چھوٹے کے نسب کا دعوی کیا تو اسی کا نسب مولی سے ثابت ہوگا اور باقی دونوں رقیق ہیں چاہے انکو فروخت کرے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر اُس نے سب بڑے کے نسب کا دعوی کیا تو اسکا نسب مولی سے ثابت ہوگا اور باقی دونوں اپنی ماں کے تابع بمنزلہ اپنی ماں کے ہونگے کہ انکو فروخت نہیں کر سکتا ہے مگر مولے سے انکا نسب ثابت نہ ہوگا

ف یعنی مدار ثبوت نسب یہ قول ہوگا کہ یہ میرا ہے نہ آنکہ یہ وہی حمل ہے پس خلاصہ احکام ام ولد ہونا اقرار جدید سے ہے نہ اقرار قدیم سے ۱۲ ف یعنے ایک ہی دفعہ کے حمل سے پیدا ہوئے ہوں ۱۲ منہ ف یعنے مدت اکثر زائد دو برس سے ۱۲ م ف اگر مولے نے دعوے کیا تو اسکے اقرار پر آزاد ہو جائیگا مگر نسب ثابت نہ ہوگا ۱۲ منہ

یہ مبسوط میں ہے ایک مرد کی ایک باندی ہے کہ اُس سے وطی کرتا ہے اور ہر بار عزل[1] کر لیتا ہے پھر یہ باندی کہیں غائب ہوئی
یعنی ایک زمانہ تک اُسکے حضور سے غائب رہی پھر لوٹ آئی اور وقت غائب ہونے سے چھ مہینے پر بچہ جنی ہے تو مشائخ نے
فرمایا کہ اگر ایسے شخص کی طرف گئی تھی جو اُس سے متہم تھا۔ اور مولے کا غالب گمان یہ ہے کہ اس باندی نے فجور کیا ہے تو
مولے کو اسکے بچہ کی نفی کر دینے کی گنجائش ہے کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اور اگر اسکا فجور ظاہر نہ ہوا اور مولی کی غالب رائے یہ ہے
کہ عفیفہ ہے تو مولی کو اسکے بچہ کا نفی کرنا نہ چاہیے۔ اور چاہیے کہ گواہ کرے کہ یہ میری ام ولد ہے تاکہ ایسا نہو کہ اسکی موت
کے بعد اسکا بچہ رقیق بنایا جائے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے وطی کرتا ہے اور عزل نہیں کرتا ہے
اور اسکو محفوظ[2] کر لیا ہے پھر اسکے بچہ پیدا ہوا تو دیانت کی راہ سے فیما بینہ و بین اللہ تعالی مولی کو روا نہیں ہے کہ اس بچہ کو
فروخت کرے اور اسپر واجب ہے کہ اعتراف کرے کہ یہ میرا ہے اور اگر اُس سے عزل کرتا ہو اور اسکو محفوظ نہ کیا ہو تو
امام اعظم رح کے نزدیک مولی کو روا ہے کہ اُسکے بچہ کی نفی کرے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر کسی کی ام ولد اُسپر ہمیشہ
کیواسطے حرام ہو گئی بایں طور کہ مولی کے پسر نے اس ام ولد سے وطی کر لی یا باپ نے وطی کر لی یا مولی نے اسکی دختر یا
ماں سے وطی کر لی پھر چھ مہینے سے زیادہ کے بعد اسکے بچہ پیدا ہوا تو بعد تحریم کے جو بچہ اسکا ہوا ہے بدون مولی کے
دعوی کے اسکا نسب مولی سے ثابت نہوگا اور اگر مولی نے دعوی کیا تو نسب ثابت ہو جائیگا اسواسطے کہ حرام
ہو جانے سے ملک زائل نہیں ہوتی ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر کسی باندی نے کسی مرد کو دھوکا دیا اور کہا کہ میں
حرہ ہوں پس اُسنے نکاح کیا اور اُس سے اولاد ہوئی پھر باندی کے مولے نے اپنا استحقاق ثابت کیا تو مولی کیواسطے
اسکی باندی کے ملنے اور اولاد کی قیمت ملنے اور وطی کنندہ سے عقر ملنے کا حکم دیا جائیگا پھر جب وہ آزاد ہو جائیگی تو اولاد کا باپ
اس سے اولاد کی قیمت واپس لیگا اور اگر اولاد کے باپ نے نصف باندی اسکے مولی سے خریدی تو اسکی ام ولد ہو جائیگی
اور اسکی نصف قیمت اُسکے مولی کو تاوان بھی دیدیگا یہ مبسوط میں ہے۔ زید نے بکر کی ام ولد کو عمرو سے خریدا اور زید کو
اسکا علم نہیں ہے پھر زید سے اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر بکر نے اُسکا دعوی کیا اور اُسکے واسطے حکم ہو گیا تو زید پر بکر کے واسطے
بچہ کی قیمت بسبب دھوکے کے واجب ہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر اپنے ایسے غلام کی نسبت کہا کہ یہ[3] میرا فرزند ہے کہ ایسی
عمر کا بیٹا ایسے شخص کے نہیں ہو سکتا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی طرف سے آزاد ہو گیا اور آیا اُسکی ماں اسکی
ام ولد ہوگی یا نہیں تو اصح یہ ہے کہ یہ اقرار اُسکی ماں کے ام ولد ہونے کا اقرار ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اگر اپنے
باپ کے تصرف وطی میں آئی ہوئی باندی سے استیلاد کیا تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا یہ تتمہ میں ہے۔
اگر باپ نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اسکے بچہ پیدا ہوا اور باپ نے اسکا دعوی کیا تو باپ سے اسکا نسب
ثابت ہوگا اور یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی خواہ بیٹے نے اسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو خواہ باپ نے شبہہ
کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور باپ پر اس باندی کی قیمت واجب ہوگی مگر عقر اور بچہ کی قیمت نہیں

---

[1] یعنے وقت انزال کے نکال کر باہر انزال کرتا ہے ۱۲ منہ [2] کہ کسی دوسرے کا ہاتھ اسپر نہیں پہنچ سکتا ہے ۱۲
منہ [3] مثلاً پچاس برس کا غلام ہے اور مولے پچیس برس کا ہے یا مولے چالیس برس کا ہے [4] اور بچہ آزاد ہو جائیگا ۱۲

واجب ہوگی یہ کافی میں ہے اور اس استیلاد کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ باندی وقت علوق سے تا وقت دعوی نسب پسر کی ملک میں ہو اور باپ اسوقت سے اہلیت دعوی بھی رکھتا ہو۔ چنانچہ اگر بیٹے نے باندی کو فروخت کردیا پھر خریدا یا اسکو واپس دی گئی اور وقت بیع سے چھ مہینے سے کم میں جنی پس باپ نے دعوی کیا تو صحیح نہوگا الا اس صورت میں کہ بیٹا اسکے دعوی کی تصدیق کرے جیسے کوئی اجنبی دعوی کرے اور بیٹا تصدیق کرے تو یہی حکم ہے اور نیز اگر باپ کافر ہو پھر مسلمان ہوگیا یا غلام ہو پھر آزاد ہوگیا یا مجنون ہو پھر اسکو افاقہ ہوگیا پھر وقت اسلام یا عتق یا افاقہ سے چھ مہینے سے کم میں تا وقت دعوی وہ جنی پس اُسنے دعوی کیا تو صحیح نہیں ہے کیونکہ باپ کو اہلیت دعوی حاصل نہ تھی لیکن اگر بیٹا تصدیق کرے تو نسب ثابت ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ پس اگر بیٹے نے تصدیق کرلی تو بچہ کا نسب اسکے باپ سے ثابت ہوگا مگر باپ اس باندی کا مالک نہوگا اور یہ بچہ اُسکے پسر یعنی باندی کے مولی کی طرف سے آزاد ہوجائیگا اسواسطے کہ اسکے زعم کے موافق وہ اپنے بھائی کا مالک ہوا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر معتوہ نے اپنے افاقہ کے وقت دعوی کیا حالانکہ وہ وقت افاقہ سے چھ مہینے سے کم میں جنی ہو تو قیاساً نہیں صحیح ہے اسواسطے کہ علوق کے وقت وہ اہلیت نہیں رکھتا تھا اور استحساناً صحیح ہے اسواسطے کہ معتوہ مسلوب حق و ولایت نہیں ہے بلکہ عجز از عمل ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر بیٹے نے اپنی باندی اپنے باپ کے نکاح میں دیدی اور اُس سے بچہ پیدا ہوا تو باندی اسکی ام ولد نہو جائیگی اور باپ پر اس بچہ کی قیمت کچھ نہوگی ہاں اُس پر مہر واجب ہوگا اور بچہ آزاد ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر باندی مذکورہ پسر کی مدبرہ یا ام ولد ہو کہ قیمت سے باپ کی ملک میں منتقل نہو سکتی ہو تو باپ کا دعوے کرنا باطل ہوگا یہ کفایہ میں ہے۔ اور دادا نے اگر اپنے پوتے کی باندی سے وطی کی پھر اُسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا (دعوی نسب صحیح) اگر باپ موجود ہو اسواسطے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا کی ولایت منقطع ہے پھر جب باپ مرگیا اور اسکے بعد دادا نے دعوی کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوگا اور اسی طرح اگر باپ موجود ہو مگر ایسا ہو کہ اُسکی ولایت کچھ نہیں ہے جیسے غلام یا کافر و مجنون وغیرہ ہو تو ولایت دادا کی ثابت ہے پس اُسکا دعوے نسب صحیح ہوگا اور اگر باپ کی ولایت نے عود کیا مثلاً دادا کے دعوی سے پہلے وہ مسلمان ہوگیا یا آزاد کردیا گیا یا افاقہ ہوگیا تو پھر دادا کا دعوی قبول نہ ہوگا اور اگر باپ مرتد ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا دعوی نسب غلام سے موقوف رہیگا پس اگر باپ مسلمان ہوگیا تو دادا کا دعوی صحیح نہوا اور اگر بحالت ردت پر مرا یا دار الحرب میں چلا گیا اور اُسکے دار الحرب میں جاملنے کا حکم دیدیا گیا تو دادا کا دعوی صحیح ہوجائیگا اور اگر مولی نے باندی کو فروخت کیا اور وہ حاملہ ہے پھر دوبارہ خرید لینے سے اُسکی ملک میں واپس آئی یا بسبب عیب یا خیار شرط یا فساد بیع کے اسکو واپس دی گئی اور وقت بیع سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو دادا کا یا باپ کا دعوی صحیح نہوگا الا آنکہ بیٹا یا پوتا تصدیق کرے تو اُس سے نسب ثابت ہوجائیگا اور باندی بقیمت اُسکی ام ولد ہوگی مگر بچہ مفت آزاد ہوگا یہ خانیہ و تبیین میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو یا باپ یا دادا کی باندی سے وطی کی اور وہ بچہ جنی اور بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا مگر

؎ یعنے جو وقت افاقہ ہوا اُسوقت سے شمار کیا گیا تو چھ مہینے سے کم ہوئے تھے اور یہ مطلب نہیں ہے کہ جب اسکو افاقہ ہوا چھ مہینے سے کم گذرے تھے کہ بچہ ہوا فافہم ۱۲ منہ ؎ کہ محافظ ولایت کے کاربند نہیں ہو سکتا ہے ۱۲ منہ

اُسکے ذمہ سے حدزنا بشبہہ ساقط کیجائیگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میرے واسطے اُسکے مولی نے حلال کردی تو نسب ثابت نہوگا الا آنکہ حلال کردینے کے دعوی مین مولی تصدیق کرے اور اس امر کی تصدیق کرے کہ بچہ اسکا ہی ہو پس اگر دونون باتون کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہین اور اگر مولی نے تکذیب کی پھر کبھی کسی وقت اس باندی کا مالک ہوا تو نسب ثابت ہوجائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر مولی نے اپنے مکاتب کی باندی سے وطی کی اور اُس سے بچہ پیدا ہوا اور اُسکا دعوی کیا پس اگر مکاتب نے تصدیق کی تو نسب مولی سے ثابت ہوگا اور مولی پر اس باندی کا عقر اور اس بچہ کی قیمت واجب ہوگی اور باندی اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور اگر مکاتب نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور یہ بچہ جسکے نسب کا مولی نے دعوی کیا ہو اور بسبب انکار مکاتب کے مولے سے اُسکا نسب ثابت نہین ہوا ہو اگر کبھی مولی اس بچہ کا مالک ہوا تو ملک کے وقت مولی سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور مبسوط مین مذکور ہی کہ درصورت تصدیق مکاتب کے اگر مولی اس باندی کا کبھی مالک ہوا تو یہ اُسکی ام ولد ہوجائیگی یہ نہایہ مین ہی اور اگر کسی مرد نے اپنی باندی کو مکاتب کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا[1] جسکا نسب معروف نہین ہی پس مولی نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو مولی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا خواہ مکاتبہ اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب اور خواہ وقت کتابت سے چھ مہینہ پر جنی ہو یا کم مین یا زیادہ مین بہرحال نسب مولی سے ثابت ہوگا جبکہ وہ دعوی کرے اور بچہ آزاد ہوگا اور مولی پر اُسکی بابت کچھ ضمان بھی واجب نہوگی پھر اگر مکاتبہ مذکورہ وقت کتابت سے چھ مہینہ سے زیادہ پر جنی ہو تو مولی پر اُسکا عقر واجب ہوگا پھر مکاتبہ کو اختیار ہو چاہے اپنی کتابت پر رہے اور چاہے عاجز بنکر ام ولد ہوجائے یہ بدائع مین ہی۔ اور ماذون مین مذکور ہی کہ غلام ماذون نے اگر ایک باندی خریدی اور اُسکے بچہ ہوا پس ماذون نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر مجبور ہو تو ثابت نہوگا الا اس صورت مین کہ شبہہ[5] کا دعوی کرے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جو اُس سے ایک بچہ جنی ہو مع اس بچہ کے اور مع باندی کی ایک دختر کے جو کسی دوسرے مرد سے پیدا ہوئی ہو خریدی تو باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور اُسکو اس باندی کے فروخت کا اختیار نہ رہیگا ہان اسکی دختر کو جو دوسرے مرد سے ہوئی تھی فروخت کر سکتا ہی۔ اور اگر اس ام ولد کو کسی دوسرے کے نکاح مین دیدیا اور اُس سے ایک بچہ جنی تو اُسکو اس بچہ کے فروخت کا بھی اختیار نہین ہی اور اگر اُسنے ان سب کو آزاد کردیا اور پھر بعد اُنکے مرتد ہوجانے اور مقید کرکے لائے جانے کے اُنکو خرید کیا تو امام ابویوسف کے نزدیک جیسے تھین ویسے ہی ہوجائینگی کہ باندی اور اُسکی دوسری دختر انہیرہ کے فروخت کا مختار نہوگا اور پہلی دختر کو فروخت کر سکتا ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ باندی کو نہین فروخت کر سکتا ہی اور ہر دو دختر کو فروخت کر سکتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایک باندی دو مردون مین مشترک ہو پس دونون کی ملک مین وہ حاملہ ہوئی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک نے اُسکا دعوی کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوگا اور پوری باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی یعنے نصف قیمت شریک کو تاوان دیدیگا خواہ یہ مدعی تنگ حال ہو یا مالدار ہو اور نصف عقر کا بھی ضامن ہوگا اور قیمت ولد مین کچھ ضامن نہوگا۔

[1] یعنے یہ مکاتبہ کسی مرد کے نکاح مین نہین ہی ۱۲ منہ [5] یعنے وطی بشبہہ واقع ہوئی ۱۲ منہ رح

اور اگر دونوں نے ساتھ ہی اُسکا دعوی کیا تو وہ دونوں کا ولد قرار دیا جائیگا اور باندی دونوں کی ام ولد ہوگی ایک ایک کی خدمت کریگی اور دوسرے روز دوسرے کی اور کوئی شریک دوسرے کے واسطے اس باندی کی قیمت میں سے کچھ ضامن نہوگا ہاں ہر ایک دوسرے کے واسطے نصف عقر کا ضامن ہوگا تو وہ قصاص ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور یہ بچہ ان دونوں میں سے ہر ایک پسر کی کامل میراث پاویگا مگر یہ دونوں اس سے ایک باپ کی کامل میراث پاوینگے یہ ہدایہ میں ہے اور اگر اس باندی کو ایک نے آزاد کر دیا یا مر گیا تو بالاتفاق کل باندی آزاد ہو جاویگی اور اسپر سعایت بھی لازم نہ آویگی اور آزاد کنندہ پر امام اعظم رح کے نزدیک ضمان بھی لازم نہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہے جنمیں سے ایک کا نوان حصہ ہے اور دوسرے کا نو دسواں حصہ ہے پھر وہ ایک بچہ جنی اور دونوں نے ساتھ ہی اُسکا دعوی کیا تو وہ دونوں کا پسر ہوگا اور ہر ایک کا پورا پسر ہوگا پھر اگر وہ مر گیا تو دونوں اُسکے وارث ہونگے اسطرح کہ ہر ایک کو نصف میراث پدر ملیگی اور اگر اُسنے کوئی جنایت کی تو دونوں کی برادری اُسکے جرم کے جرمانہ کو نصفا نصف ادا کریگی اور اگر باندی نے جنایت کی تو دسویں حصہ کے مالک پر دسوان حصہ جرمانہ اور باقی والے پر باقی جرمانہ واجب ہوگا اور اسی طرح اس باندی کی ولاء بھی اسی حساب سے دونوں کی ہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر ایک باندی تین یا چار یا پانچ میں مشترک ہو اور اُسکے بچہ کا ان سب نے ساتھ ہی دعوی کیا تو اسکا نسب ان سب سے ثابت ہوگا اور باندی ان سب کی ام ولد ہو جائیگی یہ امام اعظم رح کا قول ہے اگرچہ ان سب کے حصص مختلف ہوں مثلاً ایک کا چھٹا حصہ اور دوسرے کا چوتھائی اور تیسرے کا تہائی اور باقی چوتھے کا ہو بہر حال اُسکے بچہ کا نسب ان سب سے برابر ثابت ہوگا یعنی ہر ایک کا پورا بیٹا ہوگا اور باندی بحصے ہر ایک کے حصہ کے قدر باندی اُنکی ام ولد ہوگی اور متعدی بحصہ شریک نہوگی حتی کہ اُسکی خدمت و کمائی و حاصلات ان سب میں بقدر اُنکے حصص کے ہر ایک کو ملیگی یہ بدائع میں ہے ایک باندی دو مردوں میں مشترک ہے اُسکے دو بچہ ایک ہی پیٹ سے ہوئے پس دونوں میں سے ایک نے بڑے کا یعنی جو پہلے پیدا ہوا ہے دعوی کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا دعوی کیا تو دونوں بڑے کے مدعی ہونگے اور اگر دونوں دو بطن سے پیدا ہوئے تو بڑا اُسکے مدعی کا ہوگا اور باندی اُسی کی ام ولد ہو جائیگی اور اسکا مدعی باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر شریک کو تاوان دیگا اور بچہ کی قیمت میں کچھ تاوان نہ دیگا اسواسطے کہ اسکا علوق آزادی کے ساتھ ہوا ہے اور چھوٹے بچہ کا نسب اُسکے مدعی سے استحساناً ثابت ہوگا مگر وہ بچہ کی تمام قیمت کا شریک اول کے واسطے ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر ایک باندی دو مردوں میں مشترک ہو پس ایک نے کہا کہ جو تیرے پیٹ میں ہے اگر لڑکا ہو تو وہ مجھ سے ہے اور اگر لڑکی ہو تو مجھ سے نہیں ہے اور دوسرے نے کہا کہ جو تیرے پیٹ میں ہے اگر لڑکی ہو تو وہ میرا نطفہ ہے اور اگر لڑکا ہو تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔ تو اس مسئلہ میں دو صورتیں ہیں اول آنکہ یہ دونوں کلام ان دونوں سے ساتھ ہی صادر ہوئے اور اس صورت میں اس بطن سے جو پیدا ہوا وہ ان دونوں کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر کسی سے ان دونوں سے پہلے کلام صادر ہوا تو جو پیدا ہوا وہ اُسی کا ہوگا خواہ لڑکی ہو

سلہ یعنی اولا بدلا ہو جائیگا نہ وہ دے نہ وہ ۔ عسہ یعنی جوڑا پیدا ہوئے آگے پیچھے ۱۲

یا لڑکا ہو بشرطیکہ ان دونوں کلاموں سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا اور اگر کلام اول سے چھ مہینہ پر اور کلام ثانی سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا تو وہ دوسرے کا ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اور اگر دونوں کلاموں سے چھ مہینہ پر پیدا ہوا تو اسکا نسب ان دونوں میں سے کسی سے ثابت نہوگا الا آنکہ دعوی از سر نو پایا جاوے یہ محیط میں ہی۔

اگر دو شریکوں کی مملوکہ مشترک باندی دونوں کے مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینہ پر بچہ جنی پس ایک شریک نے باندی کا دعوی کیا کہ یہ میری دختر ہی اور دوسرے شریک نے اس بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور حال یہ ہی کہ ہر ایک نے جسکے نسب کا دعوی کیا ہی ایسا بچہ اسکے پیدا ہو سکتا ہی اور دونوں کلام ساتھ ہی خارج ہوئے تو بچہ کی دعوت اولی ہوگی اسواسطے کہ وہ باندی کی دعوت کے لیے اسبق ہی از راہ تقدیر بدین وجہ کہ بچہ کے نسب کی دعوت استیلادی ہی اور باندی کے نسب کا دعوی دعوت تحریر ہی اور دعوت استیلاد مستند ہی اور دعوی تحریر مقتصر بقدر ضرورت ہوتا ہی پس بچہ کے نسب کا دعوی مستند ہوگا پس اسکے مدعی پر باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر دوسرے کیواسطے واجب ہوگا اور یہ ہوگا کہ چونکہ مدعی نسب کنیز نے اسکی تحریر کا دعوی کیا ہی کہ یہ میری دختر ہی لہذا اسکا مدعی اوس سے بری ہو جاوے اور اگر باندی دونوں کی مملوکہ ہونے کے وقت سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی تو ہر ایک شریک کا دعوی صحیح ہوگا کیونکہ کسی دعوی کا کوئی مرجح نہیں ہی اسواسطے کہ دونوں کی دعوت اس صورت میں دعوت تحریر ہی پس کسی کو دوسرے پر سبقت نہوگی پس بچہ کا نسب اسکے مدعی سے اور باندی کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا پھر مدعی ولد اپنے شریک کو ابت ولد کے کچھ تاوان نہ دیگا اور یہ بالاتفاق ہی اور باندی کے مدعی پر باندی کی بابت بھی امام اعظم رح کے نزدیک کچھ تاوان نہوگا اسواسطے کہ وہ اس دعوی میں ایسا ہوا کہ گویا اوسنے شریک کی ام ولد کو آزاد کر دیا اور ام ولد کی رقیت امام اعظم رح کے نزدیک کچھ متقوم نہیں ہوتی ہی یعنی قیمت دار ہونے میں داخل نہیں ہی۔ اور مدعی ولد پر کچھ عقر واجب نہوگا۔ اور اگر باندی دونوں کی ملک میں آنے کے وقت سے چھ مہینہ پر ایک لڑکی جنی پھر یہ لڑکی اپنے وقت پر ایک لڑکی جنی پھر دونوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک لڑکی کا دعوی کیا تو ہر دو دعوی صحیح ہونگے اور دختر اول کے مدعی پر باندی کی نصف قیمت اپنے شریک کے واسطے واجب ہوگی لیکن اگر یہ باندی قبل ایسے دعوی کے واقع ہونے کے قتل کی گئی تو ایسی صورت میں اول دختر کا مدعی اپنے شریک کیواسطے مان باندی یعنی دختر اول کی ماں کی کچھ قیمت کا ضامن نہوگا اور نیز اوسپر دختر اول کی کچھ قیمت جسکے نسب کا دعوی کرتا ہی واجب نہوگی یہ امام اعظم کا قول ہی اور دوسری دختر کے مدعی پر دختر اول کے واسطے تمام عقر واجب ہوگا۔ اور اگر ہر دو کی مملوکہ ہونے سے چھ مہینے سے کم میں لڑکی جنی پھر یہ لڑکی اپنے وقت پر ایک لڑکی جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو معتبر دوسری ہی دختر کے نسب کا دعوی ہوگا اور پہلی دختر کا دعوی نسب صحیح نہ ہوگا اسواسطے کہ دختر دوم کا دعوی نسب بدعوی استیلاد ہی پس بلحاظ استناد کے مقدم ہی اور دعوی دختر اول دعوی تحریر ہی اسواسطے کہ اسکا علوق ان دونوں کی ملک میں نہ تھا اور دوسری دختر کا مدعی ۲۰۔۔

دعوی تحریر یہ ہی کہ باندی یا اسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا حالانکہ اسکے علوق اسکی ملک میں نہ تھا اور دعوی استیلاد آنکہ جسکے ولد ہونے کا مدعی ہو اسکا علوق ممکن ہو کہ اسکی ملک میں ہوا ہو والکلام المفصل فی ابواب النسب الجامع الثالث ان شئت فارجع ہناک ۱۲ منہ یعنے دختر اول کی ماں اور دوسری دختر کی نانی ۱۲ منہ تو دختر اول کے واسطے اور نہ کہا کہ اسکے مدعی کے واسطے اسواسطے کہ وہ دختر آزاد ہو گئی ۱۲

اپنے شریک کے واسطے دختر اول کی نصف قیمت اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور دختر اول کے مدعی پر اپنے شریک کیواسطے
اسکی ماں کی بابت کچھ تاوان واجب نہوگا جیسا کہ پہلی صورت مذکورہ بالا مین واجب ہوا تھا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین
ہے۔ زید و عمرو کے درمیان ایک باندی مشترک ہے پس خالد سے اسکے بچہ پیدا ہوا اور خالد نے کہا کہ تم دونون نے میرے
ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا پس ہر دو شریک مین سے ایک نے مثلاً زید نے اسکی تصدیق کی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ ہمنے
اسکو تیرے ہاتھ فروخت کیا تھا تو نصف باندی ام ولد موقوفہ رہیگی اور وہ کسی کی خدمت نہ کریگی اور باقی نصف اسکی
رقیق ہوگی جو منکر بیع کا مقر ہو یعنی زید کی مگر خالد کو اس باندی سے وطی حلال نہوگی اسواسطے کہ زید و خالد نے باہم نصف باندی
کی بابت نکاح مین اتفاق کیا ہے اور اسقدر مفید حلت نہین ہے اور نصف بچہ حصہ مقر بیع یعنی عمرو کا نصف حصہ دار آزاد ہوگا
اور باقی نصف کے واسطے سعایت کریگا اور جو مقر نکاح ہے اسکو خالد سے تاوان لینے کا اختیار نہوگا اور نہ وہ مقر بیع
سے تاوان لے سکتا ہے اور خالد پر اسکا عقر کامل واجب ہوگا جو زید و عمرو دونون مین مشترک ہوگا پس مقر بیع یعنی عمرو
اسمین سے نصف عقر بطریق ثمن کے لیگا اور مقر نکاح یعنی زید باقی نصف کو بطریق مہر کے لیگا اور مقر بیع سے کہا
جائیگا کہ تو اسکو اسی جہت سے لے جسکا تو مدعی ہے۔ اور اگر خالد مر گیا تو باندی مقر نکاح یعنی زید کے واسطے اپنی
نصف قیمت کے لیے سعایت کریگی۔ اور اگر زید و عمرو دونون نے کہا کہ ہمنے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کیا ہے تو خالد ان دونون
کے واسطے اسکی قیمت کا ضامن نہوگا ہاں اسکے عقر کا دونون کے لیے ضامن ہے۔ اور اگر باندی مجہولہ ہو کہ اسکا مولی
نہ معلوم ہوتا ہو پس خالد نے کہا کہ تم دونون نے اسکو میرے نکاح مین دیا ہے اور ان دونون نے کہا کہ ہمنے تیرے
ہاتھ اسکو فروخت کیا ہے تو باندی اسکی ام ولد ہوگی اور بچہ آزاد ہوگا اور خالد پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور بچہ
کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا اور آیا عقر کا ضامن ہوگا یا نہین سو کتاب مین اسکو ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے اسمین اختلاف
کیا ہے بعض نے کہا کہ ضامن ہوگا اور بعض نے کہا کہ نہین ضامن ہوگا اور خالد نے ہبہ کا دعوی کیا اور زید و عمرو نے
بیع کا دعوی کیا اور باندی مجہولہ ہے یا زید و عمرو نے کہا کہ تو نے اسکو غصب کر لیا ہے پس خالد نے کہا کہ تم دونون
سچے ہو تو باندی اسکی ام ولد ہوگی اور اسپر باندی و بچہ دونون کی قیمت واجب ہوگی اور اگر باندی نے
ان سب کے قول کی تصدیق کی تو اسکے قول کی اسکے حق مین تصدیق کیجائیگی چنانچہ وہ رد کر کے زید و عمرو کی رقیق کر دی
جائیگی اور اگر خالد نے خرید کا دعوی کیا اور جو باندی کا مولی ہے اسنے نکاح کر دینے کا دعوی کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر بچہ
آزاد نہوگا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ باندی اسی مقر کی ہے اور اگر یہ معلوم نہو تو بچہ آزاد بھی ہوگا یہ محیط سرخسی
مین ہے۔ ایک باندی دو مردون مین مشترک ہے اسکے ایک ہی بطن سے دو بچہ پیدا ہوئے ایک زندہ اور دوسرا مردہ
پس دونون مین سے ایک نے مردہ کے نسب کا دعوی کیا اور زندہ کی نفی کی تو زندہ بھی اسکے ساتھ لازم ہوگا
اور بعد اسکے نفی نہین کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر ہر ایک نے مردہ کے نسب کا دعوی کیا یا ہر ایک نے ہر دو بچہ کا دعوی کیا
تو دونون کا نسب ان دونون سے ثابت ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر باندی زید و اسکے پسر و اسکے پدر ان سب کے

۱؎ اگرچہ زید و عمرو و خالد مدعی ہون کہ یہ ہماری ہے ۱۲ منہ ۲؎ یعنے بطور ثمن بائع سے ۱۲ ۳؎ اگر باندی مجہولہ ہو ۱۲

درمیان مشترک ہو پھر اسکے بچہ پیدا ہوا اور ان سب نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو زید کا باپ اولی ہے یعنی اسی سے نسب ثابت رکھا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر باندی زید اور اُسکے پسر کے درمیان مشترک ہو اور اُسکے بچہ کا ان دونون نے دعوی کیا تو استحساناً زید اولی ہے اور زید اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور پسر نصف عقر سو زید اُسکے نصف عقر کا اپنے پسر کے واسطے اور پسر اُسکے نصف عقر کا زید کے واسطے ضامن ہوگا پس باہم قصاص کر لینگے یہ سراج وہاج مین ہے اور اگر دو شریکون مین سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو پس مشترکہ باندی کے بچہ کا دونون نے ساتھ ہی دعوی کیا تو مسلمان اولی ہے اور یہ اسوقت ہے کہ ذمی دعوی نسب کے پہلے مسلمان نہوگیا ہو اور اگر ذمی مسلمان ہوگیا پھر باندی کے بچہ ہوا پھر دونون نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ حالت مین دونون یکسان ہین۔ اور اگر دعوی نسب درمیان مرتد و ذمی کے ہو تو بچہ مرتد کا ہوگا اور ہر ایک دونون مین سے دوسرے کے لیے نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر ایسا جھگڑا درمیان کتابی اور مجوسی کے ہو تو کتابی اولی ہے اور اگر غلام و مکاتب کے درمیان ہو تو مکاتب اولی ہے اور اگر غلام مسلمان اور آزاد کافر کے درمیان ہو تو کافر آزاد اولی ہے اور اگر دونون مین سے کسی کا دعوی نسب مقدم ہوا ہو تو جس نے پہلے دعوی کیا ہے وہی اولی ہوگا چاہیے کوئی ہو یہ سراج وہاج مین ہے۔ امام محمد رح سے روایت ہے کہ دو مردون نے ایک کی زوجہ خریدی یعنی زید و عمرو دونون نے زید کی زوجہ کو جو خالد کی باندی ہے خالد سے خرید کیا پھر ایک مہینہ کے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور وہ بچہ کی کچھ قیمت کا ضامن نہوگا۔ اور اگر دو بھائیون نے ایک حاملہ باندی خریدی پس اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر ایک نے اُسکا دعوی نسب کیا تو اُسپر بچہ کی نصف قیمت تاوان لازم ہوگی اور یہ بچہ بسبب قرابت کے اپنے چچا کی طرف سے آزاد نہوجائیگا اسواسطے کہ دعوے نسب مقدم ہوچکا ہے پس حکم مضاف بجانب دعوی ہوگا نہ بجانب قرابت کذا فی الظہیریہ۔ اور اگر زید سے کوئی باندی بچہ جنی پھر زید نے اور عمرو نے ملکر اُسکو خرید کیا تو وہ زید کی ام ولد ہوجائیگی اور زید اُسکی نصف قیمت کا عمرو کے واسطے ضامن ہوگا خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو۔ اسیطرح اگر زید و عمرو دونون نے اسکو میراث مین پایا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر باندی کے ساتھ اُسکا بچہ بھی میراث مین پایا جو زید کا پسر ہے اور دوسرا شریک عمرو اس بچہ کا ذی رحم محرم ہوتا ہے تو یہ بچہ ان دونون سے آزاد ہوجائیگا اور اگر شریک عمرو اسکا ذی رحم محرم نہو بلکہ اجنبی ہو تو حصہ زید اس ولد کین سے آزاد ہوجائیگا اور حصہ عمرو کے واسطے سعایت کریگا اور اسیطرح اگر دونون نے اس بچہ کو خریدا یا وہ اُنکو ہبہ کیا گیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہے خواہ شریک اجنبی کو خرید سے پہلے یہ بات معلوم ہو کہ میرا شریک اسکا باپ ہے یا نہ معلوم ہو۔ زید و عمرو کی مشترکہ باندی خالد سے بچہ جنی پس خالد نے زید سے اُسکا حصہ باندی و بچہ خرید کیا حالانکہ زید مالدار ہے تو زید اپنے شریک عمرو کے حصہ باندی کا ضامن ہوگا اور عمرو کو بچہ کی بابت اپنے

ف یہ بچہ یعنے یہ بچہ تو دوسرے بھائی کا بھتیجا ہوا پھر کیونکر آزاد نہوا بلکہ نصف قیمت لازم آئی تو جواب دیا کہ قرابت سے پہلے ایک بھائی نے اُسکا دعوے کیا اور نصف قیمت اُسپر لازم ہوئی تب وہ بوجہ دعوے کے اسکا بیٹا ہوا تب بھائی کا بھتیجا ہوا پس اب آزاد ہوگا و لیکن بیفائدہ ہے کیونکہ نصف قیمت دے چکا اور قرابت سابقہ ظاہر نہین ہے تا کہ دعوے سے پہلے آزاد ہوتا فافہم ۱۲ منہ ف پس نکاح ٹوٹ گیا ۱۲

حصہ مین اختیار ہی چاہے زید سے تاوان لے اور چاہے اُس سے سعایت کرائے اور چاہے آزاد کرے یہ بر خلاف قول امام اعظم رح ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - ایک باندی دو مردون مین مشترک ہی دونون نے اپنی صحت مین کہا کہ یہ باندی ہم مین سے ایک کی ام ولد ہی پھر دونون مین سے ایک مر گیا تو زندہ کو حکم دیا جائیگا کہ تو بیان کر اور مردہ کے وارثون کو یہ حکم نہ دیا جائیگا پس اگر اُسنے کہا کہ یہ میری ام ولد ہی تو وہ اسی کی ام ولد کر دیجائیگی اور اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور بچہ عقر کا ضامن نہ ہوگا اسواسطے کہ بعد ملک کے اسکے ساتھ وطی کا اُسنے اقرار نہین کیا ہی پس احتمال ہی کہ شاید قبل ملک کے بذریعہ نکاح کے اُس سے اولاد ہوئی ہو اور اگر اُس نے کہا کہ یہ میت کی ام ولد ہی تو آزاد ہو جائیگی خواہ وارثان میت اُسکے قول کی تصدیق کرین یا نہ کرین اور اسپر زندہ کے واسطے سعایت لازم نہوگی اور نہ وارثان میت کیواسطے سعایت کریگی - اور اگر یہ کلام دونون سے حالت مرض مین صادر ہوا اور وارثان میت نے کہا کہ ہمارے مورث نے مجھکو مراد لیا تھا تو اُسکی سماعت نہوگی اور اگر میت کے وارثون نے کہا کہ ہمارے مورث نے اپنے آپ کو مراد لیا تھا مگر ہم اسکی تصدیق نہین کرتے ہین تو شریک زندہ کے واسطے اس باندی کی نصف قیمت ترکہ میت مین واجب ہوگی اور باندی اُسکے تہائی مال سے آزاد ہو جائیگی یہ کافی مین ہی - اور اگر دو شریکون کی ملک مین باندی مشترک ہو اُسنے بچہ جنا اور ہر ایک نے اقرار کیا کہ ہم مین سے ایک کا یہ بچہ ہی یعنی ایک کا نطفہ ہی پھر دونون مین سے ایک مر گیا تو بچہ آزاد ہوگا اور بیان کرنا زندہ شریک پر ہی پس اگر اُسنے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی تو اُسی سے نسب ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی نصف قیمت و نصف عقر کا شریک کے واسطے ضامن ہوگا اور اسمین صحت و مرض یکسان ہی پس اگر اُسنے صحت مین کہا کہ یہ میرے شریک کا ولد ہی تو اس بچہ کا نسب ان دونون مین سے کسی سے ثابت نہوگا اور بچہ مفت آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح باندی بھی مفت آزاد ہو جائیگی - اور اگر یہ قول ان دونون کی طرف سے شریک میت کے مرض مین واقع ہوا ہو پس وارثون نے کہا کہ یہ زندہ شریک کی ام ولد ہی تو باندی و بچہ دونون آزاد ہو جائینگے اور ضمان و سعایت کچھ نہوگی اور اگر وارثون نے کہا کہ ہمارے مورث نے اقرار کیا کہ یہ میرا ولد ہی مگر ہم اسکی تصدیق نہین کرتے ہین تو باندی اور بچہ دونون آزاد ہونگے اور وارثون پر واجب ہوگا کہ میت کے ترکہ سے باندی کی نصف قیمت و نصف عقر شریک زندہ کو تاوان دین اور باندی مذکورہ پر جو ام ولد میت ہو کر آزاد ہوگئی ہی کسی کیواسطے سعایت واجب نہ ہوگی اور بچہ کا نسب شریک میت سے استحساناً ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی

واللہ تعالے اعلم بالصواب

کتاب الایمان

اسمین بارہ باب ہین

باب اوّل یمین کی تفسیر شرعی و اسکے رکن و شرط و حکم کے بیان مین. قال المترجم اور بعض نسخ مین یہی مذکور ہی

ف تہائی یعنی میت کا ترکہ دیکھا جائے اگر بعد دیون اسکی تہائی ہو سکتی ہو تو بغیر سعایت آزاد ہوگی اور اگر کل نہ نکلی تو بقدر تہائی کے منہا کر کے باقی وارثون کو کمائی کر کے ادا کرے ولیکن وہ آزاد ہو گی ۱۲ منہ

کر مظلوموں کے قسم دلانے اور مستحلف[3] کی نیت کے سوائے حالف کے قسم کھا جانے کے بیان میں۔ قال المترجم یمین قسم
ایمان جمع یمین۔ حلف قسم۔ حالف قسم کھانے والا۔ مستحلف قسم لینے والا۔ تحلیف قسم دلانا محلوف جسکو قسم دلائی ہو تعلیق
قسم یہ کہ اگر ایسا ہو تو آزاد ہے اور تنجیز یہ کہ واللہ میں تجھے مارونگا کہ وہ کسی امر پر معلق نہیں ہے۔ جزاء جو قسم پر قرار دی ہے
در صورتیکہ جھوٹی ہو جاوے حنث قسم میں جھوٹا ہو جانا مثلاً کہا کہ واللہ میں گوشت نہیں کھاؤنگا پھر کھایا تو حانث
ہو گیا۔ بر قسم کو پورا کرنا مثلاً مثال مذکور میں گوشت تا مدت نہ کھایا تو بار رہوا انا حفظ الجملۃ ولترجع الی ترجمۃ
الکتاب شرع میں یمین ایسے عقد سے عبارت ہے کہ اُسکے ساتھ حالف کا عزم کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قوی
ہو جاوے یہ کفایہ میں ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں ایک قسم اللہ تعالیٰ یا انکی صفات کے ساتھ دوم قسم بغیر اللہ تعالےٰ
و بغیر صفات اللہ تعالےٰ اور وہ اسطور پر ہے کہ جزاء کو کسی شرط پر معلق کرے یہ کافی میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ جو قسم بغیر
اللہ تعالیٰ ہو اُسکی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اپنے باپ دادا وغیرہ یا انبیاء علیہم السلام یا ملائکہ علیہم السلام یا نماز و روزہ
یا دیگر شرائع اسلام یا کعبہ و حرم و زمزم وغیرہ ایسی چیزوں کے ساتھ ہو تو ان میں سے کسی کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔
دوم انکہ شرط و جزاء کے طور پر ہو اور یہ قسم منقسم بدو نوع ہے ایک یمین بالقرب[1] دوم یمین بغیر قرب پس یمین بالقرب اسطرح ہے کہ
مثلاً کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر روزہ یا نماز واجب ہے یا حج یا عمرہ یا ہدی یا عتق رقبہ یا صدقہ یا مثل اس کے
واجب ہے۔ اور یمین بغیر قرب اسطرح ہے کہ مثلاً کہا کہ اگر ایسا کروں تو میری جورو پر طلاق یا میرا غلام آزاد ہے
یہ بدائع میں ہے۔ قسم باللہ تعالیٰ کا رکن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک ذکر کرے یا جس صفت سے قسم کھائی ہے وہ
صفت قسم میں ذکر کرے۔ اور قسم بغیر اللہ تعالیٰ کا رکن یہ ہے کہ شرط صالح و جزاء صالح بیان کرے یہ کافی میں ہے اور
شرط صالح سے یہ مراد ہے کہ بالفعل معدوم ہو مگر اسکے وجود کا احتمال و خطر ہو اور جزاء صالح سے یہ مراد ہے کہ شرط پائی جانے
پر اسکا پایا جانا یقینی ہو یا بگمان غالب پائی جاوے اور اسکی صورت یہ ہے کہ جزا مضاف بملک ہو یا بسبب ملک ہو
اور یہ شرط ہے کہ جزا ایسی چیز ہو کہ اُسکے ساتھ قسم کھائی جاتی ہو حتیٰ کہ اگر ایسی نہ ہوگی تو یہ قسم نہ ہوگی چنانچہ اگر کہا کہ اگر میں
ایسا کروں تو زید میرا وکیل ہے یا میرا غلام ماذون التجارت ہے تو وکالت یا اذن تجارت کو جزا قرار دیکر قسم کھانے
سے قسم نہ ہوگی ایسا ہی امام خواہر زادہ نے ذکر فرمایا ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے اور قسم باللہ تعالیٰ کے شرائط بہت
ہیں ازانجملہ قسم کھانے والا عاقل[2] و بالغ ہو پس مجنون کی قسم نہیں صحیح ہے اور طفل کی قسم بھی نہیں صحیح ہے اگرچہ عاقل
ہو۔ ازانجملہ یہ کہ مسلمان ہو پس کافر کی قسم نہیں صحیح ہے چنانچہ اگر کافر نے قسم کھائی پھر وہ مسلمان ہو گیا اور حانث
ہوا تو ہمارے نزدیک اسپر کفارہ واجب نہ ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور مرتد ہونے سے قسم باطل ہو جاتی ہے پھر اگر اسکے
بعد وہ مسلمان ہوا تو قسم کا حکم اسکو لازم نہ ہوگا یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور آزاد ہونا شرط نہیں ہے پس مملوک

---

[1] یعنے جو ایسی چیز مقرر کرے جس سے قربت الٰہی حاصل ہوتی ہے بنظر ثواب فعل من حیث الاصل ۱۲ منہ [2] قال
المترجم جہاں فقہ میں عاقل شرط ہے وہاں یہ مراد ہے کہ وہ اس عقد کے حکم کو جانتا ہو اور معنی عام یعنی فقط عقل
و سمجھ نہیں مراد ہے ۱۲ منہ [3] یعنے قسم لینے والے نے جس ظاہری امر پر قسم دلائی ہو قسم کھانیوالا دلیل
اسکے سوائے کچھ اور نیت کرکے قسم کھا گیا ۱۲

کی قسم صحیح ہی مگر حانث ہونے سے اُسپر فی الحال کفارہ بمال لازم نہوگا اسواسطے کہ اسکی کچھہ ملک نہیں ہی ہان اسپر روزہ دن
سے کفارہ واجب ہوگا مگر مولے کو اختیار ہی کہ اُسکو روزہ رکھنے سے منع کرے اور اسی طرح ہر ایسے روزہ سے منع
کر سکتا ہی جسکے سبب جو ب کا مباشر غلام ہو جیسے نذر کے روزے اور اگر مولی نے اس غلام کو قبل اسکے کہ وہ روزہ
سے کفارہ ادا کرے آزاد کر دیا تو اسپر مال سے کفارہ دینا واجب ہوگا - اور نیز ہمارے نزدیک بطوع[1] مخود ہونا قسم کے
واسطے شرط نہیں ہی پس جسپر قسم کھانے کے واسطے اکراہ و زبردستی کی گئی ہو اسکی قسم صحیح ہی اور اسی طرح جد و عمد بھی
ہمارے نزدیک شرط نہیں ہی پس جسنے ہزل سے قسم کھائی یا خطاء سے اسکی قسم صحیح ہو جاویگی - اور جب اسپر قسم کھائی ہی
اسکے شرائط مین سے یہ ہی کہ وقت قسم کے اُسکا وجود متصور ہو سکتا ہو اور یہ انعقاد قسم کی شرط ہی پس جو حقیقۃً مستحیل الوجود
ہو اُسپر قسم منعقد نہوگی اور اگر متصور الوجود ہونے کے بعد ایسی حالت ہو گئی کہ وہ مستحیل الوجود ہو گیا تو قسم باقی نہ رہیگی اور یہ
امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی - اور جو امر کہ حقیقۃً مستحیل الوجود نہیں ہی مگر عادت کی راہ سے مستحیل الوجود ہی تو ہمارے
اصحاب ثلثہ نے فرمایا کہ متصور الوجود شرط نہیں ہی چنانچہ جو امر عادت کی راہ سے مستحیل الوجود ہی مگر حقیقت مین مستحیل الوجود
نہیں ہی اُسپر قسم منعقد ہو جاویگی - اور نفس رکن مین یہ شرط ہی کہ استثناء سے خالی ہو مثلاً ایسے الفاظ نہون کہ
انشاء اللہ تعالے اور الا ان یشاء اللہ تعالی اور ماشاء اللہ تعالی اور الا آنکہ مجھے اسکے سوا اور امر ظاہر ہو کہ جسمین
مصلحت ہو اور الا آنکہ میری رائے مین اسکے سوا دوسرا امر آوے یا اسکے سوا دوسرا امر مجھے پسند آوے
یا یون کہا کہ اگر مجھے اللہ تعالی مدد دے یا اللہ تعالے مجھپر آسان کرے یا کہا کہ بمعونت الٰہی یا بتیسیر الٰہی یا مثل اسکے
چنانچہ اگر انمین سے کوئی لفظ اپنے قسم سے ملا کر کہا تو قسم منعقد نہوگی اور اگر جدا کر کے کہا تو قسم منعقد ہوگی - اور قسم بغیر
اللہ کی صورت مین یعنی جملہ شرطیہ کی صورت مین قسم کھانے والے مین جو شرط جواز طلاق و عتاق کی ہی وہی سب ان
دونون کے ساتھہ قسم منعقد ہونے کی شرط ہی اور جو نہیں ہی وہ نہیں ہی اور محلوف علیہ یعنی جسپر قسم کھائی ہی اسمین یہ شرط ہی
کہ ایسا امر ہو کہ زمانہ آئندہ مین ہووے پس جو امر موجود ہی اسکی بابت قسم کھانے سے قسم نہ ہوگی بلکہ تنجیز ہوگی چنانچہ اگر اپنی
جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو طلاق فی الحال واقع ہو جاویگی - اور جسکی طلاق یا عتاق کی قسم
کھائی ہی اسمین یہ شرط ہی کہ ملک قائم ہونا یا اضافت بجانب ملک یا بسبب ملک ہو - اور نفس رکن مین وہی شرط ہی جو
اللہ تعالی کے ساتھہ قسم کھانے مین مذکور ہوئی ہی - اور اگر یہ لفظ بھی زیادہ کیا اگر اللہ تعالی میری مدد فرماوے
یا بمعونت الٰہی پس اگر اس لفظ سے استثناء کی نیت ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی استثناء کنندہ ہوگا مگر قضاءً اسکے
قول کی تصدیق نہوگی - اور منجملہ یہ ہی کہ شرط و جزاء کے درمیان کوئی حائل ہو کر نہ کرے اور اگر داخل ہو گیا تو قسم
یعنی تعلیق نہوگی بلکہ تنجیز ہو جاویگی یہ بدائع مین ہی - اللہ تعالی کے ساتھہ جو قسم ہوتی ہی وہ تین نوع کی ہی غموس و لغو و
منعقدہ پس یمین غموس ایسی قسم ہی کہ کسی چیز کی اثبات یا نفی بزمانہ حال یا ماضی پر عمداً دروغ کے ساتھہ ہووے اور
ایسی قسم کھانے والا آدمی سخت گنہگار ہوتا ہی اسکو چاہیے کہ توبہ و استغفار کرے اور اسپر کفارہ نہیں ہوتا ہی اور قسم

[1] بطوع خود بغیر زبردستی کے جد جو قصداً ہو ہزل جو ٹھٹھول ہو مستحیل الوجود جسکا پایا جانا حقیقۃً محال ہو متصور الوجود جسکا تصور ممکن ہو اگرچہ
عادت کی راہ سے نہ پایا جاوے ۱۲

لغو یہ ہے کہ کسی چیز پر زمانہ ماضی یا حال مین قسم کھاوے درحالیکہ اُسکا گمان ہو کہ بات یون ہی ہے جیسے کہتا ہے حالانکہ امر اُسکے برخلاف ہو مثلاً کہے کہ واللہ مین نے ایسا کیا ہے حالانکہ اُسنے درواقع نہین کیا ہے اُسکی یاد مین یون ہی ہے کہ اُسنے ایسا کیا ہے یا کہا کہ واللہ مین نے ایسا نہین کیا ہے حالانکہ اُسنے ایسا کیا ہے مگر اُسکا گمان یون ہی ہے کہ مین نے نہین کیا ہے یا دور سے ایک شخص کو دیکھکر گمان کیا کہ وہ زید ہی ہے پس کہا کہ واللہ وہ زید ہے حالانکہ وہ عمرو تھا یا کسی پرند کو دیکھکر کہا واللہ وہ کوّا ہے درحالیکہ اُسکے گمان مین وہ کوّا ہے لیکن درواقع وہ چیل تھی تو ایسی قسم مین امید ہے کہ قسم کھانے والا ماخوذ نہو۔ اور قسم زمانہ ماضی مین اگر بدون قصد ہو تو ہمارے نزدیک دنیا و آخرت مین اسکا کچھ حکم نہین ہے یعنے لغو ہے اور قسم منعقدہ یہ ہے کہ زمانہ مستقبل مین کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھاوے اور اسکا حکم یہ ہے کہ اگر حانث ہوا تو اُسپر کفارہ لازم ہوگا یہ کافی مین ہے۔ پھر قسم منعقدہ باعتبار وجوب حفظ کے چار طرح کی ہوتی ہے یعنی واجب ہے کہ حفاظت کرے اور ٹوٹنے نہ پاوے یا توڑ دینا مستحب یا واجب ہو پس انہین سے ایک قسم یہ ہے کہ اسمین پورا کرنا واجب ہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ جب قسم منعقدہ ایسے فعل کے کرنے پر ہو جو طاعت آلہی ہے کہ اُسکے ساتھ مامور ہے یا ایسے فعل کے نہ کرنے پر جو معصیت ہے کہ جسکے نہ کرنے پر مامور ہے تو حفاظت قسم واجب ہے کہ یہ امر اسپر قبل قسم کے فرض تھا اور قسم سے زیادہ تاکید ہوگئی۔ دوم آنکہ اُسکی حفاظت جائز نہین ہے اور اُسکی یہ صورت ہے کہ ترک طاعت یا فعل معصیت پر قسم کھائی یعنے طاعت نہ کریگا اور معصیت کریگا تو اسکو توڑ دے اور کفارہ ادا کرے اور تیسری قسم یہ کہ اُسکی حفاظت کرنے و نہ کرنے دونون مین مختار ہے مگر قسم کا توڑ دینا حفاظت کرنے سے اچھا ہے تو اسمین توڑ دینا مستحب ہے اور چہارم آنکہ اسمین پورا کرنا یا توڑ دینا مساوی ہے پس دونون باتون مین مختار ہوگا اور ایسی قسم کی حفاظت اولے ہے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے۔ اور وہی قسم بطلاق و عتاق اور اسکے مانند چیزون کے ساتھ سو انہین سے جو قسم ایسے امر پر ہے کہ مستقبل مین اُسکا وجود ہووے یا نہووے تو مثل قسم منعقدہ کے ہے اور جو امر متعلق زمانہ ماضی پر ہے پس اسمین لغو یا غموس تو متحقق نہوگا ولیکن جب اُسکے برخلاف ہو یا معلوم ہو یا کچھ معلوم نہو تو تنجیز ہے مثلاً طلاق واقع ہوگی اور اسی طرح اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ یہ تحقیق و تنجیز ہے یہ ایضاح مین ہے چنانچہ اگر کہا کہ اگر یہ زید نہو تو مجھپر حج واجب ہے اور وہ زید نہ نکلا حالانکہ اُسکو وقت کلام کے زید ہونے مین شک تھا تو اُسپر حج واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہے اور جس امر پر قسم کھائی تھی اسکو عمداً کیا یا نسیان سے کیا یا باکراہ کیا تو یہ سب یکسان ہین اور وہ حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اُسپر بیہوشی طاری ہوئی یا مجنون ہوا پھر اُسنے کیا تو بھی حانث ہو جائیگا یہ سراج وہاج مین ہے اور جو شخص سوتا ہے خواب مین اُسکی قسم صحیح نہین ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور اللہ تعالی کی قسم کھانا مکروہ نہین ہے ولیکن زیادہ قسم کھانے سے کم کھانا بہتر ہے اور قسم بغیر اللہ تعالی[1] بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور عامہ علماء کے نزدیک مکروہ نہین ہے اسواسطے کہ اُس سے وثیقہ بعہود حاصل نہین ہوتا ہے خصوصاً ہمارے زمانہ مین یہ کافی مین ہے

[1] تو قسم بغیر اللہ تعالے اور مراد اس سے خاص قسم جائز ہے جسکو اوپر بیان کیا ہے یعنے قسم بشرط و جزاء طلاق و عتاق وغیرہ فقط سوائے اللہ تعالی کے اور کے نام کی قسم کو مطلقاً ناجائز فرمایا ہے فافہم ۱۲ منہ

دوسرا باب اُن صورتوں کے بیان میں جو قسم ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں۔ قسم ہوتی ہے بنام اللہ تعالیٰ یا اللہ تعالیٰ کے دوسرے ناموں پاک میں سے کسی نام کے ساتھ جیسے رحمن یا رحیم اور اللہ تعالیٰ کے سب نام پاک اس امر میں برابر ہیں خواہ لوگوں میں اس نام سے قسم کا رواج ہو یا نہو اور یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہے اور یہی صحیح ہے یا اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے کسی صفت سے جسکے ساتھ قسم کھانے کا لوگوں میں رواج ہو جیسے عزة اللہ و جلال اللہ وکبریاء اللہ اور یہ مشائخ ماوراء النہر کا مختار ہے کذا فی الکافی اور اصح یہ ہے کہ ذکر صفات میں اعتبار رواج کا ہے یہ تصحیح نقایہ برجندی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ قسم میرے رب کی یا کہا کہ قسم رب العرش کی یا قسم رب العالمین کی تو حالف ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ قسم حق کی میں ایسا کرونگا تو بلا خلاف یہ قسم ہے اور اگر کہا بالحق میں ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ حقا لا افعل کذا تو صحیح یہ ہے کہ اگر اُسنے حق کی لفظ سے اللہ تعالیٰ کو مراد لیا تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ بحق اللہ میں ایسا نکرونگا تو قسم ہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ وحق اللہ لا افعل کذا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قسم نہوگی قال المترجم اگر ہماری زبان میں اسکا ترجمہ یوں کیا کہ قسم حق اللہ تعالیٰ کی میں ایسا نکرونگا تو قسم ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم اور امام ابو یوسفؒ سے دو روایتوں میں سے ایک روایت موافق قول طرفین رحمہما اللہ کے ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر کہا کہ وحرمة اللہ تو شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہ بمنزلہ وحق اللہ کے ہے یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم وحق اللہ میں واو قسم جارہ ہے لہذا اگر اسکا ترجمہ بصریح لفظ قسم ہو تو قسم ہو جائیگی فتطرّان الفاظ الباب اکثرہا تعلیق بالعربیة اور اگر کہا کہ وعظمة اللہ تعالیٰ یا کہا وکبریائہ و قدرتہ تو یہ قسم ہوگی خواہ نیت قسم ہو یا نہو یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر کہا وجبروت اللہ تو قسم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ وقوة اللہ وارادتہ ومشیتہ ومحبتہ وکلامہ[ف] تو حالف ہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر کہا کہ وامانة اللہ تو قسم ہوگی اور طحاوی نے ذکر کیا کہ یہ قسم نہ ہوگی اور یہ امام ابو یوسفؒ سے بھی ایک روایت ہے اور اگر کہا کہ وعہد اللہ یا وذات اللہ تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ گواہی دیتا ہوں کہ ایسا نکرونگا یا کہا کہ گواہی دیتا ہوں ساتھ اللہ کے کہ ایسا نکرونگا یا کہا کہ قسم کھاتا ہوں یا کہا کہ قسم اللہ کی کھاتا ہوں یا کہا کہ حلف کرتا ہوں یا حلف اللہ تعالیٰ کی کرتا ہوں یا عزم کرتا ہوں یا ساتھ اللہ کے عزم کرتا ہوں یا کہا کہ مجھپر عہد ہے یا مجھپر عہد اللہ ہے کہ ایسا نکرونگا یا کہا کہ مجھپر ذمۃ اللہ ہے کہ ایسا نکرونگا تو یہ قسم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مجھپر یمین ہے یا مجھپر یمین اللہ ہے یا کہا کہ قسم اللہ یا کہا کہ مجھپر نذر ہے یا کہا کہ مجھپر نذر اللہ ہے کہ ایسا نکرونگا تو یہ قسم ہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ بسم اللہ میں ایسا نکرونگا تو قول مختار میں یہ قسم نہ ہوگی الا اُس صورت میں کہ اُس نے قسم کی نیت کی ہو یہ فتاوی غیاثیہ میں ہے اور اگر کہا کہ وبسم اللہ تو قسم ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ وایم اللہ میں ایسا نکرونگا تو قسم ہوگی و علی ہذا وایمن اللہ وایم اللہ بکسر ہمزہ و من اللہ ومُن اللہ و مِ اللہ بمیم مفردہ بہر سہ حرکات و اعرابات ثلث یہی حکم رکھتے ہیں یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ ومیثاق اللہ تو قسم ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر یمین ہے یا کہا کہ مجھپر میثاق ہے تو بھی قسم ہوگی یہ ایضاح میں ہے اور اگر کہا کہ لا والطالب الغالب لا افعل کذا تو یہ قسم ہے مگر یہ رواج اہل بغداد کا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر

ف یعنے الگ الگ ہر ایک سے بلفظ واو قسم کھائی چنانچہ کہا کہ وکلام اللہ وارادة اللہ وغیرہ ذلک ۱۲ منہ ف بلام قسم ہو

عربی زبان میں کہا کہ باللہ لا افعل کذا یعنی لفظ اللہ کے آخر ہائے ہوز کو ساکن کیا یا نصب یا رفع دیا تو قسم ہو گی حالانکہ اعراب بکسرہ بوجہ جر کے چاہیے تھا۔ اور اگر کہا کہ اللہ افعلن کذا اور ہائے ہوز کو ساکن کیا یا نصب دیا تو یمین نہو گی کیونکہ حرف قسم کوئی نہیں ہے لیکن اگر اعراب جری دیوے تو قسم ہو گی اسواسطے کہ کسرہ مقتضی ہے کہ سابق میں کوئی حرف جار ہے اور وہ حرف قسم ہے اور اگر کہا کہ بلہ لا افعل کذا تو مشائخ رح نے فرمایا کہ قسم نہ ہو گی اسواسطے کہ اسنے نام خدا ذکر نہیں کیا ہے لیکن اگر اسکو کسرہ کا اعراب دیا اور قسم کا قصد کیا تو قسم ہو گی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ اللہ اللہ تو قسم ہے یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ للہ تو قسم ہو گی اور اجناس میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ واللہ ان دخلت الدار یعنی واللہ اگر میں دار میں داخل ہوا تو قسم ہو گی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں مجوس سے بدتر ہوں اگر ایسا کروں تو یہ قسم ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ میں شریک یہود یا شریک کفار ہوں اگر ایسا کروں تو بھی قسم ہو گی یہ خلاصہ میں ہے۔ امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر کہا کہ میں نے ایلاء کیا یا میں نے عزم کیا کہ ایسا نہ کرونگا تو یہ قسم ہے یہ ایضاح میں ہے تجرید میں ہے کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر شرطیہ ایسی بات کہی جسکے ساتھ قسم نہیں کھائی جاتی ہے مثلاً کہا کہ اگر میں کھڑا ہوا یا میں بیٹھا تو تو طالقہ ہے تو قسم ہو گی یہ خلاصہ میں ہے۔ جس نے سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسرے کی قسم کھائی وہ حالف نہوگا چنانچہ اگر نبی علیہ السلام یا کعبہ کی قسم کھائی تو قسم کھانے والا نہوگا یہ ہدایہ میں ہے لیکن اگر اسنے برات کی قسم کھائی یعنے کہا کہ میں کعبہ سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو قسم ہو گی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ امام محمد رح نے اصل میں فرمایا کہ اگر کہا کہ والقرآن بجائے قسم تو قسم نہ ہو گی اسکو امام محمد رح نے مطلقاً ذکر کیا ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ قرآن کی قسم کھانا متعارف نہیں ہے پس ایسا ہو گیا کہ وعلم اللہ اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ انکے زمانہ کا عرف ہے اور ہمارے زمانہ میں یہ قسم ہو گی اور ہم اسی کو لیتے ہیں اور ایسا ہی حکم کرتے ہیں اور یہی اعتقاد کرتے ہیں اور اسی پر ہمارا اعتماد ہے اور محمد بن مقاتل رازی[1] رح نے فرمایا کہ اگر قرآن کی قسم کھائی تو قسم ہو گی اور اسی کو ہمارے جمہور مشائخ نے لیا ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں بری از نبی یا قرآن ہوں تو یہ قسم ہو گی یہ کافی میں ہے اور شیخ عبد الکریم بن محمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ میں شفاعت سے بری ہوں اگر ایسا کروں تو فرمایا کہ یہ قسم ہو گی اور انکے سوائے دوسروں نے کہا کہ یہ قسم نہو گی اور یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں بری ہوں قرآن یا قبلہ یا نماز یا روزہ رمضان سے تو یہ سب قسم ہونگی اور یہی مختار ہے۔ اور ایسے ہی توریت و انجیل و زبور سے بیزاری میں بھی یہی حکم ہے اور ایسا ہی ہر امر شرعی (فریضہ ۱۲) جسکی بحالت کفر ہو یہی حکم ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں مصحف سے بری ہوں تو یہ قسم نہو گی اور اگر کہا کہ میں بری ہوں اس چیز سے جو مصحف میں ہے تو قسم ہو گی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کتاب فقہ یا دفتر حساب جسمیں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہے اٹھائی اور کہا کہ میں بری ہوں اس سے جو اس میں ہے اگر میں ایسا کروں پس یہی فعل کیا تو اسپر کفارہ لازم ہو گا جیسے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے بری ہونیکی قسم کھانے اور حانث ہونیکی صورت میں حکم ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں مغلظ سے یا جو مغلظ

[1] رازی شہر رے کے رہنے والے محمد بن مقاتل فقیہ حنفی ہیں اور یہ امین محمد تھے کلام کرتے ہیں اور محمد بن مقاتل ابوالحسن بخاری کے بخارا میں وہ ثقہ ہیں ۱۲ منہ

مین ہی تو قسم نہین ہی الا اُس صورت مین کہ معلوم ہو جاوے کہ اسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہی اور اُس سے برات کی نیت کی تو قسم ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین بری ہون مومنین سے تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین ان تیس دنون یعنی رمضان سے بری ہون اگر ایسا کرون پس اگر فرضیت اس رمضان سے برات کی نیت کی ہی تو قسم ہوگی جیسے کہا کہ مین بری ہون ایمان سے اگر ایسا کرون اور اگر اسکے اجر و ثواب سے بریت کی تو قسم نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ امر غیب ہی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو بوجہ شک کے حکما قسم نہ ہوگی مگر احتیاطاً کفارہ دیدے اور اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مین بری ہون اس حج سے جو مین نے کیا ہی تو یہ قسم نہ ہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مین بری ہوں اُس قرآن سے جسکو مین نے پڑھا ہی تو قسم ہوگی اور اگر کہا کہ مین بری ہون حج سے اور نماز سے تو قسم ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین بری ہون اپنے روزہ و نماز سے یا جو مین نے نماز پڑھی ہی اور جو روزے رکھے ہین تو قسم نہ ہوگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا تو مین یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا اسلام سے بیزار یا کافر یا غیر اللہ کا پرستش کرنے والا یا بندگان صلیب یا مثل اسکے جسکا اعتقاد کفر ہی ہون تو استحساناً یہ قسم ہوگی یہ بدائع مین ہی چنانچہ اگر اُسنے یہ فعل کیا تو اُسپر کفارہ لازم ہوگا اور آیا وہ کافر ہو جائیگا یا نہین تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ فتوی کے واسطے مختار یہ ہی کہ اگر اس قسم کھانے والے کے نزدیک یہ بات ہو کہ اگر مین ایسا کرونگا تو کافر ہو جاؤنگا پھر اُسنے شرط مذکور کو کیا تو کافر ہو جائیگا اسوجہ سے کہ وہ کفر پر راضی ہوا اور اسکا کفارہ یہ ہی کہ کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ وہ ایسا کرنے سے کافر نہو جائیگا تو کافر نہوگا۔ اور یہ حکم اُس وقت ہی کہ جب اُسنے ان الفاظ سے ایسے امر پر قسم کھائی جو زمانہ آیندہ مین ہوگا اور اگر ایسے امر پر جو زمانہ ماضی مین ہوا ہی قسم کھائی مثلاً کہا کہ وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہی اگر اُسنے کل گذرے ہوئے مین ایسا کیا حالانکہ وہ جانتا ہی کہ مین ایسا کر چکا ہون تو بلا شک ہمارے نزدیک اُسپر کفارہ لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ یمین غموس ہی اور آیا کافر ہو جائیگا یا نہین سو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ فتوی کیواسطے مختار یہ ہی کہ اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ یہ قسم ہی اسکے حانث ہونے سے کافر نہوگا تو کافر نہ ہوگا اور اگر اسکے نزدیک یہ بات ہو کہ اس طرح قسم کھانے سے کافر ہو جائیگا تو بسبب کفر پر راضی ہونے کے کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہی کہ مین نے ایسا کیا حالانکہ خود جانتا ہی کہ مین نے ایسا نہین کیا ہی یا کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہی کہ مین نے ایسا نہین کیا حالانکہ خود جانتا ہی کہ مین نے ایسا کیا ہی تو ایسا مشائخ نے اختلاف کیا ہی عامہ مشائخ کے نزدیک کافر ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر کہا کہ بعلم اللہ لا افعل کذا تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ وعلم اللہ لا افعل کذا تو ہمارے نزدیک قسم نہ ہوگی۔ اور اگر کہا

۱؎ مترجم کہتا ہی کہ یہ اعتراض کا جواب ہی۔ تقریر یہ ہی کہ سابق مین بیان ہوا کہ اسپر کفارہ لازم آویگا اور کفارہ مسلمان پر لازم آتا ہی تو پھر یہ اختلاف کیونکر ہی کہ وہ کافر ہوا یا نہوا جواب یہ ہی کہ یہان کفارہ سے مراد جو اسکے حق کے واسطے مقرر ہی نہ خاص وہ جو بعد قسم کے دینا پڑتا ہی پس یہ کفارہ کفر ہی ۱۲ منہ

۲؎ پس کفارہ قسم ادا کریگا ۱۲ منہ

ورحمۃ اللہ لاافعل کذا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قسم نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ وعذاب اللہ و سخط اللہ و غضب اللہ یا کہا ورضاء اللہ و ثواب اللہ یا کہا وعبادۃ اللہ تو قسم نہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو اللہ تو یہ قسم نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ووجہ اللہ تو بر قول امام اعظم و امام محمد رح کے قسم نہوگی شیخ ابو شجاع نے امام اعظم رح سے ایک حکایت نقل کی ہے یہ بھی مذکور ہے کہ ان جاہلوں کی قسم ہے کہ جو اللہ تعالی کے واسطے جوارح ذکر کرتے ہیں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ امام رح نے اسکو قسم نہیں قرار دیا یہ مبسوط میں ہے اور اگر کسی قائل نے کہا کہ اسپر اللہ تعالی کی لعنت ہے اگر ایسا کرے یا کہا کہ اسپر عذاب اللہ ہے یا اسپر اماتۃ اللہ ہے اگر ایسا کرے تو یہ قسم نہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ایسا کروں تو مجھپر غضب اللہ یا سخط اللہ ہے تو حالف نہوگا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر کہا کہ وسلطان اللہ لاافعل کذا تو اس صورت مسئلہ میں صحیح جواب یہ ہے کہ اگر اس نے سلطان سے قدرت مراد لی ہے تو یہ قسم ہے جیسے قولہ وقدرۃ اللہ کذا فی المبسوط اور اگر کہا کہ ودین اللہ تو قسم نہ ہوگی و یسی طرح قولہ وطاعۃ اللہ و شریعۃ اللہ بھی قسم نہیں ہے و نیز اگر عرش اللہ و حدود اللہ کی قسم کھائی تو حالف نہ ہوگا اور یسی طرح اگر کہا کہ وبیت اللہ یا بالحجر الاسود یا بالمشعر الحرام یا بالصفا یا بالمروہ یا بالمنبر یا بالقبر یا بالروضہ یا بالصلوۃ یا بالصیام یا بالحج تو ان صورتوں میں حالف نہوگا اور اسی طرح اگر کہا وحمد اللہ وعبادۃ اللہ تو قسم نہیں ہے اور اسی طرح اگر آسمانوں یا زمین یا قمر یا ستاروں یا سورج کی قسم کھائی تو حالف نہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر بحق الرسول یا بحق القرآن یا بحق الایمان یا بحق المساجد یا بحق الصوم یا بحق الصلوۃ قسم کھائی تو قسم نہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر کہا بحق محمد علیہ السلام تو قسم نہ ہوگی ولیکن حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی بڑا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں اللہ مجھے عذاب دوزخ میں گرفتار کرے یا جنت سے محروم کرے تو یہ قسم نہوگی یہ مبسوط میں ہے اور اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ البتہ میں ایسا کرونگا تو یہ قسم نہیں ہے الا آنکہ اسنے قسم کی نیت کی ہو اور اسی طرح سبحان اللہ واللہ اکبر ضرور میں ایسا کرونگا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا یا جو اسنے مجھپر فرض کیا ہے اسمیں اللہ تعالی کی نافرمانی کی اگر ایسا کیا تو یہ قسم نہیں ہے یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کروں تو میں زانی یا چور یا شراب خوار یا سود خوار ہوں تو قسم نہیں ہے یہ کافی میں ہے اور ابن سلام رح سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں نے اپنے اوپر زنار باندھی جیسی زنار نصاری باندھتے ہیں تو فرمایا کہ یہ قسم ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھاؤں پھر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو جائے تو اسکا غلام آزاد نہوگا اور یہ جو اسنے اپنی جورو سے کہا ہے قسم نہیں ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ جب مجھے کوئی غصہ آجائے تو بھی اسکا غلام آزاد نہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو کوئی پروردگار آسمان میں نہیں ہے تو قسم[1] ہے اور کافر نہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے وہ کذب ہے تو یہ قسم ہوگی اور اگر کہا کہ اللہ تعالی کذب ہے اگر میں ایسا کروں تو بھی قسم ہوگی اور اگر اسنے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھپر لعنت آیت کی

[1] یعنی حکم قسم ثابت نہوگا گرچہ بغیر اللہ قسم کھانے سے گنہگار ہوگا ۱۲ منہ میں کہتا ہوں کہ اہل الظواہر کے قول پر بھی کافر ہونیکا حکم ہونا چاہیے

گواہی دو تو قسم ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ جو میں نے روزہ نماز کیا وہ حق نہ تھا اگر میں ایسا کروں تو یہ قسم ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اے میرے پروردگار میں تیرا بندہ ہوں تجھے گواہ کرتا ہوں اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہوں کہ ایسا نہ کرونگا پھر اُس نے یہی فعل کیا تو اُسپر کفارہ نہیں ہے مگر اللہ تعالےٰ سے استغفار و توبہ کرے یہ خلاصہ میں ہے ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ میں تیری ضیافت میں نہ آؤنگا پھر ایک تیسرے نے اس حالف سے کہا کہ اور میری ضیافت میں بھی نہ آویگا اُسنے کہا کہ ہاں تو اُسکے حق میں بھی ہاں کہنے سے حالف ہو جائیگا چنانچہ اگر اول یا دوم کی ضیافت میں گیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور بقالی میں ہے کہ اگر طعام یا اُسکے مثل اپنے اوپر حرام کر لیا تو یہ قسم اُسی قدر پر ہوگی جسکو عادت کے موافق کھانے کی چیزوں میں کھاتا ہے اور پہننے کی چیزوں میں پہنتا ہے الا آنکہ اُسکی نیت میں اس مضمون کے سوائے کچھ اور ہو اور فرمایا کہ اسی طرح اور اشیاء کے تصرفات میں بھی اسی طرح اعتبار ہے اور فرمایا کہ طعام کا استیعاب کھانے کے ساتھ معتبر نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے حلال نہیں ہے کہ ایسا کروں پس اگر اپنے اوپر اُسکے حرام کر لینے کی نیت کی تو یہ قسم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ یہ کپڑا مجھپر حرام ہے اگر میں اسکو پہنوں پھر اسکو پہنا اور اُتارا نہیں تو قسم میں حانث ہوا۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہے یا کہا کہ میں نے تجھے اپنے اوپر حرام کیا تو یہ قسم ہے چنانچہ اگر عورت مذکورہ جماع میں اُسکی مطاوعت کریگی تو اُسپر کفارہ لازم ہوگا اور نیز اگر مرد نے باکراہ اُس سے جماع کر لیا تو عورت پر کفارہ لازم ہوگا اور اگر کسی مرد نے کہا کہ وہ مردار کھاتا ہے اگر ایسا کرے تو یہ قسم نہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ وہ مردار کو حلال جانتا ہے یا شراب یا سور کو حلال جانتا ہے اگر اُسنے ایسا کیا تو بھی قسم نہوگی۔ حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم ہو جائے کیونکہ استحلال حرام کفر ہے ولیکن در واقع یمین نہیں ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو شے حرام بحرمت ابدی ہے کہ اُسکی حرمت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی ہے جیسے کفر وغیرہ تو اُسکا استحلال معلق بشرط قسم ہو جائیگا اور جو شے اسطرح حرام ہے کہ کسی حال میں اُسکی حرمت بھی ساقط ہو جاتی ہے جیسے مردار و شراب وغیرہ تو اُسکا استحلال معلق بشرط قسم نہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر حلال مجھپر حرام ہے تو یہ قسم کھانے اور پینے کی چیزوں پر قرار دیجائیگی الا آنکہ اُسنے اسکے سوائے نیت کی ہو اور قیاس یہ چاہتا ہے کہ وہ فارغ ہوتے ہی حانث ہو جائے۔ اور یہ قسم عورت کو شامل نہوگی الا آنکہ اُسنے نیت کی ہو پس اگر اُسنے عورت کی بھی نیت کی ہو تو اُس سے ایلاء ہو جائیگا اور قسم سے کھانا پینا خارج نہوگا اور یہ سب ظاہر الروایۃ کے موافق جواب ہے اور فتویٰ اسی امر پر ہے کہ اس قسم سے طلاق بلا نیت واقع ہو جائیگی کیونکہ غالب استعمال اُسکا ارادہ طلاق میں ہو گیا ہے اور اسی طرح اگر اُسنے فارسی میں کہا کہ حلال بروے حرام یا حلال خدا یا حلال ایزد یا حلال المسلمین بروے حرام تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر فارسی میں کہا کہ ہرچہ بدست راست گیرم بر من حرام یعنی جو چیز اپنے ہاتھ سے لوں وہ مجھپر حرام ہے تو بعض نے کہا کہ بلا نیت طلاق قرار دیا جائیگا اور یہی مشائخ سمرقند نے اختیار کیا ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مجھے اب تک کوئی نہیں اُسکا

ف۱ پس اگر اُسنے تمام طعام ولباس مراد لیا ہے تو قضاءً و دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر خاص مراد لیا ہے تو فقط دیانۃً تصدیق ہوگی نہ قضاءً فافہم ۱۲ منہ ف۲ اسمیں اشارہ ہے کہ یہ حکم قضاءً ہے ۱۲ منہ ف۳ ہمارے عرف میں یہ طلاق نہیں ہے ۱۲ منہ ف۴ یعنی اسکو اوقات میں استیعاب طعام کا اعتبار نہیں ہے بلکہ فقط قدر معتاد کا اعتبار ہے ۱۲ ف۵ حالانکہ ایسا کرنا اسپر مباح ہے اسکے ناخوش ہے ۱۲

رواج ظاہر نہیں ہوا ہے پس صحیح یہ ہے کہ جواب میں تفصیل کیجاوے کہ اگر اُسنے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہوگی اور بدون دلالت کے احتیاط یہ ہے کہ آدمی اسمیں توقف کرے اور خلاف متقدمین کے نکرے۔ اور اگر کہا کہ ہرچہ بدست چپ گیرم برمن حرام یعنی جو بائیں ہاتھ میں لوں مجھپر حرام ہے تو یہ طلاق نہوگی الا نیت کے ساتھ اور اگر کہا ہرچہ بدست گیرم برمن حرام تو بعض نے فرمایا کہ بدون نیت کے طلاق نہوگی اور بعض نے کہا کہ بلانیت طلاق ہوگی نیت شرط نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ حلال خدا مجھپر حرام ہے حالانکہ اُسکی دو جورو ہیں تو ظاہر قول کے موافق انمیں سے ایک پر طلاق واقع ہوگی اور تعیین کرنے کا اختیار اُسکو ہوگا جسکو چاہے معین کرے یہ کافی میں ہے شیخ ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ یہ شراب مجھپر حرام ہے پھر اُسکو پی لیا فرمایا کہ اسمیں امام اعظم رہ و امام ابو یوسفؒ کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ ایک امام نے فرمایا ہے کہ حانث ہوگا اور دوسرے نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اور فتوی کے واسطے مختار یہ ہے کہ اگر اُسنے اُسکی حرمت کا ارادہ کیا ہے تو حانث ہوگا اور اُسپر کفارہ لازم آویگا اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو یا اُسنے شراب کے حرام ہونے کی خبر بیان کرنے کی نیت کی ہو تو کفارہ لازم نہوگا اور اسی کو صدر شہید رہ نے اختیار فرمایا ہے یہ ظہیریہ میں ہے اللہ تعالی کے ساتھ قسم کھانی محتمل تعلیق ہے جیسے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو واللہ میں اس دار میں داخل نہونگا اور محتمل تاقیت بھی ہے جیسے کہ قسم بغیر اللہ ہے جیسے کہا کہ واللہ میں اس دار میں داخل نہونگا ایکسال تک پس سال بھر گذرنے سے قسم کی بھی انتہا ہو جائیگی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ واللہ میں تجھسے کلام نہ کرونگا ایک روز اور ایک روز تو شامل اُسکے ہے کہ کہا کہ واللہ تجھسے دو روز کلام نکرونگا یعنی دو روز گذرنے پر قسم منتہی ہو جائیگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور ان دونوں میں بیچ کی رات بھی داخل ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ تجھسے کلام نہ کرونگا ایک روز اور دو روز تو شامل اُسکے کہا کہ واللہ تجھسے تین روز تک کلام نکرونگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ میں فلان سے کلام نکرونگا آج اور نہ کل اور نہ پرسوں تو اُسکو راتوں میں اُس سے کلام کرنا جائز ہے اسواسطے کہ یہ تین قسمیں ہیں اور اگر کہا کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلان سے آج اور کل اور پرسوں تو یہ ایک ہی قسم ہے گویا اُسنے کہا کہ اُس سے تین روز تک کلام نہ کرونگا پس بیچ کی راتیں قسم میں داخل ہونگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کہا کہ واللہ والرحمن میں ایسا نہ کرونگا تو یہ دو قسمیں ہیں چنانچہ اگر ایسا فعل کرنے سے وہ حانث ہوا تو اسپر دو کفارے لازم ہونگے یہ ظاہر الروایۃ کا حکم ہے۔ اور اس جنس کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی قسم کھانے والے نے اگر دو نام ذکر کیے اور دونوں پر بنیاد قسم رکھی پس اگر دوسرا نام صفت اسم اول ہو اور دونوں کے درمیان حرف عطف ذکر نکیا ہو تو باتفاق جملہ روایات یہ ایک ہی قسم ہوگی جیسے واللہ الرحمن میں ایسا نہ کرونگا اور اگر دوسرا اسم پہلے اسم کی نعت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو مگر اُسنے بیچ میں حرف عطف بیان کر دیا ہے تو ظاہر الروایۃ کے موافق دو قسمیں ہو جائینگی جیسے کہا کہ واللہ والرحمن ایسا نہ کرونگا کذا فی المحیط اور اکثر مشائخ اسی ظاہر الروایۃ پر ہیں یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر دوسرا اسم پہلے نام کی نعت ہونیکی صلاحیت نہ رکھتا ہو پس اگر دونوں کے درمیان حرف عطف بیان کیا جیسے واللہ واللہ میں ایسا نہ کرونگا تو ظاہر الروایۃ کے موافق دو قسمیں

ع جسکے نزدیک طلاق ہے ۱۲ ع یعنے اگر رات میں کیا تو حانث ہو جائیگا ۱۲ ع یعنے یہی مختار ہے انکے نزدیک ۱۲

ہونگی اور یہی صحیح ہی اور اگر دونون کے بیچ مین حرف عطف بیان نہ کیا تو بالاتفاق جملہ روایت یہ ایک ہی قسم ہوگی
ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے اُس سے دو قسمون کی نیت کی ہو تو دو قسم ہونگی پس اُسکا
قول اللہ بحذف حرف قسم ابتدائی ہوگی اور ایسی قسم صحیح ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ واللہ والرحمٰن ایسا نہ کرونگا
پھر کیا اسپر بالاتفاق سب کے نزدیک دو کفارے لازم آوینگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی ایک
امر پر قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کرونگا پھر اُسنے اسی امر پر اسی مجلس مین قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ کرونگا پھر کیا تو اُسپر
دو کفارے دو قسمون کے واجب ہونگے اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسنے دوسری قسم کی نیت کی ہو یا تغلیظ کی نیت کی ہو یا کچھ
نیت نہ کی ہو اور اگر دوسرے کلام سے وہی پہلی قسم کی نیت کی ہو تو اُسپر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسفؒ
نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہی کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسنے حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ کی قسم کھائی ہو اور اگر اُسنے
اللہ تعالی کی قسم کھائی ہو تو اسکی نیت کچھ صحیح نہ ہوگی اور اسپر دو کفارہ لازم ہونگے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ
احسن[۱] اُسکا ہی جو ہمنے امام رحمہ سے سُنا ہی اور اگر اُسنے ایک قسم بحج اور دوسری بنام اللہ تعالی کھائی تو حانث ہونے پر اسپر
ایک حج و ایک کفارہ لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ نوازل مین ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تجھسے
ایک روز کلام نہ کرونگا واللہ مین تجھسے ایک مہینہ کلام نہ کرونگا واللہ مین تجھسے ایکسال کلام نہ کرونگا پھر بعد ساعت
کے اُس سے کلام کیا تو اُسپر تین قسمون کی جزا لازم ہوگی اور اگر ایک روز کے بعد کلام کیا تو اُسپر دو قسمون کا کفارہ
لازم ہوگا اور اگر ایک مہینے کے بعد کلام کیا تو اُسپر ایک ہی قسم ہوگی اور اگر ایکسال کے بعد کلام کیا تو اُسپر کچھ نہ ہوگا یہ
خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین اللہ تعالی سے بیزار ہون اگر مین نے کل ایسا کیا ہو حالانکہ اُسنے ایسا کیا تھا اور جانتا
تھا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور مختار برائے فتوی یہ ہی کہ اگر اُسکے زعم مین ہو کہ یہ کفر ہی تو کافر ہوگا۔ اور اگر
کہا کہ مین نے کل ایسا کیا ہو تو مین قران سے بری ہون حالانکہ ایسا کر چکا اور جانتا ہی تو جواب مختار اسمین بھی وہی ہی
جو اللہ تعالی سے بیزاری کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ و اُسکے رسول
سے بری ہون پھر حانث ہوا تو یہ ایک ہی قسم ہی کہ اُسپر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ تعالی
سے بری ہون اور رسول اللہ سے بری ہون تو یہ دو قسمین ہین کہ حانث ہونے پر اُسپر دو کفارہ لازم آوینگے! اور اگر
کہا کہ اگر ایسا کرون تو اللہ تعالی سے بری ہون اور رسول اللہ سے بری ہون اور اللہ و رسول مجھسے بری ہون پھر حانث
ہوا تو اُسپر چار قسم کے کفارے لازم آوینگے اور امام محمدؒ سے روایت ہی کہ اگر کہا کہ مین یہودی ہون اگر ایسا کرون اور مین
نصرانی ہون اگر ایسا کرون تو یہ دو قسمین ہین اور اگر کہا کہ مین یہودی ہون نصرانی ہون اگر ایسا کرون تو یہ ایک ہی قسم ہی یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین چارون[۲] کتابون سے بیزار ہون تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر
ایسا کرون تو مین قران و انجیل و توریت و زبور سے بری ہون تو حانث ہونے پر ایک ہی کفارہ لازم آویگا اسلیے کہ یہ ایک ہی قسم
ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر ایسا کرون تو مین قران سے بیزار ہون اور مین انجیل سے بیزار ہون اور مین توریت سے بیزار ہون

۱؎ ظاہرا مجملاً ہی اس مسئلہ مین سنا ہوگا واللہ اعلم ۱۲ منہ ۲؎ قرآن مجید و انجیل و زبور و توریت ۱۲ منہ ۳؎ یعنی ہر زبان قسمین علیحدہ ہونگی ۱۲ منہ

اور مین زبور سے بیزار ہون تو یہ چار قسمین ہین کہ اگر حانث ہوگا تو اسپر چار کفارے لازم آوینگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین بری ہون اُس چیز سے جو صحیفون مین اتری تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اسی طرح اگر کہا کہ مین بری ہون ہر آیت سے جو مصحف مین ہی تو بھی ایک ہی قسم ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی شمس الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ واللہ اگر این کار کنم یعنی واللہ اگر یہ کام کرون تو ایسا تو شیخ نے فرمایا کہ میرے استاد نے یہ اختیار کیا تھا کہ یہ قسم نہ ہوگی پھر رجوع کیا اور فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر کہا کہ سوگند خورم کہ این کار نکنم یعنی قسم کھاؤن یا کھاتا ہون کہ یہ کام نہ کرونگا تو بعض نے فرمایا کہ قسم ہوگی اور بعض نے کہا کہ نہوگی اور اگر کہا کہ سوگند میخورم کہ این کار نہ کنم یعنی قسم کھاتا ہون کہ یہ کام نہ کرونگا تو قسم ہوگی اسواسطے کہ ایسا کلام تحقیق کیواسطے ذکر کیا جاتا ہی نہ وعدہ کیطور پر جیسے کہا جاتا ہی گواہی میدہم یعنی گواہی دیتا ہون اور اگر کہا کہ سوگند خورم بطلاق کہ این کار نکنم تو قسم نہوگی اسواسطے کہ یہ وعدہ و تخویف ہی اور اگر کہا کہ سوگند خورمی تو قسم ہوگی بمنزلہ سوگند میخورم کے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مرا سوگند بطلاق ست کہ شراب نخورم یعنی مجھے قسم بطلاق ہی کہ شراب نہ پیونگا پھر شراب پی تو اُسکی جورو طالقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ مین نے قسم نہین کھائی تھی بلکہ یہ جو مین نے کہدیا تھا کہ مجھپر قسم بطلاق ہی اسواسطے کہدیا تھا کہ لوگ مجھسے تعرض نکرین تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ سوگند خوردہ ام یعنی مین نے قسم کھائی ہی اگر سچا ہی تو قسم ہوگی اور اگر جھوٹا ہی تو اُسپر کچھ نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ برمن سوگند ست کہ این کار نہ کنم پس اگر اسی قدر کہا تو یہ خبر دینا ہی پس اسکی قسم کھانے کا اقرار قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اس سے کچھ زیادہ کہا کہ یون کہا کہ مجھپر قسم بطلاق ہی تو اسپر طلاق لازم آویگی اور اگر اُسکے دعوی کیا کہ مین نے یہ کلام دروغ کہدیا تھا کہ ہم جلیس تعرض نہ کرین یا مثل اسکے کوئی غرض بیان کی تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ باخدای عظیم کہ بزرگتر است اللہ العظیم سے نہین ہی کہ مین یہ کار نکرونگا تو قسم ہوگی جیسے باللہ العظیم الاعظم کہنے مین ہوتا ہی اور ایسی زیادات واسطے تاکید کے ہوتی ہین پس فاصل قرار نہ دیجاویگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور فتاوے مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ سوگند می خورم بطلاق تو تطلیقہ نہین ہی اسواسطے کہ لوگون مین قسم بطلاق کا اسطرح رواج نہین ہی اور تجرید مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مرا سوگند خانہ است یعنی مجھے گھر کی قسم ہی تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی اور یہ شرط نہین ہی کہ خانہ سے اُس نے جورو کی نیت کی ہو اور یہی اصح ہی قال المترجم ہمارے عرف مین قسم نہوگی اور یہی اصح ہی۔ اور فتاوی مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ باللہ کہ بزرگتر اس سے کوئی نام نہین ہی بزرگ تر اُس سے قسم نہین ہی یا جو بزرگ ترین نام ہی کہ مین ایسا کرونگا یا نہ کرونگا تو یہ قسم ہی اور قولہ بزرگ تر یہ فاصل قرار نہ دیا جائیگا اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے اس صورت مین دعوی کیا کہ مین نے کرنے یا نکرنے کی قسم نہین کھائی بلکہ میری مراد یہ تھی کہ باللہ یہ سب قسمون سے بڑی قسم ہی یا میرے نزدیک اس سے بڑھکر قسم نہین ہی تو فرمایا کہ اسکی تصدیق نہ کی جائیگی اسواسطے کہ اُسنے فعل کا کرنا یا نکرنا اس سے ملا دیا ع

ط۱ یہ عرف اس ملک و زمانہ کا ہی ورنہ ہمارے نزدیک مہمل ہی بیشتر از اول ۱۲ منہ ط۲ یعنے اگر طلاق کی قسم ہی مثلاً بعد ثابت ہوا تو اسکے اقرار پر اُسکی جورو طالقہ ہوگی اور اصل حال خدا جانے ۱۲ منہ ط۳ یعنے کفارہ در صورت حنث ۱۲ ط۴ تاکہ کلی قسمین نہ ہو جاوین ایک قسم ہی ہو ۱۲

ہوا اور یہ جو اُسنے دعوی کیا کہ کلام مذکور اول پر مقصور ہی یہ خلاف ظاہر ہی کذا فی الخلاصہ اور اگر کہا کہ مصحف خدا
بدستامن سوختہ اگر این کار کنم یعنے مصحف خدا میرے ہاتھ مین سوختہ اگر یہ کام کرون تو قسم نہوگی اور اگر کہا کہ امیدی
بخدا دارم ناامیدم اگر این کار کنم تو قسم ہوگی قال المترجم ضرور ہی کہ یون ہو کہ ہر امید کہ بخدا دارم الی آخرہ ورنہ
ہمارے عرف مین قسم نہوگی واللہ اعلم اور اگر کہا کہ مسلمانی نہ کردہ ام خدای را اگر این کار کنم یعنی مین نے خدا کے واسطے
اپنے کام مین مسلمانی نہین کی اگر یہ کام کرون پھر کیا تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے اس سے یہ مراد لی ہو کہ مینے
عبادات کی ہین وہ حق نہین تعیین تو یہ قسم ہوگی ورنہ نہین اور اگر کہا کہ ہر چہ مسلمانی کردہ ام بکافران دادم اگر این کار کنم پھر
کیا تو کافر ہوگا اور اُسپر کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ کہ بفلان سخن نگویم نہ یک روز و نہ دو روز تو یہ ایک ہی قسم ہی
کہ دو روز گذرنے پر ختم ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ حرام است با تو سخن گفتن یعنی تجھسے بات کرنی
حرام ہی تو قسم ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم ہمارے عرف مین جب ہی کہ اُسنے انشاء کی نیت کی ہو اور اگر نہین تو نہین
فافہم واللہ اعلم۔ اور قاضی علی بن حسین سغدی رح سے دریافت کیا گیا کہ پذرفتم کہ چنین نہ کنم اور کچھ نیت نہین
کی ہی تو فرمایا کہ قسم ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ کسی نے کہا کہ پذیرفتم خدای را کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم ہوگی جیسے کہا کہ مین نے
نذر کر لی ہی کہ ایسا نہ کرونگا۔ اور اگر کہا کہ خدای را و پیغمبر را پذیرفتم کہ فلان کار نہ کنم تو یہ قسم نہوگی اسواسطے کہ قولہ پیغمبر را
پذیرفتم یہ قسم نہین ہی تو جبکہ اللہ تعالی اور شرط کے درمیان ایسی چیز متخلل ہو گئی جو قسم نہین ہی تو فاصل ہو گئی پس قسم
نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر فلان کام کرون تو
آتش پرست سے بدتر ہون تو فرمایا کہ یہ قسم ہی کہ حانث ہونے پر اسکا کفارہ واجب ہوگا اور اگر کہا کہ مین ششصد شصت و شش
آیات قرآن سے بیزار ہون اگر یہ کام کرے تو یہ ایک ہی قسم ہی اور اگر یون کہا کہ اگر من این کار کنم مرا مغ خوانیت و
جہود خوانیت و سنگسار کنیت پھر کیا تو اسکے ذمہ کچھ لازم نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر چہ مغان مغی کردہ اند و جہودان جہودی
کردہ اند و گبران من کنم اگر این کار نہ کردہ ام یعنی جو کچھ آتش پرستون نے آتش پرستی کی ہی اور یہودیون نے یہودگی کی ہی
وہ میری گردن پر کہ مین نے یہ کام نہین کیا ہی حالانکہ اُسنے یہ کام کیا ہی تو اسپر کچھ لازم نہین ہی اور اگر کہا کہ اگر مین یہ کام کرون
تو کافر مجھپر شرف رکھتا ہی تو قسم نہ ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ بیزار از آتش پرست و بت پرست سے بدتر ہون اگر
ایسا کرون تو یہ قسم ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو شطرنج کھیلنا چھوڑ دے اُسنے کہا کہ اچھا
پس عورت نے کہا کہ مین تجھسے طالقہ ہون اگر تو شطرنج کھیلا کرے پس شوہر نے کہا کہ اگر مین شطرنج کھیلا کرون پس
عورت نے کہا کہ پھر یہ کیا پس شوہر نے کہا وہی جو تو کہتی ہی پھر اسکے بعد اسنے شطرنج کھیلی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ خلاصہ
مین ہی۔ شیخ نجم الدین عمر نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ ہر چہ بدست راست گیرم بر من حرام کہ فلان کار

ف۱ قال المترجم اور اگر یون کہا کہ بفلان سخن نگویم یک روز نہ دو روز تو دو قسم ہوجائیگی ۱۲ منہ ف۲ یعنی مین نے اوپر لیا ہی کہ ایسا نہ کرونگا پس
لفظ یعنے نذر کرنے کے مستعمل ہی ۱۲ منہ ف۳ یعنے بجائے خوانید کے خوانیت کہا پس اگر خوانید ہوتا تو یہ ترجمہ
ہوتا کہ اگر یہ کام کرون تو مجھے مجوسی کہو الی آخرہ قال المترجم ہمارے عرف مین اگر اسنے خوانید یعنی کہنا ہو یا کہا کہ مجھے
مجوسی کہو اگر یہ کام کرون تو بھی ظاہرا قسم نہوگی واللہ اعلم ۱۲ منہ ف۴ خدا سے رکھتا ہون ناامید ہون اگر یہ کام کرون
ف۵ مین نے کافرون کو دی ۱۲ ف۶ واسکہ فلان سے بات نہ کرونگا نہ ایک روز اور نہ دو روز ۱۲ ف۷ چاہے بیزار کہا یا کہا

نہ قسم یعنی جو میں نے داہنے ہاتھ سے لیا مجھ پر حرام ہے کہ فلاں کار نہ کردن پھر یہ کام کیا تو فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اگر عرف طلاق ہے تو اس قول میں ہے کہ ہرچہ بدست راست گیرم اور اسمیں نہیں ہے کہ ہرچہ بدست راست گرفتم یہ ظہیریہ میں ہے قال المترجم اوپر بیان کر دیا گیا کہ ہمارے یہاں بالکل یہ عرف نہیں ہے وقد رضنا الاصل الی ہذا فافہم اور اگر کہا کہ پند قسم یا خدا کہ از خریدہ تو کہ چاری نخورم یعنی میں نے خدا سے نذر کر لی ہے کہ تیری خریدی ہوئی چیز کہ کولا وے نہ کھاؤنگا تو بعض نے فرمایا ہے کہ اگر نیت کریگا تو قسم ہوگی اور اصح یہ ہے کہ بدون نیت کے قسم ہے یہ ظہیریہ میں ہے

فصل ظالموں کے قسم دلانے میں اور حالف کی غیر نیت مستحلف پر قسم کھانے کے بیان میں فتاوے اہل سمرقند میں مذکور ہے کہ سلطان نے ایک شخص کو پکڑا پس اس سے قسم دلائی کہ بایزد ویعنے قسم ایزد کی پس اس شخص نے مثل اسکے کہا یعنی اُسنے بھی کہہ لیا کہ قسم بایزد پھر سلطان نے کہا کہ رونا آدینہ بیائی یعنی بروز جمعہ تو آوے پس اس شخص نے مثل اسکے کہہ لیا یعنی ظاہرا کہا کہ رونا آدینہ بیایم پھر وہ جمعہ کے روز نہ آیا تو اس پر کچھ لازم نہ آئیگا کیونکہ جب اُسنے کہا کہ بایزد اور سکوت کیا اور یہ نہ کہا کہ بایزد کہ اگر ایسا نہ کردن تو یہ ہو تو قسم منعقد نہوئی۔ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ شخص مظلوم کی قسم اُسکی نیت پر ہوتی ہے اور اگر ظالم ہو تو قسم دلانے والے کی نیت پر ہوتی ہے اور اسی کو ہمارے اصحاب نے لیا ہے مثال اول آنکہ ایک شخص ایک چیز معین کی بیع پر جو اُسکے ہاتھ میں ہے مجبور کیا گیا پس اُسنے قسم کھائی کہ میں نے یہ چیز فلاں کو دیدی ہے اور مراد یہ لی کہ اس سے سابق کی ہے تاکہ مجبور کرنیوالے کے خیال میں آ جائے کہ جو اُسکے ہاتھ میں ہے وہ دوسرے کی ملک میں ہے۔ تاکہ پھر اُسکو اسکے بیع کرنے پر مجبور نہ کرے تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی اور جو اُسنے قسم کھائی ہے یہ یمین غموس نہوگی نہ حقیقۃً اور نہ معناً۔ اور مثال دوم آنکہ زید کے مقبوضہ مال معین پر عمرو نے دعوی کیا کہ یہ چیز میں نے تجھ سے سو درم کو خریدی ہے۔ اور زید نے اسکے فروخت سے انکار کیا اور عمرو نے اُس سے قسم لی کہ تو قسم کھا کہ واللہ مجھ پر یہ چیز عمرو کو سپرد کرنا واجب نہیں ہے پس زید اسی طرح قسم کھا گیا اور سپرد کرنے سے یہ نیت کی کہ بطور ہبہ یا صدقہ سپرد کرنا واجب نہیں ہے اور یہ نیت نہ کی کہ بطور بیع سپرد کرنا واجب نہیں ہے تو اگرچہ وہ اپنی نیت کی قسم میں سچا رہا اور حقیقت میں یہ یمین غموس نہوئی اسلیے کہ اُسنے اپنی لفظ سے وہ بات مراد لی جو اُسکی لفظ کے محتملات میں سے ہے ولیکن معنی یہ یمین غموس ہے اسواسطے کہ اُسنے اس قسم سے مرد مسلمان کا حق کاٹ دیا پس اُسکی نیت معتبر نہ ہوگی اور شیخ امام زاہد معروف بخواہر زادہ نے فرمایا کہ یہ جو ہمنے ذکر کیا ہے یہ اللہ تعالی کی قسم میں ہے اگر اُسنے طلاق یا عتاق کی قسم کی اور قسم کھانے والا ظالم یا مظلوم ہے پس اُسنے خلاف ظاہر نیت کی مثلاً قید سے طلاق یعنی رہائی کی یا فلاں کام سے عتاق یعنی چھٹکارے یا آزادی کی نیت کی یا دروغ خبر دینے کی طلاق یا عتاق کے بارہ میں نیت کی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی سچا ہوگا حتی کہ فیما بینہ و بین اللہ تعالی طلاق و عتاق واقع نہوگا لیکن درصورتیکہ وہ مظلوم ہوگا تو اُسپر یمین غموس کا گناہ بھی نہوگا اور درصورتیکہ ظالم ہوگا تو اُسپر ایسی قسم سے وہ گناہ ہوگا جو یمین غموس میں ہوتا ہے اگرچہ حقیقت میں جو اُس نے نیت کی ہے اسمیں سچا ہے۔ امام قدوری

ف۱ یعنی جو امر واقع ہو چکا اگر مظلوم نے اسمیں اس نیت سے قسم کھائی تو ہو سکتا ہے اور جو آئندہ ہوگا اسمیں ایسی نیت بیکار ہے ۱۲ منہ

نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ یہ جو ابراہیم نخعی رح سے منقول ہے کہ اگر حالف ظالم ہو تو قسم مستحلف کی نیت پر ہوتی ہے یہ امر واقع شدہ قاضی کے حق میں صحیح ہے اسواسطے کہ واجب بہ یمین کا فریاد قائم ہے ہرگاہ وہ ظالم ہے تو وہ اپنی قسم میں گنہگار رہا اگرچہ اُس نے اپنے لفظ کے محتملات میں سے ایک معنی مراد لیے ہیں بدین وجہ کہ اس نے اس قسم سے غیر پر ظلم کرنے کا مقصود حاصل کیا ہے اور یہ بات امر مستقبل کی قسم میں حاصل نہیں ہے پس سب میں بہرحال حالف کی نیت معتبر ہوگی یہ محیط میں ہے۔ فتاوے میں لکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف گذرا پس اُسنے اُسکی تعظیم کے واسطے اٹھنا چاہا پس اُسنے کہا کہ واللہ کہ تخزی یعنی واللہ آپ نہ اُٹھیے گا مگر وہ اُٹھ کھڑا ہوا تو گذرنے والے پر کچھ لازم نہوگا۔ نوادر بن سماعہ میں امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو کل فلان کے گھر گیا تھا اُس نے کہا کہ ہاں پس پوچھنے والے نے کہا کہ واللہ تو گیا تھا پھر اُسنے کہا کہ ہاں تو یہ قسم ہے وہ قسم کھانے والا ہوگیا اسی طرح اگر نجانے کا ذکر کیا ہو پھر کہا کہ واللہ تو نہیں گیا تھا اُسنے کہا کہ ہاں تو بھی یہی حکم ہے۔ اور بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر تو نے خالد سے کلام کیا تو تیرا غلام آزاد ہے پس عمرو نے کہا الا تیری اجازت سے تو یہ مجیب قرار دیا جائیگا چنانچہ اگر بغیر اجازت زید کے خالد سے کلام کریگا تو حانث ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تو ایسا و ایسا ضرور کرے اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت نہ کی اور نہ اپنے اوپر قسم قرار دینے کی تو دونوں میں سے کسی پر کچھ لازم نہوگا درصورتیکہ مخاطب نے ایسا ایسا نہ کیا اور اگر کہنے والے نے اپنی قسم کی نیت کی ہو تو حالف ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ باللہ تو ضرور ایسا و ایسا کرے اور اگر کہا کہ واللہ تو ضرور ایسا و ایسا کریگا اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت کی تو یہ استحلاف ہے اور دونوں میں کسی پر کچھ لازم نہوگا ورنہ اگر کچھ نیت نہوگی تو خود حالف ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ واللہ تو ضرور ایسا کریگا یا کہا کہ اللہ تو ضرور ایسا کریگا پس عمرو نے کہا کہ ہاں پس اگر زید نے قسم کی نیت کی اور عمرو نے بھی قسم کی نیت کی تو دونوں میں سے ہر ایک حالف ہو جائیگا اور اگر زید نے قسم لینے کی اور عمرو نے حلف کی نیت کی تو عمرو حالف ہوگا اور اگر دونوں میں سے کسی کچھ نیت نہ کی تو درصورتیکہ اللہ تو ضرور ایسا کریگا کہا ہے عمرو حالف ہوگا اور درصورتیکہ واللہ بولا و قسم کہا ہے تو زید حالف ہوگا اور اگر زید نے قسم لینے کی نیت کی اور عمرو نے یہ نیت کی کہ اسپر قسم نہیں ہے اور ہاں کہنا یعنی معنی ہے کہ ایسا ایسا کرنے کا وعدہ کیا بدون قسم کے تو اپنی اپنی نیت پر ہوگا اور دونوں میں سے کسی پر قسم نہ ہوگی یہ خلاصہ و جبر کردری و محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے قسم رکھی کہ تو ضرور ایسا کریگا یا کہا کہ میں نے اللہ کی قسم رکھی آہ یا کہا کہ میں نے شاہد کیا اللہ کو یا کہا کہ حلف رکھی میں نے اللہ کی کہ تو ضرور ایسا کریگا خواہ ان سب صورتوں میں یہ کہا کہ تجھ پر یا نہ کہا تو ان سب صورتوں میں قسم کھانے والا زید ہوگا اور عمرو پر قسم نہ ہوگی اور اگر دونوں نے نیت کی ہو تو جواب دینے والا بھی حالف ہوگا یعنی عمرو الا آنکہ زید نے اپنے قول سے فقط استفہام کی نیت کی یعنی کیا تو یہ قسم کھاتا ہے پس اگر زید کی یہ نیت ہو تو زید پر قسم نہ ہوگی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ تجھ پر اللہ کا عہد ہے اگر تو ایسا کرے پس عمرو نے کہا کہ ہاں تو زید پر کچھ نہوگا اگرچہ اُسنے قسم کی نیت کی ہو اور یہ قول زید کا عمرو سے قسم لینے پر ہوگا

ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو نے ایسا ایسا کیا ہے اُس نے کہا کہ میں نے نہیں کیا ہے پس مرد نے کہا کہ اگر تو نے کیا ہو تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کہا کہ اگر میں نے کیا ہو تو میں طالقہ ہوں تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے اس قول سے اگر تو نے کیا ہے تو تو طالقہ ہے عورت کی قسم کی نیت کی ہو یعنے یہ مراد ہو کہ بھلا کیا اگر تو نے ایسا کیا ہو تو طالقہ تو عورت پر طلاق واقع نہوگی چند فاسق لوگ باہم جمع ہوئے کہ بعض انمین سے بعض کے ساتھ صفع[۱] کرتے تھے پس ایک نے انمین سے کہا کہ اب پھر جو کوئی کسی سے صفع کرے تو اُسکی جورو کو تین طلاق ہیں پس ایک نے انمین سے فارسی میں کہا کہ ہا یعنی بھلا پھر اسکے بعد ان میں سے ایک نے دوسرے کو صفع کیا اور اُسنے بھی اسکو صفع کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ جسنے ہا کہا ہے اُسکی جورو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ یہ کلام فاسد ہے قسم نہیں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ مجھپر پا پیادہ حج واجب ہے اور میرا ہر مملوک آزاد ہے اور میری ہر عورت طالقہ ہے اگر میں اس دار میں داخل ہوں پس دوسرے نے کہا کہ مجھپر مثل اسکے ہے جو تو نے اپنے اوپر قرار دیا ہے اگر میں اس دار میں داخل ہوں پھر دوسرا اس دار میں داخل ہوا تو اسپر پیادہ حج واجب ہوگا اور طلاق و عتاق کچھ واقع نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے ایک شخص کو سرہنگان سلطان نے قسم دلائی کہ کل کوئی کام نکرے جب تک فلان نہ آجاوے پھر اس قسم کھانے والے نے دوسرے روز اپنے موزے پہنے پھر ایک میت کے پاس گیا اور فلان کے آنے سے پہلے اُسکا سر اُسکی جگہ سے ہٹا دیا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وہ حانث نہوگا پس اُسکی قسم اس کام سے سوائے پر ہوگی۔ ایک شخص اپنے امیر کے ساتھ سفر کو نکلا پس امیر نے اس سے قسم لے لی کہ بدون میری اجازت کے واپس نہو پھر اُسکا کپڑا یا تھیلی گر گئی جسکے لینے کے واسطے وہ واپس ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ ایسی واپسی پر اُسکی قسم نہیں واقع ہوئی تھی ایک مرد چغلخور ہے کہ سلطان سے لگائی بجھائی کرکے لوگون کو ضرر پہونچاتا ہے کہ سلطان سے چغلیان کہتا ہے اور ناحق کی جبایات[۲] ان سے لیجاتی ہے پس اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے دس درم سے زیادہ کی بابت کسی کی لگائی بجھائی کی تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُسکی جورو نے دس درم سے زیادہ کی بابت لگائی بجھائی کی تو شیخ الاسلام نجم الدین رہ نے ذکر فرمایا ہے کہ اُسکی جورو طالقہ نہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ سلطان نے ایک مرد سے کہا کہ تیرے پاس فلان امیر کا مال ہے اُسنے انکار کیا پس سلطان نے اُس سے اُسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ تیرے پاس[۳] فلان امیر کا مال نہیں ہے پس اُس نے قسم کھائی حالانکہ اس مرد حالف کے پاس بہت سا مال تھا جسکو امیر مذکور کی جورو نے اُسکے پاس بھیجا تھا اور جو اس مال کو لایا تھا اُسنے یہی کہا تھا کہ یہ فلان امیر کی جورو کا مال ہے اور حالت یہ تھی کہ اس عورت کا بھی اسقدر مال ہو سکتا تھا۔ پھر عورت مذکورہ نے اقرار کیا کہ یہ مال اُسکے شوہر کا ہے تو اُس سے حالف کی جورو طالقہ نہوگی تاوقتیکہ حالف اُسکی تصدیق نہ کرے یا بعد دعوی صحیحہ کے قاضی بر گواہی گواہان عادل اسکا حکم ندیدے تب البتہ حالف مذکور حانث[۴] ہو جائیگا ایک شخص بیس بکریان ایک شہر سے دوسرے شہر کو فروخت کے واسطے لیگیا اور سب بکریان دوسرے شہر کے اندر داخل کر دین

---

۱ گدی کی دھپ بازی ۱۲ ۲ تاوان و ڈانڈ ۱۲ منہ ۳ یعنے جھوٹی قسم کھانے کا گنہگار ہوگا ۱۲ منہ

۴ یعنے اگر تیرے پاس فلان امیر کا مال ہو تو تیری جورو طالقہ ہے ۱۲

لیکن انمین سے دس بکریان اپنی دُکان پر ظاہر کین پس حظیرہ کے سردار نے اُس سے قسم لی کہ وہ فقط دس بکریان
لایا ہو اور شہر کے باہر کچھ نہین چھوڑ آیا ہو پس اُس نے قسم کھائی اور نیت یہ کی کہ فقط دس ہی بکریان لایا ہون یعنے
بازار مین فقط دس ہی لایا ہون اور باہر کچھ نہین چھوڑ آیا ہو یعنے بازار سے باہر تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ شخص حانث نہوگا
اسواسطے کہ اُسنے ایسی بات مراد لی ہے جو اُسکے لفظ سے نکلتی ہے مگر قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی۔ ایک شخص مرگیا اور
اُسنے ایک وارث اور کسی پر اپنا قرضہ چھوڑا پس وارث نے قرضدار سے قرضہ کی بابت مخاصمہ کیا پس قرضدار نے قسم کھائی
کہ مدعی کا مجھپر کچھ نہین ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر قرضدار کو موت مورث کی خبر نہ تھی تو امید ہے کہ وہ حانث نہوگا اور
اگر اُسکو موت مورث سے آگاہی تھی تو صحیح یہ ہے کہ وہ حانث ہوجائیگا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو نے میرے کتنے
پھل[۱] کھائے ہین اُسنے کہا کہ مین نے پانچ پھل کھائے ہین اور قسم کھاگیا حالانکہ اُسنے دس پھل کھائے تھے تو جھوٹا
و حانث نہوگا اور اگر قسم بطلاق و عتاق ہوگی تو طلاق و عتاق واقع نہوگا۔ اسی طرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو نے
یہ غلام کتنے کو خریدا ہے اُسنے کہا کہ سو درم کو حالانکہ اُسنے دو سو درم کو خریدا ہے تو جھوٹا نہوگا اور اگر اُسپر طلاق و عتاق
کے ساتھ قسم کھائی ہو تو کچھ جزا لازم نہوگی۔ اور یہ نظیر اسکی ہے جو جامع مین فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس کپڑے کو
دس درم کو نخریدونگا پھر اُسکو بارہ درم کو خریدا تو قسم مین حانث ہوجائیگا۔ ایک مرد بھاگ کر دوسرے کے مکان
مین چھپا پس مالک مکان نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتا ہون کہ وہ کہان ہے اور مراد یہ لی کہ مجھے نہین معلوم کہ میرے
مکان مین وہ کس جگہ ہے تو حانث نہوگا۔ ایک نے سلطان کے قسم دلانے سے قسم کھائی کہ مجھے یہ بات نہین معلوم ہے
پھر اسکو یاد آئی کہ اُسکو معلوم تھی لیکن وقت قسم کے اُسکو فراموش تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ امید ہے کہ وہ حانث نہوگا اسلیے
کہ وقت قسم کے وہ نہین جانتا تھا۔ ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اس رات مین میرے گھر مین شوربا
نہین ہے حالانکہ اُسکے گھر مین شوربا تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوربا اسقدر کم تھا کہ اگر اسکو معلوم ہوتا تو وہ یہ نہ کہتا
کہ میرے گھر مین شوربا ہے تو قسم مین حانث نہوگا اور اگر شوربا زیادہ تھا مگر وہ خراب ہوگیا تھا ایسا کہ اُسکو
کوئی کھا نہین سکتا تھا تو بھی حانث نہوگا اسواسطے کہ قسم مین ایسا شوربا مراد نہین ہوسکتا ہے اور اگر ایسا بگڑا
تھا کہ بعض اُسکو نہین کھاسکتے تھے اور بعض کھاسکتے تھے تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا۔ ایک شخص کی جورو
کی زمین مین روئی بوئی پھر قسم کھائی کہ اگر اس زمین کی پیداوار میرے گھر مین داخل ہو تو حلال مجھپر حرام ہے پھر اُسکی عورت
یہ روئی اپنے سر پر رکھکر دُھنیے کو دینے کے واسطے لے چلی اور راہ مین اپنے سر پر رکھے ہوئے اپنے شوہر کے گھر مین داخل
ہوئی پھر نکلکر دُھنیے کے یہان لے گئی تو مرد مذکور اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص
کو سلطان نے طلب کیا تاکہ اسکو تہمت مین گرفتار کرے پھر ایک شخص کو پکڑ کر اُس سے کہا کہ تو اُسکے قرضدارون یا
اقرباؤن کو بتلا تاکہ اُسکے قرضدارون سے یا اقرباؤن سے مال لے لے پس اُس نے جاننے سے انکار کیا پس اُس سے
قسم لی کہ تو اُسکے قرضدارون یا اقرباؤن کو نہین جانتا ہے حالانکہ اگر وہ بتلادے تو ان مسلمانون پر ضرر پہنچیگا

[۱] احتمال ہے کہ اصل مین ثمر یعنے چھوہارے ہون والمراد واحد ۱۲ منہ [۲] یعنے پانچ ہی دس مین داخل ہین ۱۲ [۳] یعنے تقریر نحو اور خبر

پس اگر وہ جانتا ہو تو اُسکے قسم کھالینے کی گنجائش نہین ہو ولیکن حیلہ یہ ہو کہ اس مرد کا نام بیان کرے جسکو سلطان نے طلب کیا ہو مگر اس نام کا دوسرا آدمی ارادہ کرکے قسم کھالیوے اور ایسی قسم و حیلہ خصاف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہو اگرچہ ظاہر الروایات کے موافق نہین صحیح ہو پس اگر حالف مذکور مظلوم ہوگا تو امام خصاف کے قول پر فتوی دیا جائیگا۔ طلاق الفتاوی مین مذکور ہو کہ زید نے عمرو پر مال کا دعوی کیا اور عمرو نے انکار کیا پس قاضی نے عمرو سے قسم لی کہ تجھپر اسکا اسقدر ایسا مال نہین ہو پس عمرو نے اپنی آستین کے اندر سے انگلی سے ایک دوسرے شخص کی طرف اشارہ کرکے قسم کھائی کہ اسکا مجھپر کچھ نہین ہو تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی نہ قضاءً یہ خلاصہ مین ہو۔

فصل کفارہ کے بیان مین۔ حانث ہونے پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہو اور کفارہ تین چیزون مین سے ایک یہ ہو کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو ایک بردہ آزاد کردے اور جو بردہ کفارہ ظہار مین جائز ہو وہ یہان بھی روا ہو یا دس مسکینون کو لباس دیدے کہ ہر ایک کو ایک کپڑا یا زیادہ دے اور ادنی لباس اسقدر ہو کہ جسمین نماز جائز ہو جاتی ہو یا دس مسکینون کو کھانا دے اور کفارہ قسم مین کھانا دینا ویسا ہی ہو جیسے کفارہ ظہار مین دیا جاتا ہو یہ فتاوی حاوی قدسی مین ہو۔ اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح سے روایت ہو کہ ادنے لباس اسقدر ہو کہ اسکے اکثر بدن کو چھپالے حتے کہ خالی ایک پائجامہ دیدینا کافی نہین ہو اور یہی قول صحیح ہو یہ ہدایہ مین ہو۔ اور اگر ان تین چیزون مین سے کسی کے دینے کی اُسکو قدرت نہ ہوئی تو لگاتار تین روز روزہ رکھے اور یہ تنگدست کا کفارہ ہو اور اول کفارہ یسار ہو اور اس کفارہ کے واسطے خوشحالی اسی قدر معتبر ہو کہ اسکی کفایت سے اسقدر بچتا ہو کہ جس سے کفارہ قسم ادا کردے اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جو منصوص علیہ ہو وہ اسکی ملک مین نہو اور اگر عین منصوص علیہ اسکی ملک مین ہو یعنی اسکی ملک مین کوئی غلام ہو یا دس مسکینون کا لباس یا کھانا موجود ہو تو اسکو روزے سے کفارہ دینا کافی نہوگا خواہ اسپر قرض ہو یا نہو۔ اور اگر اسکی ملک مین عین منصوص علیہ موجود نہو تو اسوقت تنگی و خوشحالی کا اعتبار ہوگا یہ سراج وہاج مین ہو پھر واضح ہو کہ تنگی و خوشحالی کا اعتبار ہمارے نزدیک اسوقت ہوگا جب کفارہ دینے کا قصد کرتا ہو چنانچہ اگر قسم سے حانث ہونے کے وقت وہ خوشحال تھا پھر جب کفارہ دینے کا قصد کیا اسوقت تنگدست ہوگیا تو ہمارے نزدیک روزے اُسکے حق مین کافی ہونگے اور اگر اسکے برعکس ہو تو کافی نہونگے یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور یہ جو فرمایا ہو کہ خوشحالی سے یہان یہ مراد ہو کہ اُسکے کفاف سے کچھ زائد بچتا ہو تو کفاف کی مقدار یہ ہو کہ رہنے کے مکان سے اور ستر عورت کے قدر کپڑے سے اور روزینہ کھانے سے فاضل رہتا ہووے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر اسکا مال غائب ہو یا لوگون پر اسکا قرضہ ہو اور سردست وہ اسقدر نہین پاتا ہو کہ اُس سے بردہ آزاد کرے یا مسکینون کو لباس دے یا کھانا دے تو اسکو روزے رکھنے کافی ہونگے ایسا ہی امام محمد رح نے ذکر فرمایا ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ لوگون پر قرضہ ہونے کی صورت مین بھی روزے سے جواز کا حکم جو امام محمدؒ نے دیا ہو اسکی تاویل یہ ہو کہ اُسکا قرضہ تنگدست

لہ یعنی عقد یمین غموس ہو کہ سخت گنہگار ہوگا ۱۲ منہ ؏ یعنے جسکے پاس کپڑے ہین اُسکی نماز جس قدر سے جائز ہو جاتی ہو اُس قدر ضروری ہو ۱۲ منہ ؎ یعنی جسوقت اُسنے کفارہ دینا چاہا اسوقت دیکھا جائیگا کہ کیا حال ہو نہ اسوقت جب حانث ہوا ہو ۱۲ منہ

لوگوں پر ہو جو ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں اور اگر اسکا قرضہ مالدار دن پر ہو کہ اسکے ادا کرنے پر قادر ہیں کہ اگر اُسنے
تقاضا کر کے وصول کرے تو کفارہ بیسار ادا کرنے پر قادر ہو جاوے تو اسکو روزے کافی نہونگے ایسا ہی امام محمدؒ
سے ابن سماعہ نے روایت کی ہے اور ایسا ہی مشائخ نے عورت کے حق میں کہا ہے کہ جب اسپر کفارہ لازم آیا اور
اُسکے ہاتھ میں اُسکا کچھ مال نہیں ہے حالانکہ اُسکا مہر اُسکے شوہر پر ہے کہ اگر تقاضا کرے تو وہ ادا کرے تو عورت
کو روزے سے کفارہ دینا روا نہ ہوگا۔ اور اگر ایک شخص کے پاس مال ہو حالانکہ اسپر لوگوں کا قرضہ بھی اُسی قدر
ہے کہ جتنا مال ہے یا اس سے بھی زیادہ ہے تو اُسکو یہ قرضہ اس مال سے ادا کرنے کے بعد روزے سے کفارہ
روا ہے ایسا ہی امام محمدؒ نے اصل میں ذکر کیا ہے اور یہ ظاہر ہے اور قبل قضائے قرضہ مذکورہ کے آیا اُسکو
روزے سے کفارہ دینا روا ہے یا نہیں سو اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہے کذا فی المحیط[1] اور راجح یہ ہے کہ روزے
سے کفارہ دینا اس صورت میں بھی روا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ہر مسکین کو نصف کپڑا دیا یا ایک کپڑا دس
مسکینوں کو دیا بہ نیت کفارۂ قسم تو لباس سے کفارہ ادا نہ ہوگا اور جب لباس سے کفارہ ادا نہوا پس اگر اُسکی قیمت
اسقدر ہو کہ جس سے دس مسکینوں کا کھانا دیا جاتا ہے تو کیا کھانے سے اعتبار کر کے کفارہ ادا ہو جائیگا یا نہیں تو شیخ الاسلام
خواہر زادہ نے ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت کے موافق کافی ہو جائیگا خواہ اُسنے نیت کی ہو کہ
یہ کپڑا طعام کے بدلے میں ہے یا نیت نہ کی ہو یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور ٹوپی اور موزہ لباس سے کفارہ دینے میں
کافی نہیں ہے اور کھانے سے کافی ہے۔ اور کپڑے میں قابض کا حال معتبر ہے کہ اگر وہ قابض کے واسطے صالح ہو تو جائز ہے
ورنہ نہیں۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ اوسط درجہ کے لوگوں کے سوائے ہو تو جائز ہے اور شمس الائمہ سرخسی
نے فرمایا کہ یہ قول اشبہ بالصواب ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر ہر مسکین کو ایک عمامہ دیدیا پس اگر اسقدر کپڑا ہے کہ
وہ ایک قمیص یا چادر تک پہونچتا ہے تو لباس سے کفارہ ادا ہو جائیگا ورنہ لباس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا مگر طعام
سے کفارہ ہو جائیگا بشرطیکہ اُسکی قیمت اتنی ہو کہ طعام سے کفارہ کے مثل ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر دس مسکینوں کو
ایک کپڑا بھاری قیمت کا سب میں مشترک ایسا دیا کہ اُنکی اوسط لباس واجبی کی قیمت کے مثل یا زیادہ اسمیں سے
ہر ایک کے حصہ میں پہونچتا ہے تو یہ کپڑا انکے کفارہ لباس سے کافی نہ ہوگا اسواسطے کہ لباس منصوص علیہ ہے پس وہ اپنے
نفس کا بدل نہوگا ہاں غیر کا بدل ہو سکتا ہے چنانچہ اگر اس کپڑے میں سے ہر ایک کے حصہ میں طعام کی قیمت کے مثل
قیمت کا حصہ پہونچتا ہو تو طعام سے کفارہ ادا ہو جائیگا اور جیسے اسکے برعکس کہ اگر ہر مسکین کو چہارم صاع گیہون
دیے جو ایک صاع چھوہارے کے برابر ہیں تو طعام سے کفارہ ادا نہوگا ہاں اگر اس چہارم صاع گیہون کی قیمت
انکے لباس کی قیمت کے مثل ہو تو لباس سے کفارہ ادا ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ جس پر کفارہ قسم واجب ہے اگر اُسنے
ایک پرانا کپڑا مسکین کو دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قیمت کے عوض جائز نہیں ہے ولیکن یہ دیکھا جائیگا کہ اگر ایسا ہو کہ سر
نئے کپڑے کی نصف مدت تک انتفاع حاصل کیا جاوے تو نہیں جائز ہے اور جدید کپڑے سے چھ مہینہ انتفاع

[1] قال المترجم بیان اب یہ بیان ہے کہ کپڑا کس درجہ کا ہو ۱۲ منہ [2] اگرچہ مقدار طعام کو پہونچے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ہو سکتا ہے اور اس سے چار مہینہ یعنی نصف سے زائد مدت تک تو جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ایک ہی مسکین کو دس کپڑے ایکبارگی ہی دفعہ دیدیے تو اُسکے کفارہ کی طرف سے کافی نہونگے جیسے طعام میں ہوتا ہے اور اگر اُسکو ہر روز کرکے ایک ایک کپڑا دیا یہان تک کہ دس کپڑے دس روز میں پورے کر دیے تو کفارہ ادا ہوگیا جیسے طعام میں ہے۔ اور اگر مسکینون کو ایک غلام یا چوپایہ جسکی قیمت دس مسکینون کے کپڑے کے برابر ہے دیدیا تو باعتبار قیمت کے اُسکا کفارہ لباس سے ادا ہوگیا جیسے درم دینے میں ہوتا ہے اور اگر غلام یا چوپایہ کی قیمت دس مسکینون کے لباس کے برابر نہ پہونچی مگر دس مسکینون کے طعام کے برابر پہونچی تو کفارہ طعام سے ادا ہوگیا۔ اور اگر کسی مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ کپڑا میرا ہے یا یہ چوپایہ میرا ہے پس بعد ثبوت بحکم قاضی کے اُسکو لے لیا تو مکفر پر واجب ہوگا کہ از سر نو کفارۂ قسم ادا کرے۔ اور اگر زید کی طرف سے عمرو نے زید کے حکم سے دس مسکینون کو لباس دیدیا تو زید سے کفارہ ادا ہوگیا اگرچہ عمرو نے زید سے اُسکا ثمن نہ پایا ہو۔ اور اگر عمرو نے بدون حکم زید کے اور بدون رضاے زید کے ایسا کیا تو زید کی طرف سے جائز نہ ہوگا۔ اور اگر کسی نے اپنی قسم کے کفارات میں سے میتون کے کفنون میں یا مسجد کی عمارت میں یا میت کے اداے قرضہ میں یا عتق رقبہ میں دیا تو جائز نہیں ہے اور اگر اسمین سے کسی ابن سبیل کو جسکا توشہ مسافرت میں نہیں رہا ہے دیدیا تو جائز ہے۔ اور اگر ایک شخص نے جسپر دو قسمون کا کفارہ واجب ہے دو دو کپڑے دس مسکینون کو دونون قسمون کی طرف سے دیے تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے قول میں اُسکی ایکہی قسم کی طرف سے ادا ہونگے۔ اور اگر کسی نے ایک مسکین کو اپنے کفارۂ قسم میں لباس دیا تھا پھر یہ مسکین مر گیا پس اُسکا وارث اُسکو ملا اور اُسنے وہی کپڑا میراث میں پایا یا مسکین کی زندگی میں اُس سے خرید لیا یا مسکین نے اُسکو ہبہ کر دیا تو اُسکا کفارہ مذکور فاسد نہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی نے کفارۂ قسم میں کھانا دینا اختیار کیا تو وہ دو نوع پر ہے ایک طعام تملیک اور دوم طعام اباحت پس طعام تملیک اس طرح ہے کہ دس مسکینون میں سے ہر ایک کو نصف صاع گیہون یا آٹا یا ستو دے یا ایک صاع جو دے جیسے صدقۂ فطر میں مذکور ہے اور اگر اُس صورت میں اُسنے دس مسکینون میں سے ہر ایک کو چہارم چہارم صاع دیا پس اگر دوبارہ انھیں کو چہارم چہارم صاع دیدیا تو جائز ہوگیا اور اگر دوبارہ اُنکو نہ دیا تو از سر نو طعام دیوے اور اسی طرح اگر کسی نے وصیت کر دی کہ میرے کفارۂ قسم میں میری طرف سے دس مسکینون کو طعام دیا جاوے پس وصی نے دس مساکین کو صبح کا کھانا کھلایا پھر یہ مساکین مر گئے قبل اسکے کہ اُنکو شام کا کھانا کھلاوے تو اسپر لازم آویگا کہ از سر نو کھانا دیوے مگر وصی ضامن نہو گا۔ ایک شخص نے ایک ہی مسکین کو اپنے کفارۂ قسم میں پانچ صاع گیہون دیدیے تو کفارہ ادا نہ ہو گا الا آنکہ ایک ہی مسکین کو دس روز میں دے پس تعداد ایام مقام تعداد مساکین قائم ہوگی اور اگر ایک مسکین کو گیہون دیے یعنی نصف صاع اور دوسرے کو جو دیے یعنی ایک صاع تو ظاہر الروایۃ کے موافق جائز ہے اور اگر کسی نے پانچ مسکینون کو طعام دیا اور پانچ کو لباس دیا پس اگر اُسنے بطور تملیک کے دیا تو کفارہ ادا ہو گا

ف واضح ہو کہ طعام تملیک یہ ہے کہ انکی ملک میں کر دیا کہ جو چاہو سو کرو اور طعام اباحت یہ ہے کہ پیٹ بھر کے کھالو ۱۲ منہ

اور

اور طعام و لباس دونون مین سے جو بیش قیمت ہوگا وہ دوسرے کم قیمت کا بدل قرار پاویگا چاہے کوئی ہو۔ اور اگر اُسنے طعام بطور اباحت دیا ہو پس اگر طعام کم قیمت ہوگا بہ نسبت لباس کے تو کفارہ ادا ہو جائیگا اور اگر یہ طعام بیش قیمت ہوگا تو جائز نہوگا اسواسطے کہ لباس مین تملیک ہی اور طعام بطور اباحت دیا ہی نہ بطور تملیک اور اباحت مین تملیک نہین ہی پس جب کہ طعام کم قیمت ہوگا تو لباس کو طعام کا بدل قرار دینا جائز ہوگا اور اگر اُسکے برعکس ہوگا تو نہین ہو سکے گا۔ اور اگر کسی نے کفارہ طعام بطور اباحت اختیار کیا تو ہمارے نزدیک روا ہی اور طعام اباحت اس طرح ہی کہ دو وقت صبح و شام یا دو دن صبح کو یا دو دن شام کو یا شام و سحری کو پیٹ بھر کے کھلاوے یعنی کہدے کہ پیٹ بھر کے کھالو اور مستحب یہ ہی کہ صبح و شام دونون وقت روٹی کے ساتھ سالن ہو یعنی جو چیز روٹی کے ساتھ کھائی جاوے اور ایسی صورت مین انکا پیٹ بھر جانا معتبر ہی مقدار طعام معتبر نہین ہی چنانچہ اگر تین روٹیان دس مسکینون کے سامنے رکھین اور اُنھون نے کھایا کہ سیر ہوگئے تو جائز ہی یہ امام ابو حنیفہ سے روایت کیا گیا ہی۔ اور اگر دس مسکینون مین سے ایک کا پیٹ بھرا ہوا ہو تو ہمین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ اگر پیٹ بھرنے سے بھی اُسکے طعام مین سے اسقدر جتنا اور ون نے کھایا ہی کھالیا تو جائز ہوگیا اور بعضون نے کہا کہ نہین جائز ہی اسواسطے کہ دس مسکینون کا سیر کر دینا واجب تھا اور یہ نہین پایا گیا۔ اور اگر دس مسکینون کو صبح و شام کھانا سیر ہو کر کھلا دیا مگر انمین ایک دودھ چھوڑا یا ہوا بچہ ہی تو جائز نہوا اور اسپر واجب ہی کہ بجاے اسکے ایک دوسرے مسکین کو کھلاوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دس مسکینون کو روکھا بغیر سالن کے کھانا دیا پس اگر روٹی گیہون کی دی تو جائز ہی اور اگر دوسری چیز ہو تو سالن ضرور ہی اور اگر انکو روٹی و کھجور یا ستون و کھجور یا خالی ستو کھلائے تو کفارہ ادا ہوگیا بشرطیکہ یہی اسکے اہل و عیال کا کھانا ہو۔ اور اگر اُسنے ایک مسکین کو دس روز تک صبح و شام کھلایا تو کفارہ ادا ہوگیا اگرچہ اُسنے ہر روز کے کھانے مین ایک ہی روٹی کھائی ہو۔ اور اگر اُسنے صبح کو دس مسکینون کو کھانا دیا پھر شام کو دوسرے دس مسکینون کو انکے سواے کھانا کھلایا تو جائز نہین ہی اور اسی طرح اگر اُسنے دس روز تک صبح کو ایک مسکین کو اور شام کو دوسرے مسکین کو کھلایا تو بھی نہین جائز ہی اور اگر اُسنے حصہ ایک مسکین کا دو مسکینون پر بانٹ دیا تو بھی نہین جائز ہی۔ اور اگر صبح کو ایک مسکین کو کھانا کھلایا اور شام کے کھانے کے اُسکو دام دیے پیسے یا درم تو کافی ہی اور اسی طرح اگر دس مسکینون کی صورت مین اُسنے ایسا ہی کیا کہ انکو صبح کا کھانا کھلا دیا اور انکے شام کے کھانے کے انکو پیسے یا درم دیدیے تو جائز ہی اور اگر دس مسکینون کو اُس نے ایک وقت کھانا کھلایا اور پھر اُنھین کو چہارم چہارم صاع گیہون دیدیے تو کفارہ ادا ہوگیا۔ اور ہشام نے بروایت امام محمدؒ فرمایا کہ اگر ایک مسکین کو بیس روز تک صبح کو کھانا کھلایا یا رمضان مین بیس رات اسکو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا۔ اور اگر کسی نے کفارہ قسم مین روزے رکھے حالانکہ اسکی ملک مین غلام یا طعام تھا جسکو وہ بھول گیا تھا پھر بعد روزے پورے ہونے کے اسکو یاد آیا تو بالاجماع اسکے کفارہ کے واسطے یہ روزے کافی نہونگے یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی نے پانچ مسکینون کو کھانا دیا پھر وہ فقیر

ہوگیا تو پھر واجب ہوگا کہ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا چاہے تو از سر نو روزے سے کفارہ ادا کرے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کسی نے دس مسکینون مین سے ہر ایک کو چہارم چہارم صاع گیہون اپنے کفارہ قسم مین دیئے پھر یہ لوگ غنی ہوگئے پھر فقیر ہوگئے پھر اسنے انکو چہارم چہارم صاع دیا تو امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ یہ کفارہ جائز نہوا جیسے مکاتب کو چہارم صاع دیا پھر وہ عاجز ہوکر رقیق کر دیا گیا پھر دوبارہ مکاتب کیا گیا پھر اسنے انکو چہارم صاع دیا تو یہ کفارہ ادا ہونے کے واسطے نہین کافی ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی قسمون کے کفارات مین دس مسکینون مین سے ہر ایک کو ہزار ہزار من گیہون ایکبارگی دیدیئے تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ایک ہی قسم کے کفارہ سے جائز ہونگے یعنی ایک ہی کفارہ ادا ہوگا یہ خلاصہ مین ہے جسپر کفارہ قسم ہے اگر اسنے پانچ صاع گیہون دس مسکینون کے سامنے رکھے پس انھون نے چھینا جھپٹی کرکے لوٹ لیا تو فقط ایک ہی مسکین کی طرف سے کافی ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور جن لوگون کو زکوۃ دینی جائز نہین ہے انکو کفارہ بھی دینا جائز نہین ہے جیسے والدین و اولاد وغیرہ مگر کفارہ ذمی فقیرون کو دینا جائز ہے بخلاف زکوۃ کے اور یہ امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک ہے اور حربی فقیرون کو دینا بالاجماع نہین جائز ہے یہ سراج وہاج مین ہے اور روزہ کفارہ ایام تشریق مین نہین روا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر تنگدست نے روزہ سے کفارہ دینا چاہا پس دو روزے رکھکر تیسرے روز بیمار رہا کہ اسکو افطار کرنا پڑا تو از سر نو روزے رکھے اسی طرح اگر عورت تین ایام کے اندر حائض ہوگئی تو از سر نو ادا کرے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر متفرق قسمون کے کفارات لازم آئے پس اُس نے کفارون کی گنتی پر بردے آزاد کیے کہ ہر قسم کے مقابلہ کوئی رقبہ معین نہین کیا یا ہر رقبہ کو ان سب کی طرف سے کفارے کی نیت سے آزاد کیا تو استحسانا کفارات ادا ہو جاوینگے اور اسی طرح اگر ایک کفارہ کی طرف سے بردہ آزاد کیا اور دوسرے سے کھانا دیا اور تیسرے سے کپڑا دیا تو جائز ہے اسواسطے کہ ان انواع مین سے ہر نوع سے کفارہ مطلقاً ادا ہو جاتا ہے پس ان سب مین حکم یکسان ہوگا۔ مملوک جب تک آزاد نہوا اُسکا کفارہ روزے سے ہے اور اگر اُسکے مولےٰ نے اُسکی طرف سے کھانا دیا یا بردہ آزاد کیا یا کپڑا دیا تو کافی نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مملوک نے باجازت ولی مال سے کفارہ ادا کر دیا تو جائز نہوا یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اس حکم مین مکاتب و مدبر و ام ولد شامل ہوتے ہین اور جو سعایت کرتا ہو وہ بھی امام اعظم رح کے نزدیک اسی حکم مین شامل ہے اسواسطے کہ وہ مثل مکاتب کے ہے۔ اور اگر کسی نے کفارے مین دو روزے رکھے پھر تیسرے روز اسکو اسقدر ملگیا کہ طعام یا لباس سے کفارہ ادا کر سکتا ہے تو روزہ جائز نہوگا اور اسپر طعام یا لباس سے کفارہ دینا واجب ہو جائیگا۔ اور اگر تنگدست نے دو روز روزہ رکھکر تیسرے روز اسقدر پالیا کہ رقبہ آزاد کر سکتا ہے تو اسپر مال سے کفارہ دینا لازم ہوگا اور اس روز کا روزہ بہتر ہے کہ تمام کرے اور اگر اُسنے توڑ دیا تو اسپر قضا لازم نہوگی یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے۔ عورت اگر تنگدست ہو اور اُس نے روزہ سے کفارہ دینے کا قصد کیا تو اُسکے شوہر کو اختیار ہے کہ اسکو روزے سے منع کرے یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر غلام نے کفارہ قسم کے روزے رکھے پھر قبل اس سے فارغ ہونے کے آزاد کر دیا

ملہ غنی جو مسکین کا ضد ہے یعنی مالدار ۱۲

گیا اور اُسنے مال پایا تو روزے اُسکو کافی ہونگے۔ اور اگر فقیر نے چھہ روزے دو قسموں کے کفارہ میں رکھے تو اسکو کافی ہیں اگرچہ اُسنے تین دن کی ہر ایک کے واسطے نیت نہ کی ہو۔ اور اگر اُسکے پاس ایک کفارہ کا کھانا ہو پس اُسنے ایک کفارے سے روزے رکھ لیے پھر دوسرے کفارہ میں یہ کھانا دیا تو جائز ہوگا اور بعد کفارہ طعام دینے کے اسکو دوبارہ دوسرے کفارہ کے روزے رکھنے لازم آوینگے۔ اور کسی کا دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا خواہ زندہ ہو یا مردہ خواہ کفارہ میں ہو یا غیر کفارہ میں جائز نہیں ہے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی پر کفارہ قسم واجب ہوا اور اُسنے اسقدر نہ پایا کہ بردہ آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑا دیدے اور وہ ایسا بڈھا ہے کہ روزہ نہیں رکھ سکتا ہے اور نہ اُس سے اسکی کچھ امید ہے پس لوگوں نے چاہا کہ اسکی طرف سے روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا دیدیں یا وہ مرگیا اور وصیت کر گیا کہ میری طرف سے اسطرح ادا کر دیا جاوے تو جائز نہیں ہے کہ اسکی طرف سے کھانا دیویں اور نہ اسکو کافی ہوگا الا آنکہ وہ خود دس مسکینوں کو کھانا دیدے یا اسکی طرف سے دیا جاوے بشرط وصیت۔ اور اگر اُسنے وصیت نہ کی اور لوگوں نے خود چاہا کہ اسکی طرف سے کفارہ دیدیں تو دس مسکینوں کے کھانے یا کپڑے سے کم کافی نہ ہوگا اور یہ روا نہیں ہے کہ وے لوگ اسکی طرف سے بردہ آزاد کریں یہ سراج وہاج میں ہے۔ ایک مرد نے ایک بردہ اپنے کفارہ قسم میں آزاد کر دیا اور نیت فقط اپنے دل میں کی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور زبان سے آزاد کر دینے کو کہا تو کافی ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ایسا نہ کرونگا پھر بھول گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تھی یا طلاق کی یا روزہ کی تو مشائخ نے فرمایا کہ اسپر کچھ نہیں ہے یہانتک کہ اسکو یاد آوے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ شیخ محمد بن شجاع سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی بطلاق اور یہ اسکو یاد ہے مگر وہ کہتا ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں اُسوقت بالغ تھا یا نہ تھا تو فرمایا کہ اسپر حانث ہونیکی جزا کچھ نہ ہوگی جب تک یہ نہ جانے کہ اسوقت وہ بالغ تھا جب قسم کھائی تھی زید نے عمرو کی جورو کو زنا کی تہمت دی پس عمرو نے کہا کہ وہ بسہ طلاق طالقہ ہے اگر آج کے روز اسکا زنا ظاہر ہوا پھر دن گذر گیا اور اسکا زنا ظاہر ہوا تو طلاق واقع ہوگی اور ظاہر ہونے کی یہی صورت ہے کہ چار مرد گواہی دیں یا وہ عورت خود اقرار کرے ایک مرد اپنی جورو کا کپڑا لیکر رنگریز کے پاس گیا تاکہ وہ رنگ کر دے پس اسکی جورو نے کہا کہ تو اسواسطے لے گیا کہ اسکو فروخت کر دے پس شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر میں نے اسکو رنگا ہو تو تو طالقہ ہے پھر رنگریز نے اسکے بعد اسکو رنگا تو وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر ایک شخص پر کفارہ قسم ہے اور وہ اُس حالت میں مرگیا یا قتل کیا گیا تو کفارہ اسکو ساقط نہوگا اور کفارہ ظہار کا بھی یہی حکم ہے ایسا ہی فقیہ ابوبکر بلخی سے منقول ہے اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ کفارہ ظہار ساقط ہو جائیگا بخلاف کفارہ یمین کہ ساقط نہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر حانث ہونے سے پہلے کفارہ ادا کر دیا تو کافی نہوا مگر اسکو مسکین سے واپس نہیں لے سکتا ہے اسواسطے کہ یہ صدقہ ہوا ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اسکے متصلات میں مسائل نذر ہیں جب کسی نے نذر مطلق کی یعنی اسکا وفا کرنا واجب ہے

لہ پس اگر یاد آیا کہ طلاق کی قسم یا طلاق کی تھی تو اسکا موجب واجب ہوگا اور اگر روزہ کی تھی تو بدون [illegible] نذر مطلق جسکے ساتھ کسی دن و مہینہ وغیرہ کی تعیین نہ [illegible] جاوے [illegible]

کذا فی الہدایہ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو مجھپر حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی امر طاعت واجب ہو پھر وہ فعل کیا تو یہ چیز جو اپنے اوپر واجب کر لی ہو ادا کرنی واجب ہوگی اور اس صورت مین ہمارے نزدیک موافق ظاہر الروایۃ کے اسپر کفارہ قسم نہین واجب ہوگا اور امام محمد رہ سے مروی ہو کہ جسنے نذر ایسی شرط پر معلق کی جسکا ہونا چاہتا ہو جیسے کہا کہ اگر اللہ تعالی میرے مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو واپس بھیجدے تو پندرہ فقیر کھلاؤن تو ایسی صورت مین کفارہ دیکر اس سے خارج نہین ہو سکتا ہو کذا فی المبسوط بلکہ بعینہ جو بیان کیا ہو اسپر واجب ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اور اگر نذر ایسی شرط پر معلق کی جسکا ہونا نہین چاہتا ہو - جیسے دار مین داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت مین اسکو اختیار رہیگا کہ چاہے کفارہ قسم دیدے یا جو بعینہ التزام کیا ہو وہ دیدے اور مروی ہو کہ امام اعظم رہ نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کیا ہو کہ اسکو اسی طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور شیخ اسمٰعیل زاہد اسی پر فتوی دیتے تھے اور شیخ مؤلف رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ میرے نزدیک بھی یہی مختار ہو کذا فی المبسوط اور یہ تفصیل ہی صحیح ہو یہ ہدایہ مین ہو - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر نماز واجب ہو تو اسپر دو رکعت واجب ہونگی اور اسی طرح اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہو کہ مین نماز پڑھون یا کہا کہ نصف رکعت تو بھی یہی حکم ہو کہ دو رکعت واجب ہونگی اور اگر کہا کہ تین رکعت تو چار رکعتین واجب ہونگی یہ فتاوی حاوی قدسی مین ہو - اور اگر نماز بغیر وضو کے نذر کی تو اسپر کچھ واجب نہین ہو اور اگر نذر کی کہ نماز بغیر قراءت کے یا ننگے پڑھیگا تو نماز واجب ہوگی - اور اگر نذر کی کہ فریضہ ظہر آٹھ رکعتین پڑھون یا کہا کہ اگر خدا تعالی مجھے دو سو درم عطا فرماوے تو دس درم زکوۃ مجھپر واجب ہین تو اسپر فقط چار رکعتین ظہر کی اور فقط پانچ درم زکوۃ کے واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہو - اور اگر کسی نے کسی خاص جگہ روزہ رکھنے یا نماز پڑھنے کی نذر کی تو ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہو اور امام اعظم رہ و امام محمد رہ نے فرمایا کہ اسکو اختیار ہو کہ جہان چاہے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یہ سراج وہاج مین ہو اور اگر وقت کی خصوصیت کی چنانچہ کل کے روز نماز پڑھنے کی نذر کی پھر اسنے آج ہی پڑھ دی تو امام اعظم رہ و امام ابو یوسف رہ کے نزدیک ادا ہو گئی اور اگر نذر کی کہ کل کے روز دراہم صدقہ کریگا اور آج کے روز ہی اسکو صدقہ کر دیا تو بالاتفاق کافی ہو یہ حاوی قدسی مین ہو - ایک نے اپنے اوپر اسقدر سے زائد نذر مین واجب کیے جتنے اسکی ملک مین ہین تو بقول مختار اسقدر واجب ہونگے جو اسکی ملک مین ہین چنانچہ کسی نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا تو مجھپر ہزار درم صدقہ کرنے واجب ہین حالانکہ اسکی ملک مین فقط سو درم ہین تو سو درم صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ وجیز کردری مین ہو - اور اگر اسکے پاس مال و اسباب سو درم کا ہو تو فروخت کر کے اسکو صدقہ کر دے اور اگر فقط دس درم کا ہو تو دس درم صدقہ کر دے اور اگر اسکے پاس کچھ نہو تو اسپر کچھ نہین ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہو کہ یہ بکری ہدی[1] بھیجون حالانکہ یہ بکری دوسرے کی ملک ہو تو نذر صحیح نہین ہو - اور اسپر کچھ لازم نہوگا ہان اگر اسنے قسم کی نیت کی ہو تو قسم منعقد ہو جائیگی اور درصورت حانث ہونے کے اسپر کفارہ قسم لازم آویگا

ف ۱ ہدی وہ جانور ہو جو قربانی کے واسطے مکہ بھیجا جاتا ہو ۔

اور اگر کہا کہ واللہ ضرور یہ بکری اہدی بھیجونگا تو ضرور قسم ہو جائیگی یہ محیط میں ہی۔ اور اسی طرح اگر عربی میں کہا لاہدین
ہذہ الشاۃ یعنی بلام قسم و نون تاکید بیان کیا تو قسم منعقد ہو جائیگی یہ وجیز کردری میں ہی۔ اور اگر ایسی چیز کی نذر
کی جو معصیت ہی تو نہیں صحیح ہی اور اگر اسکو کیا تو اُسپر کفارہ لازم آویگا۔ اور اگر اپنے فرزند کے ذبح کی نذر کی تو اُسپر
بکری ذبح کرنی استحساناً لازم ہوگی اور اگر فرزند قتل کرنے کی نذر کی تو صحیح نہیں ہی اور اگر غلام ذبح کرنے کی نذر کی
تو امام محمدؒ کے نزدیک نذر صحیح ہی اور شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک نہیں صحیح ہی اور اگر والد یا والدہ کے ذبح کی نذر
کی تو اسمیں امام ابو حنیفہؒ سے دو روایتیں ہیں جنمیں سے صحیح یہ ہی کہ ایسی نذر نہیں صحیح ہی یہ محیط سرخسی میں ہی اور
اگر اپنے پوتے کے ذبح کی نذر کی تو امام اعظمؒ سے دو روایتیں ہیں جنمیں سے ایک روایت میں مذکور ہی کہ اُسپر کچھ لازم
نہو گا اور یہی اظہر ہی۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی پس اگر حج یا عمرہ وغیرہ کی نیت کی تو جو اُس نے نیت کی ہی
اُسپر واجب ہوگا اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو تو اُسپر کفارۂ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ کسی معصیت پر قسم
کھائی تو اُسپر کفارۂ قسم واجب ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی اور اسکی نیت میں روزے ہیں اور کسی عدد
کی نیت نہیں کی تو حانث ہونے پر اُسپر تین روز کے روزے واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر صدقہ کی نیت
کی اور عدد کی نیت نہیں کی تو اُسپر دس مسکینوں کا کھانا ہر مسکین کے واسطے نصف صاع گیہوں واجب ہونگے
یہ مبسوط میں ہی۔ ایک شخص نے کہا کہ ہزار درم از مال من بدرویشان دادہ۔ اور اسکے آگے کہنا چاہتا تھا کہ
اگر ایسا کروں مگر کسی نے اسکا منھ بند کر لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ احتیاطاً صدقہ کر دے اور اگر اس صورت میں طلاق
یا عتاق کی نذر و قسم ہو تو واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں کفالت مالی یا جانی کروں تو اللہ تعالیٰ کے
واسطے مجھپر ایک پیسہ صدقہ کرنا واجب ہی پھر اُسنے مال یا جان کی کفالت کی تو اُسپر ایک پیسہ صدقہ دینا واجب ہوگا
ایک نے کہا کہ میرا مال فقراے مکہ پر صدقہ ہی اگر ایسا کروں پھر حانث ہوا اور اُسنے فقراے بلخ یا کسی اور شہر کے
فقیروں پر صدقہ کر دیا تو جائز ہی اور نذر سے نکل گیا۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اس غم سے جسمیں ہوں نجات پائی تو
مجھپر واجب ہی کہ دس درم نکالکر روٹی صدقہ کروں پس اگر اُسنے دس درم کی روٹیاں صدقہ کر دیں یا انکا ثمن دس
درم صدقہ کر دیے بہر طور جائز ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اپنی دختر کا نکاح کر دیا تو ہزار درم میرے مال سے
صدقہ ہیں ہر مسکین کو ایک درم پھر اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور ہزار درم ایکبارگی ایک مسکین کو دیدیے تو جائز ہی
ایک نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے اچھا ہو گیا تو ایک بکری ذبح کرونگا پھر اچھا ہو گیا تو اُسپر کچھ لازم نہوگا
الا آنکہ اسطور سے کہے کہ اگر میں اس مرض سے اچھا ہو گیا تو مجھپر اللہ کے واسطے ایک بکری ذبح کرنی واجب ہی تو
ذبح کرنی واجب ہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر میں نے اپنے راس المال سے تجارت کی اور وہ ہزار درم ہیں پھر
اللہ تعالیٰ نے مجھے اسمیں نفع دیا تو میں اللہ تعالیٰ کے واسطے حج کرنے کے لیے جاؤنگا پھر اُسنے تجارت کی اور

سلہ قال المترجم یہ اسوقت ہی کہ بعبارت عربی صیام اسکی نیت میں ہوں اور اگر بلفظ اردو روزے ہوں تو ظاہر
یہ ہی کہ اُسپر دو روزے واجب ہونگے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

اسکو کچھ سبت نہین بڑھا تو مشائخ نے فرمایا کہ اس نذر سے اُسپر کچھ لازم نہو گا - ایک نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا
تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہے کہ اپنے قرابت دارون کی ضیافت کرون پھر حانث ہوا تو اُسپر کچھ واجب نہو گا
اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر کذا وکذا کھانا دینا واجب ہے تو اسپر یہ لازم آجاویگا - ایک نے کہا کہ
میرا مال مساکین کو ہبہ ہے تو یہ نہین صحیح ہے الا آنکہ صدقہ کی نیت کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اگر کہا کہ اگر اللہ تعالی نے
مجھے جورو موافق نصیب کی تو مجھپر ہر جمعرات کا روزہ اللہ تعالی کے واسطے واجب ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ موافق جورو
وہ ہے کہ یہ جو اسکو نفقہ دے اس نفقہ پر راضی وقانع ہو اور جو تمتع اس سے چاہے آسمین اسکو دریغ نہو یہ وجیز کردری
مین ہے - ایک شخص نے نذر کی کہ ایک دینار کو غنی لوگون پر صدقہ کرے تو صحیح نہ ہونی چاہیئے اور بعض نے فرمایا کہ اگر
ابن السبیل کی نیت کی ہو تو صحیح ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے - ایک نے نذر کی کہ اللہ کے واسطے مجھپر مسکینون کا کھانا ہے تو جتنے
مسکین اور جسقدر کھانا اسکی نیت ہو اسی قدر واجب ہو گا اور اگر کچھ نیت نہو تو دس مسکینون کا ہر مسکین کے واسطے نصف صاع
گیہون واجب ہونگے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر مسکین کا کھانا ہے تو استحسانًا اُسپر نصف صاع گیہون
یا ایک صاع چھوارے یا جو واجب ہو گا - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر دس مسکینون کا کھانا ہے اور مقدار طعام بیان نہ کی
پھر اُسنے پانچ مسکینون کو کھلا دیا یہ نہین جائز ہے - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر اس مسکین کو یہ طعام دینا واجب ہے پھر دوسرے
مسکین کو یہ طعام دیا تو نذر ادا ہو گئی - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر اس مسکین کو کچھ چیز کھلانا واجب ہے یعنی چیز معین نہ کی تو
ضرور ہے کہ اسی مسکین کو کھلاوے اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر دس مسکین کا طعام واجب ہے حالانکہ اسکی نیت یہ نہین ہے
کہ یہ تعداد دس فقیرونکو کھلاؤن بلکہ یہ نیت ہے کہ ایک کو اسقدر دون کہ جو دس کو کافی ہوتا ہے تو ایکو دینا کافی ہے اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے
کچھ کھانا دینا دس کو تو واجب ہے تو جائز ہو گا جبتک کہ دس کو نہ کھلا دے یہ سب منتقی مین مذکور ہے محیط مین ہے ایک نے ہزار مسکین پر صدقہ کرنیکی نذر
کی پھر اُسنے جو مقدار ہزار کو دینی اُنپر اوپر واجب کر لی تھی وہ ایک ہی کو دیدی تو عہدہ سے نکل جائیگا یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے
منقول ہے اور اگر درم معین صدقہ دینے کی نذر کی پھر دوسرا درم نذر مین صدقہ دیا تو ادا ہو گئی یہ فتح القدیر مین ہے اور
اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہے کہ مین اسکے رقبہ کو آزاد کرون اور وہ اُسکی ملک مین ہے تو اُسپر واجب ہے کہ نذر کو
وفا کرے اور اگر وفا نہ کی تو گنہگار ہو گا مگر قاضی کو یہ اختیار نہین ہے کہ اُسپر جبر کرے یہ خلاصہ مین ہے منتقی مین ہے کہ
اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر ایک نسمہ آزاد کرنا ہے پس ایک اندھا بردہ آزاد کیا تو نہین جائز ہے اور اگر کہا کہ البتہ مین
ایک نسمہ آزاد کرونگا پس اندھا آزاد کیا تو قسم پوری ہو گئی یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہے
کہ ایک جزور ذبح کرون اور اسکا گوشت صدقہ کرون پس بجاے اسکے سات بکریان ذبح کر دین تو جائز ہے یہ خلاصہ
مین ہے شیخ عبد العزیز بن احمد حلوائی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر مین نے ایک رکعت نماز پڑھی
تو مجھپر اللہ کے واسطے واجب ہوا کہ ایک درم صدقہ کرون اور اگر مین نے دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے
مجھپر واجب ہے کہ دو درم صدقہ کرون اور اگر مین نے تین رکعت نماز پڑھی تو اللہ کے واسطے مجھپر تین درم صدقہ کرنا واجب
ہے اور اگر چار رکعتین پڑھین تو اللہ کے واسطے مجھپر چار درم صدقہ کرنے واجب ہین پھر اُسنے چار رکعتین پڑھین تو

فرمایا کہ اُسپر دس درم صدقہ کرنے واجب ہین یہ تتمیمہ مین ہو۔ اور عیسیٰ بن ابان اپنے نوادر مین اور ابن سماعہ
نے وصایا مین امام محمد رح سے روایت ذکر کی ہو کہ ایک نے اپنے غلام معین کے آزاد کرنے کی نذر کی اور اُسکو
فروخت کیا پس اگر اسکے خرید لینے پر قادر ہو تو اسپر واجب ہوگا کہ اسکو خرید کرکے آزاد کرے اور اگر اُسکے
خریدنے پر قادر نہ ہوا اور اُس سے اس معین کا آزاد کرنا ممکن نہو تو اُسپر کچھ نہین واجب ہو مگر اللہ تعالیٰ سے استغفار
کرے اور اگر اُسکی قیمت یا ثمن صدقہ کر دیا تو کافی ہوا۔ اور امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی نے عربی زبان
مین کہا ان کان ما فی یدی دراہم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ مین ہو اگر دراہم
ہون الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ مین ہو وہ مسکینون کو صدقہ ہو یعنے سوائے تین کے اگر دراہم رہین تو
سب صدقہ ہین پھر دیکھا گیا تو اسکے ہاتھ مین کل پانچ درم یا چار درم ہین تو اُسپر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ آویگا اور
اگر چھ درم یا زیادہ ہون تو اُسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا اور اگر کہا کہ ان کان فی یدی من الدراہم الا ثلثۃ
فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین۔ یعنی اگر میرے ہاتھ مین درمون سے ہون الا تین تو سب جو کچھ میرے ہاتھ
مین ہو مسکینون پر صدقہ ہو پھر اسکے ہاتھ مین پانچ یا چار درم نکلے تو اسپر سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ
ان کان ما فی یدی من الدراہم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ مین اگر درمون سے
ہون الا تین وہ سب مسکینون پر صدقہ ہین پھر اسکے ہاتھ مین پانچ یا چار نکلے تو اسپر کچھ صدقہ کرنا واجب نہین ہو
اور اگر کہا کہ اگر میرے ہاتھ مین اکثر تین درم سے ہون تو یہ مسکینون کو صدقہ ہین پس اسکے ہاتھ مین پانچ یا چار دراہم
نکلے تو سب صدقہ کرنے واجب ہونگے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر دانہ کہ تخم ریزی کی مین نے یا دریا مین
پھینکدیا وہ صدقہ ہو پس جو بویا ہو اگر بونے کے روز وہ اسکی ملک تھا تو نذر صحیح ہوگی اور اسکے مثل دانہ یا اسکی
قیمت صدقہ کر دیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ ہر کپڑا جسکو مین نے جلایا وہ صدقہ ہو تو ایسا حکم نہوگا اسواسطے کہ جلانے سے
وہ باقی نہین رہا ہو۔ اور اگر مین نے یہ غلام اپنا اجرت پر دیا تو اُسکی اجرت صدقہ ہو پھر اُسکی اجرت خود کھالی تو
اسکے مثل صدقہ کرے اور اسمین حیلہ یہ ہو کہ اس غلام کو فروخت کرے پھر بحکم مشتری اُسکو اجرت پر دیدے پس
قسم منحل[ع] ہو جائیگی پھر اسکو خریدے پھر اپنے آپ اجرت پر دے تو اُسپر کچھ لازم نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر
مین نے تیرے گھر مین یہ کپڑا پہنا یا کہا کہ جب تک تیرے پاس ہون یہ کپڑا پہنا یا یہ زیور پہنا تو یہ ہدیہ ہو تو اسمین
حیلہ یہ ہو کہ اسکو ہبہ کرے پھر پہنے پس قسم منحل ہو جائیگی پھر اپنے ہبہ سے رجوع کرے یہ عتابیہ مین ہو۔ امام ابو یوسف
نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر مین نے اپنا یہ غلام فروخت کیا تو اُسکی قیمت مسکینون پر صدقہ ہو پھر اسکو
فروخت کیا اور مشتری نے غلام مین کوئی عیب پاکر بائع کو واپس کر دیا اور یہ امر قبل یا بعد قبضہ کے واقع ہوا

ل قال المترجم اسکی یہ وجہ ہو کہ چار رکعت مین ایک رکعت اور دو رکعت اور تین رکعت بھی داخل ہین تو سب کا مجموعہ دس درم ہوئے لیکن یہ محض قیاس ہو اور عرف شائع یہ ہو کہ فقط چار درم لازم آوین کیونکہ عرف مین یہی مطلب ہوتا ہو کہ اگر فقط ایک رکعت ہو تو ایک درم و علی ہذا تو یہان چار رکعت کے سوا سے کچھ واجب نہوگا واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

ع قال المترجم اگر اردو زبان مین کہا ہو یا فارسی مین تو پانچ ہونے کی صورت مین بھی پانچون کل صدقہ کرنا واجب ہوگا اور چار مین نہین بلکہ اگر اردو یا فارسی مین کہا ہو تو سب صدقہ کرنے واجب ہونگے بشرطیکہ اسکے ہاتھ مین پانچ درم ہون ۱۲ منہ

ع منحل یعنے اتر جائیگی ۱۲ منہ

تو بائع پر اسکا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔ اور اگر دونون نے باہم قبضہ کر لیا ہو پھر مشتری نے غلام کو بسبب عیب کے واپس کر دیا اور ثمن درم یا دینار ہین تو بائع پر اُسکے مثل صدقہ کرنے واجب ہونگے۔ اور اگر ثمن کوئی اسباب ہو پس اگر مشتری نے بحکم قاضی واپس کیا ہو تو بائع پر کچھ صدقہ واجب نہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا ہو تو اسکی قیمت صدقہ کریگا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا مگر ثمن اسکو نہین دیا یہانتک کہ غلام مذکور بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس کیا تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہین ہے خواہ ثمن درم و دینار و عروض کسی جنس سے ہو۔ اور اگر رد کر دینا بغیر حکم قاضی واقع ہوا ہے تو اُسکے مثل صدقہ کرے۔ اور اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا اور ثمن اسباب ہے اور مشتری کو غلام نہین سپرد کیا یہان تک کہ غلام اُسکے پاس ہلاک ہو گیا تو ثمن مشتری کو واپس کر دے اور کچھ صدقہ کرنا اُسپر واجب نہین ہے اور اگر ثمن اس صورت مین درم یا دینار ہون تو اُسکے مثل صدقہ کرے اور اگر غلام مذکور قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے استحقاق مین لے لیا گیا یعنی کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو بعینہ ثمن کو واپس کریگا خواہ کسی جنس سے ہو اور اسپر واجب نہین ہے کہ کچھ صدقہ کرے۔ اور اگر غلام مین کفارہ سے آزاد کرنے کی نذر کی پھر کفارہ کھانا دیکر ادا کر دیا تو نذر باطل ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ بدنہ بعوض جزائے صید کے جو اسپر واجب ہے ہدی بھیجونگا پھر روزے رکھ لیے یا کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اسی طرح اگر نذر کی کہ یہ کپڑے کفارہ مین دونگا پھر کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اگر اناج کفارہ مین دیا مگر اناج اسکی قیمت کو نہین پہونچتا ہے تو بقدر زیادتی کے صدقہ کرے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان درمون کے عوض تیرے ہاتھ کچھ فروخت کیا اس کر کے عوض کچھ فروخت کیا تو یہ دونون صدقہ ہین پھر انکے عوض کچھ فروخت کیا تو کر کو صدقہ کرے جبکہ قبضہ کر لے اور درمون کا صدقہ کرنا اُسپر واجب نہین ہے اسواسطے کہ ان درمون کا سبب ملک بیع نہین ہے الا اُس صورت مین کہ یہ درم بائع کے ہاتھ مین ہون کہ بلفظ بیع انکا مالک ہو گیا تو انکا صدقہ کرنا بھی واجب ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان درمون کے عوض کچھ خرید لیا یا مین نے تجھے یہ درم ہبہ کیے تو صدقہ ہین پھر ان درمون کے عوض کچھ خریدا یا ہبہ کیے درحالیکہ اُسکے ہاتھ مین تھے تو اُسپر انکا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر سپرد کر دیے ہون تو اُنکے مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا اسواسطے کہ وقت حانث ہونے کے اُسکے قبضہ ملک مین تھے حتی کہ اگر وقت خرید کے بائع کے ہاتھ مین ہون یا وقت ہبہ کے موہوب لہ کے ہاتھ مین ہون تو اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام بعوض اُس کر کے اور بعوض ان ہزار درم کے خرید کیا تو یہ دونون مساکین پر صدقہ ہین پھر ان دونون کے عوض غلام خریدا تو اُسپر ہزار درم کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور کر کا صدقہ واجب نہوگا اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے چاہا کہ ایک غلام کسی شخص سے ہزار درم کو خریدے پس ہزار درم مالک غلام کو دیدیے پھر اسطرح قسم کھائی کہ اگر مین نے یہ غلام ان ہزار درمون کے عوض خریدا اور انھین ہزار درم دیے ہوئے کی طرف اشارہ کیا تو یہ ہزار درم مسکینون پر صدقہ ہین اور مالک غلام نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام ان درمون کے عوض فروخت کیا تو

۱؎ یعنی حالت احرام مین کوئی شکار کیا ۱۲ ع ۲؎ یعنی صورتہائے مذکورہ مین ۱۲ ۳؎ یعنی ایک کر گیہون کے عوض ۱۲

درم مسکینون پر صدقہ مین اور اُسنے بھی انھین درمون کی طرف اشارہ کیا پھر مالک غلام نے انھین درمون کے
کے عوض غلام مذکور فروخت کیا تو بائع پر واجب ہو کہ ان درمون کو صدقہ کرے نہ مشتری پر یہ محیط مین ہو

تیسرا باب ۔ دخول و سکنی وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین ۔

اصل یہ ہو کہ قسمون مین جو الفاظ مستعمل ہون ہمارے نزدیک اُنکا مدار عرف پر ہو یہ کافی مین ہو ۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیت مین داخل نہونگا قال المترجم بیت وہ ہو جہان شب باشی کی عادت ہو پھر وہ شخص مسجد یا بیعہ یا کنیسہ یا آتش خانہ یا کعبہ یا حمام یا دہلیز یا ظلہ دروازہ مین داخل ہوا تو حانث نہوگا ۔ اور بعض نے فرمایا کہ دہلیز مین جو حکم مذکور ہوا وہ ایسی دہلیز کے حق مین ہو جو دروازہ سے خارج ہو اور اگر داخل دروازہ ہو اور وہان شب باشی ہو سکتی ہو تو حانث ہو جائیگا اور صحیح وہی ہو جو کتاب مین مطلقاً مذکور ہو اسواسطے کہ دہلیز مین سونے کی عادت نہین ہو اگرچہ ممکن ہو خواہ وہ خارج در ہو یا داخل ہو یہ بدائع مین ہو ۔ اور اگر صفہ مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور بعض نے کہا کہ یہ اسوقت ہو کہ صفہ چہار دیواری کا ہو جیسے اماموں رحمہم اللہ کے وقت مین صفہ ہوتے تھے اور بعض نے کہا کہ یہ جواب علی الاطلاق ہو اور یہی صحیح ہو یہ ہدایہ مین ہو ۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہ ہوگا پھر وہ مسجد منہدم ہو گئی اور وہان گھر بنایا گیا پھر گھر توڑ کر مسجد بنائی گئی پھر وہ داخل ہوا تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہوگا پھر بعد اُسکے منہدم ہو جانے یا بعد وہان دوسری مسجد بنائی جانے کے داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہو ۔ اور اگر قسم کھائی کہ پڑوسی کے گھر مین اس دار مین داخل نہونگا پھر اس دار مین اور بڑھایا گیا یعنی دوسرے دار کی زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھی ہوئی زمین مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ نہین حانث نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ پڑوسی کے گھر مین داخل نہونگا تو ایسی صورت مین بالاجماع حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مسجد مین داخل نہونگا پھر اس مسجد مین اور بڑھائی گئی اور بڑھائی ہوئی مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہو ۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد مین داخل نہونگا پھر اُسمین پڑوس کے گھر سے ایک ٹکڑا بڑھایا گیا پس وہ اُس بڑھائی ہوئی زمین مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان قوم کی مسجد مین داخل نہونگا پھر ایسی صورت مذکورہ مین بڑھائے ہوئے ٹکڑے مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اس دار مین داخل نہونگا پھر اُسمین زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ دار فلان مین داخل نہونگا پھر زمین بڑھائی گئی اور وہ بڑھتی مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان و ظہیریہ مین ہو ایک نے قسم کھائی کہ مسجد مین داخل نہونگا پھر اُسکی چھت پر کھڑا ہوا تو مختار یہ ہو کہ اسپر کھڑے ہونے سے حانث نہوگا بشرطیکہ قسم کھانے والا عجمی ہو [1] اور اسی پر فتوی ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہو ۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا پھر اُسکے منہدم اور میدان ہو جانے کے بعد داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا

---

۱ ظاہر مراد یہ ہو کہ یہ واقعہ عجم مین سوائے عرب کے واقع ہوا اور نیز یہ شخص عربی نہو اسواسطے کہ عرف عجم مین چھت کو مسجد نہین کہتے ہین پس مراد عرف سے عرف حالف ہو نہ عرف مقام سلطہ تقریر الکتاب فتامل ۱۲ منہ

اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہونگا پھر وہ خراب ہوگیا اور وہان دوسرا دار بنایا گیا پھر اسمین داخل ہوا تو حانث ہوجائیگا اور اگر وہ مسجد یا بستان یا حمام کردا گیا یا بیت کر دیا گیا پھر داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اسیطرح بعد حمام وغیرہ کے منہدم ہوجانے کے داخل ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار مین داخل نہونگا پھر ایک منہدم شدہ دار مین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر دار کا مسجد یا حمام یا بستان بنایا گیا پھر اسمین داخل ہوا تو بھی حانث نہوگا اور اگر دار صغیر تھا کہ اسکو بیت کیا یا راستہ اسکا شارع عام کی طرف نکال دیا یا کسی دوسرے دار کیطرف نکالدیا یا بعد بستان کرنے کے اسکو دار دیگر بنایا یا وہ بحر یا نہر ہوگیا پھر داخل ہوا تو بھی حانث نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بیت مین داخل نہ ہونگا یا بیت مین داخل نہ ہونگا پھر ایک بیت یا بیت معین کے منہدم ہوجانے کے بعد جب کہ اسمین کوئی عمارت نہ تھی داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر وہ دوسرا بیت کردیا گیا پھر وہ داخل ہوا تو بیت معین مین داخل نہ ہونے کی قسم کی صورت مین حانث نہوگا اور غیر معین کی صورت مین حانث ہوجائیگا۔ اور اگر چھت گرگئی اور دیوارین قائم ہین پھر داخل ہوا تو معین کی صورت مین حانث ہوگا اور غیر معین کی صورت مین حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہوگا پھر سوار ہوکر یا پیادہ اسمین داخل ہوا یا اُسنے کسی کو حکم دیا کہ وہ لادکر اُسکو اس دار مین لے گیا تو حانث ہوجائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر وہ جانور جسپر سوار تھا بدک گیا اور اسکے روکنے سے نہ رُکا حتی کہ اس دار مین داخل ہوگیا تو یہ حانث نہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر بدون اسکے حکم کے کوئی اسکو لادکر اندر لے گیا تو حانث نہ ہوگا خواہ اُس امر سے دل سے راضی ہو یا نہ راضی ہوا اور خواہ اُسکی امتناع پر قادر ہو یا نہ ہو یہ عامہ مشائخ کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے اور خواہ اسکو اس عمارت کے دروازہ سے لے گیا ہو یا اور طرف سے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہ ہوگا پھر اسکی دیوارون مین سے کسی دیوار پر کھڑا ہوا تو اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا اور اسیطرح اگر اسکی چھت پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اماموں رحمہم اللہ کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف مین چھت پر چڑھنے یا دیوار پر چڑھنے کو دخول دار نہین کہتے ہین پس حانث نہ ہوگا مگر صحیح وہی ہے جو کتاب مین مذکور ہوا ہے یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہ ہوگا پھر اسکی چھت پر سے اُترا یا ایسے درخت پر چڑھا کہ اسکی شاخین اس دار مین ہین پس ایسی شاخ پر کھڑا ہوا کہ اگر وہان سے گرے تو اس دار مین گرے تو حانث ہوجائیگا اور اسیطرح اگر اُسکی دیوار پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہے۔ شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر یہ دیوار اس دار اور پڑوسی کے مکان مین مشترک ہو تو حانث نہ ہوگا۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ قسم عربی زبان مین ہوا اور اگر فارسی یا اُردو مین قسم کھائی پھر ایسے درخت پر چڑھا کہ اُسکی شاخین اس دار مین ہین یا اُسکی دیوار پر کھڑا ہوا یا چھت پر چڑھا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور یہی مختار ہے اسواسطے کہ عجم مین اسکو دخول نہین شمار کرتے ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ بالا خانہ کا راستہ اگر اپنے نیچے کے

لہ کیونکہ بیت چار دیواری مع چھت ودروازہ کو بیت کہتے ہین اور معین جگہ کی قسم نہ تھی ع یعنے اول قول ۱۲

مکان سے نہ ہو بلکہ اسکا راستہ دوسرے دار مین سے ہو تو یہ بالا خانہ باعتبار راستہ کے دوسرے دار مین سے شمار ہوگا جسمین سے اسکا راستہ ہے یہ محیط مین ہے۔ قال المترجم یہ انکا عرف ہے اور ہماری زبان مین وہ جس دار مین سے حقیقۃً ہے اسمین شمار ہوگا فافہم واللہ اعلم۔ اگر طاق دروازہ مین بیٹھا یا کھڑا ہوا بایں حالت کہ اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو یہ دار سے باہر رہجاوے تو حانث نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اس دار کے پاخانہ سر راہ یا ظلہ سر راہ مین گیا حالانکہ پاخانہ وچھتے کا راستہ اسی دار سے ہے تو حانث ہو جائیگا اور اگر طاق دروازہ کے نیچے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا پس اگر چوکھٹ ایسی ہو کہ اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو باہر رہجاوے تو حانث نہ ہوگا اور اگر دروازہ بند کرنے سے اندر داخل رہے تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے دونون پاؤن مین سے ایک اندر داخل کیا تو حانث نہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ دار کا داخل وخارج برابر سطح ہو اور اگر داخل کی طرف نیچا ہو اور اُس نے اپنا ایک پاؤن اندر داخل کیا تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ ایسی صورت مین اکثر جزو اسکا اندر داخل شدہ ہو جائیگا اور شیخ امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہین ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ وہ کھڑے کھڑے داخل ہوا اور اگر وہ لیٹ کر داخل ہوا خواہ چت یا پٹ یا کروٹ اور دھنگ کر کچھ اندر داخل ہوا پس اگر اسکا اکثر بدن دار مین داخل ہوگیا ہو تو وہ داخل ہونے والا ہو گیا اگرچہ اُسکی پنڈلیان باہر ہون ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہے۔ اور اگر اپنا سر داخل کر دیا اور دونون پاؤن داخل نہ کیے تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر خالی ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لے لی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنا سر اور ایک قدم داخل کیا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اس دار کے دروازہ کی طرف دوڑتا ہوا چلا آیا اور ٹھوکر کھا کر پھسل کر اس دار مین داخل ہو گیا تو اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا اور اگر ہوا کے جھکولے نے اسکو پھینکا کہ وہ اس دار مین جا پڑا تو اسمین بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا بشرطیکہ رک نہ سکا ہو اور اگر کسی آدمی نے اسکو زبردستی مکان مذکور مین داخل کر دیا پس وہ اسمین سے نکل آیا پھر خود اپنی خوشی سے اسمین داخل ہوا تو اسمین بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حانث ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہ ہونگا الا راہ گذر کے طور پر (یعنی اسمین ہو کر گذر جانیکے طور پر ۱۲) تو ابن سماعہ نے کہا کہ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر وہ اسمین داخل ہوا اور حالیکہ اُسکا ارادہ یہ نہین ہے کہ وہان بیٹھے پھر بعد اسطرح داخل ہونے کے اسکی رائے مین ایسا امر ظاہر ہوا کہ وہان بیٹھنا چاہیے پس بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر اس دار مین کسی مریض کی عیادت کے واسطے داخل ہوا اور حالت ایسی ہے کہ اس عیادت مین اسکو بیٹھنا چاہیے ہے تو حانث ہو جائیگا اور اگر اس ارادہ سے داخل ہوا کہ بیٹھونگا نہین پھر اسکی رائے مین یہ مصلحت ظاہر ہوئی کہ بیٹھے (اگر بیٹھے ۱۲) پس بیٹھ گیا تو حانث نہوگا اور اصل مین مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہونگا الا بطور رہگذر کے پھر اسمین بیٹھنے کی نیت سے یا اسمین کسی مریض کی عیادت کی نیت سے یا اسمین کھانا کھانے کی نیت سے داخل ہوا اور وقت قسم کھانے کے اسکی کچھ نیت نہ تھی تو حانث ہو جائیگا لیکن اگر اسمین راہ روی

کے طور پر داخل ہوا اور بعد داخل ہونے کے اسکی راے مین کسی طور سے بیٹھنا مصلحت معلوم ہوا تو بیٹھنے سے
حانث نہوگا اسواسطے کہ راہ رو وہ ہے کہ وہان سے گذر جانے کی نیت سے داخل ہو پس بہ نیت مذکورہ داخل
ہونے سے حانث نہوگا ہان بغیر اس نیت کے اگر داخل ہو تو حانث ہو جائیگا۔ پھر فرمایا کہ اگر وقت قسم کھانے
کے داخل ہونے سے اسکی نیت یہ ہو کہ اسمین نہ رہوگا یعنی سکونت و نزول نہ کرونگا تو ایسی صورت مین اسکو ان
سب امور مذکورۂ بالا کی گنجائش ہے اور حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے
داخل نہوگا پس غیر دروازہ سے اسمین داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دوسرا دروازہ پھوڑ کر اسمین سے داخل
ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر قسم مین اسی دروازہ کی تعیین کر دی ہو تو دوسرے دروازہ سے داخل ہونے سے
حانث نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے اور اگر لفظ مین اسکی تعیین نہ کی ہو ولیکن دل مین نیت یہی ہو تو قضاءً اسکے قول
کی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین یا دار فلان مین داخل نہونگا پھر اس دار
کے نیچے سرداب کھودا اور اسمین داخل ہوا یا نیچے کاریز ہے جسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر کاریز مین سے
کوئی جگہ دار مین کھلی ہوئی ہو پس اگر زیادہ کھلی ہو یعنے اسقدر ہو کہ اہل دار اس کاریز سے بقدر کشادگی سے
انتفاع حاصل کرتے ہون یعنے پانی لیتے ہون تو جب اس مقام پر پہونچے گا تو حانث ہو جائیگا اور اگر کم ہو خفیف
کہ اہل دار کو اُس سے کچھ انتفاع حاصل نہ ہوتا ہو یہ فقط کاریز کی روشنی کے واسطے ہو تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین
ہے۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہون الا آنکہ مین بھول جاؤن تو میرا غلام آزاد ہے پس
بھولے سے اس دار مین داخل ہوا پھر یاد کے ساتھ اسمین داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین اس دار
مین داخل ہون الا بھولے سے تو میرا غلام آزاد ہے تو یاد کے ساتھ داخل ہونے پر حانث ہو جائیگا یہ بدائع مین
ہے اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہ ہونگا حالانکہ وہ اسمین موجود ہے پھر کئی روز اسمین رہا تو استحساناً
حانث نہوگا یہانتک کہ اسمین سے نکل کر پھر داخل ہووے یہ کافی مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے
روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اس دار مین کوئی بار داخل ہون الا آنکہ مجھے فلان حکم
کرے پس فلان نے اسکو ایکبار حکم کر دیا پس اگر وہ اس بار کے حکم سے داخل ہوا تو حانث نہوگا اور نیز بعد اسکے
اگر بلا حکم بھی داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اسکی قسم ساقط ہو گئی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین اس دار مین کوئی بار داخل ہوا
الا بحکم فلان تو میرا غلام آزاد ہے پھر فلان نے اسکو ایکبار داخل ہونے کا حکم دیدیا پھر دوسری بار بغیر حکم فلان داخل
ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اس صورت مین ہر بار اجازت ضروری ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ
ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تیرے اس دار مین آج کوئی داخل نہوگا تو
یہ قسم سواے مالک مکان کے اوروں پر ہوگی چنانچہ اگر مالک مکان خود داخل ہوا تو قسم کھانے والا حانث نہ ہوگا
اور اگر سواے اسکے دوسرا گیا تو حانث ہو جائیگا اور اگر خود قسم کھانے والا گیا تو بھی حانث ہو جائیگا یہ شرح
جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار کو اپنے قدمون سے طے نہ کرونگا پھر سوار ہو کر اسمین گیا تو

حانث ہو جائیگا - اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین اپنا قدم نہ رکھونگا پھر اسمین سوار ہو کر داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا
اور اگر اُسنے یہ نیت کی کہ حقیقت مین قدم نہ رکھونگا یعنی پیدل تو اُسکی نیت پر ہوگا اور اسی طرح اگر اسمین جوتا
پہنکر گیا یا بغیر جوتا پہنے تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین دار فلان مین قدم رکھون تو
میرا غلام آزاد ہے پس اُسنے اپنے ایک پاؤن کو اسمین داخل کیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق حانث نہوگا یہ محیط مین ہے
قال المترجم ہمارے عرف مین حانث ہونا چاہیے واللہ اعلم الا آنکہ روایت کتاب مین یون ہو کہ اگر مین اپنے
دونون قدم اسمین رکھون الے آخرہ تو ایسا نہ ہوگا فافہم - ایک شخص نے قسم کھائی کہ محلہ فلان مین داخل نہ ہونگا
پھر وہ ایسے دار مین داخل ہوا کہ اُسکے دو دروازہ ہین جسمین سے ایک اس محلہ مین ہے اور دوسرا دوسرے
محلہ مین ہے تو اپنی قسم مین حانث ہوگا ایک شخص نے قسم کھائی کہ بلخ مین نہ جاؤنگا تو یہ قسم خاص شہر پر قرار دیجائیگی
نہ اُسکے گانؤن پر - اور اگر قسم کھائی کہ مدینہ[1] بلخ مین داخل نہونگا تو قسم شہر بلخ اور اُسکے ربض پر ہوگی اسواسطے کہ
ربض بھی مدینہ مین شمار ہوتا ہے اور اگر قسم کھانے والے نے خاصۃً شہر کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر رکھا جائیگا اور
اگر قسم کھائی کہ فلان گانؤن مین نہ جاؤنگا پھر اُس گانؤن کی زمین مین گیا تو حانث نہ ہوگا اور قسم مذکور اُس گانؤن کی
آبادی پر قرار دیجائیگی - اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان بلد مین نجاؤنگا تو یہ قسم خاص اُسکی آبادی پر قرار دیجائیگی اسواسطے
کہ بلد اسی قدر کا نام ہے جو ربض کے اندر ہے - اور اگر قسم کھائی کہ بغداد مین داخل نہونگا تو اُسکے ہر دو جانب مین سے
جس جانب سے داخل ہوگا حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ مدینۃ السلام مین داخل نہوگا تو حانث نہوگا
جبتک کہ ناحیہ کوفہ سے داخل نہو اسواسطے کہ نام بغداد شامل ہے ہر دو جانب کو اور مدینۃ السلام ایسا نہین ہے
اور اگر قسم کھائی کہ رے مین داخل نہونگا تو شمس الائمہ سرخسی نے شرح اجارات مین ذکر کیا ہے کہ رے بنابر ظاہر الروایت
کے شہر و اُسکے نواح سب کو شامل ہے امام محمد رہ نے فرمایا کہ سمرقند و اوزجند خاص مدینہ کے نام ہین اور سغد و فرغانہ
و فاراب یہ شہرون مع نواح کے دیہات سب کو شامل ہین - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات مین داخل نہونگا
پس کشتی مین سوار ہو کر فرات سے گذرا یا فرات کے پل سے گذرا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ خاص پانی کے اندر
داخل نہووے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ بصرہ مین داخل نہوگا پھر اُسکے کسی گانؤن مین گیا
تو حانث ہو جائیگا - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بغداد مین داخل نہ ہوگا پھر کشتی مین سوار ہو کر بغداد سے گذرا تو امام محمد
نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف نے کہا کہ حانث نہوگا اور اسی پر فتوی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے -
اور اگر قسم کھائی کہ فلان پرگنہ یا فلان دیہہ مین داخل نہوگا تو اُسکی زمین مین جانے سے حانث نہوگا اور بعضون نے
کہا کہ اگر لفظ کورہ کہا یعنی کورہ مین داخل نہوگا تو کورہ بھی خالی آباد کا نام ہے پس اُسکی زمین مین داخل ہونے سے
حانث نہوگا اور یہی اظہر ہے اور مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ بخارا آیا آبادی کا نام ہے یا شامل نواح ہے اور فتوی
اسپر ہے کہ وہ فقط آبادی کا نام ہے اور شام سعدہ ایک ولایت کا نام ہے اور ایسے ہی خراسان اور ایلیا اور ارمینیہ چنانچہ

[1] مدینہ شہر و قصبہ ہے مع نواح الغرض اگر وہ مقام عموماً نواح کو بھی شامل ہو تو قسم سب پر ہوگی ورنہ فقط شہر پر ہوگی ۱۲

اگر انہین سے کسی مین داخل ہونے کی قسم کھائی تو انہین سے کسی گانون مین داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا
اور اسی طرح ترکستان بھی ولایت کا نام ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ اس کوچہ مین داخل ہوگا پھر اس
کوچہ کے کسی دار مین چھتون کی راہ سے داخل ہو گیا اور کوچہ مین قدم نہ رکھا تو فقیہ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ حانث
ہونے سے اقرب ہے اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ یہ حانث ہو جانے سے قریب تر ہے اور والوالجیہ مین کہا کہ
اسی پر فتوی ہے اور ظہیریہ مین لکھا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حانث ہوگا جب کہ وہ کوچہ مین نہین نکلا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے
اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے کوچہ مین نجاؤنگا پھر وہ اس کوچہ کی مسجد مین داخل ہو گیا بدون اسکے کہ اس کوچہ مین
داخل ہو تو حانث نہ ہوگا اور یہی مختار ہے یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مین داخل ہوگا اور کچھ
نیت نہین کی ہے پھر ایسے دار مین داخل ہوا جسمین فلان مذکور کرایہ پر یا عاریۃ رہتا ہے تو ناطفی نے ذکر کیا ہے کہ وہ
حانث ہو جائیگا اور اگر فلان مذکور کے مملوکہ دار مین داخل ہوا حالانکہ فلان اسمین نہین رہتا ہے تو بھی حانث ہو جائیگا
اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بیت مین داخل ہوگا پھر ایسے بیت مین داخل ہوا جس مین فلان مذکور کرایہ پر یا عاریۃ
رہتا ہے تو حانث ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مملوکہ مین داخل ہونگا پھر ایسے
گھر مین داخل ہوا جسکو اسنے دوسرے کو کرایہ پر دیدیا ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ وہ حانث ہو جائیگا - اور اگر قسم کے
کہا کہ فلان کی دوکان مین نہ جاؤنگا پھر اسکی ایسی دُکان مین داخل ہوا جسکو اُس نے دوسرے کو کرایہ پر دیا ہے پس
اگر فلان کی کوئی اور دُکان ہو جسمین وہ خود رہتا ہو تو وہ جس دُکان مین داخل ہوا ہے اس کے داخل ہونے سے حانث
نہ ہوگا اور اگر فلان مذکور دُکان مین رہنے مین معروف نہ ہو تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ ہم جانتے ہین کہ ایسی
صورت مین حالف نے فلان کی دُکان کہنے سے سکونت مراد نہین لی ہے بلکہ ملکیت مراد لی ہے - اگر قسم کھائی کہ مین فلان
کے دار مین نہ جاؤنگا پھر ایسے گھر مین گیا جو فلان کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہے پس اگر فلان مذکور اسمین
رہتا ہو تو حانث ہو جائیگا اور اگر نہ رہتا ہو تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ بیت فلان مین
داخل نہونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر اسکے دار کے صحن مین گیا تو حانث نہوگا جب تک کہ بیت مین داخل
نہ ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ عرف حضرات ائمہ رحمہم اللہ کے دیار کا ہے اور ہمارے عرف مین دار و بیت ایک ہی
ہے پس جب صحن دار مین داخل ہوگا تو حانث ہو جائیگا اور اسی پر فتوی ہے - قال المترجم اگر بیت کی تفسیر موافق
اسکی تعریف کے ہماری زبان مین کوٹھری ہو اور دار گھر ہو تو ہمارا عرف بھی موافق عرف ائمہ رحمہم اللہ تعالے
ہوگا والحمد للہ علی ذلک ہذا ہو الاقرب عندے واللہ اعلم - ایک شخص ایک منزل کے کسی بیت مین بیٹھا ہے
پس اُس نے قسم کھائی کہ مین اس بیت مین داخل نہونگا تو اسکی قسم اسی بیت پر واقع ہو گی جسمین بیٹھا ہے
اسواسطے کہ اسکے ماورا کو دار و منزل کے نام سے بولتے ہین قال المترجم ہذا اذا لم یکن فی المنزل
بیت آخر والا فلعلہ یتنعض ہذا الاستدلال فافہم - اور یہ حکم اسوقت ہے کہ قسم بزبان عربی ہو اور اگر قسم بزبان فارسی

ف ل اتنہ الا ہی ... نزدیک یہ ہے کہ جب یہ کہا کہ یہ مکان تو اشارہ ہو گا اگر سوائے اس مکان کے جہان بیٹھا ہے - دوسرے طرف راجع ہو تو [illegible]

ہو تو قسم اس منزل اور اس دار پر واقع ہوگی قال المترجم اور ہمارے عرف میں بنابر تفسیر مذکورہ بالا حکم موافق زبان عربی ہے واللہ اعلم اور اگر اُسنے کہا کہ میں نے یہی بیت جسمیں بیٹھا تھا مراد لیا تھا یعنی فارسی زبان میں قسم کھا کر یہ دعویٰ کیا تو دیانۃً اُسکی تصدیق کیجائیگی نہ قضاءً اسواسطے کہ فارسی میں لفظ خانہ نام کل کا ہے اور بیت کیواسطے اسم خاص ہوتا ہے جیسے تابخانہ وکاشانہ وزمستانی وغیرہ - قال المترجم وفیہ نظر فان تابخانہ وغیرہ ذلک مما من شانہ البیتوتۃ ینبغی ان یکون بیتا لا بخصوص اسمہ بل بالمعنی الذی ذکرنا وان کان لکل من ذلک اسم خاص ایضا وذلک لا یوجب عدم صدق العام علیہ فلیتامل - اور یہ سب اسوقت ہے کہ اُسنے کسی بیت معین کی طرف اشارہ نہ کیا ہو اور اگر کسی بیت معین کی طرف اشارہ کیا ہو تو اعتبار اُسکے اشارہ کا ہوگا - ایک شخص نے قسم کھائی کہ ایسے دار میں نہ جاؤنگا جسکو فلان خریدے پھر فلان نے ایک دار خریدا اور حالف کے ہاتھ اُسکو فروخت کر دیا پھر حالف اُسمین گیا تو حانث نہ ہوگا - اور اگر فلان نے دار خرید کر کے حالف کو ہبہ کر دیا پھر حالف اُسمین گیا تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ خرید اول کا حکم دوسری خرید سے مرتفع ہوگیا اور ہبہ سے مرتفع نہ ہوگا یہ فتاوےٰ قاضی خان میں ہے قال المترجم فاذا کانت الہبۃ بعوض ینبغی ان لا یحنث فانہا فی معنی البیع وفیہ مسامحۃ فافہم - قسم کھائی کہ دار فلان میں داخل نہ ہوونگا اور فلان کا ایک دار ایسا ہے کہ اسمیں رہا کرتا ہے اور دوسرا دار کرایہ پر چلتا ہے تو کرایہ والے گھر میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا بشرطیکہ کوئی دلیل ایسی اس مقام پر نہو کہ اسکی قسم کے عام یعنی دونوں کو شامل ہونے پر دلالت کرتی ہو یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر یوں کہا کہ واللہ میں اس دار فلان میں داخل نہونگا پھر فلان مذکور نے یہ دار کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر حالف اسمین داخل ہوا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث نہوگا یہ خلاصہ میں ہے - ایک عورت نے قسم کھائی کہ اسکا شوہر اسکے دار میں داخل نہوگا پس اُسنے اپنے دار کو فروخت کر دیا پھر اُسکا شوہر اس دار میں آیا پس اگر اسنے نیت کی تھی کہ ایسے دار میں داخل نہوگا جسمیں وہ رہتی ہو تو بیع کرنے سے قسم باطل نہ ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو قسم اُسکے دار مملوکہ پر وارد ہوگی پھر جب اُس نے بیع کر دیا تو قسم باقی نہ رہیگی یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہے - اور اگر قسم کھائی کہ زید کے دار میں داخل نہ ہونگا پھر زید نے اپنا نصف دار فروخت کیا مگر زید اسمین رہتا ہے پس حالف داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اس مکان کو بدل دیا ہو تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک داخل ہونے سے حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار میں داخل نہونگا پھر فلان نے اپنا دار فروخت کر دیا اور خود اُس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلا گیا پھر حالف مکان مذکور میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور یہ شیخین رحمہما اللہ کا قول ہے - اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کے گھر میں داخل نہوگا پس عورت نے اپنا گھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر حالف نے اُسکو مشتری سے کرایہ پر لے لیا پس اگر قسم کھا لینا عورت کی طرف سے کسی بات پر ہو تو حانث نہوگا اور اگر قسم بسبب کراہت اسی دار کے ہو تو حانث ہو جائیگا - ایک شخص نے فارسی میں قسم کھائی کہ در دار فلان داخل نشوم الا چیزی شگفت بود پھر اہل دار پر قتل یا ہدم یا آگ لگنے یا موت وغیرہ کی

کوئی بلا نازل ہوئی پس حالف داخل ہوا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار زید مین داخل نہونگا پس زید نے عمرو سے ایک دار مستعار لیا بدین غرض کہ اسمین طعام ولیمہ کرے پھر حالف اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا لیکن اگر عمرو اس دار کو خالی کر کے دوسرے مکان مین چلا گیا اور زید کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنا اسباب اسمین لے آیا تو پھر حالف کے داخل ہونے سے حالف حانث ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ابن رستم کہتے ہین کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک شخص معین کے مشہور دار مین داخل نہونے کی قسم کھائی مثلاً قسم کھائی کہ عمرو[ف] بن حریث کے دار مین داخل نہونگا یا اور کسی دار مین جو ایسا ہی اپنے مالک کے نام سے مشہور ہو جیسے دار حسن بن الصباح وغیر ذلک پھر عمرو بن حریث نے یا حسن بن الصباح وغیرہ نے اس دار کو جو انکے نام سے منسوب معروف ہے فروخت کر دیا پھر حالف اس دار مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا قال المترجم توضیح آنکہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فقیر محمد خان کے احاطہ مین یا کنوان کے محل مین داخل نہونگا پھر فقیر محمد خان نے اپنا احاطہ فروخت کر دیا یا کنوان نے یہ محل بیچ ڈالا پھر اسمین قسم کھانے والا داخل ہوا تو بھی حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ ایسے مواضع مین فقیر محمد خان و کنوان وغیرہ کا ذکر فقط شناخت کے واسطے ہے اور منظور وہ جگہ ہے کہ وہان داخل نہوگا پس جب وہان داخل ہوگا خواہ وہ فقیر محمد خان یا کنوان کے قبضہ و ملک مین ہو یا نہو بہر حال حانث ہو جائیگا فافہم۔ اور اگر ان دارون مین سے کسی ایسے دار پر قسم کھائی جو کسی نسبت سے معروف نہین ہے یعنی فقط فقیر محمد خان کا احاطہ کہکے معروف نہین ہے اگرچہ وہ مکان جسکے اندر داخل نہونے کی قسم کھائی ہے وہ فقیر محمد خان کی ملک ہو پھر فقیر محمد خان کی ملک سے نکلجانے کے بعد اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین دار فلان مین داخل نہونگا اور فلان مذکور اپنے باپ کے ساتھ ایک کرایہ کے مکان مین رہتا ہے جسکو اسکے باپ نے کرایہ پر لیا ہے تو حالف اسی مکان مین داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا قیاساً بر یکہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے دار مین داخل نہونگا پھر اس فلان مذکور کی جورو کے گھر مین جسمین یہ فلان مذکور بھی رہتا ہے داخل ہوا پس اگر اس شخص کا کوئی اور دار سوائے اس دار کے ایسا نہو کہ جو اسکی طرف منسوب ہو یعنی رہنے و ملک وغیرہ کی اضافت سے منسوب ہو تو حانث ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے دار مین داخل نہونگا پھر ایسے دار مین داخل ہوا کہ وہ اس عورت کے شوہر کا ہے اور یہ عورت بھی اسمین رہتی ہے پس اگر اس عورت کا اور کوئی مکان نہو تو حانث ہوگا اگر دوسرا مکان ہو تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ نوادر مین امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر قسم کھائی کہ دار فلان مین داخل نہ ہونگا پھر اس فلان کے دار کی ایک دکان مین جسکا دروازہ شارع عام پر ہے داخل ہوا حالانکہ اس دکان کا کوئی دروازہ اس دار مین نہین ہے تو اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ حمام مین سر دھونے کے واسطے داخل نہونگا پھر حمام مین اس غرض سے نہین بلکہ حمامی وغیرہ کو سلام کرنے کے واسطے داخل ہوا پھر وہان اُسنے سر بھی دھو لیا تو حانث نہ ہوگا اور بعض مشائخ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے

[ف] عمرو بن حریث و حسن بن الصباح کے نام سے دو مکان وہان مشہور ہین ۱۲ منہ

قسم کھائی کہ حمام میں داخل نہونگا پھر بیت السلخ میں داخل ہوا تو قسم میں حانث نہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے ایک مرد کا ایک دار ہے اسمیں بستان ہے پس زید نے قسم کھائی کہ میں اس دار میں داخل نہونگا پھر اس دار کے بستان میں داخل ہوا اور اس بستان کا دروازہ اسی دار کے گھرون کی طرف ہے اور کوئی دروازہ نہیں ہے اور ایک ہی چہار دیواری اس دار و بستان کو محیط ہے تو امام محمد رہ نے فرمایا کہ بستان میں داخل ہونے سے زید حانث نہوگا خواہ بستان اس دار سے بڑا ہو یا چھوٹا ہو اور اگر یہ بستان وسط دار میں واقع ہو اور اسکے گرداگرد اس دار کے بیوت ہون تو بستان میں داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف سے اس مسئلہ میں دو روایتین ہین ایک روایت میں وہی حکم ہے جو امام محمد رہ کا قول ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ بستان میں داخل ہونے سے حانث ہو جائیگا اگرچہ بستان وسط دار میں واقع نہو یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے فلان کو اپنے بیت میں داخل کیا تو میری جورو طالقہ ہے تو یہ قسم اسپر ہوگی کہ فلان مذکور اسکی اجازت سے داخل ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے فلان کو چھوڑ دیا کہ میرے بیت میں داخل ہو تو میری جورو طالقہ ہے تو یہ قسم اسکے علم پر ہوگی یعنے ہرگاہ جانا اور منع نہ کیا تو اُسنے چھوڑ دیا کہ داخل ہو جاوے پس حانث ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان میرے بیت میں داخل ہووے تو میری جورو طالقہ ہے تو یہ فلان مذکور کے داخل ہونے پر ہوگی خواہ حالف اسکو اجازت دے یا نہ دے یا جانے یا نہ جانے یعنی اگر وہ کسی حال میں داخل ہوا تو قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میرے اس دار میں کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے اور یہ دار اسی کا ہے یا دوسرے کا ہے پھر خود اسمیں داخل ہوا تو حانث نہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ اگر اس دار میں کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے تو اپنے داخل ہونے سے بھی حانث ہو جائیگا خواہ دار مذکور اسی کا ہو یا دوسرے کا ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ بقسم میں فلان کو اپنے دار میں داخل ہونے سے منع کرونگا پس اگر اسکو ایک مرتبہ بھی منع کر دیا تو قسم میں سچا ہو گیا پھر اگر دوسری دفعہ اسکو جاتے دیکھا اور نہ منع کیا تو اسپر کچھ نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اس دار میں داخل نہونگا پھر مالک دار نے اس دار کے پہلو میں ایک بیت خریدا اور بیت کا دروازہ اس دار میں چھوڑ دیا اور اس بیت کا راستہ اسی دار سے کر دیا اور وہ دروازہ جو پہلے اس بیت کا تھا بند کر دیا پھر قسم کھانے والا اس بیت میں بدون دار کے اندر داخل ہونے کے داخل ہوا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ بیت مذکور بھی دار میں سے ہو گیا۔ زید نے خالد بن عبداللہ سے کہا کہ اگر خالد بن عبداللہ اس دار میں داخل ہو تو خالد بن عبداللہ کی جورو طالقہ ہے پس خالد بن عبداللہ نے کہا کہ تم لوگ مجھپر اس امر کے گواہ رہو پھر خالد بن عبداللہ اس دار میں داخل ہوا تو اسپر اپنی جورو کی طلاق لازم ہوگی۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اس دار میں اور اس حجرہ میں داخل نہونگا پھر دار سے باہر نکلا پھر دار میں داخل ہوا اور حجرہ میں داخل نہوا تو جبتک حجرہ میں داخل نہو تب تک حانث نہوگا اور قسم ان دونون میں داخل ہونے پر واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کے خیمہ میں نہ داخل ہونگا اور یہ دونون شخص سفر میں ہین تو فرمایا کہ یہ قسم چھولداری و خیمہ و قبہ پر اور ہر منزل پر جسمین اُترنا واقع ہووے واقع ہوگی

لیکن اگر اُسنے ان تینون چیزون مین سے کوئی خاص چیز مراد لی ہو تو دیانت کی راہ سے اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ قال المترجم ہمارے عرف کے موافق زید کے حق مین گھر پر قسم واقع ہوگی الا آنکہ یہ لوگ صحرائی ہون فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس فسطاط (بڑا خیمہ ۱۲) مین داخل نہوگا حالانکہ یہ فسطاط ایک مقام پر گڑا ہوا ہی پھر وہانسے اُکھاڑ کر دوسرے مقام پر گاڑا گیا پھر اسمین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور یہی حکم چوبین قبہ کی صورت مین ہی۔ اور اسی طرح اگر لکڑی کی سیڑھی یا منبر ہو تو اسمین بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ ان چیزون کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے اُنکے نام مین تغیر و زوال نہین آتا ہی یہ بدائع مین ہی۔ قال خباء بدون کا خیمہ بالون کا ہوتا ہی فاحفظہ۔ اگر قسم کھائی کہ اس خباء مین داخل نہ ہونگا تو اعتبار اُسکی چوبون و نمدے دونون کا ہی اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط چوبون کا ہی اور بعض نے فرمایا کہ اعتبار فقط نمدے کا ہی پس بنا بر قول ثانی کے اگر نمدا بدل دیا گیا اور چوبین وہی باقی ہین پھر اسمین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اسکے برعکس[۱] کیا گیا تو حانث نہوگا اور بنا بر تیسرے قول کے اگر نمدا بدل دیا گیا اور چوبین وہی ہین تو اسمین داخل ہونے سے حانث نہوگا اور اگر اسکے برعکس کیا گیا تو حانث ہو جائیگا اور اصح وہی قول اول ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس بیت مین نہ جاؤنگا پھر ایک بیت مین داخل ہوا جسمین فلان مذکور موجود تھا مگر اُسنے داخل ہونے مین اُسکے پاس جانے کی نیت نہین کی تھی تو حانث نہوگا۔ دو شخصون مین سے ہر ایک نے قسم کھائی کہ مین اس دوسرے کے پاس نہ جاؤنگا پھر دونون ساتھ ہی ایک منزل مین داخل ہوئے تو دونون حانث نہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس نہ جاؤنگا تو شیخ الاسلام نے شرح مین ذکر فرمایا ہی کہ فلان کے پاس جانے سے عرف مین در صورت مطلق یہ لفظ ہونے کے یہ مراد ہوتی ہی کہ فلان کے پاس اُسکی زیارت و تعظیم کے واسطے ایسے مکان مین جہان وہ اپنے ملاقاتی و زیارت کنندہ لوگون کے واسطے بیٹھا کرتا ہی نہ جاؤنگا۔ اور امام قدوری نے بھی اپنی کتاب مین اسی طرف اشارہ فرمایا ہی کیونکہ امام قدوری نے ذکر فرمایا کہ اگر وہ اسکے پاس کسی مسجد یا چھتے یا دہلیز مین گیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر فسطاط یا خیمہ مین اُسکے پاس گیا تو بھی حانث نہوگا لیکن اگر وہ بدوی ہو تو اُسکے نشست کی جگہ یہی خباء و خیمہ ہوگی پس حانث ہو جائیگا اگر بہ نیت زیارت گیا۔ اور حاصل یہ ہی کہ اسمین عادت کا اعتبار ہی۔ اور ہمارے عرف مین اگر وہ مسجد مین اُسکے پاس گیا تو حانث ہو جائیگا ہان اگر مسجد مین داخل ہوا اور اُسکے پاس جانے کی نیت نہین کی یا نہین جانتا ہی کہ وہ اسمین ہی تو حانث نہوگا۔ اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر ایک قوم کے پاس گیا جنمین فلان مذکور بھی ہی مگر اُسنے اُسکے پاس جانے کا قصد نہین کیا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی حانث نہوگا مگر قضاءً[۲] اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور نیز قدوری مین فرمایا کہ فلان کے پاس جانے کے یہ معنے ہین کہ جاتے وقت اُسکے پاس جانے کا قصد ہو خواہ وہ اپنے بیت مین

---

[۱] برعکس یعنے چوبین بدلگئین اور نمدہ وہی باقی ہی ۱۲ منہ

[۲] یعنی مثلاً اُسنے یہ بھی قسم کھائی ہو کہ اگر مین اس قسم مین جھوٹا ہو جاؤن تو میری جورو طالقہ ہی پھر بعد اس واقعہ کے عورت نے دعوی کیا کہ مین طالقہ ہوگئی ہون تو قاضی اس معاملہ مین اگر اپنے حانث ہونے سے انکار کیا تو تصدیق نہ کریگا ۱۲ منہ

ہو یا کسی دوسرے کے بیت مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس اس دار مین داخل نہونگا پھر وہ دار مین داخل ہوا اور فلان اُس دار کے کسی بیت مین ہے تو حانث نہوگا اور اگر صحن دار مین ہوگا تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ وہ فلان کے پاس داخل ہونے والا جبھی ہوگا کہ جب اسکو مشاہدہ کرے و قال المترجم ہمارے عرف مین حانث ہو جانا چاہیے واللہ اعلم اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس اس گانون مین داخل نہونگا تو گانون مین داخل ہونے سے حانث نہوگا الا آنکہ گانون مذکور مین اُسکے پاس اسکے گھر مین داخل ہو جاوے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلان کے پاس داخل نہ ہونگا پس اُسکی موت کے پیچھے اُسکے پاس گیا تو حانث نہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا مین ان دونون دارون مین سے کسی ایک دار مین تو واللہ مین تجھے نہین مارونگا پھر دونون مین داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا اور اگر جزا مین یون کہا کہ تو مجھپر قسم ہے اگر مین نے تجھے مارا پھر دونون مین داخل ہوا یا ایک مین داخل ہوا پھر عورت کو مارا تو ہر بار کے داخلہ کا کفارہ قسم اسپر واجب ہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا تو واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا پھر دار مذکور مین داخل ہوا تو ایلاء کرنے والا ہو جائیگا پس اگر بعد داخل ہونے کے عورت سے جماع کیا تو حانث ہو جائیگا اور قسم باطل ہو جائیگی چنانچہ اگر دوسری بار داخل ہوا تو ایلاء کنندہ نہوگا کہ دوسری بار جماع کرنے سے اسپر دوسرا کفارہ لازم نہ آویگا۔ اور اگر دوسری بار کے داخل ہونے کے بعد چار مہینے بدون جماع کے گذر گئے تو عورت اُس سے بائنہ نہوگی اور اگر پہلی بار داخل ہونے کے بعد عورت سے جماع نہ کیا یہانتک کہ دوسری بار داخل ہوا تو وہ ایلاء کنندہ رہیگا پس جب اول بار کے داخلہ سے چار مہینہ بدون جماع کیے گذر جاوینگے تو عورت مذکور بائنہ ہو جائیگی اور پھر جب دوسری بار کے داخلہ سے چار مہینے پورے ہونگے تو بعد کو بائنہ بطلاق دیگر ہو جائیگی بشرطیکہ وہ پہلی طلاق بائنہ کی عدت مین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ تو مجھپر قسم ہے اگر مین تجھسے قربت کرون پھر دار مذکور مین دوبارہ داخل ہوا تو دو ایلاء سے مولی ہو جائیگا۔ اور اگر بعد ہر داخلہ کے اُس سے جماع کر لیا ہو تو اُسپر دو کفارے لازم آوینگے۔ اور اگر جماع نہ کیا ویسے ہی چھوڑ دی تو پہلے داخلہ سے چار مہینہ گذرنے پر بیک طلاق بائن ہو جائیگی اور جب دوسرے داخلہ سے چار مہینے پورے گذر جاوینگے۔ اور ہنوز وہ پہلی طلاق کی عدت مین ہے تو دوسری طلاق بائنہ بھی اسپر واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا تو تو طالقہ ثلث ہے اگر مین نے تجھسے قربت کی۔ پھر دار مذکور مین دوبارہ داخل ہوا تو قسم سچی ہونے کے حق مین ہر بار کے داخلہ مین وہ مولی ہوگا چنانچہ اگر مدت کے اندر اُس سے قربت کی تو وہ بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی اور اگر قربت نہ کی تو چار مہینہ گذرنے پر وہ بیک طلاق بائنہ ہوگی اور جب دوسرے داخلہ سے بھی چار مہینہ گذر جاوینگے تو دوسری طلاق سے طالقہ ہوگی ولیکن یمین سے زیادہ اسپر لازم نہین ہونگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا تو واسطے اللہ کے مجھپر اس غلام کا آزاد کرنا ہے اگر مین نے تجھسے قربت کی یا کہا کہ تو یہ غلام آزاد ہے اگر مین نے تجھسے قربت کی پھر دوبارہ داخل ہوا تو ہر بار کے داخلہ پر وہ ایلاء کنندہ ہوگا پس اگر عورت سے

قربت کرلی تو ایک قسم مین حانث[1] ہو جائیگا اسی طرح اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہو اگر مین نے تجھسے قربت کی پھر عورت سے بعد ایک روز کے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہو اگر مین نے تجھسے قربت کی تو قسم سچی ہونے کے حق مین یہ دو ایلاء ہین اور اگر قربت کی تو ایک قسم مین حانث ہوگا پس تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا پس اگر مین نے تجھسے قربت کی تو مجھپر ایک حج لازم ہو یا کہا کہ تو مجھپر قسم نذر ہو پھر اس دار مین دو بار داخل ہوا اور ہر داخلہ کے بعد عورت سے قربت کی تو اسپر دو حج یا جزا دو قسم واجب ہوگی اور اسی طرح اگر لزوم حج کے پیچھے شرط[2] قربت بیان کی ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین اس دار مین داخل ہوا پس مین نے تجھ سے قربت کی تو مجھپر ایک حج واجب ہو پھر دار مین داخل ہوا پھر عورت سے قربت کی تو اسپر دو حج لازم ہونگے اور اگر دار مین داخل ہوا یا عورت سے قربت کی ایکبار تو اسکے ذمہ لازم نہین ہو الا ایک ایلاء۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ داخل ہوا مین اس دار مین تو واللہ مین نے تجھسے قربت نہ کی تو یہ کہنا یا یہ کہنا کہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا دونون برابر ہین کہ ایک ہی بار حانث ہوگا قال المترجم یہ زبان عربی مین مستقیم ہو کہ کلما دخلت ہذہ الدار لم اقربک واللہ۔ اور ہماری زبان مین اس صورت مین تامل ہو واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو یہ قول اور قولہ ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا دونون یکسان ہین۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھسے قربت کی تو تو طالقہ ہو ہر بار کہ مین داخل ہوا اس دار مین تو وہ ایلاء کرنے والا نہو جائیگا اور اگر عورت سے قربت کرنے کے بعد دار مذکور مین داخل ہوا تو ایک طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر مین ہو۔ اور اگر دو نفیون کے درمیان کلمہ یا داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین نہ داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین نہ داخل ہونگا پھر ان دونون مین سے کسی ایک مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر دونون مین سے کسی مین داخل نہوا یہان تک کہ مر گیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر کلمہ یا درمیان دو اثباتون کے داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین داخل ہونگا پھر وہ انہین سے ایک مین داخل ہوا تو قسم مین سچا ہوگیا اور اگر دونون مین کسی مین داخل نہوا یہان تک کہ مر گیا تو حانث ہوگیا۔ اور اگر کلمہ یا درمیان نفی اور اثبات کے داخل کیا مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا یا اس دار دیگر مین آج ضرور داخل ہونگا پس اگر دوسرے دار مین داخل ہوگیا تو قسم مین سچا ہوگیا اور قسم نفی ساقط ہوگئی اور اگر دونون دارون مین داخل ہونا اسکے ہاتھ سے فوت ہوگیا تو قسم اثبات مین حانث ہوگیا اور قسم نفی ساقط ہوگئی اور اگر دار اول مین داخل ہوا تو قسم نفی مین حانث ہوگیا اور یمین اثبات ساقط ہوگئی۔ اور ایسے مسائل مین ایکدفعہ اسکے حانث ہونے سے قسم منحل ہو جاتی ہو چنانچہ اگر دوبارہ جس شرط سے حانث ہوگیا ہو اسکو بجا لایا تو مکرر حانث نہ ہوگا اور اسی طرح جس قسم مین اثبات سے ابتدا کی ہو یہی حکم ہو مثلاً کہا کہ واللہ مین اس دار مین آج ضرور داخل ہونگا یا اس دار دیگر مین

---

[1] یعنے قسم سچی ہونے کے واسطے تو یہ چاہیے کہ ہر ایک مین مولی تصور کرے اور قسم کو ٹوٹنے نہ دے کہ اسی طور سے قسم مین سچا رہیگا لیکن اگر حانث ہوا تو کفارہ ایک ہی قسم کا لازم ہوگا فافہم ہو [2] یعنے شرط موخر کرنے سے کچھ فرق نہوگا ۱۲ منہ

کبھی داخل نہونگا لیکن بات اتنی ہے کہ قسم اثبات مین اگر آج ہی اس دار مین داخل ہو گیا تو قسم مین سچا ہو گا اور قسم نفی مین دوسرے دار مین داخل ہونے پر حانث ہو گا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا یا اس دار دیگر مین داخل ہونگا پس اگر دوسرے دار مین داخل ہونے سے پہلے دار اول مین داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر پہلے دار دیگر مین داخل ہوا تو قسم ساقط ہو گئی اور اگر اس نے تخییر[1] کی نیت کی ہو تو اصل مین مذکور ہے کہ قسم اُسکی نیت پر ہو گی پس قسم کا انعقاد ان دونون مین سے ایک پر ہو گا یعنی یا تو اوّل پر نہ داخل ہونے کے ساتھ یا دوسرے پر داخل ہونے کے ساتھ اور یہی عامہ مشائخ کا قول ہے اور یہی مذہب شیخ ابو عبد اللہ زعفرانی کا ہے اور یہی اصح ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا یا دو دار ہای دیگر مین سے ایک مین داخل ہونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پس اگر پہلے وہ دار ہای دیگر مین سے کسی مین داخل ہوا تو اپنی قسم مین سچا ہو گیا اور قسم ساقط ہو گئی اور اگر دونون دار ہای دیگر مین سے کسی مین داخل ہونے سے پہلے وہ دار اوّل مین داخل ہوا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا یہ شرح جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ اس دار کا داخل ہونا آج ترک کرونگا یا کل کے روز اس دار دیگر مین داخل ہونگا پھر آج کے روز اُسنے اس دار کا داخل ہونا ترک کیا تو اپنی قسم مین سچا ہو گیا اور قسم ساقط ہو گئی اور اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا پس اگر مین اس دار مین داخل نہ ہوا تو مین اس دار دیگر مین داخل ہونگا تو یہ استثنا باطل[2] ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین داخل نہونگا مادامیکہ زید اسمین ہے پھر زید اسمین سے مع اپنے اہل و عیال کے نکل گیا پھر زید نے دوبارہ اسی مکان مین عود کیا پھر حالف اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مادامیکہ میرے تن پر یہ کپڑا ہے یا جبتک مجھ پر یہ کپڑا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یون کہا کہ واللہ مین اس دار مین داخل نہونگا درحالیکہ تو اسمین ساکن ہو یا درحالیکہ میرے تن پر یہ کپڑا ہو پھر مخاطب اسمین سے نکل گیا یعنی اُٹھ گیا پھر عود کر کے آگیا یا حالف نے یہ کپڑا اُتار دیا پھر پہن لیا پھر داخل ہوا تو حانث ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر قسم کھائی کہ مین اس دار مین سکونت نہ کرونگا پس اگر اسمین ساکن نہ ہوا تو اُسکے سکونت کرنے کے یہ معنی ہین کہ خود اسمین رہے اور اثاث البیت اور اسباب ضرورت اسمین لا کر رکھے پس جب ایسا کریگا تو اسوقت حانث ہو جائیگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین سکونت نہ رکھونگا پھر خود نکل گیا اور اپنے اہل و متاع کو اسمین چھوڑ دیا پس اگر قسم کھانے والا کسی دوسرے کے عیال مین ہو مثل پسر بالغ کے کہ باپ کے عیال مین ہو یا جورو کہ خاوند کے ساتھ ہو تو حالف حانث نہو گا اور اگر حالف کسی کے عیال مین نہ ہو تو اپنی قسم مین سچا نہ ہو گا الا آنکہ اسی وقت سے منتقل کرنے مین مشغول ہو جائے اسواسطے کہ برابر اس طرح سے رہنا سکونت ہو گی پھر امام اعظم رح کے نزدیک قسم سچی ہونے کی شرط یہ ہے کہ اپنے اہل و عیال اور سب متاع کو اُٹھا لیجاوے حتی کہ اگر اسمین ایک کھونٹی یا جھاڑو رہ گئی تو حانث ہو گا اور بنابر

---

[1] یعنے ان دونون مین سے کسی ایک مین بطور اختیار رکے ۱۲ منہ [2] یعنے قسم بلا استثنا واقع ہو جاویگی ۱۲ منہ

قول امام ابو یوسف کے اگر اپنے اہل وعیال اور اکثر اسباب کو لے گیا تو قسم مین سچا ہو گیا اور اسی قول پر فتوے ہو اور امام محمدؒ کے قول پر اگر اہل وعیال کو اور اس قدر اسباب کو کہ خانہ داری اس سے ہو سکتی ہو لے گیا تو قسم مین سچا ہو گیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور مشائخؒ نے فرمایا ہو کہ یہ احسن ہو اور لوگون کے حق مین اسمین زیادہ آسانی ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور اسمین اتفاق ہو کہ قسم مین سچے ہونے کے واسطے اہل وعیال و خادمون کا اٹھا لیجانا شرط ہو اور اگر سب کو کوچہ یا مسجد مین منتقل کر کے لیگیا اور دار مذکور کو سپرد نہ کیا تو اسمین اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ وہ حانث ہو گا جب تک کہ دوسرا مسکن نہ کرے اور اگر دار دوسرے کو بایں طور سپرد کر دیا کہ اپنا دار مملوکہ تھا اسکو کسی دوسرے کو کرایہ پر دیدیا یا اس مین کرایہ یا عاریت پر رہتا تھا پس خالی کر کے اُسکے مالک کو سپرد کر دیا اور اپنے واسطے مسکن نہین کر لیا تو حانث نہوگا ایک مرد نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین نہ رہونگا پس اس نے اپنے اہل ومتاع کو اٹھا لیجانا چاہا پس اسکی جورو نے اسمین سے نکلنے سے انکار کیا تو مرد پر واجب ہو کہ اسکے نکالنے مین کوشش کرے پھر اگر وہی غالب آئی اور مرد عاجز ہو گیا اور نکلکر دوسرے دار مین جا رہا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ مین اس دار مین نہ رہونگا پس جب نکلنا چاہا تو دروازہ اسطرح بند پایا کہ اُس سے کھل نہین سکتا ہو یا بیڑیان ڈال کر نکلنے سے روکا گیا تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ صورت اول مین حانث ہوگا اور دوسری مین نہین اور صحیح یہ ہو کہ دونون صورتون مین حانث نہ ہوگا یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور اگر دیوار گرا کر نکلنے پر قادر ہو تو اسپر یہ نہین واجب ہو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مین اس رات اس شہر مین رہون تو ایسا ہے یعنے طلاق وعتاق کی قسم کھائی پھر اسکو بخار آکر ایسا حال ہو گیا کہ خود نہین نکل سکتا ہو یہانتک کہ صبح ہو گئی تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ ممکن تھا کہ وہ کسی کو اجارہ پر مقرر کر لیتا جو اسکو شہر سے باہر کر دیتا اور جو شخص مقید ہو اسکے ساتھ یہ حکم نہین ہو اسواسطے کہ جس نے اسکو قید کیا ہو وہ اسکو نکل جانے سے روکے گا حتی کہ اگر اسکو نہ روکتا ہو تو مقید بھی مثل مریض کے ہوگا اور یہی صحیح ہو یہ محیط مین ہو۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اسی دار مین ساکن رہی تو تو طالقہ ہو اور حال یہ ہو کہ مکان کی چہار دیواری ہو اور دروازہ بند مقفل ہو تو یہ عورت معذور رہی یہانتک کہ دروازہ کھولا جاوے اور عورت پر یہ واجب نہین ہو کہ وہ دیوار پھاند جاوے اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور اگر اُس گھر مین اپنا اسباب چھوڑ کر دوسرے گھر کی تلاش مین گیا تو صحیح قول کے موافق حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ دوسرے گھر کی تلاش بھی اُٹھ جانے کے کامون مین سے ایک کام ہو اور جب تک تلاش کرے تب تک کی مدت بحکم عرف اسمین سے مستثنی ہوگی بشرطیکہ تلاش کی مدت مین افراط نہ کرے یہ شرح مجمع البحرین مین ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس دار مین نہ رہونگا پھر خود نکل کر دوسرے گھر کی تلاش مین گیا تاکہ اسمین اہل وعیال و اسباب کو منتقل کر لیجاوے پھر دوسرا مکان اسکو چند روز تک نہ ملا اور اسکو یہ ممکن ہو کہ اپنا اسباب اسمین سے نکال کر باہر رکھے تو حانث نہوگا اسی قسم

اگر کوئی لادنے کا جانور تلاش کرنے مین مشغول ہو تاکہ اُس پر لاد کر لیجاوے یا آدھی رات مین ایسی قسم کھائی کہ صبح ہونے تک اسکو اُٹھا جانا ممکن نہین ہو یا اسباب بہت ہو اور خود نکل گیا اور آپ ہی اسباب منتقل کرتا ہو حالانکہ یہ ممکن ہو کہ وہ کرایہ پر منتقل کرائے مگر ایسا نہین کرتا ہو تو ان سب صورتون مین وہ حانث نہ ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہو کہ وہ خود اسباب کو اسطرح منتقل کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کر لیا کرتے ہین اور اگر وہ ایسے منتقل نہ کرتا ہو جیسے لوگ منتقل کر لیتے ہین تو حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت کہ عربی زبان مین قسم کھائی ہو اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ واللہ من بدین خانہ اندر نباشم پھر خود اس قصد سے نکل گیا کہ عود نہ کریگا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر اس قصد سے نکل گیا کہ عود کریگا تو حانث ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار مین ساکن رہی تو تو طالقہ ہو اور یہ قسم آدھی رات کو کھائی تو عورت معذور ہوگی اور اگر اُسنے اسطرح کی قسم اپنے حق مین کھائی ہو تو وہ معذور نہ ہوگا اسواسطے کہ وہ رات مین نہین ڈرتا ہو حتی کہ اگر اسکے حق مین بھی خوف چور و لٹیرے وغیرہ کی طرف سے ثابت ہو تو وہ بھی معذور ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین ساکن نہ ہوگا حالانکہ اسمین رہتا ہو پھر اسپر متاع مذکور منتقل کر لیجانا گران معلوم ہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ متاع مذکور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرے جسپر اسکو اعتماد ہووے اور خود نکل کر دوسرے مکان مین چلا جاوے پھر جب اسکو آسانی معلوم ہو اُسوقت اُس سے خرید لے یہ فتاوی سراجیہ مین ہو۔ اگر ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھ ایک دار مین رہتا ہو پھر ان مین سے ایک نے قسم کھائی کہ اس دوسرے کے ساتھ نہ رہونگا پس اگر اُسنے منتقل کرنا شروع کر دیا حالانکہ فی الحال ممکن بھی ہو تو خیر ورنہ حانث ہو جائیگا اور اگر حالف نے اپنا اسباب اس دوسرے کو ہبہ کر دیا یا اسکے پاس ودیعت رکھا یا عاریت دیا پھر مکان کی تلاش مین نکلا اور چند روز تک کوئی مکان نہ ملا ولیکن اس دار مین جسمین دوسرا رہتا ہو نہ آیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر اُسنے اپنا اسباب دوسرے کو ہبہ کیا اور اُسنے قبضہ کر لیا ہو یا اسکو ودیعت دیا یا عاریت دیا اور اسی وقت باہر نکل گیا باین ارادہ کہ پھر عود نہ کریگا تو اسکے ساتھ رہنے والا شمار نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہو۔ ایکشخص نے قسم کھائی کہ اس شہر مین نہ رہونگا پھر خود چلا گیا اور اپنے اہل و اسباب کو اسمین چھوڑ گیا تو حانث نہوگا اور اگر کسی گانون کی نسبت اسطرح کی قسم کھائی کہ اسمین نہ رہونگا تو وہ بمنزلہ شہر کے ہو اور یہی صحیح ہو اور کوچہ و محلہ اس حکم مین بمنزلہ دار کے ہو اور اگر قسم کھائی کہ اندرین دیہ نباشم پھر اپنے اہل و عیال و اسباب لیکر وہان سے نکل گیا پھر واپس ہو کر اسمین سکونت اختیار کی تو حانث ہو جائیگا اور اسی طرح جو فعل ممتد ہوتا ہو اسمین ایک وقت مین سچا ہونے سے قسم باطل نہین ہو جاتی ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ شخص مذکور بغرض رہنے و سکونت کرنے کے واپس آیا ہو اور اگر کسی کے دیکھنے کو آیا یا اپنے اسباب کو منتقل کرنے کے واسطے آیا اور چند روز رہا اور اسکی نیت یہان سکونت کرنے کی نہین ہو تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر رہنے کے واسطے

ف خواہ دریان سے واپس ہوا یا اسمین سکونت کیلیے پھر واپس آیا ہو ۱۲ منہ ــــ ممتد ہے یہ مراد ہے کہ وہ وقت دود کمک دراز ہو سکتا ہے ۱۲ ف یا سلطان کی طرف سے مخافت ہو ۱۲ ف بسبب کثرت وغیرہ کے ۱۲

آیا ہو تو ایک دم کا رہنا حانث ہونے کے واسطے کافی ہو دوام شرط نہین ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر مین یکسال
یا امسال اس دیہ مین رہون تو میری جورو طالقہ ہو پس ایک روز بقیہ سال سے کم رہا یا یون قسم کھائی
کہ اس دار مین مہینہ بھر نہین رہونگا پھر ایک ساعت رہا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ مہینہ بھر نہ رہے یہ خزانۃ المفتین
مین ہو اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہ ہونگا پھر حالف اپنے سفر مین فلان کے گھر اترا اور ایک یا دو
روز تک رہا تو حانث نہوگا اور فلان کے ساتھ ساکن نہ ہوگا جب تک کہ اسکے ساتھ کم سے کم پندرہ روز تک نہ رہے
یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ کوفہ مین نہ رہونگا پس مسافرت مین وہان گذرا اور وہان
چودہ روز رہنے کی نیت کی تو حانث نہوگا اور اگر پندرہ روز کی نیت کی تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے
ساتھ سکونت نہ کرونگا پھر فلان مذکور اس حالف کے دار مین غصب کی راہ سے داخل ہوا اور رہنے لگا پس حالف
اسکے ساتھ رہا تو حانث ہو جائیگا خواہ حالف کو یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہین اور اگر غاصب کے اترتے ہی حالف نے
اپنے اُٹھ جانے کا بندوبست کیا اور منتقل کرنا شروع کیا تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور اگر حالف نے سفر
کیا پھر فلان مذکور اس حالف کے اہل و عیال کے ساتھ ساکن رہا تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ حالف حانث ہو جائیگا
اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ نہین حانث ہوگا اور اسی پر فتوی ہو۔ اور منتقی مین لکھا ہو کہ اگر محلوف علیہ یعنی
جسکے ساتھ نہ رہنے پر قسم کھائی ہو تین روز یا زیادہ کی راہ پر سفر کر گیا پھر قسم کھانے والا اسکے اہل کے ساتھ مین
رہا تو امام ابو یوسف رح کے قول پر حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے کم دوری پر گیا ہو تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین
ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کوفہ مین ساکن نہونگا تو یہ قسم کوفہ کے دار واحد مین ساتھ رہنے پر واقع
ہوگی چنانچہ اگر حالف ایک گھر مین رہے اور محلوف علیہ دوسرے گھر مین رہے تو حانث نہ ہوگا لیکن اگر اُسنے یہ نیت کی
ہو کہ مین اور محلوف علیہ کوفہ مین نہ رہونگا یعنی ایک گھر مین ہو یا دو گھرون مین تو اس صورت مین اسکی نیت پر قسم
ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ اس گانون مین نہ رہونگا تو یہ قسم ایک گھر مین اسکے ساتھ رہنے پر واقع
ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ خراسان مین نہ رہونگا تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ
فلان کے ساتھ دنیا مین نہ رہونگا تو بھی ایک گھر مین اسکے ساتھ رہنے پر قسم واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان
کے ساتھ نہ رہونگا پھر کشتی مین اسکے ساتھ رہنا ہوا کہ ہر ایک کے ساتھ اسکے اہل و متاع ہو اور اسکو اپنی منزل بنایا
تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور یہ ملاحون کے حق مین مساکنت ہو اور یہی حکم جنگلی لوگون کا ہو کہ جب وہ ایک
ہی خیمہ مین مجتمع ہو کر رہین تو حانث ہوگا اور اگر خیمہ متفرق ہون تو حانث نہوگا اگرچہ باہم نزدیک نزدیک ہون
یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ نہ رہونگا پھر اسکے ساتھ کسی دار کے یا بیت کے غرفہ کے میدان
مین ساکن رہا تو حانث ہو جائیگا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت نکرونگا اور کچھ نیت
نہین کی پھر دار ظاہر مین دونون اسطرح رہے کہ ہر ایک علحدہ علحدہ قصر مین رہا تو حانث نہ ہوگا اور ساتھ رہنا جب

لہ اقول ظاہر اگر نیت کی ہو کہ پندرہ روز تک رہونگا تو بھی ایک دو روز مین بھی حانث ہو جائیگا ۱۲ منہ عفی عنہ یعنے بیان ہو جائیگے ۱۲

متحقق ہوگا کہ دونون ایک ہی بیت مین رہین یا دونون ایک ہی دار کے علیحدہ علیحدہ بیت مین رہین اور اگر اہل و عیال ہون تو اہل و عیال و مال و اسباب اسمین رکھین اور جب ایک دار مین علیحدہ علیحدہ قصر ہین تو ہر قصر علیحدہ مسکن ہے لہذا حانث نہوگا اور اگر اُسنے اپنی قسم مین یہ نیت کی ہو کہ اسطرح علیحدہ علیحدہ قصر مین بھی نہ رہونگا تو حانث ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ احاطہ بہت بڑا ہو جیسے کوفہ مین دار ولید ہے یا بخارا مین دار نوح ہے کہ یہ بمنزلہ ایک محلہ کے ہے اور اگر دار ایسا نہو تو بدون نیت مذکورہ کے بھی حانث ہو جائیگا خواہ اس دار مین بیوت ہون یا قصر ہون - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ سکونت نہ کرونگا پھر ایک ہی بیت یا ایک ہی قصر مین اُسکے ساتھ بدون اہل و متاع کے ساکن رہا تو ہمارے نزدیک حانث نہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ایک دار مین نہ رہونگا اور دار معین کا نام لیا پھر دونون نے اُسکو بانٹ لیا اور بیچ مین دیوار کھڑی کردی اور ہر ایک نے اپنا دروازہ علیحدہ پھوڑ لیا پھر قسم کھانے والا ایک حصہ مین رہا اور دوسرا دوسرے حصہ مین رہا تو قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہ ہونگا اور کسی دار معین کا نام نہین لیا اور نہ نیت کی پھر اسی طرح ایک دار کے دو حصہ کر کے انکے درمیان دیوار کر دی گئی پھر قسم کھانے والا ایک ٹکڑے مین اور دوسرا دوسرے ٹکڑے مین رہا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ ساکن نہ ہونگا اور کوئی دار معین نہین بیان کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر اُسکے ساتھ بازار کی دکان مین رہا جسمین دونون کوئی صنعت کا کام کرتے ہین یا تجارت کرتے ہین تو حانث نہوگا اور یہ قسم انھین مکانون پر واقع ہوگی کہ جسکو اُنھون نے گھر بنایا ہے کہ اسمین اہل و عیال کے ساتھ رہتے ہین لیکن اگر اُسنے اسطرح دکان مین رہنے کی نیت بھی کی ہو یا باہم قبل اس قسم کے دونون مین ایسی گفتگو ہو جو اسپر دلالت کرے تو اس صورت مین حانث ہوگا کہ قسم اُسکے کلام سابق و معنے پر ہوگی اور اگر اُسنے دکان کو اپنا گھر بنا لیا چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلان شخص بازار مین رہتا ہے پس اگر قسم مذکورہ کے ساتھ کوئی امر اسپر دلالت کرتا ہو کہ اسنے قسم سے یہ مراد لی ہے کہ بازار مین فلان کے ساتھ رہنا ترک کریگا تو قسم اسی پر محمول ہوگی اور اگر ایسا قرینہ نہو مگر اُسنے کہا کہ مین نے بازار کی مساکنت کی نیت کی تھی تو اُسکا قول قبول ہوگا کہ اُسنے اپنے نفس پر سختی کی ہے یہ بدائع مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلان دار مین اُسکے ساتھ ساکن نہونگا پھر وہ منہدم کیا گیا اور وہان دوسرا دار بنایا گیا پھر اسمین ساکن ہوا تو حانث ہوگا اور یہ بخلاف اسکے ہے کہ بیت معین مین اُسکے ساتھ نہ رہنے کی قسم کھائی پھر وہ منہدم ہو کے میدان چھوڑ دیا گیا پھر اسی مقام پر دوسرا بیت بنایا گیا پھر اسمین اُسکے ساتھ رہا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس دار مین یعنی معین مین اُسکے ساتھ نہ رہونگا پھر وہ بستان کر دیا گیا تو اسمین ساتھ رہنے سے حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دار زید مین یا کسی دار زید مین نہ رہونگا اور کوئی دار معین بیان نہین کیا اور نہ نیت کی پھر زید کے ایسے دار مین رہا جسکو اُس نے بعد قسم کے فروخت کر دیا ہے تو اسمین رہنے سے حانث نہوگا اور اگر زید کے ایسے دار مین رہا جو وقت قسم سے وقت سکونت تک اُسکی ملک ہے تو بالاتفاق

حانث ہو جائیگا اور اگر ایسے دار مین رہا جسکو زید نے بعد اسکی قسم کے خرید کیا ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کے کسی دار مین ساکن نہونگا پھر ایسے دار مین رہا جو زید کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہے تو حانث نہوگا خواہ دوسرے کا اسمین حصہ کم ہو یا زیادہ ہو یہ مبسوط مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ زید کے اس دار مین ساکن نہونگا پھر زید نے اسکو فروخت کر دیا پھر حالف اسمین رہا تو اسمین تین صورتین ہین اگر اُسنے اس دار مین بالخصوص رہنے کی نیت کی ہو تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ زید کی ملکیت مین جب تک ہے نہ رہونگا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف نے فرمایا کہ حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ ایسے دار مین نہ رہونگا جسکو فلان خرید ے پھر فلان نے کسی دوسرے کے واسطے ایک دار خریدا جسمین یہ حالف ساکن ہوا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ فلان اپنے واسطے خرید ے پس اگر قسم اللہ تعالی کی ہو تو اُسکی تصدیق کی جائیگی اور اگر قسم بطلاق یا عتاق ہو تو قضاءً اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیت مین نہ رہونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر وہ بالون کی بیت یا فسطاط یا خیمہ مین رہا تو حانث نہ ہوگا بشرطیکہ آبادی کے رہنے والون مین سے ہو اور اگر بدوی ہے تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا ابیت مع فلان یا لا ابیت فی مکان کذا یعنی فلان کے ساتھ رات نہ گذارونگا تو رات بھر اسکے ساتھ رہنے پر قسم ہوگی پس اگر آدھی رات سے زیادہ اسکے ساتھ یکجا رہا تو حانث ہوا اور اگر اس سے کم رہا تو حانث نہوگا خواہ وہ سویا ہو یا نہ سویا ہو یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس منزل مین رات نہ گذارونگا پھر خود اسمین سے نکل کر باہر سویا اور اپنے اہل و عیال و اسباب کو وہین چھوڑا تو حانث نہوگا اور ایسی قسم اسکی ذات پر ہوگی اہل و اسباب پر نہوگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ رات اس بیت کی چھت پر نہ گذارونگا اور اس چھت پر ایک غرفہ ہے کہ اسکی زمین اور چھت ایک ہے تو وہان رات گذارنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کسی چھت پر رات نہ گذارونگا پھر اس غرفہ کی زمین پر سویا تو حانث نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین منزل فلان مین رات نہ گذارونگا کل کے روز تو یہ باطل ہے الا آنکہ اُس نے دوسری آنے والی رات مراد لی ہو۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین کل کے روز فلان کی منزل[1] مین نہ ہونگا تو وہ کل کی کسی ساعت ہونے پر ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یاوی مع فلان او لا یاوی فی مکان او دار او بیت یعنی او اوت نہ کرونگا فلان کے ساتھ یا فلان مکان یا دار یا بیت مین تو اوارت یہ ہے کہ ٹھہر رہے کسی مقام مین فلان کے ساتھ خواہ تھوڑی دیر یا بہت دیر خواہ رات مین یا دن مین اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا دوسرا قول ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے لیکن اگر اُسنے اس سے زیادہ ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی۔ اور ابن رستم نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی کہ اگر کسی نے کہا کہ لا یاوینی و ایاک بیت ابدا یعنی کوئی بیت کبھی مجھے اور تجھے ساتھ[2] جگہ نہ دیگا تو امام ابو یوسف کے دوسرے قول و میرے قول مین یہ قسم طرفۃ العین پر واقع ہوگی الا آنکہ اُسنے اس سے زیادہ ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی۔ اور ابن سماعہ نے

[1] منزل مین نہونگا یعنی وہان میرا موجود ہونا نہ پایا جائیگا ۱۲ منہ [2] ساتھ جگہ نہ دیگا یعنی مین اور تو دونون کسی مکان مین یکجا نہونگے ۱۲ منہ

امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے کہا کہ عمرو کو جگہ نہ دونگا حالانکہ عمرو ندکور زید کے عیال مین اسکے مکان مین موجود ہے تو زید حانث ہوگا الا آنکہ زید کی نیت عمرو کو ڈرانے کی ہو کہ جن حرکتون مین گرفتار رہے انکو چھوڑ دے تو ایسا نہیں ہے۔ اور اگر عمرو اسکے عیال مین نہو اور اسکے مکان مین نہو تو یہ زید کی نیت پر ہے اگر نیت کی ہے کہ عمرو کو اپنے عیال یعنی پرورش مین نہ رکھیگا تو قسم اسکی نیت پر ہوگی۔ اور اگر نیت کی کہ اسکو اپنے گھر مین داخل نہ کریگا پھر اگر عمرو بدون اسکی اجازت کے داخل ہوا اور زید اسکو دیکھکر چپ ہو رہا تو حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین لیا ہے۔ ایک مرد سفر کو نکلا اور اسکے ساتھ دوسرا ہے اور اسکا ارادہ ایسے مقام پر جانے کا ہے کہ اسکو بیان کر دیا ہے پس قسم کھائی کہ اس شخص سے سوائے اس سفر کے ساتھ رکھونگا پھر جب تھوڑی راہ قطع کی تو دونون کی راے مین دوسرے مقام کو جانا مصلحت معلوم ہوا پس دونون دوسرے مقام کی طرف لوٹ پڑے جو سوائے اس مقام کے ہے جسکا پہلے نام لیا تھا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ اسی پہلے سفر مین ہے پس حانث نہوگا۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ مین آج پیدل نہ چلونگا الا ایک میل پھر اپنے گھر سے نکل کر ایک میل تک پیدل جاکر اپنے مکان کو پیدل واپس آیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ دو میل پیدل چلا ہے۔ زید نے کہا کہ واللہ عمرو کی مصاحبت نہ کرونگا پس اگر زید ایک قطار مین چلتا ہو اور عمرو دوسری قطار مین تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسکا مصاحب نہوگا اور اگر دونون ایک ہی قطار مین ہون تو وہ مصاحب ہوگا اگرچہ ایک اس قطار کے اول مین ہو اور دوسرا آخر مین ہو۔ اور اسی طرح اگر دونون ایک کشتی مین ہون اس طرح کہ ایک ایک درجہ مین اور دوسرا دوسرے درجہ مین ہو اور ہر ایک کا کھانا الگ الگ ہو تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ انکا آنا جانا ایک ہی راستے سے ہوگا اور اگر کہا کہ واللہ مین فلان کی مرافقت نہ کرونگا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر دونون کا طعام ایک ہی ہو یک مکان مین حالانکہ وہ دونون ایک جماعت کے ساتھ مین چلتے ہین تو ان دونون مین مرافقت ثابت ہوگی یعنی حانث ہوگا ۱۲ اور اگر دونون ایک کشتی مین ہون اور دونون کا طعام یکجا نہو کہ ایک دسترخوان پر نہ کھاتے ہون تو مرافقت ثابت نہوگی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مرافقت نہ کرونگا پھر دونون سفر مین نکلے پس اگر دونون ایک محمل مین ہون یا دونون کا کرب[1] ایک ہو یا قطار ایک ہو تو مرافقت ثابت ہوگی اور اگر کرب مختلف ہو تو مرافق نہوگا اگرچہ دونون کی رکابھیر[2] واحد ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔

چوتھا باب نکلنے اور آنے و سوار ہونے وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان مین۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مسجد یا دار یا بیت وغیرہ سے نہ نکلونگا پھر کسی کو حکم کیا کہ اسکو لادکر باہر لے گیا تو حانث ہو جائیگا جیسے جانور پر سوار ہوا جو اسکو لیکر باہر نکل گیا تو حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ باہر نہ نکلونگا پھر کوئی زبردستی اسکو لادکر باہر لے گیا تو حانث نہوگا اور ایسا ہی داخل نہونے کی قسم مین بھی یہی حکم ہے یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور جب زبردستی کوئی لادکر نکال لے گیا پس آیا قسم منحل ہو جائیگی کہ اگر اسکے بعد خود نکلے تو حانث نہو اسمین اختلاف ہے

[1] کرب یعنی ایک ہی جنس کے اونٹون مین سے دونون اونٹ ہون ۱۲ [2] قال المترجم اسمین تفصیل تحقیق کی ہونا ضرور ہے ۱۲ منہ

اور صحیح یہ ہے کہ قسم منحل نہو گی چنانچہ اگر اسکے بعد خود نکلا تو حانث ہو گا۔ اور اگر کسی نے بغیر حالف کے حکم کے اسکو لادکر نکالا حالانکہ حالف اُسکے منع کرنے پر قادر ہے مگر اُسنے منع نہ کیا بلکہ اپنے دل سے بھی راضی ہے تو اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہو گا یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کسی پر اکراہ و جبر کیا گیا کہ اپنے پیرون باہر نکلے یا اندر داخل ہو پس اُسنے ایسا کیا تو حانث ہو گا یہ تمرتاشی مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ باہر نہ نکلونگا تو جب تک کوچہ مین نہ نکلے حانث نہ ہو گا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے دار سے نہ نکلونگا پھر اپنے دروازہ دار سے نکلا پھر واپس ہو گیا تو حانث ہو جائیگا اور اگر دار کی کسی منزل مین بیٹھکر قسم کھائی پھر اس منزل سے نکلکر دار سے باہر نکلنے سے پہلے واپس ہو گیا تو حانث نہو گا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے دار سے باہر نہ نکلونگا الا جنازہ کی طرف پھر جنازہ کے ارادے سے نکلا اور وہان کوئی اور ضرورت بھی پوری کرتا آیا تو حانث نہو گا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ رے سے کوفہ کی جانب نکلونگا پھر رے سے مکہ کا قصد کر کے نکلا اور راستہ کوفہ ہو کر ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ رے سے نکلنے کے وقت اگر اُسنے نیت کی کہ کوفہ ہو کر جاونگا تو حانث ہو گا اور اگر نیت کی کہ کوفہ مین نہ گذرونگا پھر نکلنے کے بعد اسکی رائے مین آیا اور چلکر ایسی جگہ آیا کہ وہ نماز قصر کرتا ہے پھر کوفہ مین سے گذرا تو حانث نہو گا۔ اور اگر وقت قسم کے اسکی نیت یہ ہو کہ خاص کوفہ کے قصد سے کوفہ کو نجاؤنگا پھر اُسنے حج کا قصد کیا اور رے سے نکلکر نیت کی کہ کوفہ ہو کر جاؤن تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حانث نہو گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار سے نہ نکلونگا الا جانب مسجد پھر مسجد کے ارادہ سے نکلا پھر وہان سے غیر مسجد کی طرف بھی اسکی رائے ہوئی اور گیا تو حانث نہو گا یہ محیط مین ہے۔ امام قدوری نے فرمایا کہ دار سکونت سے نکلنے کے یہ معنے ہین کہ خود مع اپنے متاع و عیال کے نکلے اور شہر و گانون سے نکلنے مین یہ اعتبار ہے کہ خود اپنے تن سے خاصۃً نکل جائے اور منتقی مین زیادہ کیا کہ اگر اپنے بدن سے نکل گیا تو قسم مین سچا ہو گیا خواہ سفر کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین نہ نکلونگا حالانکہ وہ دار کے کسی بیت مین بیٹھا ہے پھر وہان سے نکلکر صحن دار مین آیا تو حانث نہو گا الا آنکہ وہان نہ نکلتا بھی اسکی نیت ہو اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ نکلکر مکہ کو نجاؤنگا یا شہر سے نہ نکلونگا تو قضاءً و دیانۃً کسی طرح اسکی تصدیق نہو گی۔ یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی بیت سے نہ نکلونگا یعنی جب بیت مین موجود ہے پھر صحن دار مین نکلا تو حانث ہو جائیگا اور ہمارے متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ یہ اُنکے عرف کے موافق اور ہمارے عرف مین صحن دار بھی بیت ہے پس جبتک کوچہ مین نہ نکلے حانث نہو گا اور اسی پر فتوے ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار سے نہ نکلونگا پھر اپنا ایک پانوں اُس دار سے نکالا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہو گا ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اگر دار مذکور کا باہر نیچا ہو تو اپنی قسم مین حانث ہو گا اور بعضون نے کہا کہ اسکا سہارا نکلے ہوئے پانون پر ہو تو حانث ہو گا اگرچہ دار کا باہر نیچا نہو ولیکن ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایۃ کے موافق کسی حال مین حانث

۱؎ یعنے زبردستی کی گئی ۱۲ ۲؎ چلکر یعنے رائے اسکی ایسے مقام سے ہوئی جہان نماز کا قصر ہوتا ہے یعنے اپنے شہر سے باہر ہو گیا ۱۲

نہ ہوگا اور اسی کو شمس الائمہ سرخسی و حلوائی نے اختیار کیا ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ کھڑے کھڑے قدمون کے
بل نکلا ہو اور اگر جھککر اُسنے اپنے دونون قدم باہر نکالے اور اسکا بدن اندر ہے تو اپنی قسم مین حانث نہوگا پھر اگر
کھڑا ہوگیا تو حانث ہو جائیگا۔ اور اگر چت یا پٹ یا کروٹ لیٹا ہو پھر ڈھنکا یہانتک کہ اسکا بعض بدن باہر ہوگیا
پس اگر زیادہ بدن باہر ہوگیا تو حانث ہو جائیگا اگرچہ اسکی ساقین اندر ہی ہون۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس دار
سے خارج نہ ہونگا اور اس دار مین ایک بڑا درخت ہے جسکی شاخین دار سے باہر ہین پھر اُس درخت پر چڑھکر ان
شاخون پر آیا یہانتک کہ دار سے باہر بیچ راستہ پر ہوگیا کہ اگر گرے تو راستہ مین گرے تو حانث نہوگا خواہ
قسم کھانیوالا بلاد عرب کا ہو یا بلاد عجم کا ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میری جورو اس دار سے نہ نکلیگی
پھر وہ عورت دار کے دروازہ سے یا دیوار کے اوپر سے یا کوئی سوراخ کرکے نکلی بہرحال حانث ہوگیا اور قسم
کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے باہر نہونگا تو کسی دروازہ سے نکلے خواہ دروازہ قدیم سے یا نیا دروازہ بناکر
بہرحال حانث ہوگا اور اگر دیوار کے اوپر سے یا سوراخ کرکے نکلے تو حانث نہوگا ایسا ہی بعضے مشائخ نے شرح
ایمان الاصل مین ذکر کیا ہے اور حیل مین ذکر فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے نہ نکلونگا پھر چھت پر
چڑھکر کسی پڑوسی کے یہان اُترکر نکلا یا اس دار کا کوئی دوسرا دروازہ نکالکر اس سے نکلا تو حانث نہ ہوگا اور شیخ
ابونصر دبوسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ سب اسی دار کے دروازہ ہین۔ اور اگر قسم کھائی
کہ اس دار کے اس دروازہ سے نہ نکلونگا پھر دوسرے دروازہ سے سوائے دروازہ معین مذکور کے نکلا تو ایمان الاصل مین
مذکور ہے کہ حانث نہوگا قال المترجم ظاہر مسئلہ مین تصحیف ہوئی ہے اور صحیح یون ہے کہ قسم کھائی کہ اس دار کے اس
دروازہ سے نہ نکلونگا فافہم۔ فتاوای اہل سمرقندی مین لکھا ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ اس دار کے دروازہ سے
نہ نکلونگا اور اسکی نیت لکڑی کا در ہے پھر یہ دروازہ گر گیا پھر اس مقام سے وہ شخص نکلا تو حانث نہوگا اور اگر
لکڑی کا دروازہ مراد نہ تھا تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کے حق مین قسم کھائی کہ نہ خارج ہوگی
منزل سے الا برائے زیارت پھر ایکبار وہ عورت اسی واسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام کے واسطے نکلی تو حانث
ہوگیا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اس مرتبہ نہ نکلیگی الا برائے زیارت پھر وہ زیارت کیواسطے نکلی پھر دوسری بار اور کام
کیواسطے نکلی تو حانث نہوگا۔ اور اگر عورت پر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ منزل سے نہ نکلیگی پس وہ عورت کسی دوسرے
کے ساتھ نکلی یا تنہا نکلی پھر فلان مذکور جاکر اسکے ساتھ ہوگیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر عورت پر قسم کھائی
کہ وہ اس دار سے خارج نہوگی پھر وہ اس دار کے بالاخانہ مین یا کوٹھے پر کے پائخانہ مین جسکا راستہ طریق اعظم
کی طرف ہے گئی تو یہ دار سے نکلنا نہ ہوا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب خارج نہوگا یا مکہ کی طرف نہ جاؤنگا
پھر مکہ جانے کے ارادہ سے نکلا پھر واپس ہو آیا تو حانث ہو جائیگا اور حانث ہونے کے واسطے شرط یہ ہے کہ اپنے

[1] قال المترجم اسی کتاب کے باب سابق مین اختلاف عربی و عجمی ہونے کی روایت مذکور ہوئی ہے اور بیان تعمیم فرمائی
واللہ تعالی اعلم ۱۲ منہ [2] قولہ صحیح الخ اصل دلیل یہ ہے کہ عرف مین دروازہ کی خصوصیت لغو ہے تو نکلنا معتبر ہے جبکہ کسی دروازہ سے ہو ۱۲ منہ

شہر کی آبادی سے مکہ کو جانے کی نیت سے خارج ہو جاوے اور اگر آبادی سے تجاوز کرنے سے پہلے لوٹ آیا تو حانث نہوگا اگرچہ وہ اسی نیت پر ہو یہ کافی میں ہے - اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب پیدل نہ نکلونگا پھر اپنے شہر کی آبادی سے پیدل نکل گیا پھر سوار ہو لیا تو حانث ہوگا اور اگر سوار ہوکر آبادی سے نکلا پھر پیدل ہو لیا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ مکہ میں داخل ہونگا پھر داخل نہوا یہانتک کہ مر گیا تو آخر جزو اجزاے حیات میں حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ اسکے پاس کل کے روز آونگا اگر استطاعت ہوئی پھر اسکو مرض یا سلطان وغیرہ کوئی مانع و عارض پیش نہ آیا مگر وہ نہ آیا تو حانث ہوگا یہ کافی میں ہے - اور اگر قسم کھائی کہ بغداد میں پیدل نہ آونگا پھر سوار ہوکر بغداد تک آیا پھر پیدل ہوکر بغداد میں داخل ہوا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہے - اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میری جورو فلان کی شادی نکاح میں نہ آویگی پھر اسکی عورت قبل شادی نکاح کے گئی اور وہیں رہی یہانتک کہ شادی نکاح ہو گئی تو حانث نہوگا اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے پاس نہ آونگا تو یہ قسم اسپر ہے کہ اسکے مکان یا دکان پر نہ آوے خواہ اس سے ملاقات ہو یا نہو اور اگر اسکی مسجد میں آیا تو حانث نہوگا - اور منتقی میں لکھا ہے کہ ایک نے دوسرے کا ساتھ لازم پکڑا یعنی اپنے حق کی طلب کے واسطے ہر وقت اسکے ساتھ رہنے لگا پس جسکا ساتھ پکڑا ہے اسنے قسم کھائی کہ کل اسکے پاس آونگا پھر جہاں اسکا ساتھ پکڑا تھا وہاں آیا تو قسم میں سچا نہوگا یہانتک کہ اسکے مکان پر آوے اور اگر اسکے مکان پر اسکا ساتھ پکڑا ہے اور قسم کھائی کہ کل اسکے پاس ضرور آویگا پھر طالب اس مکان سے "یعنی طالب حق" دوسری جگہ اٹھ گیا پھر قسم کھانے والا اسی مکان پر آیا جہاں اسکا ساتھ پکڑا تھا اور اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا نہوگا یہانتک کہ جس مکان میں اٹھ گیا ہے وہاں جاوے - اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں تیرے پاس فلاں مقام پر کل کے روز نہ آؤں تو میرا غلام آزاد ہے پھر وہیں آیا مگر اسکو نہ پایا تو قسم میں سچا رہا بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ اگر میں تجھ سے فلاں مقام پر کل نہ ملوں تو میرا غلام آزاد ہے پھر حالف اس مقام پر آیا اور اسکو نہ پایا تو حانث ہو جائیگا - اور منتقی میں مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں کی عیادت کرونگا یا فلاں کی زیارت کرونگا پس اسکے دروازہ پر گیا مگر اسکو اندر آنے کی اجازت نہ دی گئی پس بدون اسکی ملاقات کے واپس گیا تو حانث نہوگا اور اگر اسکے دروازہ پر آیا مگر اجازت نہ مانگی تو فرمایا کہ حانث ہو جائیگا جبتک کہ وہ طریقہ بجا نہ لاوے جو عیادت کرنے والا یا زیارت کرنے والا کرتا ہے یہ محیط میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی زیارت اسکی زندگی اور مرے پر کرونگا پھر اسکے جنازہ کی مشایعت کی تو حانث ہو جائیگا اور اگر اسکی قبر پر آیا تو حانث نہوگا (۱) مگر اسنے یہی نیت کی ہو تو حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ رات تک یہاں سے نہ جاونگا یہانتک کہ اس سے ملاقات کروں پھر وہ روپوش ہو گیا یہانتک کہ رات ہو گئی پھر حالف نے اسکے دروازہ پر رات گذار دی تو حانث نہوگا - اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اگر میں اسکو فلاں کی طرف نہ اٹھا لیجاؤں تو میرا غلام آزاد ہے پھر اٹھانے گیا مگر اسکو نہ پایا تو حانث نہوگا یہ غیاثیہ میں ہے - اور اگر قسم کھائی کہ کسی دابہ پر

۵ قال المترجم (۱) لکن اسکی مراد استطاعت حقیقت ہو جسکے ساتھ وجود فعل ہوتا ہے تو حانث نہوگا کما فی الطلاق ۱۲ منہ ۵ ساتھ ساتھ جانا اور روپوش یعنی منہ چھپا گیا ۱۲ حقیقت میں جو جانور زمین پر چلے پھر گھوڑے کے واسطے خاص عرف ہوا اسی پر مسئلہ کا مدار ہے کما فی الفتح ۱۲ منہ

سوار نہ ہونگا پھر گھوڑے یا گدھے یا خچر پر سوار ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر اونٹ پر سوار ہوا حانث نہوگا اور یہ استحسان ہے اور اگر اُسنے اسکی بھی نیت کی ہو یعنی اونٹ پر بھی سوار نہ ہونگا تو یہ قسم اسکی نیت پر ہوگی یعنی حانث ہوگا اور اگر اُسنے کسی نوع خاص کی نیت کی ہو شلاً گھوڑا یا گدھا وغیرہ تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہوگی اسواسطے کہ اُسنے عام لفظ سے خاص کی نیت کی ہے - اور اگر قسم کھائی کہ سوار نہونگا تو اسکی قسم ان جانوروں پر ہوگی جن پر لوگ سوار ہوتے ہین جیسے گھوڑا و خچر وغیرہ اور اگر بعد قسم کے وہ کسی آدمی کی پیٹھ پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اور فتاوی ابو اللیث مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ سوار نہ ہونگا اور گھوڑے یا گدھے کی نیت کی کہ اسپر سوار نہونگا تو دیانت کی راہ سے فیما بینہ وبین اللہ تعالی بھی اسکی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ فرس پر سوار نہونگا پھر برذون پر سوار ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ برذون پر سوار نہونگا پھر فرس پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ فرس عربی گھوڑے کو کہتے ہین اور برذون عجمی گھوڑے کا نام ہے قال المترجم مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عربی زبان مین اُسنے قسم کھائی ہو اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ بر اسپ نہ نشینم یا اُردو مین قسم کھائی کہ گھوڑے پر سوار نہونگا تو کسی گھوڑے پر سوار ہوا بہر حال حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اگر عربی زبان مین قسم کھائی کہ خیل پر سوار نہونگا تو فرس یا برذون کسی پر سوار ہو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہونگا پھر زبردستی کسی دابہ پر لاددیا گیا تو حانث نہ ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہونگا پھر گھوڑے و خچر وغیرہ پر زین پوش ڈال کر سوار ہوا یا اونٹ و گدھے پر اکاف ڈال کر سوار ہوا یا ننگی پیٹھ پر سوار ہوا بہر حال حانث ہو جائیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ مرکب پر سوار نہونگا پھر کشتی مین سوار ہوا تو فتاوی مین بروایت ہشام مذکور ہے کہ حانث ہوگا اور حسن رحمہ اللہ نے مجرد مین فرمایا کہ نہین حانث ہوگا اور اسی پر فتوی ہے یہ عتابیہ مین ہے - اور لفظ ستور کا اونٹ کو شامل نہین ہے الا ایسے مقام پر جہان اونٹ پر بھی سوار ہوتے ہین یہ وجیز کردری مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ اس زین پر سوار نہونگا پھر اسمین کچھ کمی یا زیادتی کر کے اسپر سوار ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر خبار زین کو بدل دیا ہو تو حانث نہوگا کہ زین مین معتبر یہی خبار ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ آج ضرور اس دابہ پر سوار ہونگا پھر اسکو مضبوط باندھا اور جکڑا اگر اُسکے سوار ہونے پر قادر نہ ہوا تو آج کا دن گذر جانے پر حانث ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ایک نے قسم کھائی کہ اس دابہ پر سوار نہونگا حالانکہ اسپر سوار ہے پس برابر اُسپر سوار رہا تو حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے اس دابہ پر سوار نہونگا پس فلان نے اپنا یہ دابہ فروخت کر دیا پھر حالف اسپر سوار ہوا تو حانث نہوگا[1] - اور اگر قسم کھائی کہ دابۂ فلان پر سوار نہوگا پھر ایسے دابہ پر سوار ہوا جو فلان و غیر کے درمیان مشترک ہے تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دواب فلان پر سوار نہوگا پھر اسکے دواب مین سے تین جانوروں پر سوار ہوا تو حانث ہوگا یہ سراجیہ مین ہے - اگر قسم کھائی کہ دابہ فلان پر سوار نہوگا پھر اسکے غلام

[1] مترجم کے نزدیک اسمین بھی مثل مسئلہ دار کے تفصیل ہونا لائق ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

ماذون کے دابہ پر سوار ہوا خواہ وہ غلام متقروض ہو یا غیر متقروض ہو تو حانث نہ ہوگا یہ امام اعظمؒ کا قول ہے مگر فرق دونوں صورتوں میں اتنا ہے کہ اگر غلام مذکور پر اسقدر قرضہ ہو کہ اسکے تمام رقبہ کو محیط[1] ہو تو اسکے جانور پر سوار ہونے سے حانث نہوگا اگرچہ اسکی نیت ہو کہ فلان کے غلام کے جانور پر بھی سوار نہونگا اور اگر غلام مذکور پر اسقدر قرضہ نہو کہ اسکی گردن کو بھی مستغرق ہو یا بالکل قرضہ نہ ہو تو جب تک نیت نہ کی ہو حانث نہوگا یعنی نیت کرنیکی صورت میں حانث ہوگا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ تا بغداد کشتی پر سوار نہونگا پھر چند فرسخ یعنے چند کوس کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا پھر اُتر پڑا تو حانث نہ ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ مجمع النوازل میں ہے کہ ایک نے کہا کہ ہر بار کہ میں کسی دابہ پر سوار ہوں تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ اسکو صدقہ کر دوں پھر ایک دابہ پر سوار ہوا تو اسپر لازم آیا کہ اسکو صدقہ کر دے پھر اگر صدقہ کر کے اسکو خرید لیا پھر اسپر سوار ہوا تو پھر اسکا صدقہ کر دینا لازم آیا اسی طرح تیسری چوتھی بار جتنی بار ایسا کرے اسپر یہی لازم آویگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں فلاں قریہ میں گیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس گانوں کی زمین میں گیا تو حانث نہ ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ بیٹھ کہ چاشت کا کھانا میرے یہاں کھالے پس اُس نے کہا کہ اگر میں نے چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہے پھر وہاں سے اپنے گھر آ کر چاشت کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر میں نے آج چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہے تو ایسی صورت مذکورہ میں حانث ہوگا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلونگا پھر زمین پر جوتا یا موزہ پہنکر چلا تو حانث ہوگا اور اگر بچھونے پر چلا تو حانث نہوگا اور اگر اجاڑ پر جوتا پہنکر یا ننگے پانوں چلا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہے

پانچواں باب کھانے پینے وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان میں۔ کھانے کے یہ معنی ہیں کہ جو چیز چبانے کا احتمال رکھتی ہے۔ اپنے منھ سے اپنے پیٹ میں پہونچانا خواہ اسکو شکستہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ چبایا ہو یا نہ چبایا ہو۔ جیسے روٹی و گوشت و فواکہ وغیرہ۔ اور پینے سے یہ مراد ہے کہ جو چیز چبانے کی محتمل نہیں ہے سائل چیز دہن سے اسکو اپنے پیٹ میں پہونچانا جیسے پانی و نبیذ و دودھ و دہی و شہد[2] و ستو منھے ہوئے وغیرہ ذلک پس اگر یہ بات پائی جاوے تو پینا متحقق ہوگا ورنہ نہیں الا آنکہ اسکو بھی عرف و عادت میں پینا بولتے ہوں تو یوں بھی حانث ہو جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور ذوق[3] کسی شے کا اپنے منھ سے پہچاننا بدون اسکے کہ اپنے حلق میں داخل کرنے کے یہ کافی میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ یہ اخروٹ یا یہ انڈا نہ کھاؤنگا پھر اسکو نگل گیا تو حانث ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اگر کسی ایسی چیز کے نہ کھانے کی قسم کھائی جسمیں چبانا نہیں ہو سکتا ہے پھر اسکو دوسری چیز کے ساتھ کھایا پس اگر دوسری چیز ایسی ہے کہ اس طرح کھائی جاتی ہے تو قسم میں حانث ہو جائیگا مثلاً قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا یا یہ شہد نہ کھاؤنگا پھر اسکو روٹی یا چھوارے کے ساتھ کھایا تو حانث ہوگیا

[1] یعنے اسکی پوری قیمت کے بقدر ہو ۱۲ منہ [2] شہد کے ساتھ گھولا ہوا کہنا ظاہرا اسوجہ سے ہے کہ دیار شہد بستہ ہوتا ہو بسبب سردی کے اور ہمارے یہاں اکثر سائل ہے ہاں کبھی کبھی جاڑے میں بستہ ہو جاتا ہے لہذا غیر محتاج ہے ۱۲ منہ [3] ذوق ہماری زبان میں چکھنا بولتے ہیں لیکن کبھی چکھنے میں کچھ کھا بھی لیتے ہیں ۱۲ منہ

اور اگر دودھ کو یون ہی اور شہد مین پانی ڈال کر پی گیا تو حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پس اُسکو پی گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو نہ پیونگا پھر اسکی کھیر بنائی یا اسمین روٹی ملکر کھائی تو حانث نہ ہوگا اور یہ حکم ستوؤن وغیرہ مین ہے کہ جو کھائے جا سکتے ہین اور پیتے بھی جا سکتے ہین اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ قسم بزبان عربی ہو اور اگر فارسی مین ہو پھر اسکو کھایا یا پیا بہرحال حانث ہوگا اور اسی پر فتوے ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر اُسکو خشک کر کے کوٹ ڈالا اور پانی مین ملا کر اُسکو پی لیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اُسکو بھگویا ہوا کھا لیا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ قال المترجم ہمارے عرف مین کھانے پینے مین وہی اعتبار ہے جو عرف زبان عربی کا ہے بخلاف زبان فارسی کے چنانچہ شراب الخمر عربی ہے اور اردو شراب پینا بخلاف فارسی کے کہ شراب خوردن بولتے ہین لہذا مترجم نے احکام مین تفریق وتنبیہ کا قصد نہین کیا ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر دودھ کی کھیر پکا کر کھائی تو شیخ ابوبکر بلخی نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اگرچہ اسمین پانی نہ ڈالا ہو اور اگرچہ دودھ کا جرم اسمین دکھلائی دیتا ہو یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مسکہ نہ کھاؤنگا پھر ایسے ستو کھائے جو مسکہ مین لتھ کیے گئے تھے اور قسم کھانے والے کی کچھ نیت نہین ہے تو امام محمدؒ نے اصل مین فرمایا کہ اگر اجزائے مسکہ ظاہر ہوتے ہون اور اسکا مزا آتا ہو تو حانث ہوگا اور ظاہر نہوتے ہون اور مزہ نہ آتا ہو تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ رب[1] نہ کھاؤنگا پھر ایسا عصیدہ[2] بنایا ہوا کھایا جسمین رب ملایا گیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث نہوگا الا اسکہ عصیدہ پر رب بعینہ قائم ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زعفران نہ کھاؤنگا پھر ایسی کعک کھائی جسمین زعفران لگائی گئی ہے یعنی مثل تل وغیرہ کے چپکائی گئی ہے تو حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ شکر نہ کھاؤنگا پھر شکر منھ مین لی اور چوسا یہانتک کہ پگھل گئی پھر اُسکو نگل گیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہے قال المترجم اگر سکر بسین مہملہ سے مراد شکر بشین معجمہ ہو تو ہمارے عرف مین حانث ہوگا ولیکن ظاہر سکر بسین مہملہ نبید[3] ہے جو عرب مین معروف ہے واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ سرکہ نہ کھاؤنگا پھر سکباجہ[4] کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکو سرکہ نہین کہتے ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم ایسی چیز پر منعقد کی جو بعینہ کھائی[5] جاتی ہے تو اس چیز بعینہ کھانے کی طرف راجع ہوگی اور اگر ایسی چیز پر منعقد کی جو بعینہ نہین کھائی جاتی ہے یا ایسی چیز ہے کہ بعینہ کھائی جا سکتی ہے ولیکن از راہ عادت وہ اسی طرح نہین کھائی جاتی ہے تو جو چیز اس سے بنائی جاوے یا بیچا جاوے اسکی طرف قسم راجع ہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ اسکی توضیح مسئلہ ذیل سے ذہن نشین ہوگی چنانچہ فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس درخت خرما سے یا اس درخت انگور سے نہ کھاؤنگا پھر اسکے گدر چھوارے یا ترنجتہ یا خشک یا اسکا جمار یا شگوفہ یا کیریان یا دبس جو اسکے [illegible]

سلہ رب آب خاثر ہر چیز ۱۲ منہ سلہ عصیدہ قسم طعام مثل مالیدہ وغیرہ ۱۲ منہ سلہ ظاہر اراده نبید خرما ہے جسکو بتہ کر لیتے ہین یا مراد شکر بشین معجمہ ہو واللہ اعلم ۱۲ منہ سلہ یعنی سرکہ بہت پڑا ہو سلہ اگرچہ اور کسی طرح بنا کر بھی اسکو کھاتے رہتے ہین ۱۲

ہوا یا انگور یا شیرۂ انگور کھائے تو حانث ہو جائیگا ولیکن شرط یہ ہے کہ وہ اپنی حالت سے کسی کی صنعت جدیدہ سے متغیر نہ کیا گیا ہو اور ایسا ہو مثلاً نبینا بنا یا طلاء یا سرکہ یا پکائے ہوئے دبس کو کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ کافی میں ہے اور اگر اُسنے میں درخت خرما میں سے کچھ کھایا یعنی چھال و پتے وغیرہ تو حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اس چیز پر ہوگی جو اسمیں پکائی جاوے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤنگا حالانکہ قسم سے پہلے اُسنے پیالے میں اس ہانڈی سے بھر کر نکال لیا ہو پھر جو پیالہ میں تھا وہ کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم احوط یہ ہے کہ نہ کھاوے واللہ اعلم۔ ایک نے قسم کھائی کہ خربوزہ نہ کھاؤنگا پھر اسکی کچی چھوٹی تبیاں کھائیں تو شیخ نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور انھیں مشائخ میں سے شیخ محمد بن الفضل ہیں اور یہ حکم اس وقت ہے کہ یہ تبیاں ایسی ہوں کہ خربوزہ نہ کھلاتی ہوں قال المترجم ہماری زبان میں حانث ہوگا واللہ اعلم لیکن عربی زبان میں بطیخ خربوزہ اور حدجہ تبیاں ہیں پس امید ہے کہ حانث نہو اور اگر قسم کھائی کہ یہ حدجہ نہ کھاؤنگا پھر اسی کو پورا خربوزہ ہو جانیکے بعد بطیخ ہو جانیکے بعد کھایا تو اسمیں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ میں اس بطن یعنی فالیز خربوزہ سے نہ کھاؤنگا پھر اس فالیز کی تبیاں یا خربوزے کھایا تو حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا پھر جو چیز اسکی پیداوار سے حاصل ہوئی اور اسنے کھائی تو حانث ہو جاتا ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا اور یہ درخت بے ثمر ہے جیسے سرو وغیرہ تو قسم اسکے ثمن کی طرف راجع ہوگی یعنی اسکے درخت سے جو دام آوینگے اُنمیں سے نہ کھاؤنگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا پھر اسکی شاخ لیکر دوسرے درخت میں پیوند لگائی جیسے قلم لگاتے ہیں پھر یہ شاخ پھلی اور اسکے پھل اُسنے کھائے تو اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور یہ مسئلہ کبیر میں مذکور ہے قال المترجم الاول اصح والثانی احوط۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا پھر اسمیں دوسرے درخت کی شاخ لگائی یعنے پیوند کی جیسے قلم لگاتے ہیں مثلاً سیب کے درخت کی قسم کھائی اور اسمیں امرود کی شاخ پیوند کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے قسم میں اس درخت کا نام لیکے پھل کا نام لیا اور ساتھ ہی اسکی طرف اشارہ کیا ہو مثلاً کہا کہ میں اس درخت سیب سے نہ کھاؤنگا تو امرود کی شاخ کا امرود کھانے سے حانث نہوگا اور اگر فقط اشارہ و نام درخت پر اقتصار کیا یعنی پھل کا نام نہ لیا مثلاً کہا کہ میں اس درخت سے نہ کھاؤنگا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو حانث ہوگا اور بر قیاس مسئلہ سابقہ اسمیں بھی اختلاف مشائخ ہونا چاہیے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ گنگو خرما نہ کھاؤنگا پھر وہ کیریاں ہو گیا یہ کیریاں نہ کھاؤنگا پھر وہ رطب یعنی پختہ تر خرما ہو گئے یا یہ رطب نہ کھاؤنگا پھر وہ تمر یعنی خشک چھوارے ہو گئے یا یہ عنب

ل خرما و مسکہ ملا کر مالیدہ بناتے ہیں ۱۲ منہ ۲ قال المترجم ظاہر یہ تھا کہ وہ حانث ہو جاوے کیونکہ یہاں اشارہ معتبر تھا نام چنانچہ اس اصل پر بہت سے مسائل مبنی ہیں لیکن قسم میں جو نام لیا ہے وہی معتبر ہے اور اسکو یاد رکھنا چاہیے ۱۲ منہ ۵ پھل دو دل دکیری وغیرہ

نہ کھاؤنگا یعنے تر و تازہ پختہ انگور نہ کھاؤنگا پھر وہ زبیب یعنی خشک ہو گئے یا دودھ کی نسبت کہا کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر وہ دہی یا مسکہ یا گھی یا اقط[1] یا مصل ہو گیا پھر اسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس حمل (بیٹے کا بچہ) کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر وہ کبش (بینڈھا) ہو گیا پھر اسکو کھایا تو حانث ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤنگا پھر اسکو جبن[2] بناکر کھایا تو حانث نہوگا الا اس صورت مین کہ اسکی نیت یہ ہو کہ جو اس سے بنایا جاوے وہ بھی نہ کھاؤنگا تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہے کہ اگر اُسنے کسی چیز معین موصوف بصفت پر قسم معقود کی پس اگر یہ صفت ایسی ہو کہ قسم کی جانب داعی ہو تو قسم اس صفت کے باقی رہنے کے ساتھ مقید[3] کی جائیگی ورنہ نہیں یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت کے شگوفہ سے نہ کھاؤنگا پھر لوز مشمش ہو جانے کے بعد اسکو کھایا تو حانث نہوگا یہ مبسوط سرخسی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ جوز[4] نہ کھاؤنگا پھر اسمین سے تر یا خشک کھایا تو حانث ہوگا اور یہی حکم بادام و پستہ و انجیر وغیرہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ منیقش نہ کھاؤنگا پھر خشک یا زبیب کھایا تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ کھاؤنگا رطب اور نہ بسر یا نہ کھاؤنگا رطب یا بسر پھر منصف[5] کھایا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اس مسئلہ مین چار صورتین ہین قسم کھائی کہ نہ کھاؤنگا بسر پھر بسر مذنب[6] کھایا جسمین اکثر تو بسر ہوتا ہے اور کچھ رطب ہو جاتا ہے یعنی گدر ہو جاتا ہے مگر کچا زیادہ ہوتا ہے تو بالاتفاق اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا پھر رطب مذنب کھایا جسمین اکثر رطب ہوتا ہے اور کچھ بسر بھی رہتا ہے یعنے گدر ہوتا ہے جسمین پکا زیادہ ہوتا ہے تو بھی بالاتفاق حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ بسر نہ کھاؤنگا پھر ایسا رطب کھایا جسمین کچھ ذرا سا بسر ہے یعنے کچا ہے تو امام اعظم رح و امام محمد کے نزدیک حانث ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا پھر بسر کھایا جسمین کچھ ذرا سا رطب ہو گیا ہے تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک حانث ہو جائیگا اور حاصل یہ ہے کہ جس پر قسم کھائی ہے اگر وہ غالب ہو تو بالاتفاق تینون امامون کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر غیر معقود علیہ غالب ہو تو امام اعظم رح و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ اور اگر بسر مذنب یا رطب مذنب کھایا اور اس طرح کھایا کہ اسکے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کر ڈالے یعنے خام ٹکڑا الگ کر دیا اور پختہ الگ کر دیا پھر اُسکے سب ٹکڑے ایک ایک کرکے کھا لیے تو بالاتفاق حانث ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ عسل نہ کھاؤنگا یعنے شہد صاف کیا ہوا جسمین موم کا میل نہو پھر اُس نے شہد کھایا یعنی موم ملا ہوا تو حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ شہد نہ کھاؤنگا یعنی موم ملا ہوا بدون صاف کیا ہوا پھر اُس نے عسل کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ بقل نہ کھاؤنگا تو یہ سب سبزیون پر جو ساگ سبزی تازہ ہوتے ہین واقع ہوگی اور اگر نیت

---

[1] اقط مویشی خشک کر لیتے ہین مصل پختہ کر کے ترکیب سے مانند پنیر کے بناتے ہین [2] اور جبن پنیر ہے ۱۲ [3] یعنی اسی صفت سے قسم متعلق ہو ورنہ [4] ایک قسم کا میوہ بلاتے ہین جو عرب مین معروف ہو ۱۲ [6] مذنب وہ کہ دم کی طرف سے کچھ پکا ہو [5] منصف وہ جو نیم پکا ہو

سے کوئی خشک کیا ہوا کھایا تو حانث ہوگا اور اگر پیاز کھایا تو حانث نہ ہوگا[۱] الا آنکہ اُس نے اُسکی نیت بھی کی ہو یہ
تاتارخانیہ مین حجتہ سے منقول ہی۔ اور شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن الفضل سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص
نے قسم کھائی کہ عنب یعنی انگور نہ کھاؤنگا پس اُسنے حشر کھایا تو شیخ نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی
کہ حشر نہ کھاؤنگا پھر عنب کھایا تو حانث نہ ہوگا اور حشر یعنے حصرم ہی کذا فی الظہیریہ اور اگر قسم کھائی کہ اس
بکری سے نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اُسکے گوشت کی طرف راجع ہوگی نہ اُسکی اُس چیز کی طرف جو اس سے حاصل ہو اور
یہی حکم ہر ماکول کا یعنی ہو یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ جو اس بکری سے برآمد ہو یا اُسکے نزل سے نہ کھاؤنگا تو اُسکے دودھ
و مخیص و مکھن کھانے سے حانث ہوگا نہ گھی و شیراز سے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اس گلہ کے نزل سے
نہ کھاؤنگا پھر اُسکا مخیص کھایا جسکو فارسی مین دوغ زدہ کہتے ہین تو حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ بھی اُسکا نزل
ہی اور اگر وہ شوربا کھایا جو اُسکے مخیص سے بنایا گیا ہی جسکو فارسی مین دوغ آبہ کہتے ہین تو حانث نہوگا اسواسطے
کہ وہ دوسری چیز ہو گئی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ وہین نہ کھاؤنگا تو وہ من الکراع کے کھانے سے حانث
ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت انگور سے کھٹے و میٹھے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے گدر یا پختہ انگور جیسے کھائے ہوں
حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس مسلوخ سے نہ کھاؤنگا پھر اس مسلوخ یعنی کھال کھنچے ہوئے کا دنبہ یعنی چکتی گلائی گئی
یہانتک کہ تیل ہوگئی یعنی گل کر چربی مثل تیل کے ہوگئی اور اُسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر قسم
کھائی کہ اس سمسم یعنی تل سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا تیل کھایا تو حانث نہ ہوگا قال المترجم ہمارے عرف مین حانث
ہونا چاہیے یہ زبان عربی کی قسم پر ہی کہ لا یاکل من ہذا السمسم کہ اُسکے تیل کے واسطے علیحدہ نام ہی اور اگر قسم کھائی
کہ اس مرغی سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکے انڈے یا چوجے کھائے تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس
انڈے سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا بچہ کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لحم نہ
کھاؤنگا یعنی گوشت تو جس حیوان کا گوشت کھاویگا حانث ہو جائیگا سوائے مچھلی کے اور گوشت خواہ پکایا ہوا
کھلٹے یا بھونا ہوا یا خشک کیا ہوا اور خواہ حلال ہو یا حرام ہو جیسے مرے ہوئے جانور کا گوشت یا ایسے
جانور کا جسپر عمداً بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ترک کر کے چھری پھیر دی ہو یا مجوسی نے اسکو ذبح کیا یا محرم کا شکار کیا ہوا ہی
اور مچھلی اور ان جانوروں کے گوشت سے جو پانی میں جیتے ہین حانث نہوگا ہان اگر اُسنے مچھلی کی بھی نیت کی ہو
تو حانث ہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسی قسم کھانے والا مثلاً خوارزمی ہو اور اُسنے
مچھلی کھائی تو حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ لوگ اسکو بھی لحم بولتے ہین یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر اُسنے سور یا
آدمی کا گوشت کھایا تو بھی حانث ہوگا اور صحیح یہ ہی کہ سور و آدمی کے گوشت کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے
کہ اسکا کھانا متعارف نہین ہی اور قسموں کا مدار رواج پر ہی اور شیخ عتابی نے ذکر کیا ہی کہ وہ حانث نہوگا اور اسی پر فتوی ہی

[۱] یعنی پیاز کھانے سے حانث نہوگا کیونکہ وہ بقول مین نہین ہی ۱۲ منہ [۲] شیراز جمایا ہوا اور مخیص بھی اسی طرح مٹھا بناتے ہین ۱۲
[۳] غالب استعمال لفظ نزل کا پھل دار درختون کے ساتھ ہی جیسے بولتے ہین کہ جو ثمر اس درخت سے آ ترین ۱۲ منہ [۴]
اور اگر کہا کہ یہ بکری نہ کھاؤنگا تو ظاہر ہی کہ اُسکے گوشت کی طرف راجع ہی [۵] دودھ وغیرہ ۱۲ [۶] یعنی کول الحم کا گوشت کھایا جاتا ہو ۱۲

یہ کفایہ میں ہے۔ اور کچے گوشت کھانے سے حانث نہوگا اور یہی شیخ ابو بکر اسکاف کا قول ہے اور یہی اظہر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر حشو یعنے اوجھ و جگر و تلی کھائی تو حانث ہو جائیگا اور یہ حکم بربناے عرف اہل کوفہ ہے کیونکہ یہ چیزیں اُنکے رواج میں گوشت کے ساتھ فروخت ہوتی نہیں اور مثل استعمال گوشت کے مستعمل ہوتی نہیں اور ہمارے عرف میں اُنکے کھانے سے حانث نہوگا یہ محیط میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے قال المترجم ہمارے رواج میں مثل اہل کوفہ کے حکم ہوگا اور یہ اظہر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر اُسنے سری یا پایے کھائے تو حانث ہوگا اور چربی و دُنبہ یعنی چکتی کے کھانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے گوشت کی قسم میں انکی بھی نیت کی ہو بخلاف پیٹھ کی چربی کے کہ اُسکے کھانے میں بلا نیت حانث ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر وہ حمرہ جو چکتی کے بیچ میں ہوتا ہے کھایا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لحم شاۃ نہ کھاؤنگا پھر اُسنے لحم عنز[1] کھایا تو حانث ہوگا اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا خواہ قسم کھانے والا شہری ہو یا دیہاتی ہو اسی پر فتویٰ ہے یہ فتح القدیر میں ہے قلت بنا بر اختلاف اطلاق شاۃ[2] و عنز و معز و ضان بعموم و خصوص چنانچہ مقدمہ میں مذکور ہے فتأمل جیدا۔ امام محمدؒ نے جامع میں ذکر فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مرغی کا گوشت نہ کھاؤنگا جسکو دجاجہ کہتے ہیں پھر اُسنے دیک کا گوشت کھایا یعنے مرغ کا تو اپنی قسم میں حانث نہوگا اور اصل اس جنس کے مسائل میں یہ ہے کہ جب قسم کسی جنس کی طرف مضاف کی گئی تو اس (یعنے نر ۱۲) قسم میں اس جنس کے نر و مادہ دونوں داخل ہونگے۔ اور اگر قسم کی اضافت خاص نر کے نام کی طرف ہو تو اسکے تحت میں مادہ داخل نہونگی اور اسی طرح اگر اضافت خاص مادہ کے نام کی طرف ہو تو نر داخل نہونگے اور عربی زبان کے موافق علامت تا ہونے سے لامحالہ مادہ کا نام خاصتہ ہونے کی شناخت نہیں ہو سکتی ہے یعنے اگر نام کے آخر میں حرف تا موجود ہو تو اس سے یہ شناخت نہیں ہو سکتی ہے کہ لامحالہ مادہ کی خصوصیت ہے اسواسطے کہ یہ حرف مشترک ہے کہ کبھی اسکے ساتھ بھی بولتے ہیں بغرض افراد کے یعنے حرف تا کبھی تانیث کے واسطے آتا ہے اور کبھی افراد کے واسطے پس اسمیں اعتبار فقط وضع کا ہے کہ یہ لفظ کس کے واسطے موضوع ہے اور یہ بات بذریعہ نقل کے معلوم کیجائیگی پس اگر قسم کھائی کہ دجاجہ کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر اُسنے دیک کا گوشت کھایا تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ دیک کا گوشت نہ کھاؤنگا تو دجاجہ کے گوشت کھانے سے (یعنے مرغی ۱۲) حانث نہوگا اور فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جمل کا گوشت نہ کھاؤنگا یا قسم کھائی کہ بعیر کا گوشت نہ کھاؤنگا یا لحم ابل نہ کھاؤنگا یا لحم جزور نہ کھاؤنگا تو قسم میں نر و مادہ دونوں (اونٹ ۱۲) داخل ہونگی اور اسی طرح اس قسم میں بختی[3] و عربی دونوں داخل ہونگے اور اگر قسم میں تخصیص کی کہ بختی کا گوشت نہ کھاؤنگا پس عربی اونٹ کا گوشت کھایا یا عربی کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر بختی کا گوشت کھایا تو قسم میں حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ناقہ کا گوشت نہ کھاؤنگا یعنی اونٹنی کا پھر نر اونٹ کا گوشت کھایا خواہ بختی ہو یا عربی ہو تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ لحم بقرہ نہ کھاؤنگا پھر گائے کا گوشت کھایا یا بیل کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی

---

۱ عنز مادہ بز ۱۲ منہ ۲ شاۃ بکری اور غنم بھیڑ اور تیسری قسم دنبہ ہوتا ہے پس ان سب میں فرق معروف ہے اگرچہ حقیقت میں ایک ہی جنس سے ہیں اور قسم کا مدار عرف سے ہوتا ہے ۱۲ منہ ۳ بدیں معنے کہ جمل و بعیر و ابل و جزور سب جنس ہیں جیسے اونٹ ۱۲ منہ

کہ لحم بقرہ نہ کھاؤنگا پھر بیل کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ بقرہ اسم جنس ہے اور تاء اسمین افراد جنسی کی ہے اور اگر قسم کھائی کہ ثور کا گوشت نہ کھاؤنگا پھر گائے کا گوشت کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ لحم بقرہ نہ کھاؤنگا پھر بھینس کا کھایا تو اپنی قسم میں حانث نہوگا ایسا ہی امام محمد رہ نے جامع میں ذکر فرمایا ہے اور حاوی میں منقول ہے کہ وہ حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ لحم جاموش نہ کھاؤنگا پھر لحم بقر کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ جاموش ہم نوع ہے اور صحیح وہی ہے جو جامع میں مذکور ہے یہ محیط میں ہے اور مولف رہ نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں حانث نہونا چاہیے کیونکہ لوگ ان دونوں میں فرق کرتے ہیں یہ فتاوی قاضیخان میں ہے قال المترجم ہمارے عرف میں اگر قسم کھائی کہ گائے کا گوشت نہ کھاؤنگا تو گائے یا بیل سب گوشت کھانے سے حانث ہوگا الا آنکہ اسکی نیت تخصیص کی ہو تو دیانۃً تصدیق ہوگی نہ قضاءً وہذا علی خلاف العربیۃ اور ہم جنس میں اتفاق ہے واللہ تعالی اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس گوشت سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکا شوربا کھایا تو حانث نہوگا بشرطیکہ اسکی نیت نہو یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ جو گوشت فلاں شخص لاویگا میں اس سے نہ کھاؤنگا پھر یہ شخص گوشت لایا اور اسکو بھونا اور اسکو شوربا پر رکھکر جو ذائب کے لایا پھر حالف نے جو ذائب جسمیں گوشت کی رطوبت پہونچی ہے کھایا تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے گوشت کھایا تو ایک غلام میرے غلاموں میں سے آزاد ہے پھر لقمے گوشت کھایا تو ہر لقمہ پر ایک غلام کا عتق لازم آویگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ چربی نہ کھاؤنگا پھر پیٹ کی چربی کھائی تو حانث ہوگا اور اگر پیٹھ کی چربی جسمیں گوشت ملا ہوا ہے کھائی تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور یہی صحیح ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر پیٹھ کی چربی الگ کر دی اور اسکو کھایا تو امام اعظم رح سے اسکی کوئی روایت نہیں ہے اور کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک حانث ہوگا اور خلاصۃ الخانیہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عربی زبان میں قسم کھائی ہو اور اگر فارسی زبان میں لفظ پیہ کے ساتھ قسم کھائی تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث نہوگا اسواسطے کہ لفظ پیہ پیٹھ کی چربی کو شامل نہیں ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ چربی نہ کھاؤنگا یعنی شحم پھر اسنے الیہ یعنی چکتی کھائی تو حانث نہوگا۔ اسواسطے کہ ازراہ لغت و عرف کے الیہ غیر لحم و شحم ہے یعنی چکتی غیر گوشت و چربی ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا تو قسم تمام ان چیزوں پر واقع ہوگی جو بطریق سالن روٹی سے کھائی جاتی ہیں اور مثل ہلیلہ و سقمونیا وغیرہ پر واقع نہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ میں یہ طعام کھاؤنگا پس اگر اسکے ساتھ کوئی وقت بیان نہیں کیا ہے پھر یہ طعام نیست ہو گیا یا کوئی دوسرا کھا گیا یا حالف خود مر گیا تو اپنی قسم میں حانث ہوگا اور اگر اسکے ساتھ کوئی وقت بیان کیا ہو مثلاً قسم کھائی کہ آج میں اس طعام کو کھاؤنگا پھر دن گذرنے سے پہلے حالف مر گیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اگر یہ روز گذرنے سے پہلے یہ طعام نیست ہو گیا تو دن گذرنے سے پہلے بالاجماع وہ حانث نہوگا حتی کہ کفارہ اسکے ذمہ لازم نہ ہو جائیگا اور نیز اگر دن گذرنے سے پہلے اسنے کفارہ ادا کر دیا تو جائز نہوگا اور جب یہ دن گذر گیا تو اختلاف ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ و امام محمد نے فرمایا کہ اسپر کفارہ لازم

ف۱ یعنی یہ عربیت کے خلاف عرف ہے اور ہمارے یہاں بھینس و گائے میں بھی فرق معروف ہے جیسے حاوی میں منقول ہے اور زکوۃ میں البتہ اسکو ایک جنس شمار کیا گیا کیونکہ وہاں ذات کی راہ سے حکم ہے اور یہاں عرف پر مدار ہے ۱۲ ف۲ یعنی شحم دو معنی در عرف سب طرح کے چکنی اور یہی اور گوشت چربی اور ہے ۱۲

نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا حالانکہ اُسنے کسی خاص طعام معین کی نیت کی ہے یا قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور نیت کسی خاص گوشت یعنی معین کی کی ہے پھر اسکے سوائے دوسرا کھالیا تو حانث نہوگا یہ مبسوط مین ہے قال المترجم[1] یعنی ان لایصدق فی القضاء واللہ اعلم اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا پھر اسپر اتنے فاقے گذرے کہ مردار اسکو حلال ہوگیا اور وہ مردار کھانے پر مضطر[2] ہوا پس اُسنے مردار کھایا تو حانث نہوگا اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ قول امام محمد رح کا ہے اور ابن رستم نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ وہ حانث ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا پھر خفیف کوئی چیز طعام مین سے کھائی تو بھی حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ پانی نہ پیونگا تو بھی خفیف پانی پینے سے حانث ہوگا اور اگر اُسنے کل پانی یا کل طعام کی نیت کی ہو تو ایسی صورت مین حانث نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔
اصل یہ ہے کہ ہر چیز کہ اسکو آدمی ایک بیٹھک مین کھا سکتا ہے یا ایکبار پینے مین پی سکتا ہے تو اس چیز پر قسم اُسکے کل پر ہوگی اور اسمین سے تھوڑے کے کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ مقصود یہ ہے کہ اُسکے کل سے باز رہیگا اور یہ حاصل ہے اور ہر چیز کہ اسکو آدمی ایک بیٹھک مین نہین کھا سکتا ہے یا ایک دفعہ پینے مین نہین پی سکتا ہے تو اسمین سے تھوڑے کے کھانے پینے سے بھی حانث ہوگا اسواسطے کہ قسم سے مقصود یہ ہوگا کہ اس چیز ہی سے باز رہیگا یہ مقصود نہوگا کہ اسکے کل سے باز رہیگا اسواسطے کہ یہ خود ممکن نہین ہے پس جو فعل غالباً ممتنع ہو وہ قسم سے مقصود نہین ہوتا ہے اور اگر قسم کھائی کہ اس باغ کا پھل نہ کھاؤنگا یا ان درختون کے پھل نہ کھاؤنگا یا ان دونون روٹیون مین سے نہ کھاؤنگا یا ان دونون بکریون کے دودھ مین سے نہ کھاؤنگا یا اس بکری سے نہ کھاؤنگا پھر اسمین سے تھوڑا کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس مٹکے کا گھی نہ کھاؤنگا پھر اسمین سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ انڈا نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا جبتک کہ پورا انڈا نہ کھاوے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ طعام نہ کھاؤنگا پس اگر اس سب کو ایک دفعہ مین کھا سکتا ہے تو جبتک سب نہ کھاوے حانث نہوگا اور اگر سب کو اس طرح نہین کھا سکتا ہے تو اسمین سے تھوڑا کھانے سے بھی حانث ہوگا۔ اور ایک روایت مین قاعدہ یون مروی ہے کہ اگر وہ چیز ایسی ہو کہ اُسکو اپنی تمام عمر مین کھا جا سکتا ہے تو جبتک کل نہ کھاوے حانث نہوگا مگر روایت اوّل اصح ہے اور وہی ہمارے مشائخ کے نزدیک مختار ہے اور امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر قسم کھائی کہ اس اونٹ کا گوشت نہ کھاؤنگا تو یہ قسم اُسکے تھوڑے پر بھی ہوگی اسواسطے کہ ایک دفعہ مین اس سب کو وہ نہین کھا سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ انار نہ کھاؤنگا پھر اسکے دو ایک دانہ چھوڑ کر باقی سب کھا گیا تو یہ چھوڑنا کچھ نہین ہے استحساناً وہ حانث ہو جائیگا اور اگر اس سے زیادہ چھوڑے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اتنے دانے چھوڑے کہ عرف وعادت کے موافق کھانے والا اتنے چھوڑ دیا کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اُسنے انار مذکور کھالیا تو بھی حانث ہوگا اور اگر اتنے چھوڑے ہین کہ عرف ورواج مین کھانے والا اتنے دانے

---

[1] چاہیے کہ قاضی اسکے قول کی تصدیق نہ کرے فافہم ۱۲ [2] یعنی بے اختیار اسکے کھانے پر مجبور ہوا اور اس کے واسطے تین دن کچھ شرط نہین ہے بلکہ ایک اندازہ ہے حتی کہ اگر دو دن مین یہ نوبت پہونچے تو وہ مضطر ہے مثال قاعدہ دوم ۱۲

چھوڑتا نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اُسنے سب نہیں کھایا ہے تھوڑا چھوڑ دیا ہے تو وہ حانث نہوگا - اور اُسی طرح اگر قسم کھائی کہ جو نہ کھاؤنگا یعنی پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ کے قریب تھے پھر سب کھا گیا سوائے دو ایک دانون کے کہ انکو چھوڑ دیا جیسے چھوڑ دیا کرتے ہین تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ یہ گردہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر کچھ قلیل چھوڑ کر سب کھا گیا تو حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے کل نہ کھانیکی نیت کی ہو تو حانث نہوگا مگر آیا قضاءً اُسکی اس نیت کی تصدیق ہوگی یا نہین تو اسمین دو روایتین ہین یہ وجیز کردری مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین اس گردہ روٹی کو کھاؤن تو میری جورو طالقہ ہے پھر کہا کہ اگر مین اسکو نہ کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہے تو ایسا حیلہ کہ جس سے جورو طالقہ نہو اور غلام آزاد نہو یہ ہے کہ اسمین سے نصف کھالیوے اور نصف چھوڑ دے یہ محیط مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ ضرور یہ گردہ روٹی کھا جاویگا پھر اسکو کھا گیا مگر ایک کور رہ گیا تو قسم مین سچا ہوگا الا آنکہ اسکی نیت یہ ہو کہ اسمین سے کچھ نہ چھوڑونگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ یہ روٹی مجھپر حرام ہے تو صحیح یہ ہے کہ اسمین سے بعض حصہ روٹی کھانے سے حانث نہ ہوگا - اور اگر دوسرے سے کہا کہ واللہ مین تیرے طعام مین سے نہ کھاؤنگا پس اگر مین نے اسمین سے کھایا تو وہ مجھپر حرام ہے پھر اسمین سے ایک لقمہ کھایا تو اول قسم مین حانث ہوا پھر اگر اُسنے دوبارہ کھایا تو دوسری قسم مین بھی حانث ہوگیا اور اسپر دو کفارے لازم آوینگے یہ وجیز کردری مین ہے - اور اگر اُسنے اپنے دو غلامون سے کہا کہ جو غلام تم مین سے آج اس گردہ روٹی کو کھائے وہ آزاد ہے پھر دونون نے اسکو کھالیا تو کوئی آزاد نہوگا اور اگر وہ گردہ ایک روٹی اتنی بڑی ہو کہ انمین سے اکیلا کوئی اسکو نہین کھا سکتا تھا پھر دونون نے اسکو کھالیا تو بدلالۃ الحال دونون آزاد ہوجاوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور اگر اس نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تمنے ان دو روٹیون کو کھالیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر ہر ایک نے ایک ایک روٹی کھائی تو اسکا غلام آزاد ہوگیا اور اسی طرح اگر ایک نے تھوڑی سی چھوڑ کر دونون روٹیان کھالین پھر بچی ہوئی دوسری نے کھائی تو بھی غلام آزاد ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہے - اصل مین مذکور ہے کہ اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم مین سے جسنے اس طعام مین سے کھایا وہ طالقہ ہے پھر سبھون نے اسمین سے کھایا تو سب مطلقات ہوگئین اور اگر یون کہا کہ تم مین سے جسنے یہ طعام کھالیا وہ طالقہ ہے تو دیکھا جاویگا کہ اگر یہ طعام اسقدر زائد ہے کہ ایک عورت اسکو تنہا نہین کھا سکتی ہے تو صورت مذکورہ مین سب مطلقات ہوجاوینگی اور اگر طعام قلیل تھا کہ ایک عورت اسکو کھا سکتی تھی تو صورت مذکورہ مین جبکہ سبھون نے اسکو کھایا کوئی طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی نے بطوع خود یا باکراہ کسی چیز کے کھانے پر قسم کھائی اور اس چیز کا نام لے لیا ہے یعنی بیان کر دی ہے پھر اسپر اکراہ کیا گیا کہ اسکو کھاوے پس مجبوری اُسنے کھائی تو حانث ہوگیا اسی طرح اگر حالت بیہوشی یا جنون مین اسکو کھایا تو بھی حانث ہوگیا اور اگر زبردستی اسکے حلق مین ٹھونس دی گئی یا اسکے حلق مین ٹپکا کر پلائی گئی حالانکہ اسکے نہ پینے کی قسم کھا چکا تھا تو حانث نہوگا لیکن اسکے بعد اگر اُسنے

لہ اور ظاہرا یہ حکم قضاءً ہے درصورتیکہ اسکی نیت الفرادی ہو ۱۲ عہ جد ڈ دن کی قید تقسیم کے واسطے ہے ۱۲ سہ یعنے سبھون نے اسمین سے تھوڑا تھوڑا کھایا ۱۲ للہ بطوع یعنے اپنی خوشی و اختیار اور باکراہ یعنی زبردستی مجبور کر کے ۱۲

بطبوع خود ہی لی تو حانث ہوگا یہ مبسوط میں ہے قسم کھائی کہ نمک نہ کھاؤنگا پھر اسنے طعام کھایا پس اگر یہ طعام نمکین نہ تھا تو حانث نہوگا اور یہی مختار ہے اور اگر نمکین تھا تو حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ مرچ نہ کھاؤنگا پھر مرچ پڑا ہوا طعام کھایا پس اگر مرچ کا ذائقہ اسمین ہے تو حانث ہوگا ورنہ نہیں اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ جبتک خالی نمک کو روٹی وغیرہ کسی چیز کے ساتھ نکھاوے تب تک حانث نہوگا اور اسی پر فتوی ہے۔ قال المترجم یہ نہایت آسانی بحق عوام ہے ولیکن نہایت افسوس ہے کہ تمام عرف کے خلاف ہے فلیتامل فیہ۔ اور اگر اسکی قسم مین کوئی ایسا امر موجود دلالت کرے کہ اُسنے نمکین طعام مراد لیا ہے تو اسکی قسم اسی پر واقع ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے شیخ الاسلام زاہد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر گوشت نہ کھاؤنگا اور دوسرے نے قسم کھائی کہ پیاز نہ کھاؤنگا اور تیسرے نے قسم کھائی کہ مرچ نہ کھاؤنگا پھر محشو بنایا گیا جسمین یہ سب چیزین ڈالی گئین اور اسکو ان سب قسم کھانے والون نے کھایا تو فرمایا کہ سوائے مرچ کے قسم کھانیوالے کے کوئی حانث نہوگا اسواسطے کہ مرچ اسی طرح کھائی جاتی ہے پس اسکی قسم اسی طرف راجع ہوگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کے کھانے سے نہ کھاؤنگا پھر یہ عورت اسکے پاس اپنی ملک کا کھانا لائی اور اسنے کہا کہ دار بخور یعنی رکھو کھا پس شوہر نے اسکو لیلیا اور اسمین سے کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ خود شوہر کی ملک ہوگیا اور اگر عورت مذکورہ نے دار بخور نہ کہا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو حانث ہوگا زید کی فالیز ہے اُسنے عمرو کو اُسکے بچانے کے واسطے مقرر کیا اور عمرو کو مباح کر دیا کہ اسمین سے جو چاہے کھاوے پس عمرو نے قسم کھائی کہ اگر اپنے فالیز مین سے کچھ کھاؤن تو میری جورو کو طلاق ہے حالانکہ خود عمرو کی کوئی فالیز نہین ہے نہ بطور ملک نہ اجارہ پر نہ مستعار پھر اُسنے اُس فالیز مین سے جسکے بچانے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے کھایا تو اسکی جورو طالقہ نہ ہوئی الا جب کہ یہ فالیز عرف مین اسکی طرف مضاف ہو یعنی اسکی فالیز کہلائی جاوے اور بدون اسکے وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ تمر یعنی چھوہارا نہ کھاؤنگا تو چھوہارے کی قسمون مین سے جس قسم میں سے کھائیگا حانث ہوجائیگا اور اگر حیس کھایا تو بھی حانث ہوجائیگا اسواسطے کہ حیس اُن چھوہارون کو کہتے ہین کہ دودھ مین ڈالدیے جاوین تاکہ جب پھول جاوین تو کھائے جاوین اور اسی طرح اگر چھوہارون کا عصیدہ کھایا تو بھی حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ چھوہارا نہ کھاؤنگا پھر یہ چھوہارا اور چھوہارون مین رل ملگیا پھر وہ شخص یہ سب چھوہارے کھا گیا تو حانث ہوگیا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین تمر نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر اُسنے قسب کھایا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بسر جو آگ سے پکائے گئے ہین یا رطب کھائے تو حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف مین انکو تمر نہین کہتے ہین الا آنکہ قسم کے وقت اسکی نیت مین یہ بھی ہون تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس آٹے سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکی روٹی کھائی یا خبیص بنایا گیا وہ کھایا یا خبز القطائف کھائین تو حانث ہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور اگر حالف مذکور نے بعینہ یہ آٹا پھانکا لیا یا گوندھا

لہ یعنے اگرچہ اسمین نمک ڈالا گیا ہو ۱۲ ؎ یعنے ورد واقع ہے اگرچہ اسکو نہ معلوم ہو ۱۲ ؎ وجہ تامل یہ ہے کہ قول فقیہ بربنائے عرف نہین ہے بلکہ بدلیل اصول ہے پس عرف کچھ معتبر نہین ہے تا وقتیکہ دلالت کلام سے نمکین طعام مراد ہونا معلوم نہو فافہم واللہ اعلم ۱۲ منہ ؎ قسب سوکھے چھوہارے کہ تری انمین نہو بلکہ منہ مین ٹکڑے ٹکڑے ہوکر کھائے جاوین جنکو ہمارے یہان چھوہارا بولتے ہین اور تمر کو کھجور کہتے ہین ۱۲ منہ ؎ اشارہ ہے کہ خالی بسر سے بدرجہ اولی حانث نہوگا ۱۲ منہ ؎ خبز القطائف نان لوزینہ ۱۲ صراح

ہوا کھالیا تو یہ کتاب میں مذکور نہیں ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں وہ حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اُسنے قسم کے وقت بعینہ اُس آٹے کے کھانے کی نیت کی ہو یعنی بعینہ یہ آٹا جیسا آٹا ہے نہ کھاؤنگا تو اُسکی روٹیاں کھانے سے حانث نہ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس گیہوں سے نہ کھاؤنگا اور اسکی نیت یہ ہو کہ بعینہ اُسکے دانہ نہ کھاؤنگا تو اُسکی نیت صحیح ہے چنانچہ اگر اُسکی روٹیاں کھائیں ہیں تو حانث نہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ جو اس سے تیار کیجائیگی اُس سے نہ کھاؤنگا تو بھی اُسکی نیت صحیح ہے کہ اگر اُسنے بعینہ یہ دانے کھائے تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو یعنی یہ الفاظ قسم بطور بذکور اُسکی زبان سے نکلے اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے پھر اُسنے ان گیہوں کی روٹی کھائی تو امام اعظم رہ کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر بعینہ یہ دانے کھائے تو امام اعظم[1] رہ کے نزدیک حانث ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر انکے ستو کھائے تو امام اعظم رہ و امام ابو یوسف رہ کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور امام محمد رہ کے قول سے بھی یہی ظاہر ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان گیہوں سے نہ کھاؤنگا پھر انکو بویا اور انکی پیداوار میں سے کھایا تو حانث نہوگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو یہ قسم جو و گیہوں کی روٹی پر ہوگی اور کل اس اناج پر ہوگی جس سے اس شہر کے لوگ بطور متعارف روٹی پکاتے ہیں حتی کہ اگر ایسی جگہ کوئی ہو کہ وہاں کے لوگ جو کی روٹی نہیں پکاتے ہیں یعنی انہیں متعارف و رائج نہیں ہے تو وہاں جو کی روٹی کھانے سے حانث نہ ہوگا اور اگر جوار کی روٹی پکائی پس اگر حالف ایسے شہر والوں میں سے ہو جنمیں جوار کی روٹی متعارف ہے تو اُسکی قسم اس روٹی کی طرف بھی راجع ہوگی ورنہ نہیں یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤنگا پھر[2] کلیچہ کھایا یا جوز نیج[3] کھایا تو شیخ محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ تینوں صورتوں میں حانث نہوگا اور مختار وہ ہے جو فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا ہے کہ جوز نیج یعنی لوزینہ کی صورت میں حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکو مطلقاً خبز نہیں کہتے ہیں اور ایسا ہوگیا جیسے فارسی میں نان زرد آلود کہا کرتے ہیں اور کلیچہ[4] و میسر یعنی میوہ بڑی ٹکیوں کی صورت میں اسواسطے کہ کلیچہ تو مطلق روٹی ہے اور میسر روٹی کے ساتھ کچھ اور زیادہ کیا ہے یہ فتاوے کبری میں ہے اور اگر خبز القطائف کھائی تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسکی نیت کی ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کی روٹی نہ کھائیگا یعنی اُسکی پکائی ہوئی تو خابزہ یعنے روٹی پکانے والی وہ عورت ہوگی جسنے تنور میں پکائی ہے نہ وہ جسنے آٹا گوندھا اور روٹی کو لگانے کے لائق کر دیا پس اگر اسکے ہاتھ کی روٹی لگائی ہوئی کھائی تو حانث ہوگا ورنہ نہیں یہ ظہیریہ میں ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر اُس نے ثرید کھایا تو اپنی قسم میں حانث نہوگا اور اسی طرح اگر لاکشہ کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ شوربا نہ کھاؤنگا پس اُسنے سنبوسہ اب یا لسیط کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ خبز نہ کھاؤنگا پھر چور چور کر ڈالی جانے کے بعد اسکو کھایا تو حانث[5] ہوگا یہ فتاوی

---

[1] اشارہ ہے کہ قضاء بھی اسکی تصدیق ہوگی ۱۲ [2] اور صاحبین رہ کے نزدیک حانث نہوگا و بناے خلاف بر آنکہ حقیقت لغوی اقدم بمکان راجح ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک مراد عرفی اخذ ہے ۱۲ [3] جوز نیج لوزینہ یعنے میوہ بڑی ٹکیاں ۱۲ منہ [4] کلیچہ و میسر و خبز القطائف و تملح و عصیدہ وغیرہ اقسام روٹیوں و حلوے کے ہیں جیسے لاکشہ و بسیطہ وغیرہ اقسام شوربہ متنوع ہیں [5] اصل ... صحیح ...

قاضی خان میں ہے اور اگر عصیدہ یا تتماج کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خبز نہ کھاؤنگا پھر سنبوسہ کھایا تو امام محمد رحنے فرمایا کہ حانث ہونا چاہیے ہے یہ خلاصہ میں ہے شیخ خجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ روٹی و خرما نہ کھاؤنگا پھر اُسنے انمیں سے ایک چیز کھائی تو فرمایا کہ جب تک دونوں نہ کھاوے حانث نہوگا یہ یتیمیہ میں ہے۔ اور قسم کھائی کہ بھونا ہوا نہ کھاؤنگا تو یہ قسم خاصۃً گوشت پر واقع ہوگی اور بیگن و گاجر وغیرہ بھونی ہوئی پر واقع نہوگی الا آنکہ اسکی نیت عام ہو کہ جو بھونی جاتی ہو مثل انڈے وغیرہ کے تو اُسکی نیت پر عمل درآمد ہوگا اور نیت صحیح ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ سر نہ کھاؤنگا پس اگر اُسنے نیت کرلی کہ مچھلی و بکری وغیرہ کسی کا سر ہو نہ کھاؤنگا تو جسکا سر کھاویگا حانث ہو جائیگا اور اگر اُسکی کچھ نیت نہ ہو تو فقط بکری و گائے کی سری پر واقع ہوگی یہ امام اعظم رہ کا قول ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اس زمانہ میں فقط بکری کی سری پر واقع ہوگی کذا فی البدائع اور یہ اختلاف باعتبار عصر و زمانہ کے ہے اسواسطے کہ امام اعظم رہ کے وقت میں عرف دونوں کی سری پر تھا اور صاحبین کے زمانہ میں فقط بکری کی سری پر تھا اور ہمارے زمانہ میں بحسب عادت فتوی دیا جائیگا کذا فی الهدایہ قال المترجم ہمارے زمانہ میں بھی یہی حکم ہے اور اقرب بقول صاحبین ہے واللہ اعلم اور سری کی قسم میں جبکہ بدون نیت ہو تو ٹڈی و مچھلی و گوریون کا سر بالاجماع داخل نہیں ہیں اور اسی طرح اونٹ کی سری بھی بالاجماع نہیں داخل ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ انڈا نہ کھاؤنگا تو یہ پرندون کے انڈے پر واقع ہوئی خواہ بط کا ہو یا مرغی یا کوئی اور پرند کا اور مچھلی کے انڈے کھانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے اسکی نیت کرلی ہو یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ نہ کھاؤنگا پس اگر اُسنے تمام مطبوخات کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر قسم واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو استحساناً طبیخ گوشت پر واقع ہوگی قال المترجم یہ ہمارے رواج میں مستقیم نہیں ہو سکتا ہے واللہ اعلم۔ مشایخ نے فرمایا کہ یہ جب ہے کہ گوشت پانی میں پکایا گیا ہو اور اگر خشک قلیہ ہو تو اسکو طبیخ نہیں کہتے ہیں۔ اور اگر گوشت پانی میں پختہ کیا گیا پس اُسنے شوربا روٹی کے ساتھ کھایا اور گوشت نہ کھایا تو بھی حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کا طبیخ نہ کھاؤنگا یعنے اُسکے ہاتھ کا پکایا ہوا پس اس عورت نے اُسکے واسطے ہانڈی گرم کردی مگر گوشت کسی دوسری عورت نے پکایا تو اُسکے کھانے سے حانث نہ ہوگا اور اگر فارسی میں کہا کہ اگر از دیگ گرم کردہ تو نخورم پس چنین و چنان ہست پس اگر عورت نے دیگ گرم کی مگر پکایا کسی دوسری عورت نے تو اُسکے کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ قولہ دیگ گرم کردہ تو سے عرف کے موافق پختہ تو مراد ہوتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ حلوا نہ کھاؤنگا تو اسمین اصل یہ ہے کہ فقہا کے نزدیک حلوا ہر ایسی شیرین چیز ہے جسکی جنس سے ترش نہ ہو اور جسکی جنس سے ترش بھی ہو وہ حلوا نہیں ہے پس اسکا مرجع عرف پر ہے پس خبیص و شہد صاف و شکر و ناطف و رب تمر و اسکے مانند چیزون کے کھانے سے حانث ہوگا اور نیز معلے نے امام محمد رہ سے انجیر تر و خشک کے کھانے سے حانث ہونا بھی روایت کیا ہے اسواسطے کہ انجیر کی جنس میں ترش نہیں ہوتا ہے پس اسمین خالص معنی حلاوت متحقق ہوئے اور اگر اُسنے انگور شیرین یا خربوزہ شیرین یا انار شیرین یا آلو شیرین کھایا تو حانث نہ ہوگا اسلیے

جسکو آلوچے کی طرح بوتے ہین ۱۲

کر اُسکی جنس سے بعض شیرین نہین ہوتا ہو پس اسمین خالص معنی حلاوت متحقق نہوئے اور ایسے ہی کشمش بھی حلو نہین ہو کہ اُسکی جنس مین ترشی بھی ہوتی ہو اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ حلاوت نہ کھاؤنگا تو اُسکا حکم مثل حلوائے ہو - اور اگر قسم کھائی کہ دانہ نہ کھاؤنگا یعنی نہ چباؤنگا تو تل وغیرہ جو دانہ چباویگا اور کھاویگا حانث ہوگا یعنی جسکو لوگ عادت کے موافق چباتے ہون اور رواج ہو پس اُسکے چبانے سے حانث ہوگا اور اگر اُسنے اپنی قسم مین کوئی خاص دانہ معین کی نیت کی ہو تو اُسکے چبانے سے حانث ہوگا اور دوسرے کے چبانے سے حانث نہوگا اور اگر موتی نگل گیا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہو - فتاوی مین لکھا ہو ایک مرد نے قسم کھائی کہ حرام نہ کھاؤنگا پھر غصب کیے ہوئے درم سے طعام خرید کر کھایا تو حانث نہ ہوگا اور وہ گنہگار ہوا اور اگر غصب کیا ہوا گوشت یا روٹی کھائی تو حانث ہوگا - اور اگر روٹی یا گوشت بعوض زیت کے فروخت کیا پھر اسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر کتے یا بندر یا چیل کا گوشت کھایا تو اسد بن عمرو نے کہا کہ حانث نہ ہوگا اور شیخ نصیر نے کہا کہ حانث ہوگا اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین اور حسن نے فرمایا کہ سب حرام ہو اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ جسمین علماء کا اختلاف ہو وہ حرام مطلق نہ ہوگی پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ قول فقیہ ابو اللیث کا بہت اچھا ہو - اور اگر اُسنے مضطر ہو کر حرام یا مردار کھایا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور مختار یہ ہو کہ وہ حانث ہوگا سو اسطے کہ حرمت باقی ہو لیکن اتنا ہو کہ گنہگاری دور کردی جاتی ہو اور فوائد شمس الائمہ حلوائی مین مذکور ہو کہ اگر ایسے باغ انگور سے کھایا جسکو اُسنے معاملہ پر دیدیا ہو یعنی بٹائی پر حالانکہ وہ قسم کھا چکا ہو کہ مین حرام نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہو - اور گیہون غصب کرکے انکو پکایا پس اُسکے مالک کو اُسکے مثل گیہون دیدیے قبل اسکے کہ غصب کیے ہوئے گیہون کو کھائے تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر تاوان ادا کرنے سے پہلے کھایا حالانکہ ہنوز اُسپر قاضی نے تاوان کا حکم نہین دیا ہو تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - اور اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا یا یہ انار نہ کھاؤنگا پھر اُسکو چباکر اُسکا رس چوسنا اور پھوک پھینکنا شروع کیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ اسکا کھانا نہین بلکہ چوسنا ہو - اور اگر انگور یا انار کا پانی نچوڑا اور رس کو نہین پیا بلکہ اُسکا پوست و گودا وغیرہ کھالیا تو قسم مین حانث ہو جائیگا اور اگر اسکو چباکر سب نگل گیا تو پوست و گودے وغیرہ کے نگلجانے سے حانث ہوگا اُسکے عرق کے نگلنے سے حانث نہ ہوگا قال المترجم ہمارے عرف مین ہر طرح حانث ہوگا بلکہ پوست وغیرہ مین تامل ہو واللہ تعالے اعلم اور عیون مین لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ یہ انگور نہ کھاؤنگا پھر اُسکو چباکر اُسکا پوست وغیرہ پھینکدیا اور اُسکا عرق پی گیا تو حانث نہوگا اور اگر اُسکا چھلکا پھینکدیا اور عرق و بیج نگل گیا تو حانث ہوگا اور صدر شہیدرہ نے واقعات مین اُسکی تعلیل یون فرمائی ہو کہ بدینوجہ کہ انگور تین چیزون کا نام ہو پس اول صورت مین اُسنے اقل کو کھایا پس اُسپر انگور کھاجانے والے کا اطلاق نہ ہوگا اور دوسری صورت

له دور الخ اور جن علماء کے نزدیک وہ مردار ہی نہین رہتا بلکہ حلال ہو جاتا ہو تو انکے نزدیک حکم برعکس ہونا چاہیے ۱۲ منہ عه خواہ چباکر یا ویسے ہی ۱۲ عه امام اعظم کے نزدیک معاملہ نہین جائز ہو ۱۲ + ۱۲

مین اُسنے اکثر کھایا اور اکثر کے واسطے حکم کل ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فاکہہ نہ کھاؤنگا پھر اُسنے انگور یا انار یا خرمائے تر کھایا تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ ہدایہ مین ہو اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہم فتوی کے واسطے صاحبین کے قول کو لیتے ہین اسواسطے کہ انکا قول اظہر ہو پھر یہ اختلاف ایسی صورت مین ہو کہ اُسنے کچھ نیت نکی ہو اور اگر ان چیزون کی بھی نیت کی ہو تو بالاتفاق حانث ہوگا یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہو۔ اور انجیر و کشمش و سیب و اخروٹ و پستہ و آلو بخارا و عناب و امرود نہی یہ بالاجماع فواکہ ہین خواہ تر و تازہ ہون یا خشک ہون خواہ خام ہون یا پختہ ہون اور کھیرا و ککڑی و گاجر بالاجماع فواکہ مین سے نہین ہین اور شہتوت فواکہ مین سے ہو اور امام قدوری نے خربوزہ کو فواکہ مین سے شمار کیا ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے نہین شمار کیا قال المترجم ہمارے یہان کے خربوزہ کو شاید امام قدوری بھی شمار نہ کرینگے اور امام نے فرمایا کہ مل اور باقلا پھلون مین سے نہین ہین اور حاصل یہ ہو کہ جو عرف مین فاکہہ شمار ہوتا ہو اور تفکہًا کھایا جاتا ہو وہ فاکہہ ہو اور جو ایسا نہو وہ نہین ہو یہ وجیز کردری مین ہو اور بادام و اخروٹ فواکہ مین سے ہو کہ اصل مین انکو خشک فواکہ مین شمار کیا ہو اور مشایخ نے فرمایا کہ یہ اُنکے عرف کے موافق ہو اور ہمارے عرف مین اسکو فواکہ یابسہ مین شمار نہین کرتے ہین اور امام محمد رح نے فرمایا کہ بسر سکر و بسر احمر فاکہہ ہو یہ محیط سرخسی مین ہو اور زبیب یعنی کشمش اور چھوہارے جیسے ہمارے یہان ملتے ہین اور خشک دانۂ انار فاکہہ نہین ہین کذا فی فتاوی قاضیخان۔ اور یہ بالاجماع ہو یہ بدائع مین ہو۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اگر قسم کھائی کہ مین امسال کسی فاکہہ سے نہ کھاؤنگا پس اگر ان دنون فواکہ تازہ و تر ہون تو قسم انھین پر واقع ہوگی پس خشک کے کھانے سے حانث نہوگا اور اگر ان دنون تر و تازہ نہ ہون تو خشک پر واقع ہوگی اور یہ استحسان ہو اور اسی کو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے لیا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لایاتدم یعنے ادام سے نہ کھاؤنگا قال المترجم روکھی روٹی کا مقابل یعنی جس سے روکھی روٹی نہ کہلاوے فافہم تو جو چیز روٹی کے ساتھ اسطرح کھائی جاوے کہ روٹی اُسکے ساتھ صبغ کی جاوے وہ ادام ہو جیسے سرکہ و زیت و عسل و دودھ و مکھن و گھی و شوربا و نمک وغیرہ اور جو روٹی کو صبغ نہ کرے ان چیزون سے جنکا جرم مثل روٹی کے جرم کے ہو اور وہ ایسی ہو کہ اکیلی کھائی جاسکتی ہو تو وہ ادام نہین ہو جیسے گوشت و انڈا و چھوہارا و کشمش وغیرہ اور یہ تفصیل امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ جو چیز روٹی کے ساتھ غالبًا کھائی جاتی ہو وہ ادام ہو اور یہی امام ابو یوسف رح سے بھی مروی ہو کذا فی فتح القدیر اور امام محمد رح کے قول کو فقیہ ابو اللیث رح نے لیا ہو اور اختیار مین فرمایا کہ یہی مختار ہو بعمل عرف اور محیط مین لکھا ہو کہ یہی اظہر ہو اور فلانسی نے اپنی تہذیب مین فرمایا کہ اسی پر فتوے ہو یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور حاصل یہ ہو کہ جس سے روٹی صبغ کی جاتی ہو جیسے سرکہ وغیرہ جو ہم نے ذکر کی ہین وہ بالاجماع ادام ہین اور جو غالبًا اکیلی کھائی جاتی ہین جیسے

ک اشارہ ہو کہ یہ اس صورت مین ہو کہ اسکی کچھ نیت نہو ۱۲ عہ کتاب امام محمد رحمہ اللہ عہ یعنے ڈبوئی جاوے ۱۲

خربوزہ و انگور و چھوہارا و کشمش وغیرہ تو یہ بالاجماع ادام نہیں ہیں بنا بر قول صحیح کے انگور و خربوزوں میں اور سے لبقولات سودہ بالاتفاق ادام نہیں ہیں یہ فتح القدیر میں ہے - اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ اسکی کچھ نیت نہ ہو اور اگر اُس نے نیت کی ہو تو بالاجماع اسکی نیت پر قسم ہوگی یہ تبیین میں ہے اور فاکہ بالاجماع ادام نہیں ہے یہ سراج وہاج میں ہے - اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید کو میراث میں کچھ ملا اور اسکو حالف نے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر زید نے کوئی چیز خریدی یا اسکو ہبہ کی گئی یا اسکو صدقہ دی گئی اور اُسنے قبول کر لیا پھر حالف نے اسکو کھایا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے اسکو کوئی چیز ہبہ کر دی یا حالف نے اُس سے خرید لی حالانکہ یہ چیز اُسکی کمائی کی ہے پھر حالف نے اسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر زید نے بہت کچھ کمایا اور مر گیا اور عمرو اسکا وارث ہوا پس حالف نے عمرو کے بیان اس میراث میں سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر حالف خود اُسکا وارث ہوا پس اسمیں سے کچھ کھایا تو حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر کسی دوسرے کے پاس سوائے میراث کے بطور خرید یا وصیت کے یہ مال منتقل ہو گیا پھر وہاں سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے - اور اگر قسم کھائی کہ زید کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پس زید مر گیا اور اسکی میراث سے اُسنے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر زید کی میراث عمرو کو ملی اور عمرو مر گیا اور اسکی میراث خالد کو ملی پھر اُسمیں سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤنگا پھر عمرو نے مرتے وقت زید کے واسطے کسی چیز کی وصیت کی اور پھر اُس چیز میں سے حالف نے کھایا تو حانث ہوگا[1] اور اگر زید نے حالف کو طعام ہبہ کیا اور حالف نے بعد قبضہ کرنے کے اسمیں سے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر زید نے حالف کے واسطے وصیت کر دیا ہو تو بعد قبول کے اسمیں سے کھانے سے حانث نہوگا اور واضح رہے کہ مال مہر عورت کی کمائی میں داخل ہے اور اسی طرح جراحت[2] کا ارش مجروح کی کمائی میں داخل ہے یہ خلاصہ میں ہے - ایک شخص کے پاس درم ہیں پس اُسنے قسم کھائی کہ انکو نہ کھاؤنگا پھر ان درموں کے عوض دینار یا پیسے بدل لیے پھر اُسکے بعد ان دیناروں یا پیسوں سے کوئی چیز خرید کر کھائی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ درم یا دینار نہ کھاؤنگا پھر انکے عوض کوئی اسباب خریدا پھر اسباب کے عوض طعام خریدا اور اُسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر ان درموں یا دیناروں کے عوض جو خریدے پھر جو کے عوض طعام خرید کر کھایا تو حانث نہوگا اور فرمایا کہ اگر ایسی چیز پر جو کھائی نہیں جاتی ہے قسم کھائی کہ میں اسکو نہ کھاؤنگا پھر اُسکے عوض طعام وغیرہ کھانے کی چیز خرید کے اسکو کھایا تو حانث ہوگا اور اگر ایسی چیز پر قسم کھائی جو کھائی جاتی ہے یہ کہ اسکو نہ کھائیگا پھر اسکے عوض کھانے کی چیز خرید کر اسکو کھایا[3] تو حانث نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو

[1] ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر کاتب اصل سے غلطی ہوگئی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہوگا ۱۲ منہ [2] یہ سب اس صورت میں ہے کہ اسکی کچھ نیت نہو واللہ اعلم ۱۲ منہ [3] مثلاً عمرو نے زید کو مجروح کیا اور اسکا ارش دینا پڑا تو یہ ارش زید کی کمائی میں شامل ۱۲ منہ [illegible]

اپنے والد کی میراث سے طعام نہ کھلاوینگا پھر اپنے والد کی میراث مین طعام پایا اور وہ فلان کو کھلایا یا درم پائے اور اُنکے عوض طعام خرید کرکے کھلایا تو حانث ہوگا اور اگر طعام میراث کے عوض دوسرا طعام بدل کرکے اسمین سے اسکو کھلایا تو حانث نہ ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ اپنے والد کی میراث سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اسکا باپ مرگیا اور یہ اُسکے مال کا وارث ہوا پس اس مال کے عوض طعام خریدا اور اسکو کھایا تو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اسواسطے کہ بحسب عادت میراث کھانے کی یہی صورتین ہین اور اگر مال میراث کے عوض کوئی چیز خریدکر اس چیز کے عوض طعام خرید کرکے کھایا تو حانث نہ ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے کھیتون سے نہ کھاؤنگا پھر اسکی پیداوار مین سے جو کاشتکار کے پاس ہو یا فلان کے مشتری کے پاس ہو خریدکر کھایا تو حانث ہوگا اور اگر فلان سے کسی شخص نے خرید کیا اور اسکو بویا پھر اسکی پیداوار مین سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ ملک فلان سے یا جسکا فلان مالک ہوا ہو کچھ نہ کھاؤنگا پھر فلان کی ملک سے کوئی چیز نکلکر دوسرے کی ملک مین داخل[1] ہوگئی اور اسکو حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ جو فلان نے خریدا یا جو فلان خریدے اسمین سے نہ کھاؤنگا پھر فلان نے اپنے واسطے یا غیر کے واسطے کوئی چیز خریدی اور اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر فلان نے خریدی ہوئی کو جسکے واسطے خریدی تھی اُسکے حکم[2] سے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردی اور پھر اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ بدائع مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ ایسا گوشت نہ کھاؤنگا کہ اسکو فلان نے خریدا پھر فلان نے ایک بکری کا بچہ حلوان خرید کیا اور اُسکو ذبح کیا پھر اسمین سے حالف نے کھایا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس فلان کا یہ طعام نہ کھاؤنگا پھر فلان نے یہ طعام فروخت کردیا پھر حالف نے اسکو کھایا تو حانث نہ ہوگا اسلیے شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رح کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ مین ایسے طعام سے نہ کھاؤنگا جسکو فلان تیار کرے یا ایسی روٹی نہ کھاؤنگا جسکو فلان پکاوے پس فلان نے اسکو تیار کرکے فروخت کردیا پھر حالف نے مشتری کے پاس اسکو کھایا تو حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے طعام سے نہ کھاؤنگا اور یہ فلان طعام فروش ہے پس حالف نے اس سے خرید کرکے کھایا تو حانث ہوگا - اور اگر قسم کھائی کہ تیرا یہ طعام نہ کھاؤنگا پھر فلان نے اسکو یہ طعام ہدیہ دیدیا تو بقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زمین کی پیداوار سے نہ کھاؤنگا پھر اس پیداوار کے ثمن سے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اُس نے نفس پیداوار کی نیت کی ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ یعنے دیانۃً تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہ ہوگی کذا فی الذخیرہ و قال المترجم بطور عربیت یعنی زبان عرب صحیح ہے کہ بجائے پیداوار کے غلہ کا لفظ کہا اور ہمارے عرف مین ازبسکہ پیداوار خود اُسکے اناج وغیرہ پر

[1] خواہ ہبہ یا وصیت یا صدقہ یا خرید و فروخت ہلنے اسباب ملک اور اپنی بیع بالخیار کہ اسمین فلان کو خیار ہو تو اس صورت مین ایام خیار مین کھانے مین امام و صاحبین کا اختلاف جاری ہوگا اور وہ کتاب البیوع مین مذکور ہے فتدبر ۱۲

[2] اور اگر اپنے واسطے خریدی ہو تو کچھ اجازت کی ضرورت نہین ۱۲

۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲

اطلاق ہوتا ہے نہ اس پیداوار کے دامون پر لہذا حکم برعکس ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان سے نہ کھاؤنگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے پھر حالف نے اس طعام سے خریدا یا فلان نے کسی کو طعام ہبہ کیا اور اُس سے حالف نے خرید لیا تو اسکے کھانے سے حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اصل میں مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی کہ ایسا طعام نہ کھاؤنگا کہ اسکو فلان خریدے پھر ایسا طعام کھایا کہ اسکو حالف کے واسطے فلان اور ایک شخص دوسرے نے خرید دیا ہے تو حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ وہ نہ کھاویگا جسکو فلان اکیلا خریدے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان سے نہ کھاؤنگا پھر ایسا طعام کھایا جو فلان و دوسرے کے درمیان مشترک ہے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کی روٹی نہ کھاؤنگا پھر اُسکے و دوسرے کے درمیان مشترک روٹی کھائی تو بھی حانث ہوگا بخلاف اسکے اگر قسم کھائی کہ فلان کی رغیف نہ کھاؤنگا پھر اُسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک رغیف کھائی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ رغیف کا ٹکڑا رغیف نہیں کہلاتا ہے اور روٹی کا ٹکڑا روٹی کہلاتا ہے اور اگر قسم کھائی کہ اپنے بیٹے کے مال سے نہ کھاؤنگا پھر سرکہ ایسے شخص سے جو اُسکے اور اُسکے بیٹے کے درمیان مشترک ہے کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسنے بیٹے کا مال کھایا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان نہ کھاؤنگا پھر ایسے طعام سے کھایا جو اُسکے و فلان کے درمیان مشترک ہے تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ قال المترجم اگر سیر بھر طعام مساوی مشترک ہے مثلاً اور اُسنے تین پاؤ کھالیا تو ظاہر ہے کہ ضرور فلان کا طعام کھایا لہذا تاویل مسئلہ مذکور ملحوظ رہے کہ اسطرح وقوع نہیں ہوا ہے فافہم۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنے والد کی چیزون میں سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا پھر اپنے والد کے بیت سے ایک کروح روٹی کی تناول کی جو زمین پر پھینکی ہوئی تھی تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ حانث نہیں ہوا اور شیخ ابو علی نسفی رح نے فرمایا کہ حانث ہوگیا اور فقیہ ابوبکر بلخی نے فرمایا کہ اگر یہ ٹکڑا ایسا تھا کہ اُسکو کسی فقیر کو صدقہ میں دے سکتے ہیں یعنے از راہ عادت ایسا ٹکڑا دیا جاتا ہے تو حانث ہوا ورنہ نہیں یہ فتاوی "قاضی خان" میں ہے۔ قال الاحوط قول النسفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام فلان نہ کھاؤنگا تو یہ فلان کے طعام موجودہ پر اور جو آیندہ اُسکی ملک میں آوے دونون پر واقع ہوگی یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں انار میں سے جو فلان خریدے نہ کھاؤنگا پھر فلان اور ایک دوسرے نے خرید کیا اور اُسمین سے اُسنے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر یون کہا کہ ایک انار سے جسکو فلان خریدے نہ کھاؤنگا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے سوت کے ثمن سے نہ کھاؤنگا پھر فلانہ کا کاتا سوت خرید لیا یا فلانہ نے اسکو ہبہ کر دیا پھر اسکو فروخت کر کے اُسکے ثمن سے کھایا تو حانث نہوگا اور اگر فلانہ نے خود فروخت کیا اور اُسکا ثمن اس حالف کو دیا اور اُسنے اُسمین سے کھایا تو حانث ہوگا اور اگر فلانہ نے یہ ثمن اپنے بیٹے یا کسی اجنبی کو ہبہ کیا پھر اُسنے حالف کو ہبہ کیا پھر اُسنے کوئی چیز خرید کر کھائی تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ فلان سے نہ کھاؤنگا پھر فلان اور دوسرے نے ملکر پکایا اور حالف نے اسکو کھایا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسکا ہر جزو طبیخ کہلاویگا اسی طرح اگر

کہا کہ خبز فلان یعنی فلان کی روٹی سے پس فلان اور ایک دوسرے نے روٹی پکائی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ ہانڈی سے جسکو فلان پکاوے پھر دونون کی پکائی ہانڈی سے کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ ہر جزو ہانڈی کا ہانڈی نہین کہلاتا ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ فارسی مین قسم کھائی کہ از چیز فلان نخورم پس اسکی شیرینی کا پانی پلوایا گیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اوہام لوگون کے اسطرف نہین پہونچتے ہین آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر اُسکے خربوزہ کا چھلکا یا ریزہ نان اُسکے دروازہ پر پایا اور کھالیا تو حانث نہین ہوتا ہے یہ فتاوی کبری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسی کوئی چیز نہ کھاؤنگا جسکو فلان اُٹھالاوے اور مراد یہ ہے کہ آوردہ فلان یعنی فلان کی لائی ہوئی نہ کھاؤنگا پھر ایسی برف سے کھایا جسکو فلان اُٹھالایا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ اپنے داماد کے مال سے کچھ نہ کھاؤنگا پھر اُسکو خمیر دیا گیا جو اُسکے داماد کے خمیر مین سے ہے پس اُس نے دوسرے خمیر مین ملاکر اُسکو پکوایا اور کھایا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اسکا پانی نہ پیونگا یا اسکا نمک نہ کھاؤنگا پھر اُسکا پانی یا نمک لیکر اُسکو خمیر مین ملادیا اور کھایا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے قسم کھائی کہ اپنے داماد کی روٹی سے نہ کھاؤنگا پھر اُسکا داماد سفر کو چلا گیا اور اپنی جورو کے واسطے نفقہ چھوڑ گیا جسمین سے اُسنے کھایا پس اگر داماد اس عورت کے واسطے نفقہ الگ کر گیا ہو تو حانث ہوگا اور اگر الگ کر گیا ہو بلکہ یہ کہہ گیا ہو کہ میرے طعام مین سے بقدر کفایت تو کھا پس حالف نے بھی کھایا تو حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ اپنے باپ کے مال سے نہ کھاؤنگا پھر باپ مر گیا اور حالف وارث ہوا اور اُس نے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر قسم میں یہ لفظ بھی کہا ہو کہ باپ کے مال سے بعد اسکے مرنے کے نہ کھاؤنگا تو اس صورت مین حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور اگر کسی عورت نے قسم کھائی کہ اپنے پسر کے اطعمہ سے نہ کھاؤنگی حالانکہ قسم سے پہلے اُسکا بیٹا اسکو چند قسم کے اطعمہ بھیج چکا ہے پس اُنکو اُسنے کھایا تو حانث نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عورت نے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے قسم مین اس طعام کی بھی نیت کی ہو تو حانث ہوگی اور اضافت باعتبار مجاز صحیح ہوگی یعنی جو پہلے بیٹے کا تھا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤنگا پس فلان نے ایک برتن سے اور حالف نے دوسرے برتن سے کھانا کھایا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ دونون ایک ہی برتن سے نہ کھاوین یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مال فلان سے نہ کھاؤنگا پھر دونون نے روپیہ ڈال کر کوئی چیز خریدی اور دونون نے کھائی تو قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف مین یہ اپنا مال کھانا کہلاتا ہے ایسا ہی فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی چیز سے نہ کھاؤنگا پھر فلان کی مرچ اُسکی جورو نے اپنی ہانڈی مین ڈالی جسکو حالف نے کھایا تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضلؒ نے فرمایا کہ حانث ہوگا الا آنکہ فلان و حالف کے

---

۱ جیسے برف خانہ وغیرہ جہان پانی و دیگر سیال چیزین جمائی جاتی ہین ۱۲ ۲ کیونکہ اب بعد وفات اُسکے باپ کے وہ مال جسکے بیٹے کے حصہ مین آیا تو یہ اسکا مالک ہوا اور باپ کی ملکیت نہ رہی پس اُسکے کھانے سے حانث نہوگا ۱۲ ۳ یعنی پتی ڈالکر ۱۲ منہ

درمیان کوئی سبب قسم ایسا ہو کہ جو اس امر پر دلالت کرے کہ ایسی ہیچ وغیرہ مراد نہین ہے اگر قسم کھائی کہ فلان کے باغ انگور سے اس سال کوئی چیز نہ کھاؤنگا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی قسم بارہ مہینہ پر واقع ہوگی اور ہمارے مولانا نے فرمایا کہ چاہیے یون ہے کہ اس سال کے جسقدر ایام باقی رہے ہین انھین پر واقع ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ایک نے کہا کہ واللہ جو فلان لاویگا اُسکو نہ کھاؤنگا یعنی ایسی کھانے کی چیز جیسے گوشت وطعام وغیرہ پھر حالف نے اس فلان کو گوشت دیا کہ اُسکو پکاوے پس اُسنے پکانا شروع کیا اور اسمین گاے کی اوجھ کا ایک ٹکڑا ڈال دیا جو ہانڈی کے جوش مین نکل گیا پھر حالف نے ہانڈی کا شوربا کھایا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ میری دانست مین وہ حانث نہوگا جبکہ اُسنے اسمین ایسا گوشت ڈال دیا جو تنہا پکا کر اس سے شوربا لینے کے لائق نہین ہے بسبب اسکے کہ قلیل ہے۔ اور اگر اسقدر ہو کہ تنہا پکا کر اس سے شوربا لیا جا سکتا ہے تو اس صورت مین حانث ہوگا حالانکہ امام محمد رح نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جو فلان لاویگا مین اُسکو نہ کھاؤنگا پھر فلان مذکور گوشت لایا اور اُسکو بھونا اور بعد تیار ہونے کے اُسکے نیچے حالف کے چانول نیچے رکھے چنانچہ اُسکی چکنی چانولون مین آئی جسکو حالف نے کھایا تو حانث ہوگا اسی طرح اگر فلان مذکور چنے لایا اور اُسکو پکایا پس حالف نے اُسکا شوربا کھایا اور اسمین چنے کا مزہ آتا ہے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر تازہ چھوہارے جسکو رطب کہتے ہین لایا جسمین سے رب بہا اور اُسکو حالف نے کھایا یا زیتون لایا اور وہ پیلا گیا جسکا تیل حالف نے کھایا تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے طعام سے کوئی طعام نہ کھاؤنگا پھر اُسکا سرکہ یا روغن زیتون یا نمک کھایا یا انھین سے کوئی چیز لے کر اپنے کھانے کے ساتھ کھائی تو حانث ہوگا اور اُسکا پانی یا نبیذ لیکر اُسکے ساتھ اپنی روٹی کھائی تو حانث نہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ گیہون نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے اناج کے ساتھ ملا کر کھایا یا قسم کھائی کہ یہ جو نہ کھاؤنگا پھر انکو دوسرے اناج مین ملا کر کھایا پس اگر گیہون سے کھایا یعنی پھنکی مار کر کھایا پس اگر گیہون یا جو غالب ہون تو حانث ہوگا اور اگر دوسرے اناج کو غلبہ ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر مساوی ہون تو قیاس یہ ہے کہ حانث ہوگا اور استحسانا حانث نہوگا اور اگر ایک ایک دانہ کر کے کھایا ہے تو بہر حال حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤنگا یا کہا کہ نہ پیونگا الا باجازت فلان پھر فلان نے اُسکو اجازت[1] دی تو یہ اجازت ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پر ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی طعام نہ کھاؤنگا اور نہ پیونگا پھر کھانے پینے کی کوئی چیز[2] رکھی اور اُسکو حلق مین داخل نہونے دیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر اپنی قسم کسی فعل پر منعقد کی پھر اس سے گھٹ کر کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے بڑھکر کیا تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کھانا پینا کچھ نہ چکھونگا پھر اُسکو اپنے منہ مین داخل کیا تو حانث ہوگا پھر اگر اُس نے دعوی کیا کہ میری مراد نہ چکھنے سے یہ تھی کہ نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا تو دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعالی اُسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کہا کہ نہ

[1] یعنی ایک مرتبہ اجازت مین اگر ایک لقمہ یا ایک گھونٹ سے زیادہ کھایا تو حانث ہو جائیگا ۱۲ منہ [2] یعنی کھانے پینے کی چیز ۱۲ منہ

چکھونگا کھانا اور نہ پینا پھر ایک چکھا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ نہ کھاؤنگا کھانا اور نہ پینا اور اسی طرح اگر حرف یا دو نون کے بیچ مین لایا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ طعام و شراب چکھونگا پھر اُسنے ایک کو چکھا تو حانث نہوگا اور شیخ ابو القاسم الصفار نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور شیخ ابو بکر محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ اسکی نیت پر ہے اور اگر اُس نے کچھ نیت نہ کی ہوگی تو ایک کے چکھنے سے حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہے۔ کسی نے قسم کھائی کہ خمیر نہ چکھونگا پھر ایسی روٹی کھائی جسکا خمیر شراب سے کیا گیا ہے تو خدادر رح نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث نہوگا جیسے قسم کھائی کہ زیت نہ چکھونگا پھر روٹی کھائی جسکا آٹا زیت مین گوندھا گیا ہے تو حانث نہین ہوتا ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے گھر مین طعام نہ چکھونگا اور نہ شراب یعنی پینے کی چیز پھر اسکے گھر مین کوئی چیز چکھی اور اسکو اپنے منھ مین داخل کیا مگر اُسکے پیٹ مین نہین پہونچی تو حانث ہوگا اور یہ قسم فقط چکھنے پر ہوگی۔ اور اگر اُس سے کسی نے کہا کہ میرے پاس آج کے روز کھانا کھا پس اُسنے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ چکھونگا طعام و نہ شراب تو یہ قسم کھانے پر ہوگی نہ چکھنے پر یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ پانی نہ چکھونگا پس اُس نے نماز کے واسطے کلی کی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ یہ چیز چکھونگا پھر وہ شراب سرکہ ہوگئی پس اسکو پیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر یہی نیت ہو کہ جو اس سے ہوگا وہ بھی نہ چکھونگا تو حانث ہوگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ تغدی نکرونگا تو غداء وہ کھانا ہے جو طلوع فجر سے وقت ظہر تک ہو اور عشاء وہ کھانا ہے کہ نماز ظہر سے آدھی رات ہو یہ ہدایہ مین ہے پس اگر قسم کھائی کہ آج تغدی نہ کرونگا پھر نصف نہار کے بعد کھایا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور شیخ خجندی رح نے فرمایا کہ یہ امام رح کا عرف تھا اور ہمارے عرف مین عشاء کا وقت بعد نماز عصر کے ہے۔ پھر واضح رہے کہ غداء و عشاء عبارت ایسے کھانے سے ہے جس سے عادت کے موافق پیٹ بھرے کھانا لوگون کی غالب عادات کا مقصود ہوتا ہے پس قسم کھانے والے کے شہر مین جو غداء ہے اُسی پر قسم منعقد ہوگی پس اگر وہ چیز غداء ہوگی تو اسکے کھانے سے حانث ہوگا ورنہ نہین اور اسی واسطے مشائخ نے کہا ہے کہ اگر شہر کے لوگون نے غداء ترک کرنے پر قسم کھائی پس انھون نے دودھ پی لیا تو چونکہ غالب عادت لوگون کی اس سے تغدی نہین ہے اسوجہ سے حانث نہونگے اور اگر بدوی نے ایسی قسم کھائی اور پھر دودھ پی لیا تو چونکہ غالباً انکا ایک وقت اوّل کا کھانا یہی ہے لہذا حانث ہوگا اور شیخ ابو الحسن نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ تغدی نہ کرونگا پھر سوائے روٹی کے چھوہارا و چانول وغیرہ کوئی چیز کھائی یہانتک کہ سیر ہوگیا تو حانث نہوگا اور یہ غدا کھانا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر گوشت بغیر روٹی کے کھایا تو بھی یہی حکم ہے اور غداء ہر شہر کی وہی ہے جو انہین متعارف ہو قال المترجم ہمارے یہان دیار مین ایسا عرف ظاہر نہین ہے لہذا قسم اپنے اصلی معنی پر ہوگی پس شیخ ابو الحسن کا قول اقرب ہے سوائے چانول و دیگر اناج و گوشت کے

ف۱ جسے ہمارے عرف مین نہاری و ناشتہ بولتے ہین ۱۲ منہ ف۲ کیونکہ بدو لوگون کو اکثر یہی میسر آتا ہے لہذا یہ حکم مخصوص [illegible] معنے سے ہوگا ۱۲ منہ ف۳ یعنے کھانا جو عادت کے موافق ہو ۱۲ ف۴ یعنے انکی غالب عادت مین یہی کھانا ہے ۱۲ منہ

کہ انسے ہمارے عرف غیر ظاہر کی وجہ سے اقرب الی الحنث ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم اور نیز سیر ہو جانے مین تامل ہے
پس اولی یہ ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھے فافہم۔ قال اور غدا مین شرط یہ ہے کہ آدھی سیری سے زائد ہو حتی کہ اگر اپنی باندی
سے کہا کہ اگر تو نے آج کی رات تعشی نہ کی یعنے عشاء کا کھانا نہ کھایا تو میرا غلام آزاد ہے پس اُسنے ایک لقمہ یا
دو لقمہ کھالیے تو یہ عشاء نہیں ہوئی اور حالف اپنی قسم مین سچا نہ ہوگا یہان تک کہ باندی مذکورہ اپنی نصف
سیری سے زیادہ کھالیوے یہ سراج وہاج مین ہے۔ رمضان مین قسم کھائی کہ آج کی رات عشاء نہ کھاؤنگا
پھر دوپہر رات جانے کے بعد کھایا تو حانث نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ سحری نہ کھاؤنگا تو نصف
رات سے فجر تک کھانے سے حانث ہوگا یہ شرح مجمع البحرین مین ہے۔ مساء شام اطلاق عرب مین دو ہین ایک بعد
زوال سے اور دوسری بعد غروب شمس سے پس ان دونون مین سے قسم مین جسکی نیت کرے صحیح ہوگی اور علی ہذا اگر
بعد زوال کے قسم کھائی کہ یہ کام نہ کرونگا یہان تک کہ مساء کرون اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو سورج ڈوبنے
کی شام پر ہوگی اسواسطے کہ معنے اول پر حمل کرنا ممکن نہیں ہے پس دوسری مساء یعنے دوسرے معنی شام پر محمول
ہوگی یعنے بالبعد غروب یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور معلے نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ اگر قسم کھائی کہ لیاتینہ ضحوۃ
یعنی وقت ضحوہ کے اسکے پاس آویگا تو ضحوہ بعد طلوع آفتاب کے جبدم سے کہ نماز پڑھنی جائز ہو جاتی ہے
تا نصف النہار ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ لایصبحہ ف ای صبح کو نہ آؤنگا تو تصبیح
میرے نزدیک ضحی اکبر اور ارتفاع آفتاب کے درمیان ہے اور جب ضحی اکبر ہوگئی تو تصبیح کا وقت جاتا رہا یہ
بدائع مین ہے۔ اور اگر یون کہا کہ لیغدینہ الیوم بالف یعنی اسکو آج غدا ہزار درم کی کھلاؤنگا پس اگر مین آزاد کرون
ایسے غلام کو کہ اسکو ہزار کو خریدون یا اگر آج تو روٹی ہزار کی نہ کاٹے تو ایسا ایسا پس اُسنے کوئی ایک درم کی چیز
ہزار درم کو خریدی اور وہ اسکو غدا مین کھلائی یا اسی طرح غلام خرید کر آزاد کیا یا اسطرح روٹی خریدی جسکو عورت نے
کاٹ دیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تغدی دو رغیفون سے کرلی تو میرا
غلام آزاد ہے پھر آج صبح کو ایک رغیف کھائی اور کل صبحکو دوسری رغیف کھائی تو قیاسًا حانث ہوگا کیونکہ لفظ
مطلق ہے خواہ آج ایک روز مین یا دو روز مین جیسے تعیین کی صورت مین ہے اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان دو رغیفون
سے تغدی کرلی تو میرا غلام آزاد ہے پس ایک سے اُس نے آج تغدی کی اور دوسری سے دوسرے روز تغدی کی تو حانث ہوگا
پس ایسا ہی یہان ہے اور استحسانًا حانث نہوگا۔ اور اگر اُسنے اس صورت مین متفرق تغدی کرنے کی نیت کی
ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے دو رغیف کھالین یا مین نے یہ دو رغیفین کھالین تو
میرا غلام آزاد ہے پھر ان دونون کو ایکبارگی یا متفرق کھالیا تو قیاسًا و استحسانًا حانث ہوگیا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر
قسم غدا پر منعقد کی اور اسمین سے روٹی کو استثناء کرلیا تو جو چیز کہ روٹی کی تبعیت مین کھائی جاتی ہے وہ بھی

ف لایصبح بتشدید موحدہ اصل مین صبح کی شراب خواری مین مستعمل ہوا اور یہان بھی محتمل ہے اگرچہ قسم بمعنی معیت پر ہو اور شاید کہ نہاری
کھانے یا پینے پر ہو فافہم ۱۲ منہ ف چاشتگاہ یعنے قریب ڈیڑھ پہر دن چڑھے کے ۱۲

روٹی کی استثنار کے ساتھ مستثنیٰ ہوگی چنانچہ اگر کہا کہ تغدی نہ کرونگا سوائے روٹی کے تو روٹی کے ساتھ سالن و سرکہ و زیتون وغیرہ جو بالمقصود نہیں کھائے جاتے ہیں مستثنیٰ ہونگے اور روٹی کے ساتھ انکے کھانے سے حانث نہوگا اور جو چیز بمقصود کھائی جاتی ہو اور عادت کے موافق تبعاً نہیں کھائی جاتی ہو جیسے خبیص[1] و چانول وغیرہ انسے حانث ہوگا اور وہ مستثنیٰ نہوگی اور اگر ایسی چیز ہو کہ اسمین بمقصود کھانے کی بھی عادت ہو یعنی کھانا انکا خود ہوتا ہو اور روٹی کے ساتھ اسکی تبعیت مین بھی کھانیکی عادت ہوتی ہو جیسے گوشت و مچھلی و دودھ وغیرہ تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ روٹی کے استثنار کرنے مین اسکی تبعیت مین یہ بھی مستثنیٰ ہونگی اور انکے کھانے سے حانث نہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ مستثنیٰ نہونگی اور حانث ہوگا۔ پس جب امر معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہین کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر مین نے کھایا آج کے روز الا رغیف تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُس نے رغیف کھائی اور پھر اسکے بعد فاکہ یا چھوہارا یا خبیص یا چانول کھائے تو حانث ہوگا ہان اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ مین نے روٹی سے استثنار کا قصد کیا تھا یعنے روٹی مین اگر سوائے رغیف کے کھاؤن تو ایسا ہو تو اس صورت مین اسکے قول کی دیانۃً تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی۔ پھر واضح ہے کہ اگر مسئلہ مذکورہ مین بعد رغیف کے کھانے کے فواکہ یا چھوہارے کھائے ہون یا رغیف کے ساتھ ہی کھائے ہون بہر حال حانث ہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر مین نے تغدی کی الا برغیف تو میرا غلام آزاد ہے پھر رغیف سے تغدی کی پھر فواکہ یا چھوہارے کھائے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر خبیص کھایا تو بھی حانث ہوگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تغدی کی صورت مین ان چیزون کے کھانے سے جب ہی حانث ہوگا کہ بفور رغیف کے کھانے کے اُس نے یہ چیزین کھائی ہون اور اگر رغیف سے تغدی کرنے کے بعد جب کہ تغدی برغیف ہو چکی اور تغدی منقطع ہو گئی اور پھر انکو تنہا کھایا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ انکے ساتھ تغدی کرنے والا نہین کہلائیگا اور تغدی کے طور پر انکے کھانے کا رواج نہین ہے اور اگر اس صورت مین بھی اُس نے خاصۃً خبز یعنی روٹی سے استثنار کی نیت کی ہو تو دیانۃً تصدیق کی جائیگی نہ قضاءً یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر قسم سے پہلے کوئی ایسا کلام واقع ہوا کہ اس سے اس امر پر استدلال کیا جاوے کہ اس نے روٹی سے استثنار مراد لیا ہے مثلاً کہا گیا ہو کہ تو آج دو رغیف کھائیگا پس اُسنے کہا کہ اگر مین آج کے روز کھاؤن الا ایک رغیف تو میرا غلام آزاد ہے تو اس صورت مین اسکی قسم خاصۃً رغیف پر ہوگی چنانچہ اگر اُس نے رغیف کھانے کے بعد ہی چھوہارے وغیرہ کھائے تو حانث نہوگا اور اسکی قسم رغیفون کے ساتھ مقید ہوگی اور اگر کہا کہ اگر مین آج کے روز ایک رغیف سے زیادہ کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ قسم خاصۃً روٹی پر ہوگی چنانچہ اگر بعد ایک رغیف کے اُس نے چھوہارے و فواکہ کھائے تو حانث نہوگا اور تقدیر کلام اس صورت مین یہ ہوگی کہ اگر مین آج کے روز جنس رغیف سے ایک رغیف سے زیادہ کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہے پس چونکہ اسطرح کہنے مین اسکی قسم خاص روٹیون کے ساتھ مختص ہوتی ہے اسی طرح صورت مذکورہ مین

---

[1] خبیص نام کھانے کا ہے جو چند چیزون سے ملاکر پکایا جاتا ہے ۱۲ منہ

بھی رغیفون کے ساتھ مخصوص ہو گی اور جو ہم نے الا رغیف کہنے کی صورت مین بیان کیا ہو وہی غیر رغیف سوائے رغیف کہنے کی صورت مین بھی ہو یہ محیط مین مذکور ہو ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کپڑا پہنا یا مین نے کھایا یا مین نے پیا تو میری جورو طالقہ ہو اور پھر دعوی کیا کہ مین نے اپنی قسم مین خاصۃً فلان طعام مراد لیا تھا اور فلان طعام مراد نہین لیا تھا تو قضاءً و دیانۃً کسی طرح اسکے قول کی تصدیق نہو گی اور یہی صحیح اور یہی ظاہر الروایۃ ہی اور اگر کہا کہ ان لبست ثوبا او اکلت طعاما یعنے اگر پہنا مین نے کپڑا یا کھایا مین نے کھانا تو میرا غلام آزاد ہی پھر دعوی کیا کہ مین نے فلان کپڑا یا فلان کھانا خاصۃً مراد لیا تھا تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہو گی مگر قضاءً تصدیق نہو گی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ دار فلان سے نہ پیونگا پھر اسمین سے کوئی چیز کھائی تو صدر شہید نے اپنے واقعات مین فرمایا کہ مختار میرے نزدیک یہ ہو کہ وہ حانث نہو گا الا آنکہ تمام ماکولات و مشروبات کی نیت کی ہو کذا فی المحیط قال المترجم ہمارے عرف کے موافق بالقطع وہ حانث نہو گا اور اگر اُسنے تمام ماکولات کی نیت کی ہو تو خلاف محاورہ ہو جو لازم آئے اُسکی نیت کا پھل ہو گا اسواسطے کہ کھانا پینا ہمارے اطلاق مین جدا جدا ہین واللہ تعالی اعلم۔ فارسی مین کہا کہ از خانہ فلان ہیچ چیز نہ خورم یعنی فلان کے گھر سے کچھ نہ کھاؤنگا تو یہ کھانے و پینے دونون کو شامل ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور یہ نوع استعمال ہو و ایسا ہی ہمارا عرف ہو واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مشروب نہ پیونگا پھر دونون نے ایک ہی مجلس مین ایکہی مشروب سے پیا تو حانث ہو گا اگرچہ دونون کے پینے کے برتن مختلف ہون اور اسی طرح اگر ایک مجلس ہو اور دونون کے مشروب مختلف ہون تو بھی حانث ہو گا اور اگر اُس نے مشروب واحد یا ظرف واحد مین ساتھ نہ پینے کی نیت کی ہو تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہو گی یہ بدائع مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی ضیافت مین ایکبار سے زیادہ نہ پیونگا پس اُس نے ایک بار اس کے مکان مین پیا اور دوسری بار اُسکے بستان مین پیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ضیافت ایک ہی ہو تو حانث ہو گا۔ ایک نے قسم کھائی کہ پانی نہ پیونگا پھر اُسنے آب تلیہ پیا تو حانث نہ ہو گا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی گائے کا دودھ نہ پیونگا پھر اسکی گاے مر گئی اور اسکی ایک بچھیا ہو جو بڑی ہوئی پھر اُسکا دودھ اُس نے پیا تو حانث نہو گا یہ خلاصہ مین ہو ایک نے قسم کھائی کہ لا اشرب الماء یعنے پانی نہ پیونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہو تو چاہے کسی قدر پیے حانث ہو گا اور اگر اُسنے الماء سے کل الماء یعنی تمام پانی مراد لیا ہو تو کبھی حانث نہو گا اور نیت صحیح ہو یہ محیط مین ہو اور اگر قسم کھائی کہ لا اشرب شراباً یعنی کوئی پینے کی چیز نہ پیونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہو تو پانی وغیرہ کوئی پینے کی چیز پیے حانث ہو گا ایسا ہی ایمان فاضل مین مذکور ہو اور حیل اصل مین مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ لا اشرب الشراب یعنی شراب نہ پیونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہو تو یہ قسم خمر پر واقع ہو گی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور امام سرخسی نے فرمایا کہ یہ زبان عربی مین قسم کھانے کی صورت مین ہو اور اگر فارسی مین قسم کھائی تو بہر حال خمر پر واقع ہو گی مولف رح نے فرمایا

۱؎ کیونکہ یہ دونون جدا جدا ہین اگرچہ حقیقۃً اسی کا جز ہو ۲؎ کہ وہ حانث سے باہر ہو ۱۲ م ۳؎ یعنے دونون صورتون مین ۱۲ منہ

کہ فتوے کے واسطے مختار وہ ہی جو جبل الاصل مین فرمایا ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ آج نہ پیونگا تو جو چیز پیئے حانث ہوگا حتے کہ سرکہ اور گھی پینے سے بھی حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ پیونگا پھر دودھ مین پانی ڈال کر اُسکو پیا تو اصل اس مسئلہ اور اُسکے جنس کے مسائل مین یہ ہے کہ جب حالف نے اپنی قسم کسی سیال چیز پر معقود کی اور پھر اس چیز مین دوسری جنس کی سیال چیز خلط کر دی پس اگر وہ سیال چیز جسپر قسم کھائی ہے غالب ہو تو حانث ہوگا اور اگر دوسری جنس کی سیال چیز غالب ہو تو حانث نہوگا اور اگر دونون برابر ہون تو قیاساً حانث ہوگا مگر استحسان یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا اور غالب ہونے کے معنی امام ابو یوسف رحمہ نے یون بیان کیے ہین کہ جسپر قسم کھائی ہے اگر اُسکا رنگ ظاہر ہوتا ہو اور اُسکا مزہ پایا جاتا ہو تو وہ غالب ہے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ غلبہ من حیث الاجزاء ہے قال المترجم ہذا ہو الاظہر لیکون الحکم الی الاکثر امیل فحر مزج المخلوط الی الاکثر احکم فلیتامل اور یہ اسوقت ہے کہ جسپر قسم کھائی تھی اُسکو غیر جنس مین ملا دیا اور اگر اسی جنس مین ملایا مثلاً دودھ کو دوسرے دودھ مین ملا دیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ اور اول یکسان ہین یعنی اعتبار غالب کا ہوگا پس براہ رنگ و مزہ کے بیان اعتبار ممکن نہین ہے اسواسطے بہ لحاظ مقدار کے غلبہ اعتبار کیا جائیگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ایسی صورت مین ہر حال مین حانث ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اختلاف ان چیزون مین ہے جو مختلط و ممتزج ہو جاتی ہین اور جو چیزین مختلط و ممتزج نہین ہوتی ہین جیسے تیل کہ دودھ مین ملا یا جاوے مثلاً اور تیل نہ پینے کی قسم ہو تو بالاتفاق حانث ہوگا اور مقدوری مین لکھا ہے کہ اگر کسی قدر آب زمزم پر قسم کھائی کہ اسمین سے کچھ نہ پیونگا پھر اسکو دوسرے پانی مین ڈال دیا یہانتک کہ وہ مغلوب ہوگیا پھر اسمین سے پیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر اسکو کنوئین یا حوض مین ڈال دیا پھر اُسکا پانی پیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ اس آب شیرین مین سے نہ پیونگا پھر اسکو کھاری پانی مین ڈال دیا کہ کھاری اسپر غالب ہوگیا پھر اُسکو پیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کھاری پر قسم کھائی اور اُسکو شیرین مین ملا دیا تو بھی صورت مذکورہ مین یعنے شیرین غالب ہو جانے مین یہی حکم ہے کہ حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک نے قسم کھائی کہ خمر[1] نہ پیونگا پھر اُسکو غیر جنس مین مزج کر دیا جیسے کمپنی و اخسمہ مین ملا دیا اور پھر اسمین سے پیا تو غالب کا اعتبار کیا جاویگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہ پیونگا تو مختار یہ ہے کہ قسم آب انگور مسکر پر واقع ہوگی خواہ وہ خام ہو یا مطبوخ ہو یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ سکی[2] نخورم تو صحیح یہ ہے کہ سکی کا لفظ فقط آب انگور مسکر پر واقع ہوتا ہے خواہ خام ہو یا مطبوخ ہو یہ محیط مین ہے۔ اور خانیہ مین لکھا ہے کہ اسی پر فتوی ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ می نخورم و بدست نگیرم پھر اُسکو اپنے ہاتھ مین لیکر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے گیا پس اگر قسم کے وقت اپنے کلام سے یہ نیت نہ کی تھی کہ نہین پیونگا یعنے قسم سے مراد یہی تھی کہ اسکو نہ پیونگا تو صحیح یہ ہے کہ حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اسم خمر جسکی فارسی کہتے ہین صحیح یہ ہے کہ یہ فقط آب انگور خام پر واقع ہوتا ہے اور اگر فارسی مین کہا کہ مسکر نخورم یعنے قسم کھائی تو بعض نے فرمایا ہے کہ جو چیز

[1] یعنے قسم کھائی کہ اس دودھ کو نہ پیونگا فافہم ۱۲

[2] سکرہ یعنے وہ چیز جو نشہ کرے لیکن فارسی عرف مین شراب کے معنے ہو گئے ہین منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بنائی جاتی ہو اُسپر اُسکی قسم نہ واقع ہو گی اور صحیح یہ ہو کہ اسمین عرف کا اعتبار ہو کہ اگر عرف مین ان چیزون سے بنائی ہوئی شراب کو مسکرہ کہتے ہین تو حانث ہو گا ورنہ جسکو نہین کہتے ہین اوراس سے حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ نبیذ زبیب نہ پیونگا پھر نبیذ کشمش پی تو اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسی شراب نہ پیونگا کہ اس سے سکر ہوتا ہو پھر شراب مسکر کو دوسری شراب غیر مسکر مین ملاکر پی لیا تو فتاوی اہل سمرقند مین مذکور ہو کہ اگر یہ ایسی ہو کہ اسمین سے بہت پینے سے نشہ ہو جاوے تو حانث ہو گا۔ اور اگر اپنی قسم ایسی چیز کے پینے پر عقد کی جو پی نہین جاتی ہو اور جو چیز اُس سے نکلتی ہو وہ پی جاتی ہو تو اُسکی قسم جو اس سے نکلتی ہو اسکے پینے پر واقع ہو گی اسکی مثال یہ ہو کہ منتقی مین مذکور ہو کہ اگر قسم کھائی کہ اس تمر یعنے چھوہارے سے نہ پیونگا پھر اسکی نبیذ پی تو اپنی قسم مین حانث ہو گا اوراس جنس کے مسائل کی تخریج مین یہی اصل ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم اس امر پر کھائی کہ مسکر نہ پیونگا پھر کوئی چیز مسکر اسکے حلق مین ڈالی گئی جو اسکے پیٹ مین چلی گئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر بدون اُسکے فعل کے اندر چلی گئی تو حانث نہوگا ہان اگر اسکے بعد اُسنے خود پی لی تو حانث ہوگا اور اگر اسکے منھ مین ڈالی گئی پس اُس نے روک رکھی پھر اسکو پی گیا تو حانث ہو گیا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے پیالے سے نہ پیونگا پھر حالف نے اسکے پیالے سے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالکر اپنے ہاتھ سے پی لیا تو حانث نہ ہو گا یہ ذخیرہ مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے پانی سے نہ پیونگا اور حالف اس فلان کی دکان مین بیٹھتا ہو پھر حالف نے ایک کوزہ خرید کر رات کو فلان مذکور کی دکان مین رکھ دیا پھر فلان کے اجیر نے اس کوزہ مین نہر سے پانی بھر کر رات مین دکان مین رکھدیا پھر جب صبح کو حالف اس دکان مین آیا تو پانی کا کوزہ مذکور منگا کر اسمین سے پی لیا پس اگر حالف نے یہ کوزہ اسی حیلہ کے واسطے خریدا ہو تاکہ حانث نہو تو مجھے امید ہو کہ وہ حانث نہوگا اسواسطے کہ اجیر مذکور اس صورت مین حالف کا عامل ہو جائیگا پس وہ اپنا پانی پینے والا ہوا یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس قریہ مین خمر نہ پیونگا پھر اس قریہ کے باغہاے انگور یا کھیتون مین شراب پی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر گانون کی آبادی مین یا ان باغہاے انگور مین جو آبادی سے ملے ہوئے ہین شراب پی تو حانث ہوگا ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہو اگر کہا کہ اگر مین نے شراب پی یا جوا کھیلا تو میرا غلام آزاد ہو تو ان دونون مین سے ایک کام کرنے سے حانث ہو جائیگا اور قسم منتہی ہو جائیگی اور اگر کہا کہ واللہ اگر شراب بخورم وقمار کنم تو ان مین سے ایک فعل کرنے سے حانث ہوگا اور اگر کہا کہ تا گل سرخ نہ بینم شراب نخورم تو یہ قسم راجع ہو گی گل سرخ کے بہار پر یعنے گویا یون کہا کہ جب تک گلاب نہ پھولیگا مین شراب نہ پیونگا بشرطیکہ اُس نے حقیقۃً گل سرخ دیکھنا مراد نہ لیا ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان دونون بکریون سے نہ پیونگا پھر ایک کا دودھ پیا تو حانث ہو گا یہ سراجیہ مین ہو۔ ایک نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی اسپر کہ بادام کہ بخارا مین ہون شراب نہ پیونگا پھر قصر المجوس کی طرف چلا گیا پھر وہان سے واپس

ل قصر مجوس اطراف بخارا کے ایک گانون ہو متصل بخارا کہ اسمین تامل ہو کہ وہ بخارا مین داخل ہو یا خارج تو اس مسئلہ سے ثابت ہوا کہ خارج ہے ۱۲ منہ

آیا اور شراب پی تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اُسنے بادام کہ بخارا مین ہون اس قول سے بخارا کی سکونت مراد لی اور حال یہ کہ وہ قسم کے وقت بخارا کا ساکن تھا تو حانث ہوگا اور اگر قول مذکور سے اُسنے اپنے بدن کا بخارا مین ہونا مراد لیا پھر قصر المجوس مین جاکر واپس آکر شراب پی تو قسم باقی نہ رہیگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو پھر وہان جاکر واپس آیا تو کافی ہے حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے شراب پی تو میری عورت مطلقہ ہو جائیگی اور میرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر اُسنے شراب پی تو اُسکی جورو طالقہ اور غلام آزاد ہو جائیگا اور اگر اُس نے دعوی کیا کہ مین نے اس سے طلاق وعتاق کی نیت نہین کی تھی بلکہ میری غرض یہ تھی کہ میرے اصحاب میرا پیچھا چھوڑ دین تو تصدیق نہوگی۔ ایک نے قسم کھائی کہ تین مہینہ مسکر نہ پیونگا پس اُسکی جورو نے کہا کہ چار مہینہ پس شوہر نے کہا کہ چار ماہ گیر تو بعض نے فرمایا کہ مدت چار مہینہ ہو جائیگی اور بعض نے کہا کہ چار مہینہ نہوگی۔ اور یہ بر بناے آنکہ اگر حالف نے بعد سکوت کے اپنی قسم پر ایسی بات کو عطف کیا جس سے اُسکے نفس پر سختی زیادہ ہوئی جاتی ہے تو وہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی قسم مین لاحق ہو جائیگی اور اگر بعد سکوت کے ایسی بات عطف کی جس سے اُسکے نفس پر آسانی ہوتی ہے تو اُسکی قسم مین ملتحق نہوگی پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ صورت مذکورہ مین اُسکے نفس پر سختی ہوتی ہے یا آسانی پس بعض نے کہا کہ سختی ہے بایں جہت سے کہ طلاق چوتھے مہینہ کے پینے پر واقع ہوگی اور یہی اصح ہے یہ محیط و ذخیرہ مین ہے۔ امام محمدؒ نے جامع کبیر مین فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات سے کبھی نہ پیونگا پھر اُس سے چلوؤن مین بھر کر پیا یا برتن مین لیکر پیا تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا جب تک کہ منھ لگا کر نہ پیے اور صاحبین رح کے نزدیک حانث ہوگا قال المترجم امام کے نزدیک حقیقت جو ہو سکتی ہو اوے ہے یعنی فرات مین سے منھ سے پی سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک مجاز متعارف اولی ہے کہ عرف مین اس سے برتن وغیرہ سے پینا مراد ہوتا ہے پھر اگر اُسنے منھ سے پیا تو صاحبین کے نزدیک کیا حکم ہے پس یہ مسئلہ کتاب مین مذکور نہین ہے اور مشائخ رح نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ نہین حانث ہوگا اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا۔ اور یہ اسوقت ہے کہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ منھ لگا کر نہ پیونگا تو صاحبینؒ کے نزدیک اسکی نیت قضاءً و دیانةً صحیح ہوگی اور اگر اُسنے چلوؤن و برتن سے پینے کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک دیانةً اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی اور یہ سب اُسوقت ہے کہ اُسنے فرات سے چلو سے یا منھ لگا کر پیا ہو اور اگر اُسنے کسی دوسری نہر سے جو فرات سے پانی لیتی ہے چلو سے یا منھ لگا کر پیا تو اپنی قسم مین سب کے نزدیک بالاتفاق موافق ظاہر الروایۃ کے حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔

اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات سے نہ پیونگا پھر اُسنے کسی نہر سے جو فرات سے پانی لیتی ہے چلو سے یا منھ لگا کر پیا یا خود فرات سے چلو سے یا منھ لگا کر پیا تو بالاتفاق سب اماموں کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے

ل۔ مترجم کہتا ہے کہ اسمین دو صورتین ہین اوّل یہ کہ نفس الامر مین ایسا ہو دوم یہ کہ حق قضاء مین خاصة یہ حکم ہے۔ اول بنظر مسئلہ مذکورہ اظہر ہے اور دوم اقرب بفقہ ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ نفس قسم کو تنگی و آسانی مین کچھ دخل نہین ہے بلکہ مدار نیت پر ہے فتامل ۱۲ منہ

اور اگر قسم کھائی کہ دجلہ سے پانی نہ پیونگا اور اُسکی کچھ نیت نہیں ہی پھر برتن مین لیکر پانی پیا تو حانث نہوگا یہانتک کہ منھ لگاکر پیے اور اگر قسم کھائی کہ بارش کے پانی سے نہ پیونگا پھر دجلہ مین بارش کا پانی جاری ہوا تو اُسکے پینے سے حانث نہ ہوگا اور اگر اُسنے کسی وادی (جنگل) سے جسمین آب باران روان ہی حالانکہ اسمین اور پانی نہ تھا پیا یا کسی میدان مین آب باران جمع ہوا اسمین سے پیا تو حانث ہوگیا یہ سراج وہاج مین ہی - اور اگر کسی نہر سے پانی نہ پینے کی قسم کھائی کہ یہ نہر دجلہ کی طرف جاری ہی یعنی اسمین ملتی ہی پھر دجلہ مین سے پانی لیکر پیا تو حانث نہوگا یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات نہ پیونگا بترکیب صفت موصوف یا آب فرات مین سے نہ پیونگا یعنے بترکیب صفت موصوف پھر اُسنے دجلہ وغیرہ مین سے شیرین پانی لیکر پیا تو حانث ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر اپنے غلامون سے کہا کہ جس نے تم سے اس نہر کا پانی پیا وہ آزاد ہی پھر سب نے پیا تو سب آزاد ہو جاوینگے اور اگر کہا کہ جو تم مین سے اس کوزہ کا پانی پی جاوے وہ آزاد ہی اور کوزہ مین اسقدر پانی تھا کہ اسکو انمین سے ایک دفعہ یا دو دفعہ مین پی سکتا ہی پھر سبھون نے اسکو پیا تو کوئی آزاد نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس کوزہ سے نہ پیونگا پھر اسمین جو پانی تھا اُس نے دوسرے کوزہ میں کر دیا اور اُس سے پیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اگر کہا ہو کہ اس کوزہ کے پانی سے نہ پیونگا پھر دوسرے کوزہ مین ڈال کر پیا تو بالاجماع حانث ہوگا اور ایسا ہی اگر کہا کہ اس مٹکے سے یا اس مٹکے کے پانی سے پھر دوسرے مٹکے مین انڈیل لیا تو یون ہی حکم ہی اور اگر کہا کہ اس مٹکے کے پانی سے نہ پیونگا پھر کسی برتن مین لیکر پیا تو بالاجماع حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اس برتن سے نہ پیونگا تو یہ بعینہ پینے پر ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اگر کسی نے کہا کہ مین نے آج کے روز یہ پانی جو اس کوزہ مین ہی نہ پی لیا تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اس کوزہ مین کچھ پانی نہیں ہی تو حانث ہوگا اور اگر اسمین پانی ہو مگر رات ہونے سے پہلے وہ بہا دیا گیا ہو تو حانث نہوگا اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ہی خواہ وقت قسم کے اسکو معلوم ہو کہ اسمین پانی ہی یا نہ معلوم ہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ ان سب مین حانث ہوگا جبکہ یہ دن گذر جاوے اور اگر قسم باللہ تعالی ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی کذا فی فتح القدیر اور وقت مین کوئی خصوصیت امروز کی نہیں ہی خواہ ایک روز معین بیان کرے یا ایک مہینہ معین یا ایک ہفتہ معین یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر قسم مطلق ہو یعنی بلا بیان وقت تو اول صورت مین امام اعظم و امام محمد کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک فی الحال حانث ہو جائیگا اور دوسری صورت مین بالاتفاق سب کے نزدیک حانث ہو جائیگا یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر کہا کہ اگر مین نے آج کے روز جو اس کوزہ مین پانی ہی یا جو اس دوسرے کوزہ مین پانی ہی نہ پیا تو میری جورو طالقہ ہی پھر دونون مین سے ایک کا پانی بہا دیا گیا تو اسکی قسم دوسرے پر

ف اور اگر اس صورت مین آب نہر کہا ہو تو اسمین اختلاف ہو واضح یہ ہی کہ حانث ہوگا اگر پانی ممیز ہو ورنہ نہین ۱۲ منہ ف پس دوسرے مٹکے مین کر کے پینے سے حانث ہوگا ۱۲ منہ ف پھر دوسرے مٹکے مین کر لینے سے حانث ہوگا ۱۲ ف یعنے بالکل اسمین پانی ہی نہ تھا

باقی رہیگی اور یہ تینون امامون کے نزدیک ہے اور جب سب کے نزدیک دوسرے پر قسم باقی رہی پس اگر اُسنے
رات سے پہلے اُسکا پانی پی لیا تو بالاتفاق قسم مین سچا ہوگیا اور اگر نہ پیا تو بالاتفاق حانث ہوگیا۔ اور اگر
ان دونون مین سے ایک کوزہ مین پانی نہو تو امام اعظم رہ و امام محمد رہ کے نزدیک اسکی قسم فقط اس کوزہ کے
حق مین ہوگی جسمین پانی ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسکی قسم دونون پر ہے یعنی دونون مین سے ایک کے
پانی پی لینے پر ہے پھر اگر اُسنے پانی والے کوزہ کا پانی پی لیا تو قسم مین بالاتفاق سچا رہا اور اگر نہ پیا تو بالاتفاق حانث
ہوگیا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ غایہ مین ہے کہ اگر اُس نے قسم کھائی کہ اس مٹکے سے پانی نہ پیونگا پس اگر وہ بھرا ہوا
لبریز ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک منھ لگا کر اُس سے پانی پی لینے پر واقع ہوگی اور بس اور امام ابو یوسف رح
و امام محمد رح کے نزدیک منھ لگا کر پینے یا برتن وغیرہ سے نکالکر پینے دونون طور پر قسم واقع ہوگی اور اگر وہ بھرا ہوا
نہو تو چلو وغیرہ سے نکال کر پینے پر بالاتفاق واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ اس کنوئین سے نہ پیونگا یا اس
کنوئین کے پانی سے نہ پیونگا تو یہ بالاتفاق نکال کر پانی پینے پر ہے چنانچہ اگر اسمین سے پانی نکال کر پیا تو حانث
ہوگا کذا فی السراج الوہاج اور اگر اس صورت مین اُسنے تکلف کر کے کنوئین مین اُتر کر منھ لگا کر پانی پیا یا مشک
کے اندر منھ ڈال کر پانی پیا تو صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہوگا قال المترجم توضیح المقام من حیث الاصل ان الحقیقۃ مہما
امکن اولی عندہ وعندہما المجاز ثم اذا اتی بالحقیقۃ فیما تعین المجاز فیہ عندہما لم یحنث قال بعض المشائخ نعم وبعضہم لا
علی التفصیل والتفصیل عند ہولاء ان الحقیقۃ اذا کانت بحیث تکلف فیہا لم یحنث واذا اتی من غیر تکلف حنث و
معنی التکلف ان یکون بحالۃ لا یتبادر الیہا الفہم علی العموم الا بخصوص النیۃ والتعمق انت خبیر بان ہذا الاختلاف بہما علی مذہب الامام
ایضا لک معنی کلامہ مہما امکن ان یمکن من غیر تکلف فتامل فیہ۔ ایک نے قسم کھائی کہ وسط دجلہ سے پیونگا پھر اُسنے
ایسی جگہ سے پانی پیا جو ٹھیک دھار نہین ہے مثلاً کنارہ سے تہائی یا چوتھائی ہے حالانکہ دھار بیچون بیچ مین ہے
تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا۔ اور دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ پیونگا خمر و نہ مثلث و نہ فلان نہ فلان یعنے
شرابون کے نام لیے پھر انمین سے ایک پی تو فرمایا کہ حانث ہوا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اس پانی
سے نہ پیونگا پھر وہ پانی جم گیا جسمین سے اُس نے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر پھر پگھل گیا کہ اُسنے اسکو پیا تو
حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ بلا اذن فلان کے نہ پیونگا پس فلان نے اپنے ہاتھ سے
اسکے ہاتھ مین دیدیا اور اسکو زبان سے اجازت نہ دی اور وہ پی گیا تو چاہیے کہ حانث ہو جاوے اس واسطے
کہ اُسنے اجازت نہین دی ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر مین تجھے آج کی رات فلان کے گھر نہ لیجاؤن اور تجھے
شراب نہ پلاؤن تو میری جورو طالقہ ہے پس اسکو فلان کے گھر لے گیا مگر اسکو شراب نہ پلائی تو حانث ہوا اور
شیخ الاسلام نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا کہ مین اس خریف مین اس باغ کے انگورون کی شراب

[1] قال المترجم یہ صریح ہے کہ صاحبین کے نزدیک بھی حقیقت کا اعتبار ہے کیونکہ اختلاف صرف مجاز متعارف متعلق بحقیقت ہونے اور مجاز پینے کے مسئلہ
مین مجاز در حقیقت صحیح ہونے سے اختلاف مشائخ ہے اور صاحب غایہ کی نقل ہے اور استخراج ہے وہ بھی بعض مشائخ کے قول پر ہے فافہم ۱۲ منہ

بناؤنگا اور اپنے یارون کے ساتھ پیونگا اور اُنکو اپنے گھر نہین لیجاؤنگا اور اگر وہ میرے گھر پہونچائی گئی تو میری جورو طالقہ ہے پس اُس نے سب انگورون کی باغ مین شراب بنائی جسمین سے تھوڑی اپنے یارون کے ساتھ مین پی اور باقی بدون اُنکی اجازت کے اُنکے گھر اُٹھالائی گئی یعنے کوئی اور اُٹھالایا تو فرمایا کہ اگر اُسکی مراد یہ تھی کہ سب آپ اپنے گھر نہ لیجاؤنگا تو تھوڑی لیجانے سے خواہ خود اُٹھالاوے یا کوئی دوسرا پہونچاوے بدون اسکے حکم کے وہ حانث نہ ہوگا اور اگر اسکی مراد یہ تھی کہ سب مین سے ہیونگا اپنے گھر اُٹھالانے کے واسطے کچھ نچھوڑونگا تو حانث ہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو بھی حانث ہوگا۔ ایک شخص پر شراب خواری کا عتاب کیا گیا پس اُسنے قسم کھائی کہ جو اس انگور کے درختون سے نکلتی ہے وہ نہ پیونگا تو یہ قسم شراب پینے پر ہوگی بدین وجہ کہ لوگون کے معانی کلام پر اعتبار کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ عصیر نہ پیونگا پھر دانہ انگور یا خوشہ انگور اپنے حلق مین نچوڑ دیا تو حانث نہوگا اور اگر اپنی ہتھیلی وغیرہ پر نچوڑ کر پی گیا تو حانث ہوگا اور اگر اُس نے یون کہا ہو کہ عصیر میرے حلق مین نہ داخل ہوگا تو دونون صورتون مین حانث ہوگا قال مولانا رحمہ اللہ یہ امامون کا عرف ہے اور ہمارے عرف کے موافق وہ بہرحال حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ آب انگور اول نچوڑ مین عصیر نہین کہلاتا ہے قال المترجم ہماری زبان کے موافق بہرحال حانث ہوگا خواہ حلق مین نچوڑے یا برتن مین نچوڑ کر پیے وہذا عندی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ایک شخص کی جورو کے ہاتھ مین قدح پانی کا بھرا ہوا ہے اُسنے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تونے یہ پانی پی لیا یا تونے اسکو رکھ لیا یا بہا دیا یا کسی کو دیدیا تو تو طالقہ ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسمین کوئی کپڑا یا روئی ڈالدے کہ وہ پانی کو چوس جاوے ہمارے مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ اُسنے یہ بھی کہا ہو تونے یہ پانی یا اسمین سے کچھ پی لیا الی آخرہ اور اگر اُسنے اسمین سے کچھ کو نہ کہا ہو پس عورت نے تھوڑا پی لیا اور کچھ پھینک دیا تو وہ حانث نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کسی نے اپنی قسم کسی مشروب بعینہ کے پینے پر قرار دی اور حال یہ ہے کہ وہ اس مشروب کو ایک دفعہ مین پی سکتا ہے تو اسمین سے تھوڑی سی کے پینے سے حانث نہ ہوگا اور اگر ایک دفعہ مین اسکو نہین پی سکتا ہے تو اسمین سے تھوڑی پینے پر قسم واقع ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دوا نہ پیونگا پھر اُس نے دودھ یا شہد پیا تو حانث نہوگا یہ سراجیہ مین ہے اور منتقی مین فرمایا کہ حاصل کلام یہ ہے کہ اسمین لوگون کے عرف اور نام رکھنے کو دیکھا جائیگا پس ہر ایسی چیز کہ جسکو لوگ دیکھکر کہتے ہون کہ یہ دوا ہے اسپر اسکی قسم واقع ہوگی اور جسکا لوگ دوا نام رکھتے ہون اسپر واقع ہوگی اگرچہ حالیف نے اسی سے دوا کی ہو یہ مبسوط مین ہے۔ ایک نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ ضرور مین آسمان کو چھوؤنگا یا ضرور مین ہوا مین اڑونگا یا ضرور مین اس پتھر کو سونا کردونگا تو قسم سے فارغ ہوتے ہی حانث ہوجائیگا اور وہ گنہگار بھی ہوگا اسواسطے کہ اُسنے ایسے فعل کی قسم کھائی کہ غالباً اسکو نہین کرسکتا ہے پس اپنے قسم

ملہ حاصل یہ کہ حقیقت لغت جب مستعمل ہو تو بالاتفاق اسی پر مدار ہے اور اگر وہ مہجور ہو تو بالاتفاق مجاز متعارف پر مدار ہے اور اگر حقیقت بھی متروک نہ ہو اور مجاز متعارف ہو تو امام کے نزدیک اول اور صاحبین کے نزدیک دوم معتبر ہے ۱۲ ملہ یعنے لوگون کے محاورہ مین ایسی معنی مراد ہوتے ہین ۱۲ ملہ عصیر نچوڑا ہوا اور وہ متعارف طریقے سے چاہیے ۱۲ ملہ یعنے جب جانتا تھا کہ یہ غیر ممکن ہے تو اس نے قسم کی اہانت کی تو اہانت دوسرا گناہ ہے ۱۲

کی بنیک حرمت کی جان بوجھکر پس گنہگار رہوا یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر ایسی قسم مین وقت بیان کیا ہو مثلاً کہا کہ کل کے روز آسمان پر چڑھ جاؤنگا تو جب تک یہ وقت گذر نہ جاوے تب تک حانث نہ ہوگا حتی کہ اگر اس سے پہلے مرگیا تو اسپر کفارہ نہین ہوا اسواسطے کہ ہنوز وہ حانث نہین ہوا ہی یہ فتح القدیر مین ہی

چھٹا باب کلام پر قسم کھانے کے بیان مین - اگر کسی نے کہا کہ فلان سے کلام نہ کرونگا تو اسکے اس کلام قسم کے بعد سے کلام کرنے پر ہوگی جوکہ اسکے اس کلام قسم سے جدا ہو چنانچہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی پس تو میرے پاس سے چلا جا یا کہا پس او فلانے میرے پاس سے چلا جا ولیکن یہ اپنے کلام قسم سے ملا کر کہا تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پس تو چلی جا یا تو یہان سے اٹھ جا تو تو چلی جا یا تو یہان سے اٹھ جا کہنے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ پہلی قسم سے متصل ہی اسواسطے کہ اُس نے جو قسم کھائی ہی کہ اُس سے کلام نہ کرونگا یا اگر تجھ سے کلام کرون تو یہ اس کلام پر واقع ہوگی جو قسم سے مقصود ہی اور وہ ایسا کلام ہی جو کلام اوّل کے بعد از سر نو جدید ہو اور اسکا یہ کہنا کہ پس یہان سے چلی جا یا یہان سے اُٹھ جا یہ اگرچہ حقیقۃً کلام ہی ولیکن قسم سے مقصود نہین ہی پس وہ اس سے حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے یہ کہا کہ اور تو یہان سے چلی جا یا اور تو یہان سے اُٹھ جا تو بھی حانث نہوگا - اور اگر اُسنے اس کلام سے کلام جدید از سر نو مراد لیا تو اسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اور اگر اُسنے اپنے اس قول سے کہ چلی جا طلاق مراد لی تو چلی جاے ایک طلاق واقع ہوگی اور ایک طلاق دیگر بسبب کلام کرنے کے قسم کی وجہ سے واقع ہوگی اسواسطے کہ جب اُسنے اس کلام سے طلاق کی نیت کی تو یہ کلام جدا ہوگیا یعنے از سر نو پس وہ حانث ہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر فلان مذکور سے بعد قسم کے کہا کہ تو چلا جا تو حانث ہوگیا یعنے باوجودیکہ قسم سے ملا کر کہا ہی مگر چونکہ بلا حرف اتصال کہا ہی پس کلام منفصل ہوگیا اور اگر بعد قسم کے کہا کہ اور تو طالقہ ہی تو وہ حانث ہوگیا اور اگر لکھ دیا یا ایلچی بھیجدیا یا اشارہ کردیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُس نے نماز سے سلام پھیرا اور فلان مذکور اسکے داہنے یا بائین بیٹھا ہی تو بھی حانث نہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا الا اسکی اجازت سے پھر فلان نے اجازت دیدی مگر اسکو معلوم نہ ہوا یہان تک کہ اُسنے فلان سے کلام کیا تو حانث ہوگیا یہ کافی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کلام نکرونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہی پھر اُسنے نماز پڑھی اور اسمین قرأت کی یا تسبیح یا تہلیل کی یعنے سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کہا تو استحساناً حانث نہ ہوگا اور اگر اُس نے نماز سے باہر قرأت کی یا تسبیح یا تہلیل کی تو ہمارے علماء کے نزدیک حانث ہوگیا یہ محیط مین ہی - فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر فارسی مین قسم کھائی یعنی کلام نہ کرنے کی تو خارج نماز مین بھی قرأت و تسبیح و تہلیل سے حانث نہوگا اسواسطے کہ وہ قاری یا مسبح کہلائیگا نہ متکلم اور اسی پر فتوی ہی کذا فی الکافی قال المترجم ہماری زبان مین بھی یہی حکم ہی واللہ اعلم اور

ل یعنے یہ نہین ہوا کہ کلام قسم بول کر خاموش ہو کر پھر چلے جانے کو کہا ہو ۱۲ ع یعنے عربی زبان مین ۱۲

اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا پھر نماز میں تکبیر کہی یا دعا کی تو حانث نہ ہوگا اور اگر نماز سے باہر تکبیر کہی یا دعا کی تو حانث ہو گیا بشرطیکہ قسم عربی زبان میں ہوا اور اگر فارسی میں ہو تو اس سے نماز میں یا غیر نماز میں کسی حال میں حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے نماز میں فلان مذکور کی اقتدا کی پھر فلان مذکور نماز میں بھول گیا پس حالف نے اسکے جتانے کے واسطے سبحان اللہ کہا تو حانث نہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر حالف نے چند لوگون کی امامت کی جنمین محلوف علیہ یعنی جس سے کلام نہ کرنیکی قسم کھائی ہو شامل ہے پس اس نے نماز ختم ہونے پر سلام پھیرا تو پہلے سلام سے حانث نہوگا اور نہ دوسرے سلام سے اور یہی مختار ہے اور یہ اسوقت ہے کہ حالف امام ہوا اور اگر حالف مقتدی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ بنا بر قول امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے حانث نہ ہوگا اور محلوف علیہ امام ہوا اور حالف مقتدی ہے پس اس نے امام کو لقمہ دیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا اور اگر نماز سے باہر اسکو قرآن پڑھایا تو اماموں کے عرف کے موافق حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پس اسکو کوئی کتاب جو حرسانی پس فلان نے اسکو لکھا تو فرمایا کہ اگر اسکو لکھوانے کا قصد کیا تو مجھے خوف ہے کہ وہ حانث ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے اسکو دور سے پکارا پس اگر اتنی دور ہو کہ وہ نہیں سنتا ہے تو حانث نہوگا اور اگر دوری اسقدر ہو کہ وہ اسکی آواز سنتا ہے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر محلوف علیہ سوتا ہو پھر حالف نے اسکو پکارا پس اگر اسکو جگا دیا تو حانث ہوا اور اگر نہ جگایا تو شیخ شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ صحیح یہ ہے کہ حانث نہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہے۔ اور اسی پر ہمارے مشائخ ہیں اور یہی مختار ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر حالف ایسی جماعت پر گذرا جسمین محلوف علیہ بھی ہے پس اس نے اس جماعت پر سلام کہا تو حانث ہو گیا اگرچہ محلوف علیہ نے نہ سنا ہو یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اسنے سوائے محلوف علیہ کے باقیون کو مراد لیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالی حانث نہوگا مگر قضاءً تصدیق نہ کیجائیگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر ایک قوم پر جسمین محلوف علیہ بھی ہے سلام کیا تو حانث ہوا اگرچہ جانتا ہو کہ فلان انمین ہے اور اگر اسنے استثنا کر لیا یعنی کہا کہ السلام علیکم الا علی فلان تو حانث نہ ہوگا اور اگر کہا کہ الا علی و جملہ اور اسنے فلان مذکور کی نیت کی تو اسکی تصدیق کیجائیگی یہ عتابیہ میں ہے۔ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نکرونگا پھر فلان نے دروازہ کھٹکھٹایا پس حالف نے کہا کہ کون ہے یا کہا کہ یہ کون ہے یا کہا کہ وہ کون ہے تو بعض نے کہا کہ حانث نہوگا الا آنکہ یون کہے کہ تو کون ہے اور یہی مختار ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر محلوف علیہ نے اسکو پکارا پس اس نے جواب دیا کہ لبیک یعنی جی حاضر ہوں یا کہا کہ لبی[1] یعنے میں حاضر ہوں تو قسم میں حانث ہوگا یہ محیط میں ہے۔ تجرید میں لکھا ہے کہ اگر محلوف علیہ کے دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد اسنے کہا کہ من ہذا یعنی کون ہے یہ آدمی تو حانث ہوگا اور اگر اس سے کہا کہ تو تھک گیا ہے یا سست ہو گیا ہے یا کسی نے کہا خوب است

[1] یہ فارسی حرف ہو اہم ہے بجائے لبیک کے بدون کاف کے بولتے ہیں ۱۲

یعنے اچھا ہی یا کہا کہ ہان یا کہا کہ ارے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ فتاوی مین لکھا ہی کہ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے کسی دوسرے کو پکارا پس حالف نے کہا کہ مین حاضر ہون تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر فارسی مین کہا کہ ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کریگا پھر اسکی جورو آئی اور وہ کھانا کھا تا تھا پس جورو سے کہا کہ ہا یعنی تو بھی کھا تو حانث ہوگیا یہ محیط مین ہی۔ قسم کھائی کہ اپنی جورو سے کلام نہ کرونگا پھر گھر کے اندر گیا اور اسمین سوائے جورو کے کوئی نہ تھا پس کہا کہ یہ چیز کسنے رکھی یا یہ چیز کہان ہی تو حانث ہوگا اور اگر اس دار مین سوائے اس عورت کے کوئی دوسرا ابھی ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر یون کہا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ یہ کس نے کیا ہی تو حانث نہوگا اگرچہ گھر مین سوائے عورت کے کوئی نہو یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے ایسی عبارت مین بات کی کہ فلان اسکو نہ سمجھا تو بھی حانث ہوگا یہ محیط مین ہی۔ قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور نے کسی کو گالی دی اور حالف نے اسکو منع کرنا چاہا پھر ایک ہی کہنے پایا تھا کہ اسکو قسم یاد آگئی کہ خاموش ہوگیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اسقدر غیر مفہوم ہی پس کلام نہ ہوگا۔ فلان مذکور نے حالف کے باپ کو گالی دی پس حالف نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہی ہی تو حانث ہوگیا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جسنے قسم کھائی ہی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا اُسنے کسی دوسرے سے کلام کیا اور غرض یہ ہی کہ فلان مذکور کو سناوے تو حانث نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر دیوار سے کلام کیا اور کہا کہ اے دیوار ایسا و ایسا ہی تو حانث نہ ہوگا اگرچہ غرض اسکی یہ ہو کہ فلان سُن لے اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوی صغری مین ہی۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ امرأتہ طالق ان تزوجت النساء او اشتریت العبید او کلمت الرجال او الناس میری جورو طالقہ ہی اگر مین نے عورتون سے نکاح کیا یا غلامون کو خرید کیا یا مردون سے کلام کیا یا لوگون سے کلام کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا یا ایک مرد سے کلام کیا یا ایک غلام خریدا تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ مسکینون یا فقیرون سے کلام نہ کرونگا پھر انمین سے ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے تمام مردون یا تمام عورتون کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کیجائیگی اور کبھی حانث نہوگا اور اگر کہا کہ ان تزوجت نساء او اشتریت عبیدا او کلمت رجالا فکذا اگر مین نے عورتون کو نکاح مین لیا یا غلامون کو خریدا یا مردون سے کلام کیا تو چنین و چنان ہی پس جب تک تین غلام نہ خریدے یا تین عورتون سے نکاح نہ کرے یا تین مردون سے کلام نہ کرے تب تک حانث نہوگا اور اگر اُسنے جنس مراد لی یعنی جنس عورت سے نکاح نہ کرونگا تو ایک عورت سے نکاح کرنے اور ایک غلام خریدنے سے حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور تین سے زیادہ کی نیت کی ہو تو ہوسکتا ہی اور اگر دو کی نیت کی تو نہین صحیح ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بنی آدم سے کلام نہ کرونگا پھر کسی ایک آدمی سے کلام کیا تو حانث ہوگا

ل تصدیق قول یہ عربی زبان مین بوجہ الف لام کے محتمل ہی اور اردو زبان مین حانث ہوجانا چاہیے بلکہ یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوی دینا چاہیے اور

اور اگر اُس نے اس سے کل آدمیوں کی نیت کی ہو تو کبھی حانث نہ ہوگا اور دیانۃً و قضاءً اسکی تصدیق ہوگی یہ بدائع میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے اس غلام سے کلام نہ کرونگا پھر فلان نے اپنا غلام فروخت کر دیا پھر حالف نے اُس سے کلام کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے غلام سے کلام نہ کرونگا پس اگر کوئی غلام معین مراد لیا ہو تو یہ کلام اور قولہ فلان کے اس غلام سے دونوں یکسان ہیں اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو پس اگر فلان کے ایسے غلام سے کلام کیا جو وقت قسم کے موجود تھا اور وقت حانث ہونے کے بھی موجود ہے تو بالاجماع حانث ہوگا اور اگر ایسے غلام سے کلام کیا کہ وہ وقت قسم کے موجود تھا اور وقت کلام کرنے کے اُسکا غلام نہ تھا تو بالاتفاق حانث نہوگا اور اگر وقت قسم کے اُسکا غلام نہ تھا اور وقت کلام کرنے کے اُسکا غلام تھا تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدرہ کے نزدیک حانث ہوگا یہ شرح طحاوی میں ہے شیخ ابو بکر رہ نے فرمایا کہ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے غلام سے کلام نہ کرونگا پھر اُسکی مضاربت کے غلام سے جنمیں اُسکا نفع[۱] شریک ہے یا نہیں کلام کیا تو بالاجماع حانث نہوگا یہ حاوی میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے دوست یا فلان کی زوجہ یا فلان کے بیٹے یا اُنکے سوا ایسے سے جنکی اضافت فلان کی طرف بحکم ملک نہیں ہے کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور نے بعد اس قسم کے نکاح کیا یا بعد قسم کے اسکا بیٹا پیدا ہوا پھر حالف نے اُس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور جامع صغیر میں مذکور ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کی جورو سے کلام نہ کرونگا حالانکہ فلان کی کوئی جورو نہیں ہے پھر اُسنے ایک نکاح کیا اور اُس عورت سے حالف نے کلام کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث ہوگا اور امام محمدرہ اسکے خلاف فرماتے ہیں کہ حانث نہ ہوگا اور حجۃ میں لکھا ہے کہ فتوے شیخین کے قول پر ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے اور اگر حالف نے ایسی عورت سے کلام کیا جسکو فلان مذکور نے بعد اُسکی قسم کے بائن کر دیا یا ایسے شخص سے جس سے فلان مذکور نے بعد اُسکی قسم کے دشمنی کر لی ہے تو امام اعظم رہ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر حالف نے اپنی قسم میں یون کہا ہو کہ فلان کی زوجہ یہ عورت یا فلان کا دوست یہ شخص پھر حالف نے زوجیت یا دوستی دور ہو جانے کے بعد اُس سے کلام کیا تو بالاتفاق حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے غلامون سے کلام نہ کرونگا تو موافق ظاہر الروایت کے یہ قسم کم سے کم ادنے مرتبہ جمع پر ہوگی یعنی عربی زبان کی قسم میں تین پر اور فارسی و اُردو میں دو پر ہوگی پس عربی زبان کی قسم میں اگر اُسکے تین غلامون سے منجملہ دس غلامون کے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر دو سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا کہ جمع کا ہونا ضرور ہے جیسے فارسی و اُردو میں کم سے کم دو ہونا ضرور ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے بزیادۃ من المترجم۔ اور اگر اُسنے فلان کے کل غلام مراد لیے ہون تو اُسکی تصدیق کیجائیگی اور یہی صحیح ہے یہ عتابیہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی زوجات سے کلام نہ کرونگا یا فلان

[۱] یعنی فلان مذکور کسی کا مضارب ہے پس یہ غلام مال مضاربت کا ہے پھر اگر اس غلام میں نفع بھی شریک ہو یعنی مثلاً ہزار درم راس المال تھا اور کسی چیز کو خرید کر اُسکے فروخت کرنے میں ڈیڑھ ہزار ہوا پھر اُس سے یہ غلام ہزار سے خریدا ہو یا یہ غلام ہے یا ایسا نہیں ہے شرکت نفع میں احتمال تھا کہ یہ اسکا غلام ہے ۱۲

کے اصداق سے کلام نہ کرونگا تو جب تک سب سے کلام نہ کرے حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان
کے بھائیون سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اسکا ایک ہی بھائی ہے پس اگر وہ جانتا تھا تو اس ایک سے کلام کرنے
سے حانث ہوگا اور نہین جانتا تھا تو نہین حانث ہوگا یہ فتاوی کبری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس چادر والے
سے کلام نہ کرونگا پھر اُس سے اسوقت کلام کیا کہ وہ اس چادر کو فروخت کر چکا ہے تو بالاجماع حانث ہوگا اور
اگر چادر مذکور خریدنے والے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے قسم کھائی کہ اگر
مین نے فلان سے کلام کیا تو مجھپر قسمون سے اسقدر ہین کہ جسقدر کہ فلان چاہے پس اُس سے کلام کیا اور فلان
نے چاہا کہ اسپر تین قسمین ہون یا کم یا زیادہ تو اسپر اسطرح نہین لازم آوینگی یعنی وہی ایک کفارہ شرعی
جو شرع سے واجب ہوا لازم آویگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لایحوم حوم فلان یعنے بگرد ہے نگردم یعنی
اسکے آس پاس بھی نہ جاؤنگا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ فلان سے کلام نہ کرونگا یہ خلاصہ مین ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
سے روایت ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو وہ آزاد ہے یا یہ پھر فلان سے کلام کیا تو امام
محمدؒ نے فرمایا ہے کہ مولی کو اختیار ہے دونون مین سے جسپر چاہے عتاق واقع کرے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان
سے کلام کیا تو ہر غلام جسکا مین مالک ہون یا ہر باندی جسکا مین مالک ہون آزاد ہے پھر فلان سے کلام کیا تو
فرمایا کہ یہ دونون کے عتق پر واقع ہوگی چنانچہ ہر غلام کہ اسکا مالک ہووے اور ہر باندی کہ اسکا مالک
ہووے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو مجھپر حج ہے یا عمرہ تو اسکو دونون مین سے
اختیار ہے جو چاہے ادا کرے یہ محیط مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی ساس سے کلام نہ کرونگا پھر وہ اپنی جورو
کے پاس اُسکے میکے گیا اور اُس سے جھگڑے کی باتین باہم واقع ہوئین پس اُسکی ساس نے اُس سے کہا کہ تجھے
کیا ہوا ہے تو ایسا ایسا نہین کرتا ہے پس اُسنے کہا کہ اسکو کھانا دیتا ہون اسکے واسطے کپڑا لاتا ہون پھر دعوی
کیا کہ مین نے ساس کو جواب دینے کی نیت نہین کی تھی بلکہ جورو کو مراد لیا تھا تو فرمایا کہ اس قول کی تصدیق
ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ قضاءً اسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے اپنے باپ سے کلام
کیا تو سب جو کچھ میری ملک مین ہے صدقہ ہے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ اپنی سب املاک کسی معتمد کے ہاتھ بعوض کپڑے
مین لپٹی ہوئی چیز کے فروخت کرے پھر اپنے باپ سے کلام کرے کہ اسپر کچھ لازم نہ آویگا پھر بیع کو بحکم خیار رویت
کے رد کر دے یعنے کپڑے مین لپٹی ہوئی چیز جو ثمن ہے دیکھکر ناپسند کرکے بیع رد کر دے یہ خلاصہ مین ہے بشر رحمۃ اللہ
نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے فلان سے کلام کیا تو میرا
غلام آزاد ہے پھر دوسرے نے کہا کہ الا تیری اجازت سے تو اسی طور سے حانث ہوگا کہ بدون اسکی اجازت
کے فلان سے کلام کرے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر فلان مذکور گوشت
بیچتا ہوا نکلا پس حالف نے اسکو پکارا کہ اے گوشت والے تو حانث ہوگیا اور اگر فلان مذکور نے چھینکا پس
حالف نے کہا کہ یرحمک اللہ یعنی اللہ تعالی تجھپر رحم کرے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے اور اگر حالف بازار مین

[illegible]

گذرا پس کہا کہ پوست اور فلان مذکور وہان ہو تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ کلام کیا میں نے ان دونوں مردوں میں سے کسی ایک سے تو میری جوروؤں میں سے ایک جورو طالقہ ہو پھر دونوں سے ایک ہی کلام کیا تو دو طلاق واقع ہونگی کہ انکو جاہے دو عورتوں پر ڈالے یا ایک ہی پر ڈالے یہ کافی میں ہے۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تیری طلاق کے ساتھ کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر جورو سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہو پس جورو نے کہا کہ میں نہیں چاہتی ہوں تو بعض نے فرمایا ہو کہ اسکا غلام آزاد ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے تکلم بشرک کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر کہا کہ ان الشرک لظلم عظیم تو بھی یہی حکم ہے قال المترجم متبادر ہمارے عرف میں اس سے یہ ہے کہ بات ایسی کہے جو شرک ہو یا کلام ایسا کہے جو طلاق ہو وفیما ذکرہ مع بعدہ فالثانی العبد من الاول و حسن رح نے فرمایا کہ ان سب میں نیت اسکی درست[۱] ہو پس جو اسکی نیت ہوگی اسکے موافق حکم ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میری کچھ نیت نہ تھی تو میرے نزدیک وہ حانث نہیں ہوگا اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ قول اول اقرب ہو اور بعض نے قول حسن رح کو اختیار کیا ہو یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ قال المترجم قول حسن رح بنظر عرف ہمارے نزدیک ماخوذ ہو واللہ تعالی اعلم شیخ اسد بن عمرو سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تیرے قذف کا کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اس عورت سے کہا کہ تو زانیہ ہو انشاء اللہ تعالی تو حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر نکاح کر کے قبل وطی کے اپنی جورو سے تین مرتبہ کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کیا تو تو طالقہ ہو تو دوسری بار یہ کلام قسم کہنے پر پہلی قسم میں حانث ہوا اور دوسری قسم امام کے نزدیک منعقد ہوگی اور تیسری بار اسطرح قسم کھانے سے دوسری قسم منعقدہ بلا جزا منحل ہوگی اور تیسری منعقد ہوگی اور اگر اُسنے تیسری قسم نہ کھائی یہانتک کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا پھر اس سے کلام کیا تو دوسری قسم کی وجہ سے ہمارے نزدیک طالقہ ہو جائیگی یہ کافی میں ہو اپنی جورو سے کہا کہ اگر تونے فلان و فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہو پس اس عورت نے ایک سے کلام کیا نہ دوسرے سے پس اگر اسکی نیت یہ ہو کہ جب تک دونوں سے کلام نہ کرے حانث نہو تو اسکی نیت پر ہوگی کہ وہ حانث نہوگا یا کچھ نیت نہ تھی ہو تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ ایک سے بھی کلام کرے تو حانث ہو تو حانث ہوگا اور اگر کسی مقام میں ایسے کلام میں یہ عرف ہو کہ انفراد مقصود ہوتا ہو یعنی ایک کسی سے کلام نہ کرے اجتماع نہیں مقصود ہوتا ہو کہ حانث جب ہو جب دونوں سے کلام کرے تو اس مقام کے عرف کے موافق حالف کی یہی نیت قرار دیجائیگی۔ قسم کھائی کہ فلان و فلان سے کلام نہ کرونگا پس اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو یا یہ نیت ہو کہ حانث نہ ہو مگر الا دونوں سے کلام کرنے سے تو نہیں سے ایک سے کلام کرنے سے حانث نہ ہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ ایک سے کلام کرنے سے حانث ہو تو اسکی نیت پر حکم ہوگا اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کچھ نیت نہ ہو تو بھی ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا لیکن مختار یہ ہے کہ نہیں حانث ہوگا یہ فتاوی کبری میں ہو۔ قال المترجم شیخ ابو القاسم رحمہ اللہ کے

[۱] یعنی ان صورتوں میں اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری یہ نیت تھی تو اسکی نیت صحیح ہو اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی ۱۲ منہ

دیار میں عرف[1] ہوگا کہ تنہا ایک سے کلام نہ کرنا مقصود ہوتا ہوگا جیسے ہمارے عرف میں ہو لہذا یہ حکم بلحاظ عرف صحیح اور وہاں کے عرف کے موافق مختار ہوگا جیسے ہمارے یہاں ہو واللہ اعلم اور اگر کہا کہ ان دونوں آدمیوں سے کلام نکرونگا یا فارسی میں کہا کہ باین دو تن سخن نہ گویم تو انمین سے ایک سے کلام کرنے سے حانث نہوگا اور اگر اُسنے ایک سے کلام نہ کرنے کی بھی نیت کی ہو تو اسکی نیت صحیح نہوگی یہ مشائخ کا قول ہو اور موئف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت صحیح ہونی چاہیے اسواسطے کہ تثنیہ ذکر کرکے ایک مراد لیا جاتا ہو پس جبکہ وہ کہتا ہو کہ میری نیت ایسی تھی اور حال یہ ہو کہ اس سے اسکے نفس پر سختی ہوتی ہو تو تصدیق کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان و خلاصہ میں ہو قال المترجم یہ عندنا مطلقاً اگر کہا کہ اس قوم کے لوگوں[2] سے یا اہل بغداد سے کلام کرنا مجھپر حرام ہو پھر ان میں سے ایک آدمی سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور یہ برخلاف اسکے ہو کہ جو ہم نے بیان کیا اس صورت میں کہ اُسنے کہا کہ واللہ میں ان دو آدمیوں سے کلام نہ کرونگا یا فارسی میں کہا کہ واللہ باین دو تن سخن نہ گویم بدینوجہ کہ ہمنے اس صورت میں بیان کیا کہ بالاتفاق ایک سے کلام کرنے سے حانث نہوگا اور فتوے کے واسطے یہی مختار ہو پس ایسا ہی اس مقام پر ہو یہ فتاوی کبرے میں ہو قال ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں حانث ہوگا کما قدذکرنا ہناک ایضاً نافہم۔ اور اگر کہا کہ کلام فلان و فلان مجھپر حرام ہو پھر دونوں میں سے ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور بعض نے کہا حانث نہوگا الا اُس نے ہر ایک سے کلام نہ کرنے کی نیت کی ہو اور یہی مختار ہو یہ جواہر اخلاطی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلم فلاناً او فلاناً یعنی فلان یا فلان سے کلام نہ کرونگا پھر ایک سے کلام کیا تو حانث ہوگا قال المترجم ہمارے عرف کے موافق یہ مفہوم مردود ہو کہ اسکی مراد یہ ہوگی کہ ان دونوں میں سے ایک سے کلام نہ کرونگا پس جب کسی ایک سے کلام کر لیا تو دوسرا کلام نہ کرنے کے واسطے متعین ہوگیا کہ جب اُس سے کلام کریگا حانث ہوگا واللہ اعلم اور اسی طرح اگر کہا کہ میں کلام نہ کرونگا فلانے سے اور نہ فلان سے تو ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا یہ خلاصہ میں ہو قال المترجم یہ ہمارے عرف کے بھی موافق ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلانے یا فلانے و فلانے سے تو پہلے سے کلام کرنے سے اور باقی دونوں سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نہ کرونگا فلانے و فلانے یا فلانے سے تو پہلے دونوں سے یا پچھلے ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اور اگر پہلے اول سے یا دوسرے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ان خرجت من ہذہ الدار حتے اکلم الذی ہو فیہا فامراتہ طالق یعنی اگر میں نے اس شخص سے جو دار میں ہو کلام نہ کیا یہان تک کہ میں اس دار سے نکل گیا تو میری جورو طالقہ ہو اور اس دار میں کوئی آدمی نہیں ہو پس وہ باہر نکل گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر اپنی باندیوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے کلام کیا تم میں سے کسی ایک سے تو تم میں سے ایک سواے اسکے آزاد ہو پھر اُسنے اپنی حصہ میں چارسے کلام کیا اول

[1] عرف اول ہمارے عرف میں بھی یہ مقصود نہیں ہوتا کہ مجموعہ دونوں سے کلام نکرونگا بلکہ ایک سے بھی کلام نہ کرونگا [illegible] قال المترجم یعنی بظاہر حال میں نیت صحیح ہو ۱۲ [2] مترجم کہتا ہو کہ اس سے مجھے ظاہر ہوا کہ جو خلاصہ میں مذکور ہو وہی صحیح و مختار ہو [illegible] یا صورت اولے میں دوسرے تیسرے سے تنہا کلام کیا تو حانث ہوگا ۱۲ [illegible] جس سے کلام کیا ہو ۱۲

قبل بیان کے مر گیا تو سب آزاد ہونگی یہ کافی مین ہی قال المترجم میرے نزدیک یہ مراد نہین ہی کہ اگر سب دس ہون مثلاً تو سب کی سب مفت آزاد ہو جاوینگی بلکہ مراد یہ ہی کہ آزاد تو سب ہونگی مگر سعایت لازم آویگی یعنے جسپر جسقدر مال سعایت کر کے ادا کرنا واجب ہو بعد منہائی اسقدر حصہ کے جو آزاد ہوا ہی ادا کریگی کافہم اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے یہ بات فلان سے کہی تو تو طالقہ ہی پھر عورت نے وہ بات فلان مذکور سے کہی ولیکن ایسی عبارت مین کہی کہ فلان مذکور نہ سمجھا تو عورت مذکورہ طالقہ ہو گی جیسے کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا پھر ایسی عبارت مین کلام کیا کہ فلان اسکو نہ سمجھا تو حانث ہوتا ہی پس ایسا ہی یہان ہی یہ محیط مین ہی۔ حجہ مین لکھا ہی کہ قسم کھائی کہ کسی چیز سے کلام نکرونگا پھر کسی جماد سے یا ایسے حیوان سے جو ناطق نہین ہی کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر گونگے یا بہرے سے کلام کیا تو حانث ہوگا اور اگر اطفال سے کلام کیا پس اگر سمجھتے ہون تو حانث ہوا اور اگر نہ سمجھتے ہون تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ کسی سے کلام نہ کرونگا پھر ایک کافر اسکے پاس اسلام لانے کے واسطے آیا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صفت اسلام بیان کر دے اور وہ سب بیان کر دے جس سے کافر مسلمان ہو جاتا ہی اور اُس سے بات نہ کرے پس حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر ایسی صورت مین یہ دیکھے کہ میرے کلام نکرنے سے اسکے اسلام مین تاخیر ہو گی بدینوجہ کہ اسکی خاطر کو انقباض ہوتا ہی تو لازم ہی کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے اور اسکو خوشی خاطر سے مسلمان کرے واللہ تعالیٰ اعلم ایک نے اپنی جورو کو دیکھا کہ کسی اجنبی مرد سے باتین کرتی ہی پس اسکو غصہ آیا اور عورت سے کہا کہ اگر تو نے اسکے بعد کسی مرد اجنبی سے بات کی تو تو طالقہ ہی پھر اسکے بعد اسکی عورت نے شوہر کے شاگرد پیشہ سے بات کی جو اس عورت کا ایسا ناتے دار نہین ہی جس سے نکاح حرام ہو یا کسی ایسے مرد سے جو اسکی دار مین رہتا ہی جس سے شناسائی ہی مگر وہ اس عورت کا ذی محرم نہین ہی یا عورت نے اپنے کسی ذوی الارحام یعنی ناتے دار سے بات کی حالانکہ وہ بھی ایسا نہین ہی کہ اُس سے نکاح حرام ہووے تو وہ عورت طالقہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر قسم کھائی کہ لا یکلم رجلا ایک مرد سے بات نہ کرونگا پھر اُسنے ایک مرد سے بات کی اور کہا کہ مین نے اسکے سوائے دوسرے کو مراد لیا ہی تو حانث نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ لا یکلم الرجل یعنی مرد سے بات نہ کرونگا تو جنس مرد پر قسم ہو گی یا تعیین درست ہوگا کہ کسی مرد سے بات کرنے سے حانث ہوگا یہ محیط مین ہی اگر قسم کھائی کہ اس جوان سے بات نہ کرونگا پھر اسکے بوڑھے ہو جانے کے بعد اُس سے بات کی تو حانث ہوگا یہ حاوی مین ہی اگر قسم کھائی کہ طفل سے بات نہ کرونگا پھر کسی بوڑھے سے بات کی تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ مرد سے بات نکرونگا پھر طفل سے بات کی تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے عورت سے بات کی تو میرا غلام آزاد ہی پھر لڑکی سے بات کی تو حانث

ف۱ محیط مین ہی اقول ہمارے عرف مین اگر کہا کہ مردون سے بات نکرونگا تو بھی سب کی نیت نہین ہو سکتی ہی بلکہ جنس مراد لیجاویگی یعنے اس جنس سے بات نکرونگا تو ایک سے حانث ہوگا ۱۲ ف۲ یعنی جوان نہ تھی ۱۲

نہوگا اور اگر کہا کہ اگر مین نے عورت سے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر لڑکی سے نکاح کیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ بچپن کلام کرنے سے مانع ہی پس عورت کے حق مین جو قسم منعقد ہوا اسمین لڑکی کا مراد لینا عادت کی راہ سے ہوگا اور نکاح کرنا ایسا نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا مرد سے یا طفل سے یا غلام سے یا شاب سے یا کہل سے یعنے انمین سے کسی سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو ہم کہتے ہین کہ شرع مین غلام نام ایسی عمر کا ہی جو بالغ نہوا ہو پھر جب بالغ ہوا تو شاب ہو گیا اور انکو فتی بھی کہتے ہین اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ شاب پندرہ برس سے تینتیس برس تک ہی جب تک اسپر شمط غالب نہ ہو اور کہل تینتیس برس سے پچاس برس تک ہی اور پچاس برس سے زیادہ کا شیخ کہلاتا ہی اور پندرہ برس سے کم شاب نہین ہی اور تینتیس برس سے کم کا کہل نہین کہلاتا ہی اور پچاس برس سے کم کا شیخ نہین کہلاتا ہی اور انکے درمیان مین جو عمر ہی اسمین شمط معتبر ہی اور نقدوری مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ شاب پندرہ برس سے پچاس برس تک ہی الا آنکہ شمط اسپر اس سے پہلے غالب ہو جاوے اور کہل تیس برس سے آخر عمر تک ہی اور شیخ پچاس برس سے زیادہ عمر کا ہوتا ہی پس بنا بر اس روایت کے پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو امام ابو یوسف نے شیخ بھی قرار دیا اور کہل بھی - اور وصایا النوازل مین امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ تینتیس برس کا کہل ہی اور نیز امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ جو تینتیس برس کا یا اس سے زیادہ کا ہووے وہ کہل ہی پھر جب پچاس برس کا ہو گیا تو وہ شیخ ہی اور نوادر بن سماعہ مین لکھا ہی کہ کہل تیس برس سے چالیس برس تک ہی اور شیخ وہ ہی کہ پچاس سے اسکی عمر زیادہ ہو اگرچہ اسکے بال سفید نہ ہوئے ہون اور اگر چالیس برس سے عمر زیادہ ہوئی اور اسکے سفید بال بہت ہو گئے تو وہ شیخ ہی اور اگر سیاہ زیادہ ہون تو شیخ نہین ہی اور امام محمد رح سے مروی ہی کہ غلام وہ ہی کہ پندرہ برس سے عمر مین کم ہو اور شاب و فتی وہ ہی کہ پندرہ برس یا زیادہ کا ہو اور جب چالیس برس کا ہوا تو اسوقت سے ساٹھ برس تک کہل ہی الا آنکہ بالون کی سفیدی اسپر غالب ہو جاوے تو وقت غلبہ سے شیخ ہوگا - اگرچہ پچاس برس تک کی عمر ہوئی ہو مگر کہل جب تک چالیس برس کا نہو نہوگا اور جب تک چالیس سے تجاوز نہ کرے تب تک شیخ نہوگا - قال المترجم یہی ہمارے عرف کے موافق ہی و لکن لا دخل لہ فی الشرع فی مثل ذلک فاتبعنا ما اختاروا رحمہم اللہ تعالی - اور اگر قسم کھائی کہ یتامی بنی فلان یا قسم کھائی کہ ارامل بنی فلان سے یا قسم کھائی کہ ثیب بنی فلان یا قسم کھائی کہ ایامی بنی فلان سے کلام نہ کرونگا تو ہم کہتے ہین کہ یتیم وہ کہلاتا ہی کہ اسکا باپ مر گیا ہو اور ہنوز وہ صغیر ہو کہ بالغ نہین ہوا ہی تو جب بالغ ہو گیا تو ہم اسکو یتیم نہین کہتے ہین ایسا ہی امام محمد نے کتاب مین ذکر فرمایا ہی اور امام محمد رح کا قول لغات مین حجت ہی اور ارامل جمع ارملہ ہی وہ ہر ایسی عورت بالغہ فقیرہ محتاجہ ہی کہ اسکو اسکے شوہر نے جدا کر دیا ہو خواہ اسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس یہ نام مخصوص عورت کے ساتھ ہی اور اسی بالغیہ

ع ای تیمیان فرزندان فلان یعنے فلان کی اولاد مین جو یتیم ہین ۱۲ منہ ع رانڈین دبے خاوند عورتین ۱۲ منہ

ع ایامی جمع ایم مرد بے زوجہ و عورت بے شوہر ۱۲ منہ ع خواہ موت یا طلاق ۱۲

بولا جاتا ہے جسکو اُسکے شوہر نے جدا کر دیا ہو اور اسی پر بولا جاتا ہے جو فقیرہ محتاجہ ہو ایسا ہی امام محمدؒ نے کتاب مین ذکر فرمایا ہے اور انکا قول لغات مین حجت ہے اور ایم ہر ایسی عورت بولتے ہین جس سے جماع کیا گیا ہو خواہ بنکاح جائز یا فاسد یا بطور زنا اور حال یہ ہو کہ اسکو اُسکے شوہر نے جدا کر دیا ہو خواہ وہ فقیرہ ہو یا غنیہ ہو یا صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو ایسا ہی امام محمدؒ نے کتاب مین ذکر کیا ہے اور ثیب ہر ایسی عورت ہے کہ اس سے حلال یا حرام طور پر جماع کر لیا گیا ہو خواہ اُسکا شوہر ہو یا نہ ہو صغیرہ ہو یا بالغہ ہو غنیہ ہو یا فقیرہ ہو ایسا ہی امام محمدؒ نے ذکر فرمایا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - اور اگر کہا کہ ان کلمتک الا ان تکلمنی او الی ان تکلمنی او حتی تکلمنی تکلمنی یعنے اگر مین نے تجھ سے کلام کیا الا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے یا تا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے یا یہانتک کہ تو مجھسے کلام کرے تو چنین وچنان پھر دونون نے ایک دوسرے کو ساتھ ہی سلام کیا تو امام محمدرہ کے قول مین حالف حانث ہوگا اور امام ابو یوسف رہ کے قول مین حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اگر دونون مکہ کو جانے کو نکلے پھر ایک نے قسم کھائی کہ مین اس سے کلام نہ کرونگا یہانتک کہ مکہ سے لوٹون پھر دونون راستہ سے لوٹ آئے پھر حالف نے اُس نے کلام کیا تو حانث ہوگا اور یہ قسم مکہ مین جا کر لوٹ آنے پر ہوگی الا آنکہ دونون مین مرافقت یا کوئی اور بات ہو یہ غیاثیہ مین ہے - اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے تجھ سے ابتدا کی کلام مین یا تزوج مین پھر دونون مین ملاقات ہوئی پھر دونون نے ایک دوسرے پر ساتھ ہی سلام کیا یا دونون نے ساتھ ہی نکاح کیا تو حانث نہ ہوگا یہ کافی مین ہے اور حالف سے بعد اس وقت کے قسم ساقط ہو جائیگی ہے کہ اس قسم سے اب کبھی حانث نہوگا اسواسطے کہ ابتداے کلام اسکی طرف سے واقع ہونے سے یاس ہوگئی اسواسطے کہ جو کلام اسکے بعد حالف سے پایا جائیگا وہ ایسا ہی ہوگا کہ بعد کلام محلوف علیہ کے ہے - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کرنے مین پہل کی تو تو طالقہ ہے اور عورت نے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کلام کرنے مین پہل کی تو میری باندی آزاد ہے پھر شوہر نے اس عورت سے کلام کیا تو مرد اپنی قسم مین حانث نہوگا ف اور جورو بھی اپنی قسم مین حانث نہ ہوگی کیونکہ اُسنے پہل نہین کی ہے اور اگر دونون نے ساتھ ہی ایسے ہی قسم کھائی ہو تو چاہیے کہ دونون مین سے ہر ایک دوسرے سے ساتھ ہی کلام کرے کہ دونون مین سے کوئی حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی دوسرے سے کہا کہ اگر مین تجھ سے کلام کرون قبل اسکے تو مجھ سے کلام کرے تو میرا غلام آزاد ہے پھر دونون سے ملاقات ہوئی اپس ہر ایک نے دوسرے کو ایک ساتھ ہی سلام کیا حالف اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہے - چند لوگ ایک مجلس مین بیٹھے باتین کرتے تھے پھر انمین سے ایکنے کہا کہ جس نے اسکے بعد کلام کیا اسکی جورو طالقہ ہے پھر اسی کہنے والے نے کلام کیا تو اسکی جورو طالقہ ہوگی ف۲ یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - خزانہ مین لکھا ہے کہ ایک نے کہا کہ جسنے غلام عبدؔ سے کلام کیا اسکی جورو طالقہ ہے ف

ف اسواسطے کہ جورو قسم کھانے مین اس سے پہلے کلام کر چکی ہے ۱۲ منہ ف۲ اور اگر کوئی دوسرا کلام کرے تو اسکی جورو طالقہ ہوگی ۱۲ ف یعنی میری جورو طالقہ ہے یا غلام آزاد ہے ۱۲ منہ

اور عبداللہ ہی قسم کھانے والا ہے اور اسی کا غلام یہ غلام ہو پس اُس نے خود اپنے غلام سے کلام کیا تو حانث ہو گیا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے کہا کہ واللہ مین فلان سے کلام نہ کرونگا استغفر اللہ انشاء اللہ تعالیٰ تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ استثناء صحیح ہی اور حانث نہ ہوگا اور یہ حکم از راہ[ل] دیانت ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک نے کہا کہ واللہ کلام نہ کرونگا کسی سے الا فلان یا فلان سے تو اُسکو اختیار ہی چاہے دونون سے کلام کرے یا ایک سے یعنی ان دونون سے کلام کرنے مین منفرداً یا مجموعاً حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی اور اگر کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا شخص بصری یا کوفی سے پھر اُس نے بصرہ کے رہنے والے سے یا کوفہ کے رہنے والے سے کلام کیا یا دونون سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کوفہ کے تمام آدمیون سے یا بصرہ کے تمام آدمیون سے یا کوفہ و بصرہ کے تمام آدمیون سے کلام کیا تو بھی حانث نہوگا اور اگر کہا کہ واللہ کسی آدمی سے کلام نہ کرونگا الا ان دو آدمیون مین سے ایک آدمی سے تو اس صورت مین مستثنیٰ ان دونون مین سے ایک آدمی ہی پس اگر ان مین سے ایک سے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر دونون سے کلام کیا تو حانث ہوگا۔ اور اگر کہا کہ کلام نہ کرونگا کسی سے کبھی الا دو مردون مین کے ایک سے کوفی ہو یا بصری ہو یا کہا کہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا ان دو مین سے ایک سے کوفی ہو یا بصری ہو پھر اُسنے ایک کوفی یا بصری سے کلام کیا یا دونون سے کلام کیا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی قال المترجم ہماری زبان کے موافق اسمین تامل ہی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ کسی سے کلام نہ کرونگا الا مرد واحد از اہل کوفہ سے پھر اُس نے کوفہ کے دو مردون سے کلام کیا تو حانث ہو گیا اور اگر کہا الا مرد کوفی سے تو کوفہ کے تمام مردون سے کلام کرنے سے حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ زید و عمرو نے اپنے درمیان مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا اور قاضی نے دونون سے اسکے نسب کا حکم دیا پھر خالد نے کہا کہ اگر مین نے زید کے بچہ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی اور بکر نے کہا کہ اگر مین نے عمرو کے بچہ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہی۔ پھر دونون نے اسی بچہ مذکور سے کلام کیا تو دونون حانث ہو گئے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ زید نے کہا کہ اگر مین نے عمرو سے کلام کیا تو مین کفار کا شریک ہون ان باتون مین جو وے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہون جو اسکے لائق نہین ہین پھر اُسنے عمرو سے کلام کیا تو کیا واجب ہوگا فرمایا کہ اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم مشائخ کے نزدیک ایسی قسم عربی زبان مین قسم ہوتی ہی اور اردو فارسی مین واللہ اعلم کیا حکم ہی انکا ان فلیکن کذلک فافہم۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کلام نہ کرونگا پھر عمرو نے اسکو خوشخبری دی تو اُسنے کہا کہ الحمد للہ یا بری خبر سُنائی تو اُس نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون تو اس سے حانث نہوگا[ع] یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر بد خبر کی صورت مین زید نے عمرو سے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے و تجھے دونون کو محفوظ رکھے تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے

[ل] یعنے قضاء تصدیق نہوگی ۱۲ منہ [ع] کیونکہ یہ شکر الٰہی یا صبر ہے اور یہ کلام نہین ہی ۱۲ منہ

تجھسے کلام کیا تو گھر جانا مجھپر حرام ہی اور کلام کیا پھر دار مین داخل ہوا اور بکر سے کلام کیا تو اُسپر ایک کفارہ قسم واجب ہوگا اور اگر یون کہا ہو کہ اور کلام بکر حرام ہی تو ایسی صورت مین اُسپر قسمون کے دو کفارے واجب ہونگے یہ تاتارخانیہ مین ہی قال المترجم ان سالک اتمت یمین جزاء وہ یمین اولیٰ ثبت یمین حنثت لزمک یمین اولیٰ ثبت یمین لو حنثت لایلزمک الکفارۃ الایمین فاجب باذکرنا من قولہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے تجھسے کلام کیا الی آخر فتدبر۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تونے فلانہ عورت سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی پھر اُسکی جورو نے ایک روز کپڑے دھوئے پھر اتنے مین فلانہ مذکورہ آئی اور اُس سے کہا کہ تو تھک گئی ہی اُسنے یہ جانکر کہ یہ فلانہ ہی یا بے جانے جواب دیا کہ نہین اچھی ہون یا کہا کہ ہان تو یہ سب کلام ہی پس وہ طالقہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی اصل یہ ہی کہ کلام و حدیث یعنی بات و خطاب یہ جب ہی ہوتے ہین جب بالمشافہ ہون یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اگر تونے مجھے خبر دی کہ فلان آگیا ہی تو میری جورو طالقہ ہی یا میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکو فلان کے آجانے کی جھوٹ خبر دی تو زید حانث ہوگیا یعنی اسکی جورو طالقہ ہوگئی اور غلام آزاد ہوگیا بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تونے مجھے فلان کی آمد کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکی جھوٹ خبر دی تو اسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تونے مجھے خبر دی کہ میری جورو گھر مین ہی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکو جھوٹ خبر دی کہ تیری جورو گھر مین ہی تو حانث ہوا اور اسکا غلام آزاد ہوگیا اور اگر کہا کہ اگر تونے میری جورو کے گھر مین ہونے کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہی پس عمرو نے اسکو جھوٹ خبر دی تو آزاد نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر تونے مجھے بشارت دی کہ فلان آیا ہی یا کہا کہ اگر تونے مجھے فلان کے آنے کی بشارت دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی خوشخبری دی تو حالف اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر تونے مجھے آگاہ کیا کہ فلان آیا ہی یا تونے مجھے فلان کے آنے کی آگاہی دی پس مخاطب نے اسکو جھوٹ اسکی آگاہی دی تو حانث نہوگا اور اگر حالف کے آگاہ ہوجانے کے بعد فلان نے اسکو اس امر کی سچی خبر دی یا آگاہ کیا تو بھی حانث نہوگا بخلاف اسکے اگر اُس نے یون قسم کھائی ہو کہ اگر تونے مجھے خبر دی پھر اُس نے حالف کے آگاہ ہونیکے بعد اسکو خبر دی تو اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا اور اگر حالف نے اس صورت مین اپنے اس قول سے کہ تونے مجھے آگاہی دی یہ نیت کی ہو کہ خبر دیدی تو بعد آگاہ ہونے کے مخاطب کے آگاہ کرنے سے بھی حانث ہوجائیگا اور چاہیے کہ حالف کی نیت دیانۃً وقضاءً دونون طرح صحیح ہووے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تونے مجھے لکھا کہ فلان آیا ہی تو میرا غلام آزاد ہی پس مخاطب نے اسکو دروغ ایسا لکھا تو وہ حانث ہوگیا خواہ اسکا خط پہونچا ہو یا نہ پہونچا ہو اور اگر کہا کہ اگر تونے مجھے فلان کے آنے کو لکھا تو میرا غلام آزاد ہی پس اُس نے جھوٹ لکھا تو حانث نہوگا اور اگر اس صورت مین مخاطب نے اسکو لکھا کہ فلان آیا ہی اور حال یہ ہی کہ واقعی فلان مذکور اسکے لکھنے

له یعنی جھوٹے سے کلام کیا تو قسم منعقد ہوئی پس دار مین داخل ہوا الی آخرہ ۱۲ منہ له مثلاً کہا کہ زید سے کلام نکرونگا پھر اسکی پیٹھ پیچھے کہا کہ زید کلام نہین ہی یا کہے بات کرونگا پھر غیبت مین کہا کہ زید تم اچھے ہو یا خطاب کرونگا پھر اسطرح غیبت مین خطاب کیا تو خطاب بھی نہین ہوا ۱۲ منہ۔

سے پہلے آگیا تھا مگر مخاطب کو معلوم نہ تھا تو حالف حانث ہو جائیگا۔ زیادات میں امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو کا سر کبھی اظہار نہ کرونگا پس زید نے عمرو کے ایک خط کی جو اُسنے زید کو لکھا تھا خبر دی یا اُسکے کسی کلام کی خبر دی یا کسی نے پوچھا کہ آیا عمرو کا بھید یہ ہے پس زید نے سر ہلایا یعنی ہاں تو اپنی قسم میں حانث ہو گیا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کا افشا نہ کرونگا یا فلان سے افشا نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلان کے بھید سے فلان کو آگاہ نکرونگا یا فلان کے ہونے کی جگہ سے فلان کو آگاہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ فلان کا بھید ضرور پوشیدہ کرونگا یا خفیہ رکھونگا یا چھپا رکھونگا یا فلان کو سر راہ نہ بتلاؤنگا پھر اس میں سے کوئی بات کی تو اپنی قسم میں حانث ہوگا اور اگر اُسنے ان سب صورتوں میں یہ نیت کی ہو کہ کلام یا تحریر یا ایلچی سے آگاہ نکرونگا اور اشارہ کی نیت نہ ہو تو کتاب میں مذکور ہے کہ از ہدین یعنی ہندین رکھا جائیگا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں مذکور ہے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور رہا یہ کہ اُسکے قول کی قضاءً تصدیق ہوگی یا نہیں سو عامہ مشائخ کے نزدیک قضاءً تصدیق نہوگی۔ پھر واضح ہو کہ اگر اُسنے ایسی چیزون کی قسم کھائی پھر اُس نے اسکا حیلہ اور اس سے نکلنے کی راہ تلاش کی تو اُسکا حیلہ یہ ہے کہ اُس سے یون کہا جائے کہ ہم جگہون کے نام لیتے ہیں یا بھیدون کو بیان کرتے ہیں پس جو جگہ یا بھید فلان کا نہو اسپر تو انکار کر چلا جانا اور جب ہم فلان کی جگہ یا بھیدون کو بیان کرین تو تو خاموش ہو جانا پس جب اُس نے ایسا کیا اور وہ لوگ فلان کی جگہ یا بھید سے واقف ہو گئے تو یہ اپنی قسم میں حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت سے اپنی خدمت نہ چاہونگا پھر اسکو اپنی خدمت کے واسطے اشارہ کیا تو اُس سے خدمت چاہی یعنی حانث ہوا اسواسطے کہ اشارہ سے خدمت چاہنا متعارف ہے خصوصاً بادشاہون میں اور بڑے لوگون میں پس وہ حانث ہو گیا خواہ فلانہ مذکورہ نے اسکی خدمت کردی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو فلان کے بھید سے خبر نہ کرونگا یا فلان کو فلان کے موجود ہونے کی جگہ سے خبر نہ کرونگا پھر خط یا ایلچی کے ذریعہ سے ایسا کیا تو حانث ہو گیا اگر قسم کھائی کہ فلان کو ایسی بشارت نہ دونگا پھر خط یا ایلچی کے ذریعہ سے ایسا کیا تو اپنی قسم میں حانث ہو گیا اور اگر اس سے کہا گیا کہ آیا یہ بات ایسی ہے یا فلان شخص فلان جگہ ہے پس اُسنے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں تو یہ فعل خبر دینا یا بشارت دینا نہیں ہے پس اپنی قسم میں حانث نہوگا ولیکن اگر اس نے خبر دینے یا بشارت دینے سے اعم مراد لی ہو کہ خواہ سر کے اشارہ سے ہو یا اور طور پر تو دیانۃً و قضاءً اُسکی تصدیق کیجائیگی۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو کے واسطے مال کا اقرار نہ کرونگا پس زید سے کہا گیا کہ آیا تجھ پر عمرو کا اسقدر ہے پس اُس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ ہاں تو اپنی قسم میں حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کی بات نہ کرونگا تو خط لکھنے و ایلچی بھیجنے اور سر سے اشارہ کرنے سے حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے پوچھا گیا کہ آیا فلان کا بھید چنین و چنان ہے یا فلان شخص فلان جگہ ہے پس اُس نے کہا کہ ہان تو قسم

له یعنی جیسے اوپر مذکور ہوئی ہیں واللہ ۱۲ منہ ۔ ۲ قال المترجم اگر مضطر ہو ویسا کرے ورنہ ایسا امر خالی از شبہ نہیں ہے اور میں نہیں پسند کرتا ہوں ۱۲ منہ

مین حانث ہوگیا اور مثل بات نہ کرنا کہنے کے تحدیث[1] نہ کرنا یا گفتگو نہ کرنا بھی ہو اور اگر کسی نے ایسی سب
قسمین کھائین یعنے مع سب مذکورہ بالا قسمون کے کلام کرنے اور زبان سے نہ نکالنے کی پھر حالف گونگا ہوگیا
گروہ زبان سے کلام کرنے پر قادر نہین ہو تو اسکی قسم اشارہ و تحریر پر ہو جائیگی الا ایک بات مین اور وہ یہ ہو کہ
اگر قسم کھائی کہ فلان کے بھید کی بات نہ کرونگا یا فلان کے بھید کی تحدیث نہ کرونگا تو اس قسم کی صورت مین وہ
اشارہ کرنے و تحریر کرنے سے حانث نہ ہوگا اگرچہ اُس نے بعد گونگے ہو جانے کے اشارہ یا تحریر کی ہو اور
باقی سب صورتون مین حانث ہوگا۔ اور ہر حسب صورت مین کہ ہم نے اشارہ سے حانث ہو جانے کو
بیان کیا ہو اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے اشارہ کیا ولیکن اس حال مین میرے اس امر کی نیت نہ تھی جسمین[2] نے
قسم کھائی ہو تو دیکھا جاوے اگر یہ جواب ایسی بات کا ہو جو اُس سے دریافت کی گئی ہو تو قضاءً اسکی تصدیق
نہوگی اور دیانۃً تصدیق کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ لا اقول بفلان کذا یعنے فلان سے ایسا نہین کہونگا
اور نیز یہ صیغہ مشترک ہو واسطے حال کے یعنی فلان سے ایسا نہین کہتا ہون اور مراد اول ہو سو یہ مسئلہ
امام محمد رح نے جامع و زیادات مین ذکر نہین فرمایا اور نوادر مین امام محمد رح سے مروی ہو کہ یہ بھی مثل خبر نہ دونگا
و بشارت نہ دونگا کے ہو حتے کہ تحریر کرنے اور ایلچی بھیجنے سے حانث ہوگا اور اشارہ کرنے سے حانث نہ ہوگا
اور اگر قسم کھائی کہ لا یدعو فلانا یعنے فلان کو نہ بلاؤنگا پھر اسکو خط یا ایلچی کے ذریعہ سے بلایا تو ظاہر الروایۃ
مین حانث ہوگا اور امام محمدؒ سے نوادر مین مذکور ہو کہ اگر لفظ تبلیغ کہا کہ فلان کو تبلیغ نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اخبار
کے ہے کہ بذریعہ خط و ایلچی کے حاصل ہو سکتی ہے پس خط و ایلچی بھیجکر تبلیغ کرنے سے حانث ہوگا اور اسیطرح لفظ ذکر ہو بعبارت عربی کہ
وہ بھی بذریعہ ایلچی و خط حاصل ہو جاتا ہو اور اگر کہا کہ ای عبیدی بشرنی بکذا فہو حر یعنے میرے غلامون مین سے جس کسی نے مجھے اسکی
بشارت دی وہ آزاد ہو پس بجے ایک ساتھ اسکو بشارت دی تو سب آزاد ہوجاوینگے اور اگر ایک بعد دوسرے کے بشارت دی تو خاصۃً پہلا ہی
آزاد ہوگا اور اگر غلامون مین سے ایک نے اسکے پاس ایلچی بھیجدیا پس اگر ایلچی نے جو بات بشارت مذکورہ
کی بیان کی ہو وہ اپنے بھیجنے والے کی طرف سے پیغام دیا تو بھیجنے والا غلام آزاد ہوگیا اور اگر ایلچی نے اسکو
خود خبر دی اور بھیجنے والے کی طرف اضافت نہ کی تو وہ آزاد نہ ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر
تو نے مجھے خبر دی کہ یہ پتھر سونا ہو یا یہ مرد عورت ہو تو ایسا پس مخاطب نے اسکو ایسی خبر دی تو وہ حانث ہوگیا
کیونکہ شرط پائی گئی اور اگر کہا ہو کہ اگر تو نے آگاہ کیا یا بشارت دی تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر قسم
کھائی کہ فلان کو نہ لکھونگا پس دوسرے کو حکم کیا کہ اُسنے لکھا تو ہشام نے امام محمدؒ سے روایت کی ہو کہ امام محمدؒ
کہتے تھے کہ ہارون الرشید نے مجھسے یہ مسئلہ پوچھا پس مین نے جواب دیا کہ اگر یہ قسم کھانے والا سلطان ہو یعنی
ایسا ہو کہ وہ خود موافق رواج نہین لکھا کرتا ہو تو وہ حانث ہوگا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قرآن

[1] یعنے مثلاً کہا کہ فلان سے حدیث نہ کرونگا یا گفتگو نہ کرونگا تو جیسے بات نہ کرونگا ۱۲ منہ [2] اگر قسم عربی زبان
مین ہو تو اشارہ سے حانث ہونا اقرب ہو علے المحاورۃ الفصیحۃ ۱۲ منہ

سورہ نہ پڑھونگا پھر اُسنے نگاہ سے اسکو اول سے آخر تک دیکھا تو بالاتفاق حانث نہوگا یہ فتاوی کبری مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلان کا خط نہ پڑھونگا یا فلان کی کتاب نہ پڑھونگا پھر اسکی کتاب کو اول سے آخر تک دیکھا اور جو اسمین ہے سمجھ لیا تو امام ابو یوسفؒ کے قول مین حانث نہوگا کیونکہ پڑھنا نہین پایا گیا اور اسی پر فتوی ہے قال المترجم یہ بزبان عربی ٹھیک ہے اور ہماری زبان مین تامل ہے بسبب عرف عام کے الا آنکہ بنا بر اصل امام اعظمؒ کلام کیا جاوے واللہ تعالے اعلم - اور اگر قسم کھائی کہ کتاب فلان کو نہ پڑھونگا پھر کتاب فلان سے ایک سطر پڑھی تو حانث ہوا اور آدھی سطر مین حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ سورہ نہ پڑھونگا پھر اُس سورہ مین سے ایک حرف چھوڑدیا تو حانث ہوگیا اور اگر بڑی آیت چھوڑدی تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے وفیہ نظر واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ یہ شعر نہ پڑھونگا پس اُس نے نصف بیت پڑھی تو حانث نہوگا اگرچہ یہ نصف بیت کسی دوسرے شعر کی ایک بیت ہو - اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ فارسی آدمی نے قسم کھائی کہ سورہ الحمد بعربیہ نہ پڑھونگا پھر اُس نے لحن سے پڑھی تو حانث نہ ہوگا اور اگر وہ فصیح ہو تو حانث ہوگا - اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ کتاب نہ پڑھونگا تو یہ قسم ہر ایسی تحریر پر ہوگی جو بیدی مین بسیا ہی ظاہر ہویا اور طور پر ہو اور اگر اُسنے کاغذ مین تحریر ارادہ کی جیسے لوگون مین ہوتی ہے تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ آج کے روز قرآن نہ پڑھونگا پس اُس نے نماز وغیرہ مین پڑھا تو حانث ہوا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رکوع نہ کرونگا یا سجدہ نہ کرونگا پس اُس نے نماز وغیرہ مین ایسا کیا تو حانث ہوا اور اگر اُسنے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پس اگر وہ بڑھی جو سورۂ نمل[1] مین ہے تو حانث ہوا اور اگر وہ نیت کی ہو جو سورۂ نمل مین ہے یا غیر اُسکی نیت کی تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم تبرک کیواسطے پڑھا کرتے ہین نہ بطریق قرات کے اور اُسکا پڑھنا بطریق قرات کے جائز ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر اس طور سے کسی نے قسم کھائی تو اُسکا حیلہ یہ ہے کہ فرائض نماز مین جماعت سے پڑھے اور اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا اور اگر کوئی رکعت اُس سے جاتی رہی کہ جسکو اُسنے تنہا پڑھا تو حانث ہوگا اور اگر عورت نے ایسی قسم کھائی تو وہ اپنے شوہر کے پیچھے نماز پڑھے یا اور اپنے کسی محرم کے پیچھے رہے یہ محیط مین ہے - اور اگر سوائے رمضان کے وتر ادا کرنے چاہے تو چاہیے کہ جو وتر پڑھتا ہو اُسکی اقتدا کرے تاکہ حانث نہ ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور اگر اُسنے قسم کھائی کہ قرات قرآن نہ کرونگا پھر اُسنے سورۂ فاتحہ بطور دعا و ثنا کے پڑھی تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر اُسنے قسم کھائی کہ اگر مین نے ہر سورہ قرآن کی پڑھی تو مجھے ایک درم صدقہ کرنا واجب ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ پورے قرآن پر ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر کسی نے کہا کہ مجھ قسم ہے اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے چاہی تو قسم

[1] قال المترجم گو دولوں مین قضاءً بھی تصدیق ہونی چاہیے ۱۲ منہ [2] سورہ نمل مین جزو آیت ہے قال المترجم متقین کے نزدیک بسم اللہ بھی ایک آیت ہے اور بعض نے کہا کہ فاتحہ سورہ کا جزو ہے بالجملہ قول اول پر قضاءً حالف ہوگا اور دوم پر وبہ نیت آیت اول پر حانث ہوگا فاحفظ واستقم ۱۲ منہ [3] اگر کسی میعاد تک قسم ہو تو پھر اس حیلہ مین مضائقہ نہین ورنہ قسم توڑدینی چاہیے ۱۲ ماحقق فی تفسیر المترجم ۱۲ منہ

لازم آویگی اور یہ مثل اس قول کے ہی کہ مجھ پر قسم ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا یہ محیط مین ہی شیخ نجم الدین رہ
سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اُسکی جورو کے ناتے دارون نے اسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ عورت
پر جرم لہ نہ رکھے اور اسپر کسی چیز کی تہمت نہ رکھے پس اُس نے یہ قسم کھائی پھر عورت سے کہا کہ خدا جانتا
ہی کہ تو نے کیا کیا ہی پس آیا اس سے اسکی جورو پر طلاق ہو جائیگی فرمایا کہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک نے
اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان کے گھر جاؤن اور اس سے کلام کرون تو تو طالقہ ہی پھر اُسکے گھر نہین گیا
مگر کہین اور اُس سے باتین کین تو اپنی قسم مین حانث نہوگا اور اگر کہا کہ اگر فلان کے گھر نجاؤن اور
اس سے کلام نہ کرون تو تو طالقہ ہی اور باقی صورت مسئلہ بطور مذکورہ بالا واقع ہوئی تو حانث ہو جائیگا
اور اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی ایسا ہی فتوے شمس الائمہ حلوائی اور فتوی رکن الاسلام علی سغدی منقول
ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے بھائی کو کسی کام کا حکم نہ دونگا اور اگر اسکو کسی کام کا حکم دون
تو ایسا ہو پھر کسی آدمی کے ہاتھ اپنے بھائی کے پاس کوئی مال عین بھیجا اور اس سے کہا کہ تو میرے بھائی سے
کہنا تاکہ وہ اسکو فروخت کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اس آدمی نے اسکے بھائی سے جاکر کہ تیرا بھائی
کہتا ہی کہ تو اسکو فروخت کر دے یا تجھے اسکے فروخت کرنے کا حکم دیتا ہی تو حانث ہو جائیگا ایک نے
اپنی جورو سے کہا کہ اگر آج تو نہ کہے گی کہ فلان نے تجھ سے کیا کیا ہی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے ایسے طور سے
کہا کہ سُنائی نہین دیتا ہی یا مرد نے نہین سُنا تو عورت مذکورہ طالقہ نہوگی اور اگر یون کہا ہو کہ اگر تو نے آج
کے روز مجھسے نہ کہا تو صورت مذکورہ مین طالقہ ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ زید نے عمرو کے سامنے گفتگو مین
اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مین نے تیرا عیب کسی سے نہین کہا ہی حالانکہ اپنی جورو سے کہہ چکا ہو کہ عمرو
شراب پیتا تھا اور اسکو فروخت کرتا تھا اور ایسے بیہودہ کام کرتا تھا کہ اُنکا ذکر فضول ہی مگر اب اسنے توبہ
کر کے خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع کر لی ہی تو اسکی جورو طالقہ ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی قال المترجم مسائل الذیل
تتعلق بنظمھا باسلوب العربیۃ ایک نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ کلام نہ کرونگا تو قسم تیس روز دن رات پر واقع
ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم الشہر اس مہینہ فلان سے کلام نہ کرونگا تو جسقدر یہ مہینہ باقی ہو اسیقدر پر واقع
ہوگی یہ سراج وہاج مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ السنۃ اس سال فلان سے کلام نہ کرونگا تو باقی سال پر
واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی قسم کھائی کہ ایک مہینہ کلام نہ کرونگا تو جب سے قسم کھائی ہی اُسی وقت سے کلام
نکرنے پر قسم واقع ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اگر مین اس سے ایک مہینہ ترک کلام کرون تو میری
جورو طالقہ ہی تو مہینہ کا شمار اسی وقت سے ہوگا کہ جب سے قسم کھائی ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ
لا اکلمہ اشہرا مہینون کلام نکرونگا تو امام اعظم رہ کے نزدیک تین مہینہ پر قسم واقع ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی قال
المترجم ہماری زبان مین چونکہ اقل جمع دو ہی لہذا بقیاس قول امام رحمہ اللہ دو مہینہ پر واقع ہوگی ولکن لافی الجمع
کلہا اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ الشہور یعنے فلان سے کلام نکرونگا تا شہور تو امام اعظم رہ کے نزدیک دس مہینہ

لہ یعنی یون قسم کھائی کہ اگر مین اس عورت پر جرم یا تہمت رکھون تو وہ طالقہ ہی ۱۲

پر واقع ہوگی اور اسی طرح لا اکلمہ الجمع والسنین یعنے جمعون و سالون کی صورت مین بھی امام کے نزدیک دس جمعہ و دس سال ہین کذا فی العنایہ یعنی اوزان جمع قلت باللام مین یہ حکم ہے اور اگر بدون الف و لام کے یون کہا کہ لا اکلمہ سنین تو بالاتفاق تین سال پر واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا اکلمہ حینا او زمانا او الحین او الزمان تو قسم بہ نفی کھانے کی صورت مین چھ مہینہ پر واقع ہوگی اور اثبات کی صورت مین بھی یہی حکم ہے مثلاً کہا کہ لاصومن حینا او زمانا او الحین او الزمان۔ اور یہ سب اسوقت ہے کہ اُسنے زمانہ کی کوئی مقدار معین کی نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے کسی مقدار معین کی نیت کی ہو تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور یہی حکم امام ابو یوسف رہ و امام محمد رہ کے نزدیک لفظ دہر کا ہے یعنی اگر دہر کو بطور نکرہ لایا تو اُسکی قسم چھ مہینہ پر واقع ہوگی بشرطیکہ اُسنے کسی قدر مقدار معین زمانہ کی نیت نہ کی ہو اور اگر زمانہ معین کی نیت کی ہو تو بالاتفاق اُسکی نیت پر قسم ہوگی اور امام اعظم رہ نے فرمایا کہ مین دہر کو نہین جانتا ہون کہ کیا ہے اور واضح ہو کہ یہ اختلاف ایسی صورت مین ہے کہ اُسنے لفظ دہر کو نکرہ بیان کیا ہو یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر دہر کو معرف باللام لایا تو بالاجماع اُس سے ابد مراد ہوگا یعنی ہمیشہ یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ الاحایین او الازمنۃ تو امام اعظم رہ کے نزدیک دس بار چھ مہینے پر واقع ہوگی جسکے ساٹھ مہینے ہوئے یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ لا اکلمہ دہورا تو بنابر قول امام ابو یوسف رہ و امام محمد رہ کے تین بار چھ مہینہ پر واقع ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ العمر یعنے عمر بھر اس سے کلام نہ کرونگا تو عدم نیت کی صورت مین تمام عمر پر قسم واقع ہوگی اور اگر کہا کہ لا اکلمہ عمراً تو امام ابو یوسف رہ سے ایک روایت مین ہے کہ مثل حین کے چھ مہینے پر واقع ہوگی اور یہی اظہر ہے اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمہ حقبا تو اسّی برس پر قسم واقع ہوگی یہ سراج وہاج مین ہے۔ اصل مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اول ماہ کلام نہ کرونگا تو مہینہ کا اول قبل نصف گذر جانے کے ہے اور امام ابو یوسف رہ سے مروی ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ فلان سے اوّل ماہ کے آخر یوم مین اور آخر ماہ کے روز اوّل مین کلام نہ کرونگا تو یہ پندرھوین و سولھوین کو شامل ہے یہ خلاصہ مین ہے ابن مقاتل سے مروی ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی ماں سے تین برس کلام نہ کرونگا یعنی اگر کلام کرون تو میری جورو طالقہ ہے تو فرمایا کہ اُسکو چاہیے کہ ماں کے پاس کسیکو بھیج کر درخواست کرے کہ وہ راضی ہو جائے اور اُسکو اجازت دیدے کہ خیر کلام نہ کرے کہ یہ شخص حلت مین ہو جاوے یہ حاوی مین ہے۔ فتاوی نسفی مین لکھا ہے کہ اگر فارسی مین کہا کہ اگر فلان گویم خدائے را برمن یک سالہ روزہ تو اُس سے کلام کرنے سے کچھ نہین لازم آویگا اور اگر کہا کہ یکسال روزہ تو کلام کرنے سے ایکسال کے روزے اُسپر لازم آوینگے یہ خلاصہ مین ہے تجرید مین امام محمد رہ سے روایت ہے کہ ایک نے کہا کہ لا اکلم الیوم سنۃ او شہرا یعنی اس روز سال بھر یا مہینہ بھر کلام نہ کرونگا تو اُسپر واجب ہوگا کہ سال یا ماہ مین جتنی دفعہ یہ دن آوے اُسمین کلام ترک کرے یہ تاتارخانیہ

ملہ قال المترجم امام ابو حنیفہ رہ سے مشہور ہے کہ مین نہین جانتا کہ دہر کیا ہے تو اسکے یہ معنے نہین کہ امام کو دہر کے معنے نہین معلوم بلکہ قسم مین جب نکرہ لایا جاوے تو کیا مراد ہے جیسے اس مسئلہ مین غور کرو ۱۲ ملہ قلت کا نہ اتفاق ۱۲ منہ عہ یعنے بالف ولام ۱۲

ہے

مین ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین فلان سے پہلے اس سال کلام نہ کرونگا تو وقت قسم سے تا غرۂ محرم کلام نکرنے پر قسم ہوگی اور وقت قسم سے ایکسال کامل پر نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ ایک اپنی جورو سے کہا ان کلمتک الی سنۃ فانت طالق اذہبی یا عدوۃ اللہ یعنی اگر مین نے تجھسے ایکسال تک کلام کیا تو تو طالقہ ہے چلی جا اے دشمن خدا کی تو وہ طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہے۔ منتقی مین لکھا ہے کہ اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک شہر البعد شہر یعنی تجھسے مہینہ بھر بعد مہینہ کے کلام نہ کرونگا تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ دو مہینہ کلام نہ کرونگا اور یہطرح اگر کہا کہ سال بھر بعد سال کے کلام نہ کرونگا تو بمنزلہ اسکے ہے کہ دو برس تجھ سے کلام نہ کرونگا اور اگر کہا کہ واللہ تجھسے کلام نکرونگا ایک مہینہ بعد اس مہینہ کے تو اسکو اختیار ہوگا اس مہینہ کلام کرے یہ ذخیرہ مین ہے جامع مین ہے اگر قسم کھائی کہ تجھ سے اس روز کلام نہ کرونگا جس دن مین کہ فلان آویگا پھر اُس روز کے اول مین اس سے کلام کیا اور فلان مذکور اُس روز کے آخر مین آیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر فلان مذکور اول روز مین آگیا پھر اس روز کے آخر مین حالف نے اس سے کلام کیا تو عامہ مشائخ کے نزدیک حانث نہوگا کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر کہا کہ اس مہینہ مین جو فلان کے قدوم سے پہلے ہے تجھسے کلام نہ کرونگا پھر حالف نے اُس سے ایک مہینہ کے شروع مین کلام کیا اور فلان مذکور اس مہینہ کے آخر مین آیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک شہرا قبل قدوم فلان یعنی واللہ قدوم فلان سے مہینہ قبل تجھ سے کلام نہ کرونگا پھر اس سے کلام کیا جسکے پانچ روز بعد فلان مذکور آ گیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ تجھ سے ایک مہینہ کلام نہ کرونگا الا ایک روز یا سوائے ایک روز کے تو یہ اُسکی نیت پر ہے اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ جس ایک روز کو چاہے کلام کرنے کے واسطے اختیار کرے اسواسطے کہ اُس نے ایک روز نکرہ مستثنیٰ کیا ہے اور اگر اُسنے یون استثنا کیا کہ الا النقصان ایک روز تو اسکی قسم (۲۹) روز پر واقع ہوگی اسواسطے کہ کسی شی کا نقصان نہین ہوتا ہے الا اُسکے آخر سے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور آخر ایمان القدوری مین ہے کہ اگر قسم کھائی کہ فلان و فلان سے اس سال کلام نہ کرون گا الا ایک روز پس اگر اُس نے ان دونون سے ایک ہی روز کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر ایک سے ایک روز اور دوسرے سے کسی دوسرے روز کلام کیا تو حانث ہوا اور اگر اُسنے ایک ہی روز پہلے ایک سے کلام کیا پھر دونون سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اُسنے ایک روز معرفہ استثنا کیا یعنی الا الیوم کہا پس اسمین اُس نے ایک سے کلام کیا اور دوسرے سے دوسرے روز کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا دونون سے ایک مہینہ الا ایک روز پس اگر اُسنے کسی روز معین کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو جس روز کو چاہے اختیار کرے یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ جس روز کہ کلام کرون مین فلان سے تو تو طالقہ ہے تو رات

ف قو ہو جائیگی مترجم کہتا ہے کہ یہ شاید فقیہ ابو اللیثؒ کے عرف پر ہے اور اس دیار مین قرینۂ حالیہ ایسا ہو حالانکہ ظاہر کلام اسکے خلاف ہے کیونکہ اگر فی الحال طلاق دینی منظور ہوتی تو اسپر تہدید کی فضول تھی کہ تجھسے ایکسال تک بات نکرونگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

قسم رات و دن دونون پر واقع ہوگی حتے اگر رات مین کلام کریگا یا دن مین تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے خاصتہً دن کی نیت کی ہو تو اُسکے قول کی قضاءً بھی تصدیق ہوگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ جس رات فلان سے مین کلام کرون یا جس رات کہ فلان آوے تو تو طالقہ ہے پس اُسنے دن مین فلان سے کلام کیا یا دن کو فلان آیا تو اُسکی جورو طالقہ نہوگی اسواسطے رات لغت مین سیاہی شب کا نام ہے اور اسمین کوئی ایسا عرف نہین ہے کہ لفظ کو عرفی مقتضائے لغوی سے پھیرے حتی کہ اگر اُسنے بجائے رات کے راتون کا لفظ ذکر کیا تو مطلق وقت پر یہ کلام محمول ہوگا اسواسطے کہ انکے عرف مین اسکا استعمال مطلق وقت مین ہے یہ بدائع مین ہے قال المترجم یعنے یون کہا کہ جن راتون مین کہ زید آویگا پس تو طالقہ ہے واقول یہ عربی زبان کی قسم مین مستقیم ہے یعنی قولہ لیالی یقدم فلان اور ہماری زبان مین تامل[۱] ہے واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ اگر کیا مین نے فلان سے کلام تو تو طالقہ ہے الا آنکہ فلان آجاوے یا حتی کہ فلان آجاوے یا الا آنکہ فلان اجازت دے پھر اُسنے قبل فلان کے آجانے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حانث ہوگیا اگر بعد فلان کے آجانے یا اجازت دینے کے کلام کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے فلان سے کلام کیا الا آنکہ فلان آجاوے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر فلان مرگیا تو امام اعظم و امام محمدؒ کے نزدیک یہ قسم ساقط ہوجائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کسی شخص سے کسی روز معین مین کلام نہ کرنے پر قسم کھائی تو اسکی قسم خاصّتہً اس روز کے دن ہی دن پر واقع ہوگی اسکے ساتھ رات داخل نہوگی یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ الایام تو امام اعظمؒ کے نزدیک دس روز پر واقع ہوگی کذا فی الہدایہ قال المترجم اگر ہماری زبان مین کہا کہ اس سے روز (دنون ۱۲) دن[۲] کلام نہ کرونگا تو دس روز پر واقع ہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ ایاماً تو جامع مین مذکور ہے کہ تین روز پر قسم واقع ہوگی اور اسمین اختلاف ذکر نہین فرمایا اور یہی صحیح ہے اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ ایاماً کثیرۃ یعنی بہت دنون اس سے کلام نہ کرونگا تو برقیاس قول امام اعظمؒ دس روز پر قسم واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر روز کہ مین تجھ سے کلام کرون پس مجھپر ایک درم صدقہ واجب ہے تو اُس سے دو روز کلام کیا تو دو مرتبہ حانث ہوا اور اگر کہا ہو کہ ہر دو روز کہ مین تجھ سے کلام کرون تو ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلاناً ایامہ بندہ تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ تین روز پر واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم ایامہ[۳] تو یہ قسم تمام عمر پر واقع ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ تجھسے سنیچر دس روز مین کلام نہ کرونگا اور یہ روز سنیچر کا ہے جس دن اُسنے قسم کھائی ہے تو یہ قسم دس سنیچر دن پر واقع ہوگی اسواسطے کہ دس روز مین بس ایک ہی سنیچر آتا ہے دس نہین ہوسکتے ہین اور اسی طرح اگر کہا کہ مین تجھسے بروز سنیچر دو روز کلام نہ کرونگا تو یہ قسم دو سنیچر دن پر واقع ہوگی اسواسطے کہ سنیچر دو روز نہین ہوتا ہے اور دو روز مین دو سنیچر کا دورہ بھی نہین ہوسکتا ہے پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ دو مرتبہ دو سنیچر دن مین کلام نکرونگا اور اسیطرح اگر کہا کہ

---

[۱] تامل ہے ہان اگر یہ ہو کہ جن دنون زید آویگا تو البتہ یہی حکم ہے کیونکہ راتون کا محاورہ ہماری زبان مین نہین ہے ۱۲ منہ

[۲] واللہ فلان سے اسکے ان دنون کلام نکرونگا ۱۲ منہ [۳] یعنی اسکے ایام اس سے کلام نکرونگا منہ

تجھسے بروز سنیچر تین روز کلام کرونگا تو یہ قسم تین سنیچر دن مین کلام کرنے پر واقع ہوگی جیسے کہ ہمنے بیان کر دیا ہو یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا اس سے ایک روز سال بھر یا سال بھر ایک روز پس اگر اُسنے کوئی روز خاص مراد لیا ہو تو تمام سال مین اُسی روز کلام نہ کرنے پر قسم واقع ہوگی یعنی جب یہ روز آوے کلام نہ کرے اور اگر کچھ نیت نہو تو ہر جمعہ مین سے ایک روز کلام نہ کرے حتی کہ اگر پورے کوئی جمعہ کے ہر روز کلام کریگا حانث ہوگا یہ عتابیہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلمک یوما یا لا اکلمک السبت یوما تو اسکو اختیار ہو کہ جو روز چاہے قرار دے یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے دس روز تک کلام نہ کرونگا تو دسوان روز قسم مین داخل ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر یون قسم کھائی کہ تجھ سے آج یا کل کلام نہ کرونگا پھر اُس سے آج یا کل کلام کیا تو حانث ہوا اور اگر کہا کہ اُس سے کلام کرنا آج یا کل ترک کرونگا پس آج اُس سے کلام ترک کیا تو قسم مین سچا ہو جائیگا اور قسم ساقط ہو جائیگی کہ کل کلام ترک کرنا اُسپر لازم نہوگا۔ یہ عتابیہ مین ہو اور اگر کہا کہ واللہ نہ کلام کرونگا اس سے آج اور نہ کل تو قسم آج باقی دن اور کل پر واقع ہوگی اور جو رات ان دونون کے درمیان ہو وہ قسم مین داخل نہوگی یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا اس سے آج و کل و پرسون تو یہ ایک ہی کلام ہو کہ تین روز تک کسی وقت اس سے کلام نہ کرے خواہ رات ہو یا دن ہو اور اگر کہا کہ آج کے دن مین اور کل کے دن مین اور پرسون کے دن مین تو حانث نہوگا یہانتک کہ اُس سے ہر روز جسکو بیان کیا ہو کلام کرے اور اگر اُس سے رات مین کلام کیا تو حانث نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہو۔ ایک نے کہا کہ کلام نہ کرونگا فلان سے ایک روز درمیان دو روز کے اور اُسکی کچھ نیت نہین ہو تو امام محمدؒ سے مروی ہو کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ واللہ فلان سے ایک روز کلام نہ کرونگا یہ محیط مین ہو اور اگر رات مین کہا کہ نہ کلام کرونگا اُس سے ایک روز تو اُسوقت سے تا غروب آفتاب ہوگی یہ عتابیہ مین ہو اور بعد اس قسم کے قبل طلوع فجر کے اس سے کلام کیا تو صحیح یہ ہو کہ حانث ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر دن مین کہا کہ اس سے ایک رات کلام نہ کرونگا تو قسم کے وقت سے طلوع فجر تک ہوگی یہ عتابیہ مین ہو اور اگر تھوڑا دن گئے قسم کھائی کہ فلان سے ایک روز کلام نہ کرونگا تو یہ باقی دن اور پوری رات اور دوسرے روز اسی ساعت تک جسوقت قسم کھائی ہو کلام نہ کرے اور اسی طرح اگر رات مین قسم کھائی کہ اس سے ایک رات کلام نہ کرونگا تو باقی یہ رات اور دوسرا دن اور دوسری رات کی اُسی ساعت تک کلام نکرنے پر قسم واقع ہوگی پس جو دن بیچ مین آگیا ہو وہ بھی قسم مین داخل ہو جائیگا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے ایک روز اور ایک روز کلام نہ کرونگا تو یہ قسم اور واللہ مین تجھ سے دو روز کلام نہ کرونگا دونون یکسان ہین پس جو رات ان دونون کے درمیان ہو قسم مین داخل ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ تجھ سے ایک روز اور دو روز کلام نہ کرونگا تو تیسرا روز گذرنے پر قسم پوری ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ نہ کلام کرونگا تجھ سے ایک روز نا ور نہ دو روز تو قسم دو روز

(۱) تجھسے ایک دن کوئی ہو کلام نکرونگا یا کہا کہ تجھسے ہفتہ مین ایک روز کلام نکرونگا ۱۲ منہ

پر ہوگی حتی کہ اگر تیسرے روز اُس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا۔ اور منتقی میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے آدمی رات یا دوپہر دن کو قسم کھائی کہ واللہ تجھ سے دو رات کلام نہ کرونگا تو اُس سے پرسوں اسی وقت تک کلام ترک کرے اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے تیس[1] روز کلام نہ کرونگا اور رات میں قسم کھائی تو اُس سے تیسوین روز کے آفتاب غروب ہونے تک کلام ترک کرے یہ محیط میں ہو اور اگر درمیان دن کے کبھی قسم کھائی کہ واللہ آج میں اس سے کلام نہ کرونگا تو اُس دن باقی میں تا غروب کلام نکرے اور اگر رات میں قسم کھائی کہ اس روز اُس سے کلام نہ کرونگا تو باقی یہ رات اور دوسرے روز غروب آفتاب تک کسی وقت کلام کرنے سے حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دن میں قسم کھائی کہ اس رات کلام نکرونگا تو باقی روز اس قسم میں داخل نہوگا اور اسکی قسم خاصۃً اس رات پر واقع ہوگی اور اگر اول رات میں قسم کھائی کہ آج کے روز اس سے کلام نکرونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو تو یہ باطل ہو اور اگر آخر رات میں ایسی قسم کھائی تو اگلے دن پر واقع ہوگی یہ منتقی میں مذکور ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ لاکلم احد یومی یا کہا کہ واللہ لاخرجن احد یومی او احد الیومین[2] او احد ایامی۔ یعنی واللہ ضرور کلام کرونگا فلان سے اپنے دو روز کے ایک میں یا سفر کو جاؤنگا اپنے دو روز کے ایک میں یا دو روز کے ایک میں یا ایام کے ایک روز میں تو یہ دس روز سے کم پر ہوگی اور اسمیں دن و رات دونوں داخل ہیں حتی کہ اگر دس روز گذرنے سے پہلے رات یا دن میں کلام کیا یا سفر کو چلا گیا تو اپنی قسم میں سچا رہا اور اگر کلام نہ کیا یا سفر کو نہ گیا یہانتک کہ دس روز گذر گئے تو حانث ہوگیا اور اگر کہا کہ اپنے ان دونوں میں سے ایک میں تو یہ قسم اسی روز اور آگے دوسرے روز پر واقع ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے کلام نکرونگا تین روز الا اُس روز اور ما خلا اُس روز کے تو یہ قسم اس روز کے بعد کے دو دونوں پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ غیر اس یوم کے یا سوائے اس یوم کے تو یہ قسم اس روز کے بعد تین روز پر واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہو۔ عیون میں لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کرونگا مادامیکہ وہ اس دار میں ہو پھر اپنے اسباب و اثاثہ سمیت اس دار سے نکل گیا پھر دوبارہ اس دار میں آکر رہا پھر حالف نے اس سے کلام کیا تو حانث نہوگا یہ محیط میں ہو اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ ماکان فیہا یعنی جب تک کہ ہو اسمیں یہ ایضاح میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں تجھسے کلام نہ کرونگا مادامیکہ بغداد میں ہوں پھر خود تنہا بغداد سے نکل گیا تو قسم باقی نہ رہیگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہو قدوری میں لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ واللہ کلام نکرونگا اُس شخص سے جب تک اسپر یہ کپڑا ہو یا مادامیکہ اسپر یہ کپڑا ہو یا برابر تا وقتیکہ اسپر یہ کپڑا ہو پھر مرد مذکور نے اسکو اُتار کر پھر پہنا اور حالف نے اس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اُس سے کلام نہ کرونگا درحالیکہ اسپر یہ کپڑا ہو پھر مرد مذکور نے اسکو اُتار کر پہنا اور حالف نے اُس سے کلام کیا تو حانث ہوگیا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ واللہ میں تجھسے کلام نہ کرونگا مادامیکہ تیرے

[1] قال المترجم ہمارا عرف العشین دو ایک روز میں اور دو ایک روز میں انخیں دو نوں ایک روز جاؤنگا امید ہو کہ اسی حکم میں علی التفصیل داخل ہو واللہ اعلم ۱۲

ماں و باپ دونوں زندہ ہیں پھر ان دونوں میں سے ایک کے مرجانے کے بعد عورت سے کلام کیا تو حانث نہو گا
یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ زید نے عمرو سے جو کھڑا ہے کہا کہ واللہ یعنی
اس شخص سے کلام نہ کرونگا اور اسکی نیت یہ ہے کہ جب تک کھڑا ہے ولیکن لفظ میں کھڑے ہونے کو ذکر نہیں کیا
ہے تو اسکی نیت باطل ہو گی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ اس قائم سے کلام نہ کرونگا یعنے مادامیکہ قائم ہے تو اس
نیت کی دیانۃً تصدیق ہو گی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے ہمیشہ کلام کرونگا تو یہ قسم اسپر
ہو گی کہ جب اُس سے ملاقات ہو تو اُسکے ساتھ کلام کرنے سے باز نہ رہے اور اگر قسم کھائی کہ اُس سے
ہمیشہ کو کلام نہ کرونگا پس اگر اس سے کبھی کلام کیا تو حانث ہو گا اور اگر دعوی کیا کہ میری یہ نیت
تھی کہ اس سے لفظ ہمیشہ کو نہ کہونگا تو قضاءً اسکی تصدیق نہو گی یہ ایضاح میں ہے قال المترجم بلفظ
عربیت زیادہ واضح ہے یعنے واللہ لا یکلمہ الابد فافہم۔ فتاوے ابو اللیث رح میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ واللہ
فلاں سے کلام نہ کرونگا تا قدوم حاجیان پھر حاجیوں میں سے ایک آگیا تو اسکی قسم منتہی ہو گئی اور اسی طرح اگر
کہا کہ واللہ اس سے کلام نہ کرونگا تا دروز راعت پھر اُسکے شہر والوں میں سے ایک نے اپنی کھیتی کاٹ لی تو قسم
منتہی ہو گئی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ فلاں سے کلام نہ کرونگا جب تک برف نگرے پس اگر اُسنے حقیقۃً برف
گرنے کی نیت کی ہے تو اُس سے کلام نہ کرے جب تک کہ حقیقۃً برف زمین پر نہ گرے اور شرط یہ ہے کہ اس شہر میں
گرے جہاں حالف ہے نہ دوسرے شہر میں حتی کہ اگر حالف ایسے شہر میں ہے کہ وہاں حقیقۃً برف نہیں گرتا ہے تو یہ
قسم ہمیشہ باقی رہیگی اور حقیقۃً برف زمین پر گرنے کی یہ صورت ہے کہ اُسکے جھاڑنے بہارنے کی ضرورت پیش آوے
اور اسکا اعتبار نہیں ہے جو ہوا میں اُڑتا ہے اور جو زمین پر ہوتا ہے مگر ظاہر نہیں ہوتا ہے الا کسی دیوار کی چوٹی
یا گھانس پر۔ اور اگر اُسنے برف گرنے کا وقت اپنی نیت میں لیا ہے تو جبتک برف گرنے کا مہینہ نہ آوے تب تک
کلام نہ کرے اور وہ اوّل ماہ آذر ہے اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو یہ صورت اس مسئلہ میں ذکر نہیں فرمائی ہاں دوسرے
مسئلہ میں ذکر فرمائی ہے کہ اسکی قسم برف گرنے کے وقت پر ہو گی۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلم فلاناً الی الموسم یعنے
تا موسم اُس سے کلام نہ کرونگا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ روز قربانی کے صبح کو اس سے
کلام کرسکتا ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ بروز عرفہ دوپہر ڈھلے سے کلام کرسکتا ہے یہ محیط میں ہے۔
ایمان الواقعات میں مذکور ہے کہ فلاں سے کلام نہ کرونگا تا گرمی پایا جاوے تو جب اوگرمی پہچانتے ہیں مشائخ نے کلام کیا
ہے اور مختار یہ ہے کہ اگر حالف ایسے شہر میں ہو کہ وہاں کے لوگوں میں گرمی و جاڑے کا حساب ہے کہ برابر اس سے
پہچانتے ہیں اور معروف ہے تو قسم اسی طرف منصرف ہو گی ورنہ اول جاڑا وہ ہے کہ لوگوں کو حشو و پوستین
پہننے کی حاجت ہو اور آخر جاڑا وہ ہے کہ لوگ دن سے بے پروا ہوں اور جاڑے و گرمی کے درمیان فاصلہ وہ وقت

؎ یعنے اس سے جب گفتگو کرونگا تو کبھی اس گفتگو میں اس سے لفظ ہمیشہ زبان سے نہ نکالونگا ۱۲ ؎ کھیتی کاٹی جانے تک ۱۲
؎ باعتبار ان ملکوں کے اور ہمارے یہاں نہیں گرتا ہے ۱۲ ؎ تو د حشو بھرا ہوا کپڑا جیسے ہمارے یہاں روئی بھرا دگلا وغیرہ ۱۲

ہے کہ لوگون پر جاڑون کے کپڑے بوجھ ہو جاوین اور گرمی کے ہلکے کپڑے ون خفیف ہون پس موسم ربیع آخر
جاڑون سے اول گرمیون تک ہے اور خریف آخر گرمیون سے اول جاڑون تک ہے اسواسطے کہ انکا پہچاننا لوگون
پر آسان ہے اور اگر اُسنے فارسی مین نوروز کا لفظ ذکر کیا تو وہ مسلمانون کے نوروز پر قرار دیجائے گی یہ فتاوی کبرے
مین ہے - اور لیلۃ القدر کی قسم ستائیسوین ماہ رمضان پر واقع ہوتی ہے بشرطیکہ قسم کھانے والا عامی ہو
یعنے مذاہب امامون سے واقف نہ ہو اور اگر امامون کے اختلاف سے واقف ہو کہ امام رح کے نزدیک متقدم
ومتاخر ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک نہین تو ایسا حکم نہین ہے اور اس اختلاف کا ثمرہ ایسی صورت مین ظاہر
ہوتا ہے کہ ایک دلستہ نے قسم کھائی کہ فلان سے کلام نکرونگا یہانتک کہ لیلۃ القدر گذر جاوے اور حال یہ ہے کہ
ایک روز رمضان کا گذر گیا ہے تو اُس سے کلام نہ کرے یہانتک کہ دوسرے سال کا پورا رمضان گذر جاوے
اور صاحبین کے نزدیک جب دوسرے رمضان کا ایک روز گذرے تو اُس سے کلام کر سکتا ہے اور اگر اُسنے
رمضان سے قبل قسم کھائی تو اُسی رمضان کے گذرنے پر کلام کر سکتا ہے اور فتوے امام اعظم رح کے قول پر ہے یہ
وجیز کردری مین ہے - اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو ہر مملوک کہ مین اُسکا مالک ہون بروز جمعہ یا
بروز جمعرات وہ آزاد ہے تو یہ قسم ہر مملوک پر جسکا وہ ان دونون دنون مین مالک ہو واقع ہوگی یہ محیط مین ہے
اور اگر کہا کہ لا اکلمہ جمعۃ یعنے اس سے ایک جمعہ کلام نہ کرونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہے تو یہ ایام جمعہ پر واقع ہوگی اور
اگر کہا کہ دو جمعہ تو دو جمعون کے ایام پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تین جمعہ تو اُسپر واجب ہے کہ روز قسم سے اکیس
روز بچے کرے اور اگر اُسنے فقط روز جمعہ کی نیت کی ہو تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ فتاوے
قاضی خان مین ہے - اور اگر کہا واللہ مین تجھ سے جمعون مین کلام نہ کرونگا تو اسکو روا ہے کہ سوائے روز جمعہ کے اور
دنون مین اُس سے کلام کرے جیسے کہ واللہ لا اکلمک الاخمسۃ او الاحاد او الاثانین یعنی واللہ تجھسے جمعراتون
یا سنیچرون یا اتوارون کو کلام نہ کرونگا تو یہی حکم ہے اور یہ اسوقت ہے کہ اُسکی کچھ نیت نہو اور اگر اُسنے ایام جمعہ
مراد لیے ہون یعنی ہفتے تو اُسکی نیت پر ہوگی یہ محیط مین ہے - جامع مین ذکر کیا ہے کہ اگر کہا کہ واللہ لا اکلمک
الجمعۃ واللہ مین تجھ سے بروز جمعہ کلام نہ کرونگا تو اسکو اختیار ہے کہ غیر روز جمعہ مین اُس سے کلام کرے اسواسطے
کہ الجمعۃ نام ایک روز مخصوص کا ہے پس ایسا ہو گیا گویا اُسنے یون کہا کہ لا اکلمک یوم الجمعۃ اور اسی طرح اگر کہا کہ جمعہ
تو اسکو غیر جمعہ مین کلام کرنے کا اختیار ہے پس جب کہ اُسنے یون کہا کہ واللہ لا اکلمک جمعا تو یہ تین روز جمعہ پر
قسم واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلانا الی کذا پس اگر بلفظ کذا ایک سے دس تک
ساعات یا ایام یا مہینے یا سالون کسی کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک روز
پر قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ لا اکلمہ الی کذا کذا پس بلفظ کذا یا سینون وغیرہ کسی وقت کی نیت کی ہو تو یہ
اسکی نیت والی چیز کے گیارہ پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک دن و رات پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ

له یہان سے ظاہر ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر امام اعظم رح کے نزدیک اول عشرہ رمضان بلکہ اول رمضان کو بھی محتمل ہے اور غیر واقع ہوتا
ہے کہ لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے اور امام طحاوی رح نے اسکو مدلل بیان کیا ہے ۱۲ منہ عه یعنے جمعہ کے سات دن جیسے ایک ہفتہ وغیرہ
بولتے ہین ۱۲ ٣عه یعنے جمعہ کا روز تین مرتبہ آئے اور کلام نکرے ۱۲ ٤عه دن ہون تو گیارہ دن تک ۱۲

لا یکلمہ الی کذا و کذا پس اگر نیت ہو تو نیت والے وقت کے اکیس پر واقع ہو گی اور اگر نیت نہ ہو تو ایک دن و رات پر واقع ہو گی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ فلان سے تا ابد کلام نکرونگا یا لفظ ابد نہ کہا تو یہ قسم ابد پر واقع ہو گی کہ جب کبھی اُس سے کلام کریگا حانث ہو گا اور اگر اُسنے نیت میں خصوصیت کی ہو مثلاً ایک روز یا دو روز کی یا کسی شہر یا مکان کی یا اُسکے اشباہ کی نیت کی ہو تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور نیز دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ بھی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے ابداً کلام نہ کرونگا پھر اُسکے مرجانے کے بعد اُس سے کلام کیا تو قسم میں حانث نہ ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ ملیا او طویلا پس اگر کسی وقت کی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہو گی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو ایک مہینہ ایک روز پر واقع ہو گی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ لا اکلمک قریباً تو یہ ایک مہینہ سے ایک دن کم پر ہو گی یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور اسمین خلاف کسی دوسرے کا ذکر نہین فرمایا اور اگر اُسنے اس صورت مین ایک مہینہ سے زیادہ کی نیت کی ہو تو ایمان الاصل مین امام اعظم رح سے روایت مذکور ہے کہ قضاءً اسکی تصدیق ہو گی اور اگر کہا کہ لا اکلمہ الی بعید تو امام اعظم رح کے قول مین یہ ایک مہینہ سے زیادہ پر ہو گی اور امام ابو یوسف رح سے نوادر معلی مین مذکور ہے کہ اگر کہا کہ سریعاً یعنی لا یکلمہ او لا یکلمہ سریعاً تو یہ ایکدن ایک مہینہ پر ہو گی جبکہ اسکی کچھ نیت نہو اور اگر نیت ہو تو اسکی نیت پر ہو گی اور اگر کہا کہ عاجلاً تو مہینہ بھر سے کم پر ہو گی اور اگر کہا کہ آجلاً تو ایک مہینہ یا زیادہ پر ہو گی یعنے ایک مہینہ سے کم پر نہو گی ہان پورا ایک مہینہ ہو جاوے یا اُس سے زیادہ گذر جاوے پھر جس طرح قسم کھائی ہے اسکے خلاف کر سکتا ہے اور حانث نہو گا اور اگر کہا کہ بضعۃ عشر یوماً تو یہ تیرہ روز پر ہو گی اور جامع الجوامع مین مذکور ہے کہ اگر اس نے اس صورت مین (۱۹) روز سے زیادہ کی نیت کی ہو تو اسکی تصدیق کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ لا اکلم مولاک یعنی جس سے تیری موالات کی ہے اُس سے کلام نہ کرونگا حالانکہ اسکے دو مولی الموالات ہین ایک اعلیٰ ہے اور دوسرا اسفل ہے اور اسکی کچھ نیت نہین ہے تو انمین سے جس سے کلام کریگا حانث ہو گا قال المترجم اسکی توضیح کتاب الولاء سے معلوم کرنی چاہیے فافہم۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ مین تیرے جد سے کلام نہ کرونگا اور اسکے جد دو ہین ایک باپ کی طرف سے اور دوسرا ان کی طرف سے تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ منتقی مین مذکور ہے کہ اگر کہا کہ تجھ سے قریب سال بھر کے کلام نہ کرونگا تو اُس سے چھ مہینہ و ایک روز کلام نہ کرے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ او فلانے تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے نو روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے (۸) روز کلام نہ کرونگا تو وہ دو بار حانث ہوا یعنے دو قسموں مین حانث ہو چکا اور تیسری قسم رہ گئی پس اگر آٹھ روز کے اندر اُس سے کلام کر لیا تو اسمین بھی حانث ہوا اور اگر کہا کہ واللہ تجھسے آٹھ روز کلام نہ کرونگا واللہ

ف یعنے دیر تک بھر پور مدت تک بات نہ کرونگا ۱۲ ؎ اصل وہی ہے کہ نوادر مین جو مسائل بیان فرمائے ہین اسکا شاید یہ اشارہ ہے کہ تحقیق نہین ہو سکا کہ مسئلے بن منصور کی تصنیف ہے اسی وجہ سے نوادر نام ہوا ۱۲ ؎ سہو معنیٰ نیز بطاہر یہی ظاہر ہے جیسے بعید یعنے دور ۱۲ ؎ منہ مترجم کہ کوئی شخص مسلمان ہوا اور کسی شخص اپنے سے موالات کر لی کہ تو میرا مولیٰ ہے تو وہ اعلیٰ ہوا اور یہ اسفل ہوا ۱۲ ؎ یعنے کچھ اوپر دس دن ۱۲

تجھ سے نو روز کلام نہ کرونگا واللہ تجھ سے دس روز کلام نہ کرونگا تو دو قسموں میں ابھی دو مرتبہ حانث ہوا اور اس پر تیسری قسم رہی پس اگر دس روز کے اندر اس سے کلام کر لیا تو اسمیں بھی حانث ہو گیا یہ مبسوط میں ہے۔

امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک نے کہا کہ ہر بار کہ میں نے فلان سے ایک روز کلام کیا پس اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھپر واجب ہے کہ ایک درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے دو روز کلام کیا پس واسطے اللہ کے مجھپر واجب ہے کہ دو درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے تین روز کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھپر واجب ہے کہ تین درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے چار روز کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہے کہ چار درم صدقہ کروں ہر بار کہ میں نے فلان سے پانچ روز کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہے کہ پانچ درم صدقہ کروں پھر اُسنے چوتھے و پانچویں روز کلام کیا تو اسپر تیس[1] درم صدقہ کرنے واجب ہیں اور اگر اُس نے اوّل روز میں یا اور کسی ایام میں دو بار کلام کیا تو اسپر چھ درم صدقہ کرنے واجب ہونگے اور اگر کہا کہ ہر دن میں کہ میں اُس میں فلان سے کلام کروں تو واسطے اللہ کے مجھپر واجب ہے کہ ایک درم صدقہ کروں ہر دو دن کہ میں ان میں فلان سے کلام کروں تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہے کہ دو درم صدقہ کروں اسیطرح پانچ قسم تک پہونچایا پھر اس سے چوتھے و پانچویں روز کلام کیا تو اسپر اُنتیس درم واجب ہونگے بوا سطے کہ اُسنے پانچ قسمیں کھائی ہیں اور پہلی قسم کی جزا ایک درم صدقہ مقرر کی اور دوسری کی دو درم اور ہر قسم کے واسطے مدت قرار دی ہے اور فقہاء نے ہر مدت کا نام دور رکھا ہے پس اول قسم کی مدت ایک روز ہے اور اسکا دور بتجدد ہر روز ہوتا ہے اور دوسرے کی مدت دو روز ہے کہ اسکا دور بتجدد ہر دو روز میں ہوتا ہے اور تیسری کا دور تین روز ہے اور چوتھی کا دور چار روز ہے اور پانچویں کا پانچ روز ہے اور ہر دور میں وہ ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا کیونکہ اُسنے بلفظ ہر قسم قرار دی ہے اور یہ لفظ موجب تکرار نہیں ہے اسلیے کہ تکرار تعمیم عموم الفعل ہے نہ تعمیم عموم الوقت پس جو دن کہ بعد قسم کے پایا گیا وہ پوری مدت اوّل قسم کی ہوگی اور تھوڑی مدت دیگر قسموں کی ہوگی یعنے پوری مدت دیگر قسموں کی ہوگی پس جب کہ اُسنے چوتھے روز کلام کیا تو چوتھا روز پہلی قسم کا چوتھا دور ہے اور وہ بعینہ دوسری قسم کا تتمہ دور ثانی ہے اور وہ بعینہ تیسری قسم کے دوسرے دور کا پہلا روز ہے اور وہ بعینہ چوتھی قسم کا تتمہ دور اوّل ہے اور وہ بعینہ پانچویں قسم کے دور اول کا چوتھا روز ہے اور ان دورون میں وہ بالکل حانث نہیں ہوا ہے اور ایک ہی شرط کئی قسموں کے واسطے شرط ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے پس وہ سب قسموں میں حانث ہوا پس اُسکے ذمہ بوجہ قسم اول کے ایک درم اور بوجہ دوسری کے دو درم اور بوجہ تیسری کے تین درم اور بوجہ چوتھی کے چار درم اور بوجہ پانچویں کے پانچ درم واجب ہوئے کہ انکا مجموعہ پندرہ درم ہوئے پھر جب پانچویں روز اس سے کلام کیا تو اوّل و دوم و چہارم میں حانث ہوا اور تیسری و پانچویں

سلہ یعنے پہلے اُس سے کبھی حانث نہیں ہو چکا ہے تاکہ اب دوبارہ حانث نہ ہو جس وجہ کہ لفظ ہر سے تکرار لازم نہیں ہے ۱۲ سلہ یعنے دور کے ساتھ حکم ۱۲ سلہ کیونکہ سب کا دور موجود ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

قسم مین حانث نہوا اسواسطے کہ پانچوان روز پہلی قسم کا پانچوان دور ہی ہوا اور اسمین[ع] دور مین وہ حانث نہین ہوا ہی
پس اب حانث ہوگا اور دوسری قسم کے تیسرے دور کا اول روز ہی ہوا اور اسمین[ع] بھی وہ حانث نہین ہوچکا اور چوتھی
قسم کے دور دوم کا پہلا روز ہی ہوا اور اسمین[ف] بھی وہ حانث نہین ہوچکا ہی پس حانث ہوگا پس اور سات درم اسپر لازم
آوینگے کہ مجموعہ کل بائیس درم ہوئے اور تیسری و پانچوین قسم مین اسوجہ سے حانث نہ ہوگا کہ تیسری قسم کے دوسرے
دور کا دوسرا روز[س] ہی کہ جسمین وہ حانث ہوچکا ہی اور پانچوین قسم کے اول دور کا تتمہ ہی اور پانچوین کے اول ہی
دور مین وہ پہلے حانث ہوچکا ہی لہذا اب دوبارہ حانث نہ ہوگا پس حاصل یہ ہی کہ تجدد دور و عدم تجدد دور کا
کچھ اثر کلام کرنے مین بار اول مین نہین ہی حتے کہ اگر اُسنے بعد ان قسمون کے فلان مذکور سے کلام کیا چاہے جسقدر
اپنی عمر مین کلام کرے اسپر پندرہ درم لازم آوینگے ہان اسکا اثر کلام کرنے مین دوسری بار مین ہی حتی کہ اگر اُس سے
روز اول و روز دوم کلام کیا تو اول روز کے عوض اسپر پندرہ درم لازم آوینگے اور دوسری بار کے عوض
فقط ایک ہی درم لازم آویگا اسواسطے کہ اس صورت مین پہلی قسم کے سوائے کسی قسم کا دور جدید نہین ہوا ہی
اور اگر اس سے روز اول اور روز ثالث مین کلام کیا اور دوسرے روز کلام نہین کیا یا دوسرے اور تیسرے
روز اُس سے کلام کیا تو اوّل کے واسطے اسپر پندرہ درم لازم آوینگے اور دوسرے بار کے عوض فقط
تین ہی درم لازم آوینگے اسواسطے کہ تجدد فقط قسم اوّل و دوم کا ہوا ہی ۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ فلان مذکور کو
مخاطب نہ کیا ہو۔ اور اگر فلان مذکور کو مخاطب کر کے کہا کہ ہربار کہ مین نے تجھ سے کلام کیا تو واسطے اللہ کے مجھپر
واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون۔ ہربار کہ مین نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھپر واجب ہی کہ
دو درم صدقہ کرون اسی طرح پانچ قسمین کھائین تو اسپر بیس درم واجب ہونگے اسواسطے کہ اول قسم کی جزاء
ایک درم ہی اور اسکی شرط یہ ہی کہ فلان کے ساتھ کلام کرے پس جب دوسری قسم سے اسکے ساتھ کلام کیا تو حانث
ہوگیا اور اسکی جزاء کا ایک درم لازم آیا اور نیز قسم بھی ویسی ہی باقی رہی اسواسطے کہ لفظ ہربار کے ساتھ
ہی اور دوسری قسم منعقد ہوئی پھر جب تیسری قسم مین اسکو مخاطب کیا تو شرط یعنے کلام کرنا اسکے ساتھ پایا گیا
پس قسم اوّل کی جزاء کا ایک درم اور دوسری کے جزاء کے دو درم اور اُسپر واجب ہوئے اور نیز دونون قسمین
بھی ویسی ہی باقی رہین اور تیسری قسم منعقد ہوئی پھر جب چوتھی قسم مین اُسکو مخاطب کیا تو پہلی و دوسری
و تیسری مین حانث ہوا پس جزاء اول کا ایک درم اور جزاء دوم کے دو درم اور جزاء سوم کے تین درم اُسپر
واجب ہوئے اور یہ سب قسمین بھی ویسی ہی باقی رہین اور چوتھی قسم منعقد ہوئی پھر جب پانچوین قسم مین اسکو
مخاطب کیا تو اگلی سب قسمین منحل ہوئین پس اول کی جزاء کا ایک درم اور جزاء دوم کے دو درم اور جزاء سوم کے تین
درم اور جزاء چہارم کے چار درم اُسپر واجب ہوئے اور قسمین بھی ویسی ہی ہین اور پانچوین قسم منعقد ہوئی پس

ف بلکہ چہارم مین حانث ہوا ہی ۱۲ ع بلکہ تتمہ دور دوم مین حانث ہوا ہی ۱۲ س بلکہ تتمہ دور اول مین حانث
ہوا ہی ۱۲ ل اور دوسرے دور مین وہ پہلے بھی حانث ہوچکا ہی ۱۲ + ۱۲ + ۱۲ +

ان سب کا مجموعہ بیس ۲۰ درم ہوئے اور پانچوین مین ہنوز حانث نہین ہوا ہی کیونکہ شرط یعنی کلام کرنا ابھی نہین پایا گیا ہی حتی کہ اگر بعد پانچوین قسم کے بھی اُس نے کلام کیا تو ان سب مین حانث ہوگا پس مجموعہ (۳۵) درم اُس پر واجب ہونگے۔ اور اگر یون کہا کہ ہر روز کہ مین نے تجھ سے کلام کیا تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہی کہ ایک درم صدقہ کرون اسی طرح پانچ قسمین کھائین پھر سکوت کیا تو اُس پر دس درم واجب ہونگے پھر اگر دوسرے روز اُس سے کلام کیا تو اور چھ درم واجب ہونگے اور اگر فقط تیسرے روز کلام کیا ہو تو فقط تین درم واجب ہونگے اور اگر فقط چوتھے روز کلام کیا تو اُس پر چار درم واجب ہونگے اور اگر پانچوین روز کلام کیا ہو تو سات درم اُس پر واجب ہونگے اور اگر بعد قسمون کے اول روز کلام کیا تو اُس پر فقط پانچ درم ہونگے جیسا پانچوین قسم کے بعد واجب ہونگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔

ساتوان باب طلاق وعتاق کی قسم کے بیان مین۔ اگر کہا کہ اوّل غلام کہ مین اسکو خریدون تو وہ آزاد ہی تو اوّل وہ ہوگا جو اکیلا تنہا خریدے کہ اُس سے پہلے کوئی دوسرا نہ ہو پس اگر اُس نے بعد اپنی قسم کے ایک غلام خریدا تو وہ آزاد ہوگا اور اگر ایک غلام پورا اور نصف غلام خریدا تو پورا غلام آزاد ہوگا اور اگر دو غلام خریدے تو کوئی آزاد نہوگا پھر انکے بعد بھی جو کوئی خریدیگا وہ بھی آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ آخر غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہی تو آخر وہ ہی جو اکیلا ہو کہ دوسرے سے باعتبار زمانہ کے پیچھے ہو اور اُسکا ثبوت جب ہی ہوگا کہ جب حالف مر جاوے پس اگر اُسنے کئی غلام خریدے پھر مر گیا تو جسکو سب کے اخیر مین خریدا ہی وہ آزاد ہوگا پھر اسمین اختلاف ہی کہ یہ اخیر کا غلام کس وقت سے آزاد قرار دیا جائیگا سو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُسی وقت سے کہ جب خریدا ہی حتی کہ اسکا آزاد ہونا اُسکے ترکہ کے تمام مال سے باعتبار ہوگا یعنی ضرور کل بلا سعایت آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ اُسنے حالت صحت مین خریدا ہو اور اگر کہا کہ درمیانی غلام جسکو مین خریدون وہ آزاد ہی تو درمیانی وہ ہی جو ایسا تنہا ہو کہ اسکے دونون طرف عدد مساوی ہون اور یہ بھی بدون حالف کے مرنے کے معلوم نہین ہو سکتا ہی پس ہم کہتے ہین کہ جب حالف مرا تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے جفت عدد کے غلام چھوڑے تو انمین کوئی درمیانی نہوگا اور اگر پانچ یا سات وغیرہ طاق عدد چھوڑے تو دونون طرف مساوی عدد جفت کے درمیان جو ایک تنہا ہوگا وہی اوسط ہی اور جو تین سے نصف اول مین آگیا وہ درمیانی ہونے سے خارج ہو گیا یہ ایضاح مین ہی قال المترجم یعنی باوجودیکہ سات مین چوتھا درمیانی ہی ولیکن اگر اسکو مولی نے تنہا نہ خریدا ہو بلکہ تیسرے کے ساتھ خریدا ہو تو یہ نصف اوّل مین چلا گیا پس درمیانی نرہا پس حاصل یہ رہا کہ حالف کے مرنے پر طاق عدد کے باوجود ترتیب خرید مین بھی جو درمیانی پڑتا ہی وہ تنہا خریدا گیا ہو فافہم فانہ توضیح اجمال الایضاح بالا مزید علیہ ان کنت غیر منصرف عن باب لطف القریحہ منجود اقتدلیحہ
اگر کہا کہ اوّل غلام کہ مین اسکا مالک ہون درحالیکہ وہ منفرد ہو یا کہا کہ اوّل غلام کہ مین اسکو خریدون درحالیکہ وہ منفرد ہو تو وہ آزاد ہی پھر وہ دو غلام کا مالک ہوا پھر اکیلے ایک غلام کا مالک ہوا تو تیسرا آزاد ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ

ل قال المترجم [illegible] نہین ہی کہ فقط یہی [illegible] واجب ہونگے [illegible] تو دس درم لازم ہوئے [illegible]
ع [illegible]

اوّل غلام کہ اسکا مالک ہوں درحالیکہ وہ اکیلا ہو تو تیسرا آزاد نہ ہوگا اِلّا اس صورت میں کہ اُسنے اکیلے سے منفرد در ملک مراد لیا ہو یہ کافی میں ہے (کیونکہ یہ غلام [illegible]) - اور اگر کہا کہ اوّل غلام کہ اسکو بعوض دیناروں کے خریدوں تو وہ آزاد ہے پس اُسنے ایک غلام بعوض دراہم کے یا کسی اسباب کے خریدا پھر ایک غلام بعوض دیناروں کے خریدا تو یہ آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اول غلام کہ اسکو خریدوں درحالیکہ حبشی ہو تو وہ آزاد ہے پھر اُسنے چند غلام گورے رنگ کے خریدے پھر ایک حبشی خریدا تو وہ آزاد ہوگا یہ بحر الرائق میں ہے - اور اگر کہا کہ ہر غلام کہ جسنے مجھے فلانہ عورت کے جننے کی بشارت دی وہ آزاد ہے پس اسکو آگے پیچھے تین غلاموں نے اسکے جننے کی بشارت دی تو اول آزاد ہوگا بخلاف اُسکے اگر سب نے ساتھ ہی اسکو یہ خوشخبری سنائی تو سب آزاد ہونگے حاکم شہیدؒ نے فرمایا کہ اگر اُسنے کہا کہ میں نے ایک کو مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکو گنجائش ہے کہ انمیں سے ایک جسکو چاہے آزاد ہونے کے واسطے اختیار کرے اور باقیوں کو اپنی ملک میں رکھے یہ غایۃ البیان میں ہے - اگر زید نے قسم کھائی کہ اگر اس دار میں داخل ہوں تو میری جورو طالقہ ہے اور میرا غلام آزاد ہے پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دونگا اور آزاد نہ کرونگا پھر وہ دار میں داخل ہوا تو جورو طالقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا اور وہ دوسری قسم میں حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ طلاق نہ دونگا اور آزاد نہ کرونگا پھر قسم کھائی کہ اگر دار میں داخل ہوں تو میری جورو طالقہ اور غلام آزاد ہے پھر وہ دار مذکور میں داخل ہوا تو دونوں قسموں میں حانث ہوا - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے یا غلام سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے یا کسی آدمی کو اس کام کے واسطے وکیل کیا پھر قسم کھائی کہ طلاق نہ دونگا یا آزاد نہ کرونگا پھر جورو و غلام و وکیل نے وہ کام کیا تو یہ شخص حانث ہوا اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے یا تو آزاد ہے اگر تو چاہے پھر قسم کھائی کہ میں آزاد نہ کرونگا یا طلاق نہ دونگا پھر اسکی جورو اور اسکے غلام نے طلاق و عتق چاہی تو یہ حانث نہ ہوگا یہ کافی میں ہے - ایک نے قسم کھائی کہ تزوج نہ کرونگا یا طلاق نہ دونگا یا آزاد نہ کرونگا پھر اس کام کے واسطے کسی کو وکیل کر دیا تو وکیل کے کرنے سے یہ حانث ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ اپنی زبان سے ایسا نہ کرونگا تو فقط قضاءً اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ہدایہ میں ہے - اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں اس دار میں داخل ہوا پس دوسرے نے بھی کہا کہ مجھ پر اسکے مثل ہے اگر میں اس دار میں داخل ہوں پھر دوسرا اس دار میں داخل ہوا تو اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اول نے یوں کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے اگر میں اس دار میں داخل ہوں پھر دوسرے نے کہا کہ پس مجھ پر اسکے مثل ہے اگر میں اسمیں داخل ہوں تو یہ قسم اول و دوم دونوں پر لازم آویگی یہ ایضاح میں ہے - اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر اس بیت میں ہو الا ایک مرد پھر دیکھا تو بیت مذکور میں ایک مرد اور ایک لڑکا نکلا یا ایک مرد اور ایک عورت تھی تو قسم کھانے والا حانث ہوگیا اور اگر بیت مذکور میں ایک مرد اور ایک جانور چوپایہ ہو یا اسباب ہو تو حانث نہوگا - اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر بیت میں ہو الا ایک بکری پھر دیکھا تو اسمیں کوئی اور چوپایہ نکلا بکری نہ تھی تو حانث ہوگیا اور اگر کہا کہ اگر بیت میں ہو الا ایک کپڑا پھر اسمیں کوئی آدمی یا چوپایہ یا ظروف نکلے تو حانث ہوگا یہ کافی میں ہے - اگر کہا کہ کل مملوک میرے آزاد ہیں تو مکاتب

ام والدین و مدبر باندیاں و غلام و محض غلام و باندیاں سب آزاد ہو جائینگی یعنی باندیاں و غلام سب کو شامل ہوگا لیکن اگر اُسنے خالی مذکرون
کی نیت کی ہو تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور اگر خالی حبشیوں کی نیت کی ہو تو قضاءً و دیانۃً کسی طرح
تصدیق نہ ہوگی اور اگر خالی مؤنثوں کی نیت کی ہو تو بھی قضاءً و دیانۃً کسی طرح تصدیق نہ ہوگی اور اگر اُسنے کہا
کہ مینے مدبرون کی نیت نہیں کی تھی تو ایک روایت میں دیانۃً تصدیق ہوگی نہ قضاءً اور دوسری روایت
مین کسی طرح تصدیق نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اس قسم کے تحت میں اُسکے ایسے مملوک بھی داخل ہونگے جو رہن
ہوں یا کسی کے پاس ودیعت ہوں یا بھاگ گئے ہوں یا جنکو کسی نے غصب کر لیا ہو خواہ ایک ہو یا کئی ہوں
خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں و لیکن اس قسم میں مکاتب داخل نہ ہونگے الا آنکہ اُسکی نیت کی ہو پس اگر مکاتبوں کی
نیت کی ہو تو وہ بھی آزاد ہو جاوینگے اور اسی طرح اس قسم میں وہ مملوک بھی داخل نہ ہوگا جسمیں سے کچھ آزاد
ہوا ہو اور جب غلام کو اُسنے تجارت کی اجازت دی ہو وہ داخل ہوگا خواہ اُسپر قرضہ ہو یا نہو اور رہے اسکے
غلام ماذون کے غلام درصورتیکہ اُسکے غلام ماذون پر قرضہ نہو آیا داخل ہونگے یا نہیں سو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ
نے فرمایا کہ اگر اُسکی نیت کی ہو تو داخل ہونگے اور آزاد ہو جاوینگے اور جو مملوک مشترک ہو یعنی اُسکے اور دوسرے کے
درمیان مشترک ہو وہ داخل نہ ہوگا ایسا ہی امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے اسواسطے کہ جب مملوک میں سے تھوڑے حصہ
کا مالک ہے وہ حقیقۃً اُسکا مملوک نہیں کہلاتا ہے اور اگر اُسکی بھی نیت کی ہو تو استحساناً آزاد ہوگا اور رہا یہ کہ اسمیں حمل
داخل ہوگا یا نہیں پس اگر حمل کی ماں اُسکی ملک میں ہو تو داخل ہوگا اور اپنی ماں کے آزاد ہونے کے ساتھ وہ بھی
آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسکی ملک میں خالی حمل ہو اُسکی ماں نہو مثلاً کسی نے اپنے مرتے وقت اُسکے واسطے اپنی باندی کے حمل کی
وصیت کی ہو تو ایسا حمل آزاد نہوگا یہ بدائع میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کرونگا پھر کسی اجنبی
نے اسکے غلام کو بدون اسکے حکم کے مکاتب کر دیا پھر اُسنے اُسکے مکاتب کرنے کو جائز رکھا اور اجازت دیدی تو حانث
ہو گیا جیسے وکیل کرنے میں ہوتا ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو آزاد نہ کرونگا پھر اُسکے غلام نے مال کتابت
ادا کیا اور آزاد ہو گیا پس اگر مرد مذکور نے بعد قسم کھانے کے اُسکو مکاتب کیا ہو تو حانث ہوا اور اگر قبل قسم کے
مکاتب کیا تھا تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اگر قسم کھائی کہ اگر میں کسی جاریہ کو اپنے تصرف وطی
میں لایا تو وہ آزاد ہے پھر ایسی باندی کو اپنے تصرف وطی میں لایا جو اُسکی ملک میں موجود تھی تو وہ آزاد ہوگی اور اگر کسی باندی
کو خرید کر اُسکو اس طرح تصرف میں لایا تو آزاد نہ ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں اس یعنی کسی
باندی کو اپنے تصرف میں لایا تو تو طالقہ ہے یا میرا غلام آزاد ہے پھر کسی باندی کو جو اسکی ملک میں ہے یا جسکو بعد قسم کے
خریدا ہو اپنے تصرف وطی میں لایا تو عورت یعنی اُسکی جورو پر طلاق پڑ جائیگی اور اُسکا غلام آزاد ہو جائیگا۔
پھر اگر کسی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے اپنے تصرف وطی میں کر لیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُسکو خرید کر تصرف
وطی میں کر لیا تو اُسکا وہ غلام آزاد ہوگا جو قسم کے وقت اُسکی ملک تھا اور جسکو بعد قسم کے خریدا ہے وہ آزاد نہوگا
یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ جب تجھکو فلان نے فروخت کیا تو تو آزاد ہے پھر اُسکو فلان مذکور نے

ہاتھ فروخت کیا پھر فلان سے خرید کیا تو آزاد نہ ہوگی اسواسطے کہ شرط یہ ہو کہ فلان اسکو فروخت کرے اور فلان کا اسکو فروخت کر دینا اسکی زوال ملک کا سبب ہو اور حالف کی ملک حاصل ہونا اپنے خریدنے سے ہو نہ فلان کی بیع سے اور اگر کہا کہ اگر تجھکو فلان نے مجھے ہبہ کیا تو تو آزاد ہو پھر فلان نے اپنے قبضہ کی حالت مین اسکو ہبہ کر دی اور اُسنے قبضہ کیا تو آزاد ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ جب فلان نے تجھکو میرے ہاتھ فروخت کیا تو تو آزاد ہو تو اس صورت مین بھی حکم ہو یہ مبسوط مین ہو۔ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے پاس بلانے کو بھیجا پس تو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر زید نے عمرو کو آدمی بھیج کر بلایا اور وہ خود چلا آیا پھر دوسرے روز آدمی بھیج کر بلایا اور وہ نہ آیا تو زید کا غلام آزاد ہوگا اور ایک دفعہ قسم پوری ہونے سے یہ قسم باطل نہو جائیگی باقی رہیگی یہانتک کہ وہ ایک بار حانث ہو جاوے پس جب ایکبار حانث ہوگیا تو اب قسم مذکور باطل ہوگئی اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر تو نے مجھے آدمی بلانے کو بھیجا اور مین تیرے پاس نہ آیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اگر یون کہا کہ اگر تو میرے پاس آیا پس مین تیرے پاس نہ آیا یا اگر تو نے میری زیارت کی اور مین تیری زیارت کو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم ایکدفعہ حانث ہو جانے سے باطل نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ کے واسطے باقی رہیگی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی تو میرا غلام آزاد ہو تو امام ابو یوسف رحنے فرمایا کہ یہ اُسی مجلس پر ہو اور یہ عورت کو اختیار دینا ہو پس اگر عورت نے اُسی مجلس مین اپنے آپ کو طلاق دی تو اسپر واقع ہوگی اور اسکا غلام آزاد نہوگا۔ اور اگر اس مجلس مین اُسنے طلاق نہ دی تو یہ حانث ہوگیا چاہے اور مجلس مین وہ اپنے آپکو طلاق دے یا نہ دے اور دوسری مجلس مین اگر وہ اپنے آپ کو طلاق دیگی تو طالقہ نہوگی۔ اور کسی نے اگر دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے میرا یہ غلام نہ فروخت کیا تو وہ میرا غلام دیگر آزاد ہو تو یہ اسکو اجازت بیع ہو اور یہ قسم و اجازت ہمیشہ کے واسطے ہو یعنی اگر اُس مجلس مین اُس نے فروخت نہ کیا تو کہنے والا حانث نہوگا۔ اور اگر زید نے کہا کہ اگر مین کوفہ مین داخل ہوا اور مین نے نکاح نہین کیا ہو تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم اسطرح پر واقع ہوگی کہ کوفہ مین داخل ہونے سے پہلے نکاح کرے اور اگر یون کہا ہو کہ پس مین نے نکاح نہ کیا تو اسطرح پر واقع ہوگی کہ داخل ہونے کے وقت نکاح کرے یعنی داخل ہونے پر نکاح کرے اور اگر کہا کہ پھر مین نے نکاح نہ کیا تو یہ داخل ہونے کے بعد ہمیشہ تک نکاح کرنے پر واقع ہوگی ایک سے کہا گیا کہ فلانہ عورت سے نکاح کرلے پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے کبھی نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اُسنے اس عورت کے سوائے دوسری سے نکاح کیا تو حانث ہوگا۔ ایکنے کہا کہ اگر مین نے ترک کیا یہ کہ آسمان کو چھوؤن تو میرا غلام آزاد ہو تو وہ کبھی حانث نہ ہوگا۔ ایکنے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو اگر مین نے آسمان کو نہ چھوا تو اسی وقت حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو

آٹھوان باب خرید و فروخت و نکاح وغیرہ مین قسم کھانے کے بیان مین۔ اگر قسم کھائی کہ نہ خرید و نکنگا نہ بیع کرونگا یا نہ اجارہ دونگا پھر اُسنے کسی شخص کو وکیل کیا جسنے یہ فعل کیا تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ دوسرے کو بھی اس کام کے کرنے کا حکم نہ دونگا تو ایسی نیت بیان کرنے کی صورت مین اُسکے قول کی تصدیق

سلہ یعنی دوسرے سے بھی یہ کام نہ کراؤنگا اور اگر ظاہر کلام مراد ہو تو دوسرے کو حکم دینے سے حانث ہوگیا چاہے دوسرے شخص نے فعل کیا ہو یا نہ کیا ہو ۱۲ منہ

کیجاویگی کیونکہ اس نیت سے اُسنے اپنے اوپر سختی زیادہ کرلی ہے یا یہ صورت ہو کہ قسم کھانے والا ایسا شخص معزز ہو کہ وہ خود یہ کام نہ کرتا ہو تو وکیل کرنے و تفویض کرنے سے بھی حانث ہوگا اور اگر ایسا شخص ہو کہ خود بھی کرتا ہو اور کبھی دوسرے کے سپرد کرتا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اکثر کیونکر کرتا ہے بس اُسی کا اعتبار ہوگا یہ کافی میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ نہ خرید دنگا یا بیع نہ کردنگا تو خرید یا بیع فاسد میں حانث ہوجائیگا اگرچہ قبضہ ہوا ور ایسی بیع سے بھی جسمیں بائع یا مشتری کے واسطے خیار ہو اور ایسی بیع سے بھی جو بطریق فضولی کے ہو اور ایسی ہبہ سے بھی جو بشرط عوض مگر یہ بشرط عوض میں وقت دونوں کے باہمی قبضہ کے حانث ہوگا اور جو بیع باطل ہوتی ہے اُس سے حانث نہوگا اور مدبر و ام ولد و مکاتب کی خرید و فروخت کرنے سے حانث نہوگا اور بعد بیع واقع ہونیکے اگر ایسی قسم کے بعد اُسنے بیع کا اقالہ کرلیا تو بھی حانث نہوگا ولیکن اگر ابتداءً بیع بلفظ اقالہ کی تو حانث ہوگا اور اگر باہمی رضامندی سے بسبب عیب کے مبیع کو واپس کیا یا لیا تو بھی حانث نہوگا اور اگر اُسنے بیع کرنے کا ایجاب کیا تو بدون مشتری کے قبول کرنے کے حانث نہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ بیع نہ کردنگا پھر کسی فضولی نے اُسکا مال فروخت کیا اور اُسنے اجازت دیدی تو حانث نہوگا الا اس صورت میں کہ یہ شخص ایسا ہو کہ خود بیع نہیں کیا کرتا ہے یہ فتاوے صغریٰ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ خرید نہ کرونگا پھر فضولی سے کوئی چیز خریدی یا شراب خمر خریدی تو حانث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے شیخ ابوبکر رہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنا غلام فروخت کردنگا پھر وہ اُسکے پاس سے چرا لیا گیا تو فرمایا کہ حانث نہوگا جبتک اُسکو غلام مذکور کے مرنے کا یقین حاصل ہوجاوے یہ خلاصہ میں ہے۔ امام محمد رہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام فروخت نہ کیا تو ایسا ہے پھر اُسنے یہ غلام آزاد یا مدبر کردیا تو اپنی قسم میں حانث ہوگیا اور اگر ایسی گفتگو باندی کے حق میں کی اور باقی مسئلہ بحالہا ہے تو صحیح یہ ہے کہ وہ حانث ہوا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اپنی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے فروخت نہ کیا تو تو آزاد ہے پھر اس سے وطی کی کہ اُسکے بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم رہ کے نزدیک وہ آزاد ہوگئی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ یہ غلام فروخت نہ کرونگا اور نہ اُسکو ہبہ کرونگا تو شیخ نصیر رہ نے فرمایا کہ اگر اُسکا نصف فروخت یا ہبہ کیا تو حانث نہوگا اور شیخ رازی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی باندی ضرور فروخت کرونگا اور اُسکا کوئی وقت نہیں بیان کیا پھر وہ باندی اُس سے بچہ جنی تو فرمایا کہ استحساناً مولیٰ حانث نہوگا اور شیخ ابونصر الدبوسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے ایک مہینہ تک فروخت نہ کیا تو تو آزاد ہے پھر اس باندی کے اُس سے حمل ظاہر ہوا تو فرمایا کہ مولیٰ کو حلال ہے کہ اس باندی سے بعد ایک مہینہ کے وطی کرے جبکہ چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور بنابر قول امام ابویوسف کے مولیٰ حانث ہوگیا اور اُسکو حلال نہیں ہے کہ بعد مہینہ کے اُس سے وطی کرے اور اگر چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنی تو بالاجماع مولیٰ کو حلال نہیں ہے کہ بعد مہینہ کے اُس سے وطی کرے یہ حاوی میں ہے۔ زید نے قسم کھائی کہ واللہ میں عمرو کی ام ولد کو ضرور فروخت کرونگا یا کہا کہ

ف یعنی یہ فضولی بنا ہو ۱۲ ف نہ اصل مالک سے ۱۲ ف انگور ہی علی قول الامام ۱۲ ف یعنے مولیٰ سے ۱۲

واللہ میں اس عمرو کو فروخت کرونگا۔ حالانکہ عمرو آزاد ہو تو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ یہ قسم بیع فاسد پر واقع ہوگی چنانچہ اگر ان دونوں کو بطور بیع فاسد کے فروخت کر دیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے اپنا یہ مملوک زید کے ہاتھ فروخت کیا تو وہ آزاد ہے پس زید نے کہا کہ میں بیع اسکی اجازت دیدی یا میں راضی ہوا پھر زید نے اسکو خرید اتو وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ اگر زید نے مجھ سے یہ غلام خرید اتو وہ آزاد ہے پھر زید نے کہا کہ ہاں پھر اسکو خرید کیا تو زید کی طرف سے وہ غلام آزاد ہو گیا یہ ایضاح میں ہے ہشام نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ ایک نے کہا کہ واللہ نہ فروخت کرونگا میں تیرے ہاتھ یہ کپڑا بعوض دس درم کے یہانتک کہ تو مجھے زیادہ دے پھر اسکے ہاتھ نو درم کو فروخت کر دیا تو قیاساً حانث نہ ہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اور ہم قیاس ہی کو لیتے ہیں یہ بدائع میں ہے قال المترجم ہمارے عرف کے موافق استحسان اظہر ہے واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ اسکو دس درم کو فروخت نہ کرونگا الا بعوض اس سے زیادہ کے یا بعوض زیادہ کے پھر اسکے ہاتھ گیارہ درم کو فروخت کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دس کو فروخت کیا تو حانث ہوا اور اسیطرح اگر نو درم کو فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر نو درم اور ایک دینار کو فروخت کیا قیاساً حانث ہوگا اور استحساناً حانث نہ ہوگا اور اگر مشتری نے بھی قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں بعوض دس درم کے اسکو خریدوں حتی کہ اسکو کم کرے پس اگر مشتری نے اسکو دس درم کو خرید اتو حانث ہوا اور اگر گیارہ کو خرید اتو بھی حانث ہو جائیگا اگر نو درم کو خرید اتو حانث نہ ہوگا اور اگر نو درم اور ایک دینار کو خرید اتو حانث نہوا پس بعض نے فرمایا ہے کہ یہ حکم بدلیل قیاس ہے اور بحکم استحسان حانث ہوا اور اگر مشتری نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں نے اسکو خرید ا بعوض دس درم کے الا باقل یا بانقص پھر اسکو دس درم یا زیادہ کو خرید اتو حانث ہوگا اور اگر اسکو نو درم اور ایک دینار کو خرید ا یا نو درم و ایک کپڑے کے عوض خرید اتو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اور اگر بائع نے قسم کھائی کہ میں تیرے ہاتھ دس درم کو فروخت نہ کرونگا یہانتک کہ تو مجھے زیادہ کرے پھر اسکے ہاتھ نو درم و ایک دینار کو جسکی قیمت پانچ درم ہیں فروخت کیا تو حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنا دار فروخت نہ کرونگا پھر اپنی جورو کو اسکے مہر میں دیدیا تو حانث ہو گیا۔ شیخ صدر الشہید رہ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ عورت سے درموں پر نکاح کیا پھر ان درموں کے عوض اسکو یہ دار دیدیا اور اگر عورت سے اسی دار پر نکاح کیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے ایک نے قسم کھائی کہ یہ گھوڑا نہ بیچونگا پھر کسی نے یہ گھوڑا لے لیا اور اسکا بدل دیدیا اور گھوڑے کا مالک اسپر راضی ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے ایک نے دوسرے سے کوئی چیز بطور تعاطی کے لے لی پھر قسم کھائی کہ میں نے یہ چیز نہیں خریدی ہے تو شیخ علم الہدیٰ ماتریدی

ل یہ مشکل ہے کیونکہ آزاد کی بیع امام محمد رہ کے نزدیک باطل ہے بعض عوام الناس نے زعم کیا کہ بیع بطور بیع ہو تو باطل ہے یہ کلام مہمل باطل ہے ہاں اگر اصل بیع باطل نہو بلکہ فاسد ہو اور روایت صحیح ہو جائے تو یہی جواب ہے ۱۲ منہ ۔۔۔۔۔۔ ع یعنی یہ جواب بطور استحسان ہے ۱۲ منہ ۔۔۔۔۔۔ ع قال المترجم یہ اسوقت کہ نیت نہو اور اگر نیت ہو تو بھی حانث ہوگا اور اسمیں کچھ اختلاف نہونا چاہیے ۱۲ منہ ع بیع تعاطی کی یہ کہ دس دس آنہ کی ڈھیری ہے ایک پیسہ کو ایک لیا اور پیسہ دیدیا ایک ڈھیری لے گیا تو بیع بالتعاطی ہو گئی ۱۲ ع یعنے قسم کھائی ہ

نے جواب دیا کہ وہ حانث ہوگا اور اسی کو شیخ ظہیر الدین نے اختیار کیا ہے اور اسی طرح اگر بطور تعاطی فروخت کی پھر قسم کھائی کہ میں نے اسکو فروخت نہیں کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور یہی امام ابو یوسفؒ سے بھی مروی ہے اور شیخ فضلی نے فرمایا کہ جو شخص جانتا ہو کہ وہ تعاطی تھی تو اسکو حلال نہیں ہے کہ بیع پر گواہی دیدے بلکہ تعاطی ہونے پر گواہی دیوے یہ ذخیرہ کردری میں ہے الاصل جس شخص نے اپنی قسم کو کسی محل میں کسی فعل پر منعقد کیا اور حرف لام کو جو بمعنی واسطے و ملک کے عربی میں آتا ہے ذکر کیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اسنے لام کو محل الفعل سے مقرون ذکر کیا تو اسکی قسم جسپر کھائی ہے اسکے محلوف علیہ کی ملک میں ہونے کی حالت میں فعل صادر کرنے پر ہوگی چنانچہ اگر حالف نے یہ فعل ملک محلوف علیہ میں کیا تو حانث ہوگا خواہ اسکے حکم سے کیا ہو یا بغیر اسکے حکم کے کیا ہو اور خواہ یہ فعل ایسا ہو کہ اسمیں وکالت جاری ہوتی ہے یا جاری نہوتی ہو اور اگر لام کو مقرون بہ فعل ذکر کیا پس اگر فعل ایسا ہو کہ اسمیں وکالت جاری ہوتی ہے اور اُسکے حقوق میں کہ اُسکے عہدہ کی وجہ سے جو وکیل کو لاحق ہوں اُسکے واسطے موکل کی طرف وکیل رجوع کر سکتا ہے جیسے بیع وغیرہ تو اسکی قسم و کالت و حکم پر ہوگی چنانچہ اگر یہ فعل اسکے محل میں بحکم محلوف علیہ کیا تو حانث ہوگا خواہ محل الفعل محلوف علیہ کی ملک ہو یا دوسرے کی ملک ہو اور اگر ایسا فعل ہو کہ اسمیں وکالت بالکل جاری نہیں ہوتی ہے جیسے کھانا پینا وغیرہ یا اسمیں وکالت جاری تو ہوتی ہے مگر اسمیں ایسے حقوق نہیں ہیں کہ اُنکے واسطے وکیل اپنے موکل کی طرف رجوع کرے جیسے مارنا وغیرہ تو اسکی قسم جسپر قسم کھائی ہے ملک محلوف علیہ میں اپنے فعل کے صادر کرنے پر ہوگی چنانچہ اگر یہ فعل محلوف علیہ کی ملک میں کیا تو حانث ہوگا خواہ اسکے حکم سے کیا ہو یا بغیر اُسکے حکم کے کیا ہو۔ اور اگر یہ فعل غیر محلوف علیہ کی ملک میں کیا تو حانث نہوگا اگرچہ یہ فعل محلوف علیہ کے حکم سے کیا ہو قال المترجم توضیح اس اصل شریف کی اپنی زبان میں ہمکو منظور ہے پس ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی محل میں مثل کپڑے وغیرہ کے اپنا فعل بیع وغیرہ کرنے پر قسم کھائی ہے اور کپڑا کسی دوسرے کا ہے پس اگر ایسا لفظ جو ملک پر دال ہے یا واسطے کے معنی میں ہے مثلاً تیرا کپڑا یا فروخت واسطے تیرے وغیرہ ذلک محل فعل سے مقرون کر کے ذکر کیا اور محل فعل مثلاً بیع فعل کا محل کپڑا ہے پس یوں کہا کہ میں نے فروخت کیا یہ کپڑا تیرا یا تیری ملک کا یا جو تیری ملک ہے تو اسکی قسم کپڑے کے فروخت کی اس حالت تک ہوگی کہ یہ کپڑا اُس مخاطب کی ملک میں ہے علی العموم والاطلاق چنانچہ اوپر مذکور ہوا۔ اور اگر ایسا لفظ موصوفہ بالا مقرون بہ فعل ذکر کیا نہ بمحل فعل مثلاً یوں کہا کہ فروخت کیا میں نے تیرے واسطے یہ کپڑا یعنی یہ فعل تیرے واسطے کیا تو اسمیں فعل کو دیکھنا چاہیے کہ کیسا فعل ہے پس اگر فعل ایسا ہو کہ اسمیں وکالت جاری ہوتی ہے الی آخرہ اور جب اصل مذکور کی توضیح ہو گئی تو ہم پھر کتاب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

امام محمدؒ نے فرمایا اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تیرے واسطے فروخت کیا کوئی کپڑا تو میرا غلام آزاد ہے

ف۱ گویا بیع تعاطی کے اختلاف کا اشارہ ہے ۱۲ منہ ف۲ یعنے جسپر قسم کھائی اسکی ملک میں اس فعل کا محل ہو اور یہ اسکے حکم سے کیا ہو ۱۲ منہ

اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پس محلوف علیہ یعنی مخاطب نے اپنا کپڑا کسی کو دیا تاکہ اسکو حالف کو دیدے تاکہ حالف اُسکو فروخت کر دے پس درمیانی آدمی یہ کپڑا حالف کے پاس لایا اور کہا کہ یہ کپڑا واسطے فلان کے فروخت کر دے یعنی محلوف علیہ کے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ یہ کپڑا فروخت کر دے اور یہ نہ کہا کہ فلان کے واسطے لیکن حالف جانتا ہو کہ یہ محلوف علیہ کا ایلچی ہو پس حالف نے اسکو فروخت کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر درمیانی آدمی نے کہا کہ یہ کپڑا میرے واسطے فروخت کر دے یا کہا کہ اسکو فروخت کر دے اور حالف کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ محلوف علیہ کا ایلچی ہو پس حالف نے اسکو فروخت کیا تو حانث نہوگا اور اگر حالف نے یون قسم کھائی کہ اگر مین نے تیرا کپڑا فروخت کیا یا جو تیری ملک ہو فروخت کیا یا فروخت کیا ایسا کپڑا جو تیرا ہو یا تیری ملک ہو اور باقی مسئلہ بدستور ہو تو ہر حال مین حانث ہوگا خواہ درمیانی نے اُس سے کہا ہو کہ فلان کے واسطے فروخت کر دے یا کہا ہو کہ میرے واسطے فروخت کر دے یا کہا ہو کہ اسکو فروخت کر دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا ہو ہر صورت مین حانث ہوگا بشرطیکہ اسکا فروخت کرنا ایسی حالت مین واقع ہوا ہو کہ یہ کپڑا محلوف علیہ کی ملک مین ہو اور اگر حالف نے اول صورت مین یہ نیت کی کہ ایسا کپڑا فروخت کرون جو محلوف علیہ کی ملک ہو اور دوسری صورت مین اسطرح قسم کھائی کہ اگر مین نے فروخت کیا کپڑا واسطے تیرے یہ نیت کی کہ محلوف علیہ کے حکم سے فروخت کیا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اسکی قسم نیت پر ہوگی لیکن اگلی صورت مین قاضی بھی اسکی نیت کی تصدیق کریگا اور دوسری صورت جب کہ موافق ہمارے ذکر کے بدون تصریح ملک کے اُسنے اپنی نیت ظاہر کی تو قاضی اسکی تصدیق نہ کریگا اور جس صورت مین کہ ملک کی تصریح کر دی اُس صورت مین کسی طور پر تصدیق نہ کیجائیگی کذا فی الذخیرہ مع زیادۃ منا المترجم رحمہ اللہ تعالیٰ منتقی مین ابن سماعہ کی روایت سے امام محمدؒ سے مروی ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ نہ فروخت کرونگا واسطے فلان کے کوئی کپڑا پس حالف نے محلوف علیہ کا کوئی کپڑا فروخت کر دیا پس محلوف علیہ نے اس بیع کی اجازت دیدی تو حالف حانث ہوگیا اور اگر حالف نے اسکو اپنے واسطے فروخت کیا تو حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین کوئی چیز تیرے اسباب مین سے تیرے واسطے فروخت نہ کرونگا پھر ایک تکیہ فروخت کیا جسمین محلوف علیہ کا صوف بھرا ہوا ہو تو حانث نہوگا یہ عتابیہ مین ہو۔ زید نے عمرو سے ایک غلام چکایا اور بائع نے اسکے دام ہزار درم مانگے اور مشتری نے پانچ سو کہے پس بائع نے کہا کہ یہ آزاد ہو اگر مین نے تجھسے ہزار درم سے کچھ حط[ل] کیے پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اسکو پانسو درم کو فروخت کیا پس مشتری نے بیع قبول کر لی یا نہین قبول کی تو بائع حانث ہوگیا اور غلام آزاد ہوگیا اور اگر بائع نے چکانے کے وقت کہا ہو کہ اگر مین نے اسکے ثمن سے کچھ حط کیا تو یہ آزاد ہو اور باقی مسئلہ بدستور واقع ہوا تو غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اسکے ثمن سے اسکے بعد کچھ حط بھی کر دیا تو قسم منحل ہوئی ولیکن غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ وہ بائع کی ملک سے باہر ہو چکا ہو اور اگر اس صورت مین بائع نے جزاء قسم اپنی جورو کی طلاق یا کسی دوسرے غلام کی آزادی قرار دی ہو تو اسکی جورو پر طلاق پڑ جائیگی اور دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا اور اسی طرح اگر

ل حط بعد قرار پانے کے کم کر دینا ۱۲ منہ ۔۔۔ ع بائع حانث ہوگا ۱۲ منہ ف یعنی پانچسو درم سے ۱۲

ان صورتون مین تھوڑا ثمن مشتری کو ہبہ کر دیا خواہ پورا ثمن وصول کرنے کے بعد یا اس سے پہلے تو بھی اپنی قسم مین حانث ہوگیا اور اگر تمام ثمن مشتری کے ذمہ سے حط کر دیا یا اسکو تمام ثمن ہبہ کر دیا تو حانث نہوگا اور اگر مشتری کو بعض ثمن سے بری کر دیا پس اگر ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے ایسا کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ حط قرار دیا جائیگا اور اگر بعد قبضہ ثمن کے ایسا کیا تو اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک نے دوسرے سے ایک کپڑا چکایا اور بائع نے بارہ سے کم کو دینے سے انکار کیا پس مشتری نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اسکو بارہ کو خریدون پھر اسکو تیرہ کو یا بارہ و ایک دینار کو یا بارہ اور ایک کپڑے کے عوض خریدا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اسکو گیارہ اور ایک دینار کے عوض یا گیارہ اور ایک کپڑے کے عوض خریدا تو حانث نہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین نے اسکو دس کو فروخت کیا پھر اسکو گیارہ کے عوض یا دس و ایک دینار کے عوض یا نو اور ایک دینار کے عوض فروخت کیا تو حانث نہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ زید نے کوئی چیز بعوض درمون کے فروخت کی پھر قسم کھائی کہ اسکا ثمن نہ لونگا پھر ان درمون کے عوض گیہون لے لیے تو حانث ہوگیا یہ چیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ چیز کسی کے ہاتھ فروخت نہ کرونگا پھر اسکو دو آدمیون کے ہاتھ فروخت کیا تو حانث ہوگا یہ عتابیہ مین ہے قسم کھائی کہ کپڑا نہ خریدونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر اسنے ریشمی چادر یا طیلسان یا پوستین یا قبا ر خریدی تو حانث ہوا اور اگر اسنے مسیح یا بچھونا یا ٹوپی یا نہالی خریدی تو حانث نہوگا یہ چیز کردری مین ہے قال المترجم ہمارے عرف کے موافق امید ہے کہ کپڑے سے جو متبادر ہوتا ہے اسی پر محمول ہو واللہ تعالی اعلم قال فی الوجیز و اسیطرح اگر کوئی ٹکڑا خریدا جو نصف کپڑے کے برابر نہین ہے تو بھی حانث نہوگا اور اگر نصف کپڑے کے برابر یا زیادہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر اسقدر خریدا جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے تو حانث ہوگا انتہی قلت و ہذا ظاہر ایک نے قسم کھائی کہ اس عورت کے واسطے ثوب نہ خریدونگا پھر اسکے واسطے اوڑھنی خریدی تو حانث نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ کتان نہ خریدونگا تو ہمارے عرف مین یہ قسم کتان کے کپڑے پر واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کچھ نہ خریدونگا پھر اس سے ایک کپڑے کی بیع سلم ٹھہرائی تو حانث ہوا کذا فی الظہیریہ قسم کھائی کہ اپنی باندی کے لیے نیا کپڑا نہ خریدونگا تو عرف مین نیا وہ کپڑا ہے جو دھلا نہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لا یشتری طعاما طعام نہ خریدونگا پھر اسنے گیہون خریدے تو ہمارے علما کے قول مین حانث ہوگا یہ حاوی مین ہے قال المترجم یہ عرف اہل عرب کا ہے اور ہمارے عرف کے موافق طعام فی الحال کھانے قابل پر واقع ہوگا کما صرحناہ فی کتاب البیوع اور اگر قسم کھائی کہ ان درمون کی روٹی نہ خریدونگا تو جبتک یہ درم پہلے نانوائی کو دیکر پھر اس سے نہ کہے کہ مجھے ان درمونکی روٹی دیدے تب تک حانث نہ ہوگا چنانچہ اگر نانوائی کو یہ درم دینے سے پہلے روٹی خریدنے کو اسطرح کہا تو حانث ہوگا اور جامع مین فرمایا کہ اگر اسنے عقد بیع کو انہین درمون کی طرف مضاف کیا تو حانث ہوگا خواہ یہ درم دیے ہون یا ہنوز نہ دیے ہون یہ ذخیرہ کردری مین ہے اور مترجم کہتا ہے کہ یہی صحیح ہے واللہ تعالی اعلم اور اگر قسم کھائی کہ جو نہ خریدونگا پھر اسنے گیہون خریدے جنمین جو کے دانے موجود ہین تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے

اور اگر قسم کھائی کہ لکھوری اینٹ یا لکڑی یا نرکل نہ خرید ونگا پھر اُسنے کوئی پختہ مکان خریدا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خرما کے پھل نہ خرید ونگا پھر اُسنے ایک زمین خریدی جسمین خرما کے درخت ہین اور درختون پر پھل موجود ہین اور مشتری نے شرط کر لی کہ یہ پھل میرے ہونگے تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بقل نہ خرید ونگا پھر ایسی زمین خریدی جسمین بقل موجود ہے اور مشتری نے شرط کر لی کہ یہ بقل میری ہوگی تو بھی حانث ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین بقل بیع مین بالمقصود داخل ہوگی نہ بالتبع- اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ خرید ونگا پھر زندہ بکری خریدی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ کڑوا تیل نہ خرید ونگا پھر سرسون خریدی تو حانث نہوگا اور علی ہذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ نرکل نہ خرید ونگا اور نہ خرما کے پتے پھر ایک بوریا خریدا یا خرما کے پتون کی زنبیل خریدی تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بکری کا بچہ نہ خرید ونگا پھر گابھن بکری خریدی یا قسم کھائی کہ صغیر مملوک نہ خرید ونگا پھر حاملہ باندی خریدی تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے- اور اگر قسم کھائی کہ کوئی درخت نہ خرید ونگا پھر ایک زمین خریدی جسمین درخت ہین تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے قال المترجم اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے نہ خریدنے کی قسم کھائی تو اسمین تین صورتین ہین کہ اگر یہ چیز دوسری چیز کے خریدنے مین آئی اور ایسی چیز ہے کہ اُسکی تبعیت مین بدون ذکر و شرط کے داخل ہو جاتی ہے تو حانث نہوگا اور اگر بدون شرط کے داخل نہین ہوتی ہے اور شرط کرنے سے داخل ہو سکتی ہے پس شرط کی تو حانث ہوگا اور اگر مستقل بعقد کے بیع مین آتی ہے تو بھی حانث ہوگا اگر خرید کیا ہو فلیتامل اور اگر قسم کھائی کہ دیوار نہ خرید ونگا پھر ایک دار خریدا جسکی چہار دیواری قائم ہے تو استحسانا حانث ہوگا ایک نے قسم کھائی کہ درخت خرما نہ خرید ونگا پھر ایک باغ چہار دیواری کا خریدا جسکے اندر درختان خرما ہین تو حانث ہوا اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ خرید ونگا پھر ایک بکری خریدی جسکی پشت پر صوف موجود ہے تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بکری کو بعوض صوف تراشیدہ خریدا تو بھی یہی حکم ہے یہ ظاہر الروایہ ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اور صوف نہ خریدنے کی قسم مین اگر کھال خریدی جسپر صوف موجود ہے تو حانث نہوگا اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ ایسی کھال خریدنے سے حانث ہوگا یہ عتابیہ مین ہے- اور اگر قسم کھائی کہ دودھ نہ خرید ونگا پھر ایک بکری خریدی جسکے تھنون مین دودھ ہے تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بکری کو اسکی جنس کے دودھ کے عوض خریدا تو بھی حانث نہوگا یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہے اور یہ صورت اور بکری کو بعوض گوشت کے خریدنا امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک یکسان ہین کہ ہر حال مین بیع جائز ہے اور اگر دودھ نہ خریدنے کی قسم کھائی ہوگی تو اس صورت مین حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ چکتی نہ خرید ونگا پھر ایک دنبہ ذبح کیا ہوا خرید کیا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے- اور اصل یہ ہے کہ جسپر قسم کھائی ہے اگر وہ دوسری چیز کی تبعیت مین بیع مین داخل ہو گئی ہو تو اُس سے حانث نہ ہوگا اور اگر مقصوداً داخل ہوئی ہو تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے قال المترجم انما عثرت علیہ بعد

ف ۱ بقل ساگ پات اور ساگ کھیتی جسمین بالی نہ آئی ہو ۱۲ منہ
ف ۲ مترجم کہتا ہے کہ یہ تحقیق میری نظر مین اسوقت آئی جب مین اوپر توضیح مذکور اپنی طرف سے لکھ چکا تھا پھر الحمد اللہ سبحانہ تعالیٰ کہ دونون متوافق ہین ۱۲ منہ

ماذکرت الاصل قبیل ہذا فافہما ہذا تیسوا تقان فالحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا طیبا مبارکا وصلی اللہ علی سیدنا الصادق الامین محمد وآلہ اجمعین۔ اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ خریدونگا پھر سری خریدی تو حانث نہوگا یہ خلاصہ میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ سری نہ خریدونگا تو امام اعظمؒ کے نزدیک یہ قسم بکری و دنبہ و گائے کی سری پر واقع ہوگی۔ اور صاحبین کے نزدیک فقط بکری و دنبہ کی سری پر واقع ہوگی اور یہ اختلاف عصر و زمانہ ہے یعنی باعتبار رواج کے ہے وقال المترجم ہمارے عرف کے موافق بھی صاحبینؒ کے قول پر فتوی ہونا چاہیے ہے واللہ اعلم۔ اور اگر قسم کھائی کہ شحم نہ خریدونگا یعنی چربی پھر اُسنے پیٹ کی چربی خریدی تو حانث ہوگا اور اگر پیٹھ کی چربی جسمین گوشت کا میل ہوتا ہے خریدی تو یہ مسئلہ امام محمدؒ نے اصل میں نہیں ذکر فرمایا ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہے کہ حانث نہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک نے کہا کہ واللہ نہ خریدونگا ان درمون کے عوض الا گوشت پھر اس نے ان درمون میں سے (یعنی اسکی تخصیص نہیں) تھوڑے کے عوض گوشت خریدا اور باقی کے عوض کوئی اور چیز سوائے گوشت کے خریدی تو حانث نہوگا جبتک کہ ان سب کے عوض دوسری چیز سوائے گوشت کے نہ خریدے اور اگر قسم کھائی کہ ان درمون کے عوض سوائے گوشت کے نہ خریدونگا پھر اُسنے تھوڑے ان درمون کے عوض کوئی اور چیز سوائے گوشت کے خریدی تو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اون یا بال نہ خریدونگا تو قسم سائے اون و بال پر واقع ہوگی اور ان چیزون پر واقع نہوگی جو اون و بال سے بنائی گئی ہون چنانچہ کمل و ربالون کی تھیلی خریدنے سے حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ دہن[1] نہ خریدونگا تو ایسے دہن پر واقع ہوگی جس سے تدہین کرنے کا لوگون میں رواج و عادت ہے اور جس سے تدہین کی عادت نہیں ہے جیسے روغن زیتون والسی واندی وپائے تو ان سے حانث نہوگا قال المترجم اگر ہماری زبان میں کہا کہ تیل نہ خریدونگا تو سوائے پائے کے سب تیلون پر واقع ہوگی اور اگر یون کہا کہ لگانے کا تیل نہ خریدونگا تو حکم موافق مذکورہ کتاب ہے واللہ اعلم اور اگر اُسنے زیت مطبوخ خریدا اور قسم کے وقت اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو حانث ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ بنفشہ یا خطمی نہ خریدونگا تو کتاب میں مذکور ہے کہ یہ قسم روغن بنفشہ پر واقع ہوگی پتے پر واقع نہوگی اور مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے عرف میں روغن بنفشہ خریدنے سے حانث نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ قال المترجم ہمارے عرف میں عام لوگون کے اطلاق میں بنفشہ و خطمی اسکے گل و تخم ہیں یعنی گل بنفشہ اور تخم یعنے تخم خطمی پر ہے اور خواص فرق کرتے ہیں پس حکم میں تامل ہے اور ضرورت اجتہاد فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے نہ خریدونگا پھر فلان کے پسر صغیر یا اسکے غلام ماذون کے واسطے اسکی اجازت سے خرید کیا تو حانث نہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کے واسطے یہ چیز ضرور خرید کرونگا پھر اسکے واسطے خریدی پھر اُسنے یہ چیز بائع کو دیدی تو اپنی قسم میں سچا رہا یہ وجیز کردری میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ اگر میں نے فلان غلام کو خریدا تو وہ آزاد ہے پھر عمرو کے واسطے اس غلام کو خریدا تو اسکو امام محمدؒ نے کسی کتاب میں ذکر نہیں فرمایا ہے اور فقیہ ابوبکر بلخی سے منقول ہے کہ انھون نے فرمایا کہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ قسم منحل نہوگی اور

[1] دہن تیل اور چکنائی کو بھی دہن کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] مترجم کہتا ہے کہ اس مقام پر نظر ہو کہ خرید پہلے وکیل کے لیے واقع ہوگی پھر منتقل ہو کر... موکل کے واسطے چیز خریدی گئی بالفعل اسی موکل کے واسطے واقع ہوگی پھر دیکھو کہ کیا وہ اس غیر کا وکیل تھا یا نہیں تھا۔ اگر نہ ہو تو گویا فضولی کی خرید اسکے لیے ہوئی یا اسکی طرف منسوب کرایا تو نفاذ ہوگی۔ ظاہر بیان لا کردہ فضولی تھا تب ہی بطلی اسکے واقع ہو ۱۲

یہی اشبہ ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کا غلام نہ خرید ونگا پھر اپنا مکان فلان کو بعوض اس غلام کے کرایہ پر دیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ غلام نہ خرید ونگا اور نہ کسی کو حکم دونگا کہ میرے واسطے اسکو خریدے لیکن مجھ کو منظور رہا کہ اسکو کسی طرح خرید ون تو اسکی صورت یہ ہے کہ کوئی دوسرا غلام خرید کرکے اسکو تجارت کی اجازت دیدے پھر وہ ماذون اس غلام کو خرید کرے پھر اپنے غلام ماذون کو مجبور کر دے پھر یہ غلام اسکا ہو جائیگا اور حانث بھی نہ ہوگا اسواسطے کہ شرط حانث ہونے کی نہیں پائی گئی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ امراۃ نہ خرید ونگا یعنی عورت نہ خرید ونگا پھر ایک جاریہ صغیرہ خریدی یعنی چھوٹی لڑکی خریدی تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک شخص نے دس باندیوں کو دیکھکر کہا کہ اگر مین نے کوئی باندی ان باندیوں میں سے خریدی تو وہ آزاد ہے پھر کسی دوسرے کے واسطے انمیں سے کوئی باندی خریدی پھر اپنے واسطے خریدلی تو وہ آزاد نہوگی اور اگر انمیں سے دو باندیاں ایک اپنے واسطے اور دوسری دوسرے کے واسطے ایک ہی صفقہ میں خریدیں تو انمیں سے کوئی آزاد نہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جاریہ نہ خرید ونگا پھر بوڑھی باندی یا دودھ پیتی لڑکی خریدی تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ لااشتری غلاما من السند یعنی نہ خرید ونگا کوئی غلام از سندھ تو سندھی غلام نہ خریدنے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ نہ خرید ونگا غلام از خراسان پھر خراسانی غلام کو سوائے خراسان کے دوسرے مقام پر خرید کیا تو حانث نہ ہوگا جب تک اسکو خراسان میں نہ خریدے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے تین گھوڑے ایک سو پانچ درم کو خریدے پھر قسم کھائی کہ مین نے انمیں سے ایک پینتیس درم کو خریدا ہے تو حانث ہوگا۔ دو آدمیوں کے درمیان اسی بکریاں مشترک ہیں پھر جو شخص کہ زکوۃ وصول کرنے کے واسطے مقرر ہے اُسنے زکوۃ کا مطالبہ کیا پس انمیں سے ایک نے قسم کھائی کہ مین چالیس بکریوں کا مالک نہیں ہوں تو حانث نہوگا اور اسپر زکوۃ واجب ہوگی۔ اور اگر ایک غلام خریدا پھر قسم کھائی کہ مین چالیس کا مالک نہیں ہوں تو حانث نہوگا اور زکوۃ لازم نہ آویگی یہ وجیز کردری میں ہے۔ منتقی میں لکھا ہے کہ اگر زید نے عمرو سے ایک غلام خریدنا چاہا اور ہزار درم اُسکے دام ٹھہرائے پس زید نے ہزار درم عمرو کو دیے پھر قسم کھائی کہ اگر مین نے ان ہزار درم کے عوض یہ غلام خریدا تو یہ ہزار درم مسکینوں پر صدقہ ہیں اور انھیں دیے ہوئے ہزار درم کی طرف اشارہ کیا اور عمرو نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام ان ہزار درموں کے عوض فروخت کیا تو یہ ہزار درم مسکینوں پر صدقہ ہیں اور انھیں دیے ہوئے ہزار درموں کی طرف بائع نے بھی اشارہ کیا پھر عمرو نے انھیں درموں کے عوض یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا تو عمرو پر لازم آویگا کہ یہ ہزار درم صدقہ کرے زید پر لازم نہ آویگا یہ تاتارخانیہ میں ہے قال المترجم اور اگر جزا یہ قرار دی ہو کہ تو یہ غلام آزاد ہے تو مشتری کی طرف سے غلام آزاد ہوگا نہ بائع کی طرف سے فلیتامل۔ اور اگر کہا کہ اگر مین کسی غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہے پھر نصف غلام خریدا اور اسکو فروخت کر دیا پھر باقی نصف خریدا تو یہ نصف اُسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا

ف قال المترجم ظاہر مراد یہ ہے کہ عمد کرے پھر اپنے واسطے خریدے ورنہ محل تامل ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ ف۲ وجہ فرق یہ ہے کہ سندی غلام معروف قسم ہے کیونکہ یہ اسکا فرد یاد اور سواد سے فتح ہوا بخلاف اسکے خراسانی غلام معروف نہیں ہے ف قسم ۱۲ ف۳ یعنی جو غلام کہا تھا کہ ان سندھ ہو ۱۲ ف۵ دونوں میں سے

اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے کوئی غلام خریدا تو وہ آزاد ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو یہ نصف آزاد ہوجائیگا! ور یہ غیر معین غلام کی صورت مین ہی اور معین غلام کی صورت مین یو کہا کہ اگر مین اس غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہی تو اسکا حکم مثل اس صورت کے ہی کہ اگر مین نے یہ غلام خریدا تو آزاد ہی یعنی یہ نصف اسکی طرف سے آزاد ہوجائیگا اور یہی حکم درمون کی صورت مین ہی یعنی اگر یون کہا کہ اگر مین دو سو درم کا مالک ہوا تو مجھپر اللہ تعالیٰ کے واسطے انکا صدقہ کردینا واجب ہی پھر سو درم کا مالک ہوا پھر اور سو درم کا مالک ہوا تو پھر انکا صدقہ کر دینا واجب نہوگا اور اگر درم معین ہون یعنی اشارہ کرکے کہا ہو کہ اگر ان دو سو درم کا مالک ہوا تو مجھپر انکا صدقہ کرنا واجب ہی تو اس طرح مالک ہونے سے اسپر صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ اور خرید کی صورت مین اگر اسنے یہ دعویٰ کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ اگر پورے کو مین نے خریدا تو آزاد ہی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور دیانۃً تصدیق ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔

زید نے عمرو و بکر سے کہا کہ اگر تم نے کسی غلام کو خریدا یا تم کسی غلام کے مالک ہوئے تو میرے غلامون مین سے ایک آزاد ہی پھر دونون ایک غلام کے مالک ہوئے جو دونون مین مساوی مشترک ہی یا ایک نے خرید کر دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو زید حانث ہوا۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مین نہین مالک ہوا الا پچاس و دس درم کا یعنی زکوٰۃ مجھپر لازم نہین ہی کہ مین دو سو درم کا مالک نہین رہا ہون حالانکہ وہ فقط دس ہی درم کا مالک ہوا ہی تو حانث نہوگا اور اگر وہ پچاس درم کے ساتھ دس دینار کا یا سوائم کا یا اور کسی تجارتی چیز کا مالک ہوا تو حانث ہوگا اور اگر پچاس درم کے ساتھ غیر تجارتی اسباب کا یا خدمت کے واسطے غلامون کا یا رہنے کے دار وغیرہ کا مالک ہوا ہو تو حانث نہوگا کیونکہ اسکے عرف کے موافق اسکی مراد یہ ہی کہ وہ کسی مال کا مالک نہین ہوا ہی الا پچاس درم کا اور مطلق لفظ مال ہر چیز پر جانب مال زکوٰۃ ہوتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ خریدونگا تو اسمین سونے و چاندی کے پتر اور ڈھلی ہوئی چیزین برتن و زیور وغیرہ و درم و دینار سب داخل ہین یہ امام ابو یوسف کا قول ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسمین درم و دینار داخل نہونگے اور اگر چاندی کی انگوٹھی خریدی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر تلوار جسپر چاندی کا حلیہ ہو خریدی تو بھی حانث ہوگا اور مشابہ سونے و چاندی کے ماسوائے ان دونون کے نہین ہی جبکہ سونا و چاندی تلوار یا پیٹی مین ہو تو اسکو تلوار کے ساتھ خریدا ہی اگر اسکا ثمن سونا و چاندی ہی اور اگر اسکا گیہون وغیرہ ہون تو حانث نہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ لوہا نہ خریدونگا تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق اسمین لوہا اور لوہے کی بنائی ہوئی چیز و ہتھیار سب داخل ہونگے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسمین وہ چیزین داخل ہونگی جنکا فروخت کرنے والا حداد کہلاتا ہی اور اسمین ہتھیار داخل نہونگے جیسے تلوار اور چھرا و خود و زرہ وغیرہ اور نیز اسمین سوئی اور سوجا بھی داخل نہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے دیار کے عرف کے موافق کیلین و قفل بھی داخل نہونگے قال المترجم ہمارے عرف کے موافق حانث ہوگا واللہ اعلم۔ اور پیتل و کانسہ بمنزلہ لوہے کے ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ پیتل

اسواسطے کہ مقصود ملک پچاس درم نہین ہی بلکہ نفی ملک دو سو درم ہی اور پچاس درم کا بیان بنظر احتیاط ہی فافہم ۱۲ ع جراگاہ کے چوپائے جانور ۱۲ ع یعنے جنکو لوہار فروخت کرتا ہی ۱۲ ع یعنے وہی حکم جو ذکر ہوا

یا تانبا نہ خریدونگا تو اسمین خود یہ چیز اور اُس سے بنائی ہوئی چیز بنا ورپیسے امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق داخل ہونگے اور امام محمدؒ کے نزدیک پیسے داخل نہونگے۔ اور اگر قسم کھائی کہ لوہے کے عوض نہ خریدونگا پھر ایک دروازہ خریدا بعوض اسقدر لوہے کے جو مقدار مین اس لوہے سے کم ہو جو دروازہ مین ہو تو نوادر مین مذکور ہو کہ یہ جائز نہیں ہو اور اگر بعوض اسقدر لوہے کے خریدا جو اس لوہے سے جو دروازہ مین ہو زیادہ ہو تو بیع جائز ہوگی اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا۔ ایک نے قسم کھائی کہ نگینہ نہ خریدونگا پھر ایک انگوٹھی جسمین نگینہ ہو خریدی تو حانث ہوجائیگا اگرچہ نگینہ کی قیمت حلقہ سے کم ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ یاقوت نہ خریدونگا پھر ایک انگوٹھی خریدی جسکا نگینہ یاقوت کا ہو تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ آبگینہ نہ خریدونگا پھر چاندی کی انگوٹھی خریدی جسکا نگینہ آبگینہ کا ہو پس اگر نگینہ کے دام اسکے حلقہ کے دام سے زائد نہون تو حانث نہ ہوگا اور اگر زائد ہون تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ ساکھو کا دروازہ نہ خریدونگا پھر ایک دار خرید لیا جسمین چہار دیواری موجود ہو اور اسکا دروازہ ساکھو کا ہو تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔

فصل اگر قسم کھائی کہ اس عورت کو اپنے نکاح مین نہ لونگا پھر بطور فاسد اُس سے نکاح کیا اور فساد نکاح خواہ اس وجہ سے تھا کہ بغیر گواہون کے تھا یا عورت کسی دوسرے کی طلاق یا موت کی عدت مین تھی یا مثل اسکے اور کوئی وجہ تھی تو حالف حانث نہوگا یہ سراج وہاج مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہو اگر مین نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو حالانکہ اُسنے ایسا کیا ہو خواہ بنکاح جائز یا بنکاح فاسد تو حانث ہوگا اور یہ استحسان ہو اور اگر اُس نے یہ نیت کی کہ بنکاح صحیح زمانہ ماضی مین کسی عورت سے نکاح نہین کیا ہو تو قضاءً و دیانۃً دونون طرح اسکے قول کی تصدیق ہوگی اگرچہ اس صورت مین حالف کے حق مین تخفیف ہو اور اگر نکاح فاسد کی زمانہ مستقبل مین نیت کی ہو تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق ہوگی اگرچہ یہ امر جو اُس نے نیت کیا ہو اسکی عبارت کا مدلول مجازی ہو ولیکن چونکہ اُسکے حق مین تغلیظ ہو لہذا اسکا قول قبول ہوگا اور نکاح جائز سے بھی حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہو۔ اور اگر حالف کا نکاح کسی فضولی نے کردیا پس اگر قسم سے پہلے فضولی کا عقد قرار پایا پھر حالف نے بعد قسم کے اجازت دیدی خواہ بقول اجازت دی یا بفعل تو وہ حانث نہ ہوگا اور اگر فضولی نے بعد اسکی قسم کے عقد قرار پایا تو حالف حانث نہوگا جبتک کہ اجازت نہ دے اور جب اجازت دیدی تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے بقول اجازت دی مثلاً کہا کہ مین نے اس نکاح کی اجازت دی تو وہ حانث ہوا اور یہی مختار ہو اور اگر بفعل اجازت دی مثلاً مہر بھیجدیا یا مثل اسکے کوئی کام کیا تو ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہو کہ وہ حانث نہوگا اور اکثر مشائخ اسی پر ہین اور اسی پر فتوی ہو اور اگر حالف کا نکاح بعد قسم کے فضولی نے بطور فاسد کردیا پھر حالف نے بقول یا بفعل اُسکی اجازت دیدی تو حانث نہوگا اور قسم منحل نہوگی حتی کہ اگر اسکے بعد بطور جائز نکاح کیا تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اسی طرح اگر حالف نے کسی کو وکیل کیا کہ نکاح کرادے پس وکیل نے بطور فاسد کسی عورت سے نکاح کرادیا تو موکل حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نکرونگا پھر حالف پر نکاح کرنے کے واسطے اکراہ کیا گیا پس اُسنے نکاح کیا تو اپنی قسم مین حانث

نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ نوادر ہشام مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ ایکنے قسم کھائی کہ اپنی جورو پر تین طلاق کی اس شرط پر کہ اس دختر صغیرہ کا نکاح کرے پھر حالف کی موجودگی مین کسی فضولی نے اسکا نکاح کر دیا اور حالف خاموش ہی۔ اور شوہر نے قبول کر لیا پھر حالف نے یعنی دختر کے باپنے اجازت دیدی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر اپنی باندی کے نکاح کی بابت اسطرح قسم کھائی تو اس صورت مین یہی حکم ہی۔ اور تجرید مین امام محمدؒ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک عورت سے بواسطہ فضولی کے بدون اجازت عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر قسم کھائی کہ اس عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر عورت مذکورہ راضی ہوئی یعنے نکاح فضولی کی اجازت دی تو وہ حانث نہوگا۔ اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے نفس کو کسی کے نکاح مین نہ دونگی پھر کسی فضولی نے بدون اسکی اجازت کے یا کسی نے اسکی اجازت سے اسکو کسی مرد کے نکاح مین دیدیا پھر اُسنے اجازت دیدی یا باکرہ تھی کہ اسکے ولی نے اسکا نکاح کر دیا پس یہ خاموش رہی تو حانث ہوگی اور یہ روایت مخالف روایت متقدمہ ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر باکرہ عورت نے قسم کھائی کہ کسی کو اجازت نہ دونگی کہ وہ میرا نکاح کر دے پھر ایک مرد نے اسکا نکاح کر دیا اور اسکو خبر پہونچی پس وہ خاموش رہی تو اسکی کوئی روایت امام محمدؒ سے نہیں ہی ہان مولّف کے خط مین روایت موجود ہی کہ اگر کسی مرد نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو تجارت کی اجازت نہ دونگا پھر غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر سکوت کیا تو حانث ہوگا اور امام ابو یوسفؒ سے دونون مسئلون مین روایت ہی کہ وہ حانث ہوگا یہ محیط مین ہی مجمع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ اپنے تزویج کے بارہ مین اجازت نہ دونگی حالانکہ یہ عورت باکرہ ہی پھر اُسکے باپنے اُسکا نکاح کر دیا اور یہ خاموش رہی تو نکاح پورا ہو گیا اور یہ حانث نہوگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی رضاعی بہن سے یا اور کسی ایسی عورت سے جسکے ساتھ اسکا نکاح کبھی حلال نہین ہی اور یہ شخص اُسکو جانتا ہی یون کہا کہ اگر مین نے تجھسے نکاح کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس عورت سے نکاح کیا تو حانث ہو گیا یہ جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا پھر مجنون ہو گیا پھر اُسکے باپنے اُسکا نکاح کر دیا تو حانث نہوگا۔ اور تجرید مین امام محمدؒ سے روایت ہی کہ اگر قسم کھائی کہ نکاح نکرونگا پھر معتوہ ہو گیا پھر اُسکے باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو حانث ہوا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایکنے قسم کھائی کہ عورتون سے نکاح نہ کرونگا ایک عورت سے نکاح کیا تو حانث ہو گا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ قال المترجم ہمارے عرف مین تو یہ صورت ایسی ظاہر ہی کہ بیان عربی قولہ لا اتزوج النساء اور نساء جمع ہی اُسپر الف لام محتمل استغراق ہی جیسے لفظ عورتون سے استغراق مراد ہو سکتا ہی لہذا ذکر کر دیا کہ یہان جنس مراد ہی فتامل۔ ایکنے قسم کھائی کہ ایسی عورت سے نکاح نہ کرونگا جسکا شوہر تھا پھر کسی جورو کو طلاق بائن دیدی پھر اُس سے نکاح کر لیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکی قسم

سلہ قال المترجم یعنے اول مسئلہ مین عورت حانث ہوگی اور دوم مین مرد حانث ہوگا اور مخفی نہین کہ اول مین عورت کا حانث ہونا ظاہر نہین ہی کیونکہ اُسنے اجازت نہین دی جس سے اُسنے اسکا نکاح کیا اور اسکا سکوت جب ہی رضامندی و اجازت ہوگا جبکہ ولی قریب ہو سا الا کہ یہ مسئلہ مین سکوت نہیں ہی بلکہ دونون مین سے ایک نے نکاح کیا اور صاحبین مین سے ابو یوسفؒ کے نزدیک نکاح بغیر ولی نہین ہوتا اور امام محمدؒ نے اسکو نہین تسلیم کیا ہو سلہ معتوہ مغلوب العقل جسکے افعال حماقت و دیوانگی سے مختلط ہون ۱۲ منہ

اس عورت کے سوائے اور عورتوں کی طرف منصرف ہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکاح نہ کرونگا الا چار درم پر پھر اُسنے چار ہی درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر قاضی نے عورت کا مہر پورے دس درم کر دیئے تو وہ حانث نہوگا اور اسی طرح اگر بعد عقد کے خود اُسکا مہر بڑھا دیا تو بھی حانث نہوگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایک دینار سے زیادہ پر نکاح نہ کرونگا پھر چاندی کے عوض نکاح کیا جو از راہ قیمت ایک دینار سے زیادہ ہے مثلاً سو درم نقرہ پر نکاح کیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم ینبغی ان یکون الجواب علی قول الامام و اما علی قولہما فعلی عرفنا ینبغی ان یحنث واللہ اعلم۔ ایک نے قسم کھائی کہ بنت فلاں سے نکاح نہ کرونگا پھر فلاں مذکور کے ایک دوسری دختر پیدا ہوئی پھر اس سے نکاح کر لیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی دختروں میں سے کسی دختر سے نکاح نہ کرونگا یا فلاں کی کسی دختر سے نکاح نہ کرونگا تو امام اعظم رہ کے نزدیک اس صورت میں حانث ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ فتاوی میں لکھا ہے کہ زید نے کہا کہ واللہ اس دار کے رہنے والوں میں سے کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا یا عمرو کی دختروں میں سے نکاح نہ کرونگا حالانکہ دار مذکور میں کوئی نہیں رہتا ہے پھر اسمیں کوئی لوگ آکر رہے یا عمرو کی ایک دختر پیدا ہوئی پھر دار مذکور کی کسی عورت سے یا عمرو کی اس دختر سے نکاح کیا تو حانث نہ ہوگا لیکن یہ امام محمد رہ کا قول ہے اور مختار یہ ہے کہ حانث ہوگا اور یہ شیخین کا قول ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اہل کوفہ میں سے کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر ایک کوفی عورت سے نکاح کیا جو اسکی قسم کے روز پیدا نہیں ہوئی تھی بلکہ بعد پیدا ہوئی ہے تو بالاتفاق حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ نژاد فلاں سے کوئی عورت اپنے نکاح میں نہ لونگا پھر اسکی دختر کی دختر سے نکاح کیا تو حانث ہوا اور اگر اس صورت میں یہ لفظ کہا ہو کہ اہل بیت فلاں سے یعنی فلاں کے گھر سے تو کسی کو نکاح میں لانے سے حانث نہوگا الا آنکہ اسکے پسر کی دختر سے نکاح کرے یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم اگر اسکا مدار عرف پر ہو تو حکم باعتبار عرف کے مختلف ہوگا والظاہر انہ لیس کک فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ زنان اہل کوفہ یا بصرہ سے نکاح میں نہ لاؤنگا پھر ایسی عورت سے نکاح کیا جو بصرہ میں پیدا ہوئی اور اُسنے کوفہ میں نشو و نما پایا اور وہیں توطن اختیار کیا ہے تو امام اعظم رہ کے قول میں حانث ہوگا اسواسطے کہ ایسا قول مولود پر کہا جاتا ہے یعنی ایسے مقام پر کہتے ہیں کہ جہاں یہ مراد ہوتی ہے کہ فلاں جگہ کی پیدائش ہو اور یہی مختار ہے اسواسطے کہ معتبر یہیں پیدائش ہے یہ محیط سرخسی میں ہے ایک نے قسم کھائی کہ لا اتزوج امراۃ بالکوفۃ یعنی کوفہ میں کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر اُسنے کوفہ میں ایک عورت سے نکاح کیا بدون اجازت اس عورت کے یعنی کسی فضولی نے اُسکے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا اور یہ عورت بصرہ میں ہے پس اُسنے خبر پہونچنے پر بصرہ میں اس نکاح کی اجازت دیدی تو یہ شخص اپنی قسم میں حانث ہوا اگرچہ نکاح کا پورا ہونا اجازت پر ہے اور اجازت بصرہ میں پائی گئی ہے یہ محیط میں ہے اور اگر قسم کھائی کہ روئے زمین پر عورت سے نکاح نہ کرونگا اور اُسنے ایک خاص عورت کی نیت کی ہے تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور اگر اُسنے کوفیہ یا بصریہ عورت کی نیت کی ہو تو دیانۃً یا قضاءً کسی طرح اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کانی یا اندھی کی نیت کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہے

کرانکی تصدیق نہوگی اور اگر اُسنے عربیہ یا حبشیہ عورت کی نیت کا دعوی کیا تو دیانۃً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک غلام نے قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نہ کرونگا پھر مولی نے کسی عورت سے اسکا نکاح کردیا درحالیکہ غلام اُس سے ناخوش تھا تو حانث نہوگا اور اگر مولی نے غلام پر اکراہ کیا کہ غلام نے بمجبوری کسی عورت سے نکاح کرلیا تو حانث ہوگا اور یہ ظاہر الروایہ ہی اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کا نکاح نہ کرونگا پھر اُسکے سوائے کسی اور نے اس غلام کا نکاح کردیا پھر مولی نے زبان سے اجازت دیدی تو حانث ہوگیا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ پوشیدہ نکاح کرونگا پس اگر اسنے دو گواہون کو گواہ کیا تو یہ پوشیدہ ہی[1] اور اگر تین گواہون کو گواہ کیا تو یہ علانیہ ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر قسم کھائی کہ یہ مکان کرایہ پر نہ دونگا حالانکہ قبل قسم کے اسکو کرایہ پر دے چکا ہی پس اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور ہر ماہ اسکا کرایہ وصول کرتا رہا تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے مستاجر سے مہینہ کا کرایہ مانگا اور ہنوز وہ اسمین نہین رہا ہی تو جب مستاجر اسکو دیدیگا تو وہ حانث ہو جائیگا اور اگر وہ کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو پس اُسکو اُسی حال پر چھوڑ دیا تو حانث نہوگا شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے قسم کھائی کہ لا اتجر مع فلان یعنی فلان کے ساتھ اتجار نہ کرونگا پھر فلان مذکور اُسکے پاس نیا غلام لایا اور اسکو اجارہ پر مقرر کیا تاکہ غلام مذکور کو فلان پیشہ سکھلاوے اور اُسنے قبول کیا تو فرمایا کہ حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے فلان حق جسکا عمرو اسپر دعوے کرتا ہی صلح نہ کرونگا پھر زید نے خالد کو وکیل کیا پس خالد نے عمرو سے صلح کی تو امام محمدؒ کے نزدیک یہ حانث ہوگا اسواسطے کہ صلح مین کچھ عہدہ نہین ہوتا ہی اور امام ابو یوسفؒ سے دو روایتین ہین اور عمداً خون کی صلح مین وکیل کی صلح سے موکل حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے خصومت نہ کرونگا پھر فلان کے ساتھ خصومت کرنے کے واسطے ایک وکیل مقرر کیا تو حانث نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا کہ زید نے نشہ کی حالت مین کوئی چیز عمرو کو ہبہ کردی اور قسم کھائی کہ اپنی ہبہ سے رجوع نہ کرونگا اور نہ اس سے واپس لونگا پھر عمرو نے یہ چیز خالد کو ہبہ کردی پھر زید نے خالد سے یہ چیز لے لی تو شیخ نے فرمایا کہ زید حانث نہوگا یہ محیط مین ہی اگر قسم کھائی کہ فلان کو کچھ چیز ہبہ نہ کرونگا پھر اگر اسکو ہبہ کی اور اُسنے قبول نہ کی یا قبول کی مگر اسپر قبضہ نہ کیا تو ہمارے نزدیک قسم کھانے والا حانث ہوگا اور اسی طرح اگر ہبہ غیر مقسوم کیا تو بھی ہمارے نزدیک حانث ہوگا اور اسی طرح اگر عمری دیا یا نحلہ دیا یا ایلچی کے ہاتھ اُسکے پاس بھیجا یا کسی دوسرے کو حکم کیا کہ اُسنے فلان مذکور کو ہبہ کردیا تو بھی حانث ہوگا اور ہبہ نہ کرنے کی قسم مین صدقہ دینے سے ہمارے نزدیک حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ہبہ نہ کرونگا پھر عاریت دی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صدقہ نہ دونگا یا قرض نہ دونگا پھر فلان مذکور کو صدقہ دیا یا قرض دیا مگر اُسنے قبول نہ کیا تو یہ شخص نہی

[1] قال المترجم امام مالکؒ کے مذہب پر یہ قسم ہی درست نہوگی اس واسطے کہ اعلان رکن نکاح ہی یا قسم ہوگی مگر وہ حانث ہوگا اس واسطے کہ اعلان شرط نکاح ہی اور یہی اصح ہی واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] مراد یہ ہے کہ اگر ہنوز اسمین مستاجر رہا نہین ہی پس اسکا جو بھاری کرایہ جو ٹھہرا ہو مستاجر سے حسب دستور ہر ماہ مانگا کا اسمین رہنے والی آخرہ ۱۲ منہ [3] یعنی حانث ہوگا [4] یعنی ناحق ۱۲

قسم مین حانث ہو گیا اور اگر قسم کھائی کہ قرض نہ مانگونگا پھر قرض مانگا مگر فلان نے اسکو قرض نہ دیا تو اپنی قسم مین حانث ہوا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو اپنا غلام ہبہ نہ دونگا پھر اس غلام کو دوسرے نے بغیر حالف کی اجازت کے ہبہ کر دیا پھر اُس نے اجازت دیدی تو حانث ہو گیا جیسے غیر کو ہبہ کرنے کا وکیل کرنے مین حانث ہوتا ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو ہبہ نہ دونگا پھر اسکو عوض پر ہبہ دیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گا۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ کرونگا پھر کسی اور نے اُسکے غلام کو بدون اسکی اجازت کے مکاتب کیا پھر اُسنے اُسکی کتابت کی اجازت دیدی تو حانث ہوا جیسے مکاتب کرنے کے لیے وکیل کرنے مین حانث ہوتا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے فتاوے مین ہے کہ اگر قسم کھائی کہ فلان سے کچھ مستعار نہ لونگا پھر فلان مذکور نے اسکو اپنے گھوڑے پر اپنی ردیف مین سوار کر لیا تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ گندہی کرنے مین کام نکرونگا پھر فلان کے اس کام مین شریک کے ساتھ گندہی کا کام کیا تو حانث ہوا اور اگر فلان کے غلام ماذون کے ساتھ کام کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ اس شہر مین شرکت نکرونگا پھر دونون اس شہر سے نکلے اور باہر دونون نے شرکت کا معقد قرار دیا پھر دونون داخل ہوئے اور شرکت مین کام کیا پس اگر قسم کھانے والے نے نیت کی ہو کہ اس شہر کے اندر شرکت کا عقد اسکے ساتھ قرار نہ دونگا تو حانث نہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ فلان کی شرکت مین کام نہ کرونگا تو حانث ہوگا اور اگر ان دونون مین سے ایک نے دوسرے کو مضاربت کا مال دیا کہ اُس سے مضاربت کرے تو یہ اور اوّل دونون یکسان ہین یعنی قسم مین اُسکی نیت جیسی ہوگی اسی تفصیل سے حکم ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے ساتھ مشارکت نکرونگا پھر اسکو اپنے پسر صغیر کے مال مین شریک کیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے مشارکت نکرونگا پھر زید نے خالد کو مال بضاعت دیا اور حکم کیا کہ اسمین اپنی رائے سے کام کرے پھر خالد نے اس مال مین عمرو کو شریک کر لیا تو زید حانث ہوگا۔ ایک نے اپنے بھائی سے کہا کہ اگر مین نے تجھے شریک کیا تو حلال اللہ تعالیٰ مجھپر حرام ہے پھر دونون کی رائے مین آیا کہ باہم شرکت کرین تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکے واسطے یہ صورت نکلتی ہے کہ اگر قسم کھانے والے کا کوئی بیٹا بالغ ہو تو قسم کھانے والا مال کو اپنے اس بیٹے کو مضاربت پر دے اور اس بیٹے کے واسطے نفع مین سے بہت خفیف حصہ قرار دے اور اپنے بیٹے کو اجازت دیدے کہ اس تجارت مین اپنی رائے سے عمل کرے پھر یہ پسر اپنے چچا سے مشارکت کرے پھر جب اُسنے ایسا کیا تو پسر کے واسطے جسقدر شرط کیا گیا ہے وہ ہوگا اور جو کچھ بچے گا وہ آدھون آدھ اُسکے باپ چچا کے درمیان مشترک ہوگا اور وہ حانث نہوگا اور اگر بجائے پسر کے کوئی اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلان سے ہروی کپڑا نہ لونگا پھر اس سے ایک ہروی تھیلی لی جسمین ایک ہروی کپڑا ہے جسکو اُسنے تھیلی کے اندر ٹھونس دیا ہے اور یہ شخص اُس سے واقف نہ تھا تو قضاءً حانث ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلان سے درم نہ لونگا پھر اُسنے حالف کو پیسے ایک تھیلی مین بھر کر دیے اور اُنکے درمیان ایک درم ڈالدیا ہے پس حالف نے ان پیسون پر قبضہ کر لیا حالانکہ وہ درم ہونے کو نہین جانتا تھا تو قضاءً حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے

اور اگر حالف نے اس سے ایک تھیلا لیا جسمین درم بھی ہو اور یہ آگاہ نہوا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر اُس سے کوئی کپڑا لیا جسمین درم بندھے ہوئے ہین اور اسکو معلوم نہوا تو بھی حانث نہوگا اور اگر اُسنے یہ قسم کھائی ہو کہ فلان سے درم بطور ہبہ نہ لونگا تو ان سب صورتون مین حانث نہوگا خواہ اسکو معلوم ہوا ہو کہ اسمین درم ہے یا نہ معلوم ہوا ہو اور اگر قسم کھائی ہو کہ فلان سے درم بطور ودیعت کے نہ لونگا اور ان صورتون مین جو بیان کی ہین کوئی درم لیا تو یہ بمنزلہ ہبہ کے ہے اور اسی طرح اگر صدقہ کا لفظ کہا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ کوئی کفالت نکرونگا پھر اُسنے آزاد یا غلام کی کفالت نفس یا کپڑے یا چوپایہ کی کفالت یا درک بیع کی کفالت کی تو وہ حانث ہوگا یہ مبسوط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ کسی آدمی کی طرف سے کسی چیز کی کفالت نہ کرونگا پھر کسی شخص کے نفس کی کفالت کی یعنے جب تو مانگے گا مین ضامن ہون کہ مین اسکو حاضر کرونگا تو حانث نہوگا قال المترجم یہ حکم زبان عربی مین اسطرح قسم کھانے مین ظاہر ہے یعنے کہا کہ لا یکفل عن انسان فی شی اور وجہ یہ ہے کہ کفالت بعلہ عن کفالت مالی ہی مین مستعمل ہوتا ہے چنانچہ ظہیریہ مین مذکور ہے اور ہماری زبان مین بھی باعتبار تبادر کے امید ہے کہ یہی حکم ہو واللہ تعالی اعلم فلیتامل فیہ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کفالت نہ کرونگا پھر جلے فلان کے دوسرے کے واسطے کفالت کی اور جن درمون کی ضمانت کی ہے وہ اصل مین اُسی فلان کے ہین تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر فلان مذکور کے غلام کے واسطے کفالت کر لی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر فلان کے واسطے کفالت کر لی حالانکہ یہ دراہم اصل مین کسی اور کے ہین فلان کے نہین ہین تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کیطرف سے کفالت نکرونگا پھر اسکی طرف سے ضمانت کر لی تو حانث ہوا اور اگر لفظ کفالت سے یہ نیت کی ہو کہ کفالت نکرونگا یعنی مین کفیل ہون یہ نکرونگا ولیکن ضمانت کرونگا تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے اسکی تصدیق ہوگی بواسطے کہ اُسنے اپنے مُنھ سے جو لفظ نکالا ہے اُسکے حقیقی معنے کی نیت کی ہے ولیکن اُسنے ضمانت و کفالت مین فرق کی نیت کی ہے اور یہ خلاف ظاہر ہے پس قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کیطرف سے کفالت نکرونگا پس فلان نے اس حالف پر کسی کو اپنے مال کی جو فلان کا اس حالف پر آتا ہے اُترائی کر دی یعنی حوالہ کر دیا تو یہ حانث نہوگا بشرطیکہ محتال لہ کا محیل پر کچھ قرضہ نہو اور اگر محتال لہ کا محیل پر قرضہ ہو تو حالف اس حوالہ کے قبول کرنے سے کفیل ہو جائیگا پس حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے واسطے قرضہ مذکور کا ضامن ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے لیکن اگر محتال لہ کا محیل پر مال ہو اور محیل کا محتال علیہ پر کچھ مال نہو تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کچھ ضامن نہوگا پھر اُسکے واسطے نفس یا مال کی ضمانت کر لی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر فلان کے واسطے کفالت کر لی یا حوالہ قبول کر لیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر فلان کے حکم سے اُسکے لیے کوئی چیز خرید دی تو یہ ضمانت نہین ہے اور اگر اُسکے غلام یا وکیل یا مضارب یا شریک مفاوض یا شریک عنان کے واسطے ضمانت کر لی تو حانث نہوگا۔ اور اگر فلان کے واسطے ضمانت نلی مگر کسی دوسرے کیواسطے

ف ۱ قولہ حکم ہو کیونکہ نفس کی کفالت کو ہماری زبان مین حاضر ضامنی کہتے ہین ۱۲ منہ ف ۵ یعنے قبول کرنے سے ۱۲

ضمانت کر لی پھر دوسرا مر گیا اور فلان مذکور اسکا وارث ہوا تو قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ کسی کے واسطے کسی چیز کا ضامن نہونگا پھر ایک شخص کے واسطے ایک دار کے درک کا یا ایک غلام کے درک کا جسکو اُسنے خریدا ہے ضامن ہوا تو حانث ہوگا اور اگر کسی غائب کے واسطے ضامن ہوا مگر اُسکی طرف سے کسی نے خطاب نہ کیا یعنی ضامن کی اسکی ضمانت پر اور قبول کا کسی نے جواب نہ دیا تو امام اعظم و امام محمدؒ کے نزدیک حانث نہوا اور یہی امام ابو یوسفؒ نے خلاف کیا ہے اور اگر اس غائب کی طرف سے کسی نے خطاب کیا اور قبول کیا تو بالاتفاق حانث ہوگا۔ اور اسی طرح اگر غلام مجبور نے قسم کھائی کہ کسی کی ضمانت نہ کرونگا پھر بدون اجازت اپنے مولے کے ضمانت کی تو حانث ہوا یہ ظہیریہ میں ہے

نوان باب حج و روزہ مین قسم کھانے کے بیان مین۔ اگر قسم کھائی کہ حج و نماز نکرونگا تو یہ قسم حج صحیح پر ہوگی نہ حج فاسد پر۔ اور اگر قسم کھائی کہ حج نہ کرونگا یا عربی مین کہا کہ لا احج حجۃ پھر اُسنے حج کا احرام باندھا تو حانث نہوگا یہان تک کہ وقوف عرفہ ادا کرے اسکو ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کیا ہے اور بشر نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ حانث نہ ہوگا یہان تک کہ طواف زیارت مین سے زیادہ ادا کرے یعنی سات پھیرون مین سے تین سے زیادہ پھیرے تب حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ عمرہ نہ کرونگا یا لا اعتمر عمرۃ پھر احرام عمرہ باندھا تو حانث نہوگا یہان تک کہ کم سے کم طواف کے چار پھیرے پھیرے اسکو بشر نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ منتقی مین ابن سماعہ رح کی روایت سے امام محمدؒ سے مروی ہے کہ ایک نے کہا کہ واللہ حج نکرونگا یہان تک کہ عمرہ ادا کرون پھر اُسنے عمرہ و حج کا احرام باندھا اور دونون کے افعال پورے ادا کیے تو وہ حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اُسنے حج سے پہلے عمرہ ادا کر دیا پس قسم مین سچے ہونے کی شرط پائی گئی یہ محیط سرخسی مین ہے ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے امسال حج نہ کیا تو تو آزاد ہے پھر اُس شخص نے کہا کہ مین نے حج ادا کیا اور دو گواہون نے گواہی دی کہ اُسنے امسال کوفہ مین قربانی کی ہے تو گواہی قبول نہوگی اور غلام مذکور آزاد نہ ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مجھپر واجب ہے پیدل جانا طرف مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یا طرف مسجد اقصیٰ کے تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر اُسنے کہا کہ مجھپر واجب پیدل جانا طرف بیت اللہ کے حالانکہ اسکی نیت مین بیت المقدس یا کوئی دوسری مسجد ہے تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر کہا کہ مجھپر احرام واجب ہے اگر مین نے ایسا فعل کیا پھر اُسنے ایسا فعل کیا کہ وہ حانث ہوا تو اسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا اور اسپر ائمہ کا اتفاق ہے۔ اور اگر کہا کہ مین احرام باندھون گا یا مین محرم ہون یا ہدی بھیجونگا یا پیدل بجانب بیت اللہ جاؤنگا اگر مین نے ایسا کیا تو اسمین تین وجوہ ہین ایجاب و وعدہ و عدم نیت پس اگر اسکی نیت یہ ہو کہ ایسا فعل کرنے کی صورت مین مجھپر یہ واجب ہے یا کچھ نیت نہو تو ان دونون صورتون مین جو اُسنے کہا ہو وہ اسپر واجب ہوگا اور اگر اسکی نیت فقط وعدہ ہو یعنے اگر ایسا کرون تو مین وعدہ کرتا ہون کہ احرام باندھونگا مثلاً تو اسپر کچھ لازم نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر نماز فاسد پڑھی مثلاً بغیر طہارت کے نماز پڑھی تو استحساناً حانث نہوگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ نماز فاسد

۱؎ یعنے بنفس قسم ورنہ وعدہ وفا کرنا لازم ہے ۱۲ منہ ۲؎ یعنے اُس سے لازم آیا کہ اُس نے حج نہین کیا ۱۲ ۳؎ یعنے لفظ بیت اللہ سے ۱۲ منہ

بھی نہ پڑھونگا تو دیانۃً و قضاءً دونوں طرح اُسکے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اگر اُسنے اپنی قسم زمانۂ ماضی پر معقود کی باین طور کہ کہا کہ اگر مین نے نماز پڑھی ہو تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ نماز فاسد و جائز دونوں پر ہوگی اور اگر اُس نے زمانہ ماضی مین خاصۃً صحیح نماز کی نیت کی تو دیانۃً قضاءً اسکی نیت کی تصدیق ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر کھڑا ہوا اور قرأت کی اور رکوع کیا تو یہان تک حانث نہوگا اور اگر اُسکے ساتھ سجدہ کیا پھر قطع کی تو حانث ہوگیا یہ ہدایہ مین ہے پھر امام محمدؒ نے یہ نہین ذکر فرمایا کہ وہ کب حانث ہوگا اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ رکعت مین سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد ہی حانث ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی ایک نماز نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہان تک کہ دو رکعت پوری پڑھے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ مین ایک نماز نہ پڑھونگا پھر دو رکعتین پڑھین اور بقدر تشہد کے نہ بیٹھا پس اگر اُسنے اپنی قسم نفل پر معقود کی ہو تو حانث نہوگا اور اگر اپنی قسم فرض پر معقود کی اور وہ نماز دو رکعتی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یہ فرض چار رکعتی ہے تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور یہی اظہر واشبہ ہے اور اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھونگا پھر کھڑا ہوا اور رکوع اور سجدہ کیا مگر قرأت نہ کی تو بعض نے کہا ہے کہ حانث نہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ظہر کی نماز نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہانتک کہ بعد چار رکعت کے تشہد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فجر کی نماز نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہانتک کہ بعد دو رکعت کے تشہد پڑھے اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ نماز مغرب نہ پڑھونگا تو حانث نہوگا یہانتک کہ بعد تین رکعتوں کے تشہد پڑھے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے کہ اگر مین نے ظہر کو امام کے ساتھ پایا پھر امام کو تشہد مین پایا اور اُسکے پیچھے نیت کر کے داخل ہوگیا تو حانث ہوگیا۔ اور اگر قسم کھائی کہ جمعہ کو امام کے ساتھ نہ پڑھونگا پھر اُسنے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اور وہ پڑھی پھر امام نے سلام پھیرا اور اُسنے اپنی دوسری رکعت پڑھکر تمام کی تو حانث نہوگا اور اگر اُسنے امام کے ساتھ شروع تکبیر کہی پھر سو گیا یا اسکو حدث ہوگیا پس وہ وضو کرنے چلا گیا پھر وضو کر کے آیا اور حال یہ ہے کہ امام سلام پھیر چکا ہے پس اُسنے جہان سے نماز چھوڑی تھی اسی پر امام کی تبعیت مین بنا کی تو حانث ہوگا اگرچہ اداے نماز مین مقارنت نہین پائی گئی اسواسطے کہ لفظ ساتھ سے یہان حقیقۃً قران مراد نہین ہوتا ہے بلکہ اسکا امام کا تابع و مقتدی ہونا مراد ہوتا ہے اور اگر اُسنے حقیقۃً قران کی نیت کی ہو تو دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اُسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً بھی تصدیق ہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر اُسنے اس صورت مین یہ نیت کی ہو کہ بدون مقارنت کے بطور متابعت کے نہ پڑھونگا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہے نوازل مین لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ سجدہ نہ کرونگا یا قسم کھائی کہ رکوع نہ کرونگا پھر نماز یا غیر نماز مین ایسا کیا تو حانث ہوگا اور فتاوی آہو مین لکھا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز جماعت سے نہ پڑھونگا پھر اُسنے ایک کے پیچھے اقتدا کی یا ایک کا امام ہوا تو حانث ہوگا اگرچہ اُسکا مقتدی طفل ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ کسی کی امامت نہ کرونگا پھر اُس نے تنہا اپنی نماز شروع کی اور نیت کی کہ کسی کی امامت نہ کرونگا پھر چند لوگ آئے

لہ شاید یہ قید امام رحمہ اللہ کے مذہب پر حانث ہونے کے لیے معتبر ہو ۱۲ ع پس صورت مذکورہ مین حانث ہوگا

اور اُنھون نے اُسکے پیچھے اقتدا کی تو قضاءً حانث ہوگا نہ دیانۃً جب کہ وہ رکوع و سجدہ کرے اور اسی طرح اگر حالف نے بروز جمعہ لوگون کے ساتھ نماز پڑھی اور نیت یہ ہے کہ خود جمعہ پڑھتا ہون تو حالف کا اور ان لوگون کا جمعہ استحساناً جائز اور حالف قضاءً حانث ہوگا نہ دیانۃً اور اگر اُسنے جمعہ کے اور نماز مین نماز شروع کرنے سے پہلے ایسے گواہ کر لیے ہون کہ مین تنہا اپنے واسطے نماز پڑھتا ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو دیانۃً و قضاءً دونون طرح حانث نہوگا اور اگر کسی نے نماز شروع کر لی پھر اُسکو حدث ہوا پس اُس نے ایک شخص کو آگے کر دیا تو حانث ہوا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت مین لوگون کی امامت کی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکی قسم منصرف بجانب مطلق نماز ہوگی اور وہ فریضہ و نافلہ ہے اور جنازے کی نماز مطلق نماز مین نہین داخل ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی امامت نہ کرونگا یعنی ایک شخص معین کو کہا پس اُس نے نماز پڑھی اور لوگون کی امامت کی نیت کی پس فلان مذکور نے بھی اُسکے پیچھے نماز پڑھی تو حالف مذکور حانث ہوگیا اگرچہ اُسکو یہ معلوم نہوا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہے قسم کھائی کہ فلان کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا پھر اُسکے پہلو مین کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو حانث ہوگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی کہ حقیقۃً پیچھے کھڑے ہو کر نہ پڑھونگا تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ تیرے ساتھ نماز نہ پڑھونگا پھر دونون نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو حانث ہوا الا آنکہ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ تیرے ساتھ اس طور سے کہ ہم دونون کے ساتھ تیسرا نہو تو ایسی صورت مین حانث نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ ضرور آج کے روز پانچون نمازین بجماعت پڑھونگا اور اپنی عورت سے جماع کرونگا دن مین اور غسل نہ کرونگا پس اگر اُس نے یون کیا کہ فجر و ظہر و عصر جماعت سے پڑھکر اپنی عورت سے جماع کیا پھر بعد غروب آفتاب کے نہا کر مغرب و عشا کو جماعت سے پڑھ لیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکا غسل نماز مین واقع ہوا نہ دن مین یہ فتاوی کبریٰ مین ہے۔ اور مجمع النوازل مین مذکور ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ مین اس مسجد والون کے ساتھ نماز نہ پڑھونگا مادام کہ فلان زندہ ہے اسمین نماز پڑھتا ہے پھر فلان مذکور بیمار رہا کہ تین روز تک اسمین نماز نہ پڑھی یا تندرست تھا اور اسمین تین روز تک نماز نہ پڑھی پس اگر حالف نے ان لوگون کے ساتھ نماز پڑھی تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اس مسجد مین نماز نہ پڑھونگا پھر یہ مسجد بڑھائی گئی اور حالف نے بڑھے ہوئے مقام پر نماز پڑھی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بنی فلان کی مسجد مین نماز نہ پڑھونگا پھر اسمین جگہ بڑھائی گئی اور اُسنے بڑھی ہوئی جگہ پہ نماز پڑھی تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ مین نے کسی نماز کو اُسکے وقت سے تاخیر نہین کیا ہے حالانکہ ایک دفعہ وہ سو گیا تھا یہانتک کہ نماز کا وقت نکل گیا پھر اُسکو قضا کیا تو صحیح یہ ہے کہ اگر وقت آنے سے پہلے سویا تھا اور بعد وقت نکل جانے کے جاگا تو حانث نہوگا اور اگر وقت آجانے کے بعد سویا تھا تو حانث ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ نہ سوؤنگا یہانتک کہ تین رکعتین پڑھ لون پھر بیٹھے بیٹھے سو گیا تو حانث نہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے نماز پڑھی تو تو آزاد ہے پس غلام نے کہا کہ مین نے نماز پڑھی اور مولی نے انکار کیا تو وہ آزاد نہوگا

یہ محیط سرخسی مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ نکسیر سے وضو نہ کرونگا پھر نکسیر پھوٹی پھر اُسنے پیشاب کیا پھر وضو کیا یا پیشاب کیا پھر نکسیر پھوٹی پھر اُسنے وضو کیا تو وضو ان دونون سے ہوگا اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ محیط مین ہو۔ منتقی مین ہو۔ کہ کہا کہ واللہ نہ غسل کرونگا اپنی اس عورت سے جنابت سے پھر اس عورت سے جماع کیا پھر دوسری عورت سے جماع کیا یا اسکے برعکس واقع ہوا تو قسم مین حانث ہوا اسواسطے کہ اسکی قسم جماع پر واقع ہوئی تھی اور اگر اسنے حقیقۃً غسل ہی کی نیت کی ہو تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہو اسواسطے کہ غسل اس عورت سے بھی واقع ہوا یہ فتاوے کبرے مین ہو۔ عورت نے اگر قسم کھائی کہ جنابت سے غسل نہ کرونگی یا حیض سے غسل نہ کرونگی۔ پھر اُسکے شوہر نے اس سے جماع کیا اور وہ حائضہ ہوئی پھر اُسنے غسل کیا تو یہ غسل دونون سے ہوگا اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگی یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو غسل نہ دونگا یا فلان کے سر کو نہ دھونگا پھر بعد موت کے اسکو غسل دیا تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ حرام سے غسل نکرونگا تو یہ جماع پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اُسنے اجنبیہ عورت سے بطور حرام جماع کیا اور غسل نہ کیا یا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اجنبیہ عورت سے معانقہ کیا کہ اسکو انزال ہوگیا پس اُسنے غسل کیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہو قال المترجم یہ عرف پر مبنی ہو فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی عورت سے قربت نہ کرونگا پھر چت لیٹ گیا اور عورت نے اوپر آکر اپنی حاجت روائی کی تو حدود النوازل مین مذکور ہو کہ وہ حانث ہوگا حتی کہ اگر دونون اجنبی ہون تو دونون پر حد زنا واجب ہوگی اور اسی پر فتوی ہو ہان اگر وہ سوتا ہو پس عورت نے ایسا کیا تو حانث نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان عورت سے جماع نہ کرونگا یا اسکا بوسہ نہ لونگا تو یہ قسم زندگی بھر پر واقع ہوگی نہ موت کے بعد یہ سراجیہ مین ہو۔ اور اگر عربی مین کہا کہ ان باضعتک او جامعتک فعبدی حر یعنے اگر مین نے تجھسے مباضعت کی یا مجامعت کی تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم فرج مین جماع کرنے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ان آتیتک یعنی اگر مین تیرے پاس آیا تو یہ جماع پر واقع ہوگی بشرطیکہ اسکی نیت ہو پس اگر اُسنے جماع کی نیت کی تو صحیح ہو اور اگر زیارت کی نیت کی تو صحیح ہو پس اگر اُسنے زیارت کی نیت کی ہو پھر عورت سے وطی کی تو حانث ہوگا[1] بخلاف اسکے اگر جماع کی نیت کی ہو پھر زیارت کی تو حانث نہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو حاکم بن نصیر بن یحیی سے منقول ہو کہ انھون نے فرمایا کہ اگر عورت کے پاس اسکے دیکھنے کو آیا اور اس سے جماع نہ کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر باوجود اسکے جماع بھی کیا تو حانث ہوگا اور اگر کہا کہ ان اصبتک یعنی مین تجھ تک پہونچا تو بدون نیت کے یہ قسم جماع پر واقع نہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو اُسکا حکم اُسی پر ہوگا جیسے حاکم سے منقول ہوا ہو یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہو۔ اگر قسم کھائی کہ مین آج کے روز یا ایک روز روزہ نہ رکھونگا پھر صبح کو روزہ دار اُٹھا پھر اسکو توڑ ڈالا تو حانث نہوگا اور اگر کہا کہ لا اصوم روزہ نہ رہونگا پھر اُسنے ایسا کیا تو حانث ہوگا یہ جامع کبیر مین ہو قال المترجم ہمارے عرف مین متبادر اس سے یہی ہو کہ تمام دن صائم نہ رہونگا پس امید ہو کہ تھوڑی دیر صائم رہنے سے حانث نہو واللہ اعلم

[1] کیونکہ زیارت پائی گئی ۱۲ منہ ع یعنے جماع نکرونگا اپنی اس عورت سے ۱۲ ع یعنے جماع نہ کرونگا بطور عرف کے ۱۲

امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ واسطے اللہ کے مجھپر لازم ہے کہ میں اُس روز روزہ رکھوں جسمیں کہ فلان سفر سے آوے پھر فلان مذکور ایسے روز آیا کہ جس دن یہ شخص کچھ کھا چکا تھا یا بعد زوال کے آیا تو حالف پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر یون قسم کھائی کہ البتہ روزہ رہونگا میں جس روز کہ فلان سفر سے آویگا پھر فلان اسکے کھانے اور زوال سے پہلے آیا تھا پس اگر اُسنے اس روز روزہ رکھا تو اسپر کفارہ لازم نہ آویگا اور اگر اس روز صائم نہ رہا تو کفارہ قسم لازم آویگا اور درصورتیکہ فلان ایسے وقت آیا کہ یہ کھا چکا تھا تو بہر حال اسپر کفارہ قسم لازم آجائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کسی روز بعد کھانے کے یا بعد زوال شمس کے کہا کہ واللہ میں آج کے روز روزہ رہونگا تو باقی روز کھانے و پینے و جماع کرنے سے باز رہنے سے قسم میں سچا ہو جائیگا اور اسی طرح اگر قسم کو رات کی طرف مضاف کیا اور کہا کہ واللہ اس رات روزہ رہونگا تو اس رات محض اسی طور سے باز رہنے سے قسم میں سچا ہو جائیگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ لاصومن حینا یعنی واللہ تا حین روزہ رکھونگا پس اگر اُسنے حین سے کسی قدر مدت معلومہ کی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو چھ مہینے پر واقع ہوگی اور تقدیر مسئلہ یہ ہوگی کہ واللہ چھ مہینہ روزہ رکھونگا اسی طرح اگر اُسنے لیصومن الحین یعنی حین کو بالف و لام ذکر کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر یون کہا کہ ان صمت حینا فکذا یعنی اگر روزہ رکھا میں نے تا حین تو چنین و چنان یا ان صمت الحین بالف و لام پس اگر کوئی نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی ورنہ چھ مہینہ پر واقع ہوگی پس جب تک چھ مہینے روزے نہ رکھے گا تب تک حانث نہ ہوگا جیسے اسطرح کہنے میں ہوتا ہے کہ اگر میں چھ مہینے روزے رکھوں تو ایسا ہے اور واضح رہے کہ یہ ضرور نہیں ہے کہ انہیں چھ مہینے پر ہو جو متصل قسم ہیں بلکہ جب کبھی چھ مہینے روزے رکھے گا حانث ہوگا۔ اور اگر کہا ان صمت زمانا او الزمان اگر روزے رکھے میں نے تا زمانہ پس اگر اُسنے کچھ نیت کی ہو تو اسکی نیت پر ہوگی اور اگر نیت نہو تو حین اور زمان کا ایک ہی حکم ہے ایسا ہی جامع صغیر میں مذکور ہے کہ حین و زمان کا حکم یکسان ہے اور جامع کبیر میں لکھا ہے کہ اگر اُسنے دو مہینہ یا اس سے زیادہ چھ مہینے تک نیت کی تو قسم اسکی نیت پر ہوگی اور جو جامع کبیر میں ذکر فرمایا ہے وہی صحیح ہے کیونکہ اہل لغت نے اجماع کیا ہے کہ زمانہ دو مہینے سے چھ مہینہ تک ہوتا ہے اور اگر اسکی کچھ نیت نہ ہو تو قسم چھ مہینے پر واقع ہوگی اور اگر کہا کہ عمراً یعنی تا عمر تو یہ مثل حین و زمان کے ہے اسکو قدوری نے ذکر فرمایا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ للہ علی صوم العمر یعنی اللہ کے واسطے مجھپر عمر بھر کا روزہ واجب ہے اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے تو ہمیشہ عمر بھر روزہ رکھنے پر قسم ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ ان صمت الابد او ان صمت الدہر فکذا یعنی اگر روزہ رکھا میں نے ہمیشہ یا روزہ رکھا میں نے دہر بھر تو ایسا ہے تو اسطرح حانث ہوگا کہ اپنی تمام عمر روزہ رکھے باین طور کہ کسی روز افطار نہ کرے اور اگر کسی روز افطار کر لیا تو اپنی قسم میں بری ہوا اور اگر کسی روز بھی افطار نہ کیا یہانتک کہ مرگیا تو اپنی حیات کے آخر جزو میں حانث ہوگا پس اگر جزائے قسم مذکور کسی غلام کی آزادی ہو تو اسکے تہائی مال سے اسکی آزادی معتبر ہوگی اور اگر کہا کہ ان صمت ابداً بدون الف و لام کے

توایک ساعت کے صوم سے حانث ہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان صمت دہرا ضیدی حر پس اگر کسی قدر وقت معلوم کی نیت کی ہو تو قسم اسکی نیت پر واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون کہ دہر کیا ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر اُسنے اپنی عمر مین چھ مہینہ مجتمع یا متفرق روزے رکھے تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر تا موت اس نے چھ مہینے روزے نہ رکھے ہون تو حانث نہین ہوا اور اگر اُسنے یون کہا کہ ان صمت ازمنۃ او دہورا او احیانا فکذا یعنے اگر مین نے روزے رکھے تا زمانہا یا دہرہا یا مینہا تو ان مین سے ہر ایک سے تین پر واقع ہوگی یعنے جملہ اٹھارہ مہینہ پر لیکن روزے مین استیعاب شرط ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان صمت الشہر یعنے اس مہینہ روزہ رکھے تو جب تک پورا مہینہ روزہ نہ رکھے تب تک حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ایک مہینہ روزے رکھے تو میرا غلام آزاد ہی تو قسم ایک مہینہ روزے پر ہوگی خواہ متفرق رکھے یا پے در پے اور وہی مہینہ متعین نہ ہوگا جو قسم سے متصل ہی پس اگر ایک مہینہ روزے رکھنے سے پہلے مرگیا تو حانث ہوا۔ اور اگر کہا کہ ان ترکت الصوم شہرا یعنے اگر مین نے ایک مہینہ روزہ ترک کیا تو یہ قسم اس مہینہ کی طرف راجع ہوگی جو اُسکی قسم سے متصل ہی اور اگر قبل اس مہینہ کے گذرنے کے اُسنے ایک روز یا ایک ساعت روزہ رکھ لیا تو حانث نہوگا جبتک کہ پورا مہینہ روزہ ترک نہ کرے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ان ترکت صوم شہر باضافت یا اس نے یون کہا کہ ان صمت شہرا یعنے اگر ترک کیا مین نے روزہ ایک ماہ کا یا روزہ رکھا مین نے ایک مہینہ تو قسم اسکے تمام پر واقع ہوگی کہ اپنی تمام عمر مین ایک مہینہ روزہ ترک کرے یا مہینہ بھر روزہ رکھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ ایک نے اپنے غلام سے کہا کہ روزہ رکھو میری طرف سے ایک روز اور تو آزاد ہی یا نماز پڑھ میری طرف سے دو رکعت اور تو آزاد ہی تو غلام آزاد ہوگیا خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور اگر کہا کہ حج کر میری طرف سے ایک حج اور تو آزاد ہی تو جب تک اسکی طرف سے حج نکرے آزاد نہوگا اور دونون مین فرق یہ ہی کہ حج مین نیابت جاری ہوتی ہی اور نماز و روزہ مین نیابت نہین جاری ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ روزے ماہ رمضان کے کوفہ مین نہ رکھونگا تو اُسکی قسم ماہ رمضان کے پورے روزے کوفہ مین رکھنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اُس نے ایک روزہ کوفہ مین رکھا پھر وہان سے باہر چلا گیا یا کوفہ مین بیمار پڑا رہا کوئی روز بعد رکھا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کوفہ مین افطار نہ کرونگا تو اُسکی قسم کوفہ مین بروز فطر اُسکے ہونے پر واقع ہوگی پس اگر بروز فطر کوفہ مین ہوگا تو حانث ہوگا اگرچہ اُسنے کچھ کھایا و پیا نہو یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور کتاب مین یہ مذکور نہین ہی کہ اگر اُسنے رات سے یوم فطر کے روزے کی نیت کی ہو اور کچھ نہ کھایا پس آیا حانث ہوگا تو ہمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ ہر گاہ مراد افطار سے دخول حد یوم الفطر تھا اور وہ پایا گیا تو واجب ہی کہ وہ حانث ہو جائے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے پاس افطار نہ کرونگا تو حقیقۃً اُسکے پاس افطار کرنے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اُس نے اپنے گھر افطار کر لیا پھر فلان

پاس عشا کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ رمضان کا چاند کوفہ مین نہ دیکھونگا تو اُسکی قسم رویت ہلال کے وقت کوفہ مین ہونے پر واقع ہوگی چنانچہ اگر اسوقت کوفہ مین ہوا تو حانث ہوگا اگرچہ اُسنے اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھا ہو الا آنکہ وہ مسئلہ افطار و رویۃ ہلال مین اپنے لفظ کو مطلق رکھے باین طور کہ افطار نہ کرونگا یا ہلال رمضان نہ دیکھونگا یعنے بدون اضافت کے تو ایسی صورت مین اُسکی قسم حقیقۃً افطار اور حقیقۃً چاند دیکھنے پر واقع ہوگی اور نیز اگر اُسنے مطلق لفظ ہونے کی صورت مین با وجود اضافت کے اپنی نیت یہ کی ہو کہ کوفہ مین کسی چیز سے کھانے و پینے کی افطار نہ کرونگا حقیقۃً یا کوفہ مین اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھونگا تو دونون مسئلون مین اسکی اس نیت کی تصدیق ہوگی لیکن فرق یہ ہی کہ اگر چاند دیکھنے کے مسئلہ مین اُسنے حقیقۃً آنکھ سے چاند دیکھنے کی نیت کی تو قضاءً و دیانۃً دونون طرح سے اُسکی نیت کی تصدیق کیجائیگی بخلاف فطر کے کہ اگر اُسنے حقیقۃً افطار کی نیت کی تو دیانۃً اُسکی تصدیق کیجائیگی مگر قاضی اُسکی تصدیق نہ کریگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی - اور اگر وہ چاند نکلنے کے وقت کوفہ مین تھا لیکن اُسکو معلوم نہ تھا پس آیا حانث ہوگا یا نہوگا تو بعض نے کہا ہان و بعض نے نہین - اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین نے امسال کوفہ مین قربانی کی پھر دسوین ذی الحجہ کو وہ کوفہ مین تھا مگر اُسنے قربانی نہین کی تو حانث نہوگا اور اگر اُسکی یہ نیت ہو کہ اُسوقت یعنی بروز قربانی کوفہ مین موجود ہو تو میرا غلام آزاد ہی تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی - عورت نے اپنے شوہر کو لونڈے بازی کی ملامت کی پس شوہر نے قسم کھائی کہ لاآتی حراماً - یعنی حرام نہ کرونگا تو بوسہ لینے و چھونے سے اگرچہ بشہوت ہو حانث نہوگا و فرج کے سوا دوسری جگہ جماع کرنے سے حانث ہوگا اور اگر لونڈون یا عورت سے لواطت کی تو فتویٰ اسپر ہی کہ وہ حانث ہوگا - ایک نے قسم کھائی کہ زنا نہ کرونگا پھر لواطت کی تو حانث ہوگا یہ دجیز کردری مین ہی - ایمان القدوری مین لکھا ہی کہ اگر قسم کھائی کہ کسی عورت سے وطی حرام نہ کرونگا پھر اپنی عورت سے حالت حیض مین یا ایسی حالت مین کہ اس سے ظہار کیا تھا وطی کر لی تو حانث نہ ہوگا الا آنکہ اُسنے ایسی ہی نیت کی ہو اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ واللہ کہ حرام نکرونگی اور مراد یہ لی کہ مین نے زنا کو حرام نہین کیا ہی بلکہ زنا کو حرام کرنے والا وہی اللہ عز وجل ہی کہ اُسی نے زنا کو حرام کر دیا ہی حالانکہ عورت مذکورہ نے زنا کیا ہی تو وہ حانثہ نہ ہوگی اور اگر کوئی مرد ایسی قسم کھانے والا ہو اور اس نے اللہ تعالیٰ کی ایسی قسم کھائی تو ہمین بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے طلاق یا عتاق کے ساتھ ایسی قسم کھائی تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی - اور اگر قسم کھائی کہ مرتکب حرام نہونگا تو یہ قسم زنا پر ہوگی اور اگر قسم کھانے والا خصی یا مجبوب ہو تو قسم حرام بوسہ یا اسکے مثل پر ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی

دسوان باب کپڑے پہننے پوشش و زیور وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان مین

اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے کاتے سوت سے پہنا تو وہ ہدی ہی پھر عورت نے اس مرد کی مملوکہ روئی سے جو وقت قسم کے اسکی ملک تھی سوت کاتا جسکا کپڑا وغیرہ اُسنے پہنا تو یہ بالاتفاق ہدی ہوگا اور اگر اس مرد کی ملک روئی یا کتان نہو یا ہو مگر

ط یعنے لونڈے بازی کی یا عورت کی دُبر مین وطی کی ۱۲ منہ ع و اللہ کہ مین نے حرام نہین کیا ۱۲

عورت نے اُس سے نہ کاتا بلکہ ایسی روئی سے کاتا جسکو مرد مذکور نے بعد قسم کے خرید ا ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک وہ ہدی ہو گا یہ فتح القدیر میں ہو اور ہدی کے معنی یہ ہیں کہ وہ مکہ میں صدقہ کر دیا جاوے یہ ہدایہ میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے نہ پہنونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو پھر ایک کپڑا پہنا جو فلانہ مذکورہ کے کاتے سوت سے بُنا گیا ہو تو اپنی قسم میں حانث ہو گا اور اگر اُس نے عین سوت کی نیت کی ہو تو کپڑا پہننے سے حانث نہ ہو گا اور در صورتیکہ کچھ نیت نہیں ہو اگر خالی سوت پہن لیا تو حانث نہو گا الا آنکہ اُسنے نیت کی ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جو فلانہ مذکورہ اور دوسری عورت کے سوت سے بُنا گیا ہو تو حانث نہو گا اگرچہ دوسری عورت کا سوت اسمیں سمان حصہ ہوے خواہ ان دونون کا سوت مختلط ہو یا ہر ایک کا سوت الگ الگ ایک ایک طرف ہو اور یہ ایسا ہو جیسے قسم کھائی کہ فلان کا کپڑا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جو فلان مذکور و دوسرے کے درمیان مشترک ہو تو حانث نہو گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بنے ہوئے سے نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکو فلان نے کسی دوسرے کے ساتھ بنا ہو تو حانث ہو گا اور اگر کہا کہ کپڑا فلان کی بنائی کا نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکو فلان نے دوسرے کے ساتھ بنا ہو پس اگر ایسا کپڑا ہو کہ اسکو ایک ہی بنتا ہو مگر اسکو دو نے بنا تو حانث نہو گا اور اگر ایسا ہو کہ اسکو دو ہی بنتے ہیں تو حانث ہو گا اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے نہ پہنونگا پھر فلانہ کے سوت کا کپڑا پہنا اور اسمیں دوسری عورت کا کاتا ہوا سوت ملا ہوا ہو تو حانث ہو گا اگرچہ فلانہ کا سوت کاتا ہوا اسمیں مثلاً ایک ہی تار ہو یہ فتاوی قاضی خان میں ہو اور اگر قسم کھائی کہ نسیج فلان سے کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر اسکے غلاموں کی بنائی کا کپڑا پہنا پس اگر فلان مذکور اپنے ہاتھ سے بنے کا کام کرتا ہو تو حانث نہو گا اور اگر نہ کرتا ہو تو حانث ہو گا[1] یہ ایضاح میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی کپڑا غزل فلان سے نہ پہنونگا پھر ایک کپڑا جو فلان کے سوت و روئی سے بنا ہو جو وقت قسم کے اسکی ملک میں تھی پہنا تو حانث ہو گا اور اسی طرح اگر اسوقت اسکی ملک میں نہ تھی جبکہ کپڑا پہنا تو بھی امام اعظم رہ کے نزدیک حانث ہو گا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جو فلانہ کے سوت کاتے ہوئے سے سیا گیا ہو تو حانث نہ ہو گا اور اسی طرح اگر ایسا کپڑا پہنا جسمین فلانہ کے سوت کا سلکہ ہو تو بھی حانث نہ ہو گا اور اگر اُسکے سوت کا ازاربند ہو تو امام ابو یوسف رہ کے قول میں حانث ہو گا اور امام محمد رہ کے قول میں حانث نہو گا اور اسی پر فتوی ہو۔ اور اگر تکمہ یا گھنڈی اُسکے سوت سے ہو تو پہننے کی قسم میں حانث نہو گا اور اگر لبینہ[2] اسکے سوت کا ہو تو حانث نہو گا اور یہی حکم زلق کا بھی بعض کے نزدیک ہو اور نیز رقعہ کا جسکو فارسی میں سیان تین کہتے ہیں بعض کے نزدیک یہی حکم ہو جبکہ اس عورت کے سوت سے ہو اور امام محمد رہ سے مروی ہو کہ حانث ہو گا اور جبکہ رقعہ میں حانث ہو گا تو لبینہ[3] و زلق میں بھی حانث ہو گا اور یہی حکم رقعہ کا ہو گا جو جیب پر ہوتا ہو اور اگر اُسنے ایک پارہ اُسکے سوت سے بقدر دو بالشت کے لیکر اپنی ستر عورت پر رکھا تو حانث

[1] کما یسے تردیک حق یہ ہو کہ اگر وہ اس پیشہ کو نکرتا ہو اور حالف کو بھی یہ حال معلوم ہو تب تو حانث ہو گا ورنہ نہیں ۱۲ منہ

[2] لبنۃ القمیص خشک جامہ وزلق القمیص زہ پیراہن ۱۲ ص [3] یعنے گھنڈیاں وگریبان کا تکمہ ۱۲ ÷ ÷ ÷ ÷

ہوگا اور اگر اس عورت کے سوت سے بنی ہوئی ٹوپی یا شبکہ جسکو فارسی مین کلوتہ کہتے ہین پہنی تو حانث ہوگا اور یہی حکم جورب کا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے بنا ہوا کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر اسمین سے تھوڑا قطع کیا پھر اسکو پہنا پس اگر یہ اسقدر ہو کہ ازار یا چادر کے برابر ہو تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور اگر اسکو قطع کر کے سراویل بنا کر پہنا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنونگی پھر اُسنے خمار یا مقنعہ پہنا تو حانث نہوگی جب کہ یہ بقدر ازار کے نہ پہونچتا ہو اور اگر اسقدر ہوتا ہو تو حانث ہوگی اگرچہ اس سے ستر عورت نہ ہو سکتا ہو اور اسی طرح اگر حالف نے عمامہ پہنا تو حانث نہوگا الا آنکہ اسکے پیچ لپیٹے کہ وہ قدر ازار یا ردا کے ہو جاوے یا اسقدر ہو جاوے کہ اس سے قمیص یا سراویل قطع کیا جا سکتا ہے تو حانث ہوگا یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر اُسنے کپڑا نہین کہا تھا پھر عورت مذکورہ کے سوت سے عمامہ باندھا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ عورت کے سوت سے نہ پہنونگا پھر کپڑا ناف کے نیچے تک پہونچایا اور ہنوز اپنے دونون ہاتھ آستینون مین داخل نہ کیے اور اسکے پانون ہنوز اسکے لفافہ کے نیچے ہین تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ پائجامہ یا موزے نہ پہنونگا پھر اپنی ایک ٹانگ سراویل مین داخل کی یا ایک پانون موزے مین داخل کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنونگا پھر سوتے مین اُسکے اوپر ڈالدیا گیا اور سوتے ہی مین اُسکے اوپر سے اُتار لیا گیا تو فقیہ بلخی رحنے فرمایا کہ وہ حانث نہ ہوگا[۱] اور فقیہ ابو اللیث رحنے فرمایا کہ یہ قیاس ہے اور ہم اسی کو لیتے ہین اور اگر سوتے مین اسکے اوپر ڈالدیا گیا پھر جب وہ سوتے سے ہوشیار ہوا تو اُسنے اُتار پھینکا تو بھی حانث نہوگا اور اگر چھوڑ دیا کہ وہ اسکے اوپر پڑا رہا تو حانث ہوگا اور اگر نیند سے ہوشیاری کے بعد اُسکے اوپر ڈال دیا گیا تو حانث ہوگا خواہ وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ایسا ہی شیخ ابو نصر رحنے فرمایا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ غزل فلانہ سے کوئی کپڑا نہ پہنونگا پھر فلانہ مذکورہ اور دوسری عورت دونون کے سوت سے ایک کپڑا بنا گیا لیکن دوسری عورت کا سوت اس تھان کے اول مین ہے یا آخر مین ہے پس اُسی مقام سے اُسکا سوت کاٹ کر الگ کر دیا گیا یعنی کپڑا الگ ہوگیا پھر اُسنے باقی کپڑا جو خالص فلانہ کے سوت کا ہے پہنا پس اگر وہ اسقدر ہو کہ مقدار ازار یا چادر کو پہونچتا ہو تو حانث ہوگا اور اگر اسقدر نہ پہونچتا ہو تو حانث نہوگا اور اگر اسکی سراویل قطع کر کے پہنی تو حانث ہوگا اور اگر یہی کپڑا قبل اسکے کہ اسمین سے دوسری عورت کا کپڑا قطع کر دیا جاوے پہنا تو حانث نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانہ کے غزل کا کپڑا نہ پہنونگا پھر اس عورت کے غزل سے بنی ہوئی کملی اوڑھی تو حانث ہوگا اگرچہ صوف کی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ کپڑا نہ پہنونگا تو اُسکی قسم ہر ایسے کپڑے پر واقع ہوگی کہ ستر عورت کو چھپاتا ہے اور اس سے نماز جائز ہوتی ہے حتے کہ اگر ٹاٹ یا بساط یا طنفسہ اوڑھ لیا تو حانث نہوگا اور اگر کساء خز یا طیلسان اوڑھی تو حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ بھی انہین سے ہے کہ پہنی جاتی ہین اور اسی طرح اگر پوستین پہنی تو بھی حانث ہوگا اھ اگر ٹوپی اوڑھی تو حانث نہوگا کذا فی المبسوط اور یہی حکم کھانے بعد یاد ہونے دجورب کا ہے تاتارخانیہ

[۱] کیونکہ اعتبار اختیاری عورت مین ہے جو خود اُسکا فعل ہے اور یہان دوسرے کی جانب سے فعل پایا گیا ۱۲ منہ

مین ہو اور اگر بعینہ کسی کپڑے کی نہ پہننے کی قسم کھائی پھر اسمین سے نصف سے زائد پہنا تو حانث ہوا یہ مبسوط مین
ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ سراویل نہ پہنونگا پھر کسی دراز قد آدمی کا لباس پہنا جو اسپر سراویل ہوگیا اور یہ کپڑا سراویل
کی تراش پر ہو تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ثیاب نہ پہنونگا پھر سراویل پست قد آدمی کی پہنی جو اسپر ثیاب ہوگئی
تو حانث نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو اور خلاصہ مین لکھا ہو کہ جو کپڑا ستر عورت کے لائق نہین ہوتا ہو وہ ثوب نہین
کہلاتا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ قمیص نہ پہنونگا پھر بے آستینون کی قمیص پہنی اور وقت قسم کے
اسکی کچھ نیت نہین ہو تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہو۔ ملتقط مین لکھا ہو کہ اگر قسم کھائی کہ نہ پہنونگا پھر زبردستی
وہ پہنایا گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکے اتارنے پر قادر ہوا مگر نہ اتارا تو حانث ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور
اگر قسم کھائی کہ قمیص[1] نہ پہنونگا تو قسم اسطور پر واقع ہوگی جیسے عادت کے موافق پہنتا ہو اور گریبان سے
سر نکلنے کے بعد اکثر کا اعتبار کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ نہ پہنونگا سراویل یا قمیص یا چادر
پھر اُسنے سراویل یا قمیص یا چادر کی لنگی باندھی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر انمین سے کسی چیز کا عمامہ باندھا
تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ یہ قمیص یا یہ سراویل یا یہ چادر نہ پہنونگا تو چاہے جس طور سے
پہنے حانث ہوگا اگرچہ چادر کی لنگی باندھی یا قمیص کو چادر بنایا یا اخیل کرنے مین قمیص کو سر سے باندھا اور
اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ عمامہ نہ پہنونگا پھر اسکو اپنے کندھے پر ڈالا[2] تو بھی حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی
کہ دو قمیص نہ پہنونگا پھر ایک قمیص پہنکر اتار ڈالی پھر دوسری پہنی تو حانث نہ ہوگا یہانتک کہ وہ دونون
کو ساتھ ہی پہنے۔ اور اگر کہا کہ واللہ ان دونون قمیصون کو نہ پہنونگا پھر ایک کو پہنکر اتار کر دوسری پہنی تو
حانث ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین قسم اسکے عین پر واقع ہوئی پس اسمین اعتبار اسم کا کیا گیا نہ موافق عادت کے
پہننے کا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلانے کو نہ پہناؤنگا پھر اسکو کوئی کپڑا عاریت دیا یا اسکی موت کے
بعد اسکو کفن دیا تو حانث نہوگا الا اس صورت مین کہ پہنانے سے اُس نے ستر پوشی کی نیت کی ہو نہ مالک
کر دینے کی قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنونگا یہانتک کہ مجھکو فلان اجازت دے پھر فلان مرگیا تو قسم ساقط ہوگئی
اور اگر کہا کہ الا آنکہ فلان مجھکو اجازت دے پھر فلان نے اسکو ایک مرتبہ اجازت دیدی تو یہ قسم ختم ہوگئی
یہ سراجیہ مین ہو۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کے غزل سے نہ پہنونگا پھر ایسی قبا پہنی جسکا ابرہ اسکی جورو
کے غزل کا ہو اور استر دوسری عورت کے کاتے سوت کا ہو تو حانث ہوا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔
اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو کپڑا نہ پہناؤنگا پھر فلان کو درم دیے اور اُسنے کپڑا خرید کر پہن لیا تو حانث نہ ہوگا
اور اگر اسکو پہننے کا کپڑا بھیجا تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھ سے نہ دونگا تو حانث نہوگا یہ
مبسوط مین ہو۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہو کہ ایک نے قسم کھائی کہ سیاہ نہ پہنونگا تو یہ قسم خالص کپڑون

ف۱ یعنے جو قمیص پہننے کا طریقہ ہو نہ مثلاً اسکی لنگی باندھ لینا وقولہ گریبان سے آہ یعنے اگر گریبان مین سر ڈالا پس اگر اکثر حصہ قمیص
پہن لیا تو حانث ہوا اور اگر قبل اسکے اتار دی تو حانث نہوا ۱۲ منہ رہ، ف۲ کیونکہ پہننا پایا گیا ۱۲

ثیاب پر واقع ہوگی اور اگر اُسنے سیاہ ٹوپی یا موزے یا جوتے پہنے یا پوستین سیاہ پہنی تو حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو اور اگر کہا کہ سیاہ سے کچھ نہ پہنونگا تو ٹوپی سیاہ و موزے سیاہ وغیرہ و سیاہ پوستین وغیرہ سے حانث ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ حریر نہ پہنونگا پھر معلّم پہنا تو بانے کا اعتبار ہو نہ تانے کا۔ اور اگر قسم کھائی کہ روئی نہ پہنونگا تو روئی کا کپڑا پہننے سے حانث ہوگا اور اگر قبا پہنی جسکا بانا سوت روئی کا نہین ہو اور اندر روئی بھری ہو تو حانث ہوگا الا آنکہ اسکی نیت ہو کذا فی الایضاح قال المترجم ہمارے نزدیک مین روئی پر واقع ہونا اور روئی کی بھری ہوئی قبا پہننے سے حانث ہونا اظہر ہو واللہ اعلم اور اگر قسم کھائی کہ ابریشم نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا کہ اسکا بانا خز ہو اور تانا ابریشم ہو تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ کتان کا کپڑا نہ پہنونگا پھر کتان و روئی کا ملا ہوا کپڑا پہنا تو حانث نہوگا خواہ کتان کا تانا ہو یا بانا ہو۔ اگر قسم کھائی کہ ابریشم کا کپڑا نہ پہنونگا پھر روئی اور ابریشم کا پہنا پس اگر ابریشم پود ہو یعنے بانا تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ خز نہ پہنونگا پھر خالص خز کا کپڑا پہنا یا ایسا کپڑا کہ اسکا تانا ابریشم یا روئی کا تھا اور پود خز کا تھا تو حانث ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ خز کا کپڑا جسکا سوت فلانہ عورت کا کاتا ہو نہ پہنونگا پھر ایسا کپڑا پہنا جسکا تانا ابریشم کا اور پود خز کا فلانہ مذکورہ کا کاتا ہوا تھا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ طیلسان صوف نہ پہنونگا پھر ایسی طیلسان اوڑھی جسکا لحمہ یعنی بانا صوف کا اور تانا ابریشم یا روئی کا تھا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا اور طیلسان مشابہ اور کپڑون کے نہین ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ منتقی مین بروایت ہشام کے امام محمدؒ سے مروی ہو کہ اگر قسم کھائی کہ اس کپڑے کی دو قمیص قطع کراؤنگا پھر اسکی ایک ہی قمیص قطع کرائی اور سلائی پھر اُدھیڑ کر دوبارہ سلائی تو فرمایا کہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو قمیص سلاؤنگا تو اس صورت مین حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس سے دو قمیصین قطع کراؤنگا پھر ایک ہی قطع کرکر سلائی پھر اُدھیڑ کر اسکی دوسری تراش کی قمیص قطع کرائی تو فرمایا کہ حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر ایک قمیص پر قسم کھائی کہ اس سے قبا و سراویل قطع کراؤنگا پھر اس سے قباء قطع کرائی اور اسکو پہنایا نہ پہنا پھر اسکی قبا کی سراویل قطع کرائی تو وہ اپنی قسم مین اُسی وقت حانث ہوگیا جب سنے فقط قمیص ہی قطع کرائی تھی اور زیادات مین لکھا ہو کہ قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہو اگر مین نے اس کپڑے کی قبا و سراویل نہ بنائی اور اسکی کچھ نیت نہین ہو پھر اس سب کی فقط قبا ہی بنا کر سلائی پھر قبا کو نقض کرکے اُسکی سراویل سلوائی تو حانث نہوگا الا آنکہ اُسکی مراد یہ ہو کہ جیسا موجود ہو اسمین سے بعض کی قبا بعض کی سراویل بناؤنگا تو حانث ہوگا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس قمیص کو نہ پہنونگا پھر اسکو اُدھیڑ کر دوبارہ قمیص سلوا کر پہنی تو قدوری نے ذکر کیا کہ حانث ہوگا اور ایسا ہی نوادر مین مذکور ہو اور یہی قباء و جبہ کا حکم ہو اسواسطے کہ سلائی اُدھیڑ دینے سے قبا و جبہ کا نام نہین مٹتا ہو بلکہ کہا جاتا ہو کہ اُدھیڑی ہوئی قمیص ہو۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس کشتی پر سوار نہونگا پھر وہ توڑ دی گئی اور تختے الگ کردیے گئے پھر ان تختون سے کشتی بنائی گئی اور اسمین وہ سوار ہوا تو نوادر مین مذکور ہو کہ وہ حانث ہوگا اور اصل مین مذکور ہو کہ حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ وہ بعینہ وہی قبا و قمیص و کشتی نہو جائیگی الا معنی صناعت سے۔ اور اگر قسم

کھائی کہ یہ جبہ نہ پہنونگا اور اسمین حشو[۱] بھرا ہوا ہو پھر اُسنے یہ حشو نکلوا کر اسمین دوسرا حشو بھرایا اور اسکو پہنا تو
حانث ہوگا اور اسی طرح اگر جبہ استردار ہو پس اُس نے استر نکلوا ڈالا اور دوسرا استر لگایا پھر پہنا تو حانث ہوگا اسواسطے
کہ حشو و استر دور کرنے اور بدلنے سے جبہ کا نام نہ مٹے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسمین جو
بھرا تھا وہ نکال ڈالا اور پھر اسپر سویا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث نہوگا اسواسطے کہ جس فراش پر سویا جاتا ہے
وہ بدون حشو کے نہین ہوتا ہے قال المترجم ہذا فی عرفہم واما فی عرفنا کیون حانث[۲]۔ اور اگر اسکا بھراو نکالکر
صوف ہو یا روئی وغیرہ اس بھراو پر سویا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ خالی بھراو کو فراش نہین کہتے ہین یہ فتاوی قاضی خان
مین ہے ایک عورت نے قسم کھائی کہ یہ مقنعہ نہ پہنونگی پھر اس سے غازیون کا نشان بنایا گیا پھر نشان سے الگ
کر کے اسی عورت کو واپس دیا گیا پھر اُسنے اُس سے مقنعہ بنایا تو وہ حانث ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے جامع مین
مذکور ہے کہ اگر عورت نے قسم کھائی کہ یہ ملحفہ نہ پہنونگی پھر اسکے دونون جانب سی دیے گئے اور درع کر دی گئی اور
اسکے گریبان اور آستینین کر دی گئین پھر اسکو عورت نے پہنا تو حانث نہوگی اور اگر اسکی دونون جانب جو ملا کر
سی گئی تھی سیون توڑ دی گئی اور ہر دو آستینین اور گریبان اس سے نکال ڈالا گیا پھر اُسنے اسکو پہنا تو حانث
ہوگی اسواسطے کہ نام ملحفہ کسی دوسرے سبب جدید سے نہین بلکہ اول ہی سے قائم یعنی تھا پھر عود کر آیا اور یہ بخلاف
اسکے ہے کہ ملحفہ قطع کر کے اسکی قمیص سلائی گئی پھر سلائی اور ترکیب وغیرہ توڑ دی گئی اور ٹکڑے اسطرح جوڑ دیے گئے کہ
پھر وہ ملحفہ ہوگئی اور اسکو عورت نے پہنا تو حانث نہوگی۔ قدوری مین ہے کہ اگر معین ایک شقہ خز پر قسم کھائی کہ اسکو نہ
پہنونگا پھر وہ نوچ دی گئی اور کاٹی گئی اور دوسرا شقہ کر دی گئی پھر اسکو پہنا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ
اس بساط پر نہ بیٹھونگا پھر اسکی دونون جانب ملا کر سلائی گئی اور خرج بنائے گئے پھر اسپر بیٹھا تو حانث نہوگا پھر اگر
سیون توڑ کر بساط کر دیا گیا تو اسپر بیٹھنے سے حانث ہوگا اگر بیچ سے قطع کر کے دو خرج کر دیے گئے پھر انکی سیون
توڑ کر جہان قطع کیا تھا سیا گیا اور بساط کر دیا گیا اور اسپر بیٹھا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ اسم بساط اسپر بولا جاتا ہے اور اسم نے
عود کیا ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ ہر دو خرج ایسے ہون کہ اگر دونون الگ کر دیے جاوین تو
ہر ایک کو تنہا بساط نہ کہ سکتے ہون اور اگر ہر ایک انمین سے بساط کہا جا سکتا ہو تو جب دونون کو اُدھیڑ کر ایک
کو دوسرے مین سی دیا اور اسپر بیٹھا تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھونگا تو جب ہی
حانث ہوگا کہ خالی زمین پر بیٹھے کہ اسکے اور زمین کے درمیان سوائے اسکے کپڑون کے کچھ نہو اور اگر اسکے اور
زمین کے درمیان چٹائی یا بوریا یا کرسی یا فرش وغیرہ ہوگا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس چٹائی یا اس
بچھونے یا اس فرش پر نہ بیٹھونگا پھر اسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھایا گیا اور اسپر بیٹھا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے
اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسکے اوپر اسکے مثل دوسرا بچھایا گیا اور اسپر سویا تو حانث ہوگا یہ بحرالرائق

[۱] حشو بھرت وغیرہ جو ابرہ و استر کے درمیان ہوتا ہے ۱۲ منہ [۲] مترجم کہتا ہے کہ یہ اہل عرب کی اصطلاح کے
اعتبار سے ہے ولیکن ہمارے ملک کی اصطلاح مین وہ حانث ہو جائیگا ۱۲ منہ

مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس بچھونے پر نہ سوؤنگا پھر اسپر چادر پلنگ پوش بچھا دیا گیا تو سونے سے حانث ہوگا اور یہ بالاجماع ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس تخت پر یا اس دکان پر نہ بیٹھونگا یا اس چھت پر نہ سوؤنگا پھر اسکے اوپر ایک مصلے یا بچھونا یا فرش بچھا دیا گیا پھر اسپر بیٹھا تو حانث ہوگا اور تخت پر دوسرا تخت بچھا دیا گیا یا دکان پر دوسری دکان یا چھت پر دوسری چھت بنا دی گئی اور اسپر بیٹھا یا سویا تو حانث نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگوٹھی پہنی تو حانث ہوگا اور اگر موتی کی لڑی غیر مرصع پہنی تو صاحبین رح کے نزدیک حانث ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر وہ مرصع ہو تو بالاتفاق حانث ہوگا اور زبرجد و زمرد کی لڑی غیر مرصع مین بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور صاحبین کا قول ہمارے عرف دیار سے اقرب ہے پس صاحبین رح ہی کے قول پر فتوی دیا جائیگا اسواسطے کہ بدون مرصع کرنے کے تنہے زیور پہننا ہمارے دیار مین عادت ہے اور اگر خلخال یا دملوج یا کنگن پہنے تو حانث ہوگا خواہ سونے کے ہون یا چاندی کے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر عورت نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگی پھر چاندی کی انگوٹھی پہنی تو حانث نہوگی اور یہ ظاہر الروایہ ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جب ہے کہ انگوٹھی مردون کی انگوٹھیون کی ساخت پر بنی ہوئی ہو اور اگر عورتون کی انگوٹھیون کی ساخت پر ہو کہ اسکا نگینہ ہو تو حانث ہوگی اور یہی اصح ہے یہ محیط مین ہے اور بادشاہون کا تاج زیور نہین ہے اور عورتون کا تاج زیور ہے اور کنگن اور کنٹھا زیور ہے یہ تمرتاشی مین ہے عورت نے قسم کھائی کہ کعب نہ پہنونگی پھر اسنے لالک پہنا تو کہا گیا ہے کہ اگر لالک عرف و عادت مین کعب کہلاتے ہون تو حانث ہونا اسکے ذمہ لازم ہوگا ورنہ نہین یہ محیط مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنونگا پھر اسنے تلوار حمائل یا مفضض پٹکا باندھا تو حانث نہوگا[1] اور یہ قسم عورتون کے زیور پر ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ درع نہ پہنونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے پھر اس نے لوہے کی درع یا عورت کی درع پہنی تو حانث ہوگا اور اگر اس نے ان دونون مین سے ایک کی نیت کی ہو تو دوسری کے پہننے سے حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ ہتھیار نہ پہنونگا پھر تلوار لٹکائی یا بازو پر کمان یا ڈھال لٹکائی تو حانث نہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر فارسی مین قسم کھائی کہ سلاح نہ پوشم تو ان چیزون سے حانث ہوگا پس اگر لوہے کی زرہ پہنی تو حانث ہوگا یہ محیط مین ہے۔ لباس مین اصل یہ ہے کہ ثوب کا لفظ ازار سے کم کو شامل نہین ہے و سلاح کا لفظ زرہ و تلوار و کمان کو شامل ہے نہ چھری اور بے بنے ہوئے لوہے کو یہ عتابیہ مین ہے واللہ تعالے اعلم۔ مترجم کہتا ہے کہ اس فصل مین اہل زبان اردو کی رعایت سے بہت بڑا اختلاف ہوگا یہ سب عربی زبان کے موافق قسم کھانے مین حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے ہان اکثر مقام پر ہماری زبان کے بھی موافق ہوگا اور اسکا اصل حکم اس ضعیف کے جزو مفرد در باب قسم سے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالی وہو حسبی ونعم الوکیل ومنہ الاستعانۃ والتوفیق

گیارھوان باب۔ ضرب و قتل وغیرہ کی قسم کے بیان مین۔

قال المترجم ضرب جان سے مار ڈالنے سے

[1] کیونکہ یہ چیزین اس صورت مین بھی زیور کی قسم مین نہین داخل ہو سکتیں۔

الم جسکو مارنا کہتے ہیں اور قتل مار ڈالنا فافہم۔ اگر قسم کھائی کہ فلان مرد کو نہ مارونگا پھر اسکے مر جانے کے بعد اسکو مارا تو حانث نہوگا[1] یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ مارونگا پھر دوسرے کو حکم کیا کہ اُسنے اس غلام کو مارا تو حانث ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میری یہ نیت تھی کہ خود اپنے ہاتھ سے ایسا نہ کرونگا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور حانث نہوگا اور اگر کسی آزاد کے نہ مارنے پر قسم کھائی پھر ایک شخص دیگر کو حکم کیا جسنے اسکو مارا تو حانث نہوگا الا آنکہ قسم کھانے والا سلطان یا قاضی ہو یعنی جو خود اپنے ہاتھ سے نہیں مارا کرتا ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے فرزند کو نہ مارونگا پھر دوسرے کو تعلیم کیواسطے حکم کیا جسنے اسکو مارا تو باپ حانث نہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو سو کوڑے مارونگا اور اسکی کچھ نیت نہیں ہے پھر اسکو سو کوڑے ہلکے ہلکے مارے تو قسم میں سچا ہوگیا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ اسکو ایسی مار سے مارا ہو کہ اس سے کچھ الم اسکو ہوا ہو اور اگر ایسی مار ماری کہ اسکو کچھ الم نہ ہوا تو سچا نہ ہوگا اور اگر دو شاخہ کوڑے سے پچاس کوڑے اسکو مارے اور ہر بار کی مار میں دونوں شاخیں اُسکے بدن پر پڑتی تھیں تو قسم میں سچا ہوگیا اور اگر ان سب کوڑون کو یکجا جمع کر کے سب سے ایک چوٹ یا چوٹیں انکے عرض سے ماردیں تو قسم میں سچا نہ ہوجائیگا اور اگر انکے سرون سے مارا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے مارنے سے پہلے انکے سرے برابر کردیے ہوں کہ چوٹ مارنے سے ہر ایک کوڑے کا سرا اسکے بدن پر پہونچتا ہو تو وہ اپنی قسم میں سچا ہوجائیگا اور اگر بعض کوڑا دوسرے کے درمیان گھس گیا ہو تو اسی قدر میں سچا ہوگا جتنے اُسکے بدن پر پہونچے اور جتنے ایک دوسرے کے اندر گھس رہے ہیں انکی بابت سچا نہ ہوگا اور عامہ مشائخ اسی پر ہیں اور اسی پر فتوی ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک نے اللہ تعالے کی قسم کھائی کہ اپنی دختر صغیرہ کو بیس سوط مارونگا تو یہ کہے کہ اس صغیرہ کو بیس قمچیان ماردے یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک نے کہا کہ واللہ اگر میں نے فلان کو پکڑا تو اُسکو سو کوڑے مارونگا پھر اسکو پکڑا اور ایک کوڑا یا دو کوڑے مارے تو فرمایا کہ فی الحال حانث نہوگا یہ قسم ہمیشہ کیواسطے ہے کہ اگر تا آخر موت سب سو مارے تو حانث ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ مارونگا پھر اُسکے چٹکی کاٹی یا دانت سے کاٹا یا گلا گھونٹ دیا یا بال پکڑ کر کھینچے کہ جس سے کہ اسکو اذیت ہوئی تو اپنی قسم میں حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ ایسی حرکتیں اُسنے ملاعبت میں نہ کی ہوں اور اگر ملاعبت میں ایسا کیا تو حانث نہوگا اور یہی صحیح ہے اور اسی طرح اگر اُسکے سر میں اپنے سر سے ٹکر ماری کہ اسکے خون نکل آیا مگر ملاعبت میں ایسا کیا تو حانث نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر فارسی میں ہو تو ان سب صورتوں میں حانث نہوگا اور صحیح یہ ہے کہ اگر بطور غضب کے ایسا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکے بال کھاڑ لیے تو اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے[2] کہ اگر غصہ میں ایسا کیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکو ذبح کیا یعنی

[1] کیونکہ ضرب سے جو تکلیف و درد ہوتا ہے وہ زندگی کے ساتھ ہوتا ہے اور اصل غرض تکلیف پہونچانا ہوتی ہے وہ یہان مفقود ہے ۱۲ منہ

[2] مترجم نے کہا کہ اسمین ہمارے نزدیک نظر ہے یعنی یہ محل تامل ہے ۱۲ منہ

دھکا دیا یا بایں طور کہ اُسکے تن کو کچھ تکلیف نہ پہونچی تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عربی نے فارسی میں قسم کھائی کہ اپنی عورت کو نہ مارونگا تو اُس سے پوچھا جائیگا کہ تونے اس سے کیا مراد لی ہے پس اگر اُسنے ضرب مراد لی ہو گویا ضرب کی جگہ زدن کہدیا ہے تو ایسا ہی ہے جیسے عربی میں قسم کھانے کا حکم ہے اور اگر وہ مراد لی جو فارسی مراد لیتا ہے تو ایسا ہے جیسے فارسی میں قسم کھانے کا حکم ہے اور اگر معلوم نہ ہوا تو اسوقت جس زبان میں قسم کھائی ہے اُسکے موافق حکم دیا جائیگا اور اسی طرح اگر فارسی نے عربی میں قسم کھائی تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے یہ ذخیرہ میں ہے قال المترجم اُردو زبان کا حکم موافق فارسی کے ہے نہ عربی کے واللہ تعالی اعلم۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھے مارا تو تو طالقہ ہے پھر اس عورت کی باندی کو مارا جسمیں اُسکے چوٹ لگ گئی تو مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ وہ حانث ہوگیا اور ایسا ہی شیخ ظہیر الدین مرغینانی فتوی دیا کرتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ وہ حانث نہوگا اور ایسا ہی بقالی نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے اور یہی اظہر واشبہ ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ مارونگا پھر اُس نے اپنا کپڑا جھاڑا کہ وہ عورت کی آنکھ میں لگا جس سے اسکے درد ہوا تو فتاوی ابو اللیث رح میں مذکور ہے کہ وہ حانث نہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک نے اپنی عورت سے کہا کہ ان لم اضربک حتی اترکک لاحیۃ ولا میتۃ فعبدی حر یعنے عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے یہانتک نہ ماروں کہ تجھے ڈالدوں نہ زندہ نہ مردہ تو میرا غلام آزاد ہے تو امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ یہ قسم اسپر ہوگی کہ اسکو سخت دردناک مارنا مارے پس اگر ایسا کیا تو اپنی قسم میں سچا رہا۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو کوڑوں سے یہانتک مارونگا کہ مرجاوے یا قتل ہو جاوے تو یہ مارنے کا مبالغہ ہے یعنی بہت مارونگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہانتک اسکو مارونگا کہ بیہوش ہو جاوے یا موت مانگے یا دُہائی دے تو جب تک یہ امور حقیقۃً نہ پائے جاویں تب تک قسم میں سچا نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اسکو تلوار سے یہانتک مارونگا کہ مرجاوے تو جب تک مر نہ جاوے تب تک قسم میں سچا نہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ قال المترجم پس قسم میں جھوٹا ہو جاوے ورنہ سخت گنہگار ہوگا الا آنکہ جہاد میں کفار کو اس طرح مارنے کی قسم کھائی ہو فافہم۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ میں ضرور تجھے تلوار سے مارونگا اور اُسکی کچھ نیت نہیں ہے پھر اسکو تلوار کے عرض سے مارا تو اپنی قسم میں سچا ہوگیا اور اگر اسکی نیت دھار سے مارنے کی ہو تو دھار سے مارنے پر قسم ہوگی اور اگر اسکو نیام[1] سے مارا تو اپنی قسم میں سچا نہوا اور اگر نیام تلوار اسکی دھار سے کٹ گیا ہو کہ دھار نکل آئی اور اسکو جسکے مارنیکی قسم کھائی ہے زخمی کیا تو اپنی قسم میں سچا ہوگیا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کو تیر سے نہ مارونگا پھر اسکو تیر کے بینٹ سے مارا تو حانث نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں تجھے کوڑے یا تلوار سے نہ مارونگا پھر اسکو کوڑے یا تلوار سے مارا پھر دعوی کیا کہ میں نے اس کوڑے و تلوار کے سوائے دوسرے کوڑے کی نیت کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اُسنے وہ معنی مراد لیے میں جو اسکے کلام سے نکلتے ہیں اور حقیقت حال اسکی اللہ عزوجل کے درمیان ہے کہ وہی عالم الغیب ہے یہ محیط سرخسی میں ہے منتقی میں امام

[1] نیام جسکو اُردو میں میان کہتے ہیں جس میں تلوار وغیرہ رکھتے ہیں ۱۲ منہ

محمدؒ سے روایت ہی کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے سو کوڑے نہ مارے تو تو آزاد ہی پھر قبل اسکے کہ اسقدر کوڑے اسکو مارے غلام مر گیا تو آزاد مرا اور نیز امام محمدرحمہ سے مروی ہی کہ البتہ فلان کو آج پچاس مارونگا اور اُسکی نیت مین ایک معین کوڑا ہی پھر اس کوڑے کے سواے دوسرے کوڑے سے پچاس اسکو ماردیے اور وقت گذر گیا تو فرمایا کہ جس کوڑے سے مارے اپنی قسم سے نکل گیا اور اُسکی نیت باطل ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کوڑے سے (بینے دن) مارنے کی قسم کھائی پھر اسکو کپڑے مین لپیٹ کر اس سے مارا تو قسم مین سچا نہوگا قسم کھائی کہ اسکو چھری کے پھل سے یا اس نیزہ کے پھل سے اسکو نہ مارونگا پھر یہ پھل نکال کر دوسرا پھل اسپر چڑھایا اور اس سے مارا تو حانث نہوگا- اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے بال نہ چھوونگا پھر اُسنے سر منڈایا اور دوسرے بال نکلے اور انکو چھوا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکے دانت نہ چھوونگا پھر دوسرے دانت جمے انکو اُسنے چھوا تو حانث ہوا یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر کہا کہ ان ضربتک الابد او ابدا او الدہر پھر ایک ساعت ایسا کیا تو حانث ہوا- اور اگر کہا کہ ان لم اضربک شہرا فعبدی حر یعنی اگر مین نے تجھے ایک مہینہ نہ مارا تو میرا غلام آزاد ہی تو جب حانث ہوگا کہ قسم کے وقت سے برابر ایک مہینہ گذرنے تک کبھی اسکو نہ مارے اور اگر اتنی مدت مین کسی ساعت اسکو مارا تو حانث نہوا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی- اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھے آج نہ مارا تو تو طالقہ ہی اور چاہا کہ اسکو مارے پس عورت نے کہا کہ اگر تیرا عضو میرے عضو سے چھوا تو میرا غلام آزاد ہی پس مرد نے اسکو ایک لکڑی سے مارا بدون اسکے کہ اپنا ہاتھ عورت کے بدن پر پہنچاوے تو دونون مین کوئی حانث نہوا اور اگر عورت نے یون کہا کہ اگر تونے مجھے مارا تو میرا غلام آزاد ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ عورت مذکورہ اپنا غلام کسی کے ہاتھ جسپر اسکو اعتماد ہو فروخت کرے پھر شوہر اسکو اُسی روز مارے ہلکی مار پس شوہر حانث نہوگا اور عورت کی قسم منحل ہوجائیگی مگر بدون جبر اسکے پھر جسکے ہاتھ غلام بیچا ہی اُس سے مول لے یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر کہا کہ اگر نہ مارا مین نے آج کے روز تیرے فرزند کو زمین پر یہانتک کہ دو ٹکڑے ہوجاوے تو ایسا ہی پھر اسکو بمبالغہ مار ماری تو اصح یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا یہ ینابیع مین ہی-
ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین مر گیا پس نہ مارا مین نے تجھے تو میرا ہر مملوک آزاد ہی پھر مر گیا اور اسکو نہ مارا تو غلام و مملوک آزاد نہونگے اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا تو ایسا پھر مارنے سے پہلے مر گیا تو آخر جزو اجزاے حیات مین حانث ہوا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا حتے کہ مین مرون یا درمیان مارنے اور درمیان اُسکے کہ مین مرون تو تو آزاد ہی پھر اسکو نہ مارا حتے کہ مر گیا تو غلام آزاد نہوگا ایک نے چاہا کہ اپنے فرزند کو مارے پس قسم کھائی کہ مجھکو اُسکے مارنے سے کوئی مانع نہو پھر اسکو ایک دو چھڑیان ماری تھین کہ کسی نے اسکو منع کیا حالانکہ وہ اس سے زیادہ مارنا چاہتا تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث ہوا اسواسطے کہ اسکی مراد یہ ہی کہ دل بھر کے اسکو مارنے تک کوئی مانع نہو پس جب بیچ مین کسی نے منع کیا تو حانث ہوگیا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اور اصل یہ ہی کہ حتے واسطے انتہاے غایۃ کے ہوتا ہی پس جہان تک ممکن ہی اسی معنی پر

محمول ہوگا باین طور کہ جو اُسکے ماقبل ہو وہ قابل امتداد ہو اور اُسکا دخول مقصود اور موثر در انتہاء معطوف علیہ ہو اور اگر یہ متعذر ہو تو حتے محمول بلام سبب ہوگا بشرطیکہ ممکن ہو باین طور کہ انعقاد قسم ایسے دو فعلون پر ہو کہ ان مین سے ایک کسی کی طرف سے اور دوسرا دوسرے کی طرف سے ہو تاکہ ایک فعل صالح جزاے دیگر ہو اور اگر یہ بھی متعذر ہو تو عطف پر حمل کیا جائیگا۔ اور غایت کے حکم مین سے یہ ہے کہ قسم مین سچا ہونے کے واسطے اس غایت کا وجود شرط ہے پس اگر قبل غایت کے فعل سے باز رہا تو حانث ہوا۔ اور لام سبب کے حکم سے یہ ہے کہ جو صالح سبب ہو اسکا وجود شرط ہے نہ وجود مسبب۔ اور حکم عطف سے یہ ہے کہ سچے ہونے کے واسطے معطوف و معطوف علیہ دونون کا وجود شرط ہے یہ محیط مین ہے۔ قال المترجم یہ مخصوص بزبان عربی ہے ولم اجد لی مسلکا الی توفیق الالسنۃ فی ذلک الان یوفقنی اللہ عزوجل فانہ تعالیٰ خیر موافق و معین ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے فلان کو خبر نہ دی اسکی جو تونے کیا ہے حتے کہ تجھکو مارے تو میرا غلام آزاد ہے پھر اسکو خبر دی مگر اُسنے نہ مارا تو یہ اپنی قسم مین سچا ہو گیا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین تیرے پاس نہ آیا حتے کہ تو طعام چاشت مجھے کھلاوے یا کہا کہ اگر مین نے تجھے نہ مارا حتے کہ تو مجھے مارے تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُسکے پاس آیا مگر اُسنے طعام چاشت نہ کھلایا یا اسکو مارا مگر اُسنے اسکو نہ مارا تو یہ حانث نہوا بلکہ قسم مین سچا رہا اور اگر کہا کہ اگر مین نے اسکے ساتھ ساتھ ملازمت نہ کی یہان تک کہ وہ میرا قرضہ ادا کرے یا اگر مین نے اسکو نہ مارا حتے کہ رات داخل ہو جاوے یا حتے کہ صبح ہو جاوے یا حتے کہ زید دوگانہ ادا کرے یا حتی کہ مجھے منع کرے یا حتے کہ میرا ہاتھ تھک جاوے تو ایسا تو ایسی قسم مین سچے ہونے کی شرط یہ ہے کہ ملازمت و مارنا اسوقت تک پایا جاوے کہ جب غایۃ کا وجود متحقق ہو اور اگر غایۃ پائی جانے سے پہلے وہ اس فعل سے باز رہا مثلاً ادائے قرضہ سے پہلے اُس نے ملازمت یعنی ساتھ ساتھ رہنا چھوڑ دیا یا امور مذکورہ کے پائے جانے سے پہلے مارنا چھوڑ دیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ حتے اس مقام پر غایۃ کے واسطے ہے کیونکہ ملازمت امر ممتد ہے اور اسی طرح مار بطریق تکرار کے ممتد ہوتی ہے اور اگر اُسنے جزا کی نیت کی ہو تو دیانۃً اسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی اسواسطے کہ اُسنے مجازی معنے مراد لیے ہین اور اگر دونون فعل ایک ہی شخص کی طرف سے ہون باین طور کہ کہا کہ اگر مین نہ آیا آج تیرے پاس حتی کہ طعام چاشت تیرے پاس کھاؤن یا حتی کہ تجھے مارون یا کہا کہ اگر تو آج میرے پاس نہ آیا حتی کہ تو میرے پاس طعام چاشت کھاوے تو میرا غلام آزاد ہے تو قسم مین سچے ہونے کے واسطے دونون فعلون کا پایا جانا شرط ہے یعنے حتی عاطفہ ہوگا حتے کہ اگر اسکے پاس آیا اور طعام چاشت نہ کھایا پھر اسکے بعد بلاتراخی[1] طعام چاشت کھایا تو وہ اپنی قسم مین سچا ہو گیا اور اگر بالکل طعام چاشت نہ کھایا تو وہ حانث ہوا اسواسطے کہ کسی غایت پر حمل کرنا متعذر ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار[2] کہ مین نے تجھے مارا تو تو طالقہ ہے پھر اُسکو ہتھیلی سے مارا کہ عورت پر اُسکی انگلیان متفرق واقع ہوئی ہین

۱؎ بلاتراخی یعنے کچھ بھی وقفہ اور دیری نہ کی ۱۲ ۲؎ مکرر ایک بعد دوسرے کے ۱۲

تو وہ عورت ایک ہی بار طالقہ ہوگی اور اگر اُسکے دونوں ہاتھوں سے مارا تو دو بار طالقہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ملاقی ہوا پس میں نے تجھے نہ مارا تو میری جورو طالقہ ہے پھر غلام کو ایک میل سے دیکھا یا چھت پر دیکھا کہ اُس تک پہونچ نہیں سکتا ہے تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوی کبری میں ہے۔ اگر میں نے فلان کو دیکھا تو قسم ہے کہ اسکو مارونگا تو دیکھنا نزدیک و دور دونوں پر ہے اور مارنا جسوقت چاہے الا آنکہ اُسنے یہ مراد لی ہو کہ بفور دیکھنے کے مارونگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے تجھے دیکھا پس میں نے تجھے نہ مارا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اسکو دیکھا مگر ایسی حالت میں ہے کہ بیماری کی وجہ سے اُٹھنے کی طاقت و مارنیکی قوت نہیں رکھتا ہے تو حانث ہوا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر زید کی جورو نے ایک باندی کی بابت اُس سے جھگڑا کیا کیونکہ تو اُس سے وطی کرتا ہے پس زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے اپنا ہاتھ اُسکے سر پر رکھا تو میرا غلام آزاد ہے پھر غصہ کی حالت میں اُسکے سر پر چپت ماری تو حانث نہ ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اپنے غلام کو حق و باطل پر مارونگا اور اُسکی کچھ نیت نہیں ہے تو اُسکے معنی یہ ہیں کہ جب وہ اس سے حق یا باطل کی شکایت کرے تو اُسکو مارے اور اس صورت میں وجود شکایت کی حالت میں مارنا نہیں لیا جائیگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو تو اُسکی نیت پر ہوگی اور اگر اُسنے شکایت کی پس اسکو مارا پھر اُسنے اُسی بات میں دوبارہ اُس سے شکایت کی تو دوبارہ اُسپر واجب نہیں ہے کہ اُسکو مارے یہ محیط میں ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو ہزار بار مارونگا تو یہ قسم بہت بار مارنے پر واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو ہزار بار قتل کرونگا تو یہ قسم شدت قتل پر ہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔

اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو مارونگا یا فلان سے کلام کرونگا حالانکہ فلان مر چکا ہے پس اگر اُسکی موت سے آگاہ نہوا ہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور اگر اُسکی موت سے آگاہ ہوا تھا تو اُسکی قسم منعقد ہوگی اور اسی وقت حانث ہوگا اور یہ بالاجماع ہے یہ محیط میں ہے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے مجھے مارا اور میں نے تجھے نہیں مارا تو میرا غلام آزاد ہے تو قسم اسپر ہوگی کہ قسم کھانے والا محلوف علیہ[52] سے پہلے مارے اور اگر اسکے بعد مارنے کی نیت کی ہو تو دوسرے کے مارتے ہی اسکو مارنے پر قسم ہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ قال المترجم ہمارے نزدیک دوم اظہر ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے جس غلام کو تو نے مارا ہے ای فلان وہ آزاد ہے پھر اُسنے ان سب کو مارا تو ان میں سے سوائے ایک کے اور کوئی آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ میرے جس غلام نے تجھے مارا ہے ای فلان تو وہ آزاد ہے پھر سبھوں نے اسکو مارا تو سب آزاد ہونگے۔ پہر مسئلہ اولی میں جب ان سب میں ایک آزاد ہوا تو انمیں سے کسی ایک کو عتق کے واسطے پسند کرنے کا اختیار مولی کو ہے کہ جسکو چاہے معین کرے۔ اور اگر کہا کہ کل عبیدی ضربتہ فہو حر پھر اُس نے سب کو مارا تو سب آزاد ہو جاوینگے اور اگر اُسنے بعض کو مارا تو بعض ہی آزاد ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جسکو میں مارا تو میرے غلاموں میں سے پس وہ آزاد ہے پھر اُسنے سب کو مارا تو صاحبین رح کے

۵۱ تو صورت مسئلہ مذکورہ بالا یعنے غلام سے کہا کہ اگر میں نے تجھکو دیکھا پھر غلام کو آہ حانث ہوگا ۱۲

۵۲ محلوف علیہ وہ شخص جسکی نسبت حالف نے قسم کھائی ۱۲ منہ ۵۳ پس اسکو نہ مارا ۱۲

نزدیک سب آزاد ہو جاوینگے اور امام اعظم رح کے نزدیک سوائے ایک کے سب آزاد ہونگے یہ شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے قال المترجم یہ قسم بزبان عربی کی صورت میں ہے کہ من ضربتہ من عبیدی فہو حر و ہمارے نزدیک یہ اور اول یکسان ہے فافہم۔ اور اگر کہا کہ اگر مارا اس غلام کو کسی نے تو اسکی جورو طالقہ ہے یعنی کہنے والے کی تو یہ قسم سب پر واقع ہوگی یعنے اگر خود حالف نے مارا تو اسکی جورو طالقہ ہوگی اور اگر کسی نے اسکو مارا تو بھی اسکی جورو طالقہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے مارا تو میری جورو طالقہ ہے تو سوائے اسکے اور کسی آدمی کے مارنے پر قسم ہوگی۔ زید نے عمرو کو مارنے کا قصد کیا پس خالد نے اس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو مارا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اسکے مارنے سے باز رہا پھر اسکے بعد اسکو مارا تو خالد حانث نہ ہوگا اور یہ قسم فی الفور مارنے پر واقع ہوگی یہ سراجیہ میں ہے امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر زید نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ اگر مارا میں نے تم دونوں کو الا ایک روز یا الا ایک دن میں یا الا ایک روز کہ جسمیں تم کو مارونگا یا الا روزے یا الا بروزے تو میرا غلام آزاد ہے تو اسکو اختیار رہیگا کہ انکو جس روز چاہے مارے خواہ دونوں کو اکٹھا مارے یا متفرق پھر اگر انمیں سے ایک کو بروز جمعرات مارا اور دوسرے کو بروز جمعہ تو حانث نہ ہوگا یہانتک کہ بروز جمعہ آفتاب غروب ہو جاوے اسواسطے کہ اس نے دونوں کو بروز استثنار مارا اسواسطے کہ روز استثنار وہ ہے کہ اسدن دونوں کا مارنا مجتمع ہوگیا اور اگر آفتاب غروب نہ ہوا یہانتک کہ اسنے عود کرکے پھر اول کو مارا تو حانث نہوگا پھر اگر اسکے بعد ان دونوں کو ایک روز میں مارا یا دو روز میں مارا یا اسی کو مارا جسکو بروز جمعہ مارا ہے تو جسوقت مارے اسیوقت حانث ہوگا اسواسطے کہ اس نے ان دونوں کو روز استثنار کے سوائے دوسرے روز مارا کیونکہ اسنے اول کو بروز جمعرات اور دوسرے کو بروز سنیچر مارا ہے پس دونوں کی مار غیر یوم الاستثنار میں پائی گئی اور اگر دونوں کو ایک ہی روز مارا تو اسوجہ سے کہ مستثنیٰ روز واحد ہے کہ جسمیں دونوں کو مارے اور اس نے دونوں کو ایک ہی روز مارا پس مستثنیٰ گذر گیا پس اب جو اسکے سوائے ایام ہیں وہ غیر مستثنیٰ ہیں اور اگر اسکے بعد مارا مگر اسی کو جسکو بروز جمعرات مارا ہے تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ تکرار نصف شرط کی ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مارا میں نے تم دونوں کو الا در روزیکہ جسمیں تم دونوں کو مارونگا یا الا روزیکہ جسمیں تم دونوں کو مارونگا یا الا الیوم اضربکما فیہ پس جبدن دونوں کا مارا جانا مجتمع ہو وہی دن مستثنیٰ ہے اور وہ حانث نہوگا اور اگر دونوں کو دو متفرق دنوں میں مارا تو وہ حانث ہوگا جبکہ دوسرے روز آفتاب غروب ہو جاوے اور اگر اسنے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اول کو پھر دوسرے کو مارا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہی روز مستثنیٰ ہوگیا اور اگر اسی کو مارا جسکو اخیر میں مارا ہے تو آفتاب غروب ہونے پر حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلان کو قتل نکیا تو میری جورو طالقہ ہے حالانکہ فلان مذکور مر چکا ہے اور وہ اسکو جانتا ہے تو اسکی قسم منعقد ہوگی کیونکہ یہ متصور ہے یعنے الحال حانث ہوگا اسواسطے کہ عادت کے موافق عجز متحقق ہے جیسے مسئلہ صعود السماء (یعنی آسمان پر چڑھ جانا ۱۲)۔ اور اگر وہ اسکی موت سے ناواقف تھا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک حانث نہوگا جیسے مسئلہ مذکورہ میں ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں

دونون طرح ایک ہی حکم ہے چاہے جانتا ہو کہ کوزہ مین پانی نہین ہے یا نجانتا ہو اور یہی صحیح ہے یہ کافی مین ہے۔
ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو کل قتل کرونگا پھر وہ آج ہی مرگیا تو حانث نہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر
مین نے فلان کو قتل کیا یا اسکو چھوا تو میرا غلام آزاد ہے پھر کسی دوسرے کی طرف قصد کیا لیکن ہاتھ خطا کر گیا کہ فلان مذکور
قتل ہوگیا یا اسکو چھو لیا تو حانث ہوگیا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھکو بروز جمعہ قتل
کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر بعد قسم کے اسکو بروز پنجشنبہ اسطرح مارا کہ بروز جمعہ وہ مرگیا تو اپنی قسم مین حانث ہوا[لہ]
اور اگر اسکو بروز جمعہ ایسا مارا کہ وہ سنیچر کے روز مرگیا تو حانث نہ ہوا۔ اور اگر اسکو مارنا قبل قسم کے واقع ہوا مثلاً
اُسکو چہارشنبہ کے روز مارا پھر پنجشنبہ کے روز قسم کھائی کہ اگر مین نے تجھکو بروز جمعہ قتل کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر
وہ بروز جمعہ مرگیا تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ قتل نہ کرونگا فلان کو کوفہ مین
پھر اسکو سواد کوفہ مین مارا اور وہ کوفہ مین مرا تو حانث ہوگا اور اسمین موت کی جگہ و زمانہ کا اعتبار ہے مجروح کرنے کی
جگہ و زمانہ کا اعتبار نہین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تجھکو مسجد مین شتم کیا
تو میرا غلام آزاد ہے پھر حالف نے درحالیکہ خود مسجد مین تھا اور دوسرا محلوف علیہ مسجد سے باہر تھا اسکو شتم کیا تو حانث
ہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو تو حانث نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے
تجھکو قتل کیا مسجد مین یا مین نے تیرے سر کو زخمی کیا مسجد مین یا مین نے تجھے مارا مسجد مین تو میرا غلام آزاد ہے
پھر اسکو قتل کیا یا سر زخمی کیا یا مارا درحالیکہ حالف خود مسجد کے اندر ہے اور محلوف علیہ مقتول و مشجوج و مضروب
مسجد سے باہر ہے تو حانث نہ ہوگا اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو حانث ہوا۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر تو اس
زخم سر سے مرگیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر وہ اس زخم اور دوسری کسی علت سے مرگیا تو حانث ہوا یہ محیط مین ہے
اور اگر قسم کھائی کہ فلان کو پتھر نہ مارونگا پھر اُسنے کسی اور کو پتھر مارا مگر وہ اُس سے بچکر فلان مذکور کے لگا تو
حانث نہوگا اور اگر اُسنے فلان کو پھینک مارا[ع] مگر وہ فلان کے نہین لگا تو حانث ہوگا الّا آنکہ اُسنے لگجانیکی نیت
کی ہو یہ فتاویٰ مین ہے۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ اگر مین نے تیری طرف پتھر یا تیر پھینکا مسجد مین تو میرا غلام آزاد
ہے تو مسجد مین ہونا حالف کے حق مین معتبر ہوگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے پھینک مارا مسجد مین تو میرا غلام
آزاد ہے تو مسجد مین ہونا محلوف علیہ کا معتبر ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے کل فلان کو ننگا بھوکا
نہ قید رکھا تو میرا غلام آزاد ہے پھر کل کے روز اسکو ننگا بھوکا قید کیا پھر کسی اور نے آکر اسکو کھانا کھلایا تو حانث
ہوگیا یہ فتاوی کبریٰ وخلاصہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلان کی تعذیب نہ کرونگا پھر اسکو زندان مین رکھا
تو حانث نہوگا الّا آنکہ اُسنے یہی نیت کی ہو ایسا ہی فتاوے مین مذکور ہے اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ قید خانہ مین رکھنا
تعذیب قاصر ہے پس وہ قسم کے تحت مین داخل نہوگی اور نیز فتاوے مین مذکور ہے کہ اگر اپنی جورو کو بستر پر بلایا پس اُسنے

لہ کیونکہ وہ اسی کی ضرب سے جو ایک روز قبل واقع ہوئی ہے روز معین یعنی جمعہ کو مرا ہے پس گویا
اسی روز اُسکا مارنا واقع ہوا ۱۲ منہ ع یعنی ایسا مارنا کہ پتھر لگ جاوے ۱۲

انکار کیا اور کہا کہ تو مجھے عذاب دیتا ہی پس شوہر نے کہا کہ اگر مین نے تجھے عذاب دیا تو تو طالقہ ہی پھر وہ عورت
بستر پر آئی اور شوہر نے اُس سے جماع کیا پس اگر ایسی حالت مین جماع کیا کہ عورت اس امر کو گران رکھتی تھی تو
شوہر نے اسکو عذاب دیا پس وہ طالقہ ہو گئی اور اگر عورت طائعہ بخوشی خاطر تھی تو طالقہ نہو گی یہ ذخیرہ مین ہی
ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھے ضرر نہ دیا یا کہا کہ اگر مین نے تجھے رنج نہ دیا تو تو طالقہ ثلث ہی پھر اُسکے
پاس سے گئی مہینہ غائب ہا اسکو کچھ نفقہ نہ دیا اور اُسکے اوپر دوسری عورت سے نکاح کر لیا پس عورت سے
اُسکے لوگون نے کہا کہ تیرے شوہر نے ضرر دیا یا تجھے رنج دیا پس عورت نے کہا کہ مجھے ضرر نہین دیا اور نہ مجھے رنج نہین دیا
تو قول عورت کا قبول ہوگا اور شوہر حانث نہ ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر مین نے تجھے ضرر نہ پہونچایا یا تجھے
رنج نہ پہونچایا تو تو طالقہ ثلث ہی پھر ایسا فعل بقصد اُسکی ضرر رسانی کے کیا تو حانث ہو گیا یہ محیط سرخسی مین ہی۔
اور اگر کہا کہ اگر مرا سرزنش کنی چنین و چنان تو رو بر و ملامت کرنے سے حانث ہوگا اور اگر کہا کہ اگر مرا بسر زنی تو ملامت
کیطرف راجع کیجائیگی بشرطیکہ کوئی قرینہ محتمل ہو ورنہ سر پر مارنے پر محمول ہوگی قسم کھائی کہ اپنی جورو کو ایذا نہ دونگا
پھر اُسکے کپڑے مین نجاست بھر گئی پس عورت سے کہا کہ اُسکو دھو دے پس اُس نے انکار کیا پس اُس سے کہا کہ ہر دو دانا
بشوی تو بعض نے کہا کہ حانث نہوگا اور قاضی نے فرمایا کہ حانث ہوگا اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ وجیز کردری مین
ہی۔ قدوری مین امام ابو یوسفؒ سے مروی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا واللہ مین آج خادم کو مارونگا
پھر خادم کو اسی روز مارا تو اپنی قسم مین سچا ہوا اور طلاق واقع نہو گی اور اگر یہ دن گذر گیا اور اُسنے خادم کو نہ مارا تو حانث
ہوگا پس وہ مختار کیا جائیگا چاہے عورت پر طلاق واقع کرے یا چاہے اپنے اوپر قسم لازم کرے اور اگر اُسنے اسی روز کہدیا
کہ مین نے اپنی جورو پر طلاق واقع کرنی اختیار کی ہی مین اُسکے ذمہ یہ لازم کرونگا اور قسم باطل ہو گئی اور اگر اُسنے
اُس روز یون کہا کہ مین نے قسم کو اپنے اوپر لازم کیا اور طلاق کو باطل کیا تو طلاق باطل نہ ہو گی اور اگر خادم قبل
اسکے کہ اسکو مارے مر گیا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے طلاق دے اور چاہے قسم کا کفارہ ادا کرے اور اگر قسم کھانیوالا
خود مر گیا تو حانث ہونا یا طلاق ایک چیز واقع ہو گی ولیکن چونکہ قبل بیان کے مر گیا ہی لہذا طلاق واقع نہو گی
اور عورت کو میراث ملیگی۔ اور درصورتیکہ خادم مر گیا ہی اس صورت مین فرمایا کہ یہ تخییر از راہ تدین ہی اور قاضی
اُسپر اُسکے واسطے جبر نہ کریگا اسواسطے کہ جب وہ کفارہ و طلاق کے درمیان مخیر کیا گیا اور ایک ان مین سے
داخل حکم نہین ہی تو قاضی اُسپر یہ لازم نہ کریگا حتی کہ اگر بجاے کفارہ کے کسی دوسری عورت کی طلاق ہو تو قاضی
اسپر جبر کریگا کہ بیان کرے اسواسطے کہ جو وہ اختیار کریگا وہ خواہ مخواہ طلاق واقع ہو گی اور وہ داخل حکم ہی یہ محیط
مین ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے تجھے شتم کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر اس سے کہا کہ اللہ تجھ مین برکت نہ دے تو
اُسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ نہ تو اور نہ تیرے اہل اور نہ تیرا مال تو اُسکا غلام آزاد ہو جائیگا اسواسطے
کہ یہ شتم ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو کسی بات مین شتم نہ کرونگا پھر اُس سے کہا کہ خدا جانے
تو نے کیا کیا ہی تو حانث نہو گا یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ فلان کو قذف نہ کرونگا پھر اس سے کہا کہ

اچھنال کے بچہ کو اپنی قسم میں حانث ہوگا اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہے اسواسطے کہ ہمارے دیار و زمانہ میں اسکو قذف شمار کرتے ہیں اور اگر قسم کھائی کہ نہ قذف کرونگا یا نہ شتم کرونگا کسی کو پھر مردے کو قذف کیا یا مردہ کو شتم کیا تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے قسم کھائی کہ میں عمرو سے بہتر ہوں حالانکہ زید چور یا شراب خوار ہے اور عمرو لوگوں کے نزدیک پرہیزگار و اہل علم سے ہے تو قضاءً وہ حانث ہوگا یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک نے اپنا مال اپنے گھر میں دفن کیا پھر اسکو ڈھونڈھا تو نہ پایا پس قسم کھا گیا کہ میرا مال جاتا رہا پھر اسکے بعد اسکو پایا پس اگر اس مال کو کسی آدمی نے نہ لیا ہو کہ دوبارہ وہیں رکھ دیا تو حانث ہوگا الا آنکہ اس نے اپنے قول سے یہ مراد لی ہو کہ میں نے اسکو تلاش کیا اور نہ پایا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر کسی چیز کا نام بیان کر کے یوں قسم کھائی کہ میں نے فلاں چیز نہیں چرائی اور نہ دیکھی ہے حالانکہ اُس سے پہلے اُس چیز کو دیکھ چکا ہے تو مختار یہ ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوی کبریٰ میں ہے۔ کاشتکار یا وکیل[ا] نے قسم کھائی کہ نہ چراؤنگا اور حال یہ ہے کہ وہ مالک باغ انگور کے اور کاشتکار کے درمیان مشترک انگوروں و فواکہ کو اپنے گھر لاتا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر کاشتکار یا وکیل جو کچھ لاتا ہے وہ کھانے کے واسطے لاتا ہے تو یہ چوری نہیں ہے[۲] ولیکن جو جو تب ہوتے ہیں اگر انہیں سے کچھ بدیں غرض لیا کہ میں اسکو تمہارے لوں نہ بغرض حفاظت کے رکھا تو یہ چوری ہے اور سوائے کاشتکار و وکیل کے اگر کسی اور نے کچھ بطور خفیہ لے لیا تو یہ چوری ہے۔ اور اگر کاشتکار و وکیل نے ایسی چیز لے لی کہ اگر مالک اسکو دیکھتا تو اسکا تاوان نہ لیتا بلکہ راضی ہوتا تو بھی یہی حکم ہے کہ سرقہ نہیں ہے حانث نہ ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو تو حانث ہونا چاہیے ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک شخص کا گھوڑا سرائے سے غائب ہو گیا پس اُس نے کہا کہ اگر یہ گھوڑا میرا لیگئے ہوں تو وہ شہر میں یہاں نہیں رہونگا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم کھانے والے سے دریافت کیا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہے پس اگر اُسنے سرائے یا حجرہ یا شہر میں نہ رہنے کی نیت کی ہو تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی اور اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی ہو تو اسکے اس سرائے میں نہ رہنے پر قسم ہوگی۔ ایک عورت کا ایک پسر ہے کہ وہ کسی اجنبی کے ساتھ رہتا ہے پس اس عورت سے اُسکے شوہر نے کہا کہ اگر تیرا پسر فلاں نام یہاں آکر ہمارے میل میں نہ رہا تو ہرگاہ تو اسکو کوئی چیز میرے مال سے قلیل بھی دے گی تو تو طالقہ ہے پھر اسکا بیٹا آکر دونوں کے ساتھ ایک سال تک رہا پھر غائب ہو گیا پھر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے پسر کو تیرے مال سے کچھ دیا ہے اور تو حانث ہو گیا پس اگر شوہر نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اُسکی تصدیق کی پس اگر عورت نے اس پسر کے آکر اُنکے میل میں رہنے سے پہلے کوئی چیز دی ہو یعنے بعد قسم شوہر کے تو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اُسنے میرا کپڑا چرا لیا ہے پھر عمرو نے زید کا کپڑا لیکر کہا کہ میری جورو طالقہ ہے کہ میں نے تیرا کپڑا نہیں اُٹھایا ہے تو بعض نے

[ا] یعنے جسکے پاس باغ بٹائی پر ہے وہ کاشتکار اور جو شخص کہ مالک کی طرف سے مختار کیا گیا ہے وہ وکیل ہے ۱۲

[۲] یعنے چرائی نہیں ہے ۱۲ [۳] یعنے اناج ۱۲

فرمایا کہ اگر عمرو نے اُسکا کپڑا نہین چُرایا ہو تو اُسکی جورو طالقہ نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ قضاءً اُسکی جورو طالقہ نہ ہوگی اور یہ قول باعتبار ظاہر صورت کے ہی اور اوّل اظہر ہو۔ زید نے عمرو کا کپڑا اُچرا لیا پھر زید نے عمرو کو دراہم دیے پھر عمرو اُسکا انکار کر گیا اور قسم کھائی تو فقیہ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر کپڑا زید کے ہاتھ سے جا تا رہا تو بیشک عمرو حانث نہو گا اور اگر قائم ہو تو مین نہین کہتا ہون کہ وہ حانث ہو گا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر کپڑا اُسکے پاس موجود ہو تو بے شک عمرو حانث ہو گا اور اگر اُسکے ہاتھ سے جا تا رہا ہو تو فقیہ نے جو جواب دیا ہی اسمین ایک نوع کا اشکال ہو۔ زید نے قسم کھائی کہ عمرو نے میرے کپڑے چُرالیے ہین یا کہا کہ عمرو نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے ہین حالانکہ عمرو نے فقط ایک کپڑا اسکا چُرایا یا ایک ہی کپڑا پھاڑا ہی تو فرمایا کہ وہ حانث نہو گا اور بعض نے فرمایا کہ حانث ہو گا اور اوّل اظہر ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نشہ مین تھا اسکو ہوش آیا پس اُسنے اپنے ساتھیون سے کہا کہ میری جیب مین (۴۵) درم تھے کہ تم نے مجھسے لے لیے ہین پس اُنھون نے انکار کیا پس وہ قسم کھا گیا اور کہا کہ اگر آج میری جیب مین چالیس و پانچدرم نرہے ہون (۴۰) غطریفیہ و پانچ عدالی تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اس روز اسکی جیب مین چالیس عدالی اور پانچ غطریفیہ تھے پس اُسنے مجمل تو ٹھیک کہے مگر تفصیل مین خطا کی تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر اُسنے تفصیل کو قسم مین ملا کر کہا تو حانث ہو گا اور اگر تفصیل کو جدا کر کے کہا ہی تو حانث نہو گا۔ اور اگر اسکی جیب مین عدالی و غطارفہ ہون کہ اگر عدالی کی قیمت غطارفہ مین ملائی جاوے تو چالیس غطارفہ ہون پس اُسنے جمع کر کے کہا کہ اگر میری جیب مین چالیس غطریفی نرہے ہون اتنے غطریفی اور اتنے عدالی یعنی جملہ تعداد ٹھیک بیان کی اور تفصیل مین خطا کی تو میری جورو طالقہ ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے بعینہٖ غطارفہ مراد لیے تو حانث ہو گا خواہ تفصیل ٹھیک بیان کی ہو یا خطا کی ہو خواہ ملا کر بیان کی ہو یا جدا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے کچھ غصب نہ کرونگا پھر زید رات مین عمرو کے پاس داخل ہوا اور اُسکا مال چُرا لیا اور محلوف علیہ یعنی عمرو کو معلوم نہوا یا جنگل مین عمرو کے پاس آیا اور اُسکے سر کے نیچے سے اسکی چادر نکال لی اور عمرو کو معلوم نہ ہوا یا اُسکی آستین کے اندر سے درمون کی تھیلی کاٹ لی یا رات مین عمرو کے پاس داخل ہوا اور اُس سے مکابرہ کیا اور مارا اور اُسکی متاع نکال لایا اور لے گیا تو وہ غاصب نہو گا بلکہ چور ہوا کہ اُسکی وجہ سے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ عمرو سے چوری نہ کرونگا پھر اس سے مکابرہ کر کے رات مین اسکے مکان مین گھس کر اُسکے مال سے لے لیا تو حانث ہوا اور اگر قسم کھائی کہ عمرو سے غصب نہ کرونگا یا اُس سے چوری نہ کرونگا پھر راہ مین اُس سے رہزنی کر کے لے لیا تو غصب کی قسم مین حانث ہو گا سرقہ کی قسم مین حانث نہ ہو گا یہ محیط مین ہی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تیرے مال مین خیانت نہین کی ہی حالانکہ اُسکی جورو اُسکی اجازت یا رضامندی سے خیانت کر چکی ہی تو حانث نہو گا

ف تاکہ اُس دعوی سے جو زید پر چوری کا رکھتا ہی انکار کر جاے کیونکہ دراہم بجاے اُس کپڑے کی قیمت کے قرار دیے گئے لاکن اُسنے خود حکم دیا
ف یعنی اُس نے نہین چُرایا ہو ف یعنی حقیقت مین درم غطریفی تھے اُنکی قیمت مجموعہ ف بخارا کا سکہ ف عمرو کی چادر کو لے لیا ہے

ایک ساعی نے یعنی بادشاہون کے حضور مین لوگون کے مال لٹوانے کے واسطے سعایت کرنے والے نے قسم کھائی کہ اگر اس سے آگے کسی کا دس درم سے زیادہ زیان کردن تو میری جورو طالقہ ہے پھر اپنی جورو کا اس سے زیادہ زیان کیا تو صحیح یہ ہے کہ اس کی جورو طالقہ نہوگی یہ وجیز کردری مین ہے۔

بارھوان باب۔ تقاضاے دراہم مین قسم کھانے کے بیان مین۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلان سے اپنا حق لے لونگا یا فلان سے اپنا حق قبض کر لونگا پھر خود لے لیا یا اُسکے وکیل نے لے لیا تو اپنی قسم مین سچا ہو گیا اور اگر اُسنے یہ مراد لی ہو کہ خود اپنے آپ ہی ایسا کرونگا تو قضاءً و دیانۃً[ف١] اُسکی تصدیق ہوگی اور اسی طرح اگر فلان مذکور کے وکیل سے اپنا حق لے لیا تو بھی قسم مین سچا رہا اور اسی طرح اگر ایسے شخص سے لے لیا جسنے مدیون کے حکم سے اس مال کی کفالت کر لی تھی یا ایسے شخص سے لے لیا جسنے مدیون کے حوالہ کرنے سے اترائی قبول کر لی تھی تو بھی قسم مین سچا رہا[ف٢] یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر کسی شخص سے بغیر حکم مطلوب وصول کیا یا کفالت یا حوالہ بغیر حکم مطلوب تھا تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضہ کے عوض مطلوب سے ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید کر کے اسپر قرضہ کر لیا پس اگر اُسکی قیمت اسی قدر ہو جسقدر حق ہے تو وہ اپنے قرضہ کا وصول پانے والا ہوگا اور حانث نہ ہوگا اور اگر پورا نہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر حالف نے اپنے حق کے مثل اسکا مال غصب کر لیا تو بھی قسم مین سچا ہو گیا اور اسی طرح اگر اسکے دنانیر یا متاع عروض[ف٣] تلف کر دیے تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع مین ہے اور اگر طالب نے قسم کھائی کہ ضرور وصول کر لونگا اور کوئی وقت[ف٤] نہین مقرر کیا پھر مطلوب کو اپنے حق سے بری کر دیا یا ہبہ کر دیا تو اپنی قسم مین حانث ہو گیا اور اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کر دیا ہو پھر قبل وقت کے مطلوب کو مال سے بری کر دیا تو قسم ساقط ہو گئی اور حانث[ف٥] نہ ہوگا اور یہ امام اعظم و امام محمد کا قول ہے اور اگر اپنا قرضہ وصول کر لیا پھر اسکو زیوف یا نبہرہ پایا تو اس سے قبضہ کرنا متحقق ہوا اور وہ اپنی قسم مین سچا ہو گیا خواہ لینے والے نے اپنے لینے کی قسم کھائی ہو یا دینے والے نے دینے کی قسم کھائی ہو۔ اور اگر یہ دراہم ستوقہ ہون تو یہ اپنے حق کا وصول پانا نہ ہوگا اور اگر بجاے اپنے حق کے کوئی کپڑا لے لیا پھر اس مین عیب پا کر اسکو واپس کر دیا یا کسی نے اسپر اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو بھی وہ اپنے وصول کر لینے کی قسم مین سچا ہو چکا ہے یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر زید نے قسم کھائی کہ جو میرا عمرو پر آتا ہے اسکو قبض نہ کرونگا پھر زید نے خالد کو جسکا زید پر کچھ نہین آتا ہے عمرو پر حوالہ کر دیا اور خالد نے عمرو سے وصول کیا تو زید حانث ہو گیا اسواسطے کہ خالد اسکا وکیل القبض ہے اور اگر حوالہ قبل قسم کے ہوا ہو پھر خالد نے عمرو سے بعد زید کی قسم کے وصول کر لیا تو زید حانث نہ ہوگا اور علے ہذا اگر کسی نے مدیون سے وصول کرنے کا وکیل کر دیا پھر قسم کھائی کہ مدیون پر جو کچھ میرا ہے

ف١ قسم کھائی کہ فلان سے اپنا حق لے لونگا اور اگر فلان سے اپنا حق نہ لے لون تو میری جورو طالقہ ہے پس اسکے وکیل نے وصول کر لیا پھر اُس نے دعوے کیا کہ میری جورو طالقہ ہو گئی کیونکہ میری مراد یہ تھی کہ خود لے لون تو قضاءً تصدیق ہوگی ۱۲ ف٢ کیونکہ اترائی سے بھی ایک گونہ حق کا لینا ثابت ہوا ۱۲ منہ ف٣ اسباب و سامان وغیرہ جو نقد کے علاوہ ہو ۱۲ منہ ف٤ تنخواہ وغیرہ ۱۲ ف٥ یعنے اپنا حق ۱۲ ف٦ کہ فلان روز یا ماہ یا سال ۱۲ ف٧ جب یہ وقت آویگا ۱۲

وصول نہ کرونگا پھر بعد قسم کے وکیل نے وصول کیا تو حانث ہوگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ حانث ہو جیسے
یہ محیط میں ہے۔ اصل میں فرمایا ہے کہ اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا نہ ہونگا یہانتک کہ جو کچھ میرا
اسپر ہے اُس سے وصول کر لوں پھر قرضدار اُسکے ساتھ سے بھاگ گیا حالانکہ یہ اُسکے ساتھ سے جدا نہیں ہوا
تھا تو وہ حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی ہو کہ اپنے قرضدار سے جدا نہ ہونگا اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو حانث
ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا نہ ہونگا یہانتک کہ جو کچھ میرا اسپر ہے اُس سے وصول کر لوں
پھر ایسی جگہ اونچے نیچے بیٹھا کہ اُسکو دیکھتا رہا تاکہ اُسکے ہاتھ سے گم نہ ہو جاوے اور اُسکی نگہبانی کرتا رہا تو
اُس سے جدا ہونے والا نہ ہوگا و اگر انکے درمیان میں کوئی سترہ یا مسجد کا کوئی عمود حائل ہو گیا تو بھی اُس سے
جدا ہونے والا نہ ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مسجد کے اندر بیٹھا اور دوسرا مسجد سے باہر اور دروازہ مسجد کا
کھلا ہوا ہے کہ اسکو دیکھتا ہے تو اُس سے جدا ہونے والا نہ ہوا اور اگر بیچ میں دیوار مسجد حائل ہوا اور ایک اندر اور
دوسرا باہر ہو تو جدا ہونے والا ہوگا اور اسی طرح اگر دونوں کے درمیان دروازہ بند ہو اور کنجی حالف کے ہاتھ
میں ہو اور حالف باہر ہو کہ دروازہ پر بیٹھا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ سب منتقی سے منقول ہے اور حیل میں مذکور ہے کہ اگر
طالب سو گیا یا مطلوب سے غافل ہو گیا یا کسی نے اُسکو باتوں میں لگا لیا کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی قسم میں
حانث نہ ہوگا اور اگر نہ سویا اور نہ غافل ہوا پھر وہ چلا اور طالب اُسکے ساتھ نہ گیا اور باوجود امکان کے اُسکو منع
نہ کیا تو اپنی قسم میں حانث ہوگا اور سیر خیل میں مذکور ہے کہ اگر ملازمت سے اُسکو مانع ہوا حتی کہ مطلوب بھاگ گیا تو اپنی
قسم میں حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے جدا نہ ہونگا یہانتک کہ اُس سے اپنا کل حق وصول
کر لوں پھر اُس سے رہن یا کفیل لے لیا اور جدا ہو گیا تو حانث ہوا الا آنکہ رہن قبل جدا ہونے کے
تلف ہو گیا اور اسکی قیمت مثل قرضہ کے یا زیادہ ہو تو ایسی صورت میں حانث نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک
اپنے مدیون کے دروازہ پر آیا اور قسم کھائی کہ یہاں سے نہ جاؤنگا یہانتک کہ اُس سے اپنا حق لے لوں پھر
مدیون نے آکر اُسکو اس مقام سے دور کر دیا پھر اپنا حق لینے سے پہلے خود چلا گیا تو بعض نے فرمایا کہ حانث
ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اگر اُسکو دور کر دیا باین طور کہ وہ اپنے قدم سے نہیں چلا اور دوسری جگہ جا پڑا پھر خود
چلا گیا تو حانث نہ ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ قرضخواہ کو اُسکا حق دیدونگا پھر دوسرے
کو ادا کر دینے کا حکم دیا یا قرضخواہ کو اُترائی کر دی اور اُسنے وصول کر لیا تو یہ اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور اگر
مدیون کی طرف سے کسی نے براہ احسان ادا کر دیا تو وہ اپنی قسم میں سچا نہ ہوگا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ میں خود
اپنے ہاتھ سے کر دونگا تو دیانۃً و قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر مطلوب نے قسم کھائی ہو کہ اُسکو اُسکا حق
نہ دونگا پھر ان صورتوں میں سے کسی صورت سے اُسکو دیا تو حانث ہوا اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ اپنے ہاتھ سے
نہ دونگا تو قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ واللہ تیرا مال تجھے نہ دونگا یہانتک

۱؎ یعنے وکالت کی صورت میں وکیل کا فعل موکل کی طرف منسوب ہوگا ۱۲ منہ

کہ مجھپر کوئی قاضی حکم کرے پھر ایک وکیل کیا جسنے عمرو سے خصومت بحضور قاضی کی اور قاضی نے وکیل پر ادائی کا حکم دیدیا تو یہ حکم زید پر ہوگا جسکے بعد اسکے ادا کرنے سے حانث نہ ہوگا۔ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ واللہ تجھ سے جدا نہ ہونگا یہانتک کہ تجھ سے اپنا حق وصول کرلون پھر اُسنے اپنے قرضدار سے بعوض اس قرضہ کے قبل جدا ہونے کے ایک غلام خریدا اور اسپر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ اس سے جدا ہو گیا تو امام محمدرہ نے فرمایا کہ جو عالم اسکو ایسی صورت مین حانث نہین قرار دیتا ہی کہ جب قبل جدا ہونے کے اُسکو قرضہ ہبہ کیا اور مدیون نے قبول کیا پھر اُس سے جدا ہو گیا ہی تو وہ اس صورت مین بھی اُسکو حانث نہین قرار دیگا اور یہی امام اعظم رہ کا قول ہی اور جو اُسکو صورت ہبہ مذکورہ مین حانث قرار دیتا ہی اُسکے نزدیک اس صورت مین بھی حانث ہوگا اور یہ امام ابویوسف رہ کا قول ہی اور یہ اسوقت ہی کہ مبیع پر قبضہ کرنے سے پہلے اس سے جدا ہو گیا اور اگر جدا نہوا یہانتک کہ غلام بائع کے پاس مرگیا پھر اس سے جدا ہو گیا تو حانث ہوجائیگا اور اگر مدیون نے کسی دوسرے کا غلام اُسکے ہاتھ بعوض اُسکے قرضہ کے فروخت کیا اور اُس نے غلام پر قبضہ کرلیا پھر جدا ہو گیا پھر غلام مذکور کے مولے نے اپنا استحقاق ثابت کرکے لے لیا اور بیع کی اجازت نہ دی تو حانث نہوگا۔ اور اگر مدیون نے اُسکے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا بدین شرط کہ بائع کو اس بیع مین خیار ہی اور حالف نے مبیع پر قبضہ کرلیا پھر جدا ہو گیا تو حانث ہو گیا۔ اور اگر قرضہ کسی عورت پر ہو پس قسم کھائی کہ اس سے جدا نہونگا یہانتک کہ اس سے اپنا قرضہ بھر پاؤن پھر حالف نے اس عورت سے اس قرضہ پر جو اُسکا عورت مذکورہ پر آتا ہی نکاح کرلیا تو اپنا قرضہ بھر پایا۔ اور اگر مدیون نے جو قرضہ اُسپر آتا ہی اُسکے عوض طالب کے ہاتھ غلام یا باندی فروخت کی پھر مبیع مذکور ام ولد یا مکاتب یا مدبر نکلی یا کسی دوسرے کی ام ولد یا مدبر نکلی پھر طالب نے اسپر قبضہ کرنے کے بعد مدیون کا ساتھ چھوڑا تو حالف یعنے طالب مذکور حانث نہوگا اور اگر طالب نے ہزار درم یعنے سب جو کچھ قرضہ تھا مطلوب کو ہبہ کردیے پس مطلوب نے اسکو قبول کرلیا یا طالب نے اپنے کسی قرضخواہ کو اُسپر اُترائی کرادی کہ جو کچھ اسپر ہی وہ میرے اس قرضخواہ کو دیدے یا مطلوب نے طالب کو کسی اور پر اُترا دیا اور طالب نے مطلوب اوّل کو بری کردیا پھر طالب اُس سے جدا ہو گیا تو ان سب صورتون مین حالف حانث نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اگر قسم کھائی کہ زید کے حق سے نہ دبا رکھونگا اور اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو چاہیے کہ جسوقت قسم کھائی ہی اُسی وقت اُسکو ادا کرا دے اور مراد یہ ہی کہ اُسیوقت سے دینے مین مشغول ہوجاوے چنانچہ اگر قسم سے فارغ ہوتے ہی اس کام مین مشغول نہوا تو حانث ہوجائیگا خواہ طالب نے اُس سے مانگا ہو یا نہ مانگا ہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ فلان کے طلب کرنے کے بعد یا فلان مدت تک نہ دبا رکھونگا تو اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر مطلوب نے طالب سے حساب کرکے جو کچھ اُسکا اُسکے پاس تھا سب ادا کردیا اور طالب نے سب وصول پانے کا اقرار کیا پھر چندروز بعد اُس سے ملا اور کہا کہ میرا تیرے پاس اتنا اتنا فلان جہت سے اور باقی رہا ہی پس مطلوب کو بھی یاد ہوا حالانکہ حساب کے وقت دونون

بھول گئے تھے پس اگر اسی دم ادا کر دیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ لا یحبس الا اجل یعنی جب وقت آجائیگا تو اسکا کچھ کو نہ چھوڑونگا تو میعاد آنے پر تاخیر نہ کرے اور اگر اُسنے اپنی عمر مراد لی تو اُسکی نیت پر قسم ہوگی یہ عتابیہ مین ہی - قسم کھائی کہ اسکو اوّل ماہ مین ادا کردونگا پھر چاند کے پہلے آدھے[۱] کے اندر ادا کر دیا تو سچا رہا ورنہ حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اسکو سر ماہ ادا کردونگا یا جب چاند نکلے گا تو وہ چاند رات اور اُسکے تمام دن مین ادا کرے پس حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ البتہ اسکا قرض اول ماہ و آخر ماہ مین ادا کرونگا تو پندرھوین اور سولھوین ان دونون تاریخون مین ادا کردے[۲] - اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق وقت صلوٰۃ ظہر مین ادا کردونگا تو معتبر ظہر کا تمام وقت ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اسکا حق جب ظہر کی نماز پڑھونگا ادا کردونگا تو پورا وقت ظہر لیا جائیگا - اور اگر قسم کھائی کہ اسکا قرض سر ماہ ادا کردونگا پھر اس سے پہلے دیدیا یا طالب نے اسکو بری کردیا یا طالب مرگیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک قسم ساقط ہوگئی اور اگر مطلوب مرگیا تو بالاجماع حانث نہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ فلان کو اسکا مال ادا کردونگا حالانکہ فلان اس سے پہلے مرگیا ہی مگر اسکو معلوم نہ تھا تو حانث نہوگا اور اگر جانتا ہو تو حانث ہوگا اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک جانتا ہو یا نہ جانتا ہو دونون صورتون مین حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ اسکا قرضہ ادا کردونگا جب نماز پیشین پڑھون تو اسکو ظہر کے آخر وقت تک ادا کرنے کا اختیار ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر کہا کہ عند طلوع الشمس یا حین تطلع الشمس تو وقت طلوع سے تا تبییض[۳] آفتاب ادا کرسکتا ہی اور اگر کہا کہ وقت الضحوہ تو تبییض آفتاب سے زوال آفتاب تک ادا کردے یہ محیط مین ہی - قرضدار نے قسم کھائی کہ شہر سے نہ جاؤنگا حتی کہ تیرا قرضہ تجھے ادا کرون یا تیرا مال تجھے دیدون پھر قبل ادائے قرضہ کے چلا گیا تو حانث ہوگا جیسے قسم کھائی کہ اسکا قرضہ[۴] یا مال ادا نہ کرونگا پھر اسمین سے ایک دیدیا تو حانث نہین ہوتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر قسم کھائی کہ واللہ جو کچھ میرا تجھپر ہی آج قبض نہ کرونگا پھر حالف نے مطلوب کی باندی سے اسی مال پر اُس روز نکاح کیا اور اُس سے دخول کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر مطلوب کے سر مین زخم شجہ موضحہ کردیا جسمین قصاص واجب ہی اور اُس سے اسی مال پر صلح کرلی تو یہ قصاص ہوجائیگا اور وہ حانث نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اپنے قرضدار سے جسپر سو درم آتے ہین کہا کہ اگر مین نے آج تجھ سے یہ قرضہ درم درم[۵] متفرق کرکے لیا تو میرا غلام آزاد ہو پھر اُس سے پچاس درم لیے اور باقی نہ لیا یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا تو حانث نہ ہوگا جیسے پورے سو درم ایکبارگی لینے مین حانث نہوگا اور اول روز اگر اُس سے پچاس درم لے لیے اور باقی پچاس آخر روز لیے تو حانث ہوگا - اور اگر اُسنے دراہم مقبوضہ مین زیوف[۶] یا نبہرہ پائے ہون تو حانث ہونا بحالہ باقی رہیگا ور نہ ہوگا خواہ اُس نے واپس کرکے بدل لیے ہون یا نہ واپس

ف۱ یعنے پہلی تاریخ سے پندرھوین تاریخ تک کسی تاریخ مین ادا کردیا ۱۲ ف۲ کیونکہ پندرھوین کا اول ماہ مین اور سولھوین کا آخر ماہ مین شمار ہی ۱۲ منہ ف۳ یعنے گردہ آفتاب صاف سپید ہو جاوے یعنی جس وقت نماز بلا کراہت جائز ہوتی ہی ۔ ف۴ یعنی ہنسا الاطلاق کل مراد ہوتا ہی ۱۲ منہ ف۵ قولہ درم درم یعنے کچھ درم لیے اور کچھ اور وقت یعنے تھوڑا تھوڑا کرکے لیا و وجہ ایراد لفظہ ظاہر علی الفطن ۱۲ ف۶ جسکو اہل صرف مین کھوٹے کہتے ہین ۱۲ ف۷ یعنے زخم کے بعد زخم کہ

کے اور بدل لیے ہوں یا واپس کیے اور بدلے میں نہ لیے ہوں۔ اور اسی طرح اگر ان درہموں کو مستحق لیا یعنی کسی دوسرے نے اُنپر اپنا استحقاق ثابت کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یہ درم ستوقہ یا رصاص ہوں اور اُسنے ابھی روز واپس کرکے بدل لیے تو بدل لینے کے وقت حانث ہوگا اور اگر اُسنے بدل نہ لیے ہوں تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں نے تجھ سے آج کے روز ان سو درموں میں سے کوئی درم لیا پھر اُس نے اس سے پچاس درم لیے تو لینے کے وقت حانث ہوگا اور یہ استحسان ہے اور اگر اُسنے اس روز کچھ نہ لیا تو حانث نہوگا اور اگر کوئی وقت قسم میں بیان نہ کیا یعنی قسم کو مطلق رکھا بایں طور کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں نے سو درموں قرضہ میں سے تجھ سے درم دو دو درم کرکے لیا پھر اُس سے پچاس درم وصول کر لیے تو لیتے ہی حانث ہوگا اور اگر کہا کہ اگر میں نے قبضہ کیا درم دو دو درم کرکے تو میرا غلام آزاد ہے پس قرضدار نے اُسکے واسطے پچاس درم وزن کر دیے اور اسکو دیے پھر اسی مجلس میں اُسکے واسطے اور پچاس درم وزن کرکے دیے تو استحساناً حانث نہوگا تاوقتیکہ وزن کرنے کے کام میں مشغول ہے اور اگر باقی وزن کرنے سے پہلے وہ کسی اور کام میں مشغول ہوگیا تو حانث ہوگا اور یہی استحسان ہمارے علماے ثلثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور اگر کہا کہ واللہ جو میرا تجھ پر ہے نہ لونگا الا ایک بار میں یا الا ایک دفعہ میں پھر اُسکے واسطے ایک ایک درم کرکے وزن کیا اور ہر ایک درم کے وزن سے فارغ ہوکر اسکو دیتا گیا تو حانث نہوگا اور اگر وہ اس مجلس میں سوائے وزن کے اور کام میں درمیان میں مشغول ہوگیا ہو تو حانث ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر میں نے اپنے اس مال پر جو میرا فلاں پر ہے کچھ کچھ[۱] کرکے قبضہ کیا تو وہ مساکین پر صدقہ ہے یعنی تمام وہ مال جو فلاں پر ہے پھر اُسنے دس درم میں سے نو درم پر قبضہ کرکے اُسی کو ہبہ کر دیا پھر اُسنے باقی درم پر قبضہ کیا تو باقی درم صدقہ کر دینا اُسپر واجب ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے قبض نہ کیا جو میرا مال تجھ پر ہے تو بھی اُس صورت میں یہی حکم ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں نے قبض نہ کیے وہ دراہم جو میرے تجھ پر ہیں تو وہ مسکینوں پر صدقہ ہیں پھر اسکے عوض درم یا کوئی اسباب پر قبضہ کیا یعنے بطور وصول حق کے تو حانث نہوگا۔ اور جو اُسنے ہبہ[۲] کیا ہے اُسکے مثل کا ضامن ہوگا پس مال ضمان کو صدقہ کریگا یہ ظہیریہ میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں نے قبض نہ کیے تجھ سے دراہم بطریق ادائے اس مال کے جو میرا تجھ پر ہے تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُس سے اُن دراہم کے عوض اسباب یا دینار قبض کیے تو اپنی قسم میں حانث ہوا یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ ان لم ازن مالی علیک فکذا یعنی اگر اپنا مال جو تجھ پر ہے وزن کرکے نہ لوں تو میرا غلام آزاد ہے پھر اُسنے کوئی چیز اپنی جنس حق کے خلاف قبض کی خواہ ایسی چیزوں میں سے ہے کہ وزن کیجاتی ہے یا نہیں تو وہ اپنی قسم میں سچا نہوگا اسواسطے کہ جب اُسنے فلاں کی قید لگائی تو عموم لفظ کا اعتبار ساقط ہوا پس راجح بجانب خص الخصوص ہوا کہ وہ قبض عین حق ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر قبض نہ کیا میں نے اپنا مال جو تجھ پر ہے تفصیلی میں تو میرا غلام آزاد ہے پھر مدیون نے اسکو بجائے درم کے دینار یا اسباب ادا کیا تو حالف حانث ہوگا کیونکہ جب عموم لفظ باطل ہوا تو راجح بجانب قبض عین الحق ہوا جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا ہے اور اگر اُس نے وزن سے نہ لیا پھر یوں قرض

۱؎ یعنے تھوڑا تھوڑا کرکے ۱۲ منہ ۲؎ یعنے نو درم جو ہبہ کر دیے تھے ۱۲

وصول کر لینا مراد لیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ اگر میں نے تجھ سے قبض نہ کیے دراہم بطریق اداے اس مال کے جو میرا تجھ پر ہے تو میرا غلام آزاد ہے پھر مطلوب نے طالب سے ایک درم قرض لیا اور اسکو قرضہ میں ادا کیا پھر دوبارہ اُس سے قرض لیا اور ادا کیا اسیطرح برابر ایک ہی درم کو قرض لے کر ادا کرتا گیا یہانتک کہ اُسکے کل درم اُسی ایک درم کے قرضہ لیکر دینے سے پورے ادا کر دیے تو طالب حانث ہوا اور اگر اُسنے تین درم قرض لیکر وہ طالب کو اُسکے قرضہ سابق میں ادا کیے پھر دوباره سہ باره اسی طرح اُنھیں تین درموں کو قرض لے کر ادا کرتا گیا یہانتک کہ اُسکا سب قرضہ سابق ادا کر دیا تو طالب اپنی قسم میں سچا رہا[1]۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید پر جو میرا مال ہے وزن کر کے لے لونگا پھر زید نے اسکو بغیر وزن کیے ہوئے دیدیا اور اُس سے نے لیا تو حانث ہوا اور اگر وکیل قرضخواہ نے وزن کر کے لیا تو قرضخواہ سچا رہا اور اسی طرح اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ مجھ پر جو اسکا ہے وزن کر کے دیدونگا پھر قرضدار کے وکیل نے وزن کر کے دیدیا تو وہ اپنی قسم میں سچا رہا اور اسی طرح اگر طالب و مطلوب دونوں نے اسی طرح قسم کھائی جیسے ہم نے بیان کیا ہے پھر ہر ایک نے اس کام کے واسطے جسپر قسم کھائی ہے وکیل کیا تو وکیل کا فعل شل انکے خود فعل کے ہوگا اور اسیطرح اگر ہر ایک نے قبل قسم کے وکیل کیا ہو پھر ہر ایک کے وکیل نے بعد اپنے موکلوں کی قسم کے موافق قسم کے کیا تو ہر ایک کی قسم پوری ہوگئی اسواسطے کہ توکیل ہر ایک کی طرف فعل مستدام ہے پس بعد قسم کے اسکی استدامت ہر ایک سے بمنزلہ ایسے ہے کہ بعد قسم کے ازسرنو وکیل کیا یہ سب آخر جامع میں مذکور ہے۔ اور یہ مسئلہ بعض کے قول کا موید ہے اور قول بعض یہ ہے کہ اگر قرضخواہ نے کسی کو وکیل کیا کہ زید سے میرا قرضہ قبض کر لے پھر قسم کھائی کہ اس قرضہ کو قبض نہ کرونگا پھر اُسکی قسم کے بعد وکیل نے اسپر قبضہ کیا تو چاہیے کہ حالف اپنی قسم میں حانث ہو جاوے اور وجہ تائید یہ ہے کہ توکیل فعل مستدام ہے پس بعد قسم کے گویا جدید توکیل بقبضہ ہوئی اور فعل وکیل شل اُسکے فعل کے ہے پس گویا اُسنے قبضہ کیا اور حانث ہوا کذا فی المحیط و وجہ التائید من المترجم۔ قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ واللہ تیرا قرضہ پنجشنبہ تک ادا کر دونگا پھر ادا نہ کیا یہانتک کہ روز پنجشنبہ کی فجر طلوع ہو گئی تو اپنی قسم میں حانث ہوا اسواسطے کہ اُسنے پنجشنبہ کو غایت قرار دیا ہے اور غایت اسمیں داخل نہیں ہوتی ہے جسکی غایت قرار دی گئی ہے جبکہ غایت اخراج ہو اور اگر کہا کہ واللہ تیرا قرضہ پانچ روز تک ادا کر دونگا تو جب تک پانچویں روز کا آفتاب غروب ہو جاوے تب تک حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قرضخواہ نے قسم کھائی کہ اپنے قرضدار سے آج اپنا قرضہ قبض نہ کرونگا پھر طالب نے قرضدار مذکور سے اُسی روز کوئی چیز اُس قرضہ کے عوض خریدی اور اسی روز مبیع پر قبضہ کیا تو حانث ہوگا اور اگر مبیع پر کل کے روز قبضہ کیا تو حانث نہوگا اور اگر بعد قسم کے اُسی روز قرضدار سے کوئی چیز بطور بیع فاسد کے خریدی اور پھر اُسی روز قبضہ کر لیا پس اگر اُسکی قیمت

[1] اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسنے لفظ دراہم کا استعمال کیا جسکا اطلاق عرف عرب میں کم از کم تین پر ہوتا ہے پس صورت اول میں چونکہ ایک ایک کر کے اسواسطے حانث ہوا اور صورت دوم میں نہیں ۱۲ ۔ یعنی اُسنے وزن کر کے نہ لیا ۱۲ ۔ یعنی اسپر قبضہ نہ کرونگا ۱۲ ۔ نہ ادا کرنے میں ۱۲ منہ

مثل قرضہ یا زیادہ ہو تو حانث ہوگا اور نہ حانث نہوگا اور اگر اس روز قرضدار کی کوئی چیز تلف کر دی پس اگر تلف کی ہوئی چیز مثلی ہو یعنی اُسکا تاوان اُسکے مثل دینا ہوتا ہے نہ اسکی قیمت تو حانث نہوگا اور اگر قیمتی ہو پس اگر اُسکی قیمت مثل قرضہ کے یا زیادہ ہو تو حانث ہوگا ولیکن یہ شرط ہے کہ پہلے غصب کر کے پھر تلف کی ہو اور اگر بدون غصب کیے ہوئے تلف کی ہو مثلاً جلا دیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ میں نے تیرا مال کل کے روز ادا نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر قرضخواہ غائب ہوگیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکا قرضہ قاضی کو دیدے پس اگر دیدیا تو حانث نہوگا اور قرضہ سے بھی بری ہوگیا اور یہی مختار ہے اور اگر وہ ایسی جگہ ہو کہ جہاں قاضی نہیں ہے تو حانث ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر قرضخواہ غائب نہوا بلکہ موجود ہے ولیکن وہ مال قرضہ کو قبول نہیں کرتا ہے پس اگر اُسکے سامنے اس حیثیت سے رکھدیا کہ اگر قبضہ کرنا چاہے تو اُسکا ہاتھ اس مال تک پہونچ سکتا ہے تو حانث نہوگا اور قرضہ سے بھی بری ہوگا اور اسی طرح اگر غاصب نے اسی طرح مال مغصوب واپس کرنے کی قسم کھائی اور جس سے غصب کیا ہے وہ اسکو قبض نہیں کرتا ہے پس غاصب نے اسی طرح کیا تو بری ہوگیا اور حانث نہوگا یہ خلاصہ میں ہے المنتقی میں ہے کہ ابن سماعہ نے فرمایا کہ میں نے امام ابو یوسفؒ کو فرماتے سُنا کہ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے جدا نہونگا حتی کہ تو میرا حق دیدے آج کے روز اور اسکی نیت یہ ہے کہ میں تیرا ساتھ نہ چھوڑونگا یہانتک کہ تو مجھے میرا حق دیدے پھر وہ دن گذر گیا اور حالف نے ساتھ نہ چھوڑا اور قرضدار نے قرضہ بھی نہ دیا تو حانث نہوگا اور اگر یہ دن گذر جانے کے بعد اُس سے جدا ہوگیا تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ تجھ سے جدا نہونگا یہانتک کہ تجھے سلطان کے پاس پہونچاؤنگا آج کے روز یا یہانتک کہ تجھکو مجھ سے سلطان چھڑادے پھر یہ دن گذر گیا اور اُسکا ساتھ نہ چھوڑا اور اسکو سلطان کے پاس نہ لے گیا اور نہ سلطان نے اسکو حالف سے چھوڑایا تو بھی یہی حکم ہے کہ جب ہی حانث ہوگا کہ اُسکا ساتھ بعد اسکے ترک کرے ورنہ حانث نہیں ہوا۔ اور اگر اُسنے دن کو مقدم کیا باین طور کہا کہ آج تجھے نہ چھوڑونگا یہانتک کہ تو مجھے میرا حق دیدے پھر دن گذر گیا اور اُسکا ساتھ نہ چھوڑا اور نہ اُسنے قرضہ دیا تو حانث نہوا اور اگر اُسدن کے بعد اُسکا ساتھ چھوڑ دیا تو حانث نہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو سے تقاضا نہ کرونگا پھر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُس سے تقاضا نہ کیا تو حانث نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر قرضخواہ نے قسم کھائی کہ اگر نہ لیا میں نے تجھ سے اپنا مال جو میرا تجھ پر آتا ہے کل کے روز تو میری جورو طالقہ ہے اور قرضدار نے بھی قسم کھائی کہ کل کے روز اسکو نہ دونگا پس قرضخواہ نے اُس سے جبراً لے لیا تو دونوں حانث نہ ہونگے اور اگر اس سے یہ ممکن نہ ہوا تو اُسکو قاضی کے پاس کھینچ لیجاوے پس جب اُس سے مخاصمہ کیا تو اپنی قسم میں سچا ہوگیا۔ ایک نے اپنے قرضدار سے قسم لی کہ ہر ہفتہ تیرا حق فلان روز ضرور ادا کرونگا اور تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیدونگا اور بغیر تیری اجازت کے نہ جاؤنگا پھر روز موعود حالف آیا اور اسی روز قرضہ سب ادا کر دیا۔ لیکن اُسنے ہاتھ نہیں پکڑا اور بدون اُسکی اجازت کے چلا گیا تو یہ حالف قرضدار حانث نہ ہوگا۔ اگر قسم کھائی کہ اپنا مال تجھ پر نہ چھوڑونگا اور اسکو قاضی کے پاس لیگیا پس قاضی نے

اسکو قید کیا یا اُس سے قسم لے لی تو حالف اپنی قسم مین سچا ہوگیا یہ خلاصہ مین ہے - اور اسی طرح اگر اسکو قاضی کے پاس نہ لے گیا اور رات ہونے تک اُسکو ساتھ سے نہ چھوڑا تو بھی سچا ہوگیا یہ سرخسی مین ہے - قال المترجم عبارۃ المسئلۃ ہکذا الا ادفع مالی علیک حلف علیہ فتدبر اور اگر عربی مین قسم کھائی کہ لیعطینہ مع حل المال او عند حلاو حین یحل المال او حیث یحل اور اسکی کچھ نیت نہین ہے تو جسوقت مال دینے کا وقت آوے اسی ساعت مین دیدے اور اگر اُس ساعت سے زیادہ تاخیر ہوگئی تو حانث ہوگا یہ مبسوط مین ہے قال المترجم قولہ دیدے یعنی دینے مین مشغول ہوجاوے ف فافہم - اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ فلان روز اسکو قرضہ ادا کرونگا پھر روز مذکور سے پہلے ادا کردیا - یا قرضخواہ نے اسکو ہبہ کردیا یا بری کردیا پھر وہ دن آیا حالانکہ اسپر قرضہ کچھ نہین تو امام اعظم و امام محمد رہ کے نزدیک حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ مرگیا اور قرضدار نے اسکو میت کے وارث یا وصی کو ادا کردیا تو قسم مین سچا رہا ورنہ حانث ہوگا یہ ذخیرہ کردری مین ہے - ایک نے اپنی جورو کے حق مین قسم کھائی کہ اگر مین ہر روز اسکو ایک درم نہ دون تو تجکو طلاق ہے پس کبھی اسکو غروب کے وقت دیتا ہے اور کبھی عشا کے وقت دیتا ہے تو فرمایا کہ اگر درمیان مین ایک رات و دن خالی نگذر جاوے کہ اسمین درم نہ دے تو اپنی قسم مین سچا رہیگا یہ بحر الرائق مین ہے - زید نے قسم کھائی کہ نہ تاخیر کرونگا عمرو کے اپنے مال کی جو زید کے اوپر آتا ہے پھر اسکے تقاضے سے خاموش رہا یہانتک کہ مہینہ گذر گیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسنے تاخیر نہین دی یہ فتاوی کبرے مین ہے - فتاوی نسفی مین لکھا ہے کہ اپنے قرضدار سے قسم لی کہ مجھ سے منھ نہ چھپاوے اور رقم کا کوئی وقت مقرر نہین کیا پس جب اُسنے اسکو طلب کیا اور اسکو طلب کرنا معلوم ہوا اور ظاہر نہوا تو حانث ہوجائیگا اور اگر وہ پوشیدہ بازار مین گیا تو حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ نے طلب کیا اور اسکو معلوم ہوا پس ظاہر ہوا تو حانث نہوگا اور اگر قرضخواہ دو آدمی ہون اور دونون نے قرضدار سے اسطرح قسم لی پھر اُسنے انمین سے ایک کا قرضہ ادا کردیا تو اُسکے حق مین قسم باقی رہیگی یہ خلاصہ مین ہے - اگر شیخ ابو نصر خجندی سے دریافت کیا گیا کہ قرضدار نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ اگر مین نے تیرا قرضہ بروز عید ادا نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر عید کا روز آیا لیکن اُس شہر کے قاضی نے کسی دلیل سے جو اسکے پاس ہے اُس دن کو عید نہین قرار دیا ہے اور اسمین نماز عید نہین پڑھی اور دوسرے شہر کے قاضی نے اسکو عید قرار دیا ہے اور اسمین نماز پڑھی ہے تو فرمایا کہ اگر کسی شہر کے قاضی نے اس روز کے عید کا روز ہونے کا حکم دیا تو یہ دوسرے شہر والون کے واسطے بھی لازم ہوگا جبکہ مطالع مختلف نہون جیسے رمضان کا روزہ ہونے مین حکم ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ ہر ماہ اسکو ایک درم دونگا اور اسکی کچھ نیت نہین ہے اور اُسنے اوّل ماہ مین قسم کھائی ہے تو یہ مہینہ بھی اُسکی قسم مین داخل ہوگا اور چاہیے کہ اس مہینہ نکل جانے سے پہلے اسکو ایک درم دیدے اور

ف پس اگر وہ تھیلی کھولکر ادا کرنے کی غرض سے گننے و پرکھنے و تولنے لگا اور کھوٹے و کھرے کے جدا کرنے مین کسی قدر دیر بھی ہوئی تو تاخیر مین اسکا شمار نہوگا ۱۲ منہ ع کیونکہ محاورہ مین اسی طرح بول چال جاری ہے پس اس سے یہ نہین سمجھا جائیگا کہ گذشتہ دن ہی کو خاص کیا ہے ۱۲ منہ ع یعنے قرضدار نے یا مطلوب نے ۱۲ عہ یعنے مال کا وقت آجاوے ۱۲ ع یعنے نفقہ کی بابت ۱۲ عہ یعنے ۱۲ ادائے قرضہ بنا بر عرف ۱۲

اسی طرح اگر آخر ماہ مین قسم کھائی ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر یون کہا ہو کہ ہر مہینہ مین تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر قسم کھانے والے پر مال قسط وار ہو کہ ہر مہینہ کے انسلاخ پر ایک قسط کا ادا کرنا آتا ہو پس اُس نے قسم کھائی کہ اسکو ہر مہینہ مین قسط ادا کرونگا تو اُسی مہینہ مین اسپر قسط لازم ہو گئی کہ اسکی میعاد آچکی ہے پس اگر اُسنے اس مہینہ کے آخر ہونے تک ادا کر دی یعنے اس مہینہ کی قسط کو تو اپنی قسم مین سچا رہا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ جو مجھپر ہے ضرور اُسکے ادا کرنے مین کوشش بلیغ کرونگا تو وہ اس مال کو بھی فروخت کرے جو بصورت قاضی کے یہان نالش ہونے کے قاضی اُسکو اُسکی طرف سے فروخت کرتا یہ ظہیریہ مین ہے

مسائل متفرقہ۔ ایک نے اس طرح قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین مالک ہون الا سو درم کا حالانکہ وہ اُس سے کم کا مالک تھا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر وہ فقط سو درم ہی کا مالک ہو تو بھی حانث نہوگا اور اُسکا غلام آزاد نہوگا اور اگر وہ سو درم سے زیادہ کا مالک ہو تو حانث ہوگا اور اگر اُسکی ملک مین سو درم ہون مگر اُسکی ملک مین دینار ہون جو سو درم سے زائد ہین تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے پاس تجارت کے غلام ہون یا اسباب تجارت یا ایسے سوائم جنمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو حانث ہوگا خواہ پورا نصاب ہو یا نہو اور اگر اُسکی ملک مین غلام خدمت ہون یا ایسا مال جو جنس زکوٰۃ سے نہین ہے مثل دور و عقار و سباع جو واسطے تجارت کے نہین ہے تو حانث نہ ہوگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اُسنے وارث چھوڑا اور میت کا ایک شخص پر قرضہ ہے پس وارث مذکور اس قرضدار کے پاس آیا اور اُس سے مخاصمہ کیا پس قرضدار نے قسم کھائی کہ اس شخص کا مجھپر کچھ نہین ہے پس اگر وہ اُسکے مورث کی موت سے آگاہ نہ تھا تو مجھے امید ہے کہ حانث نہوگا اور اگر آگاہ تھا تو حانث ہوگا اور یہی مختار ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اصل مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میرے لیے کچھ مال نہین ہے حالانکہ اُسکا قرضہ کسی مفلس یا تونگر پر ہے تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی نے اسکا مال غصب کر لیا ہو اور اسکو تلف کر ڈالا اور اسکا اقرار کرتا ہو یا وہ مال معینہ موجود ہو مگر وہ انکار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مال مغصوب بعینہ موجود ہو اور غاصب اقرار کرتا ہو کہ مین نے فلان سے غصب کر لیا ہے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس اُسکی ودیعت ہو اور مستودع مقر ہو تو حانث ہوگا اور اگر اُسکے پاس قلیل یا کثیر سونا یا چاندی ہوگی تو حانث ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکے پاس مال تجارت یا مال سوائم ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اُسکے پاس اسباب حیوان غیر سائمہ ہون تو استحساناً حانث نہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ زید سے جس حق کا دعوی کرتا ہے اُس سے صلح نہ کرونگا پھر کسی کو وکیل کیا جسنے زید سے اُسکی بابت صلح کر لی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ زید سے خصومت نکرونگا پھر کسیکو اُسکے

---

[1] یعنے بعد قسم گذشتہ کا جب چکا دیا ہوگا اور آیندہ سے از روے حلف واجب ہو اور نیز یہ مہینہ جسمین قسم کھائی ہے واجب الادا ہے ۱۲ منہ [2] ظاہراً یون صحیح ہے اگر اُسکی ملک مین درم ایک کم سو ہون تو کراہ واللہ اعلم ۱۲ منہ [3] یعنے جسکے پاس ودیعت رکھی گئی ہے ۱۲ [4] قال المترجم اطلاق مال دلالت کلام باہم عرف کے جسکو شامل ہو وہ مال ہونگے ورنہ نہین ۱۲ منہ عہ یعنے وارث مذکور ۱۲ [5] یعنے نالش یا جوابدہی ۱۲

ساتھ خصومت کیواسطے وکیل کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید سے مصالحہ نہ کرونگا پھر اُس سے صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا کہ اُس نے صلح کرلی تو قضاءً حانث ہوگا اسواسطے کہ صلح مین عہدہ بذمہ وکیل نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ یہ ہزار درم خرچ نہ کرونگا پھر اُن سے اپنا قرضہ ادا کیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ عرف مین یہ خرچ کرنا نہین ہے اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا اور اگر اسیطرح بھی نہ دینے کی نیت کی ہو تو بالاتفاق حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسنے اپنے اوپر سختی کی نیت بیان کی ہے ولیکن صرف مین اُسکی تصدیق ہنوگی یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ قرضہ اپنے ذمہ نہ لونگا پھر کسی عورت سے نکاح کیا تو بلحاظ دین مہر کے حانث نہوگا اور اگر بیع سلم مین درم لیے تو حانث ہوا یہ خلاصہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ ایسا فعل نہ کرونگا تو اُسکو ہمیشہ کے واسطے ترک کرے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ ضرور ایسا کرونگا تو ایکبار کرنے سے قسم پوری ہوجائیگی خواہ اُسنے باکراہ اسکو کیا ہو یا خوشی سے خواہ یاد سے یا بھولے سے خواہ خود اپنے واسطے یا غیر کی طرف سے وکیل ہوکر۔ اور اگر اُسنے اس فعل کو نہ کیا تو اُسکے حانث ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا یہانتک کہ اُسکی طرف سے اُس فعل سے یاس ہوجاوے اور اسکی یہ صورت ہے کہ وہ بدون اس فعل کے کرنے کے مرجاوے پس اسپر واجب ہے کہ کفارہ ادا کرنے کی وصیت کرجاوے یا یہ صورت ہے کہ محل فعل فوت ہوجاوے جیسے قسم کھائی کہ زید کو مارونگا یا یہ کہ یہ روٹی کھاؤنگا پھر زید اسکے فعل سے پہلے مرگیا یا روٹی کسی نے کھائی تو حانث ہوگا اور یہ اسوقت ہے کہ قسم مطلق ہو اور اگر مقید ہو مثلاً قسم کھائی کہ اس روٹی کو آج کے روز کھاجاونگا تو قبل وقت گذرنے کے فوت محل فعل سے امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قسم ساقط ہوگی اور امام ابو یوسفؒ نے اسمین خلاف کیا ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ حرام نہ کرونگا تو نکاح فاسد سے حانث نہوگا اور اسیطرح چوپایہ بہائم[ف] کے ساتھ وطی کرنے سے بھی حانث نہوگا الا آنکہ کوئی بات ایسی ہو کہ وہ اس امر پر دلالت کرے کہ یہ بھی مراد تھی جیسے مثلاً کھانے والا گانون کے جاہل گنوارون مین سے ہو جو بہائم وچوپایون کو یون ہی سمجھے چلتے ہین یہ سراجیہ مین ہے ایک نے قسم کھائی کہ کچھ وصیت نہ کرونگا پھر اُسنے مرض الموت مین ہبہ کیا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر اپنے مرض الموت مین اپنے باپ کو خریدا کہ وہ اُسکی طرف سے آزاد ہوگیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ آج اسکو سو درم ہبہ کرونگا پھر اسکو ایسے سو درم ہبہ کیے جو واہب کے کسی دوسرے پر قرضہ ہین اور اسکو اُسکے وصول کرلینے کا وکیل کردیا تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا اور ہبہ کرنے والا قبل موہوب لہ کے قبضہ کرنے کے مرگیا تو موہوب لہ اسپر قبضہ نہ کرسکے گا اسواسطے کہ وہ وارثون کی ملک ہوگئی یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک نے قسم کھائی کہ زید جسکا مجھکو حکم کریگا اور جس سے منع کریگا اسمین اُسکی اطاعت کرونگا پھر اُسکے بعد زید نے اسکو اُسکی جورو سے جماع کرنے سے منع کیا پھر اُسنے اپنی جورو سے جماع کیا تو حانث نہوگا بشرطیکہ بیان کوئی ایسی بات ہنو جو اسپر دلالت کرے کہ ایسے امور تو اسکی بھی مراد تھے قسم کھائی کہ فلان کی خدمت نکرونگا پھر اجرت پر اُسکی

ف گائے بھینس بیل اونٹ وغیرہ چوپایہ ۱۲ ع ف یا دینار وغیرہ ۱۲ ع ورنہ حانث ہوگا ۱۲ منہ

قمیص سی دی تو حانث نہوگا اور اگر بلا اجرت سی دی تو حانث ہونے کا خوف ہے یہ فتاوی کبرلے مین ہے۔ اور اگر کہا کہ کل مال جو میری ملک ہے ہدی ہے پس دوسرے نے کہا کہ اور مجھپر اسکے مثل ہے تو دوسرے پر لازم ہوگا کہ اپنا تمام مال خواہ مال اوّل سے کم ہو یا زیادہ ہو یا برابر ہو ہدی کردے لیکن اگر اسکی نیت ہو کہ اول کے مال کے برابر ہدی ہے تو قسم اُسی تعدر پر ہوگی قال المترجم ہدی سے مراد وہ مال کہ فقراے مکہ معظمہ کو صدقہ دیا جاوے۔ اور اگر کہا کہ کل مال کہ مین اُسکا مالک ہون سال بھر تک پس وہ ہدی ہے پس دوسرے نے کہا مثل اسکے تو دوسرے پر کچھ لازم نہوگا یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر ایک نے قسم کھائی کہ مین اُس آدمی کو نہین پہچانتا ہون حالانکہ وہ اسکو صورت سے پہچانتا ہے مگر نام سے نہین پہچانتا ہے یعنی نام نہین جانتا ہے تو حانث نہوگا اسی طرح یہ مسئلہ اصل مین مذکور ہے اور زفر مایا کہ لیکن اگر اُسنے صورت سے بھی نہ پہچاننے کی نیت کی ہو تو حانث ہوگا پس اگر اُسنے ایسی نیت کی تو اُسنے اپنے اوپر سختی کرلی اور لفظ اس مراد کو محتمل ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ محلوف علیہ کا کچھ نام ہو اور اگر اسکا کچھ نام نہو مثلاً ایک شخص کے یہان فرزند پیدا ہوا اور پڑوسی نے دیکھکر قسم کھائی کہ مین اس فرزند کو نہین پہچانتا ہون حالانکہ ہنوز اسکا نام نہین رکھا گیا ہے تو وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ اسکو صورت سے پہچانتا ہے اور نام اُسکا کوئی خاص نہین ہے تاکہ اُسکی شناخت شرط کیجاوے یہ محیط و ظہیریہ مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ یہ فعل نہ کرونگا مادامیکہ فلان اس شہر مین ہے پھر فلان مذکور یہان سے چلا گیا پس اُسنے یہ کام کیا پھر وہ لوٹ آیا پھر اُسنے دوبارہ یہ فعل کیا تو حانث نہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ بروز جمعہ کوئی عمل نکرونگا یعنی کوئی کام نہ بناؤنگا اور اس شخص کے پاس کپڑا تھا جسکی قمیص تیار کرانی منظور تھی پس اسکو درزی کے پاس لے گیا اور اسکو امر کیا کہ اسکی قمیص سی دے تو حانث نہوگا یہ فتاوی کبری مین ہے۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ زید نے عمرو کے پاس کوئی چیز ہدیہ بھیجی پس عمرو نے کہا کہ اگر مین نے تجھے اس ہدیہ کے عوض یہ قبا نہ دی تو میرا غلام آزاد ہے پھر کچھ زمانہ گذرا پھر عمرو نے اسکو دس درم دیے اور اُس سے باہم صلح کرلی تو حانث ہوگیا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جب تک قبا باقی ہے اور وہ زندہ ہے تب تک حانث نہین ہوگا چنانچہ اگر اُسکے بعد قبا دیدی تو اپنی قسم مین سچا ہوگیا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس قلم سے نہ لکھونگا پھر اسکو توڑ ڈالا پھر دوبارہ اسکو درست کرکے اُس سے لکھا تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اُس چھری سے نہ کاٹونگا پھر اسکو توڑکر دوبارہ بنوا کر اُس سے تراشنے کا کام لیا تو حانث نہ ہوگا یہ حاوی مین ہے۔ قسم کھائی کہ فلانہ عورت کی صورت نہ دیکھونگا پھر نقاب کے ساتھ اسکی صورت پر نظر کی تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ آدھے سے زیادہ چہرہ کھلا نہو یہ امام محمد رح نے فرمایا ہے قسم کھائی کہ فلان کی صورت نہ دیکھونگا پھر اُسکی صورت باریک پردہ یا شیشہ کے پیچھے سے دیکھی جسکے پیچھے سے اُسکی صورت ظاہر ہوتی تھی تو حانث ہوا بخلاف اسکے اگر آئینہ پر نظر ڈالی اور اُسمین اسکا چہرہ نظر آیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوی کبرے مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے فلان کو دیکھا پس مین نے اسکو نہ مارا

ع۱ اور اگر خود قطع کی یا سی تو حانث ہونا چاہیے واللہ اعلم ۱۲ منہ ع۲ یعنے قبا دینے سے ۱۲ منہ

تو میرا غلام آزاد ہے پھر اسکو بقدر ایک میل یا زیادہ دوری سے دیکھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث[1] نہ ہوگا
اسواسطے کہ اُس نے اسکو نہیں دیکھا ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تجھ سے ملاقی ہوا پس مین نے تجھ
سلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہے تو چاہیے کہ ملاقات ہونے کی ساعت مین سلام کرے اور اگر ایسا نہ کیا تو حانث
ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر مین نے تیرا گھوڑا[2] تجھ سے عاریت مانگا پس تو نے مجھے نہ دیا تو
میرا غلام آزاد ہے تو اس صورت مین بھی چاہیے کہ دینے سے انکار کرنا اسکے فعل یعنے مانگنے کے ساتھ پایا جاوے
اور اگر اُسکے سوائے اور نیت کی ہو تو قضاءً اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ منتقی مین لکھا ہے
کہ اگر قسم کھائی کہ فلان کی جانب نہ دیکھونگا پھر اسکے پانون یا ہاتھ یا سر کی طرف نظر کی تو امام محمدؒ نے
فرمایا کہ اگر پانون یا ہاتھ کی طرف دیکھا تو اسکو نہ دیکھا اور اُسکا دیکھنا یہی ہے کہ اُسکے منھ یا سر یا بدن کیطرف
نظر ڈالے اور اگر اسکے سر کے اوپر کی طرف نظر ڈالی تو بھی اسکو نہ دیکھا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر اسکو دیکھا اور
درحالیکہ اسکو نہیں پہچانتا ہے تو اُسکا دیکھنا متحقق ہوا اور اگر اسکو سر سے پانون تک مثل کفن کے کپڑے مین لپیٹا ہوا
دیکھا اور اسکا سر و بدن الگ الگ ظاہر ہوتا ہے مگر کپڑا ایسا ہے کہ اسکی سب صورت ظاہر کرتا ہے یعنی مثلاً ایسا باریک
کپڑا ہے کہ جسکے اندر سے اُسکے سر یا بدن کی شکل و ہیات کھلتی ہے تو اسکو دیکھنا ثابت[3] ہوا اور اگر اس کپڑے مین سے
اسکا بدن معلوم نہ ہوتا ہو تو اسکو نہیں دیکھا اور اگر اسکی پیٹھ کو دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر اُسکے سینہ و پیٹ کو دیکھا تو
اسکو دیکھا اور اگر اسکے سینہ و پیٹ مین سے اکثر حصہ دیکھا تو اسکو دیکھا اور اگر تھوڑا نصف سے کم دیکھا تو اسکو
نہ دیکھا اور کسی عورت کی نسبت قسم کھائی کہ اسکو نہ دیکھونگا پھر عورت مذکورہ کو نقاب ڈالے ہونیکی حالت مین بیٹھے ہوے
یا کھڑے ہوئے دیکھا تو اسکو دیکھا الا آنکہ اسکی نیت یہ ہو کہ اُسکے چہرہ کو نہ دیکھونگا تو دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعم
اُسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی لیکن اگر قسم مذکورہ سے پہلے ایسی گفتگو ہو کہ جو اس مراد پر دلالت
کرے تو قضاءً بھی تصدیق ہوگی اور اگر اُس نے کہا کہ اگر مین نے فلان کو دیکھا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اسکو مردہ
یا کفن پہنایا ہوا دیکھا حالانکہ اُسکا منھ ڈھانک دیا گیا ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ حانث ہوگا کیونکہ دیکھنا زندگی
و مرگ دونوں پر ہے یعنے خواہ زندہ دیکھا تو اُسکا دیکھنا کہلا دیگا خواہ مردہ دیکھا تو بھی ایسا ہی ہے کہ بعد موت
کے دیکھ لینا ایسا ہو جیسے زندگی مین دیکھنا یہ محیط مین ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر مین نے خالد کو دیکھا پس
تجھکو آگاہ نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر خالد کو عمرو کے ساتھ دیکھا تو امام اعظم رح و امام محمدؒ کے نزدیک
زید حانث نہ ہوگا اور اُسکا غلام آزاد نہو گا اور اگر زید نے کہا ہو کہ اگر مین خالد کو دیکھون پس اسکو تیرے
پاس نہ لاؤن تو میرا غلام آزاد ہے اور باقی مسئلہ مثل مذکورہ بالا واقع ہوا تو بھی اُسکا غلام آزاد نہ ہوگا یہ
فتاوی قاضی خان مین ہے ہشام نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے اگر کسی نے کہا کہ واللہ فلانے کی موت و زندگی مین [illegible]

ف۱ لیکن یہ مین تامل ہے کیونکہ رویت اور ملاقات مین فرق ہے پس جس وقت اُس نے اپنے غلام سے یون کہا کہ اگر مین نے تجھکو دیکھا پھر تجھکو نہ مارا تو تو آزاد ہے
یا اپنی جورو سے اسی لفظ کے ساتھ طلاق معلق کی پھر اسکو ایک میل کے فاصلہ سے دیکھا تو حانث ہوگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین تجھ سے ملاقی ہوون
تجھ تو حانث نہ ہوگا ۱۲ منہ ف۲ خچر و اونٹ وغیرہ سواری کے جانور ۱۲ ف۳ تب حانث ہوگا ۱۲ ف۴ یعنے چند یا وغیرہ ۱۲ ف۵ یعنے نصف سے زائد ۱۲ منہ

نہوگا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ زندگی میں حاضر ہونا یہ ہوگا کہ اُسکے غم و شادی میں حاضر ہوا اور موت میں حاضر ہونا یہ ہے کہ اُسکے مرگ و جنازے پر حاضر ہو۔ اگر زید نے کہا کہ اگر میں نے عمرو کو حرام پر نہ دیکھا تو میری جورو طالقہ ہے پھر عمرو کو دیکھا کہ وہ اجنبیہ عورت کے سات خلوت میں ہے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ حرام نہیں ہے مکروہ ہے[ف] یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک نے فارسی میں کہا کہ ہزار درم از مال من بعد درویشان دادہ او در وہ تنہا ہی کہنے پایا تھا کہ کسی نے اسکا منھ بند کر لیا حالانکہ وہ چاہتا تھا کہ آگے یوں کہے کہ اگر چنین کنم تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ احتیاطاً ہزار درم صدقہ کر دے اور اگر طلاق یا عتاق کے ساتھ قسم منعقد کرنے کا قصد تھا اور ایسا واقع ہوا تو طلاق و عتاق کچھ واقع نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور فوائد شمس الاسلام میں ہے کہ ایک نے اپنا کپڑا دھوبی کو دیا پھر دھوبی انکار کر گیا پھر اُس شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں نے تجھے نہ دیا ہو تو میرا غلام آزاد ہے حالانکہ[ف] اصل میں اس شخص نے اُسکے پسر یا شاگرد پیشہ کو دیا تھا تو فرمایا کہ اگر پسر یا شاگرد پیشہ مذکور اُسکے عیال میں سے ہو تو یہ شخص حانث نہوگا الا اُسی صورت میں کہ اُسکی یہ نیت ہو کہ دھوبی ہی کو دیا تھا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک نے عربی میں اپنی جورو کی طلاق کی قسم اس امر پر کھائی کہ لا ادع فلانا یمر علی ہذہ القنطرۃ یعنی نہ چھوڑونگا فلان کو کہ اس پل پر سے گذرے پھر اُسکو فقط زبان سے منع کیا تو قسم میں سچا ہو جائیگا۔ ایک نے اپنے پسر سے کہا کہ اگر میں نے تجھے چھوڑ دیا کہ تو فلان کے ساتھ کام کرے تو میری جورو طالقہ ہے پس اگر پسر مذکور بالغ ہو کہ بقول اُسکے روکنے سے اُسکو قدرت حاصل نہو پس اُسکو زبان سے منع کر دیا تو قسم میں سچا ہو گیا اور اگر پسر صغیر ہو تو قسم میں سچے ہونے کے واسطے شرط ہے کہ قول و فعل دونوں سے منع کرے۔ ایک نے اپنے صہر کی مقبوضہ زمین کا دعوے کیا اور قسم کھائی کہ اگر میں نے یہ دعوی چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس زمین کو لے لوں تو میری جورو طالقہ ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہر ماہ میں اُس نے ایک بار مخاصمہ کیا اور پورا مہینہ کبھی خصومت کو ترک نہ کیا تو حانث نہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ واللہ نہ چھوڑونگا اسکو کہ اس قصبہ سے نکل جاوے پھر وہ نکل گیا اور حالف کو نہ معلوم ہوا تو وہ حانث نہ ہوگا اور اگر اسکو نکلتے دیکھا اور چھوڑ دیا منع نہ کیا تو حانث ہوگا اور اگر اُسکے ساتھ ہو گیا مگر اُسپر قدرت نہ پائی یہاں تک کہ وہ چلا گیا تو حانث نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر یہ جملہ گیہون ہون تو میری جورو طالقہ ہے پھر دیکھا تو وہ گیہون اور چھوہارے تھے تو حانث نہوگا اور یہ صاحبین رح کا قول ہے اور اگر کہا کہ ان کانت ہذہ الجملۃ الا حنطۃ یعنے اگر ہو یہ تمام الا گیہون تو میری جورو طالقہ ہے پھر وہ گیہون و چھوہارے نکلے تو وہ حانث ہوا اور اگر وہ سب گیہون ہون تو امام ابو یوسف رح کے قول میں حانث نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں حانث نہ ہوگا یہ ایضاح میں ہے۔ اسیطرح اگر کہا کہ اگر ہووے

[ف] اس مسئلہ میں تاویل کی ضرورت ہے مثلاً اپنے عمر بھر از جائز میں نہ دیکھا سوا اجنبی عورت سے تخلیہ کے تو حانث ہوا یا عبارت میں سہو ہے اور صحیح اس طرح ہے اگر زید نے کہا کہ اگر میں نے عمرو کو حرام پر نہ دیکھا ہو تو میری جورو طالقہ ہے اور حال یہ ہے کہ اسے یہ بیان کیا کہ وہ یہ ہے کہ میں نے عمرو کو دیکھا تھا کہ اُسنے ایک اجنبیہ عورت کے ساتھ تخلیہ کیا تھا اور اس پر امام ثانی نے فرمایا کہ اپنی قسم میں وہ سچا ہے ہے کیونکہ اُسنے جھوٹی قسم کھائی اسواسطے کہ یہ حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے اقول یہ صحیح ہے لیکن یہاں یہ ہے کہ حرام حرام و مکروہ میں فرق نہیں کرتے تو قسم میں عرف ہے از فقہ بیان ظاہر یہ معنی ہے فافہم ۱۲ منہ

[ف] قال المترجم ظاہرا مراد یہ ہے کہ وہ اسکے منع کرنے سے باز رہا فافہم و فیہ عجب ۱۲ منہ

یہ جملہ سوائے گندم یا غیر گندم کے تو یہ مثل الا گندم کہنے کے ہے یعنی حکم صاحبینؒ میں باہم اختلاف مثل اختلاف مذکور ہے یہ بدائع میں ہے اور منتقی میں بروایت ابراہیم مذکور ہے کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے سفر دراز نہ کیا تو فلانہ باندی آزاد ہے تو فرمایا کہ اگر اسکی نیت میں روز یا زیادہ دور کے سفر کی ہو تو قسم اسکی نیت پر ہوگی ورنہ اگر کچھ نیت نہ کی تو یہ قسم ایک مہینہ کے سفر پر ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور فتاوائے ماوراءالنہر میں مذکور ہے کہ شیخ ابو نصر دبوسی سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے قسم کھائی مگر یہ بھول گیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی یا روزہ رکھنے کی یا جورو کے طلاق کی یا انہیں میں سے کسی کی قسم کھائی تھی تو فرمایا کہ اسکی قسم طلاق پر ہوگی الا آنکہ اسکو یاد ہو جاوے یہ تاتارخانیہ میں ہے قال المترجم اس سے ظاہر ہوا کہ ان تین میں طلاق کو ترجیح ہوگی بنظر برفقہ وحفظ دین واللہ تعالیٰ فافہم اگر کسی نے ایک خادم کی نسبت جو اسکی خدمت کرتا تھا قسم کھائی کہ اس سے خدمت نہ چاہونگا تو اس مسئلہ میں دو وجہیں ہیں اول آنکہ خادم مذکور اسکا مملوک ہو اور اسمیں چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ بعد قسم کے اس سے ظاہر و صریح خدمت چاہی مثلاً کہا کہ میری خدمت کرے تو وہ حانث ہوگا اور یہ ظاہر ہے دوسری صورت یہ کہ قسم کے بعد اسنے بدون حکم مولی کے مولی کی خدمت کی اور مولی نے اسکو خدمت کرنے دی حالانکہ وہ قسم سے پہلے خدمت مولی کے حکم سے کیا کرتا تھا تو اس صورت میں بھی حانث ہوگا اور تیسری صورت یہ ہے کہ اسنے بغیر حکم مولی کے اسکی خدمت کی اور پہلے بھی بغیر حکم مولے کے خدمت کیا کرتا تھا تو اس صورت میں بھی حانث ہوگا اور چوتھی صورت یہ ہے کہ بعد قسم کے اسنے مولی کی خدمت بدون اسکے حکم کے کی اور قسم سے پہلے اسکی خدمت بالکل نہیں کرتا تھا تو اس صورت میں بھی حانث ہوگا۔ اور رہی وجہ دوم وہ یہ ہے کہ خادم مذکور کسی دوسرے کا مملوک ہو اور اسمیں بھی وہی چار صورتیں ہیں جو ہمنے اوپر بیان کی ہیں مگر اس وجہ میں پہلی دونوں صورتوں کے وقوع سے حانث ہوگا اور پچھلی دونوں صورتوں کے وقوع سے حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ خادم مملوکہ زید سے خدمت نہ چاہونگا پھر خادم مذکور سے صریح نہیں بلکہ اشارہ سے وضو کا پانی یا پینے کے واسطے پانی مانگا اور قسم کھانے کے وقت اسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کیونکر یا کیسی خدمت نہ چاہونگا تو یہ شخص حانث ہوگا خواہ خادم فلاں اسکو بجا لاوے یا نہ لاوے اور اگر اسنے قسم میں یہ نیت کی ہو کہ اسطرح خدمت نہ چاہونگا کہ میں اس سے خدمت کو کہوں تب وہ خدمت کرے تو دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اسکے قول کی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کا خادم میری خدمت نہ کریگا پھر قسم کھانے والا اور زید مذکور ساتھ دسترخوان پر کھانے کو بیٹھے اور یہی خادم ان لوگوں کے کھانے و پانی کی خبر گیری کرتا ہے تو حالف مذکور حانث ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اندر گھر کے ہر کام کاج کو خدمت بولتے ہیں اور باہر کے کام کاج مثل خرید و فروخت وغیرہ کو تجارت بولتے ہیں اور وہ خدمت میں شمار نہیں ہے۔ اور واضح ہو کہ خادم کا اطلاق غلام و باندی دونوں پر ہے خواہ بڑا ہو یا اسقدر چھوٹا کہ خدمت کر سکتا ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ قال المترجم ہمارے عرف میں گھر کے کام کاج کے ساتھ بازار کے ضروری خرید و فروخت بھی خدمت میں داخل ہے اور یہی انکے عرف میں بھی بنا بر صحیح مراد ہے اور رہا لفظ خادم سو ہمارے عرف میں

غلام پر بولا جاتا ہے اور نیز نوکر ماہواری و سالانہ پر بھی اور باندی پر خادم نہیں بلکہ خادمہ کا اطلاق ہوتا ہے اور اسی طرح ماہانہ یا سالانہ پر جو عورت نوکر ہو خادمہ کہلاتی ہے بنابرین مسائل کی تخریج مین فرق ملحوظ رکھنا چاہیے ہے فافہم۔ واللہ تعالی الملہم للصدق والصواب۔ واضح ہو کہ مزارعت مین کاشتکار و مالک زمین جہان مذکور ہوتے ہین اُنسے پوتہ دار مالک زمین مراد نہیں ہین بلکہ بٹائی پر جوتنے بونے والے کاشتکار ہین اور نیز بٹائی پر باغ بچانے والے عامل ہین و مالک باغ و زمین سے انکار عقد مزارعت و مخابرت وغیرہ ہوتا ہے جو بجمیع قسامہا کتاب المزارعۃ سے مع تفصیل و اختلاف دریافت ہوگا وہان سے معلوم کرنا چاہیے جب یہ معلوم ہوا تو ہم کہتے ہین کہ کتاب مین مذکور ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ مین فلان کے کاشتکارون مین سے نہون گا حالانکہ اسوقت وہ فلان کا کاشتکار ہے یا کہا کہ مین فلان کا جوتا نہونگا حالانکہ اُسکی زمین اُسکے پاس ہے اور فلان مذکور غائب ہے کہ اسی ساعت وہ اس عقد کو جو دونون کے درمیان ہے نہین توڑ سکتا ہے تو حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ حانث ہونیکی شرط یہی ہے کہ وہ فلان کے کاشتکارون مین سے ہو اور یہ بات پائی گئی اور وہ اسمین معذور بعذر شرعی نہین ہے اور اگر وہ مالک زمین کے پاس عقد مزارعت توڑنے کے واسطے چلا تو حانث نہوگا اگرچہ مالک زمین شہر مین نہو کہین باہر ہو اسوجہ سے کہ اتنی دیر کی قسم سے مستثنی ہوتی ہے پس ایسا ہوا کہ جیسے کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر مین نرہونگا اور نکلنا چاہا مگر اُسنے کنجی نہ پائی الا بعد ساعت کے تو جب تک وہ کنجی کی تلاش مین ہے حانث نہین ہوتا ہے پس ایسا ہی یہان بھی ہے اور اگر وہ بعد قسم کے مالک زمین کے پاس جاکر اُسکو اُسکی زمین واپس کر دینے کے کام کے واسطے سوائے اور کام مین مشغول ہوا تو حانث ہوگا جیسے کہ مسئلہ مکان مین سوائے کنجی کی جستجو کے اور کام مین مشغول ہونے سے حانث ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ کام قسم سے مستثنی نہین ہے اور اگر مالک زمین کے پاس باہر جانے سے اسکو کسی آدمی نے روکا یا مالک زمین شہر مین موجود ہے مگر اُسکے پاس پہونچنے سے کسی نے اُسکو روکا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ فلان کا کاشتکار رہونا یہی اُسکے حانث ہونے کی شرط ہے اور باوجود منع کے اسکا تحقق نہوگا چنانچہ اسکا بیان اوپر گذرا ہے حتی کہ اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے فلان کی کاشتکاری نہ چھوڑی تو ایسا تو واجب ہے کہ مسئلہ دو قولون پر ہو جیسے مکان کی سکونت کے مسئلہ مین ہمنے بیان کیا ہے۔ فتاوی کبرے مین ہے شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ اہل حرفہ مین سے ایک نے اپنے کار کے اوزارون سے کام نہ بنانے پر یون قسم کھائی کہ اگر دست بر آنہا نہم فکذا یعنی اگر انکو ہاتھ سے چھوؤن تو میرا غلام آزاد ہے پس اگر اُسنے انکو ہاتھ سے چھوا مگر کام بنانے کے واسطے نہین یون ہی چھو لیا تو آیا حانث ہوگا یا نہین تو شیخ نے فرمایا کہ نہین یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے فارسی مین کہا کہ اگر من کشت گنم درین دہ زن من طالقہ است یعنے اگر مین اس گانون مین کھیتی کرون تو میری جورو طالقہ ہے پس اگر اُسنے خربوزہ یا کپاس کی کھیتی کی تو حانث ہوگا[۱] اور اگر کسی دوسرے کی بوئی ہوئی کھیتی کو پانی دیا یا زمین توڑی و ہل چلائی کی یا کھیتی کاٹی تو حانث نہوگا

[۱] یعنے گیہون وغیرہ تو یقیناً معلوم ہین اُنسے تو حانث ہی ہوگا فالیز خربوزہ و کپاس بونے سے بھی حانث ہوگا ۱۲ منہ [۲] یعنے اختلاف ہے ۱۲

اور اگر دوسرے کو مزارعت پر دیدی یا زراعت کے واسطے کوئی شخص اجرت پر مقرر کیا جسنے زراعت کی تو بھی حانث نہوگا بشرطیکہ یہ شخص ایسا ہو کہ خود اپنے آپ اس کام کو کرتا ہو کیونکہ اُسنے اپنے آپ کھیتی نہین کی اور اگر اُسنے یہی نیت کی ہو کہ دوسرے کو حکم نہ کرونگا تو اُسکی تصدیق ہوگی کہ وہ حانث ہوگا اسواسطے کہ اُسکے لفظ سے یہ معنی بھی نکل سکتے ہین اور اسمین اُسکے اوپر سختی زائد ہوتی ہے نہ آسانی- اور اگر اُسکے غلام یا مزدور نے اُسکے واسطے کھیتی کی حالانکہ قبل قسم کے اسکو حکم دیتا تھا تو وہ حانث ہوگا الا آنکہ اُسنے خاصۃً اپنے ہاتھ سے کھیتی کرنے کی نیت کی ہو یہ فتاوی کبرے مین ہے- اور اگر مالک زمین یا کاشتکار نے کہا کہ اگر این کشت مرا بکار آید زن من طالقہ است یعنی اگر یہ کھیتی میرے کام آوے تو میری جورو طالقہ ہے پھر اپنا حصہ پیداوار فروخت کردیا یا کسی کو قرضہ مین دیدیا یا ہبہ کردیا تو حانث ہوگا اور اگر اسکو کسی نے تلف کردیا پس مالک نے اُس سے تاوان لیا اور لیکر اپنے نفقہ مین خرچ کیا تو حانث نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہے- اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان کے لیے ایک عدلیہ[1] یا نصف عدلیہ کی ضمانت کرلی تو میری جورو طالقہ ہے پھر اسکے واسطے کسی کی طرف سے دس درم غطریفیہ کی ضمانت قبول کرلی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ فلان کے واسطے کام نہ بناؤنگا اور وہ موزہ دوز ہے پس اُسنے دوکاندار سے موزہ دوزی کے اوزار خریدے اور موزہ بنایا پھر فلان مذکور کے ہاتھ فروخت کردیا تو حانث نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد کے پاس کرایہ بھاڑے پر چلانے کی چیزین ہین اُس نے قسم کھائی کہ اگر چیزون کو کرایہ پر دون تو میری جورو پر طلاق ہے پھر اسکی جورو نے ان چیزون کو اجارہ پر دیا اور انکی اجرت خود وصول کی خواہ خود خرچ کی یا اپنے شوہر کو دیدی تو شوہر مذکور حانث نہوگا- اور اگر مرد مذکور نے متاجرون سے کہا ہو کہ تم ان مکانون مین رہو تو شیخ الاسلام سے یہ صورت منقول نہین ہے اور بعض نے فرمایا کہ چاہیے کہ یہ صورت بھی اجارہ پر ہو اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوجاوے اور اسی طرح اگر اُسنے متاجرون سے پہلے مہینہ کی اجرت کا تقاضا کیا جسمین وہ لوگ مکانون مین نہین رہے ہین تو بھی یہ امر اُسکی طرف سے اجارہ ہے اور وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور اگر اُسنے پہلے مہینہ کی اجرت کا تقاضا کیا جسمین وہ رہ چکے ہین یعنی چڑھا ہوا پچھلا کرایہ مانگا تو یہ اجارہ نہین ہے اور وہ اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہ چھوؤنگا پھر اسمین سے مضروب یعنی سکہ زدہ چھوا تو حانث ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے- اور اگر قسم کھائی کہ لکڑی نہ چھوؤنگا پھر کسی درخت کی یا لو چھوئی تو حانث نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ جذع[2] یا عود نہ چھوؤنگا تو ایسی صورت مین حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بال نہ چھوؤنگا پھر کمل چھوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ صوف نہ چھوؤنگا پھر نمدہ چھوا تو حانث نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ وتیرہ نہ چھوؤنگا پھر رسّی چھوئی تو حانث نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے- اور اگر قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلونگا

[1] عدلیہ قسم درم ناقص کم قیمت و غطریفیہ اس سے بہتر قسم درم ہے ۱۲ [2] جذع شاخ درخت و عود لکڑی ۱۲ منہ [3] یعنے پیشگی جو اجارہ کا دستور شرعی ہے ۱۲

پھر موزہ یا جوتہ پہنکر زمین پر چلا تو حانث ہوگا اور اگر زمین پر فرش و بچھونا بچھا ہوا ہو پھر چلا تو حانث نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر کسی نعل[illegible] کی نسبت قسم کھائی کہ اسکو نہ پہنونگا پھر اُسکا شراک یعنے تسمہ کاٹ کر اسمین دوسرا تسمہ لگا کر اسکو پہنا تو حانث ہوا یہ خزانۃ المفتیین مین ہے - اور اگر اپنے طرف اشارہ کر کے اس طرح کہا کہ اگر میرے اس سر کو کسی نے چھوا یا اپنی طرف اضافت نہ کی یون ہی کہا کہ اگر اس سر کو کسی نے چھوا تو میری باندی آزاد ہے پھر قسم کھانے والے نے خود چھوا تو حانث نہ ہوگا - امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے رقیات مین بیان فرمایا کہ اگر قسم کھائی کہ آج کے روز بال نہ چھوئونگا پھر اُس نے اپنا سر چھوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دوسرے کا سر چھوا تو حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ قمار بازی نہ کرونگا پھر اُسنے یہ کہا کہ دست عاریت داد تو حانث ہوگا اور اگر مجاہری کی تو بنا بر قول مختار کے حانث نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتیین مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ شفعہ سپرد نہ کرونگا یعنے نہ دیدونگا پھر خاموش رہا اور مخاصمہ نہ کیا یہان تک کہ شفعہ باطل ہوگیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر شفعہ سپرد کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - ایک شخص مزدورونکو مزدوری پر لیتا ہے کہ وہ اُسکے واسطے کام بناتے ہین پھر کسی کاریگر نے قسم کھائی کہ اُسکے ساتھ کام نہ بناونگا پھر اسکی راے مین آیا کہ اچھا اسکا کام بناؤن تو فرمایا کہ اسکو چاہیے کہ جس چیز مین اسکا کام بنایا کرتا تھا وہ چیز اس سے خریدے اور اسکو تیار کر کے پھر اُسی کے ہاتھ فروخت کر دے اور اسی طرح اگر جولاہہ نے قسم کھائی کہ اگر ایک سال تک کسی کا سوت لون اور اسکو اسکا کپڑا بن کر دون تو میری جورو طالقہ ہے تو اگر وہ اس سے سوت خرید کر کے بعد بننے کے اُسی کے ہاتھ فروخت کر دے تو حانث نہ ہوگا اور اگر خاریدہ [illegible] سوت خریدنے کے بن دی تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ خمار مختص باسم علیحدہ ہے یہ فتاوی نسفیہ مین لکھا ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ من پیش کدخدائی فلان نکنم و وکیل وے نکنم اگر کارے فرماید بکنم پس اسپر قسم کھائی پھر موکل نے کسی اور کو جسپر حالف نے قسم کھا کر معین کیا ہے مقرر کیا پھر موکل نے اسکو حکم کیا کہ اُسکے وکیل کے واسطے یہ کام کرے پس اگر یہ کام اُسکے واسطے کریگا تو بھی حانث ہوگا یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر قسم کھائی کہ اگر مین نے اس بیت مین کوئی عمارت تعمیر کی تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُسکی دیوار جو اُسکے اور پڑوسی کے درمیان مشترک ہے خراب ہوگئی پھر اُسنے یہ دیوار بنوائی اور اُسنے قصد یہ کیا کہ پڑوسی کے بیت کی تعمیر کرتا ہون تو اپنی قسم مین حانث ہوگا یہ خزانۃ المفتیین مین ہے - شیخ الاسلام اوزجندی سے پوچھا گیا کہ کسی نے کہا کہ اگر مین نے کل کے روز فلان کے گھر کو خراب نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر وہ قید کیا گیا اور روکا گیا حتی کہ اُسنے فلان کا گھر کل کے روز خراب نہ کیا تو فرمایا کہ اسمین مشائخ کا اختلاف ہے اور فتوے کے واسطے مختار یہ ہے کہ وہ حانث ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے واللہ اعلم بالصواب

ف۱ یعنی آیندہ فلان کی کدخدائی نہ کرونگا اور اسکی وکالت نہ کرونگا اور اگر کوئی کام فرما دیگا تو کردونگا ۱۲

ف۲ حالف کو ۱۲ ف۳ وکیل مقرر شدہ ۱۲

کتاب الحدود

اور اسمین چھ باب ہین

باب اوّل حد کی تفسیر شرعی و اسکے رکن و شرط و حکم کے بیان مین

شریعت مین حد ایسی عقوبت مقدرہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے حق کے واسطے ہو۔ پس قصاص کو حد نہ کہینگے کہ وہ حق العبد ہو اور تعزیر کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ وہ[1] مقدر نہین ہو یہ ہدایہ مین ہو۔ اور رکن حد یہ ہو کہ امام المسلمین اسکو قائم کرے یا جو قائم کرنے مین امام کا نائب ہو اور شرط یہ ہو کہ جسپر حد قائم کیجاوے وہ صحیح العقل سلیم البدن ہو اور ایسا ہو کہ عبرت پکڑے اور ڈرے پس مجنون و جو نشہ مین ہو و مریض و ضعیف الخلقۃ پر حد قائم نہ کیجائیگی الا بعد صحت و افاقہ کے یہ محیط سرخسی مین ہو اور اسکا اصلی حکم یہ ہو کہ جس سے بندگان خدا کو ضرر پہونچتا ہو اس سے انزجار ہو اور دار الاسلام فساد سے مصئون رہے۔ اور رہا گناہون سے پاک ہو جانا سو اسکا اصلی حکم نہین ہو اسواسطے کہ گناہون سے پاک ہونا توبہ سے حاصل ہوتا ہو نہ حد قائم کرنے سے اور اسی واسطے کافر پر حد قائم کیجاتی ہو حالانکہ اسکے واسطے گناہون سے طہارت نہین ہوتی ہو یہ تبیین مین ہو

دوسرا باب۔ زنا کے بیان مین۔ اور زنا اسکو کہتے ہین کہ پوری کرے مرد اپنی شہوت بصفت محرم ہونیکے ایسی عورت کے قبل مین جو دونون طرح کی ملک اور دونون کے شبہہ اور شبہہ اشتباہ سے خالی ہو یا عورت اپنے اوپر ایسے ہی فعل کا قابو دے یہ نہایہ مین ہو۔ پس مجنون و طفل عاقل کی وطی زنا نہوگی اسواسطے کہ ان دونون کا فعل بصفت حرمت موصوف نہین ہوتا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو اور اسیطرح اگر مرد نے اپنے پسر یا مکاتب کی باندی یا اپنے غلام ماذون مدیون کی باندی سے وطی کی یا جہاد مین لوٹ کی باندی سے بعد دار الاسلام مین احراز کرنے کے غازی نے وطی کی تو زنا نہوگا کیونکہ شبہہ ملک مین ہو اسیطرح اگر ایسی عورت سے وطی کی کہ جس سے بغیر گواہون کے نکاح کیا ہو یا ایسی باندی سے وطی کی جس سے بدون اجازت اسکے مولی کے نکاح کیا ہو یعنی باندی نے اپنے مولی سے اجازت نہین لی تھی یا غلام نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے بدون اجازت اپنے مولی کی نکاح کیا ہو یا مرد نے ایسی باندی سے وطی کی جسکو اپنی آزادہ عورت کے اوپر بیاہ لایا ہو تو یہ زنا نہین ہو بسبب شبہہ ملک نکاح کے۔ اسیطرح اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے اس شبہہ پر وطی کی کہ میرے واسطے حلال ہو تو زنا نہین ہو کیونکہ شبہہ اشتباہ ہو یہ نہایہ مین ہو۔ اور رکن زنا یہ ہو کہ التقاء[2] ختانین و تواری حشفہ پایا جاوے اسواسطے کہ اسی قدر سے ایلاج[3] و وطی متحقق ہو جائیگی۔ اور اسکی شرط یہ ہو کہ تحریم سے واقف ہو حتی کہ اگر اسنے تحریم

---

[1] یعنی ہمکو تعداد معلوم و مقرر نہیں ہو کہ ہمیں کمی و زیادتی نہ سکے ۱۲ منہ [2] اور اسیطرح جو عورت زنا سے حاملہ ہو اسپر حد قائم کرنے مین تاخیر کیجائیگی یہانتک کہ وضع حمل کرے ۱۲ منہ [3] یعنی مرد و عورت کا موضع ختنہ باہم ملجاوین اور مرد کا سر ذکر فرج کے اندر غائب ہو جاوے ۱۲ منہ [4] داخل کرنا ۱۲ منہ

کو نہ جانا تو بسبب شبہ واقع ہونے کے حد قائم نہ کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور زنا حاکم کے نزدیک بطور ظاہر اسطرح ثابت ہوگا کہ چار گواہ اسکی بلفظ زنا گواہی دین نہ بلفظ وطی و جماع یہ تبیین مین ہے۔ اور جب چار گواہون نے ایک مرد پر زنا کی مجلس[له] حد مین گواہی دی تو قاضی اُنسے دریافت کریگا کہ زنا کیا چیز ہے اور اُسنے کہان زنا کیا پس جب اُنھون نے بیان کیا جو حقیقۃً زنا ہے اور کہا کہ اُسنے اسطرح داخل کر دیا جیسے سرمہ دانی کے اندر سلائی تو اب اُنسے دریافت کریگا کہ کیفیت زنا کیا ہے پھر جب اُنھون نے کیفیت زنا بیان کر دی تو اُنسے وقت دریافت کریگا پھر جب اُنھون نے ایسا وقت بیان کیا کہ اسکو زمانہ دراز نہین گذرا ہے یعنی ایسا وقت بیان کیا کہ لازم نہین آتا ہے کہ زمانہ دراز گذرنے پر گواہی ادا ہوئی ہے تو پوچھیگا کہ کس عورت سے زنا کیا ہے اُسکو پوچھے گا پھر اُنسے مکان دریافت کریگا پھر جب اُنھون نے مکان بیان کیا اور قاضی اُنکی عدالت کو جانتا ہے تو مشہود علیہ سے اُسکا احصان دریافت کریگا پس اگر اُسنے کہا کہ مین محصن ہون یا اُسکے انکار احصان پر گواہون نے اُسکی محصن ہونیکی گواہی دی تو حاکم اُن سے احصان کی تعریف دریافت کریگا کہ کسکو کہتے ہین پس اگر اُسنے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا تو اُسکو رجم کریگا۔ اور اگر اُس نے ٹھیک ٹھیک بیان کیا مگر گواہون سے اسکا محصن ہونا ثابت ہوا تو گواہون سے احصان کو دریافت کریگا پس اگر اُنھون نے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا تو اسکا رجم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر مشہود علیہ نے کہا کہ مین محصن نہین ہون اور گواہون نے اُسکے محصن ہونے پر گواہی نہ دی تو اُسکو درّے مارے جاوینگے۔ اور اگر قاضی ان گواہون کی عدالت نہ جانتا ہو تو مشہود علیہ کو اُنکی عدالت ظاہر ہونے تک قید رکھے گا یہ محیط مین ہے۔ اگر چار گواہون نے کسی مرد پر زنا کی گواہی دی پس اُنسے زنا کی کیفیت و ماہیت دریافت کی گئی تو اُنھون نے کہا کہ ہم اس سے زیادہ تجھسے نہین بیان کرینگے تو اُنکی گواہی قبول نہوگی مگر اُنپر حد[عه] بھی واجب نہوگی کیونکہ جتنے عدد اسکی گواہی مین چاہیے ہین اُتنی تعداد اُنکی ہے کیونکہ گواہون کی تعداد کامل ہونا وجوب حد[علـه] سے مانع ہے جیسے کہ مشہود علیہ پر چار عورتون نے گواہی دی تو اُنپر حد قذف نہین ماری جائیگی اور اسی طرح اگر بعضے گواہون نے کیفیت و ماہیت بیان کی اور بعض نے بیان نہ کی تو مرد مشہود علیہ پر حد قائم نہ کیجائیگی اور نیز گواہون پر بھی حد قذف لازم نہ آویگی یہ مبسوط مین ہے اور زنا کا ثبوت مرد کے اقرار سے بھی ہوتا ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر اُسنے سوائے قاضی کے کسی دوسرے کے سامنے جسکو اقامت حدود کا اختیار نہین حاصل ہے اقرار کیا تو اُسکا کچھ اعتبار نہین ہے اگرچہ چار مرتبہ اقرار کیا ہو پس ایسے اقرار پر گواہی مقبول نہوگی یہ تبیین مین ہے اور ضرور ہے کہ اقرار صریح ہو اور اسکا کذب ظاہر نہو پس گونگے کو اقرار پر حد نہ ماری جائیگی اگرچہ تحریر کے ذریعہ سے یا اشارہ سے اقرار کیا اسی طرح اُسپر گواہی بھی مقبول نہوگی اسواسطے کہ شائد وہ شبہہ کا مدعی ہو یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے گونگی عورت سے زنا کیا یا عورت نے اقرار کیا کہ مین نے گونگے مرد سے زنا کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اسی طرح اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا پھر ظاہر کیا

[له] یعنے نکاح شرعی کے ساتھ اسکو ازدواج حاصل ہوا کہ نہین ۱۲ منہ [عه] یعنے حد قذف ۱۲ [علـه] یعنے حد قذف سے ۱۲ [سه] یعنے معائنہ کی گواہی ۱۲ [للعه] جسکو زبان سے اظہار نہین کر سکتا ہے ۱۲

کہ وہ مجبوب ہے یا عورت نے اقرار کیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رتقاء ہے بایں طور کہ عورتوں نے اسکے رتقاء[ف۱] ہونے کی گواہی دی قبل اسکے کہ حد ماری جاوے تو حد واجب نہ ہوگی اور یہ بھی ضرور ہے کہ بعضوں میں سے ایک دوسرے کی تکذیب کرے چنانچہ اگر مرد نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے جسکے ساتھ اس فعل کا اقرار کرتا ہے انکار کیا یا عورت نے اقرار کیا اور مرد نے انکار کیا تو امام رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ نہر الفائق میں ہے اور ضرور ہے کہ اقرار حالت ہوش میں ہو حتی کہ اگر اسنے نشہ میں اقرار کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اکراہ مانع صحت اقرار ہے اور موجب شبہ ہے عورت کے حق میں یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اقرار کی یہ صورت ہے کہ اقرار کنندہ عاقل بالغ اپنی ذات پر چار مرتبہ اپنی چار مجلسوں میں زنا کرنے کا اقرار کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ مجالس قاضی کا اعتبار ہے اور اول اصح ہے کذا فی السراج الوہاج اور یہی صحیح ہے یہ شرح طحاوی میں ہے اور زنا کے اقرار کنندہ کی مجلسوں کا مختلف ہونا ہمارے نزدیک شرط ہے کذا فی الشمنی پس اگر اسنے مجلس واحد میں چار مرتبہ اقرار کیا تو یہ بمنزلہ ایک دفعہ اقرار کے ہے یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر اسنے ہر روز ایک مرتبہ یا ہر مہینہ ایک مرتبہ اقرار کیا یہانتک کہ چار مرتبہ اقرار ہوگیا تو اسکو حد کی سزا دیجائیگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور مجالس اقرار کے اختلاف کی یہ صورت ہے کہ ہر بار کہ وہ اقرار کرے قاضی اسکو رد کردے پس چلا جاوے یہانتک کہ قاضی کی نظر سے غائب ہو جاوے پھر آوے اور اقرار کرے یہ کافی میں ہے۔ اور امام المسلمین کو چاہیے کہ اقرار کنندہ کو اقرار سے زجر کرے اور کراہت ظاہر کرے اور اسکے ایک طرف دور کرنے کا حکم کرے یہ محیط میں ہے پس جب اسنے چار مرتبہ اقرار کیا تو اسکی حالت پر نظر کرے پس اگر معلوم ہو کہ یہ صحیح العقل ہے اور یہ ایسا ہے کہ اسکا اقرار جائز ہے تو اس سے دریافت کریگا کہ زنا کیا ہے اور کیونکر ہوتا ہے اور کسکے ساتھ زنا کیا ہے اور کہاں زنا کیا ہے کیونکہ اسمیں شبہہ کا احتمال ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور رہا یہ سوال کہ کب زنا کیا ہے تو بعض نے فرمایا کہ زمانہ زنا دریافت نہ کریگا اسواسطے کہ زمانہ دراز ہو جانا گواہی سے مانع ہے نہ اقرار سے اور اصح یہ ہے کہ زمانہ بھی دریافت کریگا اسواسطے کہ احتمال ہے کہ شاید اسنے ایام نابالغی میں زنا کیا ہو پس جب اسکو بھی دریافت کر لیا اور ظاہر ہوا کہ اسنے زنا کیا ہے تو اس سے دریافت کریگا کہ وہ محصن ہے پس اگر اسنے کہا کہ وہ محصن ہے تو دریافت کریگا کہ احصان کیا ہے پس اگر اسنے احصان کو بھی ٹھیک ٹھیک اسکے شرائط سے بیان کیا تو اسکے رجم کا حکم دیگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر اقرار کنندہ نے کہا کہ میں محصن نہیں ہوں اور گواہوں نے اسکے محصن ہونے کی گواہی دی تو امام اسکو رجم کردیگا یہ محیط میں ہے اور اسکو تلقین کرنا مندوب ہے یعنی یوں کہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا شاید تو نے چھوا ہوگا یا شاید تو نے شبہہ سے وطی کی اور اصل میں فرمایا کہ شاید تو نے اس سے نکاح کر لیا ہو یا شبہہ سے وطی کر لی ہو بالجملہ مقصود یہ ہے کہ اسکو ایسی بات تلقین کرے جس سے حد دور ہو جاوے کوئی لفظ کیوں نہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کرنے کی گواہی دی پس اسنے ایک مرتبہ اقرار کر لیا تو امام محمد رہ کے نزدیک حد ماری جائیگی اور امام ابو یوسف

ف۱ رتقاء یعنے رتق والی اور رتق ایک عارضہ ہے یعنے فرج عورت کے منھ پر ایک جھلی سخت پیدا ہو جاتی ہے جو مانع جماع ہوتی ہے ۱۲

منہ ف۲ یہانتک کہ چار مرتبہ پورے ہو جاویں ۱۲ ف۳ یعنے قاضی کی چار مجلسوں میں ۱۲ ف۴ یعنے عورت کا ۱۲

کے نزدیک حد نہ ماری جائیگی اور یہی اصح ہے یہ کافی میں ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ اُسنے بعد قضاء کے اقرار کیا ہو اور اگر قبل قضاء کے اقرار کیا تو بالاتفاق ساقط ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی پھر اس شخص نے بعد انکی گواہی کے اقرار کیا پھر انکار کر گیا اور چار مرتبہ اُسنے اقرار نہیں کیا ہے تو اوپر حد واجب نہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر ایک شخص پر چار آدمیوں نے زنا کی گواہی دی اور اُسکے ثبوت کا اوپر حکم دیا گیا پھر اُسنے چار مرتبہ اقرار کیا تو اوپر حد قائم کیجائیگی یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور اگر اُسنے رجوع کر لیا تو اُسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اسی کو امام طحاوی نے اختیار کیا ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر گواہوں کی گواہی کے بعد اُسنے زنا کا اقرار کیا تو یہ گواہ حد قذف کی سزا نہ دیے جاوینگے اگرچہ چار سے کم ہوں یہ عتابیہ میں ہے۔ اگر اقرار کنندہ نے حد قائم کیے جانے سے پہلے یا حد قائم کیے جانے کے بیچ میں اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اُسکا رجوع کرنا قبول کیا جائیگا اور اسکی راہ چھوڑ دیجائیگی یہ ہدایہ میں ہے اور رجوع کرنا خواہ مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے ہو دونوں یکساں ہیں دونوں سے قبول کیا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہے اور ایسا ہی اگر قاضی کے نزدیک گواہی و اقرار سے زنا ظاہر ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ایک شخص بھاگا اور رجوع نہ کیا تو اُس سے تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر زنا پر ثابت ہو لیکن محصن ہونے سے رجوع کیا تو اُس سے قبول کیا جائیگا اور سنگسار نہ کیا جائیگا بلکہ دُرّے مارے جاوینگے یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر کسی شخص پر حد زنا ثابت ہوئی بگواہی گواہان حالانکہ وہ محصن ہے یا محصن نہیں ہے پھر جب اوپر حد قائم کی گئی تو تھوڑی حد جاری ہونے کے بعد وہ بھاگ گیا اور داروغہ و عامل نے اُسکو تلاش کرایا پس وہ اُسی وقت پکڑا گیا تو اوپر باقی حد بھی قائم کیجائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر بعد چند روز کے ہاتھ آیا تو حد ساقط ہو گئی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اقرار زنا میں ذمی و غلام مثل مسلمان آزاد کے ہیں خواہ غلام ماذون ہو یا محجور ہو یہ مبسوط میں ہے اور اگر غلام نے خود زنا کا اقرار کیا تو اقرار میں اُسکے مولی کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے اور اگر لوگوں نے غلام پر زنا کی گواہی دی تو مولے کا حاضر ہونا شرط ہے کیونکہ مولی کو گواہوں میں طعن کا اختیار ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر خصی نے زنا کا خود اقرار کیا یا گواہوں نے اوپر گواہی دی تو اوپر حد جاری کیجائیگی اور یہی حکم عنین کا ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے: اندھے نے اگر زنا کا اقرار کیا تو اوپر حد جاری کیجائیگی۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے مجنونہ یا ایسی عورت نابالغہ سے جو قابل جماع ہے زنا کیا تو اوپر حد جاری کیجائیگی اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے مجنون یا طفل سے جماع کیا تو اوپر حد واجب نہ ہوگی یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ اُسنے ایسی عورت سے زنا کیا ہے کہ اُسکو پہچانتا نہیں ہے تو اوپر حد جاری کیجائیگی اور اسی طرح اگر اُسنے اقرار کیا کہ میں نے فلانہ عورت سے زنا کیا حالانکہ یہ عورت غائب ہے تو استحساناً اوپر حد جاری کیجائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ امام محمدؒ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر ایک مرد نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ میں نے فلانہ عورت سے زنا کیا اور فلانہ کہتی ہے کہ مجھ سے اس نے

لہ یعنے گواہوں کی تعدیل نہوئی یا نصاب چار سے کم ہونے سے ثبوت نہوا تو گواہوں کو حد قذف یعنی تہمت لگانے کی حد نہ ماری جائیگی کیونکہ مدعا علیہ مقر ہو چکا ہے

منہ ۲ے غلام ماذون وہ جسکو اسکے آقا کیطرف تجارت وغیرہ کی اجازت ہو اور غلام محجور وہ ہے جسکو تجارت کی اجازت نہو ۵ے یعنے صحت اقرار کے واسطے ۱۲ منہ

نکاح کیا ہی یا عورت نے چار مرتبہ اقرار کیا کہ مین نے فلان مرد سے زنا کیا اور فلان کہتا ہو کہ مین نے اس سے نکاح کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور مرد پر اسکا مہر لازم آویگا یہ محیط مین ہی اور قاضی کا جاننا حدود مین حجت نہین ہوتا ہی[1] اسپر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہی اگرچہ قیاس[2] سکے اعتبار کا مقتضی ہی یہ کافی مین ہی

فصل حدود و انکی اقامت کی کیفیت کے بیان مین۔ جب حد واجب ہوگی اور مرد زانی محصن ہی تو اُسکو پتھرون سے رجم کیا جائے یہان تک کہ وہ مرجائے اور یہ شہر سے باہر میدان مین لیجاکر کیا جاوے یہ ہدایہ مین ہی اور واضح رہے کہ رجم کے واسطے جو احصان معتبر ہی وہ یہ ہی کہ آزاد عاقل بالغ مسلمان ہو کہ جسنے کسی عورت آزاد سے بنکاح صحیح نکاح کیا اور اُس سے دخول کر لیا ہو اور وہ دونون صفت احصان پر موجود ہون یہ کافی مین ہی پس بہ لحاظ قیود مذکورہ اگر مرد نے اپنی جورو سے ایسی خلوت[3] کی جس سے مہر واجب ہوتا ہی اور عدت لازم ہوتی ہی تو محصن نہ ہو جائیگا اور جماع سے بھی محصن نہوگا اگر نکاح فاسد ہو اور نیز جماع سے نکاح صحیح مین بھی محصن نہ ہوگا اگر اس عورت سے قبل نکاح کے یہ کہدیا ہو کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی اسوجہ سے کہ وہ نفس عقد سے طالقہ ہو جائیگی پس اسکے بعد اس سے جماع کرنا زنا ہوگا و لیکن اس سے حد واجب نہ ہوگی کیونکہ بسبب اختلاف علماء کے اسمین شبہہ واقع ہو گیا ہی اور اسی طرح اگر مرد مسلمان نے مسلمان عورت سے بغیر گواہون کے نکاح کیا اور اس سے دخول کر لیا تو محصن نہ ہو جائیگا پس اسمین بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی اور دخول مین ایسا ایلاج معتبر ہی جو قبل کے اندر ہو اور ایسا ہو کہ اس سے غسل واجب ہو جائے اور شرط آنکہ صفت احصان دونون مین دخول کے وقت ہو چنانچہ اگر دو مملوکون کے درمیان وطی بہ نکاح صحیح حالت رقیت مین واقع ہوئی پھر دونون آزاد ہو گئے تو وطی مذکورہ کی وجہ محصن نہونگے اور یہی حکم دو کافرون کا ہی اور اسی طرح اگر مرد آزاد نے کسی باندی یا صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کر کے اُس سے وطی کر لی تو وہ محصن نہوگا اور اسی طرح اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کر کے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر مرد مین ان باتون مین سے کوئی بات ہو حالانکہ عورت آزادہ عاقلہ بالغہ مسلمہ ہو تو بھی یہی حکم ہی چنانچہ اگر شوہر کافر کے وطی کرنے سے پہلے عورت مسلمان ہو گئی پھر دونون مین تفریق کیے جانے سے پہلے کافر نے اس سے وطی کر لی تو عورت اس دخول کی وجہ سے محصنہ نہو جائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مرد نے بعد اسلام یا عتق یا افاقہ کے اپنی عورت سے دخول کر لیا تو وہ محصن ہو جائیگا اور اس احصان مین زنا سے عفت شرط نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مرد مسلمان کے تحت مین حرہ مسلمہ ہو اور دونون محصن ہون پھر دونون ساتھ مرتد ہو گئے نعوذ باللہ تو انہا دونون کا احصان باطل ہو گیا پھر اگر دونون مسلمان ہو گئے تو انکا احصان عود نہ کریگا یہان تک کہ بعد اسلام کے اس عورت سے دخول کرے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر بعد وجوب حد کے مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہو گیا تو اسکو درے مارے جاوینگے اور رجم نہین

---

[1] یعنے اگر قاضی کو خود یہ معلوم ہوا کہ فلان شخص نے زنا کیا ہی تو حد جاری کریگا نہ سطے فقط اسکا علم بدون اقرار و گواہی کے کافی نہین ہی ۱۲ [2] یعنے مثلاً مرد غلام ہو یا صغیر یا مجنون ۱۲ منہ [3] یعنے قیاس چاہتا تھا کہ اعتبار ہو ۱۲ منہ [4] کیونکہ دخول شرط ہی نہ خلوت صحیحہ ۱۲ [5] یعنے خفیف بلند ہو جاوے

کیا جائیگا اور اگر درے ہی واجب ہون تو اسکو درے نہ مارے جاوینگے یہ غایتہ البیان میں ہے۔ اور اگر احصان ثابت ہونیکے بعد بسبب معتوہ یا مجنون ہونے کے احصان زائل ہوگیا تو جب افاقہ حاصل ہوگا تب پھر طرفین کے نزدیک احصان عود کریگا کہ وہ محصن ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک عود نہ کریگا جب تک کہ بعد افاقہ کے اپنی جورو سے دخول نہ کرے یہ بحرالرائق میں ہے۔ اور احصان کا ثبوت با قرار ہوتا ہے یا دو مردون کی گواہی سے یا ایک مرد و دو عورتون کی گواہی سے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر اُسنے باوجود شرائط موجود ہونے کے دخول واقع ہونے سے انکار کیا پھر اگر اُسکی جورو کے ایسی مدت مین بچہ پیدا ہوا کہ اسکا ہونا متصور ہو سکتا ہے تو شرعاً وہ وطی کنندہ قرار دیا جائیگا یہ تبیین میں ہے اور احصان پر گواہی مثل مال پر گواہی کے ہے کہ شہادۃ[1] علی الشہادت سے ثابت ہو سکتا ہے یہ ایضاح میں ہے۔ اگر زنا کنندہ کسی ذمی کا مسلمان غلام ہو پھر دو ذمیون نے گواہی دی کہ اُسنے اس غلام کو قبل زنا کے آزاد کیا ہے حالانکہ اس زانی مین سب شرائط احصان موجود مین تو ان دونون کی گواہی مقبول نہوگی یہ کافی مین ہے اگر کسی مرد کی جورو نے اقرار کیا کہ مین اسکی باندی ہون پھر مرد نے زنا کیا تو رجم کیا جائیگا اور اگر اُسنے قبل اسکے ساتھ دخول کرنے کے رقیت کا اقرار کیا پھر مرد نے زنا کیا تو استحساناً وہ رجم نہ کیا جائیگا۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر ولی کے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اس سے یہ دونون محصن نہو جاوینگے ہو اسلئے کہ یہ نکاح غیر صحیح ہے قطعاً[2] بسبب اختلاف علمائے و ان اخبار کے جو اس مسئلہ مین وارد ہوئے ہین یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور قاضی کو چاہیے کہ گواہون سے دریافت کرے کہ احصان کیا ہے پس اگر اُنھون نے اپنے بیان مین کہا کہ اُسنے آزادہ عورت سے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا ہے تو امام اعظم رض کے قول ثانی پر گواہون کے اس کہنے پر کہ اس سے دخول کیا ہے اکتفا کیا جائیگا اور اسمین امام محمد رح نے خلاف کیا ہے اور اگر گواہون نے کہا کہ اسکو مس کیا یا لمس کیا ہے تو بالاجماع اس قول پر اکتفا نہ جائیگا اور اگر کہا کہ اس سے جماع کیا یا مباضعہ کیا تو بالاجماع اسپر اکتفا کیا جائیگا یعنی کافی ہے اور بقالی مین لکھا ہے کہ اگر اُنھون نے کہا کہ اغتسل منہا یعنی اس سے غسل کیا جیسے بولتے ہین کہ اُسنے اپنی جورو سے نہان کیا تو اسپر اکتفا کیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ اپنی جورو سے لقا کیا یا قربت کی ہے تو اسپر اکتفا نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ منتقی مین امام محمد رح سے بروایت معلیٰ ہیم مذکور ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے خلوت کر لی پھر اسکو طلاق دیدی پھر شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے وطی کی ہے اور عورت نے کہا کہ اُسنے مجھ سے وطی نہین کی ہے تو شوہر اپنے اقرار سے محصن ہو جائیگا اور عورت بسبب اپنے انکار کے محصنہ نہ ہوگی اور اسی طرح اگر اس سے دخول کیا اور طلاق دیدی اور کہا کہ یہ حرہ مسلمہ تھی اور عورت نے کہا کہ مین اسوقت نصرانیہ تھی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے دبر مین وطی کر لی تو اُس سے وہ محصن نہ ہوگا یہ مضمرات مین ہے۔ اور امام المسلمین کے واسطے مستحب ہے کہ جماعت

[1] یعنے اصل گواہون نے اپنی گواہی پر اور دون کو گواہ کر دیا جیسا کہ کتاب الشہادت مین مفصل ہمنے بیان کیا ہے ۱۲ منہ

[2] ظاہر الفظ قطعاً موافق مذہب امام ابو یوسف رح کے ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ [3] یعنے محصن اور انکار باطل ہوگا ۱۲

مسلمانون کو حکم دے کہ اقامت رجم کے واسطے حاضر ہون یہ شمنی مین ہی اور لوگون کو چاہیے کہ رجم کے وقت مثل نماز کے صفت بستہ ہو جاوین ہرگاہ جونسی قوم رجم کر دے تو وہ پیچھے چلی جاوے اور انکے سواے دوسرے آگے بڑھین اور رجم کرین یہ بحر الرائق و سراج وہاج مین ہی۔ اور مضائقہ نہین ہو کہ زناکار کو جو شخص پتھر مارے وہ عمداً اسکے قتل کا قصد کرے لیکن اگر مرجوم اسکا ذی رحم محرم ہو تو اسکے حق مین عمداً قتل کرنے کی نیت سے مارنا مستحب نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور جب رجم کرنا گواہون کی گواہی سے ثابت ہو تو واجب ہی کہ پہلے گواہ رجم کرین پھر امام پھر اور لوگ حتے کہ اگر گواہون نے ابتدا کرنے سے انکار کیا تو مشہود علیہ کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائیگی مگر گواہون پر حد واجب نہ ہوگی اسواسطے کہ انکار رجم شروع کرنے سے انکار کرنا صریح رجوع از شہادت نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اسی طرح اگر گواہون مین سے ایک نے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر گواہ لوگ سب مر گئے یا ایک تو حد ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح اگر سب یا ایک غائب ہو گیا تو بھی ظاہر الروایہ کے موافق یہی حکم ہو اسی طرح اگر گواہون مین یا ایک مین ایسی بات ہو گئی جس سے وہ اہلیت شہادت سے خارج ہو گیا مثلاً کوئی مرتد ہو گیا یا اندھا یا گونگا یا فاسق ہو گیا یا کسی کا قذف کیا اور حد ماری گئی تو بھی حد ساقط ہو جائیگی۔ اور اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ یہ امر گواہون مین یا ایک مین قبل قضا کے پیدا ہوا یا بعد قضا کے قبل حد قائم کرنے کے پیدا ہوا ہر حال یہی حکم ہی کہ حد ساقط ہو جائیگی۔ اور اگر ان گواہون مین سے بعض کے دونون ہاتھ کٹے ہوئے ہون یا ایسا مریض ہو کہ پتھر نہ مار سکتا ہو اور سب گواہ حاضر ہوے تو قاضی پتھر ماریگا اور اگر بعد ادائے گواہی کے اسکے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے تو اقامت حد ممتنع ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ گواہون کی موت و غیبت سے حد ساقط و باطل نہوگی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ حاوی قدسی مین ہی۔ اور اگر مشہود علیہ محصن نہو تو حاکم شہید نے کافی مین فرمایا کہ موت و غیبت کی صورت مین اسپر حد قائم کیجائیگی اور ماسواے ان دونون صورتون کے باطل ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اسپر اجماع ہی کہ سواے رجم کے باقی حدود مین گواہون اور امام المسلمین کسی پر ابتدا کرنی واجب نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ قاضی نے اگر لوگون کو رجم کا حکم دیا تو انکو رجم کرنے کی گنجائش ہی اگرچہ انھون نے اداے شہادت کو معائنہ نہ کیا ہو۔ اور ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ قاضی فقیہ عادل ہو اور اگر فقیہ غیر عادل ہو یا عادل غیر فقیہ ہو تو لوگون کو رجم کرنا روا نہین ہی جب تک اداے شہادت کو خود معائنہ نہ کرین یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اس شخص نے خود اقرار کیا ہو تو امام المسلمین ابتدا کرے پھر عام مسلمان رجم کرین اور مرجوم کو غسل دیا جائیگا اور کفن پہنایا جائیگا اور اسپر نماز پڑھی جاویگی اور اگر غیر محصن ہو تو اسکی حد سو کوڑے ہین بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہو تو پچاس کوڑے ہین کہ بحکم امام ایسے درے سے اسکو ماریگا جسپر گھنڈی نہو اور چوٹ ایسی لگائی جاوے کہ درمیانی درجہ کی ہو۔

لہ کیونکہ گواہون کے انکار رجم سے شبہہ پایا گیا اور شبہہ سے حد ساقط ہو جاتی ہی ۱۲

نہ ایسی کہ زخم سخت پہونچاوے اور نہ ایسی کہ الم نہو۔ اور جو حد شارع نے مقدر فرمائی ہو اس سے زیادتی نہین جائز ہو یہ کافی مین ہو۔ اور چاہیے کہ حدود قائم کرے جو عقل[۱] رکھتا ہو اور دیکھتا ہو یہ ایضاح مین ہو۔ اور اسمین مرد و عورت یکسان ہین پس اگر دونون محصن ہون تو دونون رجم کیے جاوینگے یا دونون محصن نہون تو ہر ایک پر سو درے مارے جاوینگے اور اگر ایک محصن اور دوسرا غیر محصن ہو تو محصن پر رجم اور دوسرے پر درے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر قاضی کے نزدیک گواہون یا اقرار سے زنا ظاہر ہو جاوے تو یہی حکم ہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور حدود تعزیر کی سزا مین مرد ننگا کر دیا جاویگا فقط ایک ازار اسپر رہیگی اور ایسی حالت مین اسکو سزا دیجاویگی و شراب خواری کی سزا مین بھی ظاہر الروایۃ کے موافق یہی حکم ہو اور حد قذف کی سزا مین ننگا نہ کیا جائیگا ولیکن حشو و فروہ[۵] اُتار لیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو اور عورت کسی صورت مین ننگی نہ کیجائیگی مگر حشو و فروہ اسپر سے بھی اُتار لیا جائیگا کذا فی الاختیار شرح المختار اور اگر عورت کے بدن پر سوائے حشو و فروہ کے اور کچھ نہو تو یہ نہ اُتارے جاوینگے یہ عتابیہ مین ہو۔ اور عورت کو بٹھلا کر حد ماریجاویگی اور اگر رجم کی صورت مین اُسکے واسطے گڈھا کھودا[۲] گیا تو بھی روا ہو اور اگر نہ کھودا گیا تو کچھ مضر نہین ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہو لیکن گڈھا کھود دینا احسن ہو اور سینہ تک گڈھا گہرا کھودا جائیگا اور مرد کے واسطے گڈھا نہ کھودا جاوے اور یہی ظاہر الروایہ ہو یہ غایۃ البیان مین ہو۔ اور مرد کو تمام حدود مین کھڑے ہونے کی حالت مین سزا دیجاویگی یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور کسی حد مین ممدود نہ کیا جائیگا اور نہ پکڑا اور نہ باندھا جائیگا بلکہ کھڑا چھوڑ دیا جائیگا الا آنکہ وہ لوگون کو عاجز کرے تو باندھ دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہو اور ممدود کی یہ صورت بیان کی گئی ہو کہ زمین پر ڈالدیا جاوے اور کھینچا جاوے جیسا ہمارے زمانہ مین کیا جاتا ہو اور بعض نے کہا کہ مد کی یہ صورت ہو کہ مارنے والا کوڑے کو کھینچے اور اپنے سر پر بلند کرے اور بعض نے کہا کہ مد یہ ہو کہ بعد مارنے کے کھینچے اور یہ سب اسواسطے نہ کیا جاوے کہ یہ مستحق[۳] سے زیادہ ہو یہ ہدایہ مین ہو۔ اور کوڑے سوائے چہرہ اور فرج و آلۂ تناسل اور سر کے اور تمام بدن پر متفرق مارے جاوینگے یہ عتابیہ مین ہو۔ اور محصن کے حق مین کوڑے مارنا و سنگسار کرنا دونون نہ کیا جائیگا اور نہ باکرہ کے حق مین یہ کیا جاوے کہ کوڑے مارے جاوین اور اسکے ساتھ وہ ایک سال کے واسطے غرب یعنی شہر بدر بھی کیجاوے ہان اگر امام المسلمین کی رائے مین تغریب یعنی شہر بدر کرنے مین مصلحت معلوم ہو تو اپنی رائے سے جسقدر مدت کے واسطے چاہے ازراہ سیاست و تعزیر شہر بدر کر دے نہ ازراہ حد اور یہ کچھ زنا کی صورت سے مختص نہین ہو بلکہ ہر جرم مین جائز ہو اور یہ امام المسلمین کی رائے پر ہو یہ کافی مین ہو۔ اور نہایہ مین تغریب کے یہ معنے بیان کیے ہین کہ قید کیجاوے اور یہ تفسیر احسن ہو کہ دوسرے اقلیم مین نکال دینے کی بہ نسبت قید کرنے مین زیادہ فتنہ دور ہوتا ہو یہ بحر الرائق و تبیین مین ہو۔ اور اگر مریض[۴] پر حد

[۱] یعنے باوجود سالم العقل ہونے کے بصارت بھی رکھتا ہو یعنے اندھا نہو ۱۲ منہ [۲] یعنے سینہ تک گڈھا کھود کر اسمین اتاری گئی تاکہ کشف عورت نہو ۱۲ [۳] یعنے جسقدر سزا کا سزاوار تھا اس سے اسپر زیادتی ہو ۱۲ منہ [۴] یعنے مجنون و معتوہ وغیرہ نہو ۱۲ [۵] پوستین یا روئی دار بھرا وہ کلچہ ۱۲

واجب ہوئی پس اگر رجم کی حد واجب ہوئی تو فی الحال قائم کر دیجاویگی اور اگر درّے واجب ہوئے ہوں تو فی الحال نہ مارے جاوینگے یہانتک کہ وہ اچھا چنگا ہو جاوے لیکن اگر ایسا مریض ہو کہ اسکی زندگی سے مایوسی ہوگئی ہو تو حد قائم کر دیجاویگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ایسا مرض ہو کہ اسکے زوال کی امید نہو جیسے سل وغیرہ یا یہ شخص ناقص ضعیف الخلقت ہو تو اسکو ایک عثکال مارا جاوے جسمین سو تسمہ ہون یعنے سو تسمہ کا ایک مٹھا بندھا ہوا ایکبار مار دیا جاوے اور ضرور ہے کہ ہر تسمہ اُسکے بدن پر پہونچ جاوے اور اسیواسطے کہا گیا ہے کہ ایسی صورت مین تسمون کا کشادہ ہونا چاہیے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور جو عورت نفاس مین ہو وہ حد قائم کرنے مین بمنزلہ مریضہ کے ہے اور جو عورت حیض مین ہو وہ بمنزلہ صحیحہ کے ہے کہ فوراً اسپر حد قائم کیجا سکتی ہے اور حیض سے خارج ہونیکا انتظار نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ حاملہ نے اگر زنا کیا تو حالت حمل مین اُسکو حد نہ ماریجائیگی خواہ اُسکی حد کوڑے ہون یا رجم ہو لیکن اگر اُسکا زنا بذریعہ گواہون کے ثابت ہوگیا ہو تو قید کیجاویگی یہانتک کہ وہ بچہ جنے پھر جب بچہ پیدا ہوگیا تو دیکھا جاوے کہ اگر محصنہ تھی تو وضع حمل کے بعد اُسکو رجم کیا جائیگا یہ ظاہر الروایہ ہے۔ اور اگر غیر محصنہ تھی تو چھوڑ رکھی جاویگی یہانتک کہ وہ نفاس سے خارج ہو پھر اسپر حد قائم کیجاویگی یہ غایۃ البیان مین ہے اور اگر اُسکے اقرار سے حد ثابت ہوئی ہو تو قید نہ کیجاویگی لیکن اس سے کہا جائیگا کہ جب وضع حمل کرے تو حاضر ہو پس اگر بعد وضع حمل کے وہ آئی تو وہ رجم کر دیجائیگی بشرطیکہ ایسا کوئی ہو کہ اُسکے بچہ کی پرورش و دودھ پلائی کرے اور اگر ایسا کوئی نہو تو انتظار کیا جائیگا یہانتک کہ وہ بچہ کا دودھ چھڑاوے یہ ظہیریہ مین ہے اور اگرچہ اُسنے تاخیر مین طول دیا اور کہے جاتی ہو کہ مین ابھی نہین جنی ہون۔ گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پس اُسنے کہا کہ مین حاملہ ہون تو اسکا قول قبول نہ ہوگا بلکہ عورتون کو دکھلائی جاویگی پس اگر عورتون نے کہا کہ یہ حاملہ ہے تو اسکو دو سال کی مہلت دیگا پس اگر وہ نہ جنی تو امام اسکو رجم کر دیگا یہ فتح القدیر مین ہے اگر گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پس اُسنے دعوی کیا کہ مین عذرا یا رتقاء ہون تو عورتون کو دکھلائی جاویگی اگر انھون نے کہا کہ یہ ایسی ہی ہے تو اُسکے ذمہ سے حد دور کیجائیگی اور گواہون پر بھی حد واجب نہوگی اور اسیطرح اگر مرد کی صورت مین اُسنے مجبوب ہونے کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہے اور عذراء و رتقاء وغیرہ جن چیزون کے ثبوت مین عورتون کے قول پر عمل ہوتا ہے انکے ثبوت مین ایک عورت کا قول قبول ہوگا کذا فی الولوالجیہ اور اگر دو عورتین ہوتین تو احوط ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور مولے اپنے غلام پر خود حد نہین قائم کر سکتا ہے الا باجازت امام المسلمین یہ ہدایہ مین ہے۔ اور سخت گرمی یا سخت جاڑے مین حد نہین قائم کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے اسیطرح شدت گرمی یا شدت جاڑے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ ایکمرد سے فعل فاحشہ سرزد ہوا یعنے زنا کیا

له یعنے دعوی کیا کہ پردہ بکارت موجود ہے ۱۲ ٢ه عذراء وہ عورت جسکی بکارت زائل ہوگئی ہو اور رتقاء وہ عورت جسکا پردہ بکارت موجود ہو اور رتق ایک پردہ عارضہ بھی بعض عورتون کی فرج کے منہ پر پیدا ہوتا ہے جو مانع جماع ہوتا ہے ۱۲ سه کیونکہ تاخیر سے کوئی فائدہ مقصود نہین ہے بلکہ جب وہ سنگسار ہی کیا جاویگا تو انتظار صحت سے اس حال مین بہتر ہے بخلاف اس صورت کے کہ اگر درے واجب ہوئے تو تاخیر مین مصلحت ہے مبادا اس ضرب کا تحمل نہو اور وہ فنا ہو جاوے ۱۲ ٥ه یعنے زچہ ۱۲

پھر اُسنے توبہ کرکے اللہ تعالی کی طرف رجوع کیا تو وہ قاضی کو لائق اس فعل منکر سے خبردار نکرے یہ ظہیریہ مین ہی

تیسرا باب جو وطی موجب حد ہی اور جو نہین ہی اُسکے بیان مین - جو وطی کہ موجب حد ہوتی ہی وہ زنا ہی کذا فی الکافی پس اگر محض حرام ہو تو حد واجب ہو گی اور اگر اسمین کوئی شبہہ بیٹھ گیا تو حد واجب نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور شبہہ یہ ہی کہ مشابہ ثابت کے ہو حالانکہ ثابت نہین ہی اور وہ چند انواع ہین ایک شبہہ در فعل اور اسکو شبہہ اشتباہ کہتے ہین اور اُسکی یہ صورت ہی کہ غیر دلیل الحل کو دلیل گمان کرے اور اسکا تحقق ایسے شخص کے حق مین ہوگا کہ جسپر یہ مشتبہ ہو جاوے نہ ایسے شخص کے حق مین جسپر مشتبہ نہو اور گمان ہونا ضرور ہی تاکہ اشتباہ متحقق ہو پس اگر اُسنے دعوی کیا کہ میرا گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہی تو حد نہ ماریجاویگی اور اگر یہ دعوی نہ کیا تو حد ماریجاویگی دوم شبہہ در محل اور اسکو شبہہ حکمیہ کہتے ہین اور اسکی یہ صورت ہی کہ محل مین کوئی دلیل حلیت کی قائم ہی مگر اُسکا عمل بسبب کسی مانع کے ممتنع ہو گیا پس یہ سب کے حق مین شبہہ اعتبار کیا جائیگا اور مجرم کے گمان پر اور اُسکے دعوی حل پر اُسکا ثبوت موقوف نہوگا پس حد دونون طرح مین ساقط ہو گی مگر بچہ کا نسب دوسری طرح مین ثابت ہوگا اگر دعوی کرے اور اول صورت مین ثابت نہ ہوگا اگرچہ دعوی کرے اور نوع اول مین مہر مثل واجب نہ ہوگا سوم شبہہ در عقد کہ جب عقد پایا گیا خواہ حلال ہو یا حرام ہو خواہ ایسا حرام ہو کہ اُسکی تحریم پر اتفاق ہی یا اسمین اختلاف ہی خواہ وطی کنندہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بہرحال امام اعظم رح کے نزدیک اسکو حد نہ ماری جائیگی اور صاحبین کے نزدیک اگر اُسنے ایسا نکاح کیا جسکی حرمت پر اجماع و اتفاق ہی تو یہ کچھ شبہہ نہین ہی پس اگر وہ تحریم کو جانتا تھا تو اسکو حد ماریجاویگی ورنہ حد نہین ماریجاویگی یہ کافی مین ہی - اور امام اسبیجابی نے فرمایا کہ اصل یہ ہی کہ ہر گاہ اُسنے شبہہ کا دعوی کیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو حد ساقط ہو گی پس بمجرد دعوی بھی حد ساقط ہو گی مگر دعوی اکراہ سے[1] مسقط حد نہین ہی جبتک کہ اکراہ کے واقع ہونے پر گواہ قائم نہ کرے یہ بحر الرائق مین ہی - اگر تین طلاق دی ہوئی عورت سے عدت مین وطی کی تو شبہہ در فعل ہی - اور اگر تین طلاق دیدین پھر رجعت کی عدت گذر جانیکے بعد اس سے وطی کی تو بالاجماع اسکو حد ماریجاویگی - اور اگر مولی نے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا یا مرد نے اپنی جورو کو خلع دیا یا جورو کو مال پر طلاق دی تو اس سے عدت مین وطی کرنا بمنزلہ تین طلاق دی ہوئی سے عدت مین وطی کرنے کے ہی کیونکہ حرمت بالاجماع ثابت ہو گئی ہی اور اگر اپنے باپ یا ماں کی باندی سے وطی کی کذا فی الکافی یا اپنی جد یا جدہ کتنے ہی اونچے درجے کی ہو اُسکی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اپنی زوجہ کی باندی سے یا اپنے مولے کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مرتہن نے مرہونہ باندی سے وطی کی تو بھی بروایت کتاب الحدود یہی حکم ہی کذا فی الکافی اور یہی مختار ہی یہ تبیین مین ہی اور جو مستعیر[2] رہن ہو اگر اُسنے ایسا کیا تو وہ بھی اس بات مین بمنزلہ مرتہن کے ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر دونون[3] مین سے ایک نے گمان کا دعوی کیا اور دوسرے نے دعوی نہ کیا تو دونون کو حد نہ ماریجائیگی جبتک کہ دونون اسکا

---

[1] اعتراض ہوا کہ اکراہ سے مباشرت نہ ہوئی بلکہ اختیاری ہوئی جواب یہ کہ خوف جان سے حد ساقط ہوئی ۱۲ منہ [2] اصل نسخہ مین قید رہن موجود ہی یعنی رہن کو مستعار لیا ہو اور مقام تامل ہی ۱۲ منہ [3] یعنی مال مرہونہ کو مستعار لیا ۱۲ منہ [4] یعنی زانی و زانیہ ۱۲

اقرار نکریں کہ ہم حرمت سے واقف تھے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک غائب ہو پس حاضر نے کہا کہ میں نے جانا کہ وہ مجھپر حرام ہے تو حاضر کو حد ماری جائیگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنے بھائی یا چچا کی لونڈی سے زنا کیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ وہ مجھپر حلال ہے تو اسکو حد ماری جاویگی اور یہی حکم باقی محارم میں ہے سوائے قرابت اولاد کے یہ کافی میں ہے اسیطرح اگر اپنی جورو کے کسی محرم کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر مستعارہ باندی سے وطی کی تو اسپر حد لازم آویگی اگرچہ دعوی کرے کہ میرا گمان تھا کہ یہ مجھپر حلال ہے کذا فی محیط السرخسی۔ اسیطرح اگر مستاجرہ باندی سے جو خدمت کے لیے نوکر رکھی ہے یا ودیعت کی باندی سے وطی کی تو بھی حد لازم آویگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ شبہہ در محل کی یہ صورتیں ہیں کہ اپنے ولد کی باندی یا ولد الولد کی باندی سے وطی کی کذا فی الکافی خواہ اسکا ولد زندہ ہو یا مرگیا ہو یہ عتابیہ میں ہے پھر اگر وہ حاملہ ہوگئی اور بچہ پیدا ہوا تو باپ سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور عقر واجب نہوگا اور اگر حاملہ نہوئی تو باپ پر عقر واجب ہوگا اور باپ کی ملک اس باندی میں ثابت نہوگی اور دادا مثل باپ کے ہے لیکن باپ کے ہوتے دادا کا نسب ثابت نہوگا۔ یا ایسی جورو سے عدت میں وطی کی جسپر تین طلاق واقع ہوئی ہیں یا بائع نے قبل سپرد کرنے کے مبیعہ باندی سے وطی کی یہ کافی میں ہے۔ یا اپنے مکاتب کی باندی سے وطی کی یا اپنے غلام ماذون کی باندی سے وطی کی جسپر اسقدر قرضہ ہے کہ اسکے رقبہ و مال کو محیط ہے یا شوہر نے ایسی باندی سے قبل اس وجہ سے سپرد کرنے کے وطی کرلی جسکو مہر میں دیا ہے یا ایسی باندی سے وطی کی جو اسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہے تبیین میں ہے۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے باندی کو آزاد کردیا پس اگر شریک کو تاوان دیدیا پھر اس سے وطی کی تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر شریک نے اس سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر وہ باندی سعایت کرتی ہو پس اگر آزاد کنندہ نے اس سے وطی کی تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر دوسرے شریک نے اس سے وطی کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اور اسیطرح اگر پوری باندی ایک شخص کی ہو اور اسمیں سے نصف آزاد کردیا پھر اس سے وطی کی تو بالاتفاق اسپر حد لازم نہوگی کذا فی المحیط اور اگر اپنی باندی کو جبسے وطی کر رہا تھا اسی حالت میں آزاد کردیا پھر اس سے جدا ہوگیا پھر اسی مجلس میں اس سے وطی کرلی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اور اگر جورو مرتد ہوگئی نعوذ باللہ منہا اور شوہر پر حرام ہوگئی یا بدینوجہ حرام ہوگئی کہ شوہر نے اسکی ماں یا بیٹی سے وطی کرلی یا بدینوجہ کہ عورت نے شوہر کے پسر کی مطاوعت کی پھر شوہر نے اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہوگئی ہے تو اسپر حد واجب نہوگی اور اسیطرح اگر پانچ عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا یا چار کے نکاح میں پانچویں کا نکاح کیا یا اپنی جورو کی بہن یا ماں سے نکاح کیا پس اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھپر حرام ہے یا عورت سے بطور متعہ تزوج کیا تو ان صورتوں میں وطی کنندہ پر حد واجب نہوگی اگرچہ اسنے کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر غنائم جہاد دار الحرب سے دار الاسلام میں آگئے پھر قبل تقسیم کے کسی غازی نے لوٹ کی باندیوں میں سے کسی سے وطی کی تو اسپر حد واجب نہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہے اور اسیطرح اگر دار الحرب میں بھی اسنے ایسا کرلیا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ شبہہ در عقد کی صورت یہ ہے کہ اپنی کسی محرمہ سے نکاح کرکے وطی کرے تو امام اعظم رح کے نزدیک اسپر حد واجب نہوگی ولیکن اگر وہ جانتا ہو کہ یہ حرام ہے تو اسکو کوئی سزا

لہ یعنے جو عورت اسپر ہمیشہ کے واسطے حرام ہے ۱۲ مسہ جو دوسرے شوہر سے ہے ۱۲ منہ

دینا

درد ناک دیجائیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر وہ حرمت کو جانتا ہو تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر نہ جانتا ہو تو اسپر حد نہوگی کذا فی الکافی اور اسی کو فقیہ ابو اللیثؒ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور اسبیجابی نے لکھا کہ صحیح قول امام اعظم رح کا ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر غیر کی منکوحہ سے یا اسکی معتدہ سے یا اپنی مطلقہ ثلث سے نکاح کر لیا تو بعد تزوج کے وہ مثل محرمہ کے ہے۔ اور اگر نکاح مختلف فیہ ہو مثلاً بلا گواہوں کے کسی عورت سے نکاح کیا یا بلا ولی کے عورت سے نکاح کیا تو بالاتفاق اسپر حد واجب نہ ہوگی کیونکہ اسمیں شبہہ کل کے نزدیک متمکن ہے۔ اسیطرح اگر آزادہ جورو پر ایک باندی سے نکاح کرکے وطی کی یا مجوسیہ سے نکاح کیا یا باندی سے بدون اجازت اسکے مولی کے نکاح کیا یا غلام نے کسی باندی سے بدون اجازت اپنے مولی کے نکاح کیا تو بالاتفاق ہم وطی کنندہ پر حد واجب نہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر وطی بملک نکاح یا بملک یمین ہو اور حرمت کسی امر کے عارضی ہونے سے ہو گئی تو اس سے وطی کرنا موجب حد نہیں ہے جیسے جورو حائضہ یا نفسا یا صائمہ ہو یا احرام باندھے ہوئے ہو یا شبہہ اس سے کسی نے وطی کی ہو یا جورو سے ظہار کیا ہو یا ایلاء کیا ہو اور اسیطرح اگر اسکی مملوکہ باندی اسپر بسبب رضاعت[1] یا صہریت کے حرام ہو یا یہ وجہ ہو کہ اس باندی کی ایسی ذی رحم محرم اُسکے نکاح میں ہو کہ جس سے یہ باندی اسپر حرام ہو یا یہ باندی مجوسیہ یا مرتدہ ہو تو اسکے وطی کرنے سے مولی پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ حرمت سے آگاہ ہونے کا اقرار کرے یہ محیط میں ہے اگر ایک عورت کو اجارہ پر لیا تاکہ اس سے زنا کرے یا اس سے وطی کرے یا کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ میں تجھ سے وطی کروں یا کہا کہ تو مجھے اپنے اوپر اسقدر درموں کے عوض قابو دے پس عورت نے منظور کیا اور ایسا واقع ہوا تو انکو حد نہ ماری جائیگی اور نظم میں اس بیان پر اسقدر زیادہ فرمایا کہ اس عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا اور دونوں کو سزا دیجائیگی اور قید کیے جاوینگے یہانتک کہ دونوں توبہ کریں۔ اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ دونوں کو حد ماری جائیگی جیسے کہ اگر مرد نے عورت کو بلا شرط مال دیا اور ایسا کیا تو بھی یہی حکم ہے بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ تو یہ دراہم لے تاکہ میں تجھسے تمتع حاصل کروں تو یہ حکم نہیں ہے اسواسطے کہ متعہ ابتدائے اسلام میں بسبب اباحت تھا پس شبہہ باقی رہا یہ تمرتاشی میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تجھے اسقدر مہر دیا تاکہ تجھ سے زنا کروں تو حد واجب نہوگی یہ کافی میں ہے۔ زید کی باندی نے اگر کوئی جنایت[2] عمداً کی پھر ولی جنایت نے اس عورت سے زنا کیا تو ولی جنایت پر بالاتفاق حد زنا واجب ہوگی۔ اور اگر براہ خطا ہو اور ولی جنایت نے اس باندی سے زنا کیا تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ ولی جنایت پر حد واجب ہوگی خواہ مولے اس باندی کا دینا اختیار کرے یا اسکا فدیہ دینا اختیار کرے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اگر مولے نے ولی جنایت کو یہ باندی اس جرم میں دینی اختیار کی تو اسکو حد نہ ماریجائیگی اور اگر فدیہ دینا اختیار کیا تو اسپر حد واجب ہوگی۔ اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ کا شہوت سے بوسہ لیا یا شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا پھر اسکی ماں یا بیٹی سے نکاح کرکے دخول کیا تو اسپر حد واجب نہوگی اگرچہ اُسنے کہا کہ میں جانتا تھا

[1] رضاعیت یعنی دودھ پلانے کے سبب سے یا صہریت یعنی بسبب دامادی کے ہو ۱۲ منہ

[2] مثلاً عمرو کے ولی کو قتل کیا پس ولی جنایت عمرو ہے ۱۲ منہ [3] پس عدت میں ہو ۱۲ [4] حد زنا ۱۲ منہ

کہ مجبیر حرام ہے اور یہ امام اعظم رہ کا قول ہے اور ایسی وطی سے اسکا احصان باطل نہ ہوگا حتی کہ اسکا قذف کرنیوالا
حد قذف مارا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی جورو کی ماں یا بیٹی کا بوسہ لیا یا جورو نے شوہر کے
پسر یا باپ کا بوسہ لیا حتی کہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی پھر شوہر نے اسکے وطی کر لی تو اسپر حد واجب نہوگی اگرچہ شوہر
کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجبیر حرام ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ گونگا حد زنا یا کسی کے واسطے حد قذف میں
سے ماخوذ نہ ہوگا اگرچہ وہ باشارت یا بہ کتابت[۴] اقرار کرے یا اسپر گواہ گواہی دیں اور جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہو اور
کبھی اسکو افاقہ ہوتا ہو پس اگر اسنے حالت افاقہ میں زنا کیا تو حد زنا کے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ میں نے
اپنے جنون کی حالت میں زنا کیا ہے تو اسپر حد جاری نہ ہوگی جیسے بالغ نے اگر کہا کہ میں نے حالت نابالغی میں زنا کیا ہے
تو ماخوذ نہیں ہوتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور جسنے دارالحرب یا دارالبغی[۱] میں زنا کیا پھر وہ ہمارے یہاں آگیا تو اسپر حد جاری
نہ کیجائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کوئی سریہ[۲] دارالحرب میں داخل ہوا اور انمیں سے کسی مرد نے وہاں زنا کیا تو اسپر
حد جاری نہوگی اور اسی طرح امیر لشکر حدود و قصاص کو قائم نہ کریگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر خلیفہ نے بذات خود جہاد
کیا یا امیر شہر نے خود جہاد کیا جو اپنی ولایت کے لوگوں پر حدود قائم کرتا تھا تو وہ دارالحرب میں بھی حدود و قصاص
قائم کریگا اور یہ اسوقت ہے کہ اسنے لشکر میں ہوکر زنا کیا اور اگر وہ اہل حرب سے جا ملا اور زنا کیا تو اسپر حد قائم نہ
کیجائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ امیر اپنے لشکر میں حد اسی صورت میں قائم کریگا کہ جسپر حد قائم کرنا چاہتا ہے اسکی طرف سے
مرتد ہو جانے اور اہل حرب سے مل جانے سے بےخوف ہو اور اگر مرتد ہو جانے اور اہل حرب سے ملجانے کا خوف ہو تو حد
قائم نہ کریگا یہانتک کہ دارالحرب سے جدا ہوکر دارالاسلام میں آوے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اگر ذمی نے ایسی عورت
حربیہ سے جو امان لیکر دارالاسلام میں آئی ہے زنا کیا تو بالاجماع ذمی پر حد واجب ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اسیطرح
اگر ایسی عورت سے مسلمان نے زنا کیا تو اسپر حد جاری کیجائیگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور جو عورت یا مرد
اہل حرب میں سے امان لیکر یہاں داخل ہوا ہے اسپر امام اعظم رہ و امام محمد رہ کے نزدیک حد نہیں ہے سوائے حد قذف[۶]
کے اور اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے حربی مستامن کو اپنے اوپر قابو دیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک مسلمہ و ذمیہ کو
حد ماریجائیگی اور امام محمد رہ کے نزدیک دونوں[۳] میں سے کسی پر حد نہ ہوگی اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک دونوں پر
حد جاری کیجائیگی یہ عتابیہ میں ہے۔ ذمی نے اگر زنا کیا پھر مسلمان ہوا پس اگر یہ امر اسکے اقرار سے یا مسلمان گواہوں
کی گواہی سے ثابت ہوا ہو تو اسکے سر سے حد دور نہ کیجائیگی اور اگر ذمی گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو پھر وہ
مسلمان ہوگیا تو اسپر حد قائم نہ کیجائیگی یہ بحرالرائق میں ہے۔ اور اگر مرد تندرست نے مجنونہ عورت یا ایسی صغیرہ سے جو
جماع کے قابل ہے زنا کیا تو بالاجماع خاصۃً مرد پر حد قائم کیجائیگی یہ ہدایہ میں ہے اور اگر خصی نے کسی عورت سے زنا کیا
تو مرد پر حد واجب ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر نابالغ یا مجنون نے عورت بالغہ عاقلہ سے زنا کیا اور عورت مذکورہ نے

[۱] دارالبغی وہ مقام جسکو باغیوں نے امام برحق سے بغاوت کرکے اپنے قبضہ میں کر لیا ۱۲ منہ [۲] سریہ وہ لشکر اسلام جسمیں امام المسلمین موجود نہو ۱۲ منہ [۳] یعنے حربی مستامن اور ذمیہ یا مسلمہ دونوں میں سے نہ زانی پر اور نہ زانیہ پر کسی پر حد نہ ہوگی [۴] یعنے لکھکر ۱۲ منہ [۵] یعنے نمودار ۱۲ [۶] یعنے کسی کو تہمت زنا لگائی ۱۲ منہ

نے بخوشی[1] قابو دیا تو بلا خلاف طفل و مجنون پر حد واجب نہ ہوگی اور رہی عورت سو ہمارے علماء کے قول پر اسکو حد کی سزا نہ دیجائیگی اور اگر صغیرہ نابالغہ سے زنا کیا تو دونوں پر حد نہ ہوگی اور زانی پر اسکا مہر واجب ہوگا اور اگر طفل نے اس امر کا اقرار کیا تو اسکے اقرار سے اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر طفل نے بالغہ عورت سے زنا کیا اور اسکا پردہ بکارت زائل کر دیا اور یہ عورت باکراہ و مجبوری اس فعل میں مبتلا ہوئی ہے تو طفل مذکور اسکے مہر کا ضامن ہوگا بخلاف اسکے اگر عورت مذکورہ خوشی سے اس بات پر راضی ہوئی ہو تو ایسا نہیں ہے۔ اور اگر نابالغہ لڑکی نے طفل کو اپنی طرف بلایا جسنے زنا کیا اور اسکا پردہ جاتا رہا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا اور باندی نے اگر طفل سے زنا کرایا تو وہ اسکے مہر کا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر سوتے ہوئے[3] مرد سے عورت نے خود وطی کی اور اپنے نفس پر قابو دیدیا تو دونوں پر حد واجب نہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور جس مرد کو سلطان نے مجبور کیا تھا کہ اسنے زنا کیا تو اسپر حد نہیں ہے اور امام ابو حنیفہؒ پہلے فرماتے تھے کہ حد ہے پھر رجوع کیا اور فرمایا کہ اسپر حد نہیں اور اگر سوائے سلطان کے دوسرے نے اکراہ کیا تو امام ابو یوسف و امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسپر حد نہیں ہے کذا فی فتح القدیر اور اسی پر فتوی ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر عورت پر اکراہ کیا گیا یہانتک کہ اسنے اپنے اوپر قابو دیا تو بالاجماع اسکو حد کی سزا نہ ہوگی اور اکراہ کردہ شدہ کے یہ معنے ہیں کہ ایلاج کے وقت تک یعنی داخل کیے جانے کے وقت تک مجبور کی گئی ہو اور اگر اکراہ کی گئی ہو یہانتک کہ وہ لیٹی پھر قبل ایلاج کے اسنے خود قابو دیدیا تو مطاوعہ ہوگی یہ خزانۃ الفتاوے میں ہے۔ اور اگر مرد مکرہ[2] ہو پس اسنے عورت سے جو مطاوعہ ہے زنا کیا تو مطاوعہ عورت ہی پر حد جاری کیجائیگی یہ امام اعظمؒ کا قول ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ پھر اصل یہ ہے کہ ہر دو زانی میں سے جب ایک سے حد بسبب شبہ کے ساقط ہوئی تو دوسرے سے بھی بسبب شرکت کے ساقط ہوگی چنانچہ اگر ایک نے نکاح کا دعوے کیا اور دوسرے نے نکاح سے انکار کیا تو دونوں سے حد ساقط ہوگی۔ اور جب بسبب قصور فعل کے ساقط ہوئی پس اگر قصور از جانب عورت ہو تو اسی سے حد ساقط ہوگی اور مرد سے ساقط نہ ہوگی جیسے ایسی صغیرہ سے جو قابل جماع ہے یا مجنونہ یا مکرہہ یا نائمہ سے زنا کیا تو عورت سے ساقط اور مرد محدود ہوگا اور اگر قصور از جانب مرد ہو تو حد دونوں سے ساقط ہوگی یہ سراج وہاج میں ہے۔ اگر مرد نے اپنے پسر کی ام ولد سے وطی کی اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھپر حرام ہے تو اسپر حد نہ ہوگی۔ اور اگر مرد نے اپنے باپ کی جورو سے بعد اپنے باپ کی موت کے نکاح کر لیا پس اس سے اولاد ہوئی تو فقیہ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ اگر اسنے چار مرتبہ مجالس مختلفہ میں وطی کا اقرار کیا تو دونوں پر حد جاری کیجائیگی اور اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ صاحبینؒ کا قول ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں۔ ایک مرد نے مردہ عورت سے زنا کیا تو اسمیں اختلاف ہے اہل مدینہ نے فرمایا کہ اسپر حد جاری کیجائیگی اور اہل بصرہ نے فرمایا کہ حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر دیجائیگی اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں۔ ایک مرد نے مملوکہ لڑکی سے جماع کیا اور بسبب جماع کے وہ مر گئی تو اصل میں مذکور ہے کہ مرد مذکور پر اسکی

[1] بخوشی قابو دینے والی ۱۲ منہ [2] مکرہ جس مرد پر اکراہ کیا گیا مکرہہ جس عورت پر اکراہ کیا گیا اور اسکے مقابل مطاوع و مطاوعہ ۱۲ منہ [3] محض زنا کا اقرار ہے ۱۲ سوتی ہوئی ۱۲ منہ

قیمت واجب ہوگی اور اس میں کچھ اختلاف ذکر نہیں فرمایا اور امام ابو یوسفؒ نے امالی میں امام اعظمؒ سے ذکر فرمایا کہ اسپر قیمت واجب ہے اور حد بھی لازم ہوگی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اسپر قیمت واجب ہے اور حد لازم نہیں ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر آزادہ عورت سے زنا کیا اور جماع سے اسکو مار ڈالا تو بالاجماع دیت کے ساتھ حد بھی واجب ہوگی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے آزادہ عورت سے زنا کیا پھر خطا سے اسکو قتل کیا تو اسکی دیت واجب ہوئی تو حد بھی واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ دونوں دو سبب مختلف سے واجب ہوئی ہیں یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے فرج کے سوائے وطی کی تو حد جاری نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ زنا نہیں ہے مگر اسکو تعزیر دیجائیگی۔ اور اگر کسی عورت سے اسکے دبر میں وطی کی یا طفل سے لواطت[1] کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک حد نہ ہوگی مگر اسکو تعزیر دیجائیگی اور قید میں ڈالا جائیگا یہانتک کہ توبہ کرے اور صاحبینؒ کے نزدیک اسپر زنا کی حد جاری کیجائیگی کہ اگر محصن ہے تو رجم کیا جائیگا اور اگر محصن نہیں ہے تو درے مارے جاوینگے اور اگر ایسا امر اپنے غلام یا باندی یا جورو کے ساتھ کیا خواہ جورو سے نکاح صحیح ہو یا فاسد ہو تو بالاجماع اسپر حد واجب نہ ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر لواطت کسی کی عادت ہوگئی تو امام اسکو قتل کر دیگا خواہ محصن ہو یا غیر محصن ہو یہ فتح القدیر میں ہے بہیمہ[2] سے وطی کرنے والے پر ہمارے نزدیک حد واجب نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ اگر شب زفاف[3] میں ایکے پاس اسکی جورو کے سوائے دوسری بھیجدی گئی اور عورتوں نے کہا کہ یہ تیری جورو ہے پس اس سے وطی کرلی تو اسپر حد نہ ہوگی مگر اسپر مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ آدمی اپنی جورو و غیر جورو میں اول بار میں تمیز نہیں کر سکتا ہے الا اخبار اور خبر واحد امور دین و معاملات میں کافی ہے اسی واسطے اگر کوئی باندی آئی اور کہا کہ مجھے میرے مولے نے تیرے پاس ہدیہ بھیجا ہے تو اسکے قول پر اعتماد کر کے اس سے وطی کرلینی حلال ہے۔ پھر جو عورت شب زفاف میں بھیجی گئی تھی اگر اسکے بچہ پیدا ہو تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی مگر اس عورت کے تہمت لگانے والے کو حد قذف کی سزا نہ دیجائیگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ ایک مرد نے اندھیری رات میں اپنے بچھونے پر ایک عورت کو پایا اور حال یہ ہے کہ اسکی ایک جورو پرانی ہے پس جسکو بستر پر پایا ہے اس سے وطی کرلی اور کہا کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میری جورو ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اسپر حد واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی کوٹھری میں کسی عورت کو پایا اور اس سے وطی کرلی اور کہا کہ میں نے اسکو اپنی جورو گمان کیا تھا تو اس مرد پر حد واجب ہوگی اگرچہ وہ اندھا ہو یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر اندھے نے اپنی عورت کو بستر پر بلایا پس غیر عورت نے جواب دیا اور آگئی پس اس سے جماع کر لیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسپر حد واجب ہوگی اور اگر غیر عورت نے جواب میں یوں کہا کہ میں فلانہ ہوں یعنی اسکی جورو کا نام لیا پس اندھے نے اس سے جماع کرلیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی اور اگر آنکھوں والا ہو تو ایسی صورت میں اسکی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔
ایک مرد نے اپنی باندی کسی دوسرے کے واسطے حلال کردی پس دوسرے نے اس باندی سے وطی کی تو اسپر حد نہ ہوگی یہ محیط سرخسی

ف۱ لواطت اللام ہے لونڈے بازی یعنے دبر میں وطی کرنا خواہ لڑکے سے ہو یا عورت سے ۱۲ ف۲ چوپایہ مادہ خواہ بکری ہو یا گائے بھینس گھوڑی گدھی اونٹنی وغیرہ ہو طیتہ بر ۱۲ ف۳ شوہر کے ساتھ ہمبستری کی پہلی شب ۱۲

مین ہے۔ اور جو شخص نشہ مین ہو اگر اُسنے زنا کیا تو اُسکو حد ماری جائیگی جب وہ ہوش مین آجائے یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر بیع فاسد ہوا اور مشتری نے بیعہ باندی سے قبل قبضہ کے یا بعد قبضہ کے وطی کی تو اُسپر حد واجب نہ ہوگی۔ اور اگر بائع نے اپنے واسطے خیار کی شرط کر کے باندی فروخت کر دی پس مشتری نے اُس سے وطی کی یا خیار مشتری کا تھا اور بائع نے اس سے وطی کی تو اُسپر حد جاری کیجائیگی خواہ وہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ امام محمدؒ نے اصل مین فرمایا کہ اگر کوئی باندی غصب کر کے اُس سے زنا کیا پھر اُسکی قیمت تاوان دیدی تو بالاتفاق اُسپر حد ہوگی اور اگر اُس سے زنا کر کے پھر اُسکو غصب کیا اور اُسکی قیمت تاوان دیدی تو امام ابو حنیفہ و امام محمدؒ کے نزدیک حد ساقط ہوگی یہ محیط مین ہے۔

ایک شخص مرد چت لیٹا پھر ایک عورت اجنبیہ آئی اور مرد کے اوپر بیٹھی یہانتک کہ اپنی حاجت پوری کر لی تو دونوں پر حد واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر اسکو خرید لیا تو ظاہر الروایہ مین مذکور ہے کہ بالاتفاق اُسکو حد کی سزا دیجائیگی اور اسی طرح اگر کسی آزاد عورت سے زنا کیا پھر اُس سے نکاح کر لیا تو بھی یہی حکم ہے ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح کتاب الحدود مین ذکر کیا ہے۔ اور اگر ایک عورت سے زنا کیا پھر کہا کہ مین اسکو خرید کر چکا تھا تو اُسپر حد واجب ہوگی خواہ یہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو۔ اور اگر باندی سے زنا کیا پھر دعوی کیا کہ مین نے اسکو خریدا بدین شرط کہ اسکے مولی کو خیار حاصل ہے اور اسکے مولی نے کہا کہ یہ جھوٹا ہے مین نے اس باندی کو فروخت نہین کیا تو فرمایا کہ واطی پر حد واجب ہوگی اور اسی طرح اگر دعوی کیا کہ مین نے اسکو بعوض الی اجل خریدا یعنی کسی مدت کے وعدہ پر جسکو بیان کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ آزاد عورت نے اگر ایک غلام سے زنا کیا پھر اُسکو خرید لیا تو ان دونوں کو حد کی سزا دیجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ ایک مرد نے ایک باندی سے زنا کیا پھر دعوی کیا کہ مین نے اسکو بطور فاسد خرید لیا تھا یا مولی نے اُسکو مجھے ہبہ کر دیا تھا حالانکہ مولی منکر ہے تو اُسکی تکذیب کی یا گواہوں نے گواہی دی کہ اُسنے زنا کرنے کا اقرار کیا اور اُسنے قاضی کے سامنے خرید لیا ہے کا دعوی کیا تو حد اسکے ذمہ سے دور کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کبیرہ عورت سے زنا کیا پس اسکا پاخانہ و پیشاب کا سوراخ ایک کر دیا پس اگر اس عورت نے اُسکی اطاعت بدون دعوی شبہ کے کر لی تھی تو دونوں پر حد واجب ہوگی اور افضاءؔ کی پاداش یعنی ہر دو سوراخ ایک کر دینے کے جرم مین کچھ لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ خود راضی ہوئی تھی اور چونکہ حد واجب ہوئی ہے اسوجہ سے اسکے واسطے کچھ مہر بھی ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر شبہ کا دعوی پایا گیا تو زانی پر حد نہ ہوگی اور نیز اس جرم افضاء کی بابت بھی کچھ لازم نہ ہوگا مگر اُسپر عقر واجب ہوگا۔ اور اگر عورت سے زبردستی ایسا کیا گیا بدون دعوی شبہ کے تو مرد پر حد واجب ہوگی نہ عورت پر اور عورت کے واسطے مہر ثابت ہوگا پھر افضاء کو دیکھا جائیگا کہ اگر اسطرح سوراخ ایک ہو گیا کہ عورت اپنا پیشاب نہین تھام سکتی ہے تو زانی مذکور پر عورت کی پوری دیت واجب ہوگی اور اگر پیشاب تھام سکتی ہو تو زانی کو حد ماری جائیگی اور اُسپر تہائی دیت واجب ہوگی۔ اور اگر باوجود اسکے دعوی شبہ بھی ہو تو دونوں پر حد واجب نہ ہوگی پھر اگر عورت اپنا پیشاب تھام سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت واجب ہوگی اور پورا مہر لازم ہوگا یہ ظاہر الروایہ ہے اور اگر وہ پیشاب نہ تھام سکتی ہو تو مرد پر تمام دیت واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مہر واجب نہ ہوگا۔ اور اگر عورت ایسی صغیرہ ہو کہ لائق جماع کے ہو تو وہ

ف۱ افضاء یعنی عورت کے ہر دو سوراخ قبل و دبر کو صدمۂ جماع سے ایک کر دینا ۱۲ منہ ع۲ مراد یہ ہے کہ زنا کیا فافہم ۱۲

سب احکام مذکورہ مین مثل کبیرہ کے ہین سوائے ایک بات کے کہ اُسکی رضامندی سے ارش جنایت ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی صغیرہ ہو کہ لائق جماع نہین ہے پس اگر زخم ایسا ہو کہ وہ اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس مرد پر اسکی تہائی دیت اور پورا مہر واجب ہوگا اور حد واجب نہ ہوگی اور اگر نہ روک سکتی ہو تو پوری دیت کا ضامن ہوگا اور امام اعظم رح و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مہر کا ضامن نہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر زانی نے کسی باندی سے وطی کی کہ وطی سے اسکی آنکھون کی بینائی جاتی رہی تو زانی پر بلا خلاف حد نہ ہوگی اور اگر وطی سے اسکی ران توڑ دی تو حد اور نصف قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر عورت آزادہ ہو تو بلا خلاف زانی پر حد و دیت واجب ہوگی یہ عتابیہ مین ہے۔ ایسے امام المسلمین نے جسکے اوپر امام نہین ہے اگر ایسی بات کی جس سے حد واجب ہوتی ہے جیسے زنا و سرقہ و شراب خواری و قذف تو اُس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا سوائے قصاص و جرم مالی کے چنانچہ اگر اُسنے کسی آدمی کو قتل کیا یا کسی کا مال تلف کیا تو اسکے واسطے ماخوذ ہوگا اور اگر منعت کی ضرورت پڑے تو تمام اہل ایمان مظلوم کے واسطے منعت ہونگے پس وہ اپنا حق بھرپانے پر قادر ہوگا اور یہ مفید وجوب ہے یہ کافی مین ہے۔

چوتھا باب زنا پر گواہی دینے اور اُس سے رجوع کرنیکے بیان مین

زنا پر گواہی نہین قبول ہوتی ہے الا چار مسلمان آزاد مردون کی یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر زنا پر چار سے کم ایک یا دو یا تین مردون آزاد نے گواہی دی تو گواہی مردود اور گواہ کو حد قذف ماریجائیگی یہ ہمارے علماء کا مذہب ہے اور اگر قاضی کی مجلس مین چار گواہ حاضر ہوئے تاکہ ایک مرد پر زنا کی گواہی دین پس ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور باقی نے انکار کیا تو ہمارے علماء کے نزدیک جسنے گواہی دی ہے اسکو حد قذف ماریجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر چار مین سے تین نے اسکے زنا پر گواہی دی اور چوتھے نے کہا کہ مینے ان دونون کو ایک لحاف مین دیکھا تو مشہود علیہ کو حد نہ ماری جائیگی اور تینون گواہون کو حد قذف ماریجائیگی اور چوتھے گواہ پر حد نہ ہوگی الا اگر اُسنے اوّل یون کہا ہو کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اُسنے زنا کیا پھر زنا کرنے کی تفسیر اسطرح بیان کی جیسے ذکر ہوا تو اب اسکو بھی حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور ہمارے نزدیک شہادت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مجلس شہادت متحد ہو حتی کہ اگر گواہون نے مختلف مجلسون مین گواہی دی تو انکی گواہی مقبول نہوگی اور سب کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر گواہ لوگ گواہون کی جگہ کھڑے ہون پس ایک بعد دوسرے کے اُٹھا اور گواہی دی تو گواہی جائز ہے اور اگر سب مجلس سے باہر ہون پھر ایک داخل ہوا اور اُسنے گواہی دی پھر باہر چلا گیا پھر دوسرا آیا اور گواہی دیکر باہر چلا گیا اسیطرح ایک بعد دوسرے کے یون ہی گواہی دی تو انکی گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر دو گواہون نے ایک مرد کے زنا کرنے پر گواہی دی اور دو گواہون نے اُسکے اقرار زنا پر گواہی دی تو مشہود علیہ پر حد نہ ہوگی اور گواہون پر بھی حد قذف واجب نہ ہوگی اور اگر تین گواہون نے اُسکے زنا کرنے پر اور چوتھے نے اُسکے اقرار زنا پر گواہی دی تو تین گواہان اول پر حد قذف واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ اُسنے ایسی عورت سے زنا کیا کہ جسکو ہم نہین

منعت یعنی ایسے سلطان سے اپنا حق کیونکر ہوگا تو بیان کر دیا کہ تمام اہل اسلام مظلوم کے مددگار ہون پس ثابت ہوا کہ یہ واجب ہے۔ اعتراض ہوا کہ جب لااسے کہا کہ زنا کیا تو نصاب پورا ہوا جواب یہ کہ اصل حکم کو دیکھ کر زنا پر گواہی ہو اگرچہ گواہ عادل نہ ٹھہرے اور صاف ضحک کے قبل ہے اور زنا نہین ہے خلاف حسن

پہچانتے ہین تو مشہود علیہ کو سزائے حد نہ دیجائیگی یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر مشہود علیہ نے کہا کہ جس عورت کو تم نے میرے ساتھ دیکھا تھا وہ میری جورو یا باندی نہ تھی تو بھی حد نہ ماری جائیگی اسواسطے کہ گواہی ایسی واقع ہوئی کہ وہ موجب حد نہین ہے اور یہ کلام مذکور اُسکی طرف سے اقرار نہین ہے یہ فتح القدیر مین ہے - چار گواہون نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اُسنے ایک عورت سے زنا کیا جسکو ہم نہین پہچانتے ہین پھر کہا کہ وہ عورت فلانہ ہے تو مشہود علیہ کو سزائے حد نہ دیجائیگی اور گواہون پر بھی حد قذف لازم نہ ہوگی - چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا ہے مگر انمین دو گواہون نے اسطرح گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے بصرہ مین زنا کیا ہے اور دو نے اسطرح کہ اس عورت سے اُسنے کوفہ مین زنا کیا ہے تو بالاتفاق سب کے قول کے موافق مرد پر یا عورت کسی پر حد واجب نہ ہوگی[1] اور ہمارے نزدیک گواہون پر بھی استحساناً حد لازم نہ ہوگی - اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے زنا کیا مگر دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے دار کے اس بیت مین زنا کیا اور دو نے اسطرح کہ اسنے اس عورت سے اس بیت دیگر مین زنا کیا ہے تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی - اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی باین طور کہ دو نے کہا کہ اسنے اس عورت سے بروز جمعہ زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے بروز شنبہ زنا کیا یا دو نے اسطرح گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس دار کے بالاخانہ پر زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اُسنے اس دار کے سفل مین زنا کیا ہے یا دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس فلان کے دار مین زنا کیا اور دو نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے اس فلان دیگر کے دار مین زنا کیا تو ان مسائل مین مشہود علیہ پر حد نہین ہے اور گواہون پر بھی ہمارے نزدیک حد قذف لازم نہ آویگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر چار گواہون نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے بصرہ مین وقت طلوع شمس کے بروز فلان از ماہ فلان از سنہ فلان زنا کیا اور چار گواہون نے اُسی پر گواہی دی کہ اُسنے اس عورت سے کوفہ مین بعینہ اسوقت مذکور مین زنا کیا تو دونون مین سے کسی پر حد واجب نہوگی یہ نہر الفائق مین ہے اور اگر چار گواہون مین سے دو مردون[2] نے کہا کہ اُسنے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ مین زنا کیا اور دوسرے دو مردون نے گواہی مین کہا کہ اسنے اس عورت سے اس بیت کے اس گوشہ دیگر مین زنا کیا ہے تو مرد مشہود علیہ اور عورت مشہود علیہا کو استحساناً سزائے حد دیجائیگی اسواسطے کہ احتمال ہے کہ ابتدائے زنا ایک گوشہ مین ہوا اور انتہائے زنا دوسرے گوشہ مین ہو - اور یہ حکم اسوقت ہے کہ بیت چھوٹا ہو کہ اسمین اس امر کا جو ہمنے بیان کیا ہے احتمال ہو اور اگر بڑا ہوگا تو یہ حکم نہ ہوگا اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی کہ ہر ایک نے ان مین سے گواہی دی کہ اس نے اس فلانہ عورت سے زنا کیا ہے تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور ہر ایک کی گواہی اسی زنا پر محمول ہوگی جسکی نسبت دوسرے ساتھی نے گواہی دی ہے یہ کافی مین ہے - اور اگر چار گواہون مین سے دو گواہون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس مرد نے فلانہ عورت سے فلان ساعت روز مین زنا کیا اور دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ اس نے فلانہ عورت سے دن کی فلان ساعت دیگر مین زنا کیا ہے تو ایسی گواہی مقبول نہوگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم

[1] اگرچہ گواہ چار ہین مگر مقام مختلف بیان کرنے سے حد ساقط ہوگی ۱۲ [2] مردون نے ۱۲

اسوقت ہے کہ جب دوسرے دو گواہوں نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ ساعت اوّل و ثانی میں توفیق نہ ہو سکے مثلاً دو گواہوں نے گواہی دی کہ اُسنے اس عورت سے روز جمعرات کی ساعت میں زنا کیا اور دوسرے دو گواہوں نے اس سے روز جمعہ کی ساعت میں زنا کرنے کی گواہی دی یا دوسرے دو گواہوں نے روز جمعرات ہی کی ایسی ساعت بیان کی کہ اس ساعت تک زنا ممتد نہیں ہو سکتا ہے تو گواہی مقبول نہیں ہے اور اگر دوسرے گواہوں نے ایسی ساعت بیان کی ہو کہ اُسوقت تک زنا ممتد ہو سکتا ہے تو قبول ہو گی۔ امام محمدؒ نے اصل میں فرمایا کہ چار مردوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی جنمیں سے دو گواہوں نے کہا کہ اس مرد نے اس عورت کو بالاکراہ مجبور کر کے زنا کیا ہے اور دوسرے دو گواہوں نے کہا کہ اس عورت نے خود اسکی مطاوعت کی ہے تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ حد ان سب سے دور کر دیجائیگی یعنی مرد و عورت و گواہوں سب سے دفع کیجائیگی۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اُسنے اس عورت سے زنا کیا ہے مگر انمیں سے تین مردوں نے گواہی میں کہا کہ اس عورت نے اسکی مطاوعت کی اور چوتھے نے گواہی میں کہا کہ اس مرد نے اسے بالاکراہ مجبور کر کے ایسا کیا ہے تو بنا بر قول امام اعظمؒ کے انمیں سے کسی پر حد قائم نہ کیجائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر تین گواہوں نے بالاکراہ مجبور کرنے پر اور ایک نے عورت کی مطاوعت پر گواہی دی تو امام اعظمؒ کے نزدیک انمیں سے کسی پر حد نہ ہو گی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی مگر جس عورت سے زنا کیا ہے اسمیں اختلاف کیا یا زنا کی جگہ میں اختلاف کیا یا زنا کے وقت میں اختلاف کیا تو انکی گواہی باطل ہو گئی لیکن ہمارے نزدیک گواہوں پر حد واجب نہ ہو گی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے اُس لباس میں اختلاف کیا جو زنا کے وقت مرد پر یا عورت پر تھا یا اسکے رنگ میں اختلاف کیا یا جس عورت سے زنا کیا ہے اسکے طول و قصر[ف] میں یا اسکی موٹائی و دبلائی میں اختلاف کیا تو کچھ مضر نہیں ہے اسواسطے کہ انکا اختلاف ایسے امر میں ہے جسکے کہ وے محتاج[ف] نہ تھے۔ اور اسی طرح اگر دو گواہوں نے کہا کہ اُسنے سپید رنگ عورت سے زنا کیا اور دو گواہوں نے کہا کہ اُسنے گندم گوں عورت سے زنا کیا ہے تو بھی کچھ مضر نہیں ہے اسواسطے کہ ہر دو رنگ باہم متشابہ ہیں پس یہ اختلاف درمیان شہادت کے نہ ہو گا اور ایسے متخالف نہیں جیسے کالی و گوری میں اختلاف ہے اور اگر دو نے کہا کہ حبشیہ ہے اور دو نے کہا کہ خراسانیہ ہے یا دو نے کہا کہ کوفیہ ہے اور دو نے کہا کہ بصریہ ہے یا دو نے کہا کہ آزاد عورت ہے اور دو نے کہا کہ باندی ہے یا دو نے کہا کہ اندھی ہے اور دو نے کہا کہ ایسی تھی کہ ہنوز بالغہ نہ تھی تو گواہی مقبول نہ ہو گی یہ تمرتاشی میں ہے۔ اگر چار گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد نے یوم النحر کو مکہ میں فلانہ عورت سے زنا کیا اور چار گواہوں نے گواہی دی کہ اُسنے یوم النحر کو کوفہ میں فلاں کو قتل کیا تو ہر دو فریق گواہوں میں سے کوئی قبول نہ ہو گا اور گواہان زنا پر حد بھی واجب نہ ہو گی۔ اور اگر ہر دو فریق میں سے ایک فریق حاضر ہوا اور اُسنے گواہی دی اور اسکی گواہی پر حاکم نے حکم دیدیا پھر دوسرے فریق کے گواہوں نے گواہی دی تو دوسرے فریق کی گواہی باطل ہے اور گواہان زنا پر حد قائم نہ کیجائیگی اگرچہ فریق ثانی کے گواہ وہی شخص ہیں یہ مبسوط میں ہے۔ اگر گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اُسنے فلانہ عورت سے زنا کیا ہے حالانکہ یہ عورت غائب ہے تو مرد مذکور کو حد کی سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر چار مردوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پھر اسکو عورتوں نے دیکھکر کہا کہ یہ باکرہ ہے تو دونوں پر حد نہ ہو گی اور گواہوں پر بھی حد قذف نہ ہو گی

ف لمبی یا ٹھگنی ہونے میں ۱۲ منہ ف یعنے انکو کچھ حاجت نہ تھی ۱۲ منہ

یہ کافی میں ہے اور اسی طرح اگر انہوں نے کہا کہ یہ رتقاء یا قرناء ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اگر گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ مجبوب ہے تو ان کو سزائے حد نہ دیجائیگی اور نہ گواہوں کو بھی حد ماری جائیگی یہ تبیین میں ہے چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر بعد رجم کیے جانے کے معلوم ہوا کہ یہ مجبوب تھا تو اسکی دیت گواہوں پر ہوگی اور حد نہ ہوگی اور اگر عورت پر اسی طرح گواہی دی ہو پھر بعد رجم کے عورتوں نے اسکو دیکھکر کہا کہ یہ باکرہ یا رتقاء ہے تو گواہوں پر ضمان نہ ہوگی اور نہ ان پر حد واجب ہوگی۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنیکی گواہی دی پھر چار مردوں نے ان گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہے تو ان میں سے کسی کی گواہی قبول نہ ہوگی اور کسی پر حد قائم نہ ہوگی کیونکہ شبہہ پیدا ہوگیا یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک پہلے گواہوں پر حد قائم کیجائیگی بسبب اسکے کہ انکا زنا کرنا حجت سے ثابت ہوا اور حجت چار گواہوں کی گواہی ہے پس یہ لوگ فاسق ٹھہرے۔ اور اگر فریق ثانی نے کہا کہ ان لوگوں نے اس عورت سے زنا کیا ہے اور بس خاموش رہے تو ان لوگوں پر حد واجب ہوگی اسواسطے کہ انہوں نے دوسرے زنا کی گواہی دی ہے سوائے اس زنا کے جسکی فریق اول نے گواہی دی ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر ایک عورت سے زنا کرنیکی گواہی دی اور دوسرے چار گواہوں نے فریق اول گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہے اور تیسرے فریق چار مردوں نے دوسرے فریق گواہوں پر گواہی دی کہ انہیں نے اس عورت سے زنا کیا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک سب پر حد ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک مرد و عورت و دوسرے فریق گواہوں پر حد زنا واجب ہوگی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر گواہوں میں سے بعض فریق نے بعض پر زنا کرنے کی گواہی نہ دی بلکہ بعض پر محدود القذف ہونے کی گواہی دی اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو مرد و عورت پر بسبب اول گواہی کے حد زنا واجب ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر زنا کرنے پر گواہی دی حالانکہ گواہ غلام یا کافر یا محدود القذف ہیں یا اندھے ہیں تو مشہود علیہ پر حد واجب نہ ہوگی مگر گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر چار مردوں نے کسی پر زنا کی گواہی دی حالانکہ ایک ان میں سے غلام ہے یا محدود القذف ہے تو مشہود علیہ پر حد واجب نہ ہوگی مگر گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی یہ ہدایہ میں ہے اور اگر غلام آزاد کیا گیا پھر ان لوگوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو دوبارہ انکو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور اسیطرح اگر سب گواہ غلام ہوں اور انہوں نے گواہی دی اور انکو حد قذف کی سزا دی گئی پھر وہ آزاد کیے گئے پھر انہوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو انکو دوبارہ حد قذف کی سزا دیجائیگی بخلاف کافروں کے کہ اگر انہوں نے کسی مسلمان پر زنا کی گواہی دی پھر بعد محدود القذف ہونے کے مسلمان ہو کر انہوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو یہ حکم نہ ہوگا اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر تھوڑی حد ماری گئی پھر ان میں سے ایک گواہ غلام نکلا پس دوسرے چار گواہوں نے گواہی دی تو مشہود علیہ حد نہ ماری جائیگی ہو سکے کہ بعد قتل ہو چکی یہ عتابیہ میں ہے اور اگر چاروں گواہوں میں سے ایک گواہ مکاتب یا طفل یا اندھا ہو تو سب کے … سب گواہوں

ملے قرناء یعنی صاحب قرن اور وہ ایک قسم کی غدود ہے کہ عورت کی فرج کے منفذ پر ظاہر ہوتی ہے قبل وغیرہ مانع ہے اور رتقاء بھی ایک عیب ہے جسکے سبب سے جماع غیر ممکن ہوتا ہے منہ ملے اشارہ ہے کہ مشہود علیہ اول پر حد نہ ہوگی بسبب فسق گواہوں کے ۱۲ ملے کہ دوبارہ حد قذف ماری جائے ۱۲ منہ

کو حد قذف ماری جائیگی اور اگر یہ امر بعد مشہود علیہ کے رجم کیے جانے کے معلوم ہوا تو گواہوں کو حد نہ ماری جائیگی اور مرجوم کی دیت بیت المال سے دی جائیگی اور اگر مشہود علیہ کو حد میں درے مارے گئے ہوں تو گواہوں کو درے مارے جائینگے بشرطیکہ مشہود علیہ اسکی درخواست کرے اور درہ کا ارش ضرب سو وہ ہدر ہوگا یہ امام اعظم رح کا قول ہے یہ ایضاح میں ہے اور معتق البعض امام اعظم کے نزدیک مثل مکاتب کے ہے اور مکاتب اہل شہادت میں سے نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر چار گواہوں نے گواہی دی حالانکہ وہ فاسق ہیں یا ظاہر ہوا کہ وہ فاسق ہیں تو انکو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مشہود علیہ نے دعوی کیا کہ انمیں سے ایک گواہ غلام ہے تو قول اسی کا قبول ہوگا یہانتک کہ ثابت کیا جاوے کہ وہ آزاد ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے کو زنا کی تہمت لگائی پھر اس قاذف نے اور تین مردوں کے ساتھ گواہی دی کہ یہ زانی ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر مقذوف اس قاذف کو قاضی کے یہاں لایا پھر قاذف نے ان گواہوں کے ساتھ اسکے زانی ہونے کی گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اور اگر مقذوف اسکو قاضی کے پاس نہیں لایا تھا تو گواہی مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ امام محمد رح نے جامع صغیر میں فرمایا کہ چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی حالانکہ یہ مرد غیر محصن ہے اور امام نے اسکو حد میں مارا پھر ظاہر ہوا کہ یہ گواہ غلام یا کفار یا محدود القذف تھے حالانکہ مشہود علیہ ان دروں کی سزا سے مرگیا ہے یا دروں سے اسکا بدن مجروح ہوگیا ہے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ قاضی پر یا بیت المال پر اسکا تاوان لازم نہوگا یہ محیط میں ہے اگر کوئی شخص گواہوں کی گواہی پر حد زنا میں درے مارا گیا پس دروں کی چوٹ سے وہ مرگیا یا مجروح ہوگیا پھر ظاہر ہوا کہ بعض گواہ غلام یا محدود القذف یا کافر ہیں تو ان گواہوں کو بالاتفاق حد قذف کی سزا دیجائیگی اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ ان گواہوں پر اور نیز بیت المال پر کچھ تاوان واجب نہوگا یہ فتح القدیر میں ہے۔

چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور وہ محصن ہے یا گواہوں نے پھر زنا و احصان دونوں کی گواہی دی پس امام المسلمین نے اسکو رجم کیا پھر ایک گواہ غلام یا مکاتب یا محدود القذف پایا گیا تو مرجوم کی دیت قاضی پر واجب ہوگی اور قاضی اسکو بیت المال سے نہیں لے سکتا ہے اسپر اجماع ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ یہ گواہ فاسق تھے تو قاضی پر ضمان واجب نہوگی چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ان گواہوں کا چند لوگوں نے تزکیہ کیا اور کہا کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عادل ہیں ولیکن جب رجم ہو چکا تب ظاہر ہوا کہ یہ غلام یا کفار یا محدود القذف ہیں پس اگر تزکیہ کرنیوالے اپنے تزکیہ پر جمے رہے اور اس سے رجوع نکیا ولیکن یہ کہا کہ ہم سے خطا ہوئی تو بالاتفاق ان پر ضمان واجب نہوگی اور ضمان بیت المال سے بالاتفاق واجب ہوگی اور اگر انھوں نے تزکیہ سے رجوع کیا اور کہا کہ ہم انکو غلام یا کافر یا محدود القذف جانتے تھے گر ہمنے باوجود اسکے عمداً تزکیہ و تعدیل کی تو اسمیں خلاف ہے امام اعظم رح کے نزدیک ضمان دیت تزکیہ کرنے والوں پر واجب ہوگی اور بیت المال سے واجب نہوگی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ تزکیہ کرنے والوں پر ضمان نہوگی اور بیت المال سے واجب ہوگی اور یہ حکم جب ہے کہ گواہوں کا غلام یا کفار یا محدود القذف ہونا ظاہر ہوا اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ یہ گواہ فاسق ہیں اور تزکیہ کرنے والوں نے اپنی تعدیل سے رجوع کیا یعنے کہا کہ ہمنے جان بوجھ کر عمداً تعدیل کی تو وہی ضامن ہونگے اور یہ سب جب ہے کہ مزکین نے یوں کہا کہ یہ لوگ آزاد مسلمان عادل ہیں اور اگر مزکین نے فقط اتنا کہا کہ یہ عادل ہیں پھر ظاہر ہوا کہ گواہ لوگ غلام ہیں تو مزکین پر ضمان واجب نہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر معدلین نے بلفظ شہادت کہا

کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ احرار ہیں یا بلفظ خبر کہا کہ یہ لوگ احرار ہیں تو ان دونوں میں فرق نہیں ہے یہ نہایہ میں ہے اور گواہوں پر ضمان واجب ہوگی اور نہ انکو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ کافی میں ہے۔ چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پھر گواہوں نے قاضی کے حضور میں اقرار کیا کہ ہمنے باطل کی گواہی دی ہے تو ان پر حد واجب ہوگی اور اگر قاضی نے انکو حد نہ ماری یہانتک کہ دوسرے چار گواہوں نے اسی مشہود علیہ پر زنا کی گواہی دی تو انکی گواہی جائز ہوگی اور مشہود علیہ پر حد کی سزا واجب ہوگی اور فریق اول سے حد قذف دور کیجائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے مشہود علیہ کے کوڑوں سے مجروح ہو جانے کے بعد یا مر جانے کے بعد رجوع کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کچھ ضامن نہ ہونگے نہ تاوان ارش و نہ تاوان نفس کے اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر وہ کوڑوں سے نہیں مرا ہے تو ارش جراحت کے ضامن ہونگے اور اگر مر گیا تو دیت کے ضامن ہونگے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ چار مردوں نے غیر محصن پر زنا کی گواہی دی پس قاضی نے اسکو کوڑے مارے کہ دروں نے اسکو مجروح کر دیا پھر گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو وہ ارش جراحت کا ضامن نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ دروں سے مر گیا ہو تو بھی ضامن نہ ہوگا نہ گواہ رجوع کرنے والا اور نہ بیت المال کسی پر دیت نہ ہوگی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک جسنے رجوع کیا ہے وہ ضامن ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر اسکی حد جلد یعنی درہ ہو پس گواہوں کی گواہی سے اسکو حد ماری گئی پھر گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو بالاجماع اسی اکیلے کو حد قذف ماریجائیگی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر مشہود علیہ کو حد ماری گئی اور ہنوز ایک درہ باقی رہا ہے کہ گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو سب گواہوں کو حد قذف[5] ماریجائیگی اور مشہود علیہ سے باقی حد ساقط کیجائیگی اور اگر لوگوں نے اور گواہوں نے مشہود علیہ کو رجم کیا اور ہنوز وہ مرا نہ تھا کہ بعضے گواہوں نے رجوع کیا تو گواہوں کو حد قذف ماریجائیگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اگر فرع چار مردوں نے اصل چار گواہوں کی گواہی پر ایک مرد پر زنا کی گواہی دی تو اسکو حد نہ ماریجائیگی پھر اگر اصل گواہ بھی آئے اور انھوں نے اس مرد پر بعینہ اسی زنا کی بابت گواہی دی تو بھی اسکو حد کی سزا نہ دی جائیگی اور گواہان فروع و اصول کو بھی حد قذف کی سزا نہ دیجائیگی کذا فی الکافی اور اسیطرح سوائے انکے اوروں کی گواہی بھی مقبول نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر چار مردوں نے ایک مرد پر فلانہ عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہوں نے اس مرد کے دوسری عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی پس مشہود علیہ سنگسار کیا گیا پھر دونوں فریق گواہوں نے رجوع کیا تو بالاجماع اسکی دیت کے ضامن ہونگے اور امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انکو حد قذف کی سزا بھی دیجائیگی یہ کافی میں ہے۔ اگر چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی اور اسکے محصن ہونے کی گواہی دی پھر قبل حکم قضا کے ایک نے یا بعض نے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف ماریجائیگی اور باقیوں کو ہمارے نزدیک حد قذف ماریجائیگی۔ اور اگر بعض نے بعد حکم قضا ہونے کے قبل حد جاری کیے جانے کے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور باقیوں کو امام اعظم رح کے نزدیک اور موافق دوسرے قول کے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حد قذف کی سزا دیجائیگی۔ اور اگر بعد حکم قضا اور

---

[5] قولہ ماریجائیگی نسخہ کتاب میں ایسا ہی ہے کیونکہ ایک کے رجوع کرنے کے بعد تین جو باقی رہے وہ قاذف ٹھہرے اسلیئے کہ جو بات انھوں نے کہی تھی وہ تہمت غیر ثابت ہے پس انپر حد قذف ماری جائیگی ۱۲ منہ

حد جاری ہونے کے بعض نے رجوع کیا تو بالاجماع رجوع کرنے والے پر حد قذف واجب ہوگی اور باقیوں پر نہ ہوگی اور نیز بالاتفاق اس رجوع کرنے والے پر چہارم دیت خاص اُسکے مال سے ایک سال میں ادا کرنی واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اسیطرح ہر بار جب کوئی رجوع کریگا تو اسکو حد قذف ماریجائیگی اور چہارم دیت کا ضامن ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر بعد قضا و امضا کے سب گواہوں نے رجوع کیا تو ہمارے نزدیک سب کو حد قذف ماریجائیگی اور اُنکی دیت ان سب کے مال سے واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر ایسے مرجوم کو جسکے گواہوں نے رجوع کیا ہے کسی نے قذف کیا تو قذف کرنیوالے کو حد قذف ماریجائیگی اور وجہ یہ ہے کہ ہمنے بیان کر دیا ہے کہ بعد حکم قضا ہو جانیکے گواہ کا رجوع کرنا دوسرے کے حق میں بکار آمد نہیں اور موثر نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ گواہوں نے ایک مرد پر اُسکے آزاد ہو جانے اور زنا کرنے کی گواہی دی پس اسکو رجم کیا گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو گواہوں کو حد قذف ماریجائیگی اور اسکی قیمت اُسکے مولے کو تاوان دینگے اور اسکی دیت اُسکے وارثوں کو تاوان دینگے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے اُسکے حقیقی گواہی سے رجوع کیا تو کچھ ضامن نہ ہونگے اسواسطے کہ احصان کے گواہ اگر رجوع کریں تو وہ ضامن نہیں ہوتے ہیں یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر گواہان زنا پانچ ہوں پس ایک نے رجوع کر لیا تو باقیوں کی گواہی سے مشہود علیہ پر حد جاری کیجائیگی یہ ایضاح میں ہے۔ اگر پانچ گواہوں نے ایک مرد پر زنا کرنے اور اسکے محصن ہونے کی گواہی دی پس وہ رجم کیا گیا پھر انہیں سے ایک نے رجوع کیا تو اسپر کچھ نہیں ہے پھر اگر اور ایک نے رجوع کیا تو دونوں چہارم دیت کے ضامن ہونگے اور دونوں کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور نیز بعد ان دونوں کے جو کوئی جب رجوع کریگا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور اگر پانچوں گواہوں نے ایکبارگی رجوع کر لیا تو سب کے سب پوری دیت کے پانچ حصے کر کے ضامن ہونگے کہ ہر ایک پانچویں حصے کا ضامن ہوگا یہ حاوی قدسی میں ہے۔ اور منتقی میں لکھا ہے کہ پانچ گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور وہ غیر محصن ہے پس قاضی نے اسکو درے مارے پھر ان پانچ گواہوں میں سے ایک گواہ محدود القذف یا غلام نکلا پھر ان باقی چاروں گواہوں نے رجوع کیا تو انہیں چاروں کو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور جو محدود القذف یا غلام نکلا ہے اُسکو حد قذف کی سزا نہ دیجائیگی اسواسطے کہ وہ ایسی حالت میں قاذف ہوا کہ جسکو تہمت دیتا ہے پھر چار مردوں نے زنا کی گواہی دی ہے اور اسکو حد ماری گئی ہے۔ اور نیز منتقی میں مذکور ہے کہ ایک مرد پر چار مردوں اور چار عورتوں نے زنا کرنیکی گواہی دی حالانکہ وہ غیر محصن ہے پس اسکو حد میں درے مارے گئے پھر ان سب گواہوں نے رجوع کیا تو مردوں کو حد قذف ماریجائیگی نہ عورتوں کو اور اگر ان گواہوں نے قبل مشہود علیہ کے حد مارے جانیکے رجوع کیا ہو تو مردوں و عورتوں سب کو حد ماریجائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر چھ گواہوں کی گواہی سے کسی کو رجم کیا گیا پھر دو گواہوں نے ان میں سے رجوع کر لیا تو ان پر کچھ نہ ہوگا اور اگر تیسرے نے بھی رجوع کیا تو یہ تینوں چہارم دیت کے ضامن ہونگے اور امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ان سب کو حد قذف بھی ماریجائیگی اور اگر ان رجوع کرنے والوں نے باقیوں میں سے ایک کے رقیق ہونیکی گواہی دی

ل تو کلام نہیں یعنے بے فائدہ ہے تاکہ قذف مذکور کے حق میں وہ متہم ہو اگرچہ گواہ نے رجوع کر لیا ہو اور متہم کو تہمت لگانے سے کچھ حد نہیں ہے ۱۲ منہ ۲ پس ایسے شخص کے قذف کرنے سے کچھ سزا نہیں ہے ۳ یعنے وہ شخص جسپر زنا کی گواہی دی گئی ۱۲ منہ ۴ رقیق یعنے غلام مملوک ۱۲ منہ ۵ و ما آزادی از جملہ ابو حسان ہے

تو اور چہارم دیت بیت المال پر واجب ہوگی اور اگر چھ مین سے دو نے رجوع کیا اور باقیون مین سے دو کے رقیق ہونیکی گواہی دی تو جائز ہو اور چہارم دیت ان دونون رجوع کرنے والون پر ہوگی اور چہارم دیت بیت المال پر ہوگی اور اگر ان دونون نے تین باقی کے رقیق ہونے کی گواہی دی تو جائز نہ ہوگی۔ اور اگر آٹھ گواہون نے ایک مرد محصن پر زنا کی گواہی دی خواہ سبھون نے ایک ہی زنا پر یا ہر چار گواہون نے علیحدہ علیحدہ زنا پر گواہی دی اور اسکو رجم کیا گیا پس اگر چار گواہون نے انمین سے رجوع کیا تو ان پر ضمان و حد کچھ واجب نہ ہوگی پھر اگر پانچوین نے بھی رجوع کیا تو چہارم دیت یہ سب باہم حصہ رسد تاوان دینگے اور امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان سب کو حد قذف ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین و عتابیہ مین ہو۔ اور اگر قاضی نے تین گواہون کی گواہی پر یا ایک مرد و دو عورتون کی گواہی پر کسی کو رجم کیا پس اگر قاضی نے کہا کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ جائز ہو تو اسکی دیت بیت المال پر واجب ہوگی اور اگر قاضی نے کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ نہین جائز ہو تو دیت اسپر واجب ہوگی اور اگر قاضی نے اسکے ایک مرتبہ کے اقرار پر اسکو رجم کر دیا تو بہر حال ضامن نہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہو۔ اور اگر گواہون نے مرد و عورت سے غیر مجلس قاضی مین کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ تم دونون زانی ہو اور پھر دونون کو مجلس قاضی مین لائے اور ان پر اس امر کی گواہی دی اور ان دونون نے کہا کہ ان گواہون نے ہم سے یہ بات پہلے اس سے کہ آپ کے حضور مین لاوین کہی ہو اور ہمارے پاس اسکے گواہ موجود ہین تو اس امر پر ان دونون کی گواہی مقبول نہ ہوگی اور اجنبی گواہون کی گواہی ساقط نہ ہوگی اور بعد ثبوت کے مرد و عورت مذکورہ کو حد کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط مین ہو۔ امام محمدؒ نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک مرد پر اسکی اولاد مین سے چار مردون نے یا اسکے چار بھائیون نے یا اسکے چچا کی اولاد مین سے چار مردون نے زنا کی گواہی دی اور وہ مرد محصن ہو اور یہ گواہ عادل ہین پس قاضی نے اسپر رجم کا حکم دیدیا پس جب رجم کا ارادہ کرے تو گواہون کو حکم کریگا کہ پہلے تم ابتدا کرو پس اگر ان اولاد نے اپنے باپ کو رجم کیا مگر ایسا پتھر نہ پڑا کہ وہ مر جاوے اور بعد انکے لوگون نے رجم کیا کہ وہ مر گیا پھر ان گواہون مین سے ایک نے رجوع کیا تو رجوع کرنے والا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور خاص اپنے مال سے دیگا اور یہ تین برس مین ادا کریگا اور یہ مال اُس مرجوم کے وارثون اور اس رجوع کرنے والے کے درمیان میراث مشترک ہوگا پس اس مال مین سے بقدر حصہ اس رجوع کنندہ کے اسکے ذمہ سے ساقط کیا جائیگا اور باقی کا وہ ضامن رہیگا کہ جسکو تین سال مین ادا کریگا بشرطیکہ اُسکا حصہ چہارم دیت کو وافی ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ رجوع کرنے والا چہارم دیت کا اسی وقت ضامن ہوگا کہ جنھون نے رجوع نہین کیا ہو انھون نے اُس سے کہا کہ ہمارے باپ نے ضرور زنا کیا ہو جیسے ہمنے گواہی دی ہو ہمنے اسکو دیکھا ہو اور تو نے نہین دیکھا پس تو نے باطل گواہی دی پس اس صورت مین تاوان سب امامون کے نزدیک واجب ہو اور اگر باقیون نے اُس سے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ ہمارے باپ کو زنا کرتے دیکھا اور تو رجوع کرنے مین جھوٹا ہو تو رجوع کرنے والا ضامن نہ ہوگا اور ہمارے علمائے ثلثہ کے نزدیک اس رجوع کرنیوالے پر حد قذف واجب ہوگی الا آنکہ جن لوگون نے اُسکے ساتھ گواہی دی ہو وہ اُسپر حد قذف واجب ہونے سے منکر ہون پس انکو یہ اختیار نہوگا کہ اس سے دربارہ حد قذف کے مخاصمہ کرین۔ ہان یہ دیکھا جائیگا کہ اس مرجوم کا

باپ یا دادا یا کوئی اور بیٹا جسنے اسپر گواہی نہیں دی ہے موجود ہے یا نہیں پس اگر ہوگا تو انکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کنندہ سے دربارہ امر قذف مخاصمہ کرے اور اگر مرجوم[1] کا کوئی بیٹا یا باپ یا دادا نہو مگر ان گواہوں میں سے بعض کی اولاد ہو تو دیکھا جائے کہ اگر وہ اسی رجوع کرنے والے کا بیٹا ہے تو اسکو اختیار نہ ہوگا کہ اپنے باپ سے دربارہ قذف اپنے دادا کے مخاصمہ کرے اور اگر بیٹا انمیں سے کسی کا ہو جنھوں نے رجوع نہیں کیا ہے تو انکو اختیار ہوگا کہ اس رجوع کرنے والے سے حد قذف کا دعوے کر کے حد دلوا دے اور یہ سب اسوقت ہے کہ جب ان گواہوں نے مشہود علیہ کو سنگسار کیا اور وہ انکی ضرب سے مرا نہیں۔ اور اگر انھوں نے پتھر مارے کہ وہ مرگیا پھر ان گواہوں میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور سوائے ان گواہوں کے میت کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس مسئلہ میں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ باقیوں نے اس رجوع کرنیوالے سے کہا کہ تو اپنے رجوع کرنے میں جھوٹا ہے اور گواہی دینے میں سچا ہے۔ دوم آنکہ انھوں نے کہا کہ ہمارا پدر زانی تھا ولیکن تو نے اسکا زنا کرنا نہیں دیکھا یا کہا کہ نہیں معلوم کہ تو نے اسکا زنا کرنا دیکھا یا نہیں اور تو نے باطل کے ساتھ گواہی دی سوم آنکہ انھوں نے کہا کہ ہمارے باپ نے کبھی زنا نہیں کیا اور تو نے جو کہا کہ وہ زانی ہے تو تو نے جھوٹ کہا پس وجہ اول میں رجوع کرنیوالا کچھ ضامن نہوگا اور میراث سے بھی محروم نہ ہوگا اور دوسری صورت میں رجوع کرنے والا چہارم دیت کا ضامن ہوگا اور میراث سے محروم ہوگا اور اسپر حد قذف واجب ہوگی اگرچہ اُسنے اپنے اوپر حد قذف کا اقرار کیا ہے لیکن چونکہ باقیوں نے قذف میں اسکی تصدیق کی اور حق حد قذف انھیں کا ہے انسے تجاوز نہیں کرتا ہے پس اسپر حد نہوگی حتی کہ اگر انکے سوائے کوئی اور وارث مستحق حد موجود ہو نہیں ہے کہ جنکو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے تو وہ اسپر حد دلوا دیگا اور باقی گواہوں پر بھی دیت میں سے کچھ ضمان نہوگی اور باقی تینوں گواہ ایسی گواہی کی وجہ سے مستحق حد قذف نہ ہونگے اور تیسری صورت میں سب کے سب ضامن ہونگے اور سب میراث سے محروم ہونگے اور مقتول مذکور کی دیت ان لوگوں کے سوائے پھر جو شخص کہ مقتول سے سب سے زیادہ قریب ہے اسکو ملیگی اور ان لوگوں کو حد قذف کی سزا دیجائیگی۔ ایک شخص کی دو عورتیں ہیں اور انمیں سے ایک سے اسکے پانچ بیٹے ہیں پھر انمیں سے چار بیٹوں نے اپنے بھائی پر جو پانچواں بیٹا ہے گواہی دی کہ اسنے ہمارے باپ کی جورو سے زنا کیا ہے تو یہ امر خالی نہیں ہے کہ انکے باپ نے اس عورت سے وطی کی ہوگی یا نہیں۔ اور نیز ان گواہوں کی ماں زندہ ہوگی یا مرگئی ہوگی۔ اور نیز انکے باپ نے انکی تصدیق کی ہوگی یا تکذیب کی ہوگی اور نیز انھوں نے گواہی میں یا کہا ہوگا کہ اس عورت نے اس مرد کی مطاوعت کی زنا کرنے میں یا یوں گواہی دی ہوگی کہ برادر مشہود علیہ کیطرف سے زنا میں اسکے اوپر زبردستی واقع ہوئی پس اگر انھوں نے گواہی دی کہ ہمارے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور اس عورت نے بھی اسکی مطاوعت کی ہے اور حال یہ ہے کہ اس عورت سے انکے باپ نے دخول نہیں کیا ہے پس اگر ان گواہوں کی ماں زندہ موجود ہو تو انکی گواہی مقبول نہوگی خواہ انکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور انکی ماں خواہ منکرہ ہو یا مدعیہ ہو اور اگر انکی ماں مرگئی ہو پس اگر انکا باپ اسکا مدعی ہے تو بھی انکی گواہی مقبول نہوگی اور اگر باپ اس سے منکر ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر اس عورت سے انکے باپ نے دخول کر لیا ہو پس اگر اس عورت نے مشہود علیہ کی زنا کرنے میں مطاوعت کی ہو اور

[1] مرجوم یعنے رجم کردہ شدہ وسنگسار کیا ہوا ۱۲ منہ [2] رضامندی دینا تابعداری ۱۲ منہ

گواہوں کی ماں زندہ ہو تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی خواہ انکا باپ انکی تصدیق کرتا ہو یا تکذیب اور خواہ انکی ماں اسکی مدعیہ ہو یا منکرہ ہو اور اگر انکی ماں مرگئی ہو پس اگر باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول ہوگی۔ اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ گواہوں نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت سے زنا کیا درحالیکہ وہ مطاوعہ تھی۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ اس مشہود علیہ نے اس سے زبردستی زنا کیا ہے پس اگر انکی ماں مرگئی ہو تو انکی گواہی ہر حال میں مقبول ہوگی خواہ باپ مدعی ہو یا منکر ہو۔ خواہ باپ نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اگر انکی ماں زندہ ہو پس اگر باپ انکا اس امر کا مدعی ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول نہ ہوگی خواہ انکی ماں اسکی مدعیہ ہو یا منکرہ ہو۔ اور ہر جس صورت میں انکی گواہی مقبول ہوئی ہے تو حد زنا انکے بھائی پر قائم کیجائیگی اور عورت پر بھی اگر اسنے راضی سے زنا کیا ہے قائم کیجاویگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر چار نصرانیوں نے دو نصرانیوں پر زنا کر نیکی گواہی دی اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم دیدیا پھر مرد یا عورت مسلمان ہوگئی تو فرمایا کہ دونوں سے حد ساقط ہو جائیگی اور پھر اگر اسکے بعد گواہ لوگ بھی مسلمان ہوگئے تو کچھ نہ ہوگا خواہ وے گواہی کو اعادہ کریں یا نہ کریں۔ اور اگر انھوں نے دو مردوں اور دو عورتوں پر زنا کی گواہی دی پھر جب حاکم نے انکے اوپر حد کا حکم دیدیا تو دونوں مردوں یا دونوں عورتوں میں سے ایک مسلمان ہوگیا تو جو مسلمان ہوا ہے اس سے اور اسکے ساتھی سے حد ساقط ہوگی اور جو نہیں مسلمان ہوا ہے اسی طرح حد رہیگی ساقط نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر مشہود علیہ زنا یعنی جسپر زنا کی گواہی دی گئی ہے دو گواہ لایا کہ جنھوں نے ان گواہوں میں سے ایک گواہ پر جسنے اسپر زنا کی گواہی دی ہے یہ گواہی دی کہ یہ گواہ محدود القذف ہے تو قاضی ان دونوں گواہوں سے دریافت کریگا کہ اس گواہ پر حد قذف کیونکر قائم ہوئی ہے یعنی کسنے قائم کی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر حد قذف از جانب سلطان یا نائب السلطان قائم ہوئی ہو تو ایسے گواہ کی گواہی باطل ہوگی اور اگر رعایا میں سے کسی نے بغیر اجازت امام المسلمین کے اسپر حد قذف قائم کردی ہو تو اسکی گواہی اسطرح محدود ہونے سے باطل نہ ہوگی لہذا ضرور ہوا کہ یہ دریافت کیا جاوے کہ کسنے اسپر حد قائم کی ہے۔ اور اگر اسکے دونوں گواہوں نے کہا کہ اس گواہ کو قاضی پرگنہ فلاں نے حد قذف کی سزا دی ہے اور اس قاضی کا نام بیان کردیا پس گواہ نے جسپر محدود القذف ہونے کی گواہی دی گئی ہے کہا کہ میں گواہ پیش کرتا ہوں اس قاضی کے اقرار کی کہ اسنے مجھے حد نہیں ماری ہے اور دونوں فریق گواہوں نے اسکی کوئی تاریخ و وقت نہیں بیان کیا تو قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور بسبب گواہی گواہان اقرار مذکور کے محدود القذف ہونے کا حکم دینے سے باز نہ رہیگا۔ اور اگر گواہوں نے اسکی حد ماریجانے کا کوئی وقت بھی بیان کیا ہو مثلاً کہا کہ قاضی کورہ فلاں نے اسکو حد قذف سنہ چارسو ساٹھ میں ماری ہے پھر مشہود علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ قاضی سنہ چارسو پچپن میں مرگیا ہے یا اس امر پر گواہ قائم کیے کہ یہ قاضی سنہ چارسو ساٹھ میں فلاں ملک دیگر کو گیا تھا تو قاضی اسکے محدود القذف ہونے کا حکم دیدیگا اور اسکے گواہوں کیطرف التفات نہ کریگا

لہ محدود القذف یعنے زنا کی تہمت کسی پر لگانے کی وجہ سے حد مارا گیا ہے ۱۲ منہ لہ یعنے اقرار قاضی کے گواہوں کی گواہی کی وجہ سے ۱۲ منہ عہ یعنے گواہوں نے کہا کہ عورت بھی راضی تھی ۱۲

الا آنکہ انمین سے کوئی بات مشہور ہو مثلاً قاضی مذکور کا مرنا اسوقت سے جو گواہان مشہود علیہ نے شاہد کے محدود ہونیکا
بیان کیا ہو پہلے واقع ہونا تمام مین عام مشہور ہو گیا ہو کہ ہر صغیر و کبیر عالم و جاہل اسکو جانتا ہو یا مثلاً جس سال مین گواہون نے
اسپر حد قذف قائم کی جانی بیان کی ہو اس سال قاضی مذکور کا دوسرے ملک مین ہونا مشہور معروف ہو کہ اسکو ہر صغیر
و کبیر عالم و جاہل جانتا ہو تو ایسی صورت مین قاضی انکے محدود القذف ہونیکا حکم نہ دیگا اور مشہود علیہ پر حد زنا کا حکم دیگا
یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مشہود علیہ نے یعنی جسپر زنا کی گواہی دی گئی ہے دعوی کیا کہ یہ گواہ محدود القذف ہین اور میرے
پاس اسکے گواہ ہین تو اسکے اور مجلس سے اٹھنے کے درمیان مہلت دیجائیگی بدون اسکے کہ وہ مخلی بالطبع[1] کیا جاوے پس اگر وہ
گواہ لایا تو خیر ورنہ اسپر حد قائم کیجائیگی پس اگر اسنے اقرار کیا کہ میرے گواہ شہر مین موجود نہین ہین اور درخواست کی کہ چند روز[2] مجھے
مہلت دیجاوے تو قاضی اسکو مہلت نہ دیگا۔ اور اگر مشہود علیہ نے کچھ دعوی نہ کیا۔ بلکہ کسی شخص دیگر نے گواہون مین سے کسی پر
دعوی کیا کہ اسنے مجھے قذف کیا ہے تو مشہود علیہ قید رکھا جائیگا اور قاذف کے گواہون کا حال دریافت کیا جائیگا پس اگر
انکی تعدیل کی گئی تو حد قذف پہلے ماریجائیگی پس مشہود علیہ سے حد زنا ساقط کیجائیگی۔ اور اسی طرح اگر گواہان زنا مین سے
کسی نے قاضی کے سامنے کسی کو قذف کیا پس اگر مقذوف یعنی جسکو تہمت لگائی ہے آیا اور اسنے حد قذف کا مطالبہ
کیا تو اسپر حد قذف قائم کیجائیگی اور حد زنا ساقط ہو جائیگی اور اگر مقذوف نہ آیا تاکہ اپنے حد قذف کا مطالبہ کرے تو حد
زنا قائم کردیجائیگی اور اگر حد زنا قائم کیجانے کے بعد مقذوف نے آکر حد قذف کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے حد قذف
بھی ماریجائیگی۔ اور اسی طرح اگر بجائے قاذف کے چور ہو یا گواہی اور کسی حق کی حقوق العباد مین سے ہو تو بھی یہی حکم ہے
یہ مبسوط مین ہے اور اگر چار مردون نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور ہنوز تعدیل گواہون کی نہ ہوئی تھی کہ مشہود علیہ کو
کسی نے قتل کر ڈالا تو عمداً قتل کرنے مین قصاص اور خطاً قتل کرنے مین دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اسیطرح
اگر بعد تعدیل گواہون کے اسکو قتل کیا اور ہنوز حکم رجم نہین ہوا ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ کافی مین ہے اور جیسے ان دونون صورتون
مین اسکی ضمان نفس واجب ہوتی ہے یعنے بالکل قتل کر دیا تو دیت یا قصاص واجب ہوتا ہے اسیطرح اگر اسکے اطراف مین سے
کوئی عضو کاٹ ڈالا یا ضائع کیا تو اسکی ضمان بھی واجب ہوگی جیسے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا یا آنکھ پھوڑ دی تو ضامن ہوگا
یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اسکے رجم کا حکم دیا گیا ہو پھر اسکو کسی نے عمداً یا خطاً قتل کیا تو اسپر کچھ نہین ہے یہ کافی مین ہے اور جسطرح اس
صورت مین اسکے نفس کی ضمان واجب نہین ہوتی ہے ویسے ہی اس صورت مین اسکے اطراف کی ضمان بھی واجب ہوگی
اور اگر قاتل کے قتل کرنے کے بعد[3] اس صورت مین گواہون نے رجوع کیا تو قاتل پر کچھ واجب نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور
اگر بعد حکم ہو جانیکے اسکو عمداً قتل کر دیا پھر گواہ غلام یا کفار پائے گئے یا محدود القذف نکلے تو قیاس چاہتا ہے کہ
قصاص واجب ہو اور استحساناً مقتول کی دیت قاتل کے مال سے تین سال مین[4] واجب ہوگی۔ اور اگر قاتل نے
اسکو بطریق رجم قتل کیا ہو پھر گواہان مذکور غلام نکلے تو اسکی دیت بیت المال سے واجب ہوگی اسواسطے کہ قاتل نے

[1] مخلی بالطبع یعنے اتنی مہلت نہ ہوگی کہ جہان چاہے چلا جاوے بلکہ اتنی ہی مہلت ہوگی کہ کچہری برخاست ہونے تک وہ رہے ۱۲ منہ

[2] مثلاً چار سو تا دن ۱۲ [3] یعنے بعد رجم کا حکم ہونے کے ہے ۱۲ [4] یعنے تین سال مین سب ادا کرے ۱۲

جو کچھ کیا وہ بامر امام المسلمین کیا ہے بخلاف اسکے اگر اسکو تلوار سے قتل کیا تو حکم امام کی فرمان برداری نہیں کی پس یہ حکم نہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسنے اس عورت سے وطی کی ہے اور یہ نہ کہا کہ اس سے زنا کیا تو انکی گواہی باطل ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسنے اس عورت سے جماع کیا یا مباضعت کی تو بھی یہی حکم ہے اور گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور کہا کہ ہمنے عمداً نظر ڈالکر دیکھا ہے تو انکی گواہی مقبول ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہمنے تلذذ کے واسطے عمداً نظر ڈالی تو بالاجماع قبول نہ ہوگی [ف۱] یہ فتح القدیر میں ہے چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پس امام نے اسکو حد مارنی چاہی پھر ان گواہوں میں سے ایک نے دوسرے کو تہمت لگائی یعنے قذف کیا پس مقذوف اس امر سے ڈرا کہ اگر میں حد قذف کا مطالبہ کرتا ہوں تو گواہی باطل ہو جائیگی پس اسنے مطالبہ نکیا تو فرمایا کہ انکی گواہی جائز رہی اور مشہود علیہ کو سزاے حد دیجاویگی یہ مبسوط میں ہے۔ چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور دو گواہوں نے اسپر محصن ہونے کی گواہی دی پس قاضی نے رجم کا حکم دیدیا اور وہ رجم کیا گیا کہ اسی درمیان میں گواہان احصان نے رجوع کر لیا یا وہ غلام نکلے اور مرد مذکور کو پتھروں نے زخمی کیا ہے مگر ہنوز وہ مرا نہیں ہے تو قیاس چاہتا ہے کہ اسپر سو کوڑے کی حد قائم کیجاوے اور یہ امام اعظم رہ و امام محمد کا قول ہے اور استحساناً اس سے سزاے جلد اور باقی رجم سب دور کیے جاوینگے اور ہر دو گواہ لوگ بھی جراحت کی بابت کچھ ضامن نہونگے اور نہ تاوان بیت المال پر ہوگا چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی اور اسکے احصان پر کسی نے گواہی نہ دی پس قاضی نے اسکے درے مارنے کا حکم دیدیا پھر دو گواہوں نے اسپر بعد پورے سو درے مارے جانیکے محصن ہونے کی گواہی دی تو بر قیاس اول اس صورت میں بھی یہ حکم ہوگا کہ رجم کیا جاوے اور استحسان یہ ہے کہ رجم نہ کیا جائیگا اور اس مسئلہ میں ہمارے علماء نے استحسان ہی کو لیا ہے اور صورت اولی میں قیاس کو اختیار کیا ہے۔ اور یہ حکم جو ہمنے بیان کیا اس صورت میں ہے کہ اسپر پورے درے مارے گئے ہوں اور اگر ہنوز پورے درے نہیں مارے گئے کہ دو گواہوں نے اسپر محصن ہونے کی گواہی دی تو رجم جاری کرنے سے مانع نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر چار مردوں نے ایک مرد پر زنا کی گواہی دی پس اُسنے شبہہ کا دعوی کیا کہ میں نے اسکو اپنی جورو یا باندی گمان کیا تھا تو اسکے ذمہ سے حد ساقط ہوگی اور اگر کہا کہ یہ میری جورو یا باندی ہے تو اسپر حد نہ ہوگی اور گواہوں پر بھی نہ ہوگی یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اُسنے اس باندی سے زنا کیا پس اسنے کہا کہ میں اسکو خرید کر چکا تھا بخرید فاسد یا شرط خیار البائع یا صدقہ یا ہبہ کا دعوی کیا یا کہا کہ میں نے اس سے نکاح کر لیا تھا اور گواہوں نے کہا کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ یہ میری کوئی ملک نہیں تو حد اسکے ذمہ سے دفع کیجائیگی اسواسطے کہ شبہہ موجود ہے اور اسیطرح حرہ [ف۲] کی صورت میں بھی روایت ہے کہ اگر مشہود علیہ نے کہا کہ میں اسکو خرید چکا تھا تو اس سے حد دور کیجائیگی۔ اور اسی طرح اگر

ف۱ اسواسطے کہ جب انھوں نے ایسا کہا تو گویا اپنے فسق کا اقرار کیا اور صورت اول میں دیکھنا بغرض تحمل شہادت بیان کیا تو انکا دیکھنا بطور خواہش نفس نہوا بلکہ اس غرض کے واسطے جو شرعاً جائز ہے بخلاف فریق ثانی کے کہ انھوں نے اسکو اس طور پر جائز نظر کرنی نہ چاہی پس دونوں میں فرق ظاہر ہو گیا ۱۲ منہ ف۲ عورت آزادہ ۱۲ منہ

گواہون نے کہا کہ یہ اسکو آزاد کر چکا تھا پھر اس سے زنا کیا ہو اور وہ آزاد کرنے سے انکار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ عتابیہ مین ہو۔ اور اگر گواہون نے ایک مرد اور ایک عورت پر گواہی دی پس عورت نے دعوی کیا کہ اُسنے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہو اور گواہون نے اسکی گواہی نہین دی بلکہ یہ کہا کہ اس عورت نے اسکی اطاعت کی (رضامندی ۱۲) تو عورت پر بھی حد واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر گواہون نے ایسی حد کی گواہی دی جسکا عہد متقادم ہو گیا ہے یعنے زمانہ زیادہ گذرا ہو تو حد کی سزا نہ دیجائیگی سوائے حد قذف کے یہ کنز مین ہو۔ اور اگر زنا متقادم کی گواہی دی تو اسمین اختلاف ہو بعض نے کہا کہ گواہون کو حد قذف ماری جائیگی اور بعض نے کہا کہ انکو بھی حد نہ ماری جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہو اور تقادم مین یہ ضرور ہو کہ بغیر عذر دیر کی گئی ہو اور اگر بعذر ہو جیسے مرض یا دوری مسافت یا خوف راہ وغیرہ تو گواہی مقبول ہوگی اور مشہود علیہ کو حد ماری جائیگی یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور تقادم جیسے ابتداءً قبول شہادت سے مانع ہو ویسے ہی بعد قضاء کے اقامت سے مانع ہو اور یہ حکم ہمارے نزدیک ہو چنانچہ اگر تھوڑی حد قائم کیے جانیکے بعد وہ بھاگ گیا پھر تقادم عہد کے بعد گرفتار ہو کر آیا تو اسپر باقی حد تمام نہ کیجائیگی۔ اور تقادم مین اختلاف ہو کہ کسقدر مدت مین تقادم ہوتا ہو تو امام محمد رح سے مروی ہو کہ انھون نے تقادم کی مدت ایک مہینہ مقرر کیا ہو اور یہی روایت امام اعظم رح و امام ابو یوسف سے ہو اور یہی صحیح ہو یہ ہدایہ مین ہو۔ اور شراب خواری کے سوائے حدود مین تقادم کی تقدیر ایک مہینہ ہو بالاتفاق۔ اور یہی شراب خواری سو امام محمد رح کے نزدیک اسمین بھی یہی تقدیر ہو اور شیخین کے نزدیک اسمین بدبو شراب کی زائل ہو جانے تک کی تقدیر ہو یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر اُس نے حد متقادم کا اقرار کر لیا تو اسکو حد کی سزا دیجائیگی سوائے شراب خواری کے یہ شرح وقایہ مین ہو۔ جسنے کسی عورت معین یا غیر معین سے زنا کرنے کا اقرار چار مرتبہ کیا پھر عورت حاضر ہوئی تو دو حال سے خالی نہین یا تو مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی یا بعد مرد پر حد قائم کیے جانے کے حاضر ہوئی پس اگر مرد پر حد قائم کیے جانے کے بعد حاضر ہوئی اور اُسنے بھی مثل مرد کے اقرار کیا تو اسپر بھی حد قائم کی جائیگی اور اگر اُسنے انکار کیا اور مرد مذکور پر قذف کرنے کا دعوے کیا تو مرد مذکور کو حد قذف نہ ماری جائیگی کیونکہ ہم جانتے ہین کہ مرد پر دو حدین واجب نہ ہونگی ایک حد تو ہم اسپر قائم کر چکے ہین پس دوسری اسپر قائم نہ ہوگی اور اگر مرد پر حد قائم کیے جانے سے پہلے حاضر ہوئی پس اگر اُسنے زنا سے انکار کیا اور نکاح کا دعوی کیا تو حد دونون سے ساقط ہوگی اور مرد پر عقر واجب ہوگا اور اگر اُسنے نکاح کا دعوی نہ کیا اور زنا سے انکار کیا اور مرد پر حد قذف کا دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مرد سے حد زنا ساقط ہوگی اور اسیطرح اگر عورت مقر ہوئی اور مرد غائب ہو تو مرد کا حکم بھی اس باب مین مثل حکم عورت کے ہو یہ شرح طحاوی مین ہو اور اگر مرد مذکور پر حد قائم کیے جانے کے بعد عورت حاضر ہوئی اور اُسنے نکاح کا دعوی کر کے اپنے مہر کا مطالبہ کیا تو اسکے واسطے کچھ مہر نہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ منتقی مین لکھا ہو کہ ایک مرد نے زنا کا اقرار کیا اور وہ محصن ہو پس قاضی نے اسکے رجم کا حکم دیا پس لوگ اسکو

ل تقادم یعنے جسکو عرصہ دراز گذر گیا مثلاً ایک مہینہ یا اس سے زائد ۱۲ منہ ۔ ٣ یعنے اگر بدبو زائل ہو گئی تو تقادم ہو گیا ۱۲ منہ
٢ یعنے اسمین تقادم العہد ہو گیا ہو کہ اسپر گواہی مقبول نہوگی لیکن اگر وہ خود اقرار کرے تو حد ماری جائیگی ۱۲
ل تو بالاتفاق مشہود علیہ کو حد نہ ماری جائیگی اور اسمین آ ۱۲ ف

رجم کرنے کو لے گئے پس اُسنے اپنے اقرار سے رجوع کیا پس اسکو ایک شخص نے قتل کر ڈالا یعنی بطور رجم کے تو قاتل پر کچھ نہوگا جب تک کہ قاضی اس سے رجم کو باطل نکرے اور اگر قاضی نے اُس سے حکم رجم باطل کیا پھر اسکو کسی نے قتل کیا تو اُسکے قصاص مین قتل کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اصل مین امام ابو حنیفہ رح سے مذکور ہے کہ ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا اور عورت نے اکراہ کا دعوی کیا کہ اسنے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہے تو امام نے فرمایا کہ مرد کو حد کی سزا دیجائیگی اور عورت پر حد نہین قائم کیجائیگی یہ ایضاح مین ہے جو شخص کہ دار الحرب مین مسلمان ہوا ہے اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے دار الحرب مین زنا کیا قبل مسلمان ہونے کے تو اسپر حد نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مرد مسلمان دار الحرب مین امان لیکر داخل ہوا اور وہان کسی مسلمان عورت یا ذمیہ عورت سے زنا کیا پھر وہان سے دار الاسلام مین آیا اور زنا کرنے کا اقرار کیا تو ہمارے نزدیک اسکو حد نہ ماریجائیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر غلام نے بعد آزاد ہونیکے اقرار کیا کہ مین نے غلام ہونے کی حالت مین زنا کیا تھا تو اسپر غلامون کی حد قائم کیجائیگی اور غلام پر حد اُسکے اقرار سے اور سواے اقرار کے اور امور جو موجب حد ہوتے ہین پائے جانے سے بھی قائم ہوتی ہے اگرچہ اُسکا مولی غائب ہو اور چوری کے ہاتھ کاٹے جانے اور قصاص کا بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو مرتبہ زنا کا اقرار کیا اور دو گواہون نے زنا پر گواہی دی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ تمرتاشی مین ہے

پانچوان باب شرابخواری کی حد مین

ایک شخص نے شراب پی اور پکڑا گیا اور ہنوز اسکی بدبو لہ موجود ہے یا اُسکو پکڑ لائے درحالیکہ وہ نشہ مین مست تھا پس گواہون نے اسپر شراب خواری کی گواہی دی تو اسپر حد واجب ہوگی قال المترجم یعنے اسّی درّے۔ اسی طرح اگر اُسنے خود اقرار کیا اور بدبو موجود ہے تو بھی یہی حکم ہے خواہ اُسنے تھوڑی شراب پی ہو یا بہت۔ اور اگر اُسنے بدبو جاتی رہنے کی بعد اقرار کیا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسکو حد نہ ماریجائیگی اور اسیطرح اگر بدبو جاتی رہنے کے بعد اور نشہ زائل ہونے کے بعد اسپر گواہون نے گواہی دی تو بھی شیخین رح کے نزدیک اسکو حد نہ ماریجائیگی۔ اور اگر گواہون نے اسکو ایسی حالت مین پکڑا کہ اُسکے منھ سے بدبو آتی ہے یا نشہ مین ہے پس اسکو یہان سے اس شہر کو لے چلے جہان امام موجود ہے پس اسکے پاس پہونچنے سے پہلے بدبو و نشہ جاتا رہا تو مرد مذکور کو بالاجماع حد ماریجائیگی یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر نشہ کے بیہوش نے اپنے اوپر شراب خواری کا اقرار کیا تو اُسکے اقرار پر اسکو حد نہین ماریجائیگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور مست عہ شراب کے پہچاننے مین اختلاف ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ نشہ شراب کا مست وہ ہے کہ زمین کو آسمان سے نہ پہچانتا ہو اور مرد کو عورت سے نہ شناخت کرتا ہو اور صاحبین رح نے کہا کہ سکران وہ ہے کہ اسکا کلام مختلط ہو کہ غالب کلام اسکا ہذیان ہو جاوے تو وہ سکران یعنی نشہ شراب کا مست ہے اور صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہے۔ اور اگر قاضی کے پاس گواہون نے ایک مرد پر شراب خواری کی گواہی دی تو قاضی اُن سے دریافت کریگا کہ شراب کیا چیز ہے پھر دریافت کریگا کہ اسنے کیونکر پی اسواسطے کہ احتمال ہے کہ

تنبیہ مترجم نے خمر کا ترجمہ شراب کیا ہے اور باقی اقسام کو بلفظ بیان کیا ہے فاحفظہ ۱۲ منہ

لہ یعنے اسکے منھ سے بدبو شراب کی آتی ہو ۱۲ منہ لہ یعنے حالت نشہ مین ۱۲ عہ یعنے جو نشہ مست ہے ۱۲

اُسنے بہ مجبوری زبردستی پی ہو پھر دریافت کریگا کہ کب پی ہو کیونکہ احتمال تقادم[1] ہو پھر دریافت کریگا کہ کہان پی ہو اسواسطے کہ احتمال ہو کہ اُسنے دار الحرب مین پی ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو پس اگر گواہون نے ان سب کو ٹھیک بیان کیا تو قاضی اس مشہود علیہ کو قید کریگا تا کہ گواہون کی عدالت دریافت کرے اور ظاہر عدالت پر حکم نہ کریگا اور جسپر شراب خواری کی گواہی دی ہو ضرور ہو کہ وہ عاقل بالغ مسلمان آزاد ناطق ہو پس طفل پر ایسی حد نہین ہو اور نہ مجنون اور نہ کافر پر اور غیاثیہ مین لکھا ہو کہ گونگے کو بھی حد شراب خواری نہ ماریجائیگی خواہ گواہون نے اسپر گواہی دی ہو یا اُسنے خود اپنے اشارہ سے بتلایا کہ جو اُسکی طرف سے معاملات مین اقرار شمار کیا جاتا ہو۔ اور اندھے کو بھی حد ماریجائیگی یہ بحر الرائق مین ہو۔ اور اگر دار الاسلام مین مسلمان نے شراب پی اور کہا کہ مین نے اُسکے حرام ہونے کو نہین جانتا تھا تو اسکو حد ماریجائیگی یہ سراجیہ مین ہو اور اگر ایک شخص پر شراب خواری[2] کی گواہی دی گئی اور اُسنے دعوی کیا کہ مین دودھ سمجھکر پی گیا تھا یا کہا کہ مین اسکو شراب نہین جانتا تھا تو یہ قول اسکا مقبول نہوگا اور اگر کہا کہ مین اسکو نبیذ[3] سمجھا تھا تو یہ قول اُسکا قبول ہوگا یہ بحر الرائق مین ہو۔ شراب کا پینا دو مردون کی گواہی سے یا خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے ثابت ہو جاتا ہو اور اسمین مردون کے ساتھ عورتون کی گواہی[5] نہین قبول ہوتی ہو یہ ہدایہ مین ہو۔ اور جو شخص حالت نشہ مین ہو اور گواہون نے اسپر شراب خواری کی گواہی دی تو اسپر حد نہین قائم کیجائیگی یہانتک کہ اسکو ہوش ہو جاوے اور نشہ اتر جاوے پھر جب افاقہ ہو گیا تو اسپر حد قائم کیجائیگی خواہ شراب کی بدبو اس سے جاتی رہی ہو یا نہ گئی ہو۔ مسلمان نے اگر شراب قی کی تو اسکو حد نہین ماریجائیگی کیونکہ جائز ہو کہ زبردستی اسکو پلائی گئی ہو اور مسلمان کے منھ سے شراب کی بدبو پائی جانے سے اسکو حد نہ ماریجائیگی تا وقتیکہ گواہ اسکی شراب خواری کی گواہی نہ دین باوجودیکہ ایک مرتبہ اقرار نہ کرے۔ اور اگر دو گواہون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے شراب پی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسنے شراب قی کی ہو تو اسکو حد نہ ماریجائیگی۔ اور اسی طرح اگر دونون نے اُسکے شراب پینے پر گواہی دی اور بدبو منھ سے پائی جاتی ہو ولیکن دونون گواہون نے وقت مین اختلاف کیا تو بھی حد نہ ماریجائیگی اور اسی طرح اگر ایک نے اسکے شراب پینے کی اور دوسرے نے اسکے اقرار شراب خواری کی گواہی دی تو بھی حد نہ ماریجائیگی اور اسیطرح اگر ایک نے گواہی دی کہ یہ خمر سے نشہ مین ہوا ہو اور دوسرے نے کہا کہ سکر سے نشہ مین ہوا ہو تو بھی اسکو حد نہ ماریجائیگی یہ ظہیریہ مین ہو۔ اگر بنج سے نشہ مین ہو گیا تو اسپر حد واجب ہونے مین اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ اسکو حد نہ ماریجائیگی اور سوائے خمر کے چھوہارے و انگور تر و خشک وغیرہ سے جو شرابین بنائی جاتی ہین اگر اُنسے بیہوش ہو تو اسکو حد نہ ماری جائیگی۔ انگور کا آب خام مگر اسمین غلیان[4] و اشتداد ہوا مگر جھاگ نہین نکلی اور اسکو کوئی پی گیا اور نشہ مین ہو گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسپر حد نہین ہو اور وہ اسکے

ف۱ قولہ احتمال تقادم ہو یہ امر ظاہر ہو کہ احتمال تقادم نقل محرر صادق آ سکتا ہو کیونکہ شخص نے ایک مہینہ کی مدت شراب مین بھی تقادم کے لیے مقرر کی ہو ولیکن شخص کے قول مین جبکہ اسکی مقدار زوال ریح ہو تو جب گواہون نے گواہی دی کہ ہم نے اس سے شراب کی بو پائی ہو تو تقادم نہ ٹھہرا اور کوئی احتمال نہین ورنہ قبول شہادت کی کیا صورت ہوگی ۱۲ ف۲ [illegible] الاشربہ مین مترجم ہین ۱۲ ف۳ نبیذ مترجم کہتا ہو کہ اگرچہ صاحبین کے نزدیک یہ بھی حرام ہو لیکن چونکہ امام ابو حنیفہ اسکی حلت کے قائل ہین اسلیے امر مشتبہ ہوا اور شبہہ سے حد ساقط ہوتی ہو پس یہان بھی حد ساقط ہوئی اور ظاہر عبارت سے ایسا مفہوم ہوتا ہو کہ اس حکم پر سب متفق ہون مگر ایسا نہین ہو بلکہ دوسرے علماء کے نزدیک ماری جائیگی اور انکے قول پر وہ حدیث دلالت کرتی ہو جو [illegible] عمر رض سے مروی ہو ۱۲ ف۴ غلیان جوش آنا یعنی جھاگ وغیرہ اُٹھنے لگین جو جوش پر دلالت کرتے ہین ۱۲ ف۵ مثلاً ایک مرد دو عورتین ہون ۱۲

نزدیک مثل شیرہ انگور کے ہے۔ اور جو اشربہ کہ حبوب و فواکہ مثل گیہوں و جو و جوار و آلو بخارا وغیرہ سے بنائی جاتی ہیں جب تک کہ وہ شیرین ہوں تو انکا پینا حلال ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور جو شخص کہ نبیذ سے نشہ میں ہوا اُسکو حد ماری جائیگی مگر بیہوش کو اسوقت تک ماری نہ جائیگی جبتک یہ معلوم نہ ہو جاوے کہ یہ نبیذ سے نشہ میں ہوا اور اُسنے بلا جبر کے بطوع خود پی ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور جس نے دردی خمر پی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی جبتک کہ وہ نشہ میں نہ ہو جاوے یعنے اگر نشہ ہو جاوے تو حد ماری جائیگی ورنہ نہیں۔ اور جو شخص کہ منصف یا مثلث پی کر نشہ میں ہو گیا تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر نبیذ شہد یا مزر یا جعہ یا شیر مادہ خر سے نشہ میں ہو گیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر خمر کو پانی یا دودھ یا تیل وغیرہ مائعات میں سے کسی کے ساتھ مخلوط کر دیا پس اگر خمر غالب ہو اور پھر اس میں سے کوئی قطرہ پی لیا تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر خمر مغلوب ہو گی تو اسکا پینا حلال نہیں ہے مگر جب تک نشہ نہ ہو جاوے تب تک حد واجب نہ ہو گی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور سکر و خمر کی حد اگرچہ ایک ہی قطرہ پیا ہو اسی (۸۰) کوڑے ہیں یہ کنز میں ہے۔ اور مثل زنا کے کوڑوں کے اسکے بدن پر متفرق جگہ مارے جاوینگے اور چہرہ و سر مثل حد زنا کے بچایا جائیگا اور مشہور روایت کے موافق جسکو یہ حد ماری جاویگی وہ سوائے ستر کے ننگا کر دیا جائیگا۔ اور اگر غلام ہو گا تو اسپر چالیس ہی کوڑے ہیں اور جسنے خمر و سکر پینے کا اقرار کیا پھر رجوع کیا تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور ذمی پر کسی شراب پینے میں حد نہیں ہے اور امام المسلمین کے پاس اگر ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی ہو اور دو گواہوں نے اسپر اسکی گواہی دی پس اُس نے کہا کہ میں خمر خواری پر مجبور کیا گیا تھا تو عذر نامقبول ہو کر اسپر حد قائم کیجائیگی اور یہیں ہے کہ جسپر زنا کی گواہی دی گئی اور اُسنے یوں دعوی کیا کہ میں نے نکاح کر لیا تھا ان دونوں میں فرق ہے وجہ یہ ہے کہ جسپر زنا کی گواہی دی گئی ہے وہ اس سبب کے پائے جانے سے جو موجب حد ہے انکار کرتا ہے اسواسطے کہ یہی فعل علی سبیل نکاح کے زنا ہونے سے خارج ہو گا اور جسپر شراب خواری کی گواہی دی گئی ہے اسکے اکراہ کے عذر سے سبب حد منعدم نہیں ہوتا ہے یعنے شراب کا پینا درحقیقت منعدم نہیں ہوتا ہے ہاں یہ ایک عذر ہے کہ جس سے حد ساقط ہو سکتی ہے بشرطیکہ ثابت ہو جاوے لہذا بدون اکراہ پر گواہ قائم کیے اسکا عذر ثابت نہ ہو گا یہ ظہیریہ میں ہے

چھٹا باب

حد القذف اور تعزیر کے بیان میں۔ واضح ہو کہ شرع میں قذف کرنا زنا کو کسی کے ذمہ لگانے کو کہتے ہیں۔ اور اگر کسی مرد نے دوسرے مرد محصن یا عورت محصنہ کو صریح زنا کے ساتھ قذف کیا یعنی مثلاً کہا کہ تو نے زنا کیا یا اے زانی پس اس مقذوف نے نالش کر کے مطالبہ کیا تو قاذف کو حاکم اسی کوڑے ماریگا اگر آزاد ہو اور اگر غلام ہو گا تو چالیس کوڑے ماریگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور سوائے پوستین و حشو کے اسکے کپڑے اسکے

قذف تہمت زنا مقذوف جسکو تہمت لگائی ہے ۱۲ منہ قاذف تہمت لگانیوالا ۱ ك یعنے آلو کہ جسکو [illegible] بخارا [illegible] الی العرف ۱۲ منہ ٢ك منصف وہ جو جلکر نصف رہ جاوے اور مثلث وہ جو دو حصہ جلکر ایک حصہ رہ جاوے ۱۲ منہ ٣ك سکر نوع خمر کتاب الاشربہ میں مذکور ہے ۱۲ منہ ٤ك واضح ہو کہ قذف درواقع بیان زنا ہی ہے مگر چونکہ بعض صورتیں ایسی نکلتی ہیں کہ باوجود فی نفس الامر زنا ہونے کے کہنے والے کو حد قذف ماریجاتی ہے جیسے ایک مرد نے دیکھا کہ ایک مرد اور ایک اجنبی عورت فعل وطی کرتے ہیں تو اسکی گواہی پر بنا قذف ہوگا اسواسطے کہ اسکی گواہی سے زنا نہیں ثابت ہوگا پس ضرور قذف ہوا لہذا مترجم نے لفظ تہمت سے گریز کیا فافہم ۱۲ منہ ٥ك مزر بالکسر [illegible] کی شراب جعہ شہد کی شراب شیر خر مادہ گدھی کا دودھ ۱۲ ٦ك یعنے مخلوط میں سے ۱۲ ٧ك اور یہ امر ثابت نہیں ہے ۱۲ منہ

بدن سے نہ اُتارے جاوینگے اور کوڑے اُسکے بدن پر متفرق جگہوں پر مارے جاوینگے جیسے زنا کی حد مین ہے یہ شرح نقایہ ابو المکارم
مین ہے۔ اور قذف کا ثبوت قاذف کے خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردون کی گواہی سے
ہوجاتا ہے جیسے اور سب حقوق مین حکم ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور مردون کے ساتھ عورتون کے گواہ ہونے
سے نہین ثابت ہوتا ہے اور گواہی پر گواہی ہونے سے نہین ثابت ہوتا اور اگر ایک قاضی کا خط بنام دوسرے قاضی
کے در مقدمہ ثبوت قذف ہو تو دوسرے قاضی کے نزدیک ثبوت نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اُسنے
قذف کا اقرار کیا پھر رجوع کر لیا تو رجوع مقبول نہ ہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور قاذف پر حد قذف جب ہی ہوتی ہے کہ
مقذوف محصن ہو اور محصن ہونے کی پانچ شرطین ہین یعنی آزاد عاقل بالغ مسلمان عفیف[۱] ہو کہ اُسنے تمام عمر مین
کسی عورت سے زنا یا وطی بالشبہہ یا بنکاح فاسد نہ کی ہو یہ شرح طحاوی مین ہے۔ پس اُسکا احصان ہر وطی حرام سے جو غیر ملک
مین واقع ہو باطل ہوجائیگا خواہ عورت صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو خواہ ایسی باندی ہو جو استحقاق مین لے لی گئی یا کسی مرد کی
تین طلاق دی ہوئی معتدہ ہو یا بائنہ ہو یا کسی باندی سے وطی کی پھر اسکی خرید کا دعوی کیا یا اُس سے نکاح کا دعوے
کیا یا اپنے و دوسرے کے درمیان مشترکہ باندی سے وطی کی یا ایسی عورت سے وطی کی جو وطی کرانے پر مجبور کی گئی یا ایسی
عورت سے وطی کر لی جو شب زفاف مین اسکی جورو کی جگہ بھیجی گئی یا اُسنے اپنے کفر کی حالت مین یا دار الحرب مین یا حالت
جنون مین وطی کی یا اپنی ایسی باندی سے وطی کی جو ہمیشہ کیواسطے اُس پر بسبب رضاعت کے حرام ہوگئی یہ خزانۃ المفتین مین
ہے۔ اور یہی صحیح ہے یہ تبیین مین ہے اور اگر ایسی باندی خریدی جس سے اسکا باپ وطی کر چکا ہے یا خود اُسکی ماں سے وطی کر چکا ہے
پھر اُس سے وطی کی پھر اُسکو کسی نے قذف کیا تو بالاجماع قاذف پر حد نہ ہوگی۔ اور اگر ایسی باندی خریدی جسکی ماں کو یا
بیٹی کو شہوت سے چھوا ہے یا اسکی ماں یا بیٹی کی فرج کو بنظر شہوت دیکھا ہے یا اُسکے باپ یا بیٹے نے اُسکی فرج کو شہوت سے
دیکھا ہے پھر اُس سے وطی کر لی تو امام ابو حنیفہ رہ نے فرمایا کہ اُسکا احصان زائل نہ ہوگا اور اُسکے قاذف کو حد ماری جائیگی
اور صاحبین نے فرمایا کہ اسکا احصان زائل ہوگا اور اُسکے قاذف کو حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر ایسی صفت کی عورت
سے نکاح کر کے اس سے وطی کی تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ایسے مرد کو قذف کیا جسنے
اپنی ماں سے وطی کی در حالیکہ اسکی ماں مجوسیہ ہے یا نکاح[۲] کی ہوئی ہے یا باندی بطور خرید فاسد کے خریدی[۳] ہوئی ہے
یا اُسکی جورو ہے جس سے بحالت حیض مین وطی کی یا اُس سے ظہار کیا تھا یا فرض روزے سے تھی حالانکہ یہ اسکے روزہ دار
ہونے کو جانتا تھا یا باندی حالت کتابت مین تھی تو اُسکے قاذف کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہے اور منتقی
مین لکھا ہے کہ چار جورو نکاحی موجود ہین پھر پانچوین سے نکاح کر کے اُس سے بھی وطی کر لی تو اُسکے قاذف کو
حد قذف نہ ماری جائیگی اور اگر مسلمان نے اپنی مرتدہ باندی سے وطی کی تو اُسکا احصان زائل نہ ہوگا اور اُسکے قاذف کو
حد ماری جائیگی اور نیز منتقی مین لکھا ہے کہ اگر اپنی ایسی باندی سے وطی کی جو اپنے کسی شوہر کی عدت مین ہے تو میرے
نزدیک اسکا احصان زائل نہ ہوگا اور مین اُسکے قاذف کو حد مارونگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر آزادہ جورو پر ایک باندی سے

---

[۱] عفیف عفت والا یعنے پاکدامن و پارسا ۱۲ [۲] یعنے نکاح سے [۳] خریدی ہوئی سے ۱۲

نکاح کیا یا دو بہنوں سے ایک عقد میں نکاح کیا یا ایک عورت اور اس عورت کی پھوپھی سے ایک عقد میں نکاح کیا تو ایسے عقود فاسدہ سے جو وطی واقع ہو وہ احصان کو زائل کر دیتی ہے اور اسیطرح اگر ایک عورت سے نکاح کر کے اس سے وطی کر لی پھر معلوم ہوا کہ یہ عورت اُس پر بسبب مصاہرت کے حرام تھی تو بھی یہی حکم ہے یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے ایک شخص نے اپنے پسر کی باندی سے وطی کی کہ جس سے وہ حاملہ ہو گئی یا نہوئی تو اسکا احصان ساقط نہ ہوگا چنانچہ اُسکے قاذف کو حد قذف ماریجائیگی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ہر وطی کرنے والا جسکے ذمہ سے حد دور کیجاتی ہے اور اُس پر مہر قرار دیا جاتا ہے اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت کیا جاتا ہے تو ایسے وطی کرنیوالے کا احصان ساقط نہیں ہوتا ہے چنانچہ میں اُسکے قاذف کو حد مارونگا اور اسی طرح اگر کسی کی باندی سے بغیر اجازت[3] اُسکے مولیٰ کے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو میں ایسے شخص کے قاذف کو حد مارونگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کر لیا یا ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکو جانتا ہے کہ اسکا شوہر موجود ہے یا یہ کسی دوسرے کی عدت میں ہے یا کسی اپنے ذی رحم محرم سے جان بوجھ کر نکاح کیا پھر اُس سے وطی کی تو ایسے شخص کے قاذف پر کچھ حد واجب ہوگی اور اگر ان دونوں میں سے کوئی صورت بغیر علم کے کی تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اسکے قاذف کو حد ماریجائیگی یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ ذمی نے اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے اسکے دین میں نکاح کرنا حلال تھا جیسے اپنی ذی رحم[1] محرم سے نکاح کیا پھر مسلمان ہو گیا پھر اسکو کسی نے قذف کیا پس اگر اُسنے بعد مسلمان ہونیکے اس عورت سے وطی کی ہے تو اُسکے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر حالت کفر میں دخول کر چکا ہے تو بھی صاحبینؒ کے قول پر یہی حکم ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسی دو باندیوں کا مالک ہوا جو آپس میں سگی بہنیں ہیں پس ان دونوں سے وطی کر لی تو اُسکے قاذف کو حد قذف کی سزا دیجائیگی یہ مبسوط میں ہے اور اگر ایسی عورت کو قذف کیا جسکو زنا کی وجہ سے پہلے حد ماری گئی ہے تو اُسکے قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر ایسی عورت ہو کہ اُسکے ساتھ علامت زنا کی ہے اور وہ یہ ہے کہ قاضی نے اسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان لعان کرا کے اسکے بچہ کا نسب اسکے شوہر سے قطع کر کے اسکے ساتھ لاحق کیا ہو یا ایسی عورت ہو کہ اُسکے ساتھ ایک بچہ ہے کہ اُسکا پدر معلوم نہیں ہوتا ہے تو ایسی عورت کے قاذف پر حد نہیں ہے اور اگر اُسکے بچہ کو قذف کیا تو اسکے قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر جورو و مرد کے درمیان بغیر ولد کے لعان ہوا ہو یا لعان بولد ہو مگر ولد کا نسب اُسکے شوہر سے قطع نہیں کیا گیا یا قطع بھی کیا گیا مگر شوہر نے پھر اپنی تکذیب کی اور بچہ کا نسب اسکے ساتھ لاحق کیا گیا پھر کسی مرد[2] نے ایسی عورت کو قذف کیا تو اُسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اے زانیہ پس عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ہے تو عورت کو حد قذف ماری جائیگی اور دونوں میں لعان نہ کرایا جائیگا اور اگر اجنبیہ سے کہا کہ اے زانیہ پس اُس نے کہا کہ میں نے تجھسے زنا کیا تو مرد کو حد نہ ماری جائیگی اور عورت کو حد

[1] یعنے ایسی عورت سے جس سے اسلام میں ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو جیسے بہن بھتیجی بھانجی وغیرہ ۱۲ منہ

[2] قید مرد اتفاقی ہے مرد ہو خواہ عورت ہو ۱۲ منہ [3] یعنے مولےٰ نے اپنی باندی کو اجازت نہیں دی تھی ۱۲

ماری جائیگی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اے زانیہ پس اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا تو مرد پر حد نہیں ہے اور نہ لعان۔ اور نیز عورت پر بھی حد نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر عورت نے ابتداءً کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا پس مرد نے اسکو قذف کیا تو بھی ان دونوں میں سے کسی پر حد نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ تیرے شوہر نے تجھ سے نکاح کرنے سے پہلے زنا کیا تو وہ قاذف ہوگا اور اگر کہا کہ تجھ سے اپنی انگلی سے زنا کیا تو اسپر حد قذف نہ ہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زانی ہے اور خالد نے کہا کہ میں بھی گواہ ہوں تو خالد پر حد نہ ہوگی الا آنکہ یوں کہے کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں جسکی تو نے گواہی دی یہ عتابیہ میں ہے۔ زید نے عمرو و خالد سے کہا کہ تم میں سے ایک زانی ہے پس زید سے کہا گیا کہ یہ یعنی عمرو یا خالد کسی خاص کو دریافت کیا گیا کہ یہ ہے تو زید نے کہا کہ نہیں تو زید پر حد نہ ہوگی۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اے زانی پس خالد نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو زید پر حد ہوگی جس نے پہلے کہا ہے اور خالد جس نے تصدیق کی ہے اسپر نہ ہوگی اور اگر خالد نے یوں کہا کہ تو نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو خالد بھی قاذف ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اسیطرح اگر خالد نے فقط یوں کہا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو خالد کو بھی حد قذف ماری جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ اے قحبہ[1] کے بچے یا عورت سے کہا کہ اے فلان کی آشنا یا کہا کہ اے دعی یا اے دعیہ کے بچہ تو حد واجب نہ ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ بطور حرام تیرے ساتھ فلان نے مجامعت کی یا تجھ سے فلان نے فجور کیا یا کہا کہ فلان کہتا ہے کہ تو زانی ہے یا تو زنا کرتی ہے یا کہا کہ میں نے تجھسے اچھا زنا کرنے والا نہیں دیکھا یا تو لوگوں سے بڑھ کر زنا کرنے والا ہے یا تو مجھ سے بڑھ کر زانی ہے یا تو زانیوں سے بڑھکر زانی ہے یا تو نے ماسوائے فرج کے زنا کیا یا تیری ران یا پاؤں نے زنا کیا یا کہا کہ اے لوطی یا تو نے کار قوم لوط کیا یا فلانہ تجھسے زبردستی یا سونے میں یا جنون کی حالت میں زنا کیا گیا تو حد قذف واجب نہ ہوگی اور اسیطرح تعریض کرنے سے بھی حد قذف واجب نہ ہوگی اور اسیطرح قذف اخرس (گونگا ۱۲) اور رتقاء عورتوں کے قذف سے اور دار الحرب میں زنا کرنے کے ساتھ باغیوں کے لشکر میں زنا کرنے کے ساتھ قذف کرنے سے بھی حد قذف واجب نہیں ہوتی ہے۔ اور طفل کو یا ایسے مجنون کو جسکا جنون مطبق ہے قذف کرنے سے حد قذف واجب نہیں ہوتی ہے اور اگر مجنون کبھی حالت جنون میں ہوتا ہے اور کبھی افاقہ میں تو حد قذف واجب ہوگی اور اسیطرح مجبوب کی قذف سے بھی حد نہیں واجب ہوتی اور خصی و عنین کی قذف سے حد نہیں واجب ہوتی ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اے ولد الزنا یا ابن الزنا حالانکہ اسکی ماں محصنہ ہے تو کہنے والے کو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ گویا ماں کو قذف بزنا کیا ہے یہ تمرتاشی میں ہے۔ اور اگر طفل مراہق یعنی قریب بلوغ کو قذف کیا پس طفل مذکور نے بلوغ بسن یا احتلام کا دعوی کیا تو اسکے قول سے قاذف کو حد قذف نہ ماری جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی مرد کو کہا کہ اے زانیہ[2] تو اسپر حد واجب نہ ہوگی اور یہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف کا قول ہے کذا فی شرح الطحاوی اور یہ استحسان ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ اے زانی[3] بدون تانیث کے تو بالاجماع قاذف پر حد واجب ہوگی۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ زنأت تو قاذف پر حد واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے

---

[1] قحبہ رنڈی فاحشہ ۱۲ [2] اے زنا کرنے والی بصیغہ مونث ۱۲ [3] زنا کرنے والا ۱۲

اور اگر کسی نے دوسرے مرد سے کہا کہ زنات فی الجبل اور کہا کہ میری مراد صعود جبل تھی اور جس حالت میں کہا ہو وہ حالت غضب تھی تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قاذف کو حد ماری جائیگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر اُسنے لفظ زنات فی الجبل سے پہاڑ پر چڑھنا مراد نہ لیا ہو تو بالاجماع حد واجب ہوگی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زنات علی الجبل تو بالاجماع حد واجب ہوگی یہ مضمرات میں ہے اور اگر زنات علی الجبل حالت غضب میں کہا ہو تو بعض نے کہا کہ حد واجب نہوگی اور بعض نے کہا کہ واجب ہوگی اور یہی اوجہ ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زنیت فی الجبل تو بالاتفاق اسکو حد ماری جائیگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ یا زانی بہمزہ تو اصل میں مذکور ہے کہ اگر اُس نے دعوی کیا کہ میں نے کسی شے[1] پر چڑھ جانے والا مراد لیا ہے تو اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اسکو حد ماری جائیگی اور اسمیں کوئی خلاف ذکر نہیں کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ ابراہیم نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی باندی کو پکارا پس اسکو ایک آزادہ عورت نے جواب دیا پس مرد مذکور نے کہا کہ او چھنال حالانکہ اسکو دیکھتا نہیں ہے پھر عذر کیا کہ میں نے اپنی باندی گمان کیا تھا تو فرمایا کہ میں اُسکے قول کی تصدیق نہ کرونگا اور اسکو حد قذف مارونگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زنیت و فلان معک یعنی تو نے زنا کیا اور فلان تیرے ساتھ تو دونوں کا قذف کرنے والا ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ اور فلان تیرے ساتھ شاہد تھا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ او پسر زانیہ اور یہ مرد ساتھ اس عورت کے تھا تو وہ دوسری کا قذف کرنے والا ہوگا اور اسی طرح اگر دوسرے سے کہا کہ او زانیہ اور تو ساتھ اس عورت کے تھا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ او پسر زانیہ و فلان ساتھ اس عورت کے تھا تو تیری ماں و فلان مرد دونوں کا قذف ہے اور اگر کہا کہ فلان تیرے ساتھ تھا تو یہ قذف نہ ہوگا اور اگر کہا کہ زنیت و ہذا معک یعنی تو نے زنا کیا اور یہ تیرے ساتھ تھا یا تیرے ساتھ کا لفظ نہ کہا تو یہ دونوں کا قذف ہے قال المترجم یہ عربی زبان میں ہے ہماری زبان میں امید ہے کہ دوسرے کا قذف نہ ہو واللہ اعلم یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ یا ابن الزانیہ و ہذا معک یعنی اے ابن الزانیہ اور یہ تیرے ساتھ۔ اور یہ کلام ایک ہی دفعہ لگاتار کہا تو وہ دوسرے کا قذف کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ یا زانی و ہذا معک یعنی اے زانی و یہ تیرے ساتھ تو دوسرے کا قذف کرنے والا بھی ہوگا اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابن الزانیہ و ہذا اور لفظ معک نہ کہا تو وہ دوسرے کا قذف کرنیوالا بھی ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی زانی کو زنا کے ساتھ قذف کیا تو اس پر حد نہیں ہے خواہ بعینہ اُسی زنا کے ساتھ قذف کرے یا دوسرے زنا سے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو نے ایک ساتھ ان دونوں عورتوں یا ان دونوں عورتوں سے زنا کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو فلان سے کہہ کہ اے زانی پس اگر ایلچی نے اس شخص کو جسکے پاس بھیجا گیا ہے یہ کہا کہ فلان تجھکو کہتا ہے کہ اے زانی تو کسی پر حد نہ ہوگی نہ ایلچی پر اور نہ بھیجنے والے پر اور اگر ایلچی نے یوں نہ کہا بلکہ جسکے پاس بھیجا گیا تھا اُس سے جا کر کہا کہ اے زانی تو ایلچی کو حد ماری جائیگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ یا ابن ماء السماء یعنی اے برساتی پانی

[1] یعنے اُسنے کوئی چیز بیان کی کہ اسپر چڑھ جانا مراد لیا تھا ۱۲ منہ [2] یعنے تو نے پہاڑ میں زنا کیا ۱۲ منہ [3] جس سے وہ زانی معلوم ہوا ہے ۱۲

کے بچہ تو اسکو حد نہ ماریجائیگی اور اگر عربی آدمی سے کہا کہ او نبطی یا تو عربی نہین ہے تو اسکو حد قذف نہ ماریجائیگی یہ
کافی مین ہے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو بنی فلان مین سے نہین ہے یعنے ایسے قبیلہ کا نام لیا جسمین سے وہ مشہور ہے تو اسپر
حد نہ ہوگی۔ ایک نے ایک مسلمان سے جسکے ماں باپ دونون کافر ہین کہا کہ لست انت لابیک تو اپنے باپ کے واسطے
نہین ہے تو اسکو حد نہین ماریجائیگی۔ ایک نے اپنے غلام سے جسکے ماں باپ مسلمان ہین کہا کہ تو اپنے باپ کے واسطے
نہین ہے حالانکہ اسکے والدین آزاد ہوگئے ہین تو مولے پر حد نہ ہوگی اگرچہ غلام اسکے بعد آزاد ہو جاوے یہ فتاوے
قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو اپنی ماں کے واسطے نہین ہے تو وہ قاذف نہین ہے اسیطرح اگر کہا کہ تو اپنے
والدین کے واسطے نہین ہے تو بھی قاذف نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہے حالانکہ اسکی ماں آزادہ ہے اور باپ
کسی کا غلام ہے تو کہنے والے پر حد واجب ہوگی یعنے اسکی ماں کے واسطے اور اگر اسکا باپ آزاد ہو اور ماں باندی ہے
تو حد نہ ماریجائیگی ولیکن تعزیر دیجائیگی اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہے یا تو ابن فلان نہین ہے اور یہ حالت
غضب مین کہا تو کہنے والے کو حد قذف ماریجائیگی یہ کنز مین ہے اور اگر کسی سے کہا کہ تو ابن فلان نہین ہے اور
فلان سے اسکے دادا کا نام لیا تو اسکو حد نہ ماریجائیگی یہ کافی مین ہے۔ ایک شخص کو اُسکے باپ کے سوائے دوسرے
کی طرف منسوب کیا بدون غضب کے تو حد نہ ماریجائیگی اور اگر حالت غصہ مین ایسا کیا ہو تو حد ماریجائیگی اور اگر
اُسکو اسکے دادا کی طرف منسوب کیا تو اسکو حد نہ ماریجائیگی اسواسطے کہ دادا بھی باپ ہے اور اسیطرح اگر اسکو
اُسکے چچا یا ماموں کی طرف منسوب کیا یا اسکی ماں کے شوہر یعنی سوتیلے باپ کی طرف منسوب کیا تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے
کہ یہ لوگ بھی مجازاً باپ کہلاتے ہین یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو ولادت فلان سے نہین ہے تو یہ قذف نہین ہے اور اگر
کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہے یا تجھے تیرے باپ نے نہین پیدا کیا ہے تو یہ اسکی ماں کا قذف نہ ہوا اور اسیطرح اگر کہا کہ تو رشدۃ کا
نہین ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تیرا جد زانی ہے تو قاذف پر حد نہ ہوگی یہ ایضاح
مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اے زانی کے بھائی تو اسکے بھائی کے حق مین قذف ہے پس اگر اسکا بھائی ایک ہی ہو تو حق خصومت اسکو
حاصل ہوگا۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اے زانی کے بھائی پس عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہے تو عمرو کو حد ماری جائیگی اور
زید کے ساتھ عمرو کے بھائی کی بابت قذف کی خصومت ہوگی یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کسی سے کہا کہ اے ابن الزانیتین یعنی دو زانیہ عورتون
کے بیٹے اور حال یہ ہے کہ اسکی سگی حقیقی ماں مسلمان ہے تو قاذف پر حد واجب ہوگی خواہ اسکی دور کی ماں یعنی جدہ مسلمان ہو یا نہو
اور اگر نانی مسلمان ہو اور ماں کافرہ ہو تو قاذف پر حد نہین ہے اسواسطے کہ ولادت کی طرف جو اضافت ہو وہ سب نزدیک
شامل ہونا شروع ہوتی ہے اور اگر کسی سے کہا کہ اے ابن الزانیہ تو قاذف کو حد ماریجائیگی یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر
کسی سے کہا کہ اے ابن الزانی والزانیہ یعنی اے زانی و زانیہ کے بیٹے تو یہ اسکی ماں و باپ دونون کا قذف ہے پس اگر وہ دونون زندہ ہین
تو حد قذف کے مطالبہ کا اختیار انکو ہے اور اگر مرگئے ہون تو مطالبہ حد کا اختیار اسکو ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے ایک مرد
نے ایک اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو نے اونٹ یا بیل یا گدھے کے ساتھ زنا کیا تو اسپر حد نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو نے زنا کیا بناقہ یا

تہمت زنا کسی پر لگانے والا ۱۲ ۔ اولاد فلان ۱۲ ۔ یعنے حلال کا نہین ہے ۱۲ ۔ دادا یا نانا ۱۲

ہبقرہ یا بجامہ یا بدرہم تو قاذف پر حد واجب ہوگی اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تونے زنا کیا ہبقرہ یا بناقہ یا اسکے مانند تو حکم
یہی ہے اور اگر کہا کہ بکنیز یا بجامہ یا بدار تو اسپر حد واجب ہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر دوسرے کو کہا کہ انت
تزنی تو کہنے والے پر حد نہیں ہے اسواسطے کہ یہ استقبال کے واسطے ہے اور اگر کہا کہ انت تزنی وتضرب ابا تو کہنے والے پر حد نہیں ہے
اسواسطے کہ یہ بطریق استفہام و تعبیر ذکر کیا جاتا ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ فاعل کے سوائے دوسرے کا زنا یاب ہونا کیونکر جائز ہے
یہ الیضاح میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی زادہ عورت سے کہا کہ تونے زنا کیا قبل اسکے کہ تو مخلوق ہوئے یا قبل اسکے کہ تو پیدا ہوئے تو اسپر حد
نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی ایسی عورت یا مرد کو قذف کیا جسنے حالت نصرانیت میں زنا کیا ہے تو قاذف کو حد نہ ماری جائیگی اور
مراد یہ ہے کہ بعد اسلام کے ایسے زنا سے قذف کیا جو اُس سے حالت نصرانیت میں واقع ہوا ہے مثلاً یوں کہا کہ تونے زنا کیا درحالیکہ
تو کافرہ تھی اور اسیطرح اگر کسی آزاد شدہ سے کہا کہ تونے غلام ہونیکی حالت میں زنا کیا تو قاذف پر حد نہوگی جیسے قاذف نے
اقرار کیا کہ میں نے زنا کے ساتھ قذف کیا درحالیکہ تو کتابیہ یا باندی تھی تو قاذف پر حد نہیں ہے یہ فتح القدیر میں ہے
اور اگر کسی شخص سے کہا کہ اے ہنڈے یا نچے یا حجام کے بیٹے حالانکہ اُسکا باپ ایسا نہیں ہے تو کہنے والے پر حد نہیں ہے اور اگر
کسی سے کہا کہ اے کرنجے یا اشقر یا اسود کے بیٹے حالانکہ اسکا باپ ایسا نہیں ہے تو بھی حد نہوگی اور اگر کہا کہ او سندھی یا حبشی کے بچہ
تو یہ اسکے حق میں قذف نہوگا اور کہنے والا قاذف نہوگا اور اگر عربی آدمی سے کہا کہ او عبد یا او مولیٰ تو کہنے والے پر حد نہیں ہے اور
اسیطرح اگر عربی سے کہا کہ او دہقان تو اسپر حد نہیں ہے اور اگر کسی سے کہا کہ او میرے بیٹے تو اسپر حد نہیں ہے اور اسیطرح اگر کسی سے
کہا کہ تو میرا غلام یا میرا آزاد کردہ ہے تو یہ اسپر رقیت کا یا ولاء کا دعویٰ ہے اور قذف بالکل نہیں ہے اور اگر کسی سے کہا کہ او یہودی
یا او نصرانی یا او مجوسی یا او بچہ یہودی تو اسپر حد نہیں ہے مگر اسکو تعزیر دیجائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ اے جولاہے
بچے تو کہنے والے پر حد نہ ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ تو عربی نہیں ہے یا اے درزی کے بیٹے یا اے کلنے کے بیٹے
حالانکہ اُسکا باپ ایسا نہیں ہے تو یہ قذف نہیں ہے اور اگر کہا کہ تو آدم کا بیٹا نہیں ہے یا تو انسان نہیں ہے یا تو مرد نہیں ہے یا تو آدمی
نہیں ہے تو یہ قذف نہیں ہے اور اگر کہا کہ تو حلال نہیں ہے تو یہ قذف ہے یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ اے ابن الاصفر حالانکہ
اسکا باپ ایسا نہیں ہے تو کہنے والے پر حد نہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ذکر آیا کہ کہ فلان بہت مرد صالح تھا کہ اُسنے نہ شراب پی اور نہ
زنا کیا پس دوسرے نے کہا کہ کیا اب یا کہا کہ کیا اُسنے سب تو یہ قذف نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ اُسنے یہ سب کیا تو یہ قذف ہے یہ معراج الدرایہ
میں ہے۔ اور آثار میں امام ابو حنیفہ رہ سے مروی ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ یا نبطی تو اُسپر حد ہوگی اسواسطے کہ یہ لغت عمان میں
یا زانی ہے اور مختصر جصاص میں حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اے زوسپی تو حد واجب ہوگی
اور اسیطرح اگر کہا کہ اے سیاہہ یا کہا کہ اے غربا یا کہا کہ اے جلب یا اور اسکے مثل کوئی لفظ کہا تو حد واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ
الفاظ عرفاً اسکے زانیہ ہونے سے مخبر ہیں ایسا ہی اصل میں مذکور ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی کو قذف کیا اور کہا کہ اے
زانیہ کے بیٹے پھر قاذف نے دعویٰ کیا کہ اسکی ماں باندی یا نصرانیہ ہے اور مقذوف کہتا ہے کہ میری ماں آزادہ مسلمان ہے تو قول قاذف کا

ملہ سخ رنگ کل بزدی دیما ہی ۱۲ ملہ یعنی اے غلام جیسے عبد عربی میں غلام کے معنے میں آتا ہے اسیطرح مولیٰ کا لفظ بھی بولا جاتا ہے اور اس لفظ کے کئی معنے لغت
میں ہیں منجملہ بمعنی رفیق ۱۲ ساتھی میں مریکا لوگ روم کو بنی الاصفر کہتے تھے ۱۲ ملہ سپی زن بدکار و قحبہ دکسی بیغمبر شی ۱۲ ملہ غلام زادے اور میں ا ماجاذن ۱۲

قبول ہوگا اور مقذوف پر واجب ہے کہ گواہ لاوے اور اسیطرح اگر اُسکی ذات کو قذف کیا ہو اور دعوی کیا کہ مقذوف غلام ہے تو قول قاذف کا قبول ہوگا اور مقذوف پر واجب ہے کہ اپنے گواہ پیش کرے اور ظاہر اصل حریت کافی نہین ہے۔ اور اسیطرح اگر قاذف نے کہا کہ مین غلام ہون اور مجھپر غلامون کی حد واجب ہے اور مقذوف نے کہا کہ تو آزاد ہے تو قول قاذف کا قبول ہوگا یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر اپنے پسر یا مان یا باپ یا بہن انمین سے کسی کی باندی سے وطی کی پھر دعوی کیا کہ اُسکے مالک نے اسکو میرے ہاتھ فروخت کیا تھا حالانکہ اُسکے پاس بیع کے گواہ نہین ہین تو اُسکے قاذف پر یعنی اگر ایسے شخص کو کسی نے قذف کیا تو قاذف پر حد نہ ہوگی اور اسیطرح اگر خرید پر ایک ہی گواہ قائم کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر زید نے عمرو کو قذف کیا حالانکہ عمرو کے پاس اس امر کے گواہ نہین ہین کہ زید نے اسکو قذف کیا ہے اور عمرو نے چاہا کہ زید سے قسم لے کہ واللہ مین نے اُسکو قذف نہین کیا ہے تو ہمارے نزدیک حاکم اس سے قسم نہ لیگا یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے پر قذف کا دعوی کیا پس اگر قاذف نے اسکا اقرار کیا یا اسپر اس امر کے گواہ قائم ہوئے تو قاذف سے کہا جائیگا کہ جو امر تو نے کیا ہے اسکو ثابت کر کہ یہ صحیح ہے پس اگر اُسنے ثابت کیا تو خیر ورنہ اسپر حد قائم کیجائیگی یعنی حد قذف۔ اور فرمایا کہ اگر اُسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر قاذف نے اپنے سچے ہونے پر گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہون کی سماعت ہوگی اور جب گواہون کی سماعت ہوئی تو تھوڑے کوڑے جو باقی رہے ہین اُسکی ضرب سے ساقط کیے جاوینگے پھر اس شخص کی شہادت ساقط نہوگی یعنی وہ اہل شہادت مین سے رہیگا اور کوئی نشان فسق اُسکے ساتھ لازم نہوگا یہ ایضاح مین ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد پر دعوی کیا کہ اُسنے مجھکو قذف کیا ہے پھر دو گواہ لایا کہ یہ گواہی دین کہ اُسنے اسکو قذف کیا ہے تو قاضی ان گواہون سے دریافت کریگا کہ قذف کیا چیز ہے اور کیونکر ہوتی ہے پس اگر گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اُسنے اس مرد کو اے زانی کہا تو دونون کی گواہی مقبول ہوگی اور قاذف کو حد ماری جائیگی بشرطیکہ ہر دو گواہ عادل ہون۔ اور اگر قاضی ان گواہون کی عدالت نہ جانتا ہو تو قاذف کو قید[له] کریگا یہانتک کہ گواہون کی عدالت دریافت کرے اور عدالت یہ ہے کہ ایسے امور کے کام مین لانے سے باز رہے جسکو آدمی اپنے دین مین مذموم و حرام جانتا ہے پس اگر ایک نے کہا کہ اُسنے اسکو کہا کہ اے زانی اور یہ دن جمعہ کے کہا اور دوسرے نے کہا کہ اُسنے اسکو جمعرات کے روز کہا کہ زانی تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ایسی گواہی قبول ہوگی اور قاذف کو حد ماری جائیگی اور صاحبینؒ نے کہا کہ قبول نہوگی یہ ظہیریہ مین ہے اور قول امام اعظم رح کا اولی ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو گواہون نے کسی پر اسکو قذف کرنے کی گواہی دی مگر جس جگہ قذف کیا ہے اسمین اختلاف کیا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ حد واجب ہوگی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ حد نہین واجب ہوگی۔ اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس قاذف نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا ہے تو بالاتفاق سب کے نزدیک قاذف پر حد نہ ہوگی یہ فتاوی کرخی مین ہے۔ اور اگر گواہون نے جس زبان مین قذف واقع ہوا ہے اختلاف کیا یعنی مثلاً کسی نے کہا کہ عربی مین قذف کیا اور دوسرے نے کہا کہ فارسی مین یا اردو مین تو اُنکی گواہی باطل ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر

له یعنی حبس کریگا بنا بر اپنے عرف کے لکھا ہے اور جہان قید بر معنے لغوی ہے وہان بیڑیان ڈالنے کا ترجمہ کیا گیا ہے ۱۲ منہ

ایک جماعت نے کہا کہ ہمنے زید کو دیکھا کہ وہ فلانہ عورت سے ماسوائے فرج کے زنا کرتا تھا تو نہین سے کسی پر حد واجب نہ ہوگی نہ زید پر اور نہ جماعت مذکورہ پر۔ اور اگر جماعت نے کہا کہ ہم نے زید کو دیکھا کہ وہ فلانہ سے زنا کرتا تھا پھر اتنا کہکر خاموش رہے پھر کہا کہ ماسوائے فرج کے تو ان لوگون پر حد قذف واجب ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر کسی پر قذف کا دعوے کیا اور اسپر ایک گواہ قائم کیا تو قاذف کو قاضی حد نہ ماریگا اور رہا یہ کہ قید کریگا یا نہین سو اگر گواہ مذکور فاسق ہو تو قید نہین کریگا اور اگر عادل ہوا اور مدعی نے کہا کہ میرا دوسرا گواہ بھی شہر مین ہے تو قیاس یہ ہے کہ اسکو قید نہ کریگا اور استحساناً اسکو دو یا تین روز تک قید کریگا اور اگر اسنے دعوی کیا کہ شہر سے باہر میرا گواہ ہے تو اسکو قید نہ رکھے گا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ جس مقام پر دوسرے گواہ کے ہونے کو کہتا ہے وہ شہر سے اتنا دور ہو کہ تین روز مین اسکو حاضر نہ لا سکتا ہو اور اگر اتنا فاصلہ ہو کہ تین روز مین اسکو حاضر لا سکتا ہے تو قاذف کو قید رکھے گا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور تجنیس الناصری مین لکھا ہے اگر قاذف نے دعوی کیا کہ جسکو مین نے قذف کیا ہے یہ زانی ہے۔ اور میرے پاس اسکے گواہ ہین تو مجھکو گواہ قائم کرنے کے واسطے مہلت دیجائیگی پس اگر اسنے گواہ قائم کیے تو خیر ورنہ اسکو حد قذف ماریجائیگی اور اگر اسنے کوئی ایسا نہ پایا جسکو گواہون کے پاس بھیجے تو وہ خود کوتوال کے ساتھ روانہ کیا جائیگا کہ جو اسکی حفاظت کرینگے پس اگر اسنے گواہ نہ پائے تو اسکو حد ماریجائیگی اور اگر اسکے بعد اسنے گواہ قائم کیے تو انکی گواہی قبول ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر کسی کو قذف کیا پھر قاذف چار گواہ فاسق لایا کہ یہ مقذوف ایسا ہی ہے جیسا مین نے کہا تو اسکے سر سے حد دور ہو جائیگی اور مقذوف اور گواہون سے بھی دور ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے جسکو قذف کیا ہے اگر وہ زندہ ہو تو حق خصومت اسکے سوائے کسی کو نہین ہے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر مرد مقذوف قبل مطالبہ کے یا بعد مطالبہ کے یا قاذف پر تھوڑی حد قائم کیے جانے کے بعد مر گیا تو قاذف سے حد باطل ہوگی اور بعض حد باقی رہی ہو وہ بھی باطل ہوگی اگرچہ ایک ہی کوڑا رہا ہو یہ فتاوی سرخسی مین ہے۔ اور اگر مرد مقذوف جو غائب تھا حاضر آیا اور قاذف کو قاضی کے پاس لایا پھر قاذف کو تھوڑی حد ماری گئی تھی کہ پھر وہ غائب ہوگیا تو حد پوری نہ کیجائیگی الا اسی صورت مین کہ پورے ہونے تک حاضر رہے اسواسطے کہ پوری حد مین مطالبہ شرط ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر میت محصن کو قذف کیا تو اسکے والدین کو اگرچہ اونچے درجہ کے ہون یا دادا پردادا وغیرہ اور اسکی اولاد کو اگرچہ نیچے درجہ کے ہون پوتے پرپوتے وغیرہ اسکی حد قذف کے مطالبہ کا اختیار ہے اور اس مطالبہ مین خصوصیت وارث کی نہین ہے خواہ وہ وارث ہو یا نہو مثلاً کافر ہو یا مورث کا قاتل ہو یا خود رقیق ہو کہ اس صورت مین وارث نہوگا مگر مطالبہ حد قذف کا مستحق ہے اور نیز اقرب و ابعد دونون یکسان ہین اور اگر بعض نے مطالبہ ترک کیا تو باقیون کو مطالبہ کا اختیار ہے یہ تمرتاشی مین ہے۔ قال المترجم وہذا اذا ثبت لہ الاختیار والاستحقاق اور حد قذف میت کا مطالبہ نہین کر سکتا ہے الا اسی صورت مین کہ اس قذف سے اسکی نسبت مین قدح واقع ہوتا ہو یہ ہدایہ مین ہے اور اس مطالبہ مین پسر کا بیٹا اور دختر کا بیٹا ظاہر الروایہ کے موافق یکسان ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور ماں کے باپ یا ماں کو اس مطالبہ کا اختیار نہین ہے۔ یہ محیط مین ہے۔ اور بھائیون و بہنون و چچاؤن

ملہ جس پر تہمت لگائی گئی ۱۲ منہ ۔ کہ یعنے اور یہ اسوقت ہے کہ اسکے واسطے اختیار و استحقاق ہو ۱۲ ۔ عہ یعنے نانی نانا ۱۲

و پھوپھیون و ماموون و خالاؤن کو مطالبہ حد قذف کا اختیار نہین ہے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اولاد کو مطالبہ حد قذف کا اختیار اسوقت نہین حاصل ہوتا ہے کہ قاذف اُسکا باپ یا دادا وغیرہ کتنے ہی اوپر درجہ کا ہو یا مان و نانی وغیرہ ہو یہ ایضاح مین ہے۔ اور اگر اپنے باپ یا مان یا بھائی یا چچا کو قذف کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی۔ ایک نے اپنے بیٹے کو کہا کہ او ابن الزانیہ اور اُسکی مان مر چکی ہے اور اس عورت کا ایک اور بیٹا کسی دوسرے خاوند سے ہے پس اُسنے حد قذف کا مطالبہ کیا تو قاذف کو حد ماری جائیگی اور اسی طرح اگر میت مقذوف کے دو بیٹے ہون پس ایک نے قاذف کے قول کی تصدیق کی تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے اور اگر مقذوف کا ایک ہی بیٹا ہو اور اُسنے قذف مین قاذف کی تصدیق کی پھر چاہا کہ حد قذف کا مطالبہ کرے تو اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک مرد کا ایک غلام ہے اور اس غلام کی مان آزادہ مسلمان تھی اور وہ مر چکی تھی پھر مولی نے اس غلام کی مان کو قذف کیا تو غلام کو اپنے مولی سے اسکے حد قذف کے مواخذہ کا اختیار نہین ہے۔ یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو مردون نے باہم گالی گلوج کی پس ایک نے کہا کہ مین تو زانی نہین ہون اور نہ میری مان زانیہ ہے تو فرمایا کہ ایسے واقعہ مین حد نہین ہے اور اگر کہا کہ جسنے ایسا ایسا کہا وہ زانیہ کا بیٹا ہے پس ایک نے کہا کہ یہ مین نے کہا ہے تو ابتدا کرنے والے پر حد نہین ہے یہ فتاوی کرخی مین ہے۔ اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اے زانی پس اُسنے کہا کہ نہین بلکہ تو ہے تو غلام کو حد ماریجائیگی نہ آزاد کو اور اگر دونون آزاد ہون تو اس صورت مین دونون کو حد ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر اجنبی نے کسی اجنبیہ کو قذف کیا جو محصنہ ہے پس قاذف پر حد قائم کی گئی پھر اس عورت کو دوسرے نے قذف کیا تو دوسرے پر بھی حد قائم کیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے رقیات مین روایت کیا ہے کہ چار مردون نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اُسنے فلانہ بنت فلان بن فلان سے زنا کیا اور یہ عورت جسکا نام لیا ہے عورت معروفہ ہے اور اسکا نام و نسب ٹھیک بیان کیا اور زنا کو بھی بیان کر دیا کہ زنا اسکو کہتے ہین اور اسکو ثابت کیا اور یہ عورت غائبہ ہے پس مرد مذکور کو رجم کیا گیا پھر ایک مرد نے اس عورت غائبہ کو قذف کیا پس عورت نے اپنے حد قذف کا مطالبہ ایسے قاضی[ف۱] کے یہان کیا جسنے مرد مذکور پر رجم کا حکم دیا ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ قیاس یہ ہے کہ اُسکے قاذف کو حد ماریجاوے مگر مین استحساناً حکم دیتا ہون کہ اس عورت کے قاذف کو حد نہ ماری جاوے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور جمع الجوامع مین لکھا ہے کہ اگر عورت مذکورہ نے اپنی حد قذف کا مطالبہ کسی دوسرے قاضی کے یہان کیا تو وہ قاذف کو حد ماریگا الا آنکہ وہ قاضی اوّل کے حکم قضا پر گواہ قائم کرے یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر کسی نے چند بار قذف کیا یا چند بار زنا کیا یا چند بار شراب پی پھر وہ ایک بار حد سے محدود ہوا تو وہ[ف۲] ان سب کے واسطے ہو جائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر ایک جماعت کو کلام واحد سے قذف کیا یا ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کلام سے قذف کیا یا ایام متفرقہ مین قذف کیا پھر ان سب نے اسپر حد قذف کا دعوی کیا تو ان سب کے واسطے اسکو حد واحد ماریجائیگی اور اسی طرح اگر انمین سے بعض نے دعوی کیا اور بعض نے نہ کیا پس اسکو حد ماری گئی تو یہ حد ان سب کے

ف۱ یہ قید شرعی ہے کہ اگر دوسرے قاضی کے یہان مطالبہ پیش کرے تو وہ قیاساً و استحساناً قاذف کو حد ماریگا واللہ تعالی اعلم ۱۲ منہ

ف۲ یعنی کافی ہو جاویگی۔ نہ یہ کہ تعدداً و بالذات ان سب کے واسطے ہوگی الا بمطالبہ جمیع ذلک فتامل فیہ ۱۲ منہ

واسطے ہو جائیگی اور اسی طرح اگر انمین سے ایک حاضر ہوا تو قاذف پر ایک ہی حد ہوگی اور بس پھر اگر اسکے بعد جسنے مطالبہ نہین کیا ہی وہ آیا تو اسکے حق کی حد قذف باطل ہوگی کہ اسکے واسطے دوسری بار اسکو حد نہ ماریجائیگی۔ اور اگر قاذف کو شراب کی حد دی گئی پھر بعد فارغ ہونے کے اُسنے دوسرے کو قذف کیا تو دوسرے کے واسطے اسکو دوسری حد ماریجائیگی اور جو حد قذف جاری کردیجاتی ہی وہ اپنے ماقبل کے حدود و قذف کو باطل کردیتی ہی اور جو اسکے مابعد لازم آوین انکو ساقط نہین کرتی ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر زنا یا شرابخواری کیوجہ سے اسکو تھوڑی حد ماری گئی پھر وہ بھاگ گیا پھر اُسنے دوبارہ زنا کیا یا شراب پی تو اسکو ازسرنو حد ماریجائیگی اور اگر قذف مین ایسا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر اول مقذوف حاضر ہوا تو اُسکے واسطے حد پوری کردیجائیگی اور دوسرے مقذوف کیواسطے کچھ سزا نہ دیجائیگی اور اگر فقط دوسرا حاضر ہوا تو قاذف کو دوسرے قذف کیواسطے ازسرنو حد ماریجائیگی اور اوّل کی باقی حد باطل ہوگی۔ اور اگر ایک شخص پر اجناس مختلفہ کی حدود مجتمع ہوئین مثلاً اُسنے قذف کیا و زنا کیا و چوری کی اور شراب پی تو پھر کل یہ حدود قائم کیے جاوینگے ولیکن پے در پے قائم نہ کیے جاوینگے اسوجہ سے کہ اسکے ہلاک ہوجانیکا خوف ہی بلکہ انتظار کیا جائیگا یہانتک کہ اول سے اچھا ہوجاوے پس پہلے پہل اسپر حد قذف جاری کیجاویگی اسواسطے کہ اسمین حق العبد ہی پھر اسکے بعد امام المسلمین کو اختیار ہی چاہے پہلے حد زنا جاری کرے اور چاہے پہلے ہاتھ کاٹے اور شرابخواری کی حد مؤخر کیجائیگی اور اگر باوجود اسکے اُسنے کسی کو مجروح کیا ہو جسکا بدلا بھی اسپر واجب ہو تو پہلے جراحت کا بدلا لیگا پھر حد قذف جاری کریگا پھر جو باقیون مین سے اقوی ہو علی الترتیب پوری کیجائیگی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تم سب زانی ہو الا ایک تو اسکو حد[ط۱] ماریجائیگی اسواسطے کہ اسکا کلام مستثنیٰ منہ یعنے اصل قذف موجب حد صادر ہوا پس ہر ایک کو[ط۲] حد قذف کے دعوی کا اختیار ہی تاوقتیکہ وہ مستثنی کو معین نکرے یہ فتاوی کبریٰ مین ہی۔ ایک غلام نے ایک آزاد کو قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر دوسرے کو قذف کیا پھر دونون نے باجماع دعوی کیا تو اسکو اسّی درے مارے جاوینگے اور اگر پہلے اوّل مقذوف آیا اور اسکے واسطے چالیس درے مارے گئے پھر دوسرے نے دعوی کیا تو اسکے واسطے اسّی پورے کردیے جاوینگے یعنی فقط چالیس اور ماریجاوینگے اور اگر قبل اسکے کہ دوسرا مقذوف اسکو لاوے اُسنے ایک اور آزاد کو قذف کیا تو اسّی ان دونون کیواسطے ہونگے مگر ازسرنو اُسے نہین مارے جاوینگے اسواسطے کہ جسقدر باقی ہی وہ تتمہ حد الاحرار ہی پس اسمین آزاد مدعی کئی داخل ہوسکتے ہین یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر مسلمان حد قذف مین سزایاب ہوا تو ہمارے نزدیک اُسکی گواہی ہمیشہ کیواسطے ساقط ہوگئی یعنی کبھی کسی معاملہ مین اسکی گواہی مقبول نہوگی اگرچہ وہ توبہ کرے الا عبادات مین قبول ہوسکتی ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر کوئی کافر حد قذف مین سزایاب ہوا تو اسکی گواہی دیگر اہل ذمہ پر جائز نہ ہوگی پھر اگر مسلمان ہوگیا تو اسکی گواہی

ف بیان مسائل جزئیہ کہ محدود القذف کی گواہی کسے نہین ہوتا ہی ۱۲ منہ

ط۱ قال المترجم قولہ حد ماریجائیگی یعنے مراد یہ ہی کہ اسکو حد ماری جائیگی ہر ایک شخص کے دعوے پر اُن لوگون مین سے جنکو اُسنے تہمت لگائی ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ قاذف نے جو وقت استثناء بطور ابہام کیا تو اسکو حد ماری جائیگی ورنہ ایسا حکم نہین ہی اور یہ حکم اس بنا پر ہی کہ اُسنے مبہم رکھا اور اگر وہ کسی کو معین کردیتا تو خاص اُس شخص کا دعوی ساقط ہوجاتا اور دوسرون کے حق مین وہ قاذف رہتا پس انکا حق ساقط نہوتا حاصل کلام یہ ہی کہ ہر حال مین وہ حد مارا جائیگا البتہ معین کرنے کی صورت مین خاص اسی شخص کا دعوے ساقط ہوجائیگا اور مبہم رکھنے مین سب کا دعوی قائم ہوسکتا ہی ۱۲ منہ

ط۲ یعنے ہر ایک کے دعوی پر اسکو حد ماری جاسکتی ہی مگر حد ایک ہی ماری جائیگی ۱۲

ذمی کافرون و مسلمانون سب پر مقبول ہوگی اور اگر قذف مین اسکو ایک کوڑا مارا گیا پھر باقی کوڑے مارے گئے تو اسکی گواہی جائز نہوگی اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اسکی گواہی رد کردیجائیگی اور اقل تابع اکثر ہے و لیکن اول اصح ہے یہ ہدایہ مین ہے اور اگر کسی نے حالت کفر مین قذف کیا اور حالت اسلام مین اسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کیواسطے اسکی گواہی باطل ہوجائیگی اور اگر غلام کو حد قذف ماری گئی پھر وہ آزاد کیا گیا اور اسنے توبہ کی تو بھی اسکی گواہی ہمیشہ کے واسطے مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر اسنے حالت رقیت مین قذف کیا پھر آزاد کیا گیا پھر اسپر حد جاری کی گئی تو غلامون کی حد جاری کیجائیگی یہ شرح طحاوی مین ہے اور اگر مسلمان کو تھوڑی حد قذف ماری گئی یعنی قبل اسی کوڑے پورے ہونے کے وہ بھاگ گیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق اسکی گواہی مقبول ہوگی جب تک اسکو پوری حد نہ ماری جاوے یہ سراج وہاج مین ہے اور مبسوط مین لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ جبپر پوری حد قذف جاری کی گئی پھر چار گواہ قائم ہوئے کہ اسنے قذف مین سچ کہا ہے تو اسکی گواہی مقبول ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر مقذوف نے قبل اسکے کہ اسکے قاذف پر حد قائم کیجاوے زنا کیا یا کوئی وطی حرام غیر مملوک کی تو اسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی اور اسی طرح اگر مقذوف مرتد ہوگیا تو بھی اسکے قاذف سے حد ساقط ہوگئی پھر اسکے بعد اگر مسلمان ہوگیا تو اسکے قاذف پر حد عود نکریگی اور اسیطرح اگر معتوہ ہوگیا اسکی عقل جاتی رہی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور قاذف کے ذمہ سے اسطرح حد ساقط ہوجاتی ہے کہ مقذوف اسکے قول کی تصدیق کرے یا قاذف اسکے زنا کرنے پر چار گواہ قائم کرے خواہ اپنے محدود ہونے سے پہلے قائم کرے یا مارے جانے کے درمیان مین قائم کرے اور یہ بنابر ایک روایت کے روایات مین سے ہے یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور چار گواہون سے کم مقذوف کے زنا کرنے پر اسکی طرف سے مقبول نہونگے پھر اگر وہ چار گواہ لایا جنہون نے مقذوف کے زنا متقادم کی گواہی دی تو قاذف کے ذمہ سے استحساناً حد دور کیجائیگی اور اگر وہ تین گواہ لایا جنہون نے مقذوف کے زنا پر گواہی دی اور قاذف نے کہا کہ مین چوتھا ہون تو اسکے کلام پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسکے ساتھ ہی باقی تینون گواہون پر بھی حد قذف جاری کیجائیگی اور اگر دو مردون نے یا دو عورتون اور ایک مرد نے گواہی ادا کردی کہ اس مقذوف نے اپنے زنا کا اقرار کیا ہے تو قاذف اور تینون گواہون سب کے ذمہ سے حد دور کیجائیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مکاتب بقدر مال چھوڑ کر مر گیا کہ اسکے ادائے کتابت کے واسطے کافی ہے پس اسکا مال کتابت ادا کرکے آخر جزو اجزاے حیات مین اسکی آزادی کا حکم دیا گیا اور اسکا باقی ترکہ وارثان احرار کے درمیان تقسیم کیا گیا پھر اس مکاتب میت کو کسی نے قذف کیا تو اسپر حد جاری کیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر حربیون مین سے کوئی امان لیکر ہمارے یہان آیا اور اسنے کسی مرد مسلمان کو قذف کیا تو اسپر حد واجب ہوگی اور یہ اخیر قول امام اعظم رح کا ہے اور یہی قول صاحبین رح کا ہے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ حد قذف اور حد زنا مین فرق ہے کہ حد قذف بسبب تقادم کے ساقط نہین ہوتی ہے اور حد زنا و شراب خواری بسبب تقادم کے ساقط ہوجاتی ہے اور حد قذف بدون مطالبہ مقذوف کے قائم نہین کیجاتی ہے اور حد قذف پر گواہی بھی جبھی مقبول ہوتی ہے کہ جب پہلے دعوی ثابت ہوجاوے اور حد قذف ثابت ہوجانے کے بعد عفو کرنے اور بری کرنے سے ساقط نہین

ہوتی

ل جسکو دیر گذری ہو اور مقدار دیر کی اوپر ذکر ہو چکی ہو ۱۲ منہ ع یعنے باقی کوڑے ۱۲ ع زمانہ گذر جانے سے ۱۲

ہوتی ہو اور اسی طرح اگر قاضی کے حضور مین مرافعہ ہونے سے پہلے عفو کیا تو بھی ساقط نہ ہوگی اور اسیطرح اگر قذف
سے کسی قدر مال پر صلح کر لی تو باطل ہو مال صلح واپس کرے اور مقذوف کو اختیار رہیگا کہ اسکے بعد حد قذف کا
مطالبہ کرے اور یہ ہمارے نزدیک ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور ایسی حد تو قاضی اپنے علم پر قائم کر سکتا
ہو جبکہ اپنے ایام قضا مین آگاہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر قاضی کے سامنے قذف کیا تو اسکو حد ماریگا اور اگر قاضی
مقرر ہونے سے پہلے قاضی نے اسکو جانا پھر قاضی مقرر ہوا تو قاضی کو اختیار نہین ہو کہ اپنے علم پر اس حد کو جاری
کرے جبتک کہ اسکے پاس اسکی گواہی نہ گذرے یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور اگر مقذوف نے مطالبہ چھوڑ دیا تو یہ بہتر ہو اور
اسیطرح حاکم کیواسطے مستحسن ہو کہ جبکہ اسکے پاس اسکا مرافعہ ہو تو اسکے اثبات سے پہلے مدعی سے کہے کہ تو اس سے
درگذر کر یہ ایضاح مین ہو۔ اور امام اعظم و امام محمد رح کے قول مین غائب کی طرف سے حدود ثابت کرانے کے لیے وکیل
مقرر کرنا جائز ہو اور رہا حد پھر پانے کے لیے جاری کرا لینے اور پورا کرا لینے کے واسطے بالاجماع وکیل مقرر کر دینا
نہین جائز ہو یہ فتح القدیر مین ہو **فصل** در بیان تعزیر واضح ہو کہ تعزیر ایسی تادیب ہو جو حد نہین ہوتی ہو اور ایسے
جرم مین واجب ہوتی ہو جو موجب حد نہین ہو یہ نہایہ مین ہو۔ اور اسکی دو قسمین ہین ایک بوجہ حق اللہ اور دوم بوجہ
حق العباد اور اول یعنے تعزیر بحق اللہ تعالیٰ کا جاری کرنا امام المسلمین پر واجب ہو اور اسکا ترک کرنا امام کو جائز نہین ہو الا ایسی صورت
مین کہ امام کو معلوم ہو جاوے کہ یہ فاعل جرم قبل تعزیر کے منزجر ہو گیا ہو۔ اور اسپر متفرع ہوتا ہو کہ اسکا ثابت کرنا ایسے
مدعی سے جائز ہو جسنے اسکی گواہی دی یعنے اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ زید نے مثلاً ایسا ایسا جرم کیا جو حق اللہ تعالیٰ
ہو اور اسکے ساتھ ایک شخص گواہ ہو پس ممکن ہو کہ امام المسلمین مدعی ہو جاوے اور جو مدعی تھا وہ گواہ ہو جاوے پس
دوسرے گواہ کے ساتھ ان دونون گواہون سے جرم مذکور ثابت کرنا جائز ہو یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ
جب کوئی شخص ارتکاب جرم کرتا ہو تو ہر مسلمان کو ایسی حالت مین تعزیر جاری کرنا جائز ہو اور اگر وہ اس گناہ کے کرنے
سے فارغ ہو گیا تو بعد اسکے حاکم کے سوائے دوسرے کو پھر تعزیر جاری کرنا نہین روا ہو اور قنیہ مین مذکور ہو کہ اگر
ایک نے دوسرے کو کوئی گناہ موجب تعزیر کرتے دیکھا پھر بدون اجازت محتسب کے اسکو تعزیر دی تو محتسب کو
اختیار ہوگا کہ ایسی تعزیر دینے والے کو تعزیر دے بشرطیکہ مجرم کے گناہ سے فارغ ہونیکے بعد اسے تعزیر دی ہو یہ بحر الرائق
مین ہو۔ اور شیخ ابو جعفر رح ہندوانی سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جورو کے ساتھ دوسرے مرد کو دیکھا پس آیا اسکا
قتل کر دینا اسکو روا ہو فرمایا کہ اگر وہ جانتا ہو کہ یہ چیخنے یا ہتھیار کے سوائے دوسری چیز سے ڈرانے سے زنا سے منزجر ہوگا اور
باز رہیگا تو اسکا قتل کرنا حلال نہین ہو اور اگر جانتا ہو کہ بسوائے قتل کے وہ منزجر نہ ہوگا تو اسکو اسکا قتل کر دینا حلال ہو اور
اسکی جورو نے اسکی مطاوعت کی ہو تو جورو کا قتل کر دینا بھی روا ہو یہ نہایہ مین ہو۔ اور جو شخص ظلم کے ساتھ مکابرہ کرتا ہو

تلو یعنے حد تو ایک مقرری سزا ہو کہ اسمین کمی بیشی [illegible] نہین ہو سکتی ہو اور تعزیر ایسی تادیب ہو کہ وہ حد نہین ہو لہذا اسکی کوئی مقدار مقرر نہین ہو بلکہ محول برائے
امام المسلمین ہو اور اسمین اختلاف ہو کہ آیا حد سے زیادہ ہو سکتی ہو یا نہین اور [illegible] مختار یہ ہو کہ نہین اور اسمین بھی اختلاف ہو کہ آیا حد و تعزیر دونون
جمع ہو سکتی ہین یا نہین پس [illegible] مختار یہی ہو کہ تفصیل ہو پس بنا برین [illegible] واجب ہوتی ہو جو موجب حد نہین ہو [illegible] جو جرم موجب
[illegible]

ڈاکو ہون یا مکس والا ہو اور یہ سب ظالمون اور انکے مددگار وہن اور ساعیون کا قتل کرنا حلال ہے کہ انکے قاتل کو ثواب حاصل ہوگا یہ نہر الفائق مین ہے اور تمرتاشی و مجتبیٰ مین ہے۔ اور مولے کو اختیار ہے کہ اپنی باندی غلام کو وقت بے ادبی کرنے اور ضرورت کے تعزیر دے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور جو تعزیر بوجہ حق العبد کے مثل قذف وغیرہ کے واجب ہوتی ہے تو چونکہ دعوی پر موقوف ہوتی ہے یعنی جب مدعی ہوگا تو البتہ تعزیر دیجائیگی لہذا اسکو سواے حاکم کے کوئی قائم نہین کر سکتا ہے الا آنکہ دونون حکم کر لین یہ فتح القدیر مین ہے اور اسمین بری کرنا و عفو کرنا اور گواہی پر گواہی اور قسم جاری ہوتی ہے جیسے اور حقوق العباد مین ہوتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور تعزیر کا ثبوت دو مردون یا ایک مرد و دو عورتونکی گواہی سے ہوتا ہے کیونکہ یہ جنس حقوق العباد سے ہے یہ تبیین و کافی و محیطین مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر تیشمہ ناشائستہ کا دعوی کیا یا یہ دعوی کیا کہ اسنے مجھکو مارا ہے اور کہا کہ میرے گواہ شہر مین موجود ہین اور مدعا علیہ سے کفیل بنفس مانگا تو مدعا علیہ سے تین روز کے واسطے کفیل بالنفس لیا جائیگا پس اگر اسنے اپنے دعوے پر دو مرد یا ایک مرد و دو عورتین یا دو گواہون کی گواہی پر دو گواہ قائم کیے تو مدعا علیہ سے کفیل بالنفس اسوقت تک کیواسطے لیا جائیگا کہ ان گواہون کا حال دریافت ہو پس اگر گواہون کی تعدیل کی گئی تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور تعزیر کبھی حبس کرنیکے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی صفع و گوشمالی کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی سخت کلامی سے اور کبھی مارنے سے اور کبھی بانیطور کہ قاضی اسکی طرف نظر ترش سے دیکھے یہ نہایہ مین ہے۔ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک تعزیر یا سلطان کو روا ہے کہ اسکا مال لے لے اور امام اعظم و امام محمد اور باقی تینون امامون کے نزدیک یہ ہرگز نہین جائز ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور بر قول امام ابو یوسف رح کے مال لے لینے کے ساتھ تعزیر دینے کے معنے یہ ہین کہ اسکے مال مین سے کچھ مال لیکر اپنے پاس کسی مدت تک رکھ چھوڑے تاکہ وہ منزجر ہو پھر حاکم اسکو واپس کر دے اور یہ معنی نہین ہین کہ حاکم اس مال کو اپنے واسطے یا بیت المال کیواسطے بالکل لے لے جیسے ظالم لوگون کا وہم ہے اسواسطے کہ کسی مسلمان کو نہین روا ہے کہ کسی کا مال بغیر سبب شرعی کے لے لے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور شافی مین لکھا ہے کہ تعزیر کے چند مرتبے ہین تعزیر اشرف الاشراف کہ علما اور سادات علویہ ہین با علام ہوتی ہے یعنی قاضی اُس سے کہے کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ تم ایسا کرتے ہو پس وہ اُسی سے منزجر ہو جائیگا دیگر تعزیر اشراف کہ امرا و زمیندار ہین بایں طور کافی ہے کہ اعلام کرے اور اسکو دروازہ قاضی پر کھینچ لایا جاوے اور اسکے ساتھ اسمین خصومت واقع ہو پس وہ منزجر ہو جائیگا۔ دیگر تعزیر اوساط کہ بازاری ہین بانیطور کافی ہے کہ اعلام و در قاضی پر کھینچ لائے جانیکے ساتھ محبوس کر دیا جاوے دیگر تعزیر خسیس و کمینگان کہ ان سب باتون کے ساتھ اسکو مار بھی دی جاوے یہ نہایہ مین ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ تعزیر انتالیس

ملہ سامی سے وہ مراد ہے جو بادشاہون کے یہان جاکر چغلی کھاکر لوگون کا مال لٹوتے اور تنگ کراتے ہین ۱۲ منہ ملہ صفع دھول یعنی تھپڑ یعنی دو چار تھپڑ و گھونسے وغیرہ کے ساتھ کبھی تعزیر ہوتی ہے ۱۲ منہ ملہ قال المترجم پھر اعتراض وارد ہوتا ہے بانیطور کہ تعزیر جب شرعی ہے تو وہی ہے کہ اس سے اخذ مال یعنی جرمانہ لینا جائز ہو۔ جواب یہ کہ یہ تو تاوان ہے اور مراد سبب شرعی سے وہ ہے جو جرمانہ لینے کے واسطے جب شرعی ہو اور تعزیر بر ضمان مال کے ساتھ نہین ہے ورنہ اس معنے مین اسکا استعمال ہوتا ہے پس کیونکر جائز ہوگا فافہم ۱۲ منہ ملہ یعنی گولی دو اتمام بزنا ۱۲ ملہ بڑی گالی فحش ۱۲ ملہ یعنے ایک جگہ بند کر دیا گیا ۱۲ ملہ یعنے اگر ضرورت دیکھی جائے ۱۲

کوڑے ہیں اور کم سے کم تین کوڑے ہیں اور ہمارے مشائخ نے ذکر فرمایا ہو کہ ادنیٰ مقدار برائے امام ہو کہ جسقدر سے وہ منزجر ہوتا نظر آوے اسی قدر مقدر کرے یہ ہدایہ میں ہو اور قاضی کو چاہیے کہ اسکے سبب پر نظر کرے پس اگر اُس جنس سے ہو کہ اسمین حد واجب ہوتی ہو حالانکہ اس صورت میں کسی عارض کی وجہ سے واجب نہیں ہوئی تو ایسی صورت میں انتہا درجہ کی تعزیر جاری کرے اور اسکی مثال یہ ہو کہ مثلاً کسی غیر کی باندی یا ام ولد کو کہا کہ او زانیہ تو اسپر انتہا درجہ کی تعزیر جاری کرے اسواسطے کہ حد قذف اس صورت میں اسوجہ سے واجب نہوئی کہ مقذوف میں احصان نہیں ہو حالانکہ یہ کلام اس جنس سے ہو کہ اسمین حد واجب ہوتی ہو یعنی قذف ہو اور اگر ایسی جنس سے ہو کہ اسمین حد نہیں واجب ہوتی ہو مثلاً کسی دوسرے سے کہا کہ او خبیث اور اُسمین تعزیر واجب ہوئی تو مقدار تعزیر امام کی رائے پر ہو یہ محیط میں ہو اور بعد ضرب تعزیر کے محبوس کرنا بھی جائز ہو اگر اسمین کوئی مصلحت ہو یہ عینی شرح کنز میں ہو اور حبس کی مدت امام کی رائے کے سپرد ہو یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور جن صورتوں میں کوڑے مارے جاتے ہیں انمین سے تعزیر کے درے سب سے سختی وزور سے مارے جاوینگے پھر اُس سے کم حد زنا کے درے پھر شراب خواری کے پھر حد قذف کے یعنی حد قذف کے درے سب سے ہلکے آسانی سے مار یجاوین اور جس شخص کو حد ماری گئی یا تعزیر پھر وہ اس سبب مرگیا تو اُسکا خون ہدر ہو بخلاف اسکے اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو بسبب ترک زینت و سنگار کے یا بسبب ترک اجابت کے یعنی شوہر نے اسکو اپنے بستر پر بلایا اور وہ نہ آئی یا بسبب ترک نماز کے یا بسبب بے مرضی شوہر کے گھر سے باہر نکلنے کے تعزیر دی پس وہ عورت اس تعزیر سے مرگئی تو شوہر اسکا ضامن ہوگا یہ بحر الرائق میں ہو اور تعزیر مارنے میں کھڑا کرکے کپڑے پہنے ہوئے اسکو درے مارے جاوینگے مگر اسپر سے پوستین و حشو اتار لیے جاوینگے اور تعزیر دینے کی حالت میں وہ ممدود نہ کیا جائیگا اور ضرب اسکے سب اعضا پر متفرق لگائی جاویگی سواے سر اور فرج کے اور یہ امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کا قول ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو اور ایسا ہی حدود الاصل میں مذکور ہو اور اشربۃ الاصل میں لکھا ہو کہ تعزیر ایک ہی جگہ ماری جاویگی پس جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ میں اختلاف روایات نہیں ہو بلکہ اختلاف جواب بسبب اختلاف موضوع کے ہو۔ یعنی متفرق سب اعضا پر مارنے کا حکم اس صورت میں ہو کہ تعزیر انتہا درجہ کی ہو یعنی (۳۹) کوڑے اور ایک ہی جگہ مارنے کا حکم ایسی صورت میں ہو کہ تعزیر انتہا درجہ تک نہ پہنچی ہو یہ تبیین میں لکھا ہو اور وجوب تعزیر میں اصل یہ ہو کہ جو شخص کسی منکر کا مرتکب ہوا یا کسی مسلمان کو ناحق اپنے قول یا فعل سے ایذا دی تو تعزیر واجب ہوگی الا آنکہ دروغ گوئی اُسکے قول سے خود ظاہر ہو جیسے کسی آدمی کو کہا کہ او کتے او سور وغیرہ تو تعزیر واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہو اور یہی صحیح ہو یہ فتاوے قاضیخان میں ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ اگر ایسا لفظ بد کسی اشراف کو کہا جیسے فقہا میں سے کوئی فقیہ ہو یا کوئی علوی ہو تو کہنے والے کو تعزیر دیجائیگی اور اگر عوام میں سے ہو تو تعزیر نہ دیجائیگی اور یہ قول حسن ہو یہ ہدایہ میں ہو۔ اگر کسی نے کسی مسلمان کو کہا کہ او فاسق حالانکہ وہ فاسق

ف یعنی رنگے بعض نسخوں میں ہو ۱۲ ف ضعیف ف مسئلہ ف اسکے فقہ مرتکبین مفعول کہنے کا ذکر کرے ہو یا مونث کے با طلاق ذبان حرام ف بے گناہ و منع شرعی جیسے انکار و منع کرنا واجب ہو ۱۲ ف سید از اولاد علی کرم اللہ وجہہ ۱۲

نہیں ہی یا کہا کہ او فاسق کے بچہ یا کافر یہودی یا نصرانی کے بچہ یا خبیث یا چور حالانکہ وہ چور نہیں ہی یا او فاجر یا منافق یا لوطی یا قوم لوط کا کام کرنے والے یا لونڈے باز یا سود خوار یا شراب خوار یا دیوث یا مخنث یا خائن یا مخنث کے بچہ یا زندیق یا قرطبان یا ماوی الزوانی یا ماوی اللصوص تو کہنے والے کو تعزیر دیجائیگی اور اگر کہا کہ او لوک او سانپ او بھیڑیے او حجام ای بخار ای سوجر ای ولد الحرام ای عیار ای ناکس ای منکوس ای مسخرہ ای کشخان ای ضحکہ ای توسوس ای ابن موسیٰ سی ای ابن اسود حالانکہ اسکا باپ ایسا نہیں ہی ای دیہاتی حالانکہ ایسا نہیں ہی ای لئیم تو کہنے والے کو تعزیر نہ دیجائیگی یہ کافی میں ہی۔ اور اگر کہا کہ ای ابن الفاجرہ یا ای ابن الفاسقہ تو اسپر تعزیر واجب ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اسکو ایک طرح کا عیب لگایا یہ غایۃ البیان میں ہی۔ اور اگر فاسق سے کہا کہ ای فاسق یا شراب خوار سے کہا کہ ای شراب خوار یا ظالم سے کہا کہ ای ظالم تو اسمین کچھ واجب نہوگا یہ عتابیہ میں ہی اور اگر کسی مرد صالح ذی مروت سے کہا کہ ای چور ای مشرک ای کافر تو اسکو تعزیر دی جائیگی یہ غایۃ البیان میں ہی۔ اور اگر کہا کہ ای پلید تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ واقعات میں ہی۔ اور اگر کہا کہ ای سفلہ تو تعزیر دیجائیگی یہ جوہرہ نیرہ میں ہی قال المترجم اما الاطلاق فی عرفنا ففیہ تامل اور اگر کہا کہ او بے نماز تو تعزیر دیا جائیگا یہ سراجیہ میں ہی۔ اور اگر کسی مرد صالح سے کہا کہ او سفیہ تو تعزیر دیجائیگی یہ تمرتاشی میں ہی۔ اور اگر مرد صالح سے کہا کہ ای معفوج ای ابن قرطبان تو ناطفی نے ذکر فرمایا کہ اسپر تعزیر واجب ہوگی اور اگر کہا کہ ای بندر ای حلال زادہ ای جواری تو اسمین تعزیر واجب نہ ہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہی۔ اور صدر الشہید نے فرمایا کہ جواری کہنے میں تعزیر واجب ہوگی یہ خلاصہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ او معفوج تو تعزیر دیجائیگی اور حد واجب نہ ہوگی یہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول ہی اور اگر کہا کہ یا معفوج بسبیل تو حد واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کسی صورت میں قاذف نہوگا ولیکن اسپر تعزیر واجب ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اسکو ایک نوع کا عیب لگایا اور لفظ معفوج بمعنی مضروب الدبر یعنی جسکو گانڈو کہتے ہیں یہ ظہیریہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ ای ابلہ یا ای لاشی یا ای ستور تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر کہا کہ ای قذر تو اسمین تعزیر واجب ہوگی یہ فتاوی کبریٰ میں ہی۔ اور اگر کسی مرد نے کسی حادثہ میں علماء کا فتوی لیکر اپنے خصم کے سامنے پیش کیا پس خصم نے کہا کہ میں اسپر نہیں عمل کرتا ہوں یا کہا کہ انھوں نے فتوے دیا ہی ایسا نہیں ہی حالانکہ یہ شخص جاہل ہی اور اُسنے اہل علم کو تحقیر کے ساتھ یاد کیا ہی تو اسپر تعزیر واجب ہی۔ اور اگر کسی کو تعریض کے ساتھ قذف کیا یعنی اسکو زناکاری کے ساتھ تعریض کی تو تعزیر واجب ہی یہ حاوی قدسی میں ہی۔ آدمی کیواسطے اولیٰ یہ ہی کہ جب اُس سے ایسی بات کہی جاوے جو موجب حد و تعزیر ہی تو اسکو جواب نہ دیوے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر کہا کہ ای خبیث تو احسن یہ ہی کہ اُس سے باز رہے اور اگر باز نہ رہا اور قاضی کے حضور میں مرافعہ کیا تاکہ کہنے والے کو تادیب دے تو جائز ہی اور اگر باوجود اسکے کہنے والے کو جواب دیا کہ نہیں بلکہ تو ہی تو کچھ مضائقہ نہیں ہی یہ بحر الرائق میں ہی ہمارے اصحاب سے مروی ہی کہ اگر کسی نے طرح طرح کے گناہ و فساد کرنے کی عادت پکڑلی تو اسپر اسکا گھر گرادیا جائیگا

ف۱ یعنی جنگلوں کے [illegible] اور [illegible] ہی [illegible] ۱۲ منہ ف۲ قال المترجم [illegible] لیکن [illegible] پس [illegible] اسمیں ایسا ہو جسکی تاویل ہو سکتی ہی اور بعض ایسا ہی جسکی تاویل نہیں ممکن ہی تو ہمارے عرف میں جو قابل تاویل نہیں ہی اسپر واجب ہی کہ تعزیر دیجاوے ۱۲ منہ ف۳ قرطبان جسکو ہمارے عرف میں بھڑوا و دیوث کہتے ہیں ۱۲ منہ

یہ سراجیہ مین ہی۔ اور فخر الاسلام نے فرمایا کہ اگر کسی نے مسجدون کے دروازے چرانے کی عادت کر لی تو واجب ہی کہ اسکو تعزیر دیجائے اور مبالغہ کیا جاوے یعنی بڑھ کر تعزیر دیجاوے اور قید کیا جاوے یہانتک کہ توبہ کرے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور دروغ و فریب تبانے و خطوط لکھنا موجب تعزیر ہی اور نیز موجب تعزیر یہ بھی ہی کہ احکام شرع کے ساتھ مزاحمت کرے یعنی ٹھٹھول۔ اور منجملہ موجبات تعزیر کے وہ ہی جو ابن رستم نے ذکر کیا ہی کہ اگر مردون کی ڈاڑھی یعنی سرے سے کاٹ ڈالی یا باندی کے بال سر کے مونڈ ڈالے تو تعزیر واجب ہوگی۔ از آنجملہ اگر سلطان نے کسی کو کسی مسلمان کے قتل پر ناحق باکراہ مجبور کیا یعنی اسطرح اکراہ کیا کہ تجھکو قتل کر ڈالونگا اگر تو اسکو قتل نہ کریگا پس اُسنے اسکو قتل کیا تو اسکا قصاص سلطان پر ہوگا اور تعزیر قاتل پر ہوگی یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی اور از انجملہ یہ ہی کہ اگر کسی نے دوسرے کو زنا کرنے پر اکراہ کیا پس اُسنے زنا کیا تو جسنے اکراہ کیا ہی اسپر تعزیر واجب ہوگی اور منجملہ موجبات تعزیر کے زد و مار دہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر بہیمہ[ف۱] سے وطی کی یا شبہہ مین وطی کی یا کسی مسلمان کو تھپڑ مارا یا بازار مین اپنے سر سے مندیل اُتار ڈالی یعنی ننگے سر پھرا تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر گواہان تعزیر بعد مشہود علیہ کے تعزیر دیے جانے کے معلوم ہوا کہ غلام ہین یا کافر ہین حالانکہ مشہود علیہ تعزیر دیے جانے سے مر گیا ہی یا دُرّون سے مجروح ہی یا گواہون نے بعد گواہی کے رجوع کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک انپر ضمان نہین ہی اور صاحبین رح نے اسمین اختلاف کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ قنیہ مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ یا فاسق پھر چاہا کہ گواہون سے اسکا فسق ثابت کرے تاکہ اپنی ذات سے تعزیر دفع کرے تو اسکے گواہون کی سماعت نہوگی اور اگر اسکے فسق کا اثبات ضمنًا چاہا تو اسمین خصومت نہین صحیح ہی مثل جرح گواہون کے کہ کہا کہ مین نے اسکو اتنی رشوت دی ہی کہ اسپر رشوت کا مال واپس کر دینا واجب ہوگا اور گواہی قبول ہوگی ایسا ہی اس مقام پر ہی۔ اور یہ ہو سکتا ہی کہ گواہون نے اسکے فسق کی گواہی دی اور کچھ تفصیل نہ بیان کی اور اگر فسق کی تفصیل کرنے مین ایسی بات بیان کی جو متضمن حق اللہ تعالیٰ یا حق العباد ہی تو ایسی گواہی قبول ہوگی مثال اسکی یہ ہی کہ زید نے مثلاً کسی سے کہا کہ او فاسق پھر جب وہ زید کو قاضی کے حضور مین لے گیا تو زید نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو دیکھا کہ اُسنے اجنبیہ عورت کا بوسہ لیا یا اسکو چپٹا لیا یا اسطرح خلوت کی یا مثل اسکے کوئی امر فسق بیان کیا پھر دو گواہ قائم کیے کہ جنہون نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو ایسا کرتے دیکھا ہی تو شک نہین کہ ایسی گواہی قبول ہوگی اور زید کی ذات سے تعزیر دور ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر ایک نے دوسرے پر ایسا دعوی کیا جو موجب تکفیر ہی اور مدعی اپنے دعوی کے اثبات سے عاجز رہا تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا بشرطیکہ یہ کلام اسکی طرف سے بطریق دعوی نزد حاکم شرع صادر ہوا ہو اور اگر اسکا صدور بطریق بدگوئی یا انتقاص کے صادر ہوا ہو تو اسکے لائق سزا دیا جائیگا یہ نہر الفائق مین سراجیہ سے منقول ہی۔ ایک شخص حنفی مذہب کا شافعی المذہب ہو گیا[ف۲] تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ زید نے عمرو کو ناحق مارا پھر عمرو نے زید کو بھی ناحق مارا تو دونون کو تعزیر دیجائیگی اور تعزیر جاری کرنے مین پہل اسکے ساتھ کیجائیگی جسنے مارنے مین پہل کی ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جو شراب خوار کے مجمع مین بیٹھا یا جو لوگ شراب خوارون کی ہیئت پر جمع ہوئے

ف۱ بہیمہ چوپایہ مثل گھوڑے بکری وغیرہ کے ۱۲ منہ ف۲ یہ امر محققین علماء کے نزدیک ایسی صورت پر محمول ہے با وجود جاہل ہونے کے بطریق لہو و لعب اُس نے ایسا کیا ہو ۱۲ منہ ف۳ دو ملا گھوڑا ۱۲

شبہہ شرابخوارون کا پڑتا ہو اگرچہ شراب نہ پی ہو تو ہر ایک کو تعزیر دیجائیگی اور جسکے ساتھ رکوہ خمر ہی اسکو تعزیر دیجائیگی اور محبوس کیا جائیگا اور جو مسلمان شراب بیچتا ہو یا سود کھاتا ہو اسکو تعزیر دیجائیگی اور قید کیا جائیگا یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسا ہی مغنی و مخنث و نائحہ ان سب کو تعزیر دیجائیگی اور قید کیے جاوینگے یہانتک کہ توبہ کریں یہ نہر الفائق مین ہے خانیہ مین لکھا ہے کہ مسلمان مقیم نے عمداً اگر رمضان مین افطار[1] کیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی اور بعد اسکے قید کیا جائیگا اگر اسکی طرف سے دوبارہ افطار کر ڈالنے کا خوف ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک مرد نے اجنبیہ عورت آزاد یا باندی کا بوسہ لیا یا اس سے معانقہ کیا یا چھوا اور شہوت سے کیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی[2] اور اسیطرح اگر فرج کے سوائے مین اس سے جماع کیا تو اسکو تعزیر دیجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اگر کسی عورت نے بندر کو اپنے اوپر قابو دیدیا یعنی جماع کرنے دیا تو اسکا حکم وہی ہے کہ مرد نے چوپایہ جانور مادہ وطی کی یہ جوہرہ نیرہ مین ہے اور جو شخص قتل کرنے یا چوری کرنے یا لوگون کے مارنے مین متہم ہوا ہو وہ قید کیا جائیگا اور ہمیشہ برابر قید رہیگا یہانتک کہ اپنی توبہ ظاہر کرے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کا دوسرے پر دعوے تھا مگر جسپر دعوی ہے وہ اسکو نہ ملا آخر اسنے یہ کیا کہ اسکے اہل و عیال وغیرہ کو ظالمون کے ہاتھ مین ڈال دیا اور ناحق ایسا کیا اور بدون کفالت کے یہ فعل کیا پس ظالمون نے انکو قید کیا اور بیڑیان ڈالین اور انکو خوب مارا اور بہت سا مال عین ناحق غصب کر لیا پس اگر ان لوگون نے یہ امور قاضی کے حضور مین ثابت کیے تو اسطرح بلا مین ڈالنے والے پر آیا تعزیر واجب ہوگی تو فرمایا کہ ہان وہ تعزیر دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین تتمہ سے منقول ہے کسی شخص نے ایک مرد کی جورو یا دختر کو جو صغیرہ ہے مکر و فریب سے نکال کر کسی مرد کے ساتھ بیاہ دیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مین ایسا کرنے والے کو برابر ہمیشہ قید رکھونگا یہانتک کہ وہ اس عورت کو واپس کرے یا خود مر جاوے یہ فتاوی کبری مین ہے۔ ایک نے اپنے بچہ صغیر کو خمر پلائی یعنی خمر انگور اسکو تعزیر دیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ہاتھ سے جلق لگانا حرام ہے اور اسمین تعزیر لازم آتی ہے اور اپنی جورو یا باندی کو اپنے ذکر سے عبث کرنے کا قابو دیا حتی کہ اسکو انزال ہوا تو یہ مکروہ ہے اور ایسے مرد پر کچھ واجب نہین ہے یہ سراج وہاج مین ہے۔ شیخ ابو نصر الدبوسیؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اسکو قتل کیا تو اسپر تعزیر واجب ہوگی یہ حاوی مین ہے۔ ایک غلام اپنے مولے سے اپنی ذات کی بیع اپنے ہاتھ طلب کرتا ہے حالانکہ مولی معتوہ ہے کہ میری صحبت[3] و ساتھ مین اچھی طرح رہا مگر اسکی درخواست قبول نہین کرتا ہے تو اسکو تعزیر دیجائیگی کیونکہ وہ متعنت ہے[4] یہ فتاوی کبری مین ہے۔

کتاب السرقہ

اسمین چار باب ہین

باب اول۔ سرقہ اور اسکے ظہور کی صورت کے بیان مین

شرع مین سرقہ کی یہ تعریف ہے کہ آدمی عاقل

[1] افطار سے مراد یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے اور یہ مراد نہین ہے کہ روزہ رکھکر توڑ ڈالا ۱۲ [2] صدر شہید نے فرمایا کہ بوسہ اجنبیہ نشان شہوت ہے پس قضاءً اسکا دعوے عدم شہوت قبول نہ ہوگا ۱۲ منہ [3] یعنے جو غلام کرتا ہو یعنے ایسا فتنہ اسکی ذات سے برپا ہو ۱۲ منہ [4] رونے والیان جو مصیبتون مین جزع پر سعی کرتی ہین ۱۲ منہ [5] یعنے تعزیر دیجائیگی ۱۲

بالغ نصاب محرز کو یا جسکی قیمت نصاب تک پہونچتی ہو درحالیکہ وہ بلا شبہہ غیر کی ملک ہو بطور خفیہ کے لینا سرقہ ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور خفیہ لیا جانا آیا ابتدا میں معتبر ہے یا ابتدا و انتہا دونوں میں معتبر ہے پس فرمایا کہ اگر سرقہ دن میں ہو تو خفیہ کا اعتبار ابتدا میں ہے اور انتہا میں بھی ہے اور اگر سرقہ رات میں واقع ہو تو خفیہ کا اعتبار فقط ابتدا میں ہے یہ نہر الفائق میں ہے حتی کہ اگر رات میں خفیہ مکان میں سیندھ لگائی پھر مال بطریق مغالبہ مکابرہ جہاراً اسکے مالک سے لیا بایں طور کہ مالک جاگ گیا اور چور ہتھیار لیکر اندر داخل ہوا اور جب مالک نے اسکو اپنے مال کے لینے سے روکا تو اسنے مالک سے مقاتلہ کیا تو ایسی صورت میں بھی چور کا ہاتھ ہی کاٹا جائیگا اور اگر دن میں اُسنے مالک سے مقاتلہ کیا مثلاً مکان میں پوشیدہ سیندھ لگائی اور بیت میں داخل ہو گیا پھر مال کو مالک سے بطور مقاتلہ و مغالبہ لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ سرقہ کا کم سے کم نصاب دس درم مضروبہ بوزن سبعہ کے کھرے ہوں یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر اُسنے نقرہ جسکا وزن دس درم غیر مضروبہ ہے چرایا یا ایسی متاع جسکی قیمت دس درم غیر مضروبہ ہے چرائی تو بقول صحیح اسمیں ہاتھ کاٹنا نہیں لازم آتا ہے اور اگر نصف دینار جسکی قیمت نصاب ہے چرایا تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا لازم آتا ہے اور اگر ایسا دینار چرایا جسکی قیمت نصاب سے کم ہے تو قطع نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر دس درم کھوٹے جنکی چاندی غالب ہے چرائے تو ظاہر الروایہ کے موافق اسمیں قطع نہیں ہے اور یہی اصح ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر زیوف یا نبہرہ یا ستوقہ دس درم چرالیے تو انمیں حد قطع نہیں آتی ہے الا آنکہ ایسے درم بہت ہوں کہ جنکی قیمت کھرے دس درم یا زیادہ ہو تو البتہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور جب مال مسروق کی تقویم واجب آئی پس آیا ایسے نقد سے قیمت اندازہ کیجاویگی جو عزیز الوجود ہے یعنی بہت کم ہے یا ایسے نقد سے جو شہر میں لوگوں کے درمیان بہت رائج ہے تو امام ابو یوسف رح نے امام اعظم سے روایت کی کہ ایسے درم سے اندازہ کیا جائیگا جو شہر میں لوگوں میں زیادہ رائج ہے اور حسن نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ وہ عزیز الوجود دس درم سے اندازہ کیجاوے حتی کہ شک کے ساتھ کاٹنا نہ واجب ہوگا یہ مبسوط میں ہے اور یہی بعض کے نزدیک مختار ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے اور ایک کا اندازہ کرنے پر نہ کاٹا جائیگا اور نہ اندازہ کرنے والوں کے اختلاف کرنیکی صورت میں یعنی اگر اندازہ کرنیوالا ایک ہو یا اندازہ کرنے والے اگرچہ زیادہ ہوں مگر باہم اختلاف کریں اسطرح کہ کوئی اسکی قیمت بقدر نصاب اندازے اور کوئی نصاب سے کم تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور قیمت ایسے دو مرد عادل کے کہنے سے ثابت ہوگی جنکو معرفت قیمت میں مہارت ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور نصاب کا پورا ہونا چور کے حق میں ہی معتبر ہے یعنی اُسی کی طرف اعتبار کیا جائیگا کہ اسنے چوری کسقدر کی ہے نہ مالکوں کی طرف اور اسی وجہ سے اگر چور نے دس آدمیوں کے مال سے ایک بیت سے دس درم ہر ایک سے ایک ایک درم چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ مگر یہ شرط ہے کہ حرز ایک ہی ہو چنانچہ اگر دو منزل

سلہ قال المترجم فی فوائد القیود قولہ آدمی عاقل بالغ خواہ مسلمان ہو یا کافر خواہ مرد ہو یا عورت قولہ نصاب محرز یعنی جو نصاب کہ حفاظت میں ہو اور مضمون ہو قبل اسکے کہ اسپر ہاتھ سارق کا پہونچے وانما قلنا ذالک علی الاصول الحنفیہ کما لا یخفی علی الماہر بمقتضیات اصولنا اور نصاب سے یہاں مراد دس درم یا زیادہ ہے اور قولہ یا جسکی قیمت یعنی عروض وغیرہ جو درم و دینار نہوں قولہ درحالیکہ بلا شبہہ ملک لیقصد الا اول یا شبہہ ملک جو ضعاد نیز غیر کی ملک ہو جو معنی ہے کہ میل مال چرا لیا قولہ بطور خفیہ یعنی پوشیدہ لینا نہ بطور غصب یا رہزنی و ڈاکہ کے ۱۲ منہ سلہ سرقہ جسکو ہماری عرف میں چوری یا بولتے ہیں ۱۲ سلہ وزن سبعہ معروف ہے اور ہم اسکو مقدمہ میں شرح سے بیان کر چکے ہیں ۱۲ منہ سلہ نسبت طرف بیتی وغیرہ کے

مختلف سے ملاکر ایک شخص نے پورا نصاب چرایا یعنی مثلاً ہر ایک منزل سے پانچ پانچ درم کھرے چرائے تو سمین قطع نہین ہے اور ایک دار کے بیوت بمنزلہ بیت واحد کے ہین چنانچہ اگر ایک دار مین دس بیت ہون اور ہر بیت مین ایک ایک آدمی رہتا ہو پس چور نے ہر بیت سے ہر رہنے والے کا ایک ایک درم کھرا چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر دار بڑا ہو اور اسمین حجرے مختلف متعدد ہون تو ایسا حکم نہین ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ اس سب کو یکمشت باہر نکال لاوے اور اگر بعض کو نکال لایا پھر داخل ہوکر باقی کو نکال لایا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہے اور یہ بھی شرط ہے کہ اسکو ظاہر[1] نکال لاوے چنانچہ اگر حرز مین ایک دینار نگل گیا اور باقی کو نکال لایا تو اسکا ہاتھ قطع نہ کیا جائیگا اور اسکا انتظار نہ کیا جائیگا کہ چور اسکو پاخانہ مین پھیرے بلکہ اسکے مثل کا ضامن ہوگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور جو شخص کہ مباشر فعل[2] چوری کے ساتھ نکلا ہو تو ظاہر الروایہ مین اسکا بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ایک جماعت ہو اور چوری کرنے کا مباشر ان مین فقط بعض ہو تو ان سبکا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ہر ایک کے حصہ مین بقدر نصاب آوے اور یہ استحسان ہے خواہ مکان حرز سے سب اس چوری کے مباشر کے ساتھ نکلے ہون یا اسکے بعد فی الفور نکلے ہون یا وہ اسکے بعد فی الفور نکلا ہو۔ اگر ان چورون مین کوئی صغیر یا مجنون یا معتوہ ہو یا جسکا مال چرایا ہے اسکا ذی رحم محرم ہو تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہے اور اگر ایک شخص نے دوسرے کے دس درم چرائے پھر جسکا مال چرایا ہے وہ مر گیا پھر اس میت کے وارث دس آدمی ہوئے تو انکو اختیار ہوگا کہ چوری مذکور کی بابت چور کا ہاتھ کٹوا دین اور اگر ان مین سے بعض غائب ہون تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہانتک کہ سب حاضر ہون اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ تو میرے ہر حق کے مطالبہ کا وکیل ہے پس عمرو نے خالد کو پکڑا جسنے زید کے دس درم چرانے کا اقرار کیا ہے تو عمرو کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ دس درم مال کا جسکی نسبت خالد نے اقرار کیا ہے مطالبہ کرے مگر مین اسکا ہاتھ نہ کاٹونگا اور اگر وکیل کے واسطے خالد پر دس درم کی ڈگری کر دی گئی پھر موکل خود حاضر ہوا تو بھی مین خالد کا ہاتھ نہ کاٹونگا یہ محیط سرخسی مین ہے سرقہ کی علت مین ہاتھ کاٹے جانے مین غلام و آزاد برابر ہین یہ ہدایہ مین ہے۔ سرقہ کا ظہور دو باتون مین سے ایک بات پائی جانے پر ہوتا ہے یعنے گواہ گواہی دین یا مجرم خود اقرار کرے پس اگر سرقہ کا ظہور اقرار کے ساتھ ہوا تو قاضی اس سے دریافت کریگا کہ سرقہ کیا ہے پس اگر اس نے سرقہ کی ماہیت بیان کر دی تو قاضی اس سے دریافت کریگا کیا چیز چرائی ہے کیونکہ اگر مسروق[3] مال نہ ہوگا تو اسکے واسطے ہاتھ کاٹنا لازم نہ آویگا پس اگر اسنے جنس مال بیان کی تو اس سے مقدار مال دریافت کریگا اور یہ سب وقت ہے کہ جس چیز اسنے چرائی ہے وہ مجلس قضا مین حاضر نہ ہو بلکہ غائب ہو اور اگر مجلس قضا مین حاضر ہو اور جسکی یہ چیز چرائی ہے وہ اسکا مدعی ہو پس چور نے چوری کا اقرار کیا تو قاضی کو مسروق مال کے مقدار کے دریافت کرنے کی کچھ حاجت نہین ہے بلکہ اسی مسروقہ کو دیکھے گا کہ اگر اسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جا سکتا ہو تو ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیگا ورنہ نہین پھر اس سے دریافت کریگا کہ تو نے کیونکر چرائی پھر اس سے مکان و جگہ دریافت کریگا مگر وقت دریافت نہ کریگا[4] اگرچہ

له ظاہر مقابل باطن ہے۔ مقابل خفی چنانچہ اگلی عبارت سے ظاہر ہے ۱۲ منہ ٢ه یعنے جو شخص چوری کرتا ہے دوسرا اگرچہ ہاتھ سے چوری نہیں کرتا ہے مگر اسکا مددگار و محافظ ہو جاتا ہے ٣ه چرایا ہوا مال ۱۲ منہ ٤ه کیونکہ اسمین تقادم عہد سے مثل قذف کے سقوط لازم نہیں آتا ہے بخلاف حد شراب خواری وغیرہ کے کہ اسمین تقادم سے حد ساقط ہو جاتی ہے ۱۲ ٥ه یعنے مددگار و محافظ ۱۲

عہد کا احتمال ہو پھر اُس سے دریافت کریگا کہ کسکا مال چُرایا ہے پھر جب اُسنے اس سب کو ٹھیک بیان کیا تو اب پھر قاضی ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیگا اور امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہے یہ محیط میں ہے۔ اور امام المسلمین کیواسطے مستحب ہے کہ اسکو تلقین کرے تاکہ وہ چوری کا مقر نہو یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور نیز چاہیے کہ مقر کو اقرار سے پھر جانے کی تلقین کرے کہ حیلہ اسپر سے حد دور ہو جانے کا حاصل ہو پس اگر وہ اقرار سے پھر گیا تو ہاتھ کاٹے جانیکے حق میں صحیح ہے یعنی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال تاوان نہ واجب ہے اسکے حق میں نہیں صحیح ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اس سے سو درم اسکے چرائے پھر کہا کہ مجھے وہم ہوا ہے بلکہ میں نے فلان شخص کے سو درم چرائے ہیں تو ان دونوں میں سے کسی کے واسطے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا مگر اول مقر لہ کو مال واپس دے اور یہی کے مثل دوسرے کو واپس دے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اُسنے چوری کا اقرار کیا پھر رجوع کیا پھر بعض مال کا اقرار کیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے اقرار کیا کہ میں نے یہ دراہم چرائے ہیں اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کسکے ہیں یا کہا کہ میں اسکے مالک کو نہیں پہچانتا ہوں تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ امام محمد رح نے جامع صغیر میں فرمایا کہ دو مردوں نے اقرار کیا کہ ہمنے یہ سو درم چورلے ہیں پھر ان میں سے ایکنے کہا کہ یہ میرا مال ہے تو ان میں سے کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا خواہ ان میں سے ایکنے یہ مقولہ حکم قضا ہونے سے پہلے کہا ہو یا بعد حکم قضا ہونیکے قبل ہاتھ کاٹے جانے کے کہا ہو اسی کی امام محمد نے اصل میں تصریح کردی ہے اسواسطے کہ باب حدود میں استیفاء کے لیے شبہہ بقضا ثابت ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایکنے اقرار کیا کہ میں نے و فلان نے فلان شخص سے یہ کپڑا جو دونوں کے ہاتھ میں ہے چرایا ہے تو امام محمد رح نے یہ مسئلہ کتاب الاصل میں ذکر فرمایا اور اسکی دو صورتیں قرار دیں ایک یہ کہ دوسرے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی پس اس صورت میں بالاجماع دونوں کا ہاتھ کاٹا جائیگا دوم آنکہ دوسرے نے اسکی تکذیب کی تو اسکی دو صورتیں ہیں اول آنکہ دوسرا یہ کہے کہ میں نے چورایا نہیں ہے یہ کپڑا میرا کپڑا ہے پس ایسی صورت میں بالاجماع ان دونوں میں سے کسی پر قطع واجب نہوگا دوم آنکہ دوسرے نے کہا کہ میں نے نہیں چرایا اور میں نہیں پہچانتا کیسا کپڑا اور اس صورت میں اختلاف ہے کہ امام ابو حنیفہ و امام محمد رح نے فرمایا کہ اقرار کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور دوسرا انکار کرنے والا اسو بالاجماع اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دوسرے نے اسکی تصدیق کی پھر اُس سے پھر گیا تو بالاتفاق اقرار کرنے والے سے قطع ساقط ہو جائیگا یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایکنے کہا کہ ہم نے یہ کپڑا فلان سے چرایا پس دوسرے نے کہا کہ تو جھوٹ بولا ہم نے نہیں چرایا ہے ولیکن یہ کپڑا فلان کا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک مقر کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور منکر کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔ اور ایک شخص نے دوسرے پر سرقہ کا دعوے کیا اور اُسنے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا ولیکن مال کا ضامن ہوگا اور اگر اُس نے اقرار کر لیا پھر اپنے اقرار سے پھر گیا اور انکار کیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا ولیکن مال کا ضامن ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے اور اگر زید نے سرقہ کا اقرار کیا پس عمرو نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے چرایا ہے ہمنے تو جسکا مال چرایا ہے وہ جبکہ تصدیق کرے

[1] بھرپائی و پورا وصول ہو جانا ۱۲ [2] دیر گذر جانے ۱۲ منہ [3] بخلاف زنا کے ۱۲

اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا پس اگر اُسنے اول کی تصدیق کی پھر دوسرے کی تو ہاتھ کاٹنا و مال کی ضمانت کچھ واجب نہ ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کی تصدیق کرنا اسکی تکذیب ہے یہ عنایہ مین ہے۔ اور اگر مسروق منہ نے اوّل کی تصدیق کرنے کے بعد کہا کہ اسکو اوّل نے نہین چرایا اور اسکو دوسرے نے چرایا ہے تو دونون مین سے کسیکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اول پر مال بھی واجب نہ ہوگا اور دوسرا مال کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اوّل کی تصدیق کی پھر دوسرے نے اقرار کیا پس اسکی بھی تصدیق کی تو دوسرا مقر بالکل ضامن ہوگا اور اگر سرقہ کا اقرار کیا پھر مالک نے غصب کا دعوی کیا یا اسکے برعکس واقع ہوا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال کا ضامن ہوگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ نہین اور سکوت کیا پھر کہا کہ بلکہ تونے مجھ سے غصب کر کے لیا ہے تو مال کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اس طفل کے ساتھ چرایا ہے یا اس گونگے کے ساتھ چرایا ہے تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر چار نے سرقہ کا اقرار کیا پھر دو نے رجوع کیا تو ہاتھ کاٹا نہین جائیگا اور اسی طرح اگر دو نے اقرار کیا پھر ایک نے رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ عتابیہ مین ہے۔

اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ کپڑا عمرو کا چرایا ہے اور عمرو نے اقرار کیا کہ اسمین سے نصف کپڑا زید کا ہے یعنے کہا کہ اسمین سے نصف کپڑا تیرا ہے اور زید نے اس سے انکار کیا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر چور نے کہا کہ مین نے اسکو فلان سے چرایا اور اسکو اس شخص کے پاس جسکے ہاتھ مین ہے ودیعت رکھا یا اسکو ہبہ کر دیا یا اُسنے مجھ سے غصب کر لیا ہے اور قابض نے اُسکے انکار کیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا مگر قابض پر اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ عتابیہ مین ہے اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اور عمرو نے خالد سے ہزار درم چرائے تو آخر قول مین امام اعظم رح کے مقر کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہی صاحبین کا قول ہے اور اُسکے شریک کا انتظار نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور نوادر بشر رح مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے چرائے نو درم نہین بلکہ دس درم تو امام اعظم رح کے قیاس قول پر اسکا ہاتھ کاٹنا لازم نہین آتا ہے یہ محیط مین ہے منتقی مین لکھا ہے کہ ایک نے کہا کہ مین نے مال فلان سے سو درم چرائے نہین بلکہ دس دینار تو دس دینار کی وجہ سے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور سو درم کا وہ ضامن ہوگا اور مراد اس سے یہ ہے کہ یہ اس صورت مین ہے کہ مقر لہ نے دونون مالون کا دعوے کیا ہو پس یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے چرائے سو درم نہین بلکہ دو سو درم تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور مراد اس سے یہ ہے کہ یہ اس صورت مین ہے کہ جب مقر لہ نے فقط دو سو درم کا دعوی کیا ہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے چرائے دو سو درم نہین بلکہ سو درم تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور دو سو درم کا ضامن ہوگا اسواسطے کہ اُسنے دو سو درم چرانے کا اقرار کیا پھر اس سے پھر گیا پس ضمان واجب ہوئی اور ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوا اور سو درم کا اقرار صحیح نہ ہوگا اسواسطے کہ مقر لہ اسکا دعوی نہین کرتا ہے اور اگر سو درم پر رجوع کرنے مین مسروق منہ نے اسکی تصدیق کی تو ضمان بھی واجب ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین نے اُس سے دس درم چرائے نہین بلکہ اُس سے تو تو امام ابو حنیفہ رض نے فرمایا کہ مین اوّل کے واسطے

ف۱ وہ شخص جسکا مال چور نے چرایا ہے ۱۲ منہ ف۲ یعنے وہ کیا کہتا ہے مقر ہے یا منکر ہے ۱۲ منہ

ف۳ وہ شخص جسکے واسطے اقرار کرنے والے نے اقرار کیا ۱۲ منہ

دس درم کی ضمان دلواؤنگا اور دوسرے کے واسطے ہاتھ کاٹنے کا حکم دونگا۔ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے تھے کہ دوسرے
کیواسطے اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہانتک کہ دوسرے کیواسطے ایکبار اور باقرار کرے پھر انھون نے امام اعظم رح
کے قول کی طرف رجوع کیا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر اقرار کیا کہ مین نے اس سے دس درم چرائے نہین
بلکہ مین نے انکو اس سے چرائے تو فرمایا کہ مین ان دونون کے واسطے دس درم کا ضامن کرونگا اور ہاتھ نہین کاٹونگا
یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے چرایا یہ کپڑا اُس سے اور وہ سو درم قیمت کا ہی پھر کہا کہ نہین بلکہ مین نے اس دوسرے
کو چرایا ہی تو امام اعظمؒ کے نزدیک اول کی بابت ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور دوسرے کی بابت ہاتھ کاٹا جائیگا یہ
محیط سرخسی مین ہی۔ اور لڑکا یا لڑکی اقرار سرقہ کرے تو صحیح نہین ہی اور اگر لڑکا محتلم ہوا یا اسکے جماع کرنے سے حمل رہا
یا لڑکی حائضہ یا حاملہ ہوئی پھر اُسنے اقرار کیا تو اقرار صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی نے سرقہ کا بطوع خود اقرار کیا پھر
کہا کہ یہ متاع میری متاع ہی یا کہا کہ مین نے اسکو ودیعت دی تھی یا کہا کہ مین نے اسکو اس سے بطور رہن کے بعوض اس
دین کے جو میرا اسپر ہی لیا ہی تو اس مرد کے ذمہ سے ہاتھ کاٹنا دور کیا جائیگا جیسے اگر گواہون سے سرقہ ثابت ہوا ہو
پھر اُسنے ایسا کہا تو یہی حکم ہی۔ اور اگر قاضی نے کسی چور پر ہاتھ کاٹنے کا حکم بہ گواہی یا باقرار دیدیا پھر جسکی چیز چرائی تھی
اُسنے کہا کہ یہ میری متاع نہین ہی بلکہ متاع ہی اُسنے مجھسے چرائی نہین ہی یہ میرے پاس ودیعت تھی یا کہا کہ میرے گواہون نے
جھوٹ گواہی دی یا اُسنے جھوٹ اقرار کیا یا مثل اسکے تو اسکے ذمہ سے ہاتھ کاٹنا ساقط ہوجائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر
کسی نے باکراہ چوری کا اقرار کیا تو اسکا اقرار باطل ہی اور بعضے متاخرین نے اسکے صحیح ہونیکا فتوی دیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی جسپر چوری کا
دعوی کیا گیا ہی اگر اُسنے سرقہ کا انکار کیا تو فقیہ ابو بکر الاعمش سے مروی ہی کہ اس صورت مین امام المسلمین اپنی غالب رائے پر
عمل کریگا پس اگر اسکی غالب رائے مین آوے کہ یہ چور ہی اور مال اُسکے پاس ہی تو اسکو تعذیب دے اور امام المسلمین کو ایسا
کرنا جائز ہی اور عامہ مشائخ کے نزدیک امام المسلمین کو اسکے تعزیر دینے کا اختیار ہی جیسے کہ اسکو چورون کے ساتھ جاتے
دیکھے تو ایسا کرسکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ زید نے عمرو پر سرقہ کا دعوے کیا تو مدعی پر گواہ لانے لازم ہین اور مدعا علیہ پر
قسم عائد ہوگی اور مارنا خلاف شرع ہی اسکا فتوی نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ مفتی کا فتوی مطابق شرع ہونا چاہیے ہی زید
نے عمرو پر چوری کا دعوی کرکے عمرو کو سلطان کے حضور مین پیش کیا اور درخواست کی کہ سلطان اسکو سزا دے تاکہ یہ اقرار کرے
پھر اسکو سلطان نے ایک یا دو مرتبہ پٹوا کر قید خانہ مین واپس بھیجا پس عمرو کو پھر اپنے سزا پانے کا خوف ہوا اور وہ قید خانہ
پر چڑھا پس وہان سے گرا اور مرگیا اور اسکو اس قید خانہ مین ناحق مال دینے کا خسارہ بھی اُٹھانا پڑا ہی پھر چوری انکو عمرو کے
سوائے خالد کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی تو وارثان عمرو کو اختیار ہوگا کہ زید سے اپنے مورث کی دیت اور جو کچھ اسکو مالی
خسارہ لاحق ہوا ہی سب لیوین اسواسطے کہ یہ سب اسی زید کے سبب سے پہونچا ہی اور زید اس سبب کے برانگیختہ کرنے
مین ظالم ہی یہ فتاوے کبری مین ہی۔ اور اگر چوری کا اقرار کیا پھر بھاگا تو کبھی اسکا پیچھا نہ کیا جائیگا نہ فی الفور نہ بعد بخلاف

ف مترجم کہتا ہی کہ یہ قول صحیح نہین ہی کیونکہ ظاہر عبارت سے مفہوم ہوتا ہی کہ انکی مراد اس قول سے قطع ہی اور رہ سکتا ہی کہ شاید
وہ قابل صحت کفان کی راہ سے ہون ۱۲ منہ ع یعنی اُسکے واسطے جو اقرار کیا ہی اسکی جزا مین ۱۲ ع یعنی ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دونگا ۱۲ ع یعنی واسطے ظہور امر کے ۱۲

اسکے اگر گواہون کی گواہی سے اسپر چوری ثابت ہوئی پھر بھاگ گیا تو فی الفور اسکا پیچھا کیا جائیگا اور ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ انا سارق ہذا الثوب یعنی ثاف کو تنوین دی اور با موحدہ کو زبر دیا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے سارق ہذا الثوب کہا یعنے باضافت تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ زید کے غلام کے ہاتھ مین دس درم ہین اُسنے اقرار کیا کہ مین نے یہ درم عمرو کے چرائے ہین پس اگر ایسا غلام ہو کہ اسکو تجارت کرنے کی اجازت ہے یا مکاتب ہو اور اُسنے ایسے مال کے سرقہ کا جسکو وہ تلف کر چکا ہے یا موجود ہے اقرار کیا تو اسکا اقرار ہاتھ کاٹنے اور ضمان مال دونون کے حق مین صحیح ہے پس اُسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور مال مسروقہ اگر موجود ہو تو واپس دیا جائیگا۔ اور اگر غلام مجبور ہو یعنی تصرفات سے ممنوع ہو پس اگر اُسنے ایسے سرقہ کا اقرار کیا جسکو وہ تلف کر چکا ہے تو اسکا اقرار ہاتھ کاٹے جانے کے حق مین صحیح ہے اور اگر اُسنے ایسے مال کے سرقہ کا جو بعینہ اسکے ہاتھ مین موجود ہے اقرار کیا پس اگر مولی نے اسکی تصدیق کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مسروقہ اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا اور اگر مولی نے مال کے حق مین اسکی تکذیب کی کہ یہ مال میرا ہے تو بنابر قول امام اعظم رح کے اس صورت مین بھی اسکا اقرار حق قطع و مال دونون مین صحیح ہے پس غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر سرقہ کا ظہور گواہی سے ہو تو شرط ہے کہ دو مرد عادل گواہ ہون۔ اور خالی عورتون کی گواہی اسمین مقبول نہوگی نہ حق مال مین اور نہ حق قطع مین اور مردون کے ساتھ عورتون کی گواہی حق مال مین ہمارے نزدیک مقبول ہے اور حق قطع مین نہین مقبول ہوگی۔ اور ایسا ہی اگر گواہی پر گواہی ہو تو وہ بھی ہمارے نزدیک حق مال مین مقبول ہے اور ہاتھ کاٹے جانیکے حق مین نہین مقبول ہے جب دو مرد عادل نے سرقہ کی گواہی دی تو قاضی مال و قطع دونون کے حق مین یہ گواہی قبول کریگا پھر دونون گواہون سے دریافت کریگا کہ سرقہ کیا چیز ہے پھر مال مسروق کی جنس و مقدار دریافت کریگا بشرطیکہ مال مسروق کچہری قاضی مین حاضر نہو اور اگر مجلس قضا مین حاضر ہو تو ان سے مال مسروق کی جنس مقدار دریافت نکریگا و لیکن سرقہ پر نظر کریگا جیسے ہمنے فصل اقرار مین بیان کیا ہے۔ پھر دونون سے دریافت کریگا کہ کیونکہ چوری کی اور گواہون سے مکان و وقت و مسروق منہ کو بھی دریافت کریگا پس جب انھون نے اُس سب کو ٹھیک بیان کیا اور قاضی ان گواہون کی عدالت سے آگاہ ہے تو سارق پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیگا اور اگر وہ گواہون کی عدالت سے واقف نہو تو اسپر ہاتھ کاٹے جانیکا حکم نہ دیگا جب تک کہ گواہون کا حال دریافت نکرے اور عدالت ظاہر ہونے تک سارق کو قید رکھے گا پھر اس حالت مین کہ وہ قید ہے اگر گواہون کی عدالت ظاہر ہوگئی پس اگر مسروق منہ حاضر ہو تو قاضی چور پر ہاتھ کاٹے جانیکا حکم دیگا اور اگر وہ غائب ہو تو سارق کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم نہ دیگا۔ اور اگر مسروق منہ حاضر ہوا اور قاضی نے چور پر ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیا پھر استیفاء قطع سے پہلے مسروق منہ غائب ہوگیا تو امام محمد رح نے اس صورت کو کتاب مین ذکر نہین کیا ہے اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ واجب ہے کہ اسمین امام اعظم کے دو قول

ہون

ف۱ اور اگر دیر ہوگئی تو امید ہے کہ حد دور ہو مگر مال کا ضامن ہوگا ۱۲ منہ ف۲ یعنے اصل گواہون نے اپنی گواہی پر اورون کو گواہ کردیا کما ذکر فی باب الشہادات ۱۲ منہ ف۳ یعنے مال کے مالک کو ۱۲ ف۴ یعنے درصورتیکہ سارق نے خود اقرار کیا ۱۲ ف۵ یعنے بعمل پیوند جانے ۱۲

ہون کہ بر قول اول ہاتھ کاٹ دیا جائیگا اور بر قول دوم نہین کاٹا جائیگا اور یہین سے بعض نے نکالا کہ بنیفا قطع امام اعظم رح کے اول و آخر دونون قولون کے موافق ممنوع ہے۔ اور اگر دو گواہون نے چوری پر گواہی دی پھر ان دونون کی عدالت ظاہر ہونے کے بعد دونون غائب ہو گئے یا مر گئے اور ہنوز قاضی نے حکم نہین دیا یا جاری نہین ہوا ہے تو ان دونون صورتون مین امام اعظم رح کے اول قول کے موافق قاضی کچھ حکم نہ دیگا اور نہ نافذ کریگا اور دوسرے قول کے موافق حکم دیکر نافذ کردیگا۔ اور اگر دونون گواہ فاسق یا مرتد یا اندھے ہو گئے یا دونون کی عقل جاتی رہی پس اگر ایسا امر قبل حکم قضا کے واقع ہوا تو حکم قضا ہونے سے مانع ہے اور اگر یہ امور بعد حکم ہونے کے قبل جاری ہونیکے پیش آئے تو جاری ہونے سے مانع ہونگے اور اگر دو گواہون نے دو مردون پر گواہی دی کہ فلان و فلان دونون نے فلان شخص کی چوری کی اور دونون گواہون نے سرقہ بیان کیا اور جن دونون پر گواہی دی ہے انمین سے ایک غائب ہے نہین ملا اور ہاتھ نہین آیا تو بنابر آخر قول امام ابو حنیفہ کے اور یہی صاحبینؒ کا قول ہے یہ حکم ہے کہ جو حاضر ہے اُسکا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا پھر جو غائب ہے جب حاضر ہوا اور مالک مال اسکو قاضی کے حضور مین لیگیا تو قاضی اسکو حکم دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے یہ محیط مین ہے اور اگر امام المسلمین نے کسی چور کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیدیا پھر مسروق منہ نے اسکو عفو کر دیا تو اُسکا عفو کرنا باطل ہے یہ ایضاح مین لکھا ہے اگر دو کافرون نے ایک کافر و ایک مسلمان پر سرقہ کی گواہی دی تو کافر کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جیسے مسلمان کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ اگر دو گواہون نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اسنے گائے چرائی ہے اور دونون نے رنگ مین اختلاف کیا کہ دونون مین سے ایک نے کہا کہ وہ سپید تھی اور دوسرے نے کہا کہ سیاہ تھی تو امام اعظم رح کے نزدیک گواہی مقبول ہوگی اور صاحبینؒ نے اسمین خلاف کیا ہے۔ اور کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اختلاف ایسے دو رنگون مین ہے کہ جو باہم متشابہ ہون جیسے سرخی و زردی اور جو باہم متشابہ نہین ہین جیسے سپیدی و سیاہی تو یہ گواہی بالاجماع مقبول نہوگی اور صحیح یہ ہے کہ سب مین اختلاف ہے اور اگر دونون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے بیل چرایا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے گائے چرائی تو بالاجماع گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر دونون نے گواہی دی کہ اسنے کپڑا چرایا ہے مگر ایک نے کہا کہ کپڑا ہروی تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ مروی تھا تو نسخ ابی سلیمان مین مذکور ہے کہ اسمین بھی اختلاف ہے اور نسخ ابو حفص مین مذکور ہے کہ بالاجماع ایسی گواہی قبول نہوگی جیسے سرقہ کی گواہی دی گئی ہے اگر اسنے کہا کہ یہ میرا اسباب ہے کہ مین نے اسکے پاس رکھوایا تھا اور یہ منکر ہو گیا تھا یا مین نے اس سے خریدا تھا یا کہا کہ اسنے اقرار کیا تھا کہ یہ میرا ہے تو ان سب صورتون مین چور کے ذمہ سے حد ساقط کیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ مال اس زید نے چرایا ہے اور دوسرے دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ مال اس عمرو نے چرایا اور مسروق منہ[ف۱] یعنی جسکا مال چرایا ہے دعوی کرتا ہے کہ زید نے چرایا ہے تو زید کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر گواہون نے ایک غلام ماذون[ف۲] پر دس درم یا زیادہ کے سرقہ کی گواہی دی اور غلام منکر ہے پس اگر اسکا مولے حاضر ہو تو بالاتفاق سب اماموں کے

ف۱ مالک مال مسروقہ یعنے جسکا مال چور نے چورایا ۱۲ منہ ف۲ جسکو آقا کی جانب سے تجارت کا اختیار و اجازت حاصل ہے ۱۲ منہ

نزدیک غلام کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مسروقہ کی نسبت یہ حکم ہے کہ اگر غلام نے اسکو تلف کر دیا ہو تو ضامن نہ ہوگا اور اگر بعینہ قائم ہو تو مسروق منہ کو واپس کر دیگا اور اگر مولے غائب ہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک غلام کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور مال مسروقہ کا ضامن ہوگا اور اگر گواہوں نے دس درم سے کم چرانے کی گواہی دی تو قاضی مال مذکور دینے کا حکم کریگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ کریگا خواہ مولی حاضر ہو یا غائب ہو۔ اور اگر گواہوں نے غلام ماذون کے دس درم چرانے کے اقرار کی گواہی دی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قاضی اسپر مال کا حکم دیدیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا۔ اور اگر کسی غلام محجور پر دس درم یا زیادہ چرانے کی گواہی دی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قاضی اسپر کچھ حکم نہ دیگا نہ ہاتھ کاٹنے کا اور نہ مال کا اور اگر گواہوں نے غلام محجور کے اقرار سرقہ کی گواہی دی تو قاضی ایسی گواہی کو کسی طرح قبول نہ کریگا خواہ مولی حاضر ہو یا غائب ہو حتی کہ غلام کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نہ مال کیواسطے مولی اسکے فروخت کرنیکے لیے ماخوذ ہوگا مگر غلام بعد اپنے آزاد ہونے کے مال کے واسطے ماخوذ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ بعض اگر کسی کے گھر میں داخل ہوا جہاں متاع محفوظ ہے اور اُسنے متاع کو لے لیا اور اسکو باہر نکالا تو مالک کو اختیار ہے کہ اسکو قتل کر دے اور نوادر ابن سماعہ میں ہے کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر چور سیندھ دیتا ہو کو چھری میں اور مالک نے اسکو دیکھکر چلانا شروع کیا پس اگر وہ بھاگ گیا تو خیر ورنہ اسکو روا ہے کہ چور کو قتل کر دے اور نوادر ابن رستم میں قول امام محمد رح اسطرح مذکور ہے کہ امام محمد رح نے کہا کہ اگر چور مکان میں سیندھ دیتا ہو اور مالک نے اسکو قتل کر دیا تو گویا اسکی دیت کا ضامن ہوگا پس امام اعظم رح نے فرمایا کہ اسکو قتل کرنا روا ہے اور دیت کا ضامن نہ ہوگا اور مجرد اور نوادر ابن سماعہ میں امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر چور کسی کے دار میں داخل ہوا اور مالک مکان کو معلوم ہوا اور یہ بھی جانا کہ میں اسکو پکڑ نہیں سکتا ہوں تو اسکو روا ہے کہ قتل کر دے خواہ وہ مکابرہ سے داخل ہوا یا غیر مکابرہ سے بہرحال یہ ہو کہ اسکے مال چرا لیجانے کا ارادہ رکھتا ہو پس اگر اسکو قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص و دیت کچھ لازم نہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے فتاوے اہل سمرقند میں لکھا ہے کہ چور نے ایک شخص کی دیوار میں سیندھ لگانی شروع کی اور ہنوز سوراخ نہ ہونے پایا تھا کہ مالک نے اسکو دیکھکر اوپر سے ایک پتھر ڈال دیا کہ وہ مر گیا تو مالک کی مددگار برادری پر اسکی دیت واجب ہوگی اور مالک مذکور پر کفارہ قتل لازم آویگا یہ ذخیرہ میں ہے فتاوے ابو اللیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص دوسرے کی دیوار پر چڑھا بغرض چوری کے اور دیوار پر چادر پڑی ہے پس مالک دیوار کو خوف ہوا کہ اگر میں چلایا تو یہ چادر لیکر چل دیگا پس آیا مالک کو حلال کہ اسکو پتھر تک مارے تو فرمایا کہ ہاں اسکو روا ہے بشرطیکہ چادر دس درم یا زیادہ کی ہو اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے اس مقدار کی شرط نہیں لگائی ہے بلکہ مطلقًا فرمایا ہے کہ اسکو تیر وغیرہ مار دینے کا اختیار ہے۔ جنایات الجامع الصغیر میں مذکور ہے کہ ایک شخص دوسرے کے یہاں رات کو داخل ہوا اور مال چرا کر اسکو دار سے باہر نکال لایا پھر مالک مال اسکے پیچھے دوڑا اور اسکو قتل کر ڈالا تو مالک پر کچھ نہیں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ایسی صورت میں ہے کہ سوائے قتل کرنے کے اور کسی طرح اس سے مال واپس نہ لے سکتا ہو پس جب کہ ایسی صورت ہو تو اسکو قتل کرنا روا ہے اور قاتل پر ضمان واجب نہ ہوگی اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک گرہ روئی ہے اور دوسرے نے اسے چھین لینی چاہی تو مالک کو روا ہے کہ اس سے تلوار

مقابلہ کرے جبکہ اپنے نفس پر بھوک سے خالف[۱] ہو اور اسی طرح اگر اسکے پینے کا پانی ہو تو اسمین بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے قال المترجم جب اپنے نفس پر خالف ہو بھوک یا پیاس سے یہ عام ہے خواہ ملک ایسا ہو جہان کثرت سے پانی ملتا ہے یا مثل عرب غیرہ کے ہو فافہم - ایک چور معروف ہے یعنی مشہور چور ہے اسکو کسی نے ایسی حالت مین پایا کہ وہ چوری مین نہین مشغول تھا بلکہ اپنی اور ضرورتہا مین مشغول تھا تو اسکو قتل کر ڈالنا روا نہین ہے اور اسکو پکڑ کر امام المسلمین کے پاس لاوے تاکہ امام اسکو قید کرے تا توبہ کرادے یہ ظہیریہ مین ہے - اگر مالک مال چور پر چلایا کہ وہ بھاگ گیا تو مالک کو پیچھا کر کے اسکو مار ڈالنا روا نہین ہے الا آنکہ اسکا کچھ مال لے بھاگا ہو تو حلال ہے کہ اسکا پیچھا کر کے اسکو ہتھیار سے مارے یہانتک کہ اسکا مال ڈالدے یہ محیط مین ہے - مدعی کے حق مین مستحب ہے کہ جب چور پر دعوے کرے تو باین لفظ دعوی کرے کہ اسنے لیلیا نہ بلفظ سرقہ اسی طرح گواہون کے حق مین مستحب ہے کہ چرانے کی لفظ سے گواہی نہ دین بلکہ لے لینے کی گواہی دین یا یون کہین کہ یہ مال اس طالب (مدعی) کا ہے تاکہ ہاتھ کاٹنے کی حد چور کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے - ایک نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اسنے مجھ سے یہ مال چرا لیا ہے پس چور نے کہا کہ ہان مین نے لے لیا ہے تو وہ مال کا ضامن ہوگا اور اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ اسکے بعد وہ چرا لینے کا بھی اقرار کرے یہ سراجیہ مین ہے - ایکنے دوسرے پر سرقہ کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے انکار کیا تو امام اعظم رہ نے فرمایا کہ اس سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اسپر مال کا حکم دیا جائیگا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہین دیا جائیگا کذا فی الظہیریہ اور اسی طرح اگر اُسنے اقرار سے رجوع کر لیا تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح گواہی کی صورت مین اگر ایسا ہوا تو یہی حکم ہے کہ مال کا ضامن ہوگا اور ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہے - دو گواہون نے ایک شخص پر چوری کی گواہی دی اور اسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر گواہون نے رجوع کیا کہ یہ نہین بلکہ فلان دوسرا ہے تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اول کی دیت کے دونون گواہ ضامن ہونگے اور اگر دوسرے دو گواہون نے اول گواہون کے رجوع کر لینے پر گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا - دو گواہون نے چور کے اقرار سرقہ پر گواہی دی اور وہ منکر ہے یا خاموش ہے تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر چار نے گواہی دی پھر دو نے رجوع کیا اور دوسرے شخص پر چوری کی گواہی دی تو ان دونون مشہود علیہما مین سے کسی کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور مال کا حکم اول پر دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے

دوسرا باب اُن صورتون کے بیان مین جنمین ہاتھ کاٹا جائیگا اور جنمین ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسمین تین فصلین مین

فصل اوّل - جنمین ہاتھ کاٹا جائیگا - جو چیز تافہ مباح دار الاسلام مین پائی جاتی ہے اسکی چوری مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے جیسے جلانے کی لکڑیان و گھاس و نرکل و مچھلیان و زرنیخ و مغرہ و نورہ وغیرہ اور مچھلی مین نمک لگی ہوئی اور تازی دونون داخل ہین یہ ہدایہ مین ہے - اور ساکھو و قنا و آبنوس و صندل و سبز نگینے و یاقوت و زبرجد مین ہاتھ کاٹا جائیگا کذا فی الکافی حاصل آنکہ جملہ جواہر مین ہاتھ کاٹا جائیگا یہ غیاثیہ مین ہے - اور سونا و چاندی و عقیق و فیروزہ ان چیزون مین ہشام نے امام محمد رہ سے روایت کی ہے کہ اگر اُسنے ان چیزون کو ایسی صورت پر چرایا کہ جیسی مباح

---

[۱] قولہ خالف یعنے بھوک یا پیاس سے مر جانے کا خوف ہو ۱۲ منہ [۲] یعنے رجوع کر لیا ۱۲ [۳] ہرا دیرہ

پائی جاتی ہیں یعنے مٹی میں ملی ہوئی اور پتھر میں مخلوط تو ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوگا اور ظاہر الروایت کے موافق بہر حال ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا۔ اور جس لکڑی سے ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے اگر اسکا تخت یا کرسی یا دروازہ بنایا پھر اسکو کسی نے چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور گھاس و نرکل و پتوں میں جیسے قبل عمل کے ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا ویسے ہی اگر اسکی چٹائی وغیرہ بنائی تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یعنے مثلاً اسکا بوریا بنایا جسکو کسی نے چرا لیا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر بوریے کے اصل مال پر دستکاری غالب ہو جیسے بغدادی و جرجانی چٹائیاں ہوتی ہیں کہ انکی بناوٹ ہی کی قیمت کہلاتی ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسمیں بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور دروازوں کے سرقہ میں جب ہی ہاتھ کاٹا جائیگا کہ جب حرز میں ہوں اور خفیف ہوں کہ ایک آدمی پر اٹھا کر لیجانا بھاری نہو اسواسطے کہ بھاری دروازوں کی چوری پر رغبت نہیں کیجاتی ہے اور اگر در سے مرکب ہوں تو انکے سرقہ میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ اور جو چیزیں جلد فاسد و بگڑ جاتی ہیں جیسے دودھ و گوشت و فواکہ تر انکی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور فواکہ خشک جو لوگوں کے پاس رہتے ہیں جیسے اخروٹ و بادام تو انکے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ وہ حرز میں ہوں اور جو فواکہ درخت پر ہوں اور جو کھیتی ہنوز کاٹی نہ گئی ہو تو انکی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر فواکہ کو بعد تمام کے توڑ لیا اور کھیتی کاٹ کر کسی احاطہ میں جسکا دروازہ مقفل ہے رکھی گئی تو اسکی چوری سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور گوشت سے جو ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے تو یہ عام ہے خواہ گوشت نمک دیا ہوا ہو یا غیر اسکا ہو یہ فتح القدیر میں ہے۔ اگر ایک نے دوسرے سے طعام چرایا حالانکہ ایسے سال میں چرایا کہ قحط ہے تو اسکی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ ایسا طعام ہو کہ جلد بگڑ جاتا ہے یا جلد نہ بگڑتا ہو خواہ محرز ہو یا نہ ہو اور اگر سال فراخی ہو پس اگر طعام ایسا ہو کہ جلد بگڑ جاتا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر طعام ایسا ہو کہ جلد نہیں بگڑتا ہے اور وہ محرز ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ پھلوں میں بھی یہی تفصیل ہے یہی حکم ہے یعنے اگر سال قحط ہو تو پھلوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ ایسے پھل ہوں کہ جلد بگڑ جاتے ہوں یا جلد نہ بگڑتے ہوں خواہ پھل درخت پر سے چرائے ہوں یا محرز ہوں۔ اور اگر سال آسودگی ہو تو جلد بگڑنے والے پھلوں کی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا خواہ درخت پر سے لیے ہوں یا اور جگہ محرز ہوں اور اگر پھل ایسے ہوں کہ جلد نہ بگڑتے ہوں اور محرز ہوں تو انکی چوری سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور تمام حبوب میں اور روغنوں میں اور طیب و عود و مشک ان سبکی چوری میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر روئی یا کتان یا صوف کو چرایا تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر گیہوں یا جو یا آٹا یا ستو یا گھی یا چھوہارے یا منقی یا روغن زیتون کو چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح پہننے کی چیزوں اور فرش اور نیز لوہے و پیتل و جست کے برتنوں اور لکڑی اور چمڑے کمائے ہوئے اور کاغذ و چھوہاں و قینچیاں و ترازو کے پلڑوں اور رسیاں چرانے میں بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور پتھر وغیرہ کے چرانے میں ہاتھ کاٹا نہیں جاتا ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور رخام کی چوری میں

---

۱ قولہ اسواسطے اس تعلیل سے غرض یہ کہ عدم سرقہ کا شبہ ہے ۱۲ منہ ۲ فواکہ جنکو میوہ بولتے ہیں ۱۲ منہ ۳ لکڑی یعنی جو تخت و چھت وغیرہ کے کام میں آتی ہیں بشرطیکہ وہ اپنی حرز میں کری ہوں ۱۲ منہ ۴ رخام بالضم قیل سنگ سفید یعنے مرمر وقیل سنگ سرخ و زرد و سبز واللہ اعلم ۱۲ منہ ۵ گھی ہو یا تیل یا چربی ۱۲ ۶ سوئی جنکو مردی منقی کہتے ہیں ۱۲ منہ ۷ یعنے جب نصاب سرقہ پورا ہو ۱۲

ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے اور نیز پتھروں کی ہانڈیاں چرانے سے بھی ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے اور نمک چرانے سے بھی ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے یہ تبیین میں ہے اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ سینگوں کی چوری میں ہاتھ کاٹنا نہیں ہے خواہ معمولہ ہوں یا غیر معمولہ ہوں یعنی بنائے ہوئے ہوں یا کماکے ہوئے نہ ہوں۔ اور اگر کوئی درخت جڑ سمیت باغ سے چرایا حالانکہ وہ دس درم کا ہے تو اسمیں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور سرقہ شہد کی چوری میں بالاتفاق ہاتھ کاٹا جاتا ہے یہ شرح مجمع البحرین میں ہے تاجر اہل عدل سے کسی باغی نے کچھ چرایا درحالیکہ وہ انکے درمیان تھا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور شکر چرانے سے بالاجماع کاٹا جائیگا یہ ہدایہ میں ہے۔ امام محمد رح سے مروی ہے ہاتھی دانت چرانے میں جبتک اس سے کوئی چیز نہیں بنائی گئی ہے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہاتھی دانت خواہ معمولہ ہو یا غیر معمولہ واجب ہے کہ اسمیں ہاتھ نہ کاٹا جاوے اسواسطے کہ اُسکے مال ہونے میں اختلاف ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جو امام محمدؒ نے ذکر فرمایا ہے واجب ہے کہ ایسے ہاتھی دانت میں ہو جو باستخوان اسباب جال ہے اور ہاتھی دانت غیر معمولہ میں اسواسطے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا کہ وہ مباح میں سے ہے اور معمولہ میں اسواسطے ہاتھ کاٹا جاتا ہے کہ اسمیں صنعت غالب ہے پس ایسا ہو گیا جیسے معمولہ لکڑی کذا فی الایضاح یعنی جیسے لکڑی مباح ہوتی ہے مگر جب اسکے تخت وغیرہ بنا لئے گئے تو انکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جاتا ہے ویسا ہی یہاں ہے فافہم۔ اور ظاہر الروایہ کے موافق آبگینہ کی چوری سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے اور صید کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے خواہ صید وحشی ہو یا غیر وحشی ہو خواہ خشکی کی ہو یا تری کی یہ تاتارخانیہ میں ہے اور حنا کی چوری میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور نہ بقول کی چوری میں اور نہ ریحان رطب یعنی تر وتازہ میں اور نیز انجیر یا بانی و خرما کی گٹھلیاں چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور اگر درندہ جانوروں کو ذبح کیا گیا ہو اور انکی کھال کسی نے چرائی تو ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے الا اس صورت میں کہ اس کھال کا بچھونا یا مصلے بنایا گیا ہو اور نیز ایسے برتن و ہانڈی کے چرانے میں جسمیں طعام ہے ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے یہ عتابیہ میں ہے اور اگر ذمی سے شراب یا سور چرائی تو اسمیں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور باز یا صقر وغیرہ تمام پرندوں کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور نیز وحوش کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور کتے اور چیتے کے چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور مرغی اور بط اور کبوتر کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے یہ تمرتاشی میں ہے اور مشروبات تین درجہ کے ہوتے ہیں اول حلال جیسے فقاع کے مانند چیزیں پس انکی چوری سے ہاتھ کاٹنا لازم آتا ہے اور دوم شراب نقیع التمر والزبیب چھوہارے و منقے کو بھگو کر انکا آب زلال لیتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسکے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور سوم خمر وغیرہ مسکرات پس انکے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور دوشاب انگور میں ہاتھ کاٹا جائیگا اور تنبور و دف و مزمار اور ہر شے ملاہی کے چرانے میں قطع نہیں ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور طبل و بربط میں قطع نہیں ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اسنے طبل لہو چرایا ہو اور اگر غازیوں کا طبل چرایا تو اسمیں [illegible]

ف مترجم کے نزدیک شاید [illegible] دجلہ و دریا سے وہ مراد ہے جو محرز نہ ہو ورنہ ایسی چیزیں جو مباح ہوتی ہیں بعد احراز کے انکی ملک ہو جاتی ہیں جس نے انکو احراز کیا پس اگر وہ متقومہ ہوں تو قطع واجب ہوگا خصوصاً اس دیار میں جہاں انکی باہم تجارت متعارف ہو واللہ اعلم ولیکن ظاہر الروایۃ میں ہے کہ ایسی اشیاء میں قطع نہ ہوگا خواہ وہ محرز ہوں یا نہوں اور خواہ وہ ایسی ہوں کہ انہیں بد شکاری کی لگی ہو یا نہیں [illegible] واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ ف صقر ایک پرندہ شکاری ہے اور [illegible] ہوتا ہے جسکو [illegible] رکھتے ہیں اور [illegible] انکو شکار کر [illegible] ف مزامار آلات ساز [illegible] باجہ ۱۲ ف یعنی معاد کیا ہوا ۱۲ ف یعنی ہاتھی دانت پر صنعت غالب ہوتی ہو ۱۲

مشائخ نے اختلاف کیا ہے جبکہ اسکی قیمت دس درہم ہو اور صدر شہید نے اختیار کیا ہے کہ ہاتھ کاٹنا نہیں واجب ہوتا ہے یہ محیط میں ہے اور یہی اصح ہے اور ولوالجیہ میں ہے کہ یہی مختار ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور ثرید و روٹی کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور نوادر ابو یوسفؒ میں ہے کہ رب جلاب میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے یہ عینی شرح کنز میں ہے۔ اور اگر ذمی نے ذمی کی خمر یعنی شراب چرائی تو چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ ایضاح میں ہے اور شطرنج چرانے میں ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اگرچہ سونے کی ہو اور نرد کا بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور مصحف مجید کے چرانے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اگرچہ اسپر ہزار درم کا حلیہ چڑھا ہو اور اسی طرح کتب فقہ و لغت و نحو و شعر کی کتابوں کے چرانے میں بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر کسی نے سادے مجلد اوراق کو قبل اسکے کہ انمیں کچھ لکھا جاوے چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا جب کہ نصاب پورا ہو یہ محیط سرخسی میں ہے اور دفترہائے حساب (یعنے کھاتے بہی ۱۲) کے چرانے میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے یہ محیط میں ہے اور دفترہائے حساب سے وہ دفتر مراد ہیں جنکا حساب کتاب ہو چکا ہے اور اگر وہ ہنوز حساب میں ہوں انکا حساب نہ گذر گیا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور دفترہائے تجار کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اسواسطے کہ انسے مقصود ورق ہیں یہ سراج وہاج میں ہے اور تیروں کی ڈنڈیاں چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر اسکو خدنگ یعنی تیر بنا لیا پھر چور نے چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور سونے یا چاندی کی صلیب یا سونے و چاندی کے بت چرانے سے ہاتھ کاٹنا نہیں لازم آتا ہے اور جن درموں پر تصاویر ہیں انکے چرانے سے قطع لازم آویگا اسواسطے کہ وہ عبادت کے واسطے نہیں رکھے گئے ہیں یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور زعفران و عنبر و ورس و وسمہ و کتم کی چوری سے قطع دست ہوگا یہ عتابیہ میں ہے اور اگر غلام آشنا بڑا ہو کہ ممیز اپنے نفس کا معبر ہو تو اسکے چرانے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اگرچہ وہ سوتا ہو یا مجنون یا اعجمی ہو اسواسطے کہ یہ چوری نہیں ہے بلکہ غصب ہے یا فریب ہے ورغلانا ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور اگر غلام غیر ممیز ہو کہ اپنے نفس سے تعبیر نہ کر سکے تو بالاجماع اسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر غلام صغیر پانچ درم قیمت کا جسکے کان میں پانچ درم کا موتی ہے کسی نے چرا لیا تو میں اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دونگا یہ محیط میں ہے۔

اگر زید کے عمرو پر دس درم قرضہ ہوں پس زید نے عمرو کے بیت سے اسکے مثل چرا لیے پس اگر اسکا قرضہ ایسا ہو کہ فی الحال ادا کرنا چاہیے ہے تو اس صورت میں اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر قرضہ میعادی ہو تو قیاس یہ ہے کہ ہاتھ کاٹا جاوے اور استحسانا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا خواہ جو کچھ اسنے لیا ہے وہ بقدر اسکے مال کے ہو یا زیادہ ہو یا کم ہو اور اگر زید نے عمرو کا عرض مساوی دس درم کے چرایا ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا ولیکن اگر زید نے کہا کہ میں نے اسکو اپنے حق کے عوض رہن لیا ہے یا اپنے حق کی ادائی میں لیا ہے اور اسکی تصریح کر دی تو بالاجماع اسکے ذمہ سے حد دور کیجائیگی اور اگر اسنے اپنے حق سے جید قسم کے دراہم لیے یا اسکے کھوٹے لیے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر اپنے حق کی جنس کے خلاف جنس کا نقد لیا ہو تو صحیح یہ ہے کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر چاندی کا زیور چرا لیا حالانکہ قرضدار پر درم قرضہ ہیں یا سونے کا زیور چرا لیا حالانکہ قرضدار پر دینار ہیں تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر متاع یا زیور کو چور نے تلف کر دیا اور اسپر اسکی قیمت واجب

۱؎ یعنے اسکی زبان بیان کی زبان ہو ۱۲ منہ ۲؎ یا شراب انگوری ۱۲ ۳؎ یعنے سلف کاغذوں کی جلد بندھوائی ۱۲

ہوئی اور وہ مثل اسی کے ہی جو قرضدار پر قرضہ آتا ہی تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر مکاتب یا غلام نے مولی کے قرضدار سے کچھ چرا لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا الا آنکہ انکے مولے نے انکو اپنا مال وصول کرنے کا وکیل کیا ہو تو ایسی صورت مین ہاتھ کاٹنا واجب نہ ہوگا اور اگر کسی نے اپنے باپ کے قرضدار یا بالغ پسر یا اپنے مکاتب کے قرضدار سے چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر اپنے صغیر پسر کے قرضدار سے چرایا تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام ماذون مدیون کے قرضدار سے کچھ چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر غلام مذکور مدیون نہ ہو تو قرضدار نہ ہو تو اسکا قرضہ خود مولے کا مال ہوگا پس چوری سے ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بشرطیکہ چوری کا مال اسکی جنس حق سے ہو یہ ایضاح مین ہی۔ اور اگر چوری ایسی دو چیزون کی واقع ہوئی جنمین سے ایک ایسی ہی کہ اسکے چرانے سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی اور دوسری ایسی ہی کہ اسکے چرانے سے ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی تو اصل یہ ہی کہ جو چیز مقصود بذدی ہو اگر ایسی ہو کہ اسکے چرانے مین ہاتھ کاٹا جاتا ہی اور وہ نصاب کو پہونچی ہو تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر مقصود بذدی دوسری چیز ہو کہ جسکے چرانے سے ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگرچہ اسکے ساتھ ایسی چیز بھی ہو جسکے سبب سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی اور وہ پورے نصاب تک پہونچی ہو یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی کذا فی المحیط قال المترجم حاصل اصل یہ ہی کہ چوری کا مقصود ملحوظ ہوگا کہ چوری کرنے سے کیا چیز مقصود تھی اسی پر حکم کا مدار ہوگا فتامل۔ اور اگر چاندی کا برتن چرایا جسکی قیمت سو درم ہی اور اسمین نبیذ یا طعام ہی جو باقی نہین رہ سکتا ہی یا دودھ ہی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اس صورت مین اس چیز کو مقصود قرار دیا جائیگا جو برتن کے اندر ہی۔ اور اگر طفل آزاد کو چرایا تو ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اگرچہ طفل مذکور پر زیور ہو اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ ہاتھ کاٹا جائیگا جبکہ طفل پر زیور ہو اور وہ نصاب کو پہونچ گیا ہو اور یہ اختلاف ایسے طفل مین ہی جو چلتا اور بولتا نہین ہی کہ وہ خود اپنے قابو مین نہین ہی اور اگر بولتا چلتا ہو تو بالاجماع اسکے چرانے والے پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اگرچہ اسپر کثرت سے زیور ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ منتقی مین لکھا ہی کہ اگر ایک کتا چرایا جسکی گردن مین سو درم کا طوق ہی تو مین چور کا ہاتھ نہین کاٹونگا اور اگر گدھا چرایا جسکی قیمت نو درم ہی اور اسپر کاف ایک درم قیمت کا ہی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر کوزہ جسمین شہد ہی چرایا جسمین سے شہد کی قیمت ایکدرم اور کوزے کی قیمت نو درم ہی تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر خم شراب چرایا جسمین سے خم کی قیمت دس درم ہی تو ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح مین لکھا ہی کہ اگر حرز مین شراب کو پی لیا اور برتن باہر نکالا اور ظرف السیاہی کہ اسکی چوری سے ہاتھ کاٹا جاتا ہی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قمقمہ چرایا جسمین پانی بھرا ہوا ہی اور وہ دس درم کا ہی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر قمقمہ کا پانی اُسنے دار کے اندر ہی پی لیا ہو پھر خالی قمقمہ باہر نکال لایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی قدوری مین مذکور ہی کہ اگر ایسی منڈیل چرائی جسمین درمون کی تھیلی ہی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور منڈیل سے وہ منڈیل مراد ہی کہ عادت کے موافق اسمین درم باندھتے ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایسا کپڑا چرایا جسکی قیمت دس درم نہین ہی

---

[1] مترجم کے نزدیک مناسب مقام یہ ہی کہ اس صورت مین بھی اس طور پر استثنا کیا جاوے یعنے مگر ایسی صورت مین کہ وہ اسکی طرف سے وکیل بالقبض ہو ۱۲ منہ [5] مثل رومال کے ہوتی ہی ۱۲

اور اُسکی جیب میں دس درم سکہ زدہ پائے گئے حالانکہ چور انکو نہیں جانتا تھا تو میں اُسکا ہاتھ نہیں کاٹونگا اور اگر وہ انکو جان کر کپڑا چرالایا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جراب چرائی جسمیں مال ہو یا جوالق جسمیں مال ہو یا کیسہ جسمیں مال ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی نے فسطاط[1] چرایا پس اگر وہ کھڑا تھا اُس حالت میں اُسکو چرایا ہے تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر کہیں لپٹا رکھا ہوا تھا اس حالت میں چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر کسی مرد یا عورت سے دغل[2] بازی کر کے مال لیلیا ہو یا لوٹ لیا یا اچک لے بھاگا تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور کفن چور پر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے یہ امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے قبر میں سے درم یا دینار یا اور کوئی چیز سوائے کفن کے چرائی تو بالاجماع اسپر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر قبر کسی بیت مقفل میں ہو تو ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اصح یہ ہے کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ اُسنے کفن کھود کر قبر سے چرایا ہو یا کوئی دوسرا مال اس بیت سے چرایا ہو اور اسی طرح اگر تابوت سے جو قافلہ میں ہے کفن چورایا تو اصح یہ ہے کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر مشتری نے جو چیز بائع سے بشرط خیار بائع خریدی ہے مدت خیار کے اندر بائع سے چرالی تو اسپر ہاتھ کاٹنا نہیں آتا ہے اور اگر کسی نے دوسرے کے واسطے کسی چیز کی وصیت کی پھر موصی کی موت سے پہلے اُسنے موصی کے پاس سے چرالی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر موصی کی موت کے بعد قبول سے پہلے چرائی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر کسی نے مال غنائم[3] میں سے یا بیت المال میں سے چرایا تو قطع نہیں آتا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یہ نہایہ میں ہے اور ایسے مال کے چرانے میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا جسمیں چور کی شرکت ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر چور کا ہاتھ کسی متاع کی چوری میں کاٹا گیا اور یہ متاع اسکے مالک کو واپس دی گئی پھر چور نے دوبارہ اسکو چورالیا تو استحساناً ہمارے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اسی طرح اگر چور کے پاس سے کسی دوسرے نے متاع سرقہ کو چرالیا تو چور اول کو اور مالک کو دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہوگا کہ دوسرے چور کا ہاتھ کٹائے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اصل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جبتک مال عین مسروقہ میں کچھ تبدل نہیں آیا ہے اور بحالہ اسکو دوبارہ چور نے چرایا تو ہمارے نزدیک دوبارہ اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر اسکی کیفیت میں دوبارہ تبدل ہو گیا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا مثلاً پہلے روئی چرائی کہ چور کا ہاتھ کاٹکر مالک کو واپس دی گئی پھر جب اسکا سوت کات لیا گیا تو سوت کو دوبارہ چور نے چرایا یا سوت تھا کہ وہ بنکر کپڑا ہو گیا تو بااجماع اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر سو درم چرائے پس اسکی وجہ سے چور کا ہاتھ کاٹا گیا اور دراہم مذکورہ اسکے مالک کو واپس دیے گئے پھر دوبارہ انھیں درموں کو اُسنے چرایا تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر انکو مع اور سو درم کے چرایا تو اُسکا پانون کاٹا جائیگا خواہ یہ دونوں سیکڑے درمون کے باہم مخلوط ہوں یا جدا جدا ممتمیز ہوں یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر سونا یا چاندی چرائی اور چور کا ہاتھ اسکی وجہ سے کاٹا گیا اور مال مذکور اسکے مالک کو واپس کیا گیا پھر مالک نے اسکا برتن بنوایا یا برتن تھا کہ اسکے درم سکہ دار بنوائے پھر چور نے اسکو دوبارہ چرایا تو امام اعظم کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ کفایۃ البیہقی میں مذکور ہے

[1] غنائم یعنے جہاد کا مال جو لوٹ میں جمع کیا گیا ہے ۱۲ منہ [2] یعنے جسمیں مسلمانوں کا استحقاق ہے ۱۲ منہ [3] کھونٹا یا فریب ہی سے لیا ۱۲ منہ

اگر ایک کپڑا چرایا اور اسکو سلایا پھر اسکو رد کر دیا پھر اسمین نقصان آگیا پھر اسی نے ناقص کو چرایا تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر گائے چرائی کہ جسکے جرم مین اسکا ہاتھ کاٹا گیا اور گائے مذکور اسکے مالک کے واپس دی گئی پھر مالک کے پاس وہ بچہ جنی پھر چور نے اسکا بچہ چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر کسی مال عین کی چوری مین اسکا ہاتھ کاٹا گیا اور عین مذکور اسکے مالک کو واپس دی گئی اور مالک نے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی پھر اسکو خرید لیا پھر دوبارہ چور نے اسکو چرایا تو امام محمدؒ نے یہ مسئلہ کسی کتاب مین ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے چنانچہ ہمارے عراقی مشائخ فرماتے ہین کہ اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور مشائخ ماوراء النہر فرماتے ہین کہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے اور اسی طرح اگر مالک نے وہ چیز چور کے ہاتھ فروخت کر دی پھر اس سے خرید لی پھر دوبارہ چور نے اسکو چرایا تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ نہر الفائق مین ہے۔ ایک نے اپنے مال کی زکوۃ نکالی اور الگ کر کے رکھی تاکہ فقیرون کو بانٹ دے پھر اسکو کسی غنی یا فقیر نے چرا لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اسواسطے کہ ہنوز وہ اسکی ملک مین باقی تھی اور یہی مختار ہے یہ غیاثیہ مین ہے اور اگر کسی چور نے حربی مستامن کا مال چرا لیا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہ ہمارے نزدیک بدلیل استحسان ہے۔ اہل عدل سے کسی آدمی نے اہل بغی کے لشکر مین رات کے وقت غارت کی اور انہین سے کسی کا کچھ مال چرا لیا اور اسکو امام اہل عدل کے پاس لایا تو فرمایا کہ مین اسکا ہاتھ نہین کاٹونگا اسواسطے کہ اہل عدل کو روا ہے کہ جس طور سے انکو قدرت حاصل ہو اہل بغاوت کا مال لے لین اور اسکو رکھ چھوڑین یہانتک کہ باغی لوگ توبہ کرین یا مر جاوین پھر یہ مال انکے وارثون کو دیدیا جائیگا پس اسطرح چوری کرنے مین شبہہ ہو گیا کہ گویا اسنے اسی طریق سے لیا ہے اور اسیطرح اگر باغیون مین سے کوئی آدمی اہل حق و عدل کے لشکر مین غارت کر کے مال لیگیا تو اسکا ہاتھ بھی نہین کاٹا جائیگا اسواسطے کہ اہل بغاوت مال اہل عدل کا حلال جانتے ہین اور انکی تاویل اگرچہ فاسد ہے لیکن جب اسکے ساتھ منعہ کا انضمام کیا گیا تو وہ بمنزلہ تاویل صحیح کے ہو گئی اور اگر اہل عدل کے ملک مین سے کسی آدمی نے دوسرے کا مال چرا لیا حالانکہ چور اسکو کافر کہتا ہے اور اسکا مال لینا و خون بہانا روا رکھتا ہے تو مین اسکا ہاتھ کاٹونگا اسواسطے کہ تاویل بیان منعہ سے خالی ہے اور بدون منعہ کے تاویل کا کچھ اعتبار نہین ہے اسواسطے اسکی ضمان ساقط نہین ہوتی ہے پس ایسا ہی ہاتھ کاٹنا بھی ساقط نہ ہوگا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اہل عدل کے تحت مین ہے پس امام اہل عدل کو اسپر دسترس ہے کہ ہاتھ کاٹنے کی حد اسپر پوری جاری کرے بخلاف اس شخص کے کہ جو اہل بغاوت کے لشکر مین ہے کہ اسپر امام اہل عدل کا ہاتھ نہین پہونچتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔

فصل دوم حرز اور حرز سے لینے کے بیان مین ہے۔ حرز دو طرح کا ہوتا ہے ایک حرز کہ جسمین کوئی بات حفاظت کی خود موجود ہو جیسے بیوت و دور اور ایسے حرز کو حرز بہ مکان کہتے ہین اور یہی فسطاط و دوکان و خیمون کا حکم ہے کہ یہ سب چیزین حرز ہوتی ہین اگرچہ انمین کوئی شخص حافظ نہ ہو خواہ انمین سے چور نے ایسی حالت مین چرایا کہ اسکا دروازہ کھلا ہوا تھا یا دروازہ ہی نہ تھا اسواسطے کہ عمارت سے غرض احراز ہوتی ہے

سه یعنے جو شخص دار الحرب کا رہنے والا دار الاسلام مین کچھ مدت کے واسطے امن لیکر داخل ہوا ۱۲ منہ سه وہ لوگ جو امام وقت سے بغاوت اختیار کر کے اس سے خلاف ہون ۱۲ عہ یعنے واپس دے گئے ۱۲

ولیکن واضح رہے کہ ہاتھ اسوقت تک نہیں کاٹا جائیگا جبتک کہ باہر نہ نکال لاوے بخلاف احراز بحافظ کہ اگر حافظ ہو اور چور نے لیلی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ وہ باہر لایا ہو یا نہ لایا ہو دوم حرز بحافظ جیسے کوئی شخص راستہ پر یا جنگل میں یا مسجد میں بیٹھا اور اپنے پاس اپنی متاع رکھلی تو وہ اس متاع کا محرز ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ حافظ مذکور اس متاع سے قریب ہو اور اگر اس سے دور ہو تو وہ اسکا حفاظت کرنیوالا نہیں ہے اور قریب اسکو کہتے ہیں کہ اتنے فاصلہ پر ہو کہ اسکو دیکھتا اور حفاظت کرسکتا ہو اور اسمیں کچھ فرق نہیں ہے کہ حافظ سوتا ہو یا جاگتا ہو اور متاع اسکے نیچے ہو یا پاس رکھی ہو اور یہی صحیح ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر اپنے متاع کو صحرا[۱] میں جمع کیا اور اپنے متاع پر نہیں سویا بلکہ قریب اسکے سویا اور وہ چوری گئی تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا بشرطیکہ ایسی جگہ سویا ہو کہ اسکو دیکھتا اور اسکی حفاظت کرسکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ ہر نوع کا حرز علیحدہ ہے پس جو حرز جسکے واسطے معتبر ہے اگر اسمیں سے یہ چیز چرائی تو ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے مثلاً دابہ[۲] کو اصطبل سے یا بکری کو خطیرہ[۳] سے چرا لیا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ان مقاموں سے اُسنے درم یا دینار چرائے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور فتاوی کرخی میں ہے کہ جو چیز ایک نوع کیواسطے حرز ہے وہ ہر نوع کیواسطے حرز ہے حتی کہ علمائے شرحیہ نے جوالق[۴] اور قوصرہ ہاے خرما کو درم و دینار و موتی کے واسطے حرز قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ سراج وہاج میں ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی مذہب ہے یہ ظہیریہ میں ہے اور حرز بمکان میں احراز بحافظ کا اعتبار نہیں ہے اور یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں ہے اور اگر حمام میں سے رات کو چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن کو چرایا تو نہیں اور یہ جو لوگوں کی عادت حمام میں تھوڑی رات گئے تک جانے کی ہے اسقدر بمنزلہ دن کے ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے کہ اگر حمام میں کسی کے نیچے سے کسی نے کپڑا اچکا لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے مسجد میں سے کسی کی متاع چرائی حالانکہ اسکا مالک اسکے پاس موجود ہے تو ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور صاحبین کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور یہی ظاہر المذہب ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر محرز بمکان ہے اور لوگوں کو اندر آنیکی اجازت دی گئی پھر اُسنے اجازت سے داخل ہو کر کوئی چیز چرائی تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اسکے حق میں یہ حرز نہ ہوگا اگرچہ یہاں کوئی نگہبان ہو اور اگرچہ مالک متاع اُسپر سوتا ہو اور ان عمارات میں جو ایسی ہوں کہ اسمیں بلا اجازت جب چاہے داخل ہو سکتا ہو اور منع نہ کیا جاتا ہو تو یہ اور جنگل کا میدان یکساں ہے کہ نگہبان بٹھلانے سے وہ محرز ہو جائیگا جیسے مسجد و راستہ کا حکم ہے یہ ایضاح میں ہے۔ اور اگر کسی نے گون کو پھاڑ کر اسمیں سے کچھ چرا لیا یا صندوق میں ہاتھ ڈالکر مال لے لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر اونٹ کو راستہ سے مع اسکے بوجھ کے چرا لیا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ اسکا مالک اُسپر ہو یا نہو اسواسطے کہ یہ مال ظاہر غیر محرز ہے اور اسی طرح اگر جوال[۵] بعینہ چرالی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر جوال کو چاک کرکے اسمیں سے مال نکال لیا پس اگر اسکا مالک نگہبان ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا ورنہ نہیں اور اگر جوال زمین پر پڑی ہوں پس جوال مع متاع کے

۱؎ صحرا جنگل بیابان ۲؎ دابہ یا دابۃ الارض ہر چوپایہ یا ہر سواری کے جانوروں و بقول بعض گھوڑے کے ساتھ مخصوص ہے ۳؎ حظیرہ: بمعنی معلہ و خطار ہے جو پتھروں یا کانٹوں یا لکڑیوں یا گل وغیرہ سے کٹہرے کے مانند میدان میں احاطہ جانوروں کے رکھنے کیلئے بناتے ہیں ۱۲ ۴؎ نقل فرو ترکاری تھال ترہ فروش ... جیسے ساگ وغیرہ رکھتا ہے اور وہ ٹوکری سی ہوتی ہے کھاتے و ٹوکرے وغیرہ جو بانس و دیگر درختوں کی شاخوں سے بناتے ہیں اور ... معروف ہے ... ہیں جن میں خرما وغیرہ رکھتے ہیں ۱۲ ۵؎ جوال معرب گوال لفظ فارسی بمانند گون تھیلہ وغیرہ کے۔ فائدہ آگے سے سمجھنے والا سائل ... ۱۲

چرالین پس اگر اُسکا مالک وہان ہو اس طرح کہ اسکی حفاظت کر سکتا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ سوتا ہو یا جاگتا ہو یہ سراج وہاج مین ہو اور اگر کسی نے قطار مین سے اونٹ چرا لیا تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا خواہ اسکے ساتھ قائد یا سائق ہو جو اسکو کھینچتا یا ہانکتا ہو یا نہ ہو پس امام رحمہ نے قطار کو سائق و قائد سے محرز نہین رکھا اگرچہ دونون اُسکے حافظ ہون ہو اسطے کہ مال جب ہی نگہبان سے محرز ہوتا ہے کہ جب اُسکا قصد حفظ ہو اور جب اُسکا قصد کوئی اور امر ہو اور حفاظت کرنا اُسکی تبعیت مین حاصل ہوتا ہو تو ایسا نہین ہے حتی کہ اگر قطار کے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھی ہو جو محض نگہبانی کرتا ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر چور نے حرز مین اُسکو لے لیا اور ہنوز باہر نہین لایا خواہ اسکو لاد لیا ہے یا نہین تو بھی اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے حرز مین سے باہر پھینک دیا جہان اُسکا ایک ساتھی ہے پس ساتھی نے اُسکو لے لیا تو دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور اگر اُسنے دیوار کے پیچھے سے اپنے ساتھی کو دیدی اور خود اس چیز کے ساتھ نہین نکلا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ ان دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ جو اندر ہے اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور باہر والے کا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا بشرطیکہ اُسنے اندر حرز مین ہاتھ نہ ڈالا ہو۔ اور اگر باہر والے نے اپنا ہاتھ حرز مین داخل کرکے اندر والے سے یہ چیز لے لی تو امام اعظم رح کے قول مین ان دونون مین سے کسی پر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دونون کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتاوی کرخی مین ہے۔ اور اگر اندر والے نے مال کو سیند کے منھ پر رکھ دیا پھر باہر نکل کر اسکو لے لیا تو اسکو امام محمد رح نے ذکر نہین فرمایا اور صحیح یہ ہے کہ ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر دار مین کوئی نہر جاری ہو اور چور نے متاع کو لیکر نہر مین ڈال دیا پھر وہان سے نکلکر اسکو لے لیا پس اگر متاع مذکور خود پانی کے زور سے باہر نکل آئی تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے پانی کو حرکت دی جس سے متاع باہر آگئی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اسکو امام تمرتاشی نے ذکر کیا ہے لیکن مبسوط مین ہے کہ اگر خود پانی کے زور سے بھی نکل آئی ہو تو اصح یہ ہے کہ اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر چور نے اندر سے اسکو راستہ مین پھینکدیا پھر نکل کر اسکو لے لیا تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ اسکو ایسی جگہ پھینکا کہ اسکو دیکھتا ہے پھر نکل کر اسکو لے لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر ایسی جگہ پھینکدیا کہ اسکو دیکھتا[2] نہین ہے تو پھر ہاتھ کاٹا جانا نہین لازم آتا ہے اگرچہ نکل کر اسکو لے لیا ہو اور اگر اسکو گدھے پر لادکر ہانک کر باہر نکال لایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر مال چرایا اور اسکو دار سے باہر نہین نکالا ہے تو اُسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہ حکم سو وقت ہے کہ دار چھوٹا ہو کہ اہل بیوت اُسکے صحن سے بے پروا نہ ہون یعنی صحن سے انتفاع کے حاجتمند ہون۔ اور اگر دار کبیر ہو کہ اسمین مقاصیر[1] ہون یعنی حجرے و منازل ہون اور ہر مقصورہ مین رہنے والے ہون اور اہل منازل اس دار کبیر کے صحن سے بے پروا ہون کہ اس سے انتفاع حاصل نہ کرتے ہون ہان اسی قدر انتفاع حاصل کرتے ہون جیسے کوچہ سے نفع اٹھاتے ہین پھر مقصورہ مین سے چرا کر صحن دار مین لایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر بعض مقصورہ کے رہنے والے نے دوسرے مقصورہ کی کوئی چیز چرائی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر بیت مین نقب لگایا پھر نکلا اور کوئی چیز نہین لی پھر دوسری رات مین آیا اور داخل ہو کر کوئی چیز چرا لایا پس اگر مالک بیت کو نقب کا علم ہو گیا مگر اُسنے

[1] مقاصیر جمع مقصورہ جسکو ہمارے عرف مین حجرہ کوٹھری بولتے ہین ۱۲ [2] یعنی دیکھ سکتا ہے ۱۲

اسکو بند نہین کیا یا نقب مذکور ظاہر ہو کہ راہ کو چوکیدار و راہ رو اسکو دیکھتے ہون پھر ویسی ہی پڑی رہی تو اس چور پر ہاتھ کاٹا جانا بعین لازم آئیگا ہو ورنہ اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی چور ایک گھر مین داخل ہوا اور کپڑے جمع کر کے گدھے پر لاد کر منزل سے باہر آیا اور اپنے گھر چلا گیا پھر اسکے بعد گدھا وہان سے نکلکر اسکے گھر کو آیا تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر کسی کبوتر وغیرہ کے پانون وغیرہ مین کوئی چیز باندھ دی اور چھوڑ دیا پس طائر مذکور اسکے گھر مین چلا آیا اور اُسنے اس طائر سے وہ چیز کھول لی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے سراجیہ مین ہو اور اگر چور نے حرز مین سے مال چرا لیا پھر دوسرا اس حرز مین داخل ہوا اور چور کو مع مال کے اپنے اوپر لاد کر باہر نکال لایا تو خاصۃً جسکو لاد لایا ہو اسی کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر چور نے نصاب دو دفعہ یا زیادہ مین نکالا پس اگر ان دفعات کے درمیان مین مالک کو اطلاع ہو گئی کہ اُسنے نقب درست کر دیا اور دروازہ بند کر دیا پھر دوسری بار نکالنا دوسری چوری ہو اور ہاتھ نہین کاٹا جائیگا در صورتیکہ ہر بار جو کچھ نکالا ہو وہ مقدار نصاب سے کم ہو اور اگر بیچ مین اطلاع یا کشف غیرہ واقع نہ ہوئی ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہو ایک شخص چھت پر سے بقدر نصاب کے چرایا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ ایک شخص بدون اجازت مالک کے دیوار کو پھوڑا پھر وہ غائب ہو گیا پھر ایک چور اس راہ سے بیت مین داخل ہوا اور کچھ چرایا تو مختار یہ ہو کہ جو کچھ چور نے چرایا ہو نقب لگانے والا اُسکا ضامن نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ اور اگر ایسا کپڑا چرا لیا جو کوچہ مین بچھایا گیا ہو تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر عرض مین بچھا ہوا ہو کہ کوچہ کی جانب ہی چرا لیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دیوار بجانب دار بیچ یا عرض بجانب سطح پر بچھایا ہوا ہو اور چرا لیا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور چور نے بیت کو نقب لگا کر اسمین ہاتھ ڈال کر کوئی چیز لے لی تو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہو اور بعضے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ایسے بیت کبیر پر محمول ہو جسمین نقب سے داخل ہونا ممکن ہو اور اگر بیت اسقدر چھوٹا ہو کہ نقب سے اسمین داخل نہ ہو سکے پس اسمین ہاتھ ڈالکر مال لے لیا تو بالاجماع ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صراف کے صندوق مین یا دوسرے کی آستین مین ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہو۔ چند لوگ ایک سرا مین یا ایک بیت مین اترے پھر انمین کسی نے دوسرے کا مال چرا لیا اور مالک اُسکی حفاظت کرتا تھا یا اُسکے سر کے نیچے تھی تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ سراجیہ مین ہو۔ اور اگر آستین کے باہر درمون کی تھیلی لٹکتی ہوئی کو کاٹ کر درم لے لیے تو اُسکا ہاتھ کاٹا نہ جائیگا اور اگر آستین مین ہاتھ ڈالکر تھیلی کو چاک کر کے درم لے لیے تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر بندش کو کھول کر لیے تو اول صورت مین ہاتھ کاٹا جائیگا اور دوسری صورت مین نہین کاٹا جائیگا یہ کافی مین ہو منتقی مین حسن کی روایت سے امام اعظم رح سے مذکور ہو کہ امام رح نے فشاش کے حق مین فرمایا اور فشاش اُس شخص کو کہتے ہین جو دروازہ کی غلق کے واسطے ایسی چیزین اپنے پاس رکھتا ہو کہ جس سے اُسکو کھول لے کہ اگر فشاش نے دن مین دروازہ بند کھول لیا اور دار و بیت مین کوئی نہین ہو اور متاع لے لی تو اسکا ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور اگر دار یا بیت مین کوئی اہل دار و بیت مین سے ہو اور فشاش

ف۱ خص بالضم تو ارہ دکانزہ یعنے جو پھوس وغیرہ سے مثل چھپر وغیرہ کے بنایا جاتا ہو ۱۲ منہ ف۲ یعنے اطلاع و اصلاح نقب ۱۲

نے متاع اسمین سے لے لی حالانکہ وہ نہین جانتا ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسی طرح اگر فشاش نے بازار کا کوئی دروازہ کھولا تو بھی اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نقاف کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور نقاف وہ ہو جسکو درم پر کھنے کو دیے جاتے ہین پس وہ اسمین سے لے لیتا ہو اور مالک کے علم نہین ہوتا ہو اور حاوی مین لکھا ہو کہ اگر دار کا دروازہ بھڑا ہو اور مغلق نہ ہو یعنے تالا نہ دیا ہو پھر چور اسمین خفیہ داخل ہوا اور خفیہ اسباب لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دروازہ دار کھلا ہوا ہو پس وہ دن مین داخل ہوا اور چرا لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر رات مین دروازہ دار سے داخل ہوا اور دروازہ مقفل نہ تھا بھڑا ہوا تھا اور اسوقت داخل ہوا کہ لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے اور خفیہ یا مکابرہ کے ساتھ مال لے لیا اور اُسکے ساتھ ہتھیار ہو یا نہین ہو اور مالک مکان اُس سے آگاہ ہوا یا آگاہ نہ ہوا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص کسی کے دار مین شام و عشا کے درمیان داخل ہوا اور لوگ منتشر آتے جاتے ہین تو یہ وقت بمنزلہ دن کے ہو۔ اور اگر مالک دار کو چور کا آنا معلوم ہوا اور چور نہین جانتا ہو کہ مالک مکان اسمین ہو یا چور جانتا ہو کہ مالک مکان ہو اور مالک مکان اُسکے آنے سے آگاہ نہ ہوا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دونون کو علم ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر دونون نہ جانتے ہون تو بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر رات مین کسی سے مکابرہ کیا ہے کہ اُسکا مال لے لیا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر دن مین اُس سے مکابرہ کیا اور خفیہ اُسکے گھر مین سیند لگا کر اسکی متاع کو زبردستی سے لیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور قیاس چاہتا ہو کہ دونون صورتون مین نہ کاٹا جاوے لیکن ہمنے اوّل صورت مین استحسان کو لیا اور کہا کہ ہاتھ کاٹنا واجب ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر حرز مین سے ایک بکری نکال لایا اور دوسری اُسکے پیچھے چلی آئی اور پہلی بکری نصاب تھی تو چور پر ہاتھ کاٹنا نہین آوے گا یہ سراج وہاج مین ہو۔ اور اگر چراگاہ سے کوئی بکری یا گاے یا اونٹ چرا لیا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا ایسا ہی امام محمد رح نے ذکر فرمایا ہو اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ الا اس صورت مین ہاتھ کاٹا جائیگا کہ اُسکے ساتھ کوئی چرواہا نگاہبان ہو اور بقالی مین مذکور ہو کہ چراگاہ سے مویشی چرانے مین ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہو اگرچہ اُسکے ساتھ چرواہا ہو اسواسطے کہ چرواہا چرانے کے واسطے مقرر ہوتا ہو نہ حفاظت کے واسطے پس وہ چرواہے کے ہونے سے حرز مین نہ ہونگے اور اگر سواے چرواہے کے اُنکے ساتھ کوئی اور نگہبان ہو تو ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہو اور اگر بکریان کسی گھر مین رات کو آکر رہا کرتی ہون جو انہین کے واسطے بنایا گیا ہو اور اس گھر کا دروازہ مقفل ہوتا ہو پس چورنے دربند کو توڑ کر داخل ہو کر کوئی بکری چرالی تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور بقالی مین لکھا ہو کہ اگر دروازہ بھڑا ہو تو مغلق ہونیکا اعتبار ضروری نہین ہو الا اسکہ جنگل مین ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر پتھرون یا کانٹون کا حظیرہ بنا لیا اور اسمین بکریان جمع کین اور وہ خود انہین کے پاس سوتا ہو تو اُنکے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر بکریون کو غیر حظیرہ مین جمع کیا اور نیز کوئی نگہبان ہو یا نہین ہو حالانکہ وہ اُنکو ایک مقام پر جمع کر چکا ہو تو پھر اُنکے چرانے والے کو سزاے حد یعنی ہاتھ کاٹنے کی دیجائیگی یہ حاوی مین ہو۔ اور عامہ مشائخ کے نزدیک اگر اُسنے بکریون کو ایسے مقام پر جمع کیا جو اُنکی حفاظت کیواسطے مقرر ہو یا کیا ہو پھر انہین سے چورنے چرایا تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا خواہ اُنکے ساتھ نگہبان ہو یا نہ ہو یہ محیط مین ہو۔ اور یہی صحیح ہو

یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے ماں و باپ سے اگرچہ کتنے ہی اونچے درجے کے ہوں یا فرزند سے اگرچہ کتنے ہی
نیچے درجے کے ہوں یا ذی رحم محرم سے مثل بھائی و بہن و چچا و ماموں و پھوپھی و خالہ کے کوئی چیز چرائی تو اسکا ہاتھ
نہ کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے اپنے ذی رحم محرم کے گھر سے غیر کی شاخ چرائی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر غیر کے گھر سے اپنے
ذی رحم محرم کا مال چرایا تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر رضاعی ماں یا بہن کی کوئی چیز اسکے پاس سے چرائی
تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر جورو و مرد میں سے کسی نے دوسرے کا مال چرا لیا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جانے کا
اور اسی طرح اگر جورو مرد میں سے ایک نے دوسرے کی حرز خاص سے جسمیں دونوں رہتے نہیں ہیں کوئی چیز چرائی تو بھی یہی
حکم ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر جورو نے اپنے شوہر سے یا شوہر نے اپنی جورو سے مال چرا لیا پھر اس جورو کو طلاق بائن دیدی
اور ہنوز اُس سے دخول نہیں کیا تھا پس وہ بغیر عدت کے بائنہ ہو گئی تو بھی دونوں میں سے کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا
اور اگر اپنی مبتوتہ یا مختلعہ سے یعنی جسکو طلاق قطعی بائن دے چکا ہے یا جسکو خلع دے چکا ہے کوئی مال چرا لیا پس اگر وہ عدت
میں ہے تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو طلاق یا تین طلاق اور اسی طرح اگر عورت نے
طلاق دینے والے شوہر کے گھر سے چرایا اور یہ عدت میں ہے تو عورت کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہے
اور اگر چوری کر لینے کے بعد جورو کو طلاق بائن دیدی اور اسکی عدت گذر گئی پھر چوری کا مقدمہ قاضی کے
حضور میں پیش ہوا تو اُسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر مرد نے کسی اجنبیہ عورت سے اُسکا مال چرا لیا یا عورت نے
کسی اجنبی مرد سے اُسکا مال چرا لیا پھر ہنوز قاضی کے حضور میں یا امام المسلمین کے حضور میں مرافعہ نہیں ہوا تھا کہ دونوں نے
باہم نکاح کر لیا پھر اُس مقدمہ کا مرافعہ ہوا اور چور نے اقرار کیا تو قاضی اسکا ہاتھ نہیں کاٹے گا یہ ذخیرہ میں ہے۔
اور اگر قاضی نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا مگر ہنوز جاری نہ ہوا تھا کہ دونوں نے باہم نکاح کر لیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے
نزدیک چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر ایسی جورو سے چرایا جو اسوجہ سے حرام ہو گئی ہے کہ
اُسنے اُسکی ماں یا بیٹی کا بوسہ لے لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر صہر یا ختن کے یہاں سے چرایا تو امام اعظمؒ
کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے
کہ گھر داماد کا ہو اور اگر گھر اسکی دختر کا ہو تو بالاتفاق ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اسی طرح اگر صہر کا مال چرایا مگر اپنی زوجہ کے
یہاں سے چرایا تو بالاتفاق ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا یہ جوہرۃ نیرہ میں ہے۔ ختن وہ مرد رشتہ دار ہے جو اسکی ذات رحم محرم
عورت کا شوہر ہو جیسے دختر کا شوہر یا سگی بہن کا شوہر وغیرہ اور ختن کے ہر ذات رحم محرم کا اور صہر وہ ہے جو اسپر
بمصاہرہ حرام ہو جیسے جورو کی ماں و اسکی بیٹی یا جیسے باپ کی جورو اور اسکی اولاد سے ہر ذی رحم محرم بھی اصہار میں یہ
محیط میں ہے اور اگر غلام نے اپنے مالک کا مال چرایا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اسیطرح اگر مولے کے باپ یا ماں یا کسی ذی رحم محرم کا
مال چرایا تو بھی یہی حکم ہے اور نیز اگر مولی کی جورو کا مال چرایا تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور جن لوگوں کا مال چرانے سے مولی

ف۱ اسکی تعریف کتاب الطلاق میں مذکور ہے وہاں دیکھنا چاہیے ۱۲ ف۲ قال المترجم ہمارے عرف دیار میں قول شیخ الاسلام اظہر ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ
ف۳ جسکو ہمارے عرف میں داماد اور ہندی میں جوائی کہتے ہیں ۱۲ ف۴ مرد ہو یا عورت ہو ف۵ یعنے سوتیلی ماں ۱۲

کا ہاتھ نہین کاٹا جاتا ہی ہو مولی کے غلام کا ہاتھ بھی اسکے مال چرانے سے نہ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اور غلام خواہ محض غلام ہو یا مدبر یا مکاتب یا ماذون یا ام ولد ہو کہ اُس نے اپنے مولی کا مال چرایا سبکا حکم یکسان ہی یہ سراج وہاج مین ہی اور اسیطرح اگر مولی نے اپنے مکاتب یا غلام ماذون سے مال چرایا تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور محض غلام سے چرانے مین مولی کا ہاتھ کاٹا جائیگا اسواسطے کہ وہ بمنزلہ مستودع کے ہی یعنی اسکے پاس امانت رکھی ہوئی ہی اور جو شخص ودیعت رکھنے والے کے پاس سے چراتا ہی اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر مہمان نے میزبان کے یہان سے کچھ چرایا تو اُسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی یہ ہدایہ مین ہی- اور اگر ایک قوم کا ایک خادم ہو اور اُسنے اُنکی متاع چرالی تو اُسپر ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور اگر اجیر نے کسی ایسی جگہ سے جہان جانیکی اسکو اجازت دی گئی تھی کوئی چیز چرالی تو اُسپر بھی ہاتھ کاٹنا نہین آتا ہی اور اگر کسی نے اپنا گھر دوسرے کو اجارہ پر دیا پھر دینے والے اور لینے والے دونون مین سے کسی نے دوسرے کا کچھ مال چرالیا اور ہر ایک علیحدہ منزل مین ہی تو امام اعظم رہ کے نزدیک دونون سے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر موجر نے مستاجر سے چرالیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اور اگر مستاجر نے موجر سے چرالیا اور حال یہ ہی کہ بیت مفرد مین ہین تو بالاجماع مستاجر کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ سراج وہاج مین ہی

فصل سوم کیفیت قطع و اُسکے اثبات کے بیان مین ہی- قال المترجم یعنے اس فصل مین اوّل یہ بیان ہی کہ ہاتھ کیونکر کاٹا جاتا ہی چنانچہ فرمایا کہ چور کا داہنا ہاتھ گٹے کے جوڑ سے کاٹ کر الگ کر دیا جاوے اور تیل مین تل دیا جاوے اور تیل کے داغ اور حسم کرانا یعنی تیل تل کر خون بند کرنا یہ ہمارے نزدیک چور پر لازم ہی یہ بحر الرائق مین ہی- اور اگر اُسنے دوبارہ چرایا تو اُسکا بایان پانون کاٹا جائیگا اور اگر اُسنے تیسری بار چرایا تو باقی ہاتھ پانون کوئی نہین کاٹا جائیگا مگر وہ برابر قید خانہ مین رکھا جائیگا یہانتک کہ توبہ کرے اور یہ استحسان ہی اور اسکو تعزیر بھی دیجائیگی اسکو مشائخ نے ذکر فرمایا ہی یہ ہدایہ مین ہی- اور امام المسلمین کو روا ہی کہ براہ سیاست اسکو قتل کرے اسواسطے کہ وہ زمین مین فساد کرتا پھرتا ہی یہ سراجیہ مین ہی- اور اگر چور کا بایان ہاتھ شل ہو یا کٹا ہوا ہو یا داہنا پانون کٹا ہوا ہو تو سزاے چوری مین داہنا ہاتھ یا بایان پانون نہ کاٹا جائیگا اور اگر اسکا بایان پانون شل ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر اُسکا بایان انگوٹھا کٹا ہو یا شل ہو اور اُسمین کی دو انگلیان سواے انگوٹھے کے ایسی ہون تو بھی یہی حکم ہی اور اگر انگوٹھے کے سواے ایک ہی انگلی ایسی ہو تو ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی- اور اگر اسکا داہنا ہاتھ شل ہو یا اُسمین انگلیان کم و ناقص ہون تو ظاہر الروایۃ کے موافق ہاتھ کاٹا جائیگا یہ تبیین مین ہی- اور اگر چور کے ایک ہی معصم مین دو ہتھیلیان ہون تو بعض نے فرمایا کہ دونون کاٹی جاوینگی اور بعض نے کہا کہ اگر اصلی ہتھیلی متمیز ہو اور اُسی کے کاٹنے پر اقتصار ممکن ہو تو فقط وہی کاٹی جاویگی اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دونون کاٹی جاوینگی اور یہی مختار ہی اور اگر وہ ان دونون مین سے ایک ہی سے گرفت کرتا ہو تو جس سے گرفت کرتا ہی وہی کاٹی جاویگی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور اگر اسکا داہنا پانون ایسا ہو کہ اسکی انگلیان کٹی ہوئی ہون پس اگر اس پانون پر کھڑا ہو سکتا ہو اور چل سکتا ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر اسطرح نہ ہون

ف۱ مدبر و مکاتب و غلام ماذون و ام ولد کا بیان مفصل کتاب العتاق مین درج ہی وہان دیکھنا چاہیے ۱۲ منہ ف۲ یعنی تل کر خون بند کر دیا جاوے ۱۲ منہ ف۳ قال فی الاصل زیت یعنے زیتون کا تیل ۱۲ منہ ف۴ معصم بالکسر جاے دست برنجن یعنے ہاتھ کا وہ مقام جہان پر کنگن پہنتے ہین اور اسکو ہمارے عرف مین پہونچا کہتے ہین ۱۲ منہ ف۵ یعنے نصاب سے کم نہین ہی ۱۲ منہ ف۶ کرایہ لینے والا ۱۲

کے چل نہیں سکتا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ مبسوط میں ہے جبکہ چوری کی وجہ سے قطع واجب ہوا اور ہنوز اسکا ہاتھ نہیں کاٹا گیا تھا کہ کسی شخص نے اسکا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پس اگر قبل خصومت کے ایسا ہوا تو اسکے ہاتھ کاٹنے والے پر عمداً کاٹنے کی صورت میں قصاص ہے اور خطا کی صورت میں ارش واجب ہے اور چور کا چوری میں بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور اگر بعد خصومت کے قبل حکم قضا کے ایسا ہوا تو بھی یہی حکم ہے لیکن اتنا فرق ہوگا کہ چوری میں چور کا بایاں پاؤں نہ کاٹا جائیگا اور اگر بعد حکم قضا کے ایسا ہوا تو کاٹنے والے پر ضمان واجب ہوگی اور اسکا کاٹنا چوری میں کاٹے جانے کا نائب ہو جائیگا حتے کہ چور نے جو مال سرقہ میں سے تلف کر دیا ہو پس اسکی ضمان واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کسی اجنبی نے داہنا ہاتھ نہیں بلکہ بایاں ہاتھ کاٹا تو چوری کی وجہ سے اسکا داہنا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا تاکہ جنس منفعت گرفت کا بالکل فوت کر دینا لازم نہ آوے اور اگر اسکا بایاں ہاتھ بھی نہ کاٹا گیا بلکہ داہنا پاؤں کاٹا گیا تو چوری کی وجہ سے جو قطع اسپر واجب تھا وہ ساقط ہو گیا اور اگر اسکا داہنا پاؤں بھی نہ کاٹا گیا بلکہ بایاں پاؤں کاٹا گیا ہو تو چوری کی وجہ سے اسکا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر حاکم نے جلاد سے کہا کہ اس مرد کا داہنا ہاتھ کاٹ دے بجرم سرقہ جبکہ یہ مرتکب ہوا ہے پس جلاد نے عمداً اسکا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جلاد پر کچھ واجب نہ ہوگا ولیکن اسکو بطور تادیب[عہ] کے کچھ سزا دیجائیگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اسمیں اشارہ ہے کہ اس صورت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ جلاد نے عمداً اسکا بایاں ہاتھ کاٹا ہو اور اگر خطاءً اس نے ایسا کیا تو بالاجماع وہ ضامن نہ ہوگا خواہ جلاد نے اپنے اجتہاد میں خطا کی بایں طور کہ اس نے اجتہاد کیا کہ نص قرآنی میں مطلق ہاتھ مذکور ہے خواہ داہنا ہو یا بایاں ہو پس اُسنے بایاں ہاتھ کاٹ دیا خواہ اس سے شناخت[عہ] میں خطا ہوئی کہ اُسنے بایاں ہاتھ کاٹ دیا اور یہی صحیح ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر حاکم نے یوں کہا کہ اسکا ہاتھ کاٹ دے پس اُسنے بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا اور اگر چور نے اپنا بایاں ہاتھ پیش کیا اور کہا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ ہے پس جلاد نے اسکو کاٹ دیا تو ضامن نہ ہوگا اگرچہ جانتا ہو کہ یہ اسکا بایاں ہاتھ ہے اور یہ حکم بالاتفاق ہے کذا فی فتح القدیر اور اگر جلاد کے سوائے دوسرے نے اسکا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو بھی ضامن نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر چور کا ہاتھ کاٹے جانے کا حکم ہو گیا پھر کسی نے اسکا داہنا ہاتھ بدون اجازت امام المسلمین کے کاٹ دیا تو اسپر کچھ نہیں ہے ولیکن امام اسکو اس فعل پر تادیب کریگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر جلاد نے اسکا داہنا پاؤں کاٹ دیا تو جلاد اس پاؤں کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور مال مسروقہ کا ضامن ہوگا اور اگر جلاد نے چور کا بایاں پاؤں کاٹا تو جلاد اس پاؤں کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر جلاد نے اُسکے دونوں ہاتھ کاٹے تو اسکا داہنا ہاتھ چوری کے سبب سے کٹا ہوا قرار دیا جائیگا اور بائیں ہاتھ کا جلاد ضامن ہوگا اسکی دیت چور کو ادا کریگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر جلاد نے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دئیے تو چور کے واسطے جلاد اسکے بائیں ہاتھ اور دونوں پاؤں کا ضامن ہوگا اور اگر چور کا داہنا ہاتھ معدوم ہو تو اسکا بایاں پاؤں کاٹا جائیگا یہ فتاوے عتابیہ میں ہے اور اگر چوری کے گواہوں سے چور پر سزائے

عہ تادیب ادب دینا ۱۲ منہ عہ داہنے بائیں کی شناخت میں ۱۲

قطع کا حکم دیدیا گیا پھر چھوٹ بھاگا یا ہنوز حکم نہین دیا گیا تھا کہ وہ چھوٹ بھاگا پھر زمانہ کے بعد پکڑا آگیا تو اُسکا ہاتھ
نہین کاٹا جائیگا اور اگر کوتوال وغیرہ اُسکے پیچھے دوڑ کر اُسی وقت اُسکو پکڑ لائے تو اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین
ہی۔ اور اگر چور نے دو شخصون سے چرایا ہو تو ایک کی غیبت مین چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر کسی چور نے
جوزجانات سے چرایا اور مرافعہ قاضی بلخ کے حضور مین ہوا تو قاضی مذکور کو بعد ثبوت کے اسکے ہاتھ کٹنے کا اختیار
ہی اور اگر جوزجانات پر باغیون مین سے کوئی شخص براہ بغاوت بدون تقلید از جانب والی خراسان کے غالب ہوا تو
قاضی بلخ کو جوزجانات کے چور پر حد سرقہ قائم کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور یہ نظیر اُسکی ہی کہ خوارزم مین سے کسی نے چرایا
اور قاضی بخارا کے پاس مرافعہ کیا گیا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سرقہ سخت سردی یا گرمی مین ثابت ہوا کہ اس حالت
مین اُسکے ہاتھ کاٹنے سے اسکی موت کا خوف ہی تو قید رکھا جائے یہان تک کہ سختی سردی یا گرمی کی فرو ہو جاوے
اور اگر اسقدر شدت نہ ہو کہ کاٹے جانے سے چور کی موت کا خوف ہو تو تاخیر نہ کیجائیگی بلکہ قطع کر دیا جائیگا اور اگر سردی
یا گرمی مین کمی آنے تک قید رکھا گیا پھر وہ قید خانہ مین مر گیا تو مال مسروقہ کی ضمانت اس چور کے ترکہ مین واجب ہوگی
یہ مبسوط مین ہی۔ اور چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا تا آنکہ جس سے چرایا ہی وہ حاضر ہو اور سرقہ کا مطالبہ کرے اور
امام ابو یوسف رہ فرماتے ہین کہ مین حد مین کاٹ دونگا اور صحیح وہی ہی جو ظاہر روایہ ہی یہ زاد الفقہاء مین ہی اور
ہمارے نزدیک چوری کا گواہی سے ثابت ہونا یا خود چور کے اقرار سے ثابت ہونا دونون یکسان ہین کچھ فرق
نہین ہی اور اسی طرح اگر وقت قطع کے غائب ہو گیا تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور مستودع
یعنے ودیعت رکھنے والے سے اگر مال ودیعت چرا لیا یا غاصب سے مال مغصوب چرا لیا یا صاحب ربوا سے مال ربوا
یا مستعیر سے مال مستعار یا مستاجر سے مال اجارہ یا مضارب سے مال مضاربت یا مستبضع سے مال بضاعت یا جسنے
خریدنے کے واسطے کسی چیز پر قبضہ کر لیا اس سے یہ چیز یا مرتہن سے مال مرہون چرا لیا تو انہین سے ہر ایک کو
اختیار ہی کہ چور کا ہاتھ کٹوائے اور نیز ہر ایسا شخص جسکے ہاتھ مین دوسرے کی چیز حفاظت کیواسطے ہی جیسے باپ یا وصی وغیرہ
اسکو اختیار ہی کہ چور اگر اس سے چرائے تو چور کا ہاتھ کٹوائے اور نیز حد سرقہ بھی جاری کی جاویگی کہ جب
ان لوگون سے چرانے کی صورت مین مال مسروقہ کے اصل مالک نے نالش کی لیکن راہن کی خصومت سے جبھی حد سرقہ چور پر
جاری کی جائیگی جب بعد ادائے قرضہ کے مال مرہون قائم ہو یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کسی مال مسروقہ کے سرقہ مین چور کا
ہاتھ کاٹا گیا پھر دوسرے چور نے اس چور سے یہ چیز چرالی تو اول چور کو یا اصل مالک کو کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے چور کا
ہاتھ کٹوائے اور ایک روایت کے موافق اول چور کو یہ اختیار ہی کہ اس سے واپس لیوے اور اگر دوسرے چور نے قبل
اول چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے یا کسی شبہہ کی وجہ سے اسکے ذمہ سے حد سرقہ دور کیے جانیکے بعد چرایا تو اول چور
کی خصومت کرنے سے دوسرے چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ نوادر بن سماعہ مین ہی کہ مین نے امام محمد سے دریافت

؎ وہ شخص جس نے شرکت مین تجارت کرانے کے واسطے مال لیا ہو ۱۲ ؎ یعنے جسکا مال چرا[illegible]
؎ کہ کاٹا نہ جائیگا ۱۲ ؎ یعنے جو حکم شرع لازم تھا دے وہ حد جاری کرادے ۱۲ ؎ یعنے اسکو حد سرقہ کی سزا دیجائیگی ۱۲

اگر ایک نے دوسرے سے ہزار درم چرا لیے پھر ایک اور شخص نے جسکے ہزار درم اس مسروق منہ پر آتے ہیں یہ ہزار درم مسروقہ اس چور سے غصب کر لیے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ میں چور اول سے سزائے قطع دور کرونگا یہ محیط میں ہے اگر کسی چور نے مال چرا لیا اور قبل اسکے کہ مقدمہ حاکم کے پاس جاوے مال مسروقہ اسکے مالک کو واپس دیا تو چور کو سزائے قطع نہ دیجائیگی اور اگر گواہ گذر جانے اور حکم ہو جانیکے بعد واپس کیا تو قطع کیا جائیگا اور قبل حکم قضا ہونیکے واپس کرنے میں استحساناً سزائے قطع جاری کیجائیگی اور اگر چور نے مالک مال کے فرزند یا کسی ذی رحم کو واپس دیا پس اگر وہ مالک مال کے عیال[1] میں ہو تو چور کو سزائے قطع دیجائیگی اور اگر اُسکے عیال میں ہو تو نہ دیجائیگی۔ اور اسی طرح اگر اسکی جورو یا غلام یا اجیر کو جو ماہواری یا سالانہ پر نوکر ہے واپس کیا تو بھی حکم اسی تفصیل سے ہے۔ اور اگر اُسکے والد یا جد یا والدہ یا جدہ کو واپس دیا حالانکہ یہ لوگ اسکے عیال میں نہیں ہیں تو سزائے قطع نہ دیجائیگی اور اگر اُسکے عیال میں جو شخص ہے اسکو دیا تو سزائے قطع دیجائیگی اور اگر اسکے مکاتب کو واپس دیا تو سزائے قطع نہ دیجائیگی کیونکہ مکاتب اُسکا غلام ہے۔ اور اگر کسی مکاتب کا مال چرایا اور اُسکے مولی کو واپس دیا تو سزائے قطع نہ دیجائیگی اور اگر عیال میں سے کسی سے چرایا اور ایسے شخص کو واپس دیا جسکے عیال میں یہ عیال ہے تو سزائے قطع دی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کسی چور پر مال چوری کی بابت سزائے قطع کا حکم ہو گیا پھر مالک نے یہ مال اسکو ہبہ کر کے سپرد کر دیا یا اُسکے ہاتھ فروخت کر دیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر چور سے کسی نے یہ مال غصب کر لیا اور مالک نے غاصب سے ضمان[2] اختیار کی تو چور سے سزائے قطع ساقط ہو گئی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور قدر دس درم کا ہونے میں یہ معتبر ہے کہ مال مسروقہ کی قیمت روز سرقہ دس درم ہو اور نیز بروز سزائے قطع دس درم ہو چنانچہ اگر روز سرقہ اسکی قیمت دس درم ہو اور اسکے بعد اسمیں نقصان آگیا پس اگر نقصان بدین وجہ آیا کہ مال عین میں سے کچھ کمی ہو گئی ہے تو سزائے قطع دیجائیگی اور اگر بوجہ نقصان نرخ کے قیمت میں نقصان آیا ہو تو سزائے قطع نہ دیجائیگی یہ ظاہر الروایۃ کا حکم ہے کذا فی المحیط اور اگر کسی غلام نے دس درم کی چوری کا اقرار کیا پس اگر یہ غلام ماذون ہو تو اُسکا اقرار صحیح ہے اور اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہ مال مسروق منہ کو جس سے چرا لیا ہے واپس دیا جائیگا اگر قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو غلام مذکور پر ضمان واجب ہوگی خواہ اسکے مولی نے اسکے اقرار کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر یہ غلام مجبور ہو اور مال ویسا ہی موجود ہے پس اگر اُسکے مولی نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور مسروق منہ کو مال سرقہ واپس دیا جائیگا اور اگر مولی نے اُسکی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مال میرا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائیگا اور مال مذکور مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور اگر مال مذکور تلف ہو گیا ہو تو ہمارے سب صاحب کے نزدیک غلام مذکور کا اقرار بابت حد شرعی یعنی سزائے قطع کے صحیح ہوگا اور غلام مذکور پر ضمان واجب نہ ہوگی خواہ اسکے مولی نے اسکی تکذیب کی ہو یا تصدیق کی ہو۔ اور یہ سب اسی وقت ہے کہ غلام وقت اقرار کے کبیر ہو اور اگر وقت اقرار کے صغیر ہو تو اُسپر سزائے قطع بالکل لازم نہیں آتی ہے لیکن مال کی نسبت یہ حکم ہے کہ اگر صغیر ماذون ہو تو مال سرقہ مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا بشرطیکہ ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو وہ ضامن ہوگا۔ اور

[1] عیال وہ لوگ جو ساتھ رہتے ہوں یا پرورش مراد ہے ۱۲ منہ ع یعنے سزائے قطع نہ دیجائیگی ۱۲ [2] یعنے تاوان لینا غاصب سے پسند کیا

اگر غلام محجور ہو پس اگر مولیٰ نے اسکے اقرار کی تصدیق کی ہو تو مال مسروقہ مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اگر ویسا ہی قائم ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اُسپر ضمان نہ ہوگی نہ فی الحال اور نہ بعد آزاد ہونے کے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر غلام نے دس درہم سے کم کی چوری کا اقرار کیا تو اسپر سزائے قطع نہ ہوگی پھر مال کی بابت دیکھا جائیگا کہ اگر یہ غلام ماذون ہو تو اسکا اقرار صحیح ہوگا اور مال مذکور مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور اگر تلف ہو گیا ہو تو ضامن ہوگا خواہ غلام مذکور کبیر ہو یا صغیر ہو۔ اور اگر غلام مذکور محجور ہو پس اگر اسکے مولے نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو یہی حکم ہے اور اگر تکذیب کی تو یہ مال مولیٰ کا ہوگا اور غلام کو دیکھا جائیگا کہ اگر وقت اقرار کے کبیر ہو تو بعد عتق کے مال اقراری کا ضامن ہوگا اور اگر صغیر ہو تو ضامن نہ ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر چور کو سزائے قطع دی گئی اور مال مسروقہ بعینہ اسکے پاس موجود ہو تو وہ مال اسکے مالک کو واپس دیا جائیگا کیونکہ مال مذکور اپنے مالک کی ملک میں باقی ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر تلف ہو گیا ہو تو سارق مذکور اسکا ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُسنے تلف کر ڈالا ہو تو بھی بنا بر مشہور کے یہی حکم ہے کہ ضامن نہ ہوگا اسواسطے کہ ہمارے نزدیک سزائے قطع و ضمان مال کے درمیان جمع نہیں کی جاتی ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ سزائے قطع واقع ہو گئی ہو اور اگر اُس نے سزائے قطع دیے جانے سے پہلے تلف کر دیا یا تلف ہو گیا پس اگر مالک نے کہا کہ میں اس سے اپنے مال کی ضمان لونگا تو پھر ہمارے نزدیک اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر مالک نے کہا کہ میں سزائے قطع کو اختیار کرتا ہوں تو چور کو سزائے قطع دیدی جائیگی اور اُسپر ضمان نہ ہوگی یہ ہمارے نزدیک ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر چور کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر چور کے سوائے کسی دوسرے نے مال مسروقہ کو جو بعینہ موجود ہے تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ تلف کرنے والے سے اسکی قیمت تاوان لے اور اگر چور نے وہ مال کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھا ہو اور وہ اسکے پاس تلف ہو گیا تو مستودع ضامن نہ ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر چور نے مال مسروق کسی دوسرے کو اپنی طرف سے بذریعہ بیع یا ہبہ یا اسکے مانند وجہ کے مالک کر دیا اور یہ قبل چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے واقع ہوا یا اسکے بعد واقع ہوا تو یہ تملیک باطل ہے اور مال مسروق منہ کو واپس دیا جائیگا اور مشتری اپنا ثمن چور سے واپس لے گا۔ اور اگر وہ مال مشتری یا موہوب لہ کے پاس تلف ہو گیا ہو تو مشتری یا چور کسی پر ضمان نہ ہوگی ایسا ہی امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے اور اگر مشتری یا موہوب لہ نے اسکو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس سے تاوان لے پھر مشتری نے اپنا ثمن جو ادا کیا ہے چور سے واپس لیگا اور چور سے اس مال کی قیمت واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی آدمی نے چور سے غصب کر لی اور چور کا ہاتھ کاٹے جانے کے بعد وہ غاصب کے پاس تلف ہو گئی تو چور کے واسطے اسپر ضمان نہ ہوگی اور مالک کے واسطے بھی ضمان نہ ہوگی یہ ایضاح میں ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی اور پھر اسکو ایک ہی حد کی سزا دی گئی تو یہ سزا اس سب کے واسطے ہوگی اسواسطے کہ جو حدود حق اللہ تعالیٰ کیواسطے ہوتے ہیں جب وے کئی مجتمع ہو جاتے ہیں تو متداخل ہو جاتے ہیں بشرطیکہ سب ایک ہی جنس کے ہوں

ف۱ غلام محجور کی تصریح اپنے مقام پر ہے وہاں دیکھنا چاہیے ۱۲ منہ ف۲ جیسا کہ معلوم ہو چکا کہ سزائے قطع و ضمان دونوں جمع نہیں کیجاتی ہیں ۱۲
ف۳ اور اس صورت میں جمع قطع و ضمان لازم نہیں آویگا ۱۲ ف۴ کیونکہ یہ سلطے تصرفات دوسرے کی ملک میں ہیں ۱۲ منہ ف۵ یعنے قیمت مال مذکور ۱۲

اسلیے کہ مقصود اقامت حد سے یہ ہوتا ہو کہ سبب جرم کے ارتکاب سے منزجر ہو بخلاف اسکے اگر اُسنے ایکبار چوری کی اور اسپر حد قائم کی گئی پھر اُسنے دوسری بار چوری کی تو ایسا نہیں ہو بلکہ دوسری حد قائم کیجاویگی کیونکہ ہمکو یہ یقین معلوم ہوا کہ وہ حد اوّل سے منزجر نہیں ہوا ہو اور اس امر پر اجماع ہو کہ اگر چوری کے مالوں کے مالک حاضر ہوئے اور اُنھوں نے مخاصمہ کرکے چور پر سرقہ ثابت کیا پس اگر اموال سرقہ چور کے پاس تلف ہو گئے ہوں یا اُسنے تلف کردیے ہوں تو وہ انکے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر ان میں سے ایک یا دو حاضر ہوئے اور انھوں نے مخاصمہ کیا اور باقی لوگ غائب ہوں پس جو حاضر ہو اسکے واسطے قاضی نے چور کا ہاتھ کاٹا پھر باقی لوگ حاضر ہوئے پس اگر چور کے پاس اموال سرقہ تلف ہو گئے ہوں یا اُسنے تلف کردیے ہوں بہرحال امام اعظمؒ کے نزدیک باقیوں کے واسطے انکے اموال کا ضامن نہوگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ غائبوں کے سرقات کی قیمت کا ضامن ہوگا اور جو شخص وقت خصومت کے حاضر تھا اسکے سرقہ کا بالاجماع ضامن نہوگا اور اگر اموال مسروقہ قائم ہوں تو امام انکو انکے مالکوں کو واپس کردیگا اور یہ واپس کرنا سزائے قطع سے مانع نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک ہی شخص نے کئی بار ہر بار سرقہ کا نصاب کامل چرایا اور بعض سرقہ نصاب کامل میں کسی سے مخاصمہ کیا گیا حتی کہ بعد ثبوت کے اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی نصابوں کا امام اعظمؒ کے نزدیک ضامن نہوگا اور ہمین صاحبینؒ کا خلاف ہو یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور اگر چوری کا اقرار کیا اور جس سے چرایا ہو وہ غائب ہو پس حاکم نے اپنا اجتہاد کیا پس اپنے اجتہاد سے اسکا ہاتھ کٹوادیا تو مسروق منہ کے واسطے چور مذکور کچھ ضامن نہ ہوگا اگرچہ مسروق منہ بعد حاضر آنے کے اسکے اقرار کی تصدیق کرے یہ مبسوط میں ہو

تیسرا باب سارق مال سرقہ میں جو شی پیدا کرے اسکے بیان میں

اگر کسی دار میں کوئی کپڑا چرایا اور دار ہی کے اندر ہی اسکو پھاڑ کر دو ٹکڑے کردیے پھر اسکو باہر نکالا پس اگر یہ کپڑا بعد چاک کر ڈالنے کے مساوی دس درم کے ہو تو بالاتفاق اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے اگر باہر نکال لانے کے بعد اُسنے پھاڑا کہ جس سے اسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم ہو گئی۔ اور اگر اُسنے حرز کے اندر چاک کردیا پھر اسکو باہر نکالا حالانکہ وہ مساوی دس درم کے ہو پس اگر اسطرح عیب دار کردینے سے نقصان یسیر آگیا ہو تو بالاتفاق چور پر سزائے قطع ہوگی اور اگر نقصان فاحش ہو پس اگر کپڑے کے مالک نے یہ اختیار کیا کہ کپڑا پھٹا ہوا لیکر اُس سے اپنے نقصان کا تاوان لے تو چور پر سزائے قطع ہوگی اور اگر یہ اختیار کیا کہ یہ کپڑا چور کو دیدے اور اس سے اپنے صحیح سالم کپڑے کی قیمت لے تو چور پر سزائے قطع نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ہر دو صورت میں اسپر سزائے قطع نہیں ہو یہ مبسوط میں ہو اور علما نے فاحش و یسیر کے فرق میں اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ نقصان فاحش اسقدر نقصان ہو کہ جس سے عین مال میں کچھ منفعت فوت ہو جاوے اور یسیر وہ ہو کہ اس سے کچھ منفعت زائل نہ ہو بلکہ فقط عیب آگیا ہو یہ بحر الرائق میں ہو۔ اور اگر کپڑا پھاڑ دینے سے اسکا اتلاف ہو یعنی وہ کپڑا بیکار ہو گیا ہو تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس کپڑے کی پوری قیمت اس چور سے تاوان لے اور اسکے زیادہ کچھ اختیار نہیں ہو اور چور اس پھٹے ہوئے کپڑے کا مالک ہو جائیگا اور اسکو سزائے قطع نہ دیجائیگی اور اتلاف یعنی بیکار کر ڈالنے کی یہ تعریف ہو کہ اس کپڑے کی قیمت نصف سے زیادہ گھٹ جائے یعنی اگر نصف قیمت کا بھی نہ ہو تو یہ

اختلاف ہو کذا فی التبیین۔ اور اگر بکری چرائی پس اسکو ذبح کر ڈالا پھر اسکو حرز سے باہر نکال لایا تو چور کو سزائے قطع نہ دیجائیگی
اگرچہ بعد ذبح کے وہ مساوی دس درم یا زیادہ کی ہو لیکن مسروق منہ کو اسکے واسطے اسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتح القدیر میں
ہی۔ اور اگر ایسی چاندی یا سونا چرایا جس میں قطع واجب ہی پھر اسکے درم یا دینار بنائے تو اسکو سزائے قطع دیجائیگی اور امام اعظم رح
کے نزدیک یہ درم یا دینار مسروق منہ کو واپس دیگا اور صاحبین رحنے فرمایا کہ مسروق منہ کو ان درمون یا دینار لینے
کی کوئی راہ نہیں ہی کذا فی الہدایہ اور اسی طرح اگر اس چاندی یا سونے کے برتن یا زیور بنالئے تو بھی ایسا ہی خلاف ہی
یہ تبیین میں ہی۔ اور اگر کسی نے لوہا یا تانبا یا پیتل یا مشابہ اسکے کوئی چیز چرائی پھر اسکے برتن بنائے پس اگر بنائے جانیکے بعد
وہ وزن سے فروخت ہوتے ہوں تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور اگر بعد اسکے وہ عدد و گنتی سے فروخت ہوتے ہوں تو وہ
بالاجماع چور کے ہو جاوینگے اور اگر کوئی کپڑا چرا کر قطع کر کے سلایا تو سزائے قطع دیجائیگی بعد بالاجماع وہ چور کا ہوگا اور کچھ
ضامن نہوگا کذا فی الغیاثیہ ولیکن چور کو اس سے کسی طرح استنفاع حاصل کرنا حلال نہیں ہی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ چور اسکا ضامن ہی
یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ اور اگر چور نے مسروقہ کپڑے کی قمیص قطع کرالی کہ ہنوز نہیں سی ہی کہ اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ نظر دی گئی تو یہ کپڑا قطع کیا ہوا
مسروق منہ کو واپس دیگا یہ مبسوط میں ہی۔ اور اگر کپڑا چرا کر اسکو سرخ رنگا پس چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح
کے نزدیک یہ کپڑا اس سے نہ لیا جائیگا اور نہ وہ ضامن ہوگا کذا فی الکافی اور اگر بعد ہاتھ کاٹے جانے کے اسنے رنگا ہو
تو واپس دیگا یہ بحر الرائق و اختیار شرح مختار میں ہی۔ اور اگر چور نے اسکو سیاہ رنگا پھر اسکا ہاتھ کاٹا گیا یا ہاتھ کاٹے جانے
کے بعد اسنے سیاہ رنگا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اس سے لیا جائیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک
اول صورت اور یہ دونوں یکسان ہیں یہ فتح القدیر میں ہی۔ نوادر ابن سماعہ میں امام محمد رح سے مروی ہی کہ اگر چور کا
ہاتھ کاٹا گیا حالانکہ وہ چوری کا کپڑا رنگ چکا تھا یا کرتہ قمیص سی چکا تھا جسسے کہ مالک کو اسکے واپس لینے کا اختیار نہیں
رہا تو میں چور کے حق میں یہ فتویٰ دونگا کہ اسکو فروخت کر کے جو کچھ اسنے رنگنے و سینے میں بڑھایا ہی بقدر اسکے ثمن سے
لے لے اور باقی کو صدقہ کر دے اور اسی طرح قمیص کو فروخت کر کے اسکے ثمن سے سلائی بھر لیکر باقی کو صدقہ کرے اور
اسیطرح اگر گیہوں چرا کر انمیں ستو یا آٹے بنانے کا تصرف کیا تو انمیں بھی یہی حکم ہی کہ اسکے ثمن سے بقدر اپنے خرچ کے لیکر باقی کو صدقہ
کرے یہ محیط میں ہی۔ اور اگر کسی نے درم چرا کر انکو گداختہ کیا یا کنگن ڈھال لیا تو مسروق منہ کو اختیار ہی کہ انکو واپس لے لے اور اگر
مال مسروقہ پیتل ہو کہ اسکے قمقمہ بنالیے یا لوہا ہو کہ اسکی زرہ بنالی تو مسروق منہ اسکو نہیں لے سکتا ہی اور اسی طرح سوائے
انکے عروض میں اگر کوئی چیز چرائی اور اسکو اسکی حالت سے متغیر کر دیا پس اگر تغیر بنقصان ہو تو مسروق منہ اسکو لے سکتا ہی
اور اگر مال مسروقہ بکری ہو جو بچہ جنی تو مسروق منہ ان دونوں کو واپس لے لیگا یہ مبسوط میں ہی۔ اور اگر گیہوں چرا کر انکو پیسا
تو سزائے قطع دیجانے کے بعد وہ آٹا چور کا ہوگا اور اگر ستو چرا کر انکو شہد یا روغن میں لت کیا تو اسمیں ویسا ہی خلاف
ہو جیسا رنگنے میں ہی یہ شرح طحاوی میں ہی۔ اور اگر ایک شخص نے کسی ایسے کا مال چرایا جس سے اسکا ہاتھ کاٹا جانا واجب ہوا و بعد

ف یہ امر ظاہر ہو کہ حکم یہی ہی چور و لیکن دیانۃً اسکو اس سے استنفاع حلال نہ ہوگا اور وہ ضامن ہوگا ۱۲ منہ ع مترجم کہتا ہی کہ اصل اس مسئلہ میں وہ ہی جسکو
مصنف نے احکام میں لکھا ہی اسی طرح کا حکم بھی عرض کی بابت ہی ۱۲ منہ ع یعنی جسکو چرایا ہی خواہ اصل مالک یا جسکو وہ ملی ہی مثل ہبہ کے استحقاق ہو تو مقبوض جیسے ستودع ہو

اُسنے عمداً کسی ایسے کا ہاتھ کاٹا ہو کہ قصاص میں اُسکا ہاتھ کاٹا جانا واجب ہوا اور اسکے ہاتھ پر چوری و قصاص دونوں طرح سے ہاتھ کاٹا جانا مجتمع ہوا تو قصاص مقدم رکھا جائیگا یعنی پہلے قصاص میں اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا پس وہ مال مسروقہ کا ضامن ہوگا یعنے تاوان دیدیگا اور اگر قصاص کا حکم دیے جانے کے بعد ہی صاحب قصاص نے اسکو عفو کر دیا یا اُس سے صلح کر لی تو چوری میں اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر صلح نہ کی یہانتک کہ زمانہ گذر گیا حالانکہ وہ دونوں اس قصاص سے صلح باہمی کی رضامندی ظاہر کرتے ہیں پھر بعد زمانہ گذرنے کے دونوں نے صلح کر لی تو پھر بسبب تقادم عہد کے سرقہ کی وجہ سے اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور اگر چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جانا اور قصاص میں بایاں پاؤن کاٹا جانا دونوں مجتمع ہوئے تو پہلے اُس سے قصاص لیا جائیگا پھر قید خانہ میں رکھا جائیگا یہانتک کہ اچھا ہو جاوے پھر چوری کی بابت اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اسیطرح اگر قصاص ایسے سر میں زخم کا ہوا اور چوری کی بابت ہاتھ کاٹنا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے ✤

چوتھا باب قطاع الطریق یعنی رہزنون کے بیان میں - جاننا چاہیے کہ راہزنون کے واسطے چند احکام خاص ہین قتل سولی دیے جانے وغیرہ کے لیکن ایسے راہزن جنکے واسطے احکام مخصوصہ ہین شرطین بھی ہین ایک یہ کہ ایسے لوگ ہون کہ انکے واسطے شوکت و منعت ایسی حاصل ہو کہ راہ سے گذرنے والے انکا مقابلہ نہ کر سکین اور سلطنے نہ ٹھہر سکین اور راہگیرون پر انھون نے رہزنی کی ہو خواہ ہتھیار سے یا لٹھ سے یا پتھر وغیرہ سے دوم آنکہ رہزنی شہر سے باہر شہر سے دور ہوا ور ینابیع میں لکھا ہے کہ دو قریہ اور دو مصر اور دو مدینہ کے درمیان رہزنی نہین ہوتی ہے اور اگر ان لوگون اور قصبہ کے درمیان مین رات دن کی راہ ہو تو وہان رہزنی ہوگی ایسا ہی ظاہر الروایہ مین ہے - اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر ان لوگون اور قصبہ کے درمیان راہ سفر سے کم بھی ہو یا قصبہ مین انھون نے رات کو رہزنی کی ہو تو انپر احکام راہزنون کے جاری کیے جاوینگے اور اسی پر فتوی ہے سوم آنکہ یہ امر دار الاسلام مین اُنسے صادر ہوا ہو چہارم آنکہ تمام وہ شرائط جو چھوٹی چوری مین مذکور ہوئے ہین پائے جاوین اور یہ شرط ہے کہ راہزن سب کے سب اجنبی ہون صاحبان اموال کے حق مین اہل وجوب قطع ہون - پنجم آنکہ ان راہزنون کے توبہ کر لینے اور مالکون کو مال واپس کر دینے سے پہلے امام المسلمین نے انپر قابو پایا ہووے یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر ایک جماعت روک ٹوک کی قدرت رکھنے والی یا ایک ہی شخص ایسا کہ روکنے اور باز رکھنے پر قادر ہے نکلے پھر انھون نے راہزنی کا قصد کیا مگر ہنوز نہ کچھ مال لیا تھا نہ کسی جان کو قتل کیا تھا کہ گرفتار ہووے تو امام انکو قید خانہ مین قید کریگا یہانتک کہ وہ توبہ کرین مگر پہلے انکو تعزیر دیدیجائیگی - اور اگر انھون نے مال معصوم لیا یعنے کسی مسلمان یا ذمی کا مال لیا اور اسقدر مال ہے کہ درصورت اس جماعت پر تقسیم کیے جانے کے ہر ایک کو دس درم یا زیادہ پہونچتے ہین یا ایسی چیز پہونچتی ہے جسکی قیمت اسقدر ہوتی ہے تو امام ان لوگون کے داہنے ہاتھ اور اُلٹے طرف کے پاؤن قطع کریگا اور اگر حربی مستامنون کی راہزنی کی ہو تو راہزنون پر حد جاری نہ کیجائیگی اور اگر راہزنون نے قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو امام المسلمین انکو بسزاے حد شرعی قتل کریگا حتے کہ اگر اولیاے مقتول

ـــــــــــــــ

سلہ یہ نہوگا کہ چوری مین اسکا دوسرا ہاتھ کاٹ دیا جاوے وہ وجہ ظاہر ہے ۱۲ سلہ یعنی جن لوگون کا مال لوٹا انکا کوئی راہزن ایسا رشتہ دار نہ ہو کہ اگر وہ چوری کرتا تو اسپر قطع واجب نہ ہوتی بلکہ یہ ہو کہ سب ایسے ہون کہ چوری مین انپر سزاے قطع واجب ہو ۱۲ سلہ یعنے دونوں کے درمیان تین رات دن کی دوری ہو ۱۲ منہ

نے انکو عفو کر دیا تو انکی عفو کی طرف التفات نہ فرمادیگا۔ اور اگر راہزنون نے مال بھی لیا اور قتل بھی کیا تو انکے سزا دینے
مین امام کو اختیار ہے چاہے انکے داہنے ہاتھ اور بائین پانون قطع کرکے پھر انکو قتل کرے اور سولی دے اور چاہے بدون
قطع انکو قتل کرے اور چاہے انکو سولی دیدے اور جب سولی دینا چاہا تو ظاہر الروایہ کے موافق زندہ سولی دیکر نیزہ
سے انکا پیٹ پھوڑ دے تاکہ مر جاوین اور امام طحاوی سے مروی ہے کہ زندہ سولی نہ دیگا بلکہ قتل کرکے پھر سولی دیگا اور
اول اصح ہے اور یہی امام کرخی کا قول ہے پھر صحیح یہ ہے کہ تین روز تک انکو سولی دیا ہوا چھوڑ رکھیگا پھر روکنے ور کردیگا تاکہ ان
لوگون کے جو کوئی وارث وغیرہ ہون وہ انکو اتار کر دفن کرین یہ کافی مین ہے۔ اور جب راہزن قتل کیا گیا یا قطع کیا گیا تو پھر
اسپر مال کی ضمان نہین ہوتی ہے کذا فی المحیط اور نیز جو اسنے قتل یا مجروح کیا ہے اسکا بھی ضامن نہین ہوتا ہے یہ تبیین مین
ہے۔ اور اگر مباشر قتل انمین سے ایک ہی ہوا ہو تاہم حد شرعی ان سب پر جاری کی جاویگی یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔
اور اگر راہزن نے قتل نہ کیا اور نہ مال لیا مگر مجروح کیا ہے تو جسکے مجروح کرنے مین قصاص آتا ہے اسکی بابت اس سے
قصاص لیا جاسکتا ہے اور جسمین ارش ہے اسکا ارش لیا جاسکتا ہے اور لینے کا اختیار والیان قصاص کو ہے یہ ہدایہ مین
ہے اور اگر راہزنون نے مال لیا اور مجروح کیا تو داہنے طرف کے ہاتھ اور بائین طرف کے پانون قطع کیے جاوینگے
اور جراحات کا حکم باطل ہو جائیگا خواہ عمداً مجروح کیا ہو یا خطا سے یہ سراج وہاج مین ہے اور اگر راہزن نے توبہ کرلی
پھر پکڑا گیا حالانکہ اسنے راہگیر کو عمداً قتل کیا ہے تو اولیائے مقتول کو اختیار ہے چاہین اسکو قتل کرین اور چاہین اسکو
عفو کرین اور جو مال لے لیا ہے اگر اسکے پاس تلف ہو گیا یا اسنے تلف کر دیا اسکی ضمان اسپر واجب ہوگی یہ ہدایہ مین ہے
اور اگر گروہ رہزنان قبل توبہ کرنے کے گرفتار ہوا اور انھون نے عمداً مقتول مجروح کیا ہے ولیکن جو کچھ مال انھون نے
لیا ہے وہ ہیچ چیز ہے اور ہر ایک کے حصہ مین قدر نصاب نہین پہونچتی ہے تو امر قصاص مین خواہ قصاص نفس ہو یا
قصاص جرح اولیائے قصاص کو اختیار ہے چاہے قصاص لے لین اور چاہین عفو کر دین یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر اسنے
فقط مال لے لیا اور کچھ نہین کیا پس اگر توبہ کرکے حاضر ہوا قبل اسکے کہ گرفتار کیا جاوے تو اسپر واجب ہے کہ جو کچھ اسنے
لیا ہے واپس کرے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اسکی ضمان دے یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر رہزنی کرکے مال لے لیا پھر اس
فعل کو ترک کرکے اپنے اہل وعیال مین زمانہ تک مقیم رہا تو امام المسلمین استحساناً اسپر حد جاری نہ کریگا یہ مبسوط مین ہے
اور اگر رہزنون مین کوئی طفل ہو یا مجنون ہو یا جس آدمی کی رہزنی کی ہے اسکا کوئی ذو رحم محرم ہو تو باقیون
کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اسی طرح اگر انمین کوئی گونگا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔
اور اگر رہزنون نے ایک بڑے قافلہ کی جسمین مسلمان اور حربی مستامن بھی ہین رہزنی کی تو ان رہزنون پر حد جاری
کیجائیگی الا انکہ قتل کرنا اور مال لے لینا خاصۃً حربیون کے ساتھ واقع ہوا ہو تو ایسی صورت مین اسپر حد واجب نہوگی جیسے کہ

لہ اسکی تفصیل اپنے موقع پر بیان ہوئی وہان دیکھنا چاہیے ۱۲ منہ ۲ے قولہ اولیائے قصاص یہ لفظ نہایت جامع ہے
یعنی اگر جان کا قصاص ہے تو مقتول کا وارث اور اگر جرح ہے تو خود مجروح یا اگر مر گیا ہو تو اسکے ذمہ ۱۲ منہ ۳ے رشتہ دار
قریب جنمین ایک دوسرے کے ساتھ نکاح ناجائز و حرام ہوتا ہے مثلاً بھائی بہن و چچا بھتیجی وغیرہ ۱۲ ۴ے اگرچہ وہ
مال کا ضامن ہوگا ۱۲ ۵ے یعنے ان آدمیون میں سے یا ایک آدمی ۱۲

جب خالی حربی ہون انکے ساتھ مسلمان و ذمی کوئی نہ ہون تو رہزنی سے حد واجب نہیں ہوتی ہے یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر قافلہ والون مین سے بعض نے بعض کی رہزنی کی تو حد واجب نہیں ہوتی ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور ابراہیم نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ رہزنون نے ایک قافلہ کی رہزنی کی اور ایک آدمی کو قتل کیا پھر پیٹھ پھیر کر چل دیے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ان لوگون مین ولی مقتول موجود تھا اور اُسنے ان رہزنون کا پیچھا کیا تو قافلہ والون کو بھی انکا پیچھا کرنا روا ہے ورنہ نہیں اور اگر ان رہزنون نے کسی شخص کا مال لے لیا تو قافلہ والون کو انکا پیچھا کرنا روا ہے اگرچہ مالک مال نے انکا پیچھا نہ کیا ہو اور اگر یہ مال تلف کر دیا گیا ہو تو قافلہ والون کو پیچھا کرنا روا نہیں ہے اسواسطے کہ وہ مال ان تلف کرنے والون کے ذمہ قرضہ ہو گیا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر انمین کوئی غلام ہو تو وہ مثل مردان آزاد کے ہے اور عورت کا بھی یہی حکم ہے ظاہر الروایہ ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر راہزنی کرنے مین مرد و عورتین مشترک ہوئی ہون تو ظاہر الروایہ کے موافق انپر سزاے قطع کی حد نہیں واجب ہو گی۔ اور اگر رہزنون مین عورت ہو جسنے قتل کیا اور مال لے لیا اور مردون نے یہ نہیں کیا تو عورت قتل نہ کیجائیگی بلکہ مرد قتل کیے جاوینگے اور یہی مختار ہے۔ دس عورتون نے راہزنی کی اور انھون نے قتل کر کے مال لے لیا تو سب قتل کیجاوینگی اور سب مال کی ضامنہ ہونگی یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر رہزنون نے اقرار کیا تو رہزن کے ایکبار اقرار کرنے سے قطع طریق ثابت ہو جاتا ہے ولیکن سرقہ صغریٰ کے مثل اسمین بھی اقرار کنندہ کا پھر جانا مقبول ہے یعنی اگر اقرار سے رجوع کیا تو قبول ہو گا پس حد ساقط ہو جائیگی اور مال کا اُس سے مواخذہ کیا جائیگا بشرطیکہ اسنے اقرار مذکور کے ساتھ مال لینے کا اقرار کیا ہو۔ اور نیز قطع طریق کا ثبوت دو گواہون کی گواہی سے ہوتا ہے بشرطیکہ دونون رہزنی معائنہ کرنے کی یا رہزنون کے اقرار کرنے کی گواہی دین اور اگر ایکنے رہزنی کے معائنہ کی اور دوسرے نے رہزنون کے اقرار رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہو گی۔ اور اگر گواہ نے اپنے باپ پر رہزنی کی گواہی دی تو خواہ باپ ہو یا دادا ہو یا پر دادا وغیرہ کتنے ہی اونچے درجہ کا ہو گواہی قبول نہ ہو گی اور اسیطرح اگر اپنے بیٹے یا پوتے یا پرپوتے وغیرہ کتنے ہی نیچے درجہ کے فرزند پر رہزنی کی گواہی دی تو قبول نہ ہو گی۔ اور اگر دونون گواہون نے کہا کہ قطعوا علینا و علی اصحابنا و اخذوا اموالنا[عہ] تو گواہی قبول نہ ہو گی۔ اور اگر گواہون نے رہزنون پر عام لوگون مین سے کسی کی رہزنی کرنے کی گواہی دی اور اس شخص کا کوئی ولی معلوم ہوتا ہے یا نہیں معلوم ہوتا ہے تو بدون کسی خصم کے حاضر ہونیکے انپر حد نہیں قائم کیجائیگی اور اگر رہزنون نے امان لیکر داخل ہونے والے تاجرون کی رہزنی دار الحرب[عہ] مین کی یا دار الاسلام مین ایسے مقام پر کی جہان باغی لوگ غالب ہین پھر یہ لوگ گرفتار کرکے امام المسلمین کے پاس لائے گئے تو انپر حد نافذ نہ کریگا اور اگر یہ رہزن لوگ اپنے قاضی کے پاس پہونچائے گئے جسکا یہ مذہب ہے کہ ایسے مال کی ضمان نہین ہے پس اُسنے مال کی ضمان لیکر اولیاے مقتولین کے سپرد کر دیا یعنی ان رہزنون کو اولیاے مقتولین کے سپرد کر دیا پس ان لوگون نے اولیاے مقتولین سے دیت ادا کرنے پر صلح کر لی پھر ایک زمانہ کے بعد یہ لوگ کسی دوسرے قاضی کے سامنے پیش کیے گئے تو وہ انپر حد قائم نہ کریگا اور جبکہ رہزنون کی نسبت

عہ یعنی انھون نے ہمارے ساتھیون کی راہ اور ہمارے مال لے لیا یعنی ان لوگون نے ہمارے اور ہمارے ساتھیون کی رہزنی کی اور ہمارا مال لے لیا ہے ۱۲ عہ دار الحرب و دار الاسلام کی تعریف اپنے اپنے موقع پر بیان ہوئی زبان دیکھنا چاہیے ۱۲ منہ عہ جس کے نزدیک معتبر کرنا کچھ موثر نہیں ہے بلکہ حد شرعی مینا انکو سزاے قتل وصول ہو جائیگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ۱۲

قاضی نے قتل کا حکم دیدیا اور اس غرض سے انکو قید خانہ مین بند کیا پھر کسی اجنبی نے جاکر انکو قتل کر ڈالا تو قاتل پر کچھ نہین ہی اور اسی طرح اگر انکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو بھی کچھ نہین لازم آویگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر امام نے رہزنون کو قید خانہ مین بند کیا اور ہنوز انپر پورا ثبوت نہین ہوا ہی کہ کسی رہزن کو کسی آدمی نے جاکر قتل کر دیا پھر رہزن کی رہزنی کے گواہ قائم ہوے تو اسکے قاتل پر بھی قصاص لازم آویگا لیکن اگر یہ قاتل اُس مقتول کا ولی ہو جسکو رہزن نے رہزنی مین قتل کیا ہو تو اس صورت مین اس قاتل پر کچھ لازم نہین ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر لصوص[1] نے کسی قوم کا مال لے لیا پس ان لوگون نے کسی اور قوم سے فریاد چاہی پس دوسری قوم کے لوگون نے ان لصوص کا پیچھا کیا پس اگر مالکان مال انکے ساتھ ہون تو انکو لصوص سے قتال کرنا روا ہی اور اسی طرح اگر لصوص غائب ہو گئے ہون اور فریاد رسی کے واسطے نکلنے والے لوگ ان لصوص کی جگہ پہچانتے ہون اور ان سے مال واپس کرا دینے پر قادر ہون تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر یہ لوگ ان لصوص کا ٹھکانا پہچانتے ہون اور ان سے مال واپس کرا دینے کی قدرت نہ رکھتے ہون تو انکو لصوص سے مقابلہ کرنا روا نہین ہی۔ اور اگر مالکان مال نے رہزن سے مقابلہ کرکے اسکو قتل کیا تو انپر کچھ واجب نہین ہی اسواسطے کہ انھون نے اپنے مال کے واسطے اسکو قتل کیا ہی۔ اور اگر رہزن انکے سامنے سے بھاگ کر کسی جگہ چلا گیا کہ اگر اسکو یہ لوگ اسی جگہ چھوڑ دیتے تو وہ ابھی رہزنی پر قادر نہ ہوتا مگر انھون نے اسکو قتل کر ڈالا تو انپر اسکی دیت واجب ہوگی اسواسطے کہ انھون نے قتل کر ڈالا نہ بغرض سنبھال کے۔ اور اگر رہزنون مین سے کوئی شخص بھاگا اور اس نے اپنے آپ کو ایسی جگہ پہنچا دیا کہ اس حالت سے وہ قطع طریق پر قادر نہیں ہو سکتا ہو پھر یہ لوگ بھی بھاگ کے اس تک پہونچے اور انھون نے اسکو قتل کر ڈالا تو انپر اسکی دیت واجب ہوگی اسواسطے کہ انکو قتل کرنا اپنے مال کے خوف سے نہین واقع ہوا ہی۔ اور واضح ہو کہ آدمی کو اپنے مال کے واسطے قتال کرنا روا ہی اگرچہ مال مذکور بقدر نصاب بھی نہو اور اس مال لینے کو جو شخص اُس سے مقابلہ کرے اسکو قتل کر سکتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے کا گلا گھونٹ کر اسکو مار ڈالا تو امام اعظم رہ کے نزدیک اسکی دیت اس قاتل کی مددگار برادری پر ہوگی اور اگر اُسنے شہر مین ایکبار سے زیادہ گلا گھونٹ کر مار ڈالنے کی حرکت کی ہو تو براہ سیاست یہ شخص قتل کر دیا جائیگا کذا فی الکافی

کتاب السیر

یعنے جہاد وغیرہ

اسمین دس باب[2] ہین

باب اوّل اسکی تفصیل شرعی و شرط و حکم کے بیان مین۔

واضح ہو کہ اسکی تفسیر شرعی اسطرح کی گئی ہی کہ جہاد بلانا ہی طرف دین حق کے اور قتال کرنا ہی ایسے شخص کے ساتھ جو انکار کرتا ہی اور قبول کرنے سے تمرد کرتا ہی خواہ یہ فعل اپنی جان سے کیے یا مال سے۔ اور شرط اباحت جہاد دو یا تین ہین ایک یہ کہ دشمن جسکو دین حق کیطرف بلایا جاتا ہی جسکے قبول نہ

---

[1] لصوص جمع لص چور کو کہتے ہین ۱۲ [ط] حتی کہ اگر رہزن انکو مار ڈالے تو یہ شہید ہونگے لقولہ علیہ السلام من قتل دون مالہ فہو شہید یعنے جو شخص اپنے مال کے سبب سے مارا گیا تو وہ شہید ہی ۱۲ [2] شد گمرے کو کہتے ہین ۱۲ [ط] سرکشی براہ نافرمانی ہی۔

انکار کرے اور دشمن کو ہماری طرف سے امان نہ دی گئی ہو اور نہ ہمارے انکے درمیان عہد ہو۔ دوم آنکہ جہاد کنندہ اپنے علم واجتہاد سے یا جسکی رائے واجتہاد کا معتقد ہو اُسکے اجتہاد سے یہ امید کرتا ہو کہ اس جہاد سے اہل اسلام کو قوت و شوکت حاصل ہوگی اور اگر اسکو جہاد و قتال کرنے مین مسلمانون کے واسطے قوت و شوکت حاصل ہونیکی امید نہو تو اسکو قتال کرنا حلال نہین ہے کیونکہ اسمین اپنے نفس کو تہلکہ مین ڈالنا ہے۔ اور حکم جہاد یہ ہے کہ دنیا مین جو جہاد کرنیوالے کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جاتا ہے اور آخرت مین سعادت و ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے جیسے اور عبادات مین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ بعض نے فرمایا کہ جہاد قبل نفیر کے نفل ہے اور بعد نفیر کے فرض عین ہے یعنی ہر فرد پر فرض ہو جاتا ہے اور عامہ مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاد ہر حال مین فرض ہے مگر بات اتنی ہے کہ قبل نفیر کے فرض کفایہ ہے اور بعد نفیر کے فرض عین ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ اور نفیر کے معنی یہ ہین کہ کسی شہر کے لوگون کو خبر دیجاوے کہ دشمن آگیا تمھاری جان و مال و اہل و اولاد کا قصد رکھتا ہے پس جب اس طور پر انکو خبر دی گئی تو اس شہر مین سے جو جو شخص جہاد پر قادر ہے سب پر واجب ہوگا کہ جہاد کے واسطے نکلے اور قبل ایسی خبر کے انکو جہاد کیواسطے نہ نکلنے کی گنجائش تھی۔ پھر نفیر عام آجانے کے بعد تمام اہل اسلام پر شرقاً و غرباً جہاد فرض عین نہین ہو جاتا ہے اگرچہ انکو نفیر عام پہونچ گئی ہو اور فرض عین انھین پر ہوگا جو دشمن سے قریب ہین اور وہ جہاد کرنے پر قادر ہین اور انکے سواے اورون پر جو دشمن سے دور ہین تو انپر بفرض کفایہ فرض ہوتا ہے نہ بفرض عین حتیٰ کہ انکو ترک جہاد کی گنجائش ہے پھر جب انکی طرف حاجت پیش آوے باین طور کہ جو دشمن سے قریب ہین وہ دشمن سے مقابلہ کرنے سے عاجز ہون یا کاہلی کرکے جہاد نہ کرین تو ان عاجزون یا کسلمندون سے جو قریب ہین انپر فرض عین ہو جائیگا کہ وہ نکلین اور اگر وہ بھی عاجز یا کسلمند ہو جاوین تو جو انسے قریب ہین انپر فرض عین ہوگا علیٰ ہذا القیاس تمام اہل زمین پر شرقاً و غرباً اسی ترتیب سے فرض عین ہوگا پھر واضح ہو کہ نفیر دینے والا خواہ عادل ہو یا فاسق ہو سب معاملہ مین اسکی خبر مقبول ہوگی اور یہی حکم سلطانی منادی کا ہے کہ اسکی خبر بھی مقبول ہوگی خواہ عادل ہو یا فاسق ہو۔ اور شیخ ابو الحسن کرخی نے اپنی مختصر مین فرمایا کہ نہ چاہیے کہ ثغور مسلمین سے کوئی ثغر ایسے لوگون سے جو دشمنون کا مقابلہ لڑائی مین کرین خالی چھوڑ جاوے اور اگر کسی ثغر کے لوگ دشمن کے مقابلہ سے ضعیف ہوگئے اور انپر خوف ہوا تو انسے ادھر والے مسلمانون پر واجب ہوگا کہ گروہا گروہ انکی طرف جاوین اور پہلے انپر جو سب سے قریب ہین پھر جو انسے قریب ہین اسی ترتیب سے واجب ہوتا جاویگا اور نیز واجب ہے کہ ہتھیارون و سواری سے انکی مددگاری کرین تاکہ جہاد ہمیشہ قائم رہے یہ محیط مین ہے۔ قال المترجم واضح رہے کہ مشرکان عرب سے سواے اسلام کے جزیہ قبول نہین کیا جائیگا اور سواے عرب کے اور ملک کے کفار سے اگر یہ اسلام نہ لاوین بلکہ جزیہ دینا قبول کرین تو قبول کیا جائیگا قال فی الکتاب اور مشرکان عرب

ف۱ اشارہ ہے کہ امام مخصوص بذات امام المسلمین نہین ہے بلکہ کسی نے امان نہ دی ہو ۱۲ منہ ف۲ محصل کلام یہ ہے کہ جہاد کرنا جب مباح ہے کہ اسکے جہاد سے یہ امید ہو کہ اہل اسلام کو زور و قوت و شوکت حاصل ہوگی اور اگر اس امید کا علم خواہ اسکو اپنے علم سے حاصل ہو یا جسپر اسکو اعتماد و اعتقاد ہے اسکے قول سے ثابت ہو کہ اگر جہاد کیا جائے تو یہ امر حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ ف۳ یہ حکم [illegible] مخصوص یہ جہاد واجب ہے اور جہاد [illegible] ثواب آخرت عظیم ہے کہ [illegible] یہ نہین صحیح ہے کیونکہ جہاد ہر حال مین فرض ہے لقولہ قال علیہ السلام الجہاد ماض [illegible] جہاد [illegible] تحقیق جہاد جو فرض ہے [illegible] ف۴ فرض عین وہ کہ جس پر فرض ہو وہ جب تک اسکو نہ ادا کرے تب تک [illegible] نہین ہوتا بخلاف فرض کفایہ کے کہ جب تک ادا نہ کیا جاوے تب تک سب کے ذمہ فرض ہوتا ہے [illegible] اور جب [illegible] سے بعض نے ادا کر لیا تو باقیون کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے ۱۲ ف۵ [illegible] بلاد اسلام جو ملحق بلاد کفار ہو ۱۲ منہ ف۶ [illegible] جلد [illegible]

سے جو اسلام نہیں لائے ہیں اور غیر عرب سے جو مسلمان نہیں ہوئے اور نہ انھون نے جزیہ دینا قبول کیا ہی قتال کرنا واجب ہی اگرچہ وہ لوگ ہم پر پہل نہ کرین یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور ہر مرد آزاد عاقل تندرست پر جو جہاد پر قادر ہو جہاد کرنا واجب ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور طفل پر جہاد واجب نہیں ہی اور نہ غلام پر اور نہ عورت پر اور نہ اندھے پر اور نہ لنجے پر اور نہ اقطع[2] پر یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جب کسی مرد نے جہاد کے واسطے نکلنا چاہا حالانکہ اسکا باپ یا ماں زندہ موجود ہی تو بدون انکی اجازت کے اسکو نکلنا نہ چاہیے الا نفیر عام کے وقت یعنی جب جہاد فرض عین ہو جاتا ہی اور اگر اسکے ماں و باپ دونون ہون اور ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے جانے کی اجازت نہ دی تو اسکو دوسرے کے حق کی وجہ سے نکلنا روا نہیں ہی پس جب ہر دو مادر و پدر نے یا دونون مین سے ایک نے نکلنا مکروہ رکھا تو اسکو نکلنا مباح نہیں ہی خواہ یہ حالت ہو کہ انکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو مثلاً دونون تنگدست ہون کہ انکا نفقہ اسی کے ذمہ ہی یا انکے ضائع ہونیکا خوف نہو۔ اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہی اسوقت ہی کہ اسکے والدین مسلمان ہون اور اگر اسکے والدین کافر ہون یا دونون مین سے ایک کافر ہو اور دونون نے اسکے جہاد کو جانا مکروہ رکھا یا کافر نے مکروہ رکھا تو اسپر لازم ہی کہ اسمین اپنے قلب سے تحری کرے پس اگر اسکی تحری مین یہ بات آوے کہ انھون نے میرا نکلنا اسی وجہ سے مکروہ رکھا ہی کہ میرے قتل ہو جانے کے خوف سے انکے دل پر گھبراہٹ و صدمہ ہی تو نہ نکلے اور اگر اسکی تحری مین یہ بات آوے کہ انھون نے میرا جہاد کا جانا اسی وجہ سے مکروہ رکھا کہ ہمارے دین و ملت والون سے قتال کریگا تو اسکو اختیار ہوگا کہ بدون انکی رضامندی کے چلا جاوے الا آنکہ انکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو ایسی صورت مین نہ نکلے گا اور اگر اسنے تحری کی اور اسکی تحری انمین سے کسیطرف پر واقع نہ ہوئی بلکہ اسکو شک رہا اور کوئی جانب گمان دوسرے پر مرجح نہوئی تو یہ کتاب مین مذکور نہیں ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ چاہیے کہ نہ نکلے اور اگر دونون کو اسکا نکلنا اسوجہ سے گوارا نہ ہوا کہ ہمارے اہل دین سے قتال کریگا اور نیز اسکے قتل کے خوف سے بھی انکو بے صبری اور صدمہ ہی تو جہاد کو نہ جاوے۔ اور اگر اسکے مادر و پدر زندہ ہین انھون نے اسکو جہاد کو جانے کیواسطے اجازت دیدی اور اسکے جدین[1] و جدتین بھی زندہ ہین انھون نے اسکا جانا مکروہ رکھا تو جد و جدہ کے اکراہ کیطرف التفات نہ کرے جہاد کیواسطے جاوے اور اگر اسکے والدین مر گئے ہون مگر دادا و نانی زندہ ہون یعنی باپ کا باپ و ماں کی ماں تو بدون ان دونون کی اجازت کے نہین جا سکتا ہی اور اگر اسکا سگا دادا اور سگا نانا اور سگی دادی اور سگی نانی موجود ہون تو اجازت کا اختیار سگی نانی اور سگے دادا کو ہی۔ اور یہ اسوقت ہی کہ اسنے جہاد کے واسطے نکلنا چاہا اور اگر یہ چاہا کہ تجارت کے واسطے دشمن کے ملک مین امان لیکر جاوے پس والدین نے اسکے نکلنے کو مکروہ رکھا پس اگر دشمنون کے ملک کا امیر ایسا ہو کہ اسکی طرف سے انکو اپنے اوپر خوف نہ ہو اور یہ لوگ ایسی قوم ہون کہ اپنے عہد کو وفا کرنے مین معروف ہون اور اسکو وہان تجارت کے لیے جانے مین منفعت ہو تو مضائقہ نہیں ہی کہ یہ انکی نافرمانی کر کے چلا جاوے اور اگر دشمنون کے ملک کے تاجرون مین مسلمانون کے لشکرون مین سے کسی لشکر کے ساتھ جاتا ہی پس اسکے والدین نے یا ایک نے اسکو مکروہ رکھا پس اگر یہ لشکر بڑا ہو کہ غالب راے سے اپر خوف دشمنون کی طرف سے نہو تو بھی نکلنے مین کچھ مضائقہ نہیں ہی اور اگر

---

[1] یعنے دادا نانا جدتین یعنے دادی و نانی واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] ہاتھ پانون کٹا ہوا ۱۲

غالب رائے کے موافق اس لشکر کے حق میں دشمنوں کی طرف سے خوف ہو تو نہ نکلے اور اسی طرح اگر سریہ[1] یا جریدہ الخیل[2]
ہو تو بھی بدون والدین کی اجازت کے نہ نکلے اسواسطے کہ غالباً اس صورت میں ہلاکت ہی ہے۔ اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہے
والدین اور اجداد و جدات کی صورت میں تھا اور رہا انکے سوائے اور ذوی الارحام جیسے بیٹے و بیٹیاں و بھائی و بہن و چچا و پھوپھی
و ماموں و خالائیں وغیرہ ہر ذی رحم محرم کہ انہوں نے اسکا جہاد کے واسطے نکلنا مکروہ رکھا اور یہ امر ان پر شاق ہے پس اگر انکے
ضائع ہو جانے کا خوف ہو مثلاً انکے ملک میں کچھ مال نہیں ہے اور وہ صغیر یا صغیرہ ہیں یا کہ وہ عورتیں ہیں مگر انکے نکاح
نہیں ہیں یا کہ پیر مرد ہیں بلکہ اپاہج ہیں کہ کسی صرفہ کے لائق نہیں ہیں اور انکا نفقہ اسی پر ہے تو بدون انکی اجازت کے
نہ جاوے اور اگر انکے حق میں ضائع ہونے کا خوف نہیں ہے بایں طور کہ انکا نفقہ اسپر نہیں ہے مثلاً انکا مال ہے یا مال
نہیں ہے مگر وہ لوگ بالغ تندرست ہیں یا عورتیں بالغہ ہیں کہ انکے شوہر موجود ہیں تو بدون انکی اجازت کے جا سکتا ہے
اور رہی اسکی جورو پس اگر اسکے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو بدون اسکی اجازت کے نہ جاوے اور اگر اسکے ضائع ہونے کا
خوف نہ ہو تو بدون اسکی اجازت کے چلا جاوے اگرچہ یہ امر اسپر شاق گذرے یہ ذخیرہ میں ہے۔ عورت نے اگر اپنے پسر کو
جہاد سے منع کیا پس اگر اس عورت کا قلب ایسے صدمہ فراق کا متحمل نہیں ہے اور چھوٹنے سے اسکو ضرر پہنچتا ہو تو اسکو
منع کرنے کا اختیار ہے اور گنہگار نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے
کہ مسلمان عورتیں مردوں کے ساتھ ہو کر قتال کریں الا اسی صورت میں کہ مسلمان لوگ مضطر ہوں اور سب کی جانب تنگی ہو جاوے
پس اگر مسلمان انکی طرف مضطر ہوں بایں طور کہ خبر نفیر آئی اور عورتوں کے نکلنے کی حاجت و ضرورت تھی تو قتال
کے واسطے عورتوں کے نکلنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور عورتوں کو ایسی حالت میں روا ہے کہ بدون اجازت اپنے آبا و
شوہروں کے نکلیں اور آبا و شوہروں کو ایسی حالت میں انکی ممانعت کا اختیار نہیں ہے اور اگر نکلنے سے منع کریں گے
تو گنہگار ہونگے اور اسی طرح اگر مسلمان لوگ انکی مدد کی طرف مضطر ہوں ولیکن ان عورتوں کو دور سے تیراندازی
کر کے قتال کرنا ممکن ہو تو بھی اسیطرح قتال کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور غازیوں کے واسطے روٹی و کھانا پکانے و
پانی پلانے اور مجروحوں کی دوا کرنے کے واسطے جوان عورتیں نہ جاویں اور رہیں عجوزہ یعنی بڑھیا عورتیں جنکا سن
اسقدر دراز ہو گیا ہے تو مضائقہ نہیں ہے کہ وہ صوف وغیرہ کے کپڑے پہنکر بڑے لشکر کے ساتھ نکلیں اور مریضوں و مجروحوں
کی مدارات کریں اور پانی پلاویں و روٹی کھانا پکا دیں ولیکن قتال نہ کریں۔ یعنی حکم طفل کا اور اس مرد کا جو مراہق ہو یعنی
قریب بلوغ ہے اگر قتال کی طاقت رکھتا ہو تو مثل حکم بالغ کے ہے جبتک کہ نفیر عام نہ پہونچی ہو یعنی یہ حکم ہے کہ بدون
اجازت والدین کے نہ نکلے اور باپ اسکو اجازت دینے سے گنہگار نہ ہوگا جیسے بالغ کو اجازت دینے سے گنہگار نہیں
ہوتا ہے اگرچہ جانتا ہو کہ اکثر اسمیں قتل ہو جاتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے جہاد کرنا چاہا حالانکہ قرضخواہ
غائب ہے پس اگر مدیون کا مال اسقدر ہے کہ جو کچھ اسپر قرضہ ہے اسکے ادا کے واسطے کافی ہو تو اسکو جہاد کے لیے جانے میں
کچھ مضائقہ نہیں ہے اور کسی کو وصی کر دے کہ اگر مجھے حادثہ موت پیش آئے تو میرے ترکہ میں سے میرا قرضہ ادا کیجیو اور اگر اسکے

[1] سریہ بالفتح و تخفیف الراء بڑے لشکر کا ایک حصہ جو بھیجا گیا ہو ۱۲ منہ [2] رسالہ سواروں کا ۱۲

پاس وفائے قرضہ کے لائق نہ ہو تو اولے یہ ہے کہ ٹھہرا رہے یہانتک کہ تحمل اُسکا قرضہ ادا کرے اور اگر باوجود اسکے بدون اجازت قرضخواہ کے اسنے جہاد کیا تو یہ مکروہ ہے اور اگر قرضخواہ نے اسکو جہاد کرنے کی اجازت دیدی مگر قرضہ سے بری نہ کیا تو بھی مستحب یہی ہے کہ ادائے قرضہ کے واسطے تحمل کرے اور اگر ایسی حالت مین اُسنے جہاد کیا تو بھی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اسیطرح اگر قرضہ میعادی ہو اور قرضدار بطریق ظاہر جانتا ہو کہ مین میعاد آنے سے پہلے واپس آجاؤنگا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الذخیرۃ اور اگر زید نے اپنے قرضخواہ کو عمرو پر اُترائی کرا کے جہاد کا قصد کیا پس اگر زید کا عمرو پر مثل اس قرضہ کے قرض ہو تو اسکے جہاد مین جانے مین کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر زید کا عمرو پر مثل اسکے مال نہو تو مستحب یہ ہے کہ نہ نکلے اور اگر عمرو نے زید کو جہاد مین جانے کی اجازت دی اور قرضخواہ نے نہ دی تو جانے مین کچھ مضائقہ نہیں ہے جبکہ حوالہ تمام ہو گیا ہے۔ اور اگر اُسنے قرضخواہ کے لیے کسی پر اُترائی نہیں کرائی ولیکن اُسکی طرف سے بدون اُسکی اجازت کے کسی شخص نے اُسکے قرضخواہ کے واسطے بدین طور کفالت کر لی کہ وہ قرضدار کو بری کرے اور اُسنے قبول کیا تو ایسی صورت مین قرضدار کو روا ہے کہ جہاد کو چلا جاوے اور ان دونون مین سے کسی سے اجازت لینے کی حاجت نہیں ہے۔ اور اگر اسکی طرف سے کسی کفیل نے اُسکے حکم سے کفالت کر لی ہو اور مدیون کی برات کی شرط نہیں کی تو اسکو اختیار نہیں ہے کہ جہاد کو جاوے جبتک کہ قرضخواہ و کفیل سے اجازت حاصل نہ کرے اور اگر کفالت بغیر اُسکے حکم کے کر لی ہے تو اسپر یہی واجب ہے کہ فقط طالب یعنی قرضخواہ سے اجازت حاصل کرے اور کفیل سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے اور یہی حال کفالت بالنفس مین ہے کہ اگر کفیل نے اسکے حکم سے اسکے نفس کی کفالت کی ہے یعنی باینطور کہ جب قرضخواہ اسکو طلب کریگا تو مین اسکو حاضر کر دونگا اسیطرح کفالت بالنفس کر لی مگر اُسکے حکم سے تو اسکو بدون اجازت کفیل کے جانے کا اختیار نہیں ہے اور اگر بدون اُسکے حکم کے کفالت بالنفس کر لی ہو تو بدون اجازت لینے کفیل کے اسکے چلے جانے مین کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر قرضدار مفلس ہو اور اسکو ادائے قرضہ کے لیے کوئی حیلہ نہیں ہے سوا اسکے کہ غازیون کے ساتھ دار الحرب مین تجارت کے واسطے جاوے تو مضائقہ نہیں ہے کہ چلا جاوے اور قرضخواہ سے اجازت لے اور اگر اُسنے کہا کہ جہاد کے واسطے جاتا ہون شاید مجھے نفل یا سہام مین سے ایسا کچھ ملجاوے کہ مین اُس سے اپنا قرضہ ادا کر دون تو مجھے پسند نہیں ہے کہ بدون اجازت قرضخواہ کے جاوے۔ اور یہ سب جو مذکور ہوا اسوقت ہے کہ نفیر عام نہ ہو اور جب نفیر عام ہو تو مضائقہ نہیں ہے کہ قرضدار چلا جاوے خواہ اُسکے پاس وفائے قرضہ کے لائق مال ہو یا نہ ہو خواہ قرضخواہ نے اسکو جانے کی اجازت دی ہو یا منع کیا ہو پھر جب اس مقام پر پہونچا جہان مسلمانون نے قرار پکڑا ہے پس اگر ایسا امر نظر آوے جس سے مسلمانون کے حق مین خوف ہے تو ضرور قتال کرے اور اگر ایسا امر ہو کہ اس سے مسلمانون کے حق مین خوف نظر نہ آوے تو اسکو روا نہیں ہے کہ مقابلہ کرے الا با جازت اپنے قرضخواہ کے یہ محیط مین ہے۔ ایک شہر مین ایک عالم ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی فقیہ وہان نہیں ہے تو اسکو جہاد نہ کرنا چاہیے کہ وہان کے لوگون کو اُسکے ضائع ہونے سے نقصان پہونچے گا یہ سراجیہ مین ہے۔ قال المترجم یہ روایت فتاوی ہے اور کچھ نہیں ہے اور نہ مین نے کسی فقیہ معتمد کے قول کو دیکھا جسنے اسکی تصریح کی ہو بلکہ بعض نے تشنیع کی ہے اور اصح

سلہ کوشش کرنا ۱۲ سلہ ضامن ہونے والا ۱۲ سلہ نفل وہ مال اسباب غنیمت جسکو امیر لشکر نے بوقت حملہ کہدیا کہ اس جنگ مین جو جسکے ہاتھ لگے وہ اُسکا ہے ۱۲

یہی ہو کہ جہاد بحفظ الدین ہو وقد غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولیس یمکن وجود مثلہ فی العلمین من الاولین والآخرین من الملائکۃ والرسل والجن والانس کلہم اجمعین واللہ تعالیٰ اعلم - اور اگر کسی شخص کے پاس ودیعتین ہون جنکے مالک غائب ہون پس اگر اُسنے کسی کو وصی کر دیا کہ یہ ودیعتین انکے مالکون کو واپس کرے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ جہاد کے واسطے چلا جاوے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو -

اور غلام کو نہ چاہیے کہ بدون اجازت اپنے مولے کے جہاد کے واسطے نکلے جبتک کہ نفیر عام نہو یہ محیط سرخسی مین ہو - اور جب نفیر اہل روم کی جانب سے واقع ہو تو ہر شخص پر جو قتال کر سکتا ہو واجب ہو کہ جہاد کے واسطے نکلے اگر زاد و راحلہ کا مالک ہو اور پیچھے رہنا نہیں جائز ہو الا آنکہ کوئی عذر کھلا ہوا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور اگر مشرک لوگ مسلمانون کی زمین مین داخل ہوئے اور مال لیکر اولاد و عورتین گرفتار کرکے لے گئے پھر مسلمانون کو اسکا علم ہوا اور انکو ان مشرکون پر قوت حاصل ہو تو ہر واجب ہوگا کہ ان کافرون کا پیچھا کرین یہانتک کہ ان سب چیزون کو انکے ہاتھ سے چھوڑا لادین جبتک کہ کافر لوگ دار الاسلام مین ہین اور جب وہ زمین حرب مین داخل ہو گئے تو بھی بچون و عورتون کے حق مین یہی حکم ہو کہ پیچھا کرکے انکو چھوڑا لادین جبتک کہ وہ انکو لیکر اپنے قلعون و حفاظت گاہ مین نہیں داخل ہوئے ہین - اور اگر کافرون نے فقط مال ہی لے لیا ہو اور دار الحرب مین پہونچ گئے تو مسلمانون کو گنجائش ہو کہ انکا پیچھا نہ کرین - اور جب کافر لوگ ان چیزون کو لیکر اپنے دار الحرب کے قلعون و حفاظت گاہ مین پہونچ گئے پس مسلمان لوگ انکے پیچھے وہان پہونچے تاکہ انکے ساتھ مقابلہ کرین تو یہ افضل ہو اور اچھا کام انھون نے اختیار کیا اور اگر انھون نے پیچھا نہ کیا چھوڑ دیا تو مجھے امید ہو کہ انکی گنجائش شرعاً ہو - اور ایسی صورت مین ذمیون کے بچے و عورتین و مال اس حکم مین بمنزلۂ مسلمانون کے بچے و عورتون و مال کے ہین - پھر واضح رہے کہ ہر ایک مسلمان پر انکا پیچھا کرنا واجب ہی فرض ہو کہ جب انکو امید ہو کہ کافرون کے اپنے قلعون مین گھس جانے سے پہلے اُن تک پہونچ جاوینگے اور اگر انکی غالب رائے مین یہ امر ہو کہ نہ پہونچینگے تو انکو گنجائش ہوگی کہ اپنے مقام پر ٹھہرے رہین انکا پیچھا نہ کرین یہ محیط مین ہو امام محمدؒ کہتے ہین کہ امام اعظم ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ جبتک مسلمانون کے واسطے قوت ہو تبتک جعائل مکروہ ہو اور جب نہو تو مضائقہ نہیں ہو کہ بعضے بعضون کو تقویت دین پس جب تجہیز لشکر کی حاجت پڑے تو ہوقت دیکھا جاویگا اگر مسلمانون کے واسطے قتال کی قوت ہو یعنی بیت المال مین مال ہو تو امام کو سزاوار نہیں ہو کہ مالدارون پر ایسا حکم جاری کرے جس سے بدون انکی خوشی خاطر کے انکا کچھ مال لے ہان اگر صاحبان مال نے خود اپنی خوشی خاطر سے جعل دینا چاہا تو یہ مکروہ نہیں ہو بلکہ یہ طریقہ بہتر و مرغوب فیہ ہو خواہ بیت المال مین مال ہو یا نہو - اور اگر مسلمانون کو قوت قتال حاصل نہو بایں طور کہ بیت المال مین مال نہ ہو تو مضائقہ نہیں ہو کہ امام المسلمین مالدارون پر اسقدر مال دینے کا جو جہاد کے واسطے جانے والون کے لیے کافی ہو حکم کرے پھر جو شخص اپنی جان و مال سے جہاد کرنے پر قادر ہو پس اُسپر اپنی جان و مال سے جہاد کرنا واجب ہو - اور جو شخص اپنی ذات سے جانے سے عاجز ہو اور اُسکے پاس مال ہو تو اُسپر واجب ہو کہ اپنے مال سے بجاے اپنے کسی دوسرے کو جہاد کے

ف اور البتہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد فرمایا حالانکہ آپکے مثل اولین و آخرین مین سے کوئی کسی عالم کیا ملائکہ مین کیا انبیا و جن و انس جملہ مین سے نہین ہو ۱۲ یعنی ایک مالدار نے دوسرے کو خرچ و ہتھیار سے مدد کی کہ تو جاکر جہاد کر ۱۲ پس ہر حال مالدارون کا مال سے مدد کرنا بہت پسندیدہ ہو ۱۲ قلت الا دلی ان یقیل اپنی ذات سے جانے سے معذور ہو ۱۲ یعنی زاد و راحلہ رکھتا ہو ۱۲ یعنی اموال و بچے و عورتون کو ۱۲ یعنی مددگاری مال ۱۲

واسطے روانہ کرے پس ان دونوں میں سے ایک اپنی جان سے اور دوسرا اپنے مال سے جہاد کرنے والا ہو جائیگا۔ اور جو شخص اپنی ذات سے جانے پر قادر ہو ولیکن اُسکے پاس مال نہیں ہے پس اگر بیت المال میں مال ہو تو امام المسلمین اسکو بقدر کفایت کے بیت المال سے دیدیگا اور جب امام نے اسکو بیت المال سے قدر کفایت دیدیا تو پھر اسکو روا نہیں ہے کہ کسی دوسرے سے بھی جعل لے۔ اور اگر بیت المال میں مال نہ ہو یا ہو مگر امام نے اسکو نہیں دیا تو اسکو روا ہے کہ دوسرے سے جعل لیکر جہاد کو جاوے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر زید نے عمرو کو جعل دیا کہ میری طرف سے جہاد کرے پس اگر زید نے جعل دینے کے وقت یہ لفظ کہا ہو کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کر تو عمرو کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ سوائے جہاد کے اور جگہ اس مال کو صرف کرے حتی کہ اسکو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ اس سے اپنا ذاتی قرضہ ادا کرکے جہاد کو جاوے اور اپنے بال بچوں کا نفقہ اسمیں سے چھوڑ جاوے اور اگر زید نے اس سے یوں کہا ہو کہ یہ تیرے واسطے ہے تو اس سے جہاد کر تو عمرو کو روا ہوگا کہ اس مال کو غیر جہاد میں بھی صرف کرے جیسے اسکو جہاد میں صرف کر سکتا ہے یہ حکم شیخ الاسلام نے شرح سیر کبیر میں اور شمس الائمہ سرخسی نے شرح سیر صغیر میں ذکر فرمایا ہے اور شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر میں ذکر فرمایا کہ عمرو کو دونوں صورتوں میں اختیار ہے کہ اس مال میں سے کچھ اپنے بال بچوں کے نفقہ کے واسطے چھوڑ جاوے اسواسطے کہ اسکا جہاد کو جانا بدون اسکے بن نہیں پڑیگا پھر یہ بھی معنی جہاد کے اعمال میں سے ہے۔ اگر زید نے عمرو کو اپنی طرف سے جہاد کے واسطے جعل دیا پھر عمرو کو از قسم مرض وغیرہ کوئی ایسا عذر پیش آیا جس سے وہ خود نہ جا سکا اور اُسنے چاہا کہ بجائے اپنے کسی دوسرے کو جسقدر مال لیا ہے اُس سے کم دیکر جہاد کرنے کے لیے روانہ کرے تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں ولیکن جو کچھ مال بچا لیا ہے اسکی نسبت اگر اسکی یہ مراد ہے کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے نہیں بچا رکھتا ہوں بلکہ بیت المال میں داخل کردونگا تو بچا لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر اسکی مراد یہ ہے کہ اسکو اپنی ذات کے واسطے بچا لوں تو دیکھنا چاہیے کہ اگر زید نے جعل دینے کے وقت عمرو سے یوں کہا تھا کہ اس مال سے میری طرف سے جہاد کر تو عمرو کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بچے ہوئے مال کو اپنی ذات کے واسطے رکھ لے اور اگر یوں کہا ہو کہ یہ مال تیرا ہے تو اس سے جہاد کر تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ بچے ہوئے کو اپنی ذات کے واسطے رکھے اور یہ ظاہر ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اس صورت میں تو اسکو واسطے یہ جائز ہے کہ سب مال اپنی ذات کے واسطے رکھے جہاد نہ کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کیواسطے کچھ قدر جعل کی شرط کی باینطور کہ کسی کافر حربی کو قتل کرے پس اُسنے قتل کر دیا تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ شرط کر دینے والے کو لازم ہے کہ اُسنے جو شرط کر دی ہے یعنی دینے مال کی وہ پوری کر دے تو لیکن بحکم قضا میں اسپر ادا کرنے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا۔ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو کتاب میں مذکور ہے یہ خاصۃً امام محمدؒ کا قول ہے اور امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ شرط جائز نہیں ہے اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ بالاجماع جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر امیر لشکر نے کسی مزدور کو اسکے اجر المثل سے اسقدر زائد پر کہ لوگ اپنے اندازے میں اتنا نقصان نہیں اٹھاتے ہیں مقرر کیا پس

ﻠﻪ پس اس سے ظاہر ہوا کہ اس مسئلہ میں شیخ الاسلام سے دو قول ہیں اور بظاہر وہ دونوں باہم مخالف ہیں تو یہ بات ضروری ہوئی کہ کہا جاوے کہ انھوں نے اس سے رجوع کیا اور اس قول پر شمس الائمہ کے ساتھ ہیں تو موافقت ہوگی یا مخالفت یا یوں کہا جاوے کہ صورت اول جب ہے کہ اسکی عیال کے واسطے کافی نفقہ ہو اور صورت ثانی جبکہ انکے واسطے نفقہ نہو اسی کے مثل کوئی وجہ ہو واللہ اعلم ۱۲ منہ عه دینا ہو الخ ۱۲ منہ

عله یعنی امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ ... ۱۲ منہ

اجیر نے کام کیا اور مدت پوری ہوگئی تو اجر مثل ہے جسقدر مزدوری زیادہ قرار دی ہو وہ زیادتی باطل ہو اور اگر امیر لشکر یا قاضی نے کہا کہ میں نے اسکو اسطرح مقرر کیا حالانکہ میں جانتا تھا کہ نہیں چاہیے تو پوری اجرت اس مقرر کرنے والے کے مال میں سے ہوگی اور اگر امیر لشکر نے کسی مسلمان یا ذمی سے کہا کہ اگر تو نے اس سوار کو قتل کیا تو تیرے واسطے سو درم ہیں پس اُسنے قتل کیا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر حربی کفار مقتول پڑے ہوں پس امیر لشکر نے کہا کہ جو انکے سر کاٹے اُسکے واسطے دس درم اجرت ہے تو یہ جائز ہے۔ کافروں کے سروں کا دار الاسلام میں لا دلانا مکروہ ہے یہ مضمرات میں ہے امام المسلمین پر واجب ہے کہ ثغور[1] المسلمین کو قلعہ بند کرے اور دروازہ ہائے ثغور پر لشکر متعین کرے تاکہ کفار کو بلاد مسلمین میں وقوف سے مانع ہوں اور انکو مقہور کریں یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر امام کوئی لشکر روانہ کرے تو چاہیے کہ کوئی شخص امیر مقرر کرے اور ایسے ہی آدمی کو امیر مقرر کرے جو اسکے واسطے صالح و لائق ہو یعنی لڑائی کے کام میں خوش تدبیر ہو اور پرہیزگار ہو اور لشکریوں پر شفقت کرنے والا ہو اور سخی ہو اور شجاع ہو اور جب اسطور پر انپر کوئی امیر مقرر کیا تو چاہیے کہ ان مجاہدین کے واسطے اسکو وصیت کرے[2] یہ مبسوط میں ہے۔ اور جب شرائط امارت کے آدمی میں جمع ہوں تو امام المسلمین کو چاہیے کہ اسکو امیر مقرر کرے خواہ وہ قریشی ہو یا اور قبیلۂ عرب سے ہو یا نبطی ازموالی ہو یہ محیط میں ہے۔ اور یہ روا ہے کہ اگر امام کسی فاسق کو تدبیر لڑائی میں زیادہ لائق پاوے تو اسکو امیر مقرر کرے یہ عتابیہ میں ہے۔ امام محمد رہ نے فرمایا کہ جب امیر لشکر نے لشکر کو کسی بات کا حکم دیا تو لشکر پر واجب ہے کہ اس بات میں اُسکی اطاعت کریں الا آنکہ بالیقین یہ بات گناہ ہو۔ اور واضح ہو کہ اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ اہل لشکر بیقین یہ جانتے ہوں کہ امیر نے جس بات کا حکم کیا ہے اُس میں ہمکو نفع پہنچیگا مثلاً امیر لشکر نے انکو حکم کیا کہ ابھی قتال شروع نہ کرو اور انکو بیقین معلوم ہوا کہ ابھی قتال شروع نہ کرنے میں ہمارا نفع ہے باین طور کہ بیقین معلوم ہے کہ فی الحال ہم اہل حرب سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہمارے پیچھے دوسرا لشکر ہے کہ وہ ثانی الحال میں ہمارے ساتھ ملجائیگا اور قوت بڑھ جائیگی پس جب ایسی صورت ہو تو بالیقین فی الحال قتال کا ترک کرنا اہل لشکر کے حق میں نافع ہے تو اس صورت میں امیر لشکر کی اطاعت کریں۔ دوم آنکہ انکو بیقین معلوم ہو کہ جس امر کا حکم دیتا ہے اس سے ہمارا ضرر ہے مثلاً مثال مذکورہ میں دیکھتے ہوں کہ اہل حرب ہمسے فی الحال نہیں لڑ سکتے ہیں اور تاخیر قتال میں عنقریب انکی مدد آجائیگی جسکے سبب سے ہمارا اُنسے مقابلہ کرنا دشوار ہو جائیگا اور ہمکو ضرر پہونچےگا اور یہ یقین ہو تو امیر لشکر کی اطاعت نہ کریں۔ اور سوم آنکہ اہل لشکر کو شک ہو جس امر کا حکم دیتا ہے کہ اسمیں ضرر ہوگا یا نفع ہوگا دونوں طرف احتمال یکساں ہے کسی امر کا انکو یقین نہو تو اہل لشکر پر اُسکے قول کی اطاعت واجب ہے اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے انکو قتال کرنے کا حکم دیا اور وہ جانتے ہیں کہ بیقین ہمکو نفع پہونچیگا یا اسمیں انکو شک ہے کہ نفع ہوگا یا ضرر ہوگا دونوں طرف احتمال برابر ہو تو امیر کے حکم کی اطاعت کریں اور اگر بیقین جانتے ہوں کہ ہمکو نفع

---

[1] ثغور جمع ثغر در بندہیان جائے در حرب جسکو ہمارے عرف میں گھاٹی بولتے ہیں یعنی وہ کھوہ جسکی راہ ہو کر مخفی طور پر دشمن پر ظاہر حملہ ۱۲

[2] یعنی ہوشیاری و بھلائی و خیر و شفقت وغیرہ کی ۱۲ منہ [3] یعنی سوائے عرب سے ۱۲

حاصل نہ ہوگا بلکہ ضرر پہونچے گا تو اسمین اسکے قول کی اطاعت نہ کرین۔ اور اگر اہل لشکر باہم مختلف ہون بعضے کہتے ہون کہ اسمین ہلاکت ہے اور بعضے کہتے ہون کہ اسمین نجات ہے اور کسی گمان کو دونون گمانون مین سے دوسرے پر ترجیح نہو بلکہ شک رہا تو اہل لشکر پر امیر کی اطاعت واجب ہے۔ اگر امیر لشکر نے لشکر کو کسی بات کا حکم دیا اور لشکر مین سے ایک نے نافرمانی کی تو اسکو اول باری مین تادیب نکریگا یعنی سزا نہ دیگا بلکہ اسکو نصیحت و فہمائش کر دیگا تاکہ پھر ایسا نہ کرے پھر اگر اسکے بعد اُسنے دوبارہ ایسی حرکت کی تو اسکو تادیب کریگا الا آنکہ وہ کوئی عذر بیان کرے تو البتہ اسکو چھوڑ دیگا لیکن اُس سے خدا کی قسم لیگا کہ مین نے ایسی حرکت بعذر کی ہے اسواسطے کہ وہ ایسی بات کا دعوی کرتا ہے جو موجب تعزیر سے مانع ہے اور اُسکا ثبوت اُسی کے قول سے ہوتا ہے پس وہ اپنے قول مین بدون قسم کے سچا نہین قرار دیا جائیگا۔ اگر امیر لشکر نے لشکر کی ترتیب صف بندی مین یون کیا کہ ساقہ مین اقوام معین کی خصوصیت کردی اور میمنہ اور میسرہ مین بھی یون ہی کیا کہ میمنہ چند اقوام خاص کے واسطے اور میسرہ چند اقوام خاص دیگر کے واسطے معین کردی پھر دشمن نے ساقہ پر حملہ کیا اور بہت سختی سے مقابلہ کیا اور میمنہ و میسرہ والون کو اہل ساقہ کے حق مین سختی و شکست کا خوف لاحق ہوا تو مضائقہ نہین ہے کہ وہ لوگ ساقہ کی مدد کے واسطے ساقہ مین چلے جاوین۔ اور یہ اسوقت ہے کہ اُس سے اُنکے مراکز مین خلل نہ پڑتا ہو اور اگر اُس سے انکے مراکز مین خلل پڑتا ہو تو اہل ساقہ کو مدد دینا نہ چاہیے اور اگر امیر لشکر نے انکو حکم دیا ہو کہ اپنے مرکزون سے جنبش کر کے نہ جاوین اور منع کر دیا کہ کوئی دوسرے کو مدد نہ دین تو انکو نہ چاہیے کہ اہل ساقہ کو مدد دین اگرچہ وہ اپنی جانب سے بیخوف ہون اور اہل ساقہ کے حق مین خوف کرتے ہون۔ اور اگر امام نے اہل لشکر کو منع کر دیا کہ جانورون کے چارہ کے واسطے نہ نکلین تو انکو نکلنا نہ چاہیے خواہ اہل منعت ہون یا نہ ہون یعنی ایسے لوگ کہ مکر دشمن کو دور کر سکتے اور روک سکتے ہون یا ایسے نہون تو دونون یکسان ہین ولیکن امام نے جب انکو چارہ کیواسطے جانے سے منع کیا تو امام کو چاہیے کہ لشکر مین سے ایک قوم کو چارہ کے واسطے روانہ کرے اور انپر ایک شخص امیر مقرر کردے کہ وہ تمام لشکر کے واسطے چارہ لاوین اور اگر امام نے کسی کو نہ بھیجا اور لشکر کو چارہ کی ضرورت لاحق ہوئی اور انکو اپنی جانون اور اپنی سواریون کے حق مین خوف لاحق ہوا اور انکے پاس اسقدر نہین ہے کہ جس سے چارہ خریدین تو مضائقہ نہین ہے کہ وہ چارہ کیواسطے جاوین اگرچہ اسمین امیر لشکر کی نافرمانی ہے اور اگر امیر لشکر نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص چارہ کے واسطے نہ جاوے الا فلان شخص کے جھنڈے کے نیچے ہو کر تو اہل لشکر کو چاہیے کہ اُسکی شرط کا لحاظ رکھین کہ اُسی کے جھنڈے کے نیچے جاوین اور اسی طرح اگر امیر لشکر نے باین عبارت کہا کہ جو شخص چارہ کے واسطے جانا چاہے تو اسکو چاہیے کہ فلان کے جھنڈے کے نیچے ہو کر جاوے تو بھی چاہیے کہ اُسی کے جھنڈے کے نیچے جاوین یہ محیط مین ہے۔ ماہہائے حرام مین قتال کرنا روا ہے اور ان مہینون مین قتال سے جو ممانعت کی گئی تھی وہ منسوخ ہوگئی ہے اور اگر مسلمانون کی تعداد کافرون کی تعداد سے نصف ہو تو مسلمانون کو انکی لڑائی سے بھاگ جانا حلال نہین ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ ان لوگون کے ساتھ ہتھیار ہون اور اگر ہتھیار نہ ہون

ف۱ میمنہ وہ فوج جو صف قتال مین داہنی جانب مقرر کی جاتی ہے اسی طرح میسرہ جو بائین جانب مقرر ہوتی ہے ۱۲ ف۲ یعنے وہ لوگ اپنے مرکز پر قائم رہین ترتیب صف نہ بدلتی ہو کہ جس سے لشکر بالکل درہم برہم ہو جاوے ۱۲ ف۳ حقیقۃً جھنڈے کے سایہ مین مراد نہین ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اسکی معیت مین جاوین ۱۲ منہ ف۴ ماہہائے حرام چار ماہ ہین رجب ذی قعدہ ذی الحجہ و محرم ۱۲ منہ

تو جسکے پاس ہتھیار نہ ہون اس کو مضائقہ نہیں ہو کہ وہ ایسے کافر کے روبرو سے جسکے پاس ہتھیار ہین دور بھاگ جاوے اور اسی طرح اگر اسکے پاس تیر اندازی کا آلہ نہ ہو یعنی تیر اندازی سے لڑائی نہین کر سکتا ہو تو مضائقہ نہین ہو کہ جو کافر تیر اندازی کرتا ہو اُسکے سامنے سے فرار کر جاوے اور علیٰ ہذا مضائقہ نہین ہو کہ ایک آدمی تین کافرون کے مقابلہ سے فرار کرے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور جب مسلمانون کی تعداد بارہ ہزار یا زیادہ ہو تو انکو کافرون کے مقابلہ سے بھاگنا حلال نہین ہو اگرچہ تعداد کافرون کی کئی گونہ ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ ان سب کا کلمہ ایک ہی ہو اور اگر انکا کلمہ متفرق ہو تو ایک کے مقابلہ مین دو کا اعتبار کیا جائیگا اور ہمارے زمانہ مین طاقت کا اعتبار ہو۔ اور جو شخص ایسے مقام سے فرار کر گیا جہان اہل قلعہ منجنیق وغیرہ مار کر ضرر رسانی کر سکتے ہین یا ایسی جگہ سے جہان تیرون یا پتھرون سے صدمہ پہونچتے ہین تو کچھ مضائقہ نہین ہو یہ محیط مین ہو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مضائقہ نہین ہو کہ امام المسلمین ایک مرد کو یا دو کو یا تین کو سریہ بناکر روانہ کرے بشرطیکہ اکیلا یا دو یا تین اُسکی طاقت رکھتا ہو[ف١] یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور جہاد کے توابع سے رباط ہو یعنے ایسے مقام پر اقامت کرنا جہان ہجوم دشمن کا کھٹکا ہو بدین غرض کہ اگر وہ ناگاہ ہجوم کرے تو انکو دفع کرین اور اسمین اختلاف ہو کہ وہ کون جگہ ہو سو اسواسطے کہ یہ ہر جگہ متحقق نہین ہوتا ہو اور مختار یہ ہو کہ وہ ایسی جگہ ہو کہ اُسکے ورے اسلام نہو اور تجنیس مین اسی قول پر جزم کیا ہو یہ بحر الرائق مین ہو

دوسرا باب۔ قتال کی کیفیت کے بیان مین۔ جب امام المسلمین دار الحرب مین جانے کا قصد کرے تو اسکو چاہیے کہ لشکر کا معائنہ کرے تاکہ انکی تعداد اور سوارون اور پیدلون کو معلوم کرے پس انکے نام لکھ لے یہ شرح طحاوی مین ہو اور جب مسلمان لوگ دار الحرب مین داخل ہو کر کسی شہر یا قلعہ کا محاصرہ کرین تو پہلے انکو اسلام کی طرف بلاوین پس اگر وہ قبول کرین یعنے اسلام لاوین تو انکے ساتھ قتال سے باز رہین اور اگر انکار کرین تو انکو اداے جزیہ کی طرف بلاوین یعنی کہین کہ تم لوگ اپنے دین پر رہو مگر پست ہو کر جزیہ دیا کرو کذا فی الہدایہ پس اگر قبول کرین تو جو نفع ہمارے واسطے ہو وہ انکے واسطے اور جو ہمپر[ف٢] پڑیگا وہ انپر بھی پڑیگا کذا فی الکنز۔ ولیکن جزیہ کے واسطے کہنا انہین کے حق مین ہو جنسے جزیہ قبول کیا جاسکتا ہو اور جنسے جزیہ نہ قبول کیا جائیگا انکو جزیہ دینے کی طرف نہ بلاوین یہ تبیین مین ہو۔ واضح ہو کہ کفار چند صنف کے ہین۔ ایک صنف یہ ہو کہ انسے جزیہ لینا نہین جائز ہو اور نہ انکو ذمی[ف٣] بنانا جائز ہو۔ اور وہ عرب کے ایسے مشرک ہین جو کسی کتاب آسمانی کے قائل نہین ہین پس جب اہل اسلام انپر غالب ہون تو انکے مرد یا تو اسلام لاوین ورنہ قتل کر دیے جاوین اور انکی عورتین و بچے سب فئی[ف٤] ہونگے اور دوسری صنف وہ کہ بالاجماع انسے جزیہ لینا جائز ہو اور وہ یہود و نصاریٰ ہین خواہ عرب کے ہون یا عجمین اور کے ہون اسی طرح مجوس سے بھی بالاجماع جزیہ لینا جائز ہو خواہ عرب کے ہون یا عجمین اور کے ہون۔ اور تیسری صنف وہ مشرکین ہین کہ اُنسے جزیہ لینے کے جواز مین اختلاف ہو اور وہ سواے عرب اور سواے اہل کتاب اور سواے مجوس کے قوم

ف١ مصنف نے کہا کہ یہ قول محمد رح کا ہو دیکن دوسرون کے نزدیک جائز نہوگا مگر اُسی صورت مین کہ وہ تین ہون اور یہ اصح ہو ۱۲ منہ
ف٢ مثلاً دشمن چڑھ آیا تو ہم انکے مددگار رہونگے ۱۲ منہ
ف٣ یعنے تم ہمارے ذمہ دار ذمی ہو جزیہ دیا کرو ۱۲ منہ
ف٤ فئی ہونگے یعنے غنیمت مین شمار ہونگے ۱۲ منہ
ف٥ جیسے بندوق و توپ وغیرہ ۱۲

مشرک ہیں پس ہمارے نزدیک اُنسے جزیہ لینا روا ہی یہ محیط میں ہی۔ اور جسکو دعوت اسلام نہیں پہونچائی گئی ہی اُس سے قتال کرنا نہیں جائز ہی الا بعد اسکے کہ اسکو اسلام کی دعوت کرے کذا فی الہدایہ اور اگر اُنسے بغیر دعوت اسلام کے قتال کیا تو سب گناہگار ہونگے ولیکن جو کچھ اُنھوں نے انکی جان و مال تلف کیے ہیں اُسکے ضامن نہونگے جیسے انکی عورتوں[1] و بچوں کے تلف کرنے میں ضامن نہیں ہوتے ہیں یہ مبسوط میں ہی اور جس کو دعوت اسلام پہونچ گئی ہو اسکو بغرض مبالغہ انذار کے دعوت اسلام کر دینا مستحب ہی ولیکن واجب نہیں ہی یہ ہدایہ میں ہی اور واضح ہو کہ تاکید کے واسطے دوبارہ دعوت اسلام کرنا دو شرطوں سے مستحب ہی ایک یہ کہ پہلے دوبارہ دعوت اسلام پہونچانے میں مسلمانوں کے حق میں ضرر نہو اور اگر تقدیم دعوت اسلام میں مسلمانوں کے حق میں ضرر ہو مثلاً معلوم ہو کہ اگر تقدیم دعوت کیجائیگی تو وہ قتال کے واسطے سامان تیار کر کے مستعد ہو رہینگے یا کوئی حیلہ برپا کر لینگے یا اپنے قلعوں کی درستی و مضبوطی کر لینگے تو تقدیم دعوت اسلام دوبارہ مستحب نہیں ہی اور دوسری شرط یہ کہ اس دعوت سے طمع و امید ہو کہ شائد وہ لوگ قبول کر لیں اور اگر انکو اس سے ناامیدی ہو تو دوبارہ دعوت میں بیکار مشغول نہوں یہ محیط میں ہی۔ اور مضائقہ نہیں ہی کہ رات یا دن میں کافروں پر یکبارگی تاخت کریں بدون دعوت اسلام کے اور یہ ایسی زمین کے واسطے کہ انکو دعوت اسلام پہونچ گئی ہی یہ محیط سرخسی میں ہی پس جب کافروں نے اسلام اور ادائے جزیہ سے انکار کیا تو اللہ تعالے عزوجل سے مدد و استعانت کی دعا کرکے کافروں سے جہاد و قتال کریں کذا فی الاختیار شرح المختار اور روا ہی کہ انکے قلعوں کے نیچے منجنیقیں[2] نصب کریں اور انکو جلاویں اور انپر پانی سے سیل بہاویں اور انکے درخت کاٹ ڈالیں اور انکی کھیتی خراب کر دیں یہ ہدایہ میں ہی۔ اور مضائقہ نہیں ہی کہ انکے قلعہ خراب کر کے خاک میں ملاویں اور پانی میں انکو غرق کر دیں اور عمارتیں ڈھا دیں اور شیخ حسن بن زیاد کہتے تھے کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب یہ معلوم ہو کہ اس قلعہ میں کوئی مسلمان قیدی نہیں ہی اور جب یہ بات معلوم ہو تو جلانا و غرق کرنا روا نہیں ہی ولیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اس امر سے انکو منع کیا تو مشرکین کے ساتھ انکو قتال کرنا و غالب ہونا متعذر ہو جائیگا اور قلعے تو بہت کم کسی قیدی سے خالی ہوتے ہیں ولیکن یہ لوگ اس جلانے و غرق کرنے میں کافروں کا قصد کرینگے یہ مبسوط میں ہی اور مشرکوں کو تیر مارنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہی اگرچہ ان میں مسلمان قیدی یا مسلمان تاجر ہوں اور اگر اُنھوں نے مسلمانوں کے بچے یا قیدیوں کو ڈھال بنایا تو انکو تیر مارنے سے اہل اسلام باز نہ رہیں مگر تیر سے کفاروں کے قتل کا قصد رکھیں پھر اس طرح لڑائی میں جو مسلمان قیدی یا تاجر یا بچہ مسلمان تلف ہوا اسکی دیت ان مجاہدوں پر نہ ہوگی اور نہ انپر کفارۂ قتل لازم آویگا اور جب لشکر بہت بڑا ہو جس سے بے خوفی و امن کے ساتھ اطمینان ہو تو اسکے ساتھ عورتوں اور قرآن مجید لیجانے میں مضائقہ نہیں ہی اور سریہ یعنی چھوٹے لشکر کے ساتھ جس کا اطمینان مذکور نہیں ہی اسکے ساتھ عورتوں و مصاحف کا لیجانا مکروہ ہی۔ اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب میں گیا تو مضائقہ نہیں ہی کہ وہ اپنے ساتھ قرآن مجید لیجاوے بشرطیکہ یہ قوم

[1] یعنی کفار کے ساتھ لڑائی کرنے کی حالت میں اگر حملہ کیا اور اس حملہ میں انکی عورتیں و بچے بھی قتیل ہوئے تو وہ اُنکے ضامن نہیں ہوتے ہیں و لیکن عمداً قتل نہ کیے جاویں گے ۱۲ منہ [2] منجنیق وہ آلہ جسکے ذریعہ سے بڑے بڑے پتھر وغیرہ دشمنوں کی طرف پھینکتے ہیں ہندی میں اسکو ڈھیکلی کہتے ہیں اور اب اس زمانہ میں انکا چلن نہیں کیونکہ بجائے انکے توپ سے جو کام نکلتا ہی وہ اُس سے نہیں ممکن تھا ۱۲ منہ

کفار ایسے ہون کہ اپنا عہد وفا کرتے ہون یہ ہدایہ مین ہے۔ اور جب لشکر بڑا ہو تو خدمت کیواسطے بوڑھی عورتون کو ساتھ لیجانے مین مضائقہ نہین ہے اور جوان عورتون کا اپنے گھر مین رہنا اسلم ہے اور اولی یہ ہے کہ بخوف فتنہ عورتین بالکل نہ جاوین اور اگر بغرض مجامعت عورتون کا لیجانا ضروری ہو تو باندیون کو لیجاوین نہ آزادون کو تبیین مین ہے ایک قوم پرہیزگار لوگون کی جہاد کے واسطے جانا چاہتی ہے اور اگر انکے ساتھ فاسقون کی ایک قوم بھی جہاد کو جاتی ہے جنکے ساتھ مزامیر ہین پس اگر پرہیزگارون سے یہ ممکن ہو کہ بدون ان فاسقون کے چلے جاوین یعنے جہاد مین اسقدر کافی ہون تو ان فاسقون کے ساتھ نہ جاوین اور اگر بدون ان فاسقون کے جانا ممکن نہ ہو تو انکے ساتھ جاوین یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور مسلمانون کو چاہیے کہ غدر نہ کرین اور غلول یعنی خیانت نہ کرین اور مثلہ[1] نہ کرین کذا فی الہدایہ اور عورتون کو قتل نہ کرین اور نہ بچون کو اور نہ مجنون کو اور نہ شیخ فانی[2] کو اور نہ اندھے کو اور نہ لنجے کو الا اس صورت مین کہ انہین سے کسی کو تدبیر جنگ مین مداخلت ہو یا عورت ملکہ ہو یعنی انکی بادشاہ ہو تو اسکو قتل کرین اور اسیطرح اگر انکا بادشاہ کوئی طفل صغیر ہو اور اسکو میدان حرب مین اپنے ساتھ لائے ہون اور اسکے قتل کرنے مین انکی جماعت پریشان ہوئی جاتی ہے تو اسکے قتل کرنے مین مضائقہ ہے یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت مالدار ہو کہ لوگون کو لڑائی پر اپنے مال سے برانگیختہ کرتی ہو تو وہ قتل کر دیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اسیطرح ان لوگون مین سے جو مقابلہ کرتا ہو وہ بھی قتل کیا جاوے مگر اتنی بات ہے کہ طفل و مجنون اسی وقت تک قتل کیے جا سکتے ہین جب تک لڑائی کرتے ہین اور ان دونون کے سواے باقیون کے قید کیے جانے کے بعد بھی قتل کر دینے مین مضائقہ نہین ہے اور اگر مجنون کبھی اچھا ہو جاتا ہو اور کبھی پھر مجنون ہو جاتا ہو تو وہ افاقہ کی حالت مین مثل صحیح کے ہے کذا فی الہدایہ اور جسکا ایک ہاتھ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے دوسرا پانون کٹا ہوا یا جسکا خاصۃً داہنا ہاتھ کٹا ہوا ہو وہ قتل نہ کیا جائیگا بشرطیکہ ایسے لوگ اپنے مال سے یا اپنی راے سے لڑائی مین شریک نہون یہ محیط مین ہے۔ اور جسکا ایک طرف کا بدن خشک ہو گیا ہو وہ قتل کیا جائیگا اور اگر باوجود اسکے وہ قتال مین شریک ہو تو اسکے قتل کرنے مین مضائقہ نہین ہے اور اسی طرح اندھا و لنجا و بوڑھا پھوس اگر ایسے لوگ قتال مین حاضر ہون اور کافرون کو لڑائی مین برانگیختہ کرین تو انکے قتل مین مضائقہ نہین ہے۔ اور اگر کسی نے ایسے لوگون مین سے کسی کو قتل کر دیا تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور جسکا بایان ہاتھ کٹا ہوا ہو یا دونون پانون مین سے ایک پانون کٹا ہو تو وہ لڑائی کرنے والون مین ہے پس وہ قتل کر دیا جائیگا اور اسی طرح گونگا و بہرا بھی قتل کیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور طفل و معتوہ جب تک لڑائی پر برانگیختہ کرتے ہون تب تک انکے قتل کر ڈالنے مین مضائقہ نہین اور جب وہ مسلمانون کے ہاتھ مین آ گئے تو پھر مسلمانون کو انکا قتل کرنا نہین چاہیے اگرچہ انھون نے کئی آدمیون کو قتل کیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور مضائقہ نہین ہے کہ مرد مسلمان اپنے ہر ذی رحم محرم کو جو مشرک ہے پہل کر کے اسکو قتل کرے سواے والد و والدہ کے اور اپنے اجداد[3] و جدات کے خواہ باپ

---

[1] مثلہ یعنے کافرون کے مقتولون کے ناک کان وغیرہ کاٹ ڈالنا ۱۲ منہ [2] وہ شخص جو اپنی کبر سنی کی وجہ سے اس قابل نہین کہ مقابلہ کر سکے جسے ہمارے عرف مین بوڑھا پھوس بولتے ہین ۱۲ منہ [3] دادا نانا پر دادا پر نانا وغیرہ ۱۲

دادا وغیرہ مردون کی طرف سے ہون یا مان ونانی وغیرہ عورتون کی طرف سے ہون اور یہ حکم اسوقت ہی کہ اُسکے والدنے اسکو اس کام کے کرنے پر مضطر نہ کیا ہو اور اگر باپ نے بیٹے کو اپنے قتل کرنے پر مضطر کیا مثلاً بیٹا اُس سے بھاگ نہین سکتا ہی تو مضائقہ نہین ہی کہ اسکو قتل کرے اور اگر صف جنگ مین بیٹے نے اپنے باپ پر قابو پایا تو نہ چاہیے کہ قصد کرکے اُسکو قتل کر دے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اسکو لوٹ جانے کا قابو دے تاکہ وہ جرأت حاصل کر کے مسلمانون پر لوٹ کر آوے بلکہ اسکو کسی گوشہ مین یا کسی مقام پر جگہ تنگ کر کے لیجاوے اور مضبوطی سے رکھے تاکہ کوئی دوسرا مسلمان آکر اسکو قتل کرے یہ محیط مین ہی۔ اور جب تک راہب صومعہ[1] مین منزوی[2] ہی تب تک قتل نہ کیا جائیگا الا آنکہ لوگون مین مخالط[3] ہو جاوے فتاوی قاضیخان مین ہی پس اگر مسلمانون کو ایسے لوگون کے جو قتل نہین کیے جاتے ہین لاد لانے اور دار الاسلام مین نکال لانے کی قوت حاصل ہو تو انکو دار الحرب مین چھوڑ آنا نہ چاہیے نہ عورت کو اور نہ طفل کو اور نہ معتوہ کو اور نہ اندھے کو اور نہ لنجے کو اور نہ داہنے و بائین جانب سے ایک ہاتھ و ایک پانون کٹے ہوئے کو اور نہ داہنے ہاتھ کٹے ہوئے کو اسواسطے کہ انسے اولاد پیدا ہو گی پس انکے وہان چھوڑ آنے مین مسلمانون پر سختی و بیدد ہو جائیگی اور رہا بڈھا پھوس جس سے نطفہ نہین قرار پا سکتا ہی تو چاہین اسکو وہان چھوڑ آوین اور چاہین نکال لاوین اور یہی حکم راہبون اور صومعہ والون کا ہی بشرطیکہ وہ سب ایسے ہون کہ عورتون سے جماع نہین کر سکتے ہین اور یہی حکم ایسی بڈھی عورتون کا ہی جن سے اولاد ہونے کی امید نہین ہی یہ ہدایہ و بحر الرائق مین منقول ہی۔ امام قدوری نے اپنی کتاب مین فرمایا کہ کفار دو قسم کے ہین بعضے ان مین سے وہ ہین جو اللہ عز وجل کے منکر ہین اور بعضے وہ ہین جو اللہ عز وجل کا اقرار کرتے ہین مگر اُسکی وحدانیت کے منکر ہین جیسے بت پرست پس جو منکر اللہ عز وجل ہو جب اسکا اقرار کرے تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جو شخص مقر اللہ عز وجل ہو اور منکر اسکی وحدانیت کا ہی جب اسکی وحدانیت کا مقر ہو جاوے بایں طور کہ کہے لا الہ الا اللہ تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جو مقر بوحدانیت اللہ عز وجل ہو اور اُسنے رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا ہی جب وہ رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرے تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ بت پرست یا ذمی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہین کرتا ہی اگر اُسنے کہا اللہ تو وہ مسلمان نہوگا اور اگر کہا کہ مین مسلم ہون تو وہ مسلمان ہو جائیگا پھر اگر اُسنے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ مین حق پر ہون تو مسلمان نہوگا۔ اور یہودی یا نصرانی نے اگر کہا کہ لا الہ الا اللہ تو وہ مسلمان نہ ہوگا جبتک یہ نہ کہے و محمد رسول اللہ۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو یہود و نصاریٰ آجکل مسلمانون کے روبرو موجود ہین اگر انہین سے کسی نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا یہانتک کہ اپنے دین سے بیزاری کا اقرار کرے چنانچہ اگر نصرانی ہی تو کہے کہ مین نصرانیت سے بیزار ہون اور اگر یہودی ہی تو کہے کہ مین یہودیت سے بیزار ہون اور باوجود اسکے یون کہے کہ مین دین اسلام مین داخل ہوا۔ اور اگر یہودی یا نصرانی نے کہا کہ انا مسلم یعنی مین مسلم ہون یا کہا کہ اسلام لایا ہین تو اُسکے

ف۱ صومعہ عبادت خانہ یہود و نصاریٰ ۱۲ منہ ف۲ یعنے گوشہ نشین ہی ۱۲ منہ ف۳ مخالط ہو جاوے یعنے رل مل جاوے ۱۲ منہ

اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ مسلم وہ ہی جو مطیع حق و گردن جھکائے ہوئے ہو اور ہم حق پر ہین پس اگر اُس نے کہا کہ مین مسلم ہون تو اس سے دریافت کیا جائیگا اگر اُسنے کہا کہ اس سے میری یہ مراد ہی کہ مین نے دین نصرانیت یا یہودیت کو چھوڑا اور مین دین اسلام مین داخل ہوا تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا حتے کہ اگر اسکے بعد اُسنے رجوع کیا یعنی اسلام سے پھر گیا تو قتل کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ میری مراد یہ ہی کہ مین حق کیواسطے گردن جھکائے ہون اور مین حق پر ہون تو مسلمان نہ ہوگا[1]۔ اور اگر اس سے دریافت نہ کیا گیا یہانتک کہ اُسنے مسلمانون کے ساتھ جماعت کی نماز پڑھی تو مسلمان ہوگا اور اگر وہ قبل دریافت کیے جانے یا قبل مسلمانون کے ساتھ جماعت مین نماز پڑھنے کے مرگیا تو مسلمان ہونے کی حالت مین مرنیکا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر نصرانی یا یہودی نے کہا کہ لا الہ الا اللہ مین یہودیت یا نصرانیت سے بیزار ہوا اور اسکے ساتھ یون نہ کہا کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا حتے کہ اگر مرگیا تو اُس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جاویگی اور اگر اُسنے اسکے ساتھ یہ کہا ہو کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی نے کسی شخص کے جواب مین جسنے اُس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دریافت کیا تھا یہ کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہین تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ سے مروی ہی کہ اگر نصرانی سے کہا گیا کہ محمد اللہ کے رسول برحق ہین اُسنے کہا کہ ہان تو مسلمان نہوگا۔ ہمارے زمانہ مین یہ واقعہ ہوا کہ ایک نصرانی سے کہا گیا کہ دین اسلام حق ہی پس اُسنے کہا کہ ہان پھر اُس سے کہا گیا کہ کیا دین نصرانیت باطل ہی پس اُسنے کہا کہ ہان پس بعض مفتیون نے فتویٰ دیا کہ وہ مسلمان نہ ہوا اور بعض نے فتویٰ دیا کہ مسلمان ہوگیا۔ اور اسیطرح اگر نصرانی یا یہودی نے کہا کہ مین دین حنیفیہ پر ہون تو وہ مسلمان نہو جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور بعض مشائخ سے مروی ہی کہ اگر یہودی نے کہا کہ مین اسلام مین داخل ہوا تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اگرچہ اُسنے یہ نہ کہا ہو کہ مین یہودیت سے بیزار ہوا اور مجوسی نے اگر کہا کہ مین اسلام لایا یا کہا کہ مین مسلم ہون تو اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اسواسطے کہ یہ لوگ اپنی ذات کے واسطے وصف اسلام کا دعویٰ نہین کرتے ہین بلکہ ایک گونہ بدگوئی شمار کرتے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر اہل کتاب مین سے یا کسی اہل شرک نے ہماری جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو ہمارے نزدیک اُسکے اسلام کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر اُسنے اکیلے نماز پڑھی تو امام اعظم رح کے قول پر اُسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اور بربنا قول صاحبین رحمہما اللہ کے اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے کہا کہ حقیقت مین کچھ اختلاف نہین ہی کیونکہ امام اعظم رحمہ اللہ سے جو منقول ہی اُسکی یہ تاویل ہی کہ اُسنے بدون اذان و اقامت کے تنہا نماز پڑھی پس ایسی صورت مین اُسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا اور صاحبین سے جو منقول ہی اُسکی تاویل یہ ہی کہ اُسنے اذان و اقامت کے ساتھ تنہا نماز پڑھی پس ایسی صورت مین اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور جسطرح ہمنے ذکر کیا ہی اسپر اتفاق ہی کچھ اختلاف نہین ہی۔ اور جناس مین لکھا ہی کہ اگر گواہون نے کہا کہ رأیناہ یصلی بالسنۃ یعنی ہم نے اُسکو دیکھا کہ سنت نماز پڑھتا تھا اور یہ نہ کہا کہ بجماعت نماز پڑھتا تھا پس اُسنے کہا کہ مینے اپنی نماز پڑھی ہی تو یہ اسلام نہ ہوگا یہانتک کہ وہ کہین کہ اُسنے ہماری سی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ اذان دیتا اور اقامت کرتا تھا تو مسلمان ہوگا۔

[1] حاصل آنکہ جن الفاظ سے صریح اُنکا مسلمان ہونا نہ ثابت ہو اُسوقت تک اُنکی تصدیق نہ کی جائیگی ١٢ منہ

اذان سفر مین ہو یا حضر مین اور اگر گواہون نے کہا کہ ہمنے اسکو سنا کہ مسجد مین اذان دیتا تھا تو یہ کچھ نہین ہی جبتک
نہ کہین کہ یہ مؤذن ہی چنانچہ جب انھون نے یہ کہا کہ یہ مؤذن ہی تو وہ مسلمان ہوگا اسواسطے کہ جب انھون نے اسکو مؤذن
کہا تو یہ عادۃ ہوگا پس وہ مسلمان ہوگا یہ بزازیہ سے بحرالرائق مین منقول ہی۔ اور اگر اُسنے روزہ رکھا یا حج کیا یا زکوۃ
ادا کی تو ظاہر الروایۃ کے موافق اُسکے اسلام کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور داؤد بن رشید نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ اگر
اُسنے اس طور پر حج کیا جیسے مسلمان کرتے ہین باین طور کہ لوگون نے اسکو دیکھا کہ اُسنے احرام کے واسطے تہیہ کیا اور تلبیہ کہا
اور مسلمانون کے ساتھ مناسک حج مین حاضر رہا تو مسلمان ہوگا اور اگر وہ مناسک مین حاضر نہوا یا مناسک مین حاضر ہوا مگر
حج نہ کیا تو مسلمان نہ ہوگا۔ اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ مین نے اسکو دیکھا کہ بستی کی مسجد مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور دوسرے
گواہ نے کہا کہ مین نے اسکو دیکھا کہ فلان مسجد مین نماز پڑھتا تھا تو دونون کی گواہی قبول کی جائیگی اور وہ اسلام کیواسطے
مجبور کیا جائیگا کذا فی فتاوی قاضیخان ولیکن وہ قتل نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور حسن بن زیاد سے مروی ہی کہ اگر کسی
ذمی نے کہا کہ اسلام لایا پس اگر نے کہا کہ مین اسلام لایا تو اسلام پر ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ امام محمدؒ نے سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر
مسلمان نے کسی مشرک پر حملہ کیا تاکہ اسکو قتل کرے پس جب اسکو تلوار کے نیچے دبا لیا تو اُسنے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ پس اگر
کافر ایسی قوم مین سے ہو کہ وہ لوگ اس کلمہ کو نہین کہتے ہین تو مسلمان پر واجب ہی کہ اس سے باز رہے اور اگر اسکو پکڑ کر امام المسلمین
کے پاس لایا تو وہ آزاد مسلمان ہو بشرطیکہ اُسنے یہ کلمہ توحید قبل مرد مسلمان کے اسکو مقہور کرنیکے کہا ہو اور اگر مسلمان نے اسکو
مقہور کر لیا ہو اُسنے یہ کلمہ کہا تو وہ فی ہوگا ولیکن قتل نہ کیا جائیگا پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے جو کہا تھا اس سے اسلام کی نیت
نہین کی تھی بلکہ یہودیت مین داخل ہونے کی نیت کی تھی یا مین نے چاہا تھا کہ مجھے پناہ ملے تاکہ تو مجھے قتل نہ کرے تو اسکے
قول پر التفات نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جب اُسنے لا الہ الا اللہ کہا اور مسلمان نے اُسکے قتل سے ہاتھ روک لیا
پس وہ بھاگ گیا اور مشرکون مین جا ملا پھر لڑتا ہوا آیا پھر اسپر مرد مسلمان نے حملہ کیا پھر جب اسکو تنگ جا دبایا تو اُسنے
کہا کہ لا الہ الا اللہ پس اگر اسکا گروہ ہو کہ وہان وہ پناہ مین جا سکتا ہو تو اُسکے قتل کر ڈالنے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر
اسکا گروہ پریشان و متفرق ہو گیا ہو تو مسلمان کو اسکا قتل کر ڈالنا روا نہین ہی ولیکن اسکو تادیب کرے اس فعل پر جو اس سے
صادر ہوا ہی۔ اور اگر یہ مشرک ایسے لوگون مین سے ہو جو لا الہ الا اللہ کہتے ہین ولیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونیکے
مقر نہین ہین اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اسکے قتل کر دینے مین مضائقہ نہین ہی اگرچہ اُسنے یہ کلمہ کہا ہی۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ
اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ تو مسلمان پر واجب ہی کہ اسکے قتل سے ہاتھ روکے اور جبکہ فی کا اسلام
مجبور کیا گیا اور وہ اسلام لایا تو استحساناً اسکا اسلام صحیح ہوگا اور نوادر بن رستم مین مذکور ہی کہ جو شخص نشہ مین اسلام لایا تو اسکا
اسلام قبول کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بت پرست نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے
رسول ہین تو وہ مسلمان ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہون یا دین حنیفیہ پر ہون یا اسلام پر
ہون تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور اگر وہ مرگیا تو اسپر نماز پڑھی جائیگی۔ اور اگر کسی کافر نے دوسرے کافر کو اسلام

لیعنے اگر وہ ہوش مین آکر اسلام سے منکر ہو تو مرتد کے حکم مین داخل کیا جائیگا ۱۲ منہ ۔ یعنے مسلمانون نے اسلام مسلمان نہ ہوا کیونکہ مسلمان کا اسکا قرار نہین ہی ۱۲ منہ

تلقین کیا تو وہ مسلمان نہوا اور اسیطرح اگر کسیکو قرآن سکھایا یا قرآن پڑھایا تو وہ مسلمان نہوا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے

تیسرا باب۔ مصالحہ اور امان کے بیان اور اس بیان مین کہ کسکی امان روا ہی۔ اگر امام المسلمین کی راے مین آیا کہ اہل حرب سے مصالحہ کرے یا بعض فریق اہل حرب سے مصالحہ کرے اور اسمین مسلمانون کے حق مین بھلائی ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر امام المسلمین کی راے مین آیا کہ اہل حرب سے موادعہ[1] کرے اور اسپر کچھ مال اُنسے لے یعنی کچھ مال لے کر اُنسے موادعہ کرے تو مضائقہ نہین ہی دیکن یہ حکم اُسوقت ہی کہ مسلمانون کو مال کی حاجت ہو اور اگر حاجت نہو تو اسطرح موادعت جائز نہین ہی اور جسقدر مال اس موادعت سے لیا ہی وہ جزیہ کے مصارف کے طور پر صرف کیا جائیگا بشرطیکہ مسلمانان مجاہدین نے انکے ملک مین جاکر نزول کرکے اسطرح موادعت سے مال نلیا ہو بلکہ اہل حرب نے اپنا ایلچی بھیجکر اسطرح صلح کی درخواست کی ہو اور اگر مسلمانون کے لشکر نے انکو گھیر لیا اسکے بعد انھون نے مال دیکر صلح کر لی تو یہ مال غنیمت ہی کہ اسکا خمس یعنی پانچوان حصہ نکال کر باقی کو باہم مسلمانون مین تقسیم کرے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر اہل حرب سے کسی ایک فریق مسلمانون نے موادعت کر لی بدون اجازت امام کے تو موادعت جائز ہی اور یہ سب مسلمانون پر جائز ہوگی یعنی کوئی اسکو توڑ نہین سکتا ہی اسواسطے کہ یہ امان ہی اور ایک کا امان دینا مثل سب کا امان دینے کے ہی یعنی سب کیطرف سے امان ہوگی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر کسی مسلمان نے اہل حرب سے ہزار دینار پر ایکسال کی شرط پر صلح کر لی تو اُنکی صلح جائز ہی پس اگر امام کو یہ بات معلوم نہوئی یہانتک کہ سال گذر گیا تو وہ مال لیکر اسکو بیت المال مین داخل کرے اور اگر امام کو اسکی صلح کا حال معلوم ہوا اور سال نہین گذرا ہی تو امام غور فرمائیگا پس اگر اسکے باقی رکھنے مین مصلحت ہو تو اس صلح کو باقی رکھیگا اور مال لے لیگا اور اگر اسکے توڑ دینے مین مصلحت معلوم ہو تو مال انکو واپس دیگا پھر انکی صلح انکی طرف پھینکدیگا اور انکے ساتھ قتال کریگا اور اگر نصف سال گذر گیا ہو تو بھی کل مال جو لیا تھا واپس کر دیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مسلمان نے اہل حرب سے کہا کہ وادعتکم بالف دینار یعنی مین نے تمسے بعوض ہزار دینار کے بمقابلہ ایک سال کے صلح کی پھر سال مین سے تھوڑا گذر گیا اور تھوڑا باقی ہی کہ امام نے انکی صلح انکو رد کر دی یعنی رد صلح کی اطلاع کر دی تو امام کو مال مین سے بقدر گذری ہوئی مقدار سال کے حساب سے مال مین سے لیگا یعنی اسقدر لے لے اور مابقی کے مقابلہ مین جسقدر مال ہی وہ واپس کر دے مثلاً نصف سال گذرا ہی تو نصف مال کا استحقاق ہی اور نصف مال واپس کر دے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اہل حرب سے تین سال کے واسطے ہر سال کی بعوض ہزار درم کے صلح کی ہو اور کل مال وصول کر لیا پھر امام نے موادعہ مذکورہ کو توڑ دینے و رد کر دینے کا قصد کیا حالانکہ ایک سال گذرا ہی تو انکو دو تہائی مال واپس کرے اسواسطے کہ تسمیہ[2] متفرق ہونے سے عقود متفرق ہو گئے بخلاف صورت اوّل کے کہ اسمین مال مذکور بشرط موادعت ایکسال کامل ہی اور عقد ایک ہی ہی اور مال بحرف شرط یعنی لفظ پر مذکور ہی[3] یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور موادعت دس برس سے زیادہ کے واسطے روا ہی بشرطیکہ امام المسلمین کو اس موادعت مین مسلمانون کے حق مین بہتری نظر آوے یہ اختیار شرح مختار مین ہی

---

[1] باہم صلح و ملاپ کرنا ۱۲ منہ [?] وعدہ دینا یعنی کچھ معین مدت کے واسطے لڑائی موقوف کر دینا ۱۲ منہ [2] یعنے ہر سال کے عوض ہزار درم بیان کرنے سے یہ موادعہ سہ سالہ تین عقد متفرق ہوئے کہ ہر سال کے واسطے ایک عقد ہو گیا ۱۲ منہ [3] جو مفید یعنے شرط بحسب الاستعمال ہوتا ہی اگرچہ صریح حرف شرط باعتبار نحو کے نہین ہی ۱۲ منہ

اور اگر دشمن نے مسلمانون کا محاصرہ کیا اور کہا کہ اگر مال دیکر صلح کرلو تو ہمکو منظور ہے تو امام المسلمین اسکو منظور فرمائیگا الا اسی صورت مین کہ خوف ہلاکت ہو تو روا ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر اہل حرب نے امام المسلمین سے چند سال معلومہ کیواسطے بدین شرط صلح کی درخواست کی کہ ہم ہر سال مسلمانون کو بقدر مال معلوم بدین شرط ادا کرینگے کہ ہمارے ملک مین ہم پر احکام اسلام جاری نہ ہون تو امام ہمکو منظور نہ فرماویگا الا اسی صورت مین کہ مسلمانون کے واسطے اسمین بہتری ہو پس اگر یہ امر مسلمانون کے واسطے بہتر ہوا اور صلح اس امر پر واقع ہوئی کہ ہر سال مسلمانون کو سو راس[1] النفس دینگے تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ انھون نے سو راس غیر معین پر صلح کی دوم آنکہ سو راس معین پر صلح کی پس اگر سو راس غیر معین پر صلح ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ سو راس جو شرط کیے ہین خود اہل حرب اور انکی اولاد مین سے ہون[2] تو یہ صلح جائز نہ ہوگی اور اگر یہ سو راس مشروط انکے غلامون و مملوکون مین سے ہون تو صلح جائز ہوگی اور اگر صلح سو راس معین پر جو انکے خود نفوس و اولاد مین ہین واقع ہوئی مثلاً انھون نے شروع سال مین کہا کہ ہمکو امن دو بدین شرط کہ یہ لوگ تمہارے واسطے مالک ہونگے اور ہم تمسے تین سال کے واسطے جواب سے آمن ہونگے اس شرط سے صلح کرتے ہین کہ ہر سال ہم تمکو سو راس اپنے مملوکون سے دینگے تو یہ جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کافرون نے موادعت مین یہ شرط کی کہ امام انکو وہ شخص واپس کردے جو ان مین سے مسلمان ہوکر ہمارے پاس آجاوے تو موادعت جائز اور شرط باطل ہے کہ اسکا وفا کرنا واجب نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر امام نے ان سے صلح کرلی پھر صلح کا توڑ دینا مصلحت معلوم ہوا تو انکی صلح انپر پھینکدے پھر انسے قتال کرے۔ اور نبذ یعنے صلح کا رد کرنا بھی اسی طور سے ہوگا جسطور سے امان دینا واقع ہوا تھا یعنی اگر امان دینا منتشر و شہرت کے ساتھ تھا تو رد صلح بھی اعلان و انتشار کے ساتھ ہونی واجب ہے اور اگر امان دینا منتشر نہ تھا مثلاً ایک مسلمان نے انکو پوشیدہ امان دیدی ل ر اسی ایک شخص کا رد صلح کر دینا کافی ہے پھر بعد رد صلح کے انسے قتال کرنا اتنی مدت تک روا نہین ہے کہ انکا بادشاہ اس مدت مین اپنے اطراف مملکت مین خبر پہونچا سکے یعنی اتنے عرصہ تک اسکو مہلت دے کہ اس مدت مین وہ اپنے اطراف مملکت مین خبر پہونچا سکے خواہ پہونچاوے یا نہ پہونچاوے۔ اور اگر وہ لوگ اپنے قلعون سے نکلکر شہرون مین منتشر ہوگئے ہون اور مسلمانون کے لشکر مین بھی آگئے ہون یا اپنے قلعہ انھون نے بے حرمت کر ڈالے ہون بسبب امان و صلح ہونے کے تو انکو مہلت دے یہانتک کہ سب لوگ اپنے اپنے مامن مین واپس جاوین اور اپنے قلعون کو اسطرح بنالین جیسے وہ تھے اور یہ مہلت اسواسطے ہے کہ غدر کرنا ثابت نہو اور یہ حکم نقض صلح کی اطلاع دہی اور مہلت دہی وغیرہ کا اسوقت ہے کہ امام نے کسی قدر مدت کیواسطے انسے صلح کی ہو پھر قبل اس مدت کے گذرنے کے صلح توڑ دی ہو اور اگر مدت مذکور گذر گئی تو اسکے گذرنے پر خود ہی صلح ٹوٹ جائیگی پس انکو اطلاع دہی نہ کریگا یہ تبیین مین ہے۔ اور مسلمانون کو ہرگز نہ چاہیے کہ اہل حرب پر یا انکے اطراف ملک پر جبتک صلح باقی ہے لوٹ مار کرین یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر انھون نے عہد مین خیانت کی اور حیل کی تو انکو نقض صلح کی اطلاع نہ دے اور انسے قتال کرے بشرطیکہ یہ امر انکے اتفاق سے

[1] راس نفس یعنے نفس انسان آدمی ۱۲ [2] اسواسطے کہ ہنوز وہ لوگ آزاد ہین پس مال نہ ہونگے ۱۲ منہ [3] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش سے اس شرط کے ساتھ صلح کی تھی جیسا کہ صحیح مین صلح حدیبیہ مین مذکور ہے لیکن اس زمانہ مین آیا یہ جائز ہے یا نہین تو کتاب مین تحقیق نہین جائز ہے اور کلام تمام اصول مین ہے ۱۲ منہ

ساتھ ہو یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر اہل حرب مین سے جنکے ساتھ موادعت و صلح ہی ایک جماعت ایسی جنکے واسطے منعت و قوت حاصل نہین ہی دار الحرب سے نکلکر انھون نے دار الاسلام مین رہزنی کی تو یہ امر انکی طرف سے نقض عہد نہین ہی اور اگر ایسی قوم نکلی جسکو منعت و قوت حاصل ہی مگر بدون اجازت اپنے بادشاہ یا اپنے اہل مملکت کے نکلی ہی تو انکا بادشاہ و انکے اہل مملکت اپنی موادعت پر باقی رہینگے اور یہ لوگ جنھون نے رہزنی کی ہی اُنکے قتل کرنے اور مملوک بنانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر یہ لوگ اپنے بادشاہ یا اپنے اہل مملکت کی اجازت سے نکلے ہین تو یہ امر سب کے حق مین نقض عہد ہوگا یہ فتاوی کرخی مین ہی۔ اور اگر اہل اسلام اور کسی اہل حرب سے صلح قائم ہو پھر انہین سے ایک شخص ایسے کافرون کے ملک مین داخل ہوا جنسے مسلمانون سے صلح نہین ہی پھر مسلمانون نے اس ملک پر جہاد کیا اور اس شخص کو گرفتار کیا تو وہ امن مین ہی اسپر کوئی راہ نہین ہی اور نہ اسکے مال پر اور نہ اُسکے رقیق وغیرہ پر کسی پر کوئی راہ نہین ہی اور جن کافرون سے ہم نے صلح کر لی ہی وہ جہان چاہین جاوین اور جس ملک مین چاہین داخل ہون بہر حال وہ مامون ہین کہ ہماری طرف سے انکو امان ہی اور اگر مسلمانون نے کسی ملک پر جہان اہل حرب مین جہاد کیا جنسے ہمسے مصالحہ نہین ہی اور وہان کسی ایسے شخص کو گرفتار کیا جو ایسے ملک کا رہنے والا ہی جنسے ہمسے مصالحہ ہی مگر وہ اس ملک کے کافرون کے پنجہ مین جنپر مسلمانون نے جہاد کیا ہی اسیر تھا تو اس صورت مین وہ ہماری لوٹ کا مال ہوگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ واضح ہو کہ ذمی اُسکو کہتے ہین کہ اُسنے عہد کیا کہ ہم مسلمانون سے مقابلہ نہ کرینگے جزیہ ادا کرینگے اور اپنے دین پر مسلمانون کے تابع ہو کر رہینگے قال فی الکتاب اور اگر ذمیون نے اپنا عہد توڑا تو وہ مثل اُن مشرکون کے ہین جنھون نے اپنی صلح کا عہد توڑا اور انکا مال لے لینا جائز ہی اسواسطے کہ جزیہ کے ساتھ انکا باقی رکھنا روا ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور جو لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے اور انھون نے غلبہ کیا اور جس ملک مین رہتے ہین وہ دار الحرب ہوگیا تو خوف کی حالت مین اُنسے بلا مال لیے صلح کر لینا روا ہی بشرطیکہ اسمین مسلمانون کے حق مین بہتری ہو اور اگر اُنسے مال لیکر صلح کی تو جب پھر فتحیاب ہون یہ مال اُنکو واپس نہ دیا جاوے اسواسطے کہ یہ مال مسلمانون کے واسطے غنیمت ہی بخلاف باغیون کے یعنے وہ گروہ مسلمان جو امام برحق کی اطاعت سے سرکشی کر کے باغی ہو جاوین تو جب لڑائی ختم ہوجاوے اور باغی لوگ تابع ہون تو انکا مال جو ہاتھ آیا ہی وہ ان لوگون کو واپس کر دینا واجب ہی اسواسطے کہ وہ مال غنیمت نہوگا ہان قبل لڑائی ختم ہونیکے انکا مال انکو واپس نہ کریگا اسواسطے کہ اسمین اُنکے حق مین اعانت ہی یہ نہر الفائق و فتح القدیر مین ہی۔ اور عرب کے بت پرست لوگ مثل مرتدون کے ہین حکم موادعت مین اسواسطے کہ عرب کے بت پرستون سے مثل مرتدون کے سوائے اسلام کے اور کچھ قبول نہ کیا جائیگا پس وہ اسلام لاوین یا تلوار حکم ہی اور سردار لشکر اسلام کو یا اور کوئی قائم مقام[1] ہو اسکو یہ مکروہ ہی کہ اہل حرب کا ہدیہ قبول کر کے مخصوص اپنے واسطے کرلے بلکہ یون کرنا چاہیے کہ اسکو مسلمانون کے واسطے مال غنیمت قرار دے۔ اور اہل حرب کے ہاتھ ہتھیار و کراع کا فروخت کرنا مکروہ ہی خواہ اُنسے صلح ہو گئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور نیز انکے پاس یہ سامان بھیجنا بھی مکروہ ہی اور اسیطرح

---

[1] چھوٹے لشکر کا سردار یا ماتحت سردار یعنے نائب سردار ۱۲ منہ

لوہا وغیرہ جو چیز اصل آلات حرب ہی انکے یہان بھیجنا یا انکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہی اور ذمیون کے یہان ان چیزونکا بھیجنا مکروہ نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اور اگر حربی ایک تلوار لایا اور بجائے اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی تو دار الاسلام سے باہر نہ لیجانے پاوے یہ مبسوط مین ہی اور اگر اسکو درمون کے عوض فروخت کرکے پھر دوسری خریدی تو مطلقاً منع کیا جائیگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر اہل حرب کے کسی بادشاہ نے درخواست کی کہ مین تمہارا ذمی ہوتا ہون بدین شرط کہ جزیہ ادا کرونگا اور اپنی مملکت مین جسطرح چاہونگا قتل و ظلم وغیرہ سے حکم کرونگا تو اسلام مین یہ امر روا نہین ہی اور اسکی درخواست قبول نہ کیجاویگی - اور اگر کوئی قطعہ زمین اسکا ہو جسمین اسکے اہل مملکت سے ایک قوم ساکن ہو جو اسکے غلام ہون کہ جسکو ان مین سے چاہتا ہی فروخت کرتا ہی پھر اُسنے مسلمانون سے ذمی ہو کر صلح کرلی تو بعد صلح کے بھی وہ لوگ اسکے غلام ہونگے جیسے پہلے تھے کہ جسکو چاہے فروخت کرے یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر اسپر اسکا دشمن غالب آیا پھر مسلمانون نے اپنے ذمی ہونیکی وجہ سے اس دشمن کو زیر کرکے ان غلامون کو اس سے چھین لیا تو قبل تقسیم غنیمت کے یہ سب مملوک اس ذمی بادشاہ کو مفت واپس دیے جاوینگے اور اگر تقسیم غنیمت ہوچکی ہو تو بعوض بقیمت واپس دیے جاوینگے جیسے دیگر اموال اہل ذمہ کا حکم ہی اور علی ہذا اگر بادشاہ مذکور مسلمان ہوگیا اور جو لوگ کہ اسکی مملوکہ زمین مین اُسکے غلام ہین وہ بھی مسلمان ہوگئے یا اُسکی زمین والے مسلمان ہوئے اور بادشاہ مسلمان نہوا تو یہ لوگ جو اسکی زمین مین ہین اسکے غلام رہینگے - جیسے پہلے تھے یہ مبسوط مین ہی فصل امان کے بیان مین - اگر کسی مرد مسلمان آزاد نے یا عورت مسلمہ آزادہ نے کسی کافر یا ایک جماعت کفار کو یا اہل قلعہ کو یا ایک شہر والون کو امان دی تو اسکا ان لوگون کو امان دینا صحیح ہی اور مسلمانون مین سے کسی کو روا نہ ہوگا کہ پھر ان لوگون سے قتال کرے لیکن اگر اسکا اسطرح امان دینا خلاف مصلحت ہو کہ اسمین مفسدہ نظر آوے تو امام المسلمین انکی امان توڑنے سے انکو اطلاع دیدیگا جیسے کہ اگر خود امام نے امان دی پھر مصلحت اس امان کے توڑ دینے مین ظاہر ہوئی تو انکو امان توڑ دینے کی اطلاع کریگا اور اگر امام نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لشکر اسلام مین سے کسی آدمی نے انکو امان دیدی حالانکہ اسمین خرابی ہی تو امام ان لوگون کو امان توڑ دینے سے مطلع کر دیگا اور اس شخص کو جسنے امان دیدی تھی تادیب کریگا یہ ہدایہ مین ہی - اور ذمی کا امان دینا باطل ہی لیکن اگر امام نے ذمی کو حکم کیا کہ ان حربیون کو امان دیدے پس اُسنے دیدی تو جائز ہی یہ تبیین مین ہی - اور مکاتب کا امان دینا روا ہی اور جو مسلمان کہ اہل حرب کے ملک مین تاجر ہی یا جو مسلمان کہ انکے ہاتھ مین مقید ہی اسکا امان دینا روا نہین ہی اور جو شخص دار الحرب مین مسلمان ہوا ہی اور وہان موجود ہی اور اُسنے اہل حرب کو امان دیدی تو اُسکی امان روا نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر غلام نے امان دی پس اگر وہ جہاد و قتال کرنے مین اپنے مولی کی طرف سے اجازت یافتہ ہی تو بلا خلاف اس غلام کا امان دینا روا ہی اور اگر وہ قتال سے ممنوع ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا امان دینا نہین صحیح ہی اور امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی اور امام ابو یوسف رح کا قول اس مسئلہ مین مضطرب ہی - اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ غلام محجور کی امان مین یہ اختلاف مذکور اُس صورت مین ہی کہ یہ جہاد بدون نفیر عام ہونچنے کے واقع ہوا ہو اور اگر جہاد کے واسطے نفیر عام پہونچی ہو کہ جس سے ہر فرد بشر پر جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہی

تو ایسی صورت مین اس غلام کی امان بلا خلاف صحیح ہوگی اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ نہین بلکہ ہر صورت مین اختلاف ہی یہ محیط مین ہی اور باندی کے امان دینے مین بھی وہی تفصیل ہی جو غلام مین مذکور ہوئی یعنے اگر باندی اپنے مولی کی اجازت سے قتال کرتی ہو تو اسکا امان دینا صحیح ہی اور اگر وہ قتال نہ کرتی ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک اسکی امان نہین صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کسی طفل نے امان دی حالانکہ غیر عاقل ہی یعنے اسکے نفع و ضرر کو نہین سمجھتا ہی تو اُسکی امان نہین صحیح ہی جیسے مجنون کا حکم ہی اور اگر وہ اسلام کو سمجھتا ہو اور وصف اسلام بیان کرتا ہو یعنی اسلام کسکو کہتے ہین پس وہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتا ہو حالانکہ وہ قتال سے ممنوع ہی تو امام اعظم رہ کے نزدیک نہین صحیح ہی اور امام محمد کے نزدیک صحیح ہی اور اگر وہ قتال کے واسطے اجازت یافتہ ہو تو اصح یہ ہی کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور جو شخص مختلط العقل ہو مگر وہ اسلام کو جانتا ہو اور اسکا وصف بیان کرتا ہو تو وہ بمنزلہ طفل عاقل کے ہی یہ تبیین مین ہی اور اگر طفل بالغ ہوا مگر وہ اسلام کے ارکان و اوصاف نہین بیان کرسکتا ہی بسبب نجاننے کے اور امر معیشت کو نہین سمجھتا ہی تو اسکی امان نہین صحیح ہی اسلیے کہ وہ بمنزلہ معتوہ کے ہی اور یہی حکم لڑکی کا ہی خواہ لڑکی آمادہ ہو یا باندی ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مسلمانون مین سے کسی مرد نے ایک گروہ مشرکون کو امان دیدی پھر دوسرے گروہ مسلمانون نے انپر تاخت کی اور مردون کو قتل کیا اور عورتون اور مال کو لوٹ لیا اور انکو آپس مین تقسیم کرلیا اور ان عورتون سے انکی اولاد ہوئی پھر اس گروہ مسلمانون کو جنھون نے تاخت کی ہی امان دیے جانیکا حال معلوم ہوا تو قتل کرنے والون پر جسکو انھون نے قتل کیا ہی اسکی دیت واجب ہوگی اور عورتین اور مال انکے اہل کو واپس دیے جاینگے اور ان عورتون سے چونکہ اُنھون نے وطی کی ہی انکا مہر تاوان دینگے اور انسے جو اولاد پیدا ہوئی ہی وہ بغیر قیمت آزاد ہونگے اور اپنے والد کے مسلمان ہونے کی وجہ سے انکی تبعیت مین مسلمان ہونگے کہ انکے واپس دیے جانے کی کوئی راہ نہین ہی اور واضح ہو کہ عورتین تین حیض گذر جانے کے بعد واپس کیجاوینگی اور اس عدت کے زمانہ مین یہ عورتین کسی عادل کے پاس چھوڑی جاوینگی اور عادل اس معاملہ مین بوڑھی پرہیزگار عورت ہوگی نہ مرد یہ محیط مین ہی۔ اور امام محمد رہ نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے اہل حرب کو امان کی ندا پکاردی تو سب اہل حرب انکی امان دہی کی آواز سنکر امن مین ہوجاوینگے چاہے کسی زبان مین انکو ندا دی ہو خواہ انھون نے اس کلام کو سمجھکر امان معلوم کرلی ہو یا اس زبان کو نہ سمجھے اور اس سے امان کو نہ معلوم کیا ہو صرف آواز سنی ہو جیسے مثلاً عربی زبان مین انکو امان دینے کی منادی کردی حالانکہ وہ لوگ رومی ہین کہ عربی نہین سمجھتے ہین یا نبطی زبان مین انکو ندائے امان دی حالانکہ یہ لوگ ایسی قوم ہین کہ نبطی نہین سمجھتے ہین اور مثل اسکے تو ایسی صورت مین آواز سنکر وہ امون ہوجاوینگے اور اگر کافرون نے مسلمانون کے امان دہی کی آواز نہین سنی تو انکے واسطے امان حاصل نہ ہوگی پس انکا قتل کرنا اور گرفتار کرنا روا ہی۔ اور اگر مسلمانون نے ایسے مقام سے انکو منادی کی کہ وہان سے آواز سن سکتے ہین مگر دیگر قرائن سے ہر جہت سے یہ معلوم ہوا کہ ان لوگون نے آواز نہین سُنی ہی مثلاً یہ لوگ خواب مین تھے یا قتال مین مشغول تھے تو یہ امان ہوگئی اور معلوم ہونے سے یہان یہ مراد ہی کہ غالب رائے سے یہ معلوم ہوا نہ بعلم حقیقی۔ اور واضح رہے کہ سب کو امان حاصل ہونیکے واسطے یہ شرط نہین ہی

کہ آؤ ان امان کو سب لوگ سنین بلکہ اکثرون کا سُن لینا کافی ہی اور یہ سب کے سُن لینے کے قائم مقام رکھا جائیگا۔ اور
اگر مسلمانون نے کسی حربی سے کہا کہ لاتخف مت خوف کر یا اس سے کہا کہ تو امان یافتہ ہی یا اس سے کہا کہ لاباس علیک
تو اندیشہ و سختی مت کر تو یہ سب امان ہی اور اگر اس سے کہا کہ لک امان اللہ تو امان ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ لک عہد اللہ
یا لک ذمۃ اللہ یا اس سے کہا کہ ادھر آ اور اللہ تعالیٰ کا کلام سن یا اس سے کہا کہ لا جرنا کہ ہمنے تجھے بچا دیا تو بھی اسکو امان
حاصل ہو گئی۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے کسی جماعت معین سے جو قلعہ مین محصور ہین کہا کہ تم نکل کر ہماری طرف آؤ ہم
تم سے صلح کی بابت مراوضت کرین اور تم امان یافتہ ہو یا یہ لفظ نہ کہا کہ تم امان یافتہ ہو پس وہ لوگ نکلکر آئے تو وہ سب امان یافتہ
ہونگے۔ اور اگر انسے کہا کہ تم ہماری طرف نکلو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وہ امان یافتہ نہ ہونگے اور اگر انسے کہا کہ
ہمارے پاس اتر آؤ تو یہ امان ہی اور اگر انسے کہا کہ ہماری طرف نکلو اور ہم سے خرید فروخت کرو تو یہ امان ہی۔ اور اگر
اہل حرب کسی قلعہ مین یا کسی مضبوط جگہ مین جہان انکو پناہ و قوت حاصل ہی موجود ہون پس کسی مسلمان نے کسی حربی
کو اشارہ سے کہا کہ ہمارے پاس چلا آ یا اہل قلعہ کو اشارہ سے کہا کہ تم دروازہ کھول دو اور آسمان کیطرف اشارہ کیا پس
انھون نے دروازہ کھول دیا اور گمان کیا کہ یہ امان ہی اور جو فعل اس مرد مسلمان نے کیا ہی وہ مسلمانون اور ان حربیون کے
درمیان معروف ہو کہ جب ایسا کیا جاتا ہی تو امان ہوتی ہی یا یہ امر اسطرح ان مین معروف نہ ہو بہر حال ان مشرکون کو امان ہوگی
اور اگر دشمن کی طرف اپنی انگلی سے اسطرح اشارہ کیا کہ جس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ میرے پاس آ تو حالانکہ یہ اشارہ کرنے والا
اپنی زبان سے کہہ رہا ہی کہ اگر تو آویگا تو مین تجھے قتل کرونگا پس دشمن مذکور چلا آیا تو وہ امان یافتہ ہی اسکا قتل کرنا
روا نہین ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ مشرک نے اسکے اشارہ کو سمجھا اور اسکو امان خیال کیا اور اشارہ کرنے والے
کے اس قول کو کہ اگر آویگا تو تجھے قتل کرونگا نہین سُنا یا سُنا مگر نہ سمجھا ہو۔ اور اگر اشارہ کرنے والے کا یہ قول سُنکر
سمجھ لیا ہی پھر بھی چلا آیا تو یہ امان نہ ہوگی۔ اور علی ہذا اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ چلا آ تاکہ مین تجھے قتل کر دون پس کافر نے
اوّل کلام سنا اور سمجھ لیا اور آخر کلام نہین سُنا یا سُنا مگر نہین سمجھا پس چلا آیا تو اسکو امان ہی اور اگر اسنے آخر کلام سُنکر
سمجھ لیا ہی تو امان نہوگی اور علی ہذا اگر مسلمان نے مشرک سے کہا کہ چلا آ اگر قتال کرنا چاہتا ہی اگر تو مرد ہی پس اسنے
اوّل کلام کو سُنکر سمجھ لیا اور آخر کلام کو نہین سُنا یا آخر کلام کو سُنا اور اسکو نہین سمجھا پس چلا آیا تو اسکو امان ہوگی اور اگر اسنے
اوّل و آخر کلام سب سُنا اور سمجھ لیا ہی پھر چلا آیا تو اسکو امان نہ ہوگی اور علی ہذا اگر حربی سے کہا کہ یہان آ دیکھ کہ مین تیرے ساتھ
کیا کرتا ہون تو بھی ایسا ہی حکم ہی یہ ذخیرہ و محیط مین ہی۔ اور اگر ایک جماعت کفار نے مسلمانون سے کہا کہ آمنونا علی ذرارینا یعنی
ہمکو امان دو بشرطیکہ ہمارے ساتھ ہماری ذریات بھی امن مین ہون پس مسلمانون نے انکو اسطرح سے امان دی تو وہ لوگ اور
انکی اولاد اور انکی اولاد کی اولاد اگرچہ کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو سب امن مین داخل ہوگی ولیکن اولاد پسران اس امن
مین داخل ہوگی اولاد دختران اسمین داخل نہوگی یہ سیر کبیر مین ہی کذا فی الظہیریہ۔ اور اگر حربی نے کہا کہ آمنونی علی
اولادی یعنی امان دو مجھکو بشرطیکہ اسمین میری اولاد بھی داخل ہو پس مسلمانون نے اسکو اسطرح امان دی تو وہ اور اسکی اولاد صلبیہ

۱؎ قولہ صلبیہ یعنے خاص اسکی پشت و نطفہ سے بیٹا بیٹی جو کوئی جسقدر ہون ۱۲ منہ ۲؎ تیرے واسطے امان اللہ ہی ۱۲

سلاولاد مین سے مردون کی اولاد سب داخل ہونگی اور عورتون کی طرف سے جو انکی اولاد ہو وہ داخل نہوگی۔ اور اگر اُسنے
کہاکہ امنونی علی اولاد اولادی یعنی مجھے امان دو بشرط آنکہ میری اولاد کی اولاد ہمین داخل ہو تو شیخ الاسلام اور قاضی رکن الاسلام
علی سغدی نے ذکر کیا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ اس صورت مین دخترون کی اولاد
اندروے حکم روایت داخل ہونگی۔ اور اگر اُسنے کہاکہ امنونی علی آبائی یعنی مجھے امان دو بشرط آنکہ میرے آبا ہمین داخل ہون
اور اُسکے مادر و پدر دونون موجود ہین تو امان مین داخل ہو جاوینگے اور اگر انکے مادر و پدر نہون بلکہ جد و جدہ موجود ہون تو
ان دونون کے واسطے امان حاصل نہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر انکی زبان مین جسمین وہ باتین کرتے ہین جد کو بھی باپ
بولتے ہون جیسے پسر کے پسر کو بیٹا بولتے ہین تو جد بھی بمنزلہ پسر کے پسر کے امان مین داخل ہو گا یہ محیط مین ہے۔
اور اگر حربیون نے کہاکہ امنونا علی ابنائنا یعنی ہمکو امان دو باین شرط کہ ہمارے ابنا ہمین داخل ہون حالانکہ انکے بیٹے
و بیٹیان موجود ہین تو سب امان مین داخل ہونگے۔ اور اگر انکی اولاد ذرینہ نہون بلکہ خالصۃً لڑکیان ہون تو وہ کوئی امن
مین داخل نہونگی بلکہ سب مال غنیمت ہونگی۔ اور اگر انھون نے کہاکہ امنونا علی بناتنا و اخواتنا یعنی ہمکو امان دو بشرطیکہ
ہماری بیٹیان و بہنین امان مین داخل ہونگی تو یہ امان خالصۃً مؤنثون کے واسطے ہوگی ہمین کوئی مذکر انکی اولاد وغیرہ
مین سے داخل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کہاکہ امنونی علی اخوتی حالانکہ اسکی بھائی اور بہنین موجود ہین تو سب کی سب امان
مین داخل ہونگی اور اگر اسکی بہنین ہون اور انکے ساتھ کوئی مذکر نہو تو بھی سب کی سب امان مین داخل ہونگی یہ محیط مین ہے
اور اگر حربیون نے کہاکہ امنونا علی ابنائنا حالانکہ انکے صلبی فرزند و پسرون کے پسر موجود ہین تو ہر دو فریق امان مین داخل
ہونگے اور اگر انکے صلبی پسر نہون بلکہ پسرون کے پسر ہون تو بھی وہ امان مین ہونگے۔ اور اگر حربیون نے کہاکہ امنونا علی آبائنا
حالانکہ انکے باپ نہین ہین بلکہ اجداد موجود ہین تو اجداد اس امان مین داخل نہونگے اور اسیطرح اگر انھونے کہاکہ ہمکو امان دو
بشرط آنکہ ہماری مائین ہمین داخل ہون حالانکہ انکی مائین جنھون نے انکو جنا ہے نہین موجود ہین بلکہ انکے جدات موجود ہین
تو یہ عورتین اس امان مین داخل نہونگی۔ اور اگر حربی نے کہاکہ مجھے امان دو باین شرط کہ میرے موالی ہمین داخل ہون حالانکہ
اسکے موالی یعنے غلام کوئی نہین ہے فقط باندیان ہین تو استحساناً یہ باندیان اُسکے ساتھ امان مین داخل ہونگی یہ ظہیریہ مین
ہے اور اگر کسی حربی نے قلعہ کے اندر سے امیر لشکر اسلام سے کہاکہ امنونی علی متاعی مجھے امان دو بشرط آنکہ میری متاع
ہمین داخل ہے پس اسیطرح اُسکو امان دی تو وہ امن مین ہوگا اور اسکی متاع اُسکے ساتھ امن مین ہوگی کہ اُسکو سپرد
کی جائیگی و لیکن متاع مین درم و دینار و سونا و چاندی و زیور و جواہر و جانوران سواری و ہتھیار داخل نہونگے
اور انکے سواے باقی چیزین کپڑے و فروش و تمام متاع بیت یہ سب چیزین متاع مین داخل ہونگی اور استحساناً متاع کے
تحت مین یوت بھی داخل ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر حربی نے کہاکہ مجھے امان دو مع دس نفر کے تو یہ دس سواے اسکی
ذات کے قرار دیے جاوینگے اور ان دس کی تعیین کا خیار امام کو ہوگا۔ اور اگر اُسنے کہاکہ امنونی عشرۃ من اہل بیتی اوفی

ملہ قولہ خالصۃ مؤنثون یعنے امان طلب کرنے والے مع انکے مؤنثون کے خالصۃ بدون شمول ذرینہ اولاد کے ۱۲ ملہ کیونکہ لفظ متاع کے مفہوم مین یہ چیزین
داخل نہین ہین ۱۲ ملہ یعنے اور اولاد پسران ۱۲ ملہ دختری اولاد ۱۲ ملہ یعنے روایۃ آئی ہے ۱۲ ملہ یعنے بھائی و بھتیجا وغیرہ ۱۲

عشرۃ من اہل حصنی یعنی میرے اہلبیت کے دس آدمیوں مین یا میرے قلعہ کے دس آدمیوں کے ساتھ مین مجھے امان دو تو اُسکو اور اُسکے سوائے اور نو نفر کو امان حاصل ہوگی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مجھے امان دو میرے دس بھائیون کے ساتھ مین تو اُسکو اور اُسکے سوائے اُسکے دس بھائیون کو امان حاصل ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ فی عشرۃ من ولدی یعنی میری دس اولاد کے ساتھ مین تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ امان دو مجھے میرے دس بھائیون کے ساتھ مین جنمین مین بھی ہون یا میری دس اولاد کے ساتھ مین جنمین مین بھی ہون تو اسکے سوائے بھی دس نفر کو امان ملیگی۔ اور اگر کہا کہ میرے دس اہل بیت کو جنمین مین بھی ہون یا میرے دس اہل قلعہ کو جنمین مین بھی ہون تو دس نفر کو امان ملیگی جنمین سے ایک یہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ امان دو مجھکو میرے موالی کے ساتھ مین حالانکہ اُسکے موالی ایسے ہین کہ اُنھون نے اُسکو آزاد کیا ہے اور موالی ایسے ہین کہ جنکو اُسنے آزاد کیا ہے تو یہ امان ان دونون فریق کو شامل نہ ہوگی بلکہ ایک ہی فریق کو ان مین سے شامل ہوگی اور جسکو اس مستامن نے مراد لیا ہے اسی فریق کو شامل ہوگی یعنے بیان تعیین اس مستامن کو ہوگا اور اگر اُس نے کہا کہ مین نے کسی کی تعیین کی نیت نہین کی تھی تو ہر دو فریق استحساناً اس امان مین شامل ہونگے۔ اور اگر مسلمانون نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا اور سردار قلعہ نے قلعہ پر سے ظاہر ہو کر کہا کہ مجھے مع میرے دس اہل قلعہ کے امان دو بدین شرط کہ مین قلعہ کو تمھارے واسطے کھولے دیتا ہون پس مسلمانون نے کہا کہ تیرے واسطے ایسا ہی ہے پس اُسنے کھول دیا تو وہ مع دس اہل قلعہ کے امن مین ہوگا پھر دس آدمیون کے معین کرنیکا اختیار اسی سردار قلعہ کو ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ میرے واسطے مع میرے اہل قلعہ کے امان کا عقد کرو بدین شرط کہ تم اس قلعہ مین داخل ہو پس اُنھون نے ایسا ہی کیا پھر اسی پر اُسکے ساتھ عقد امان قرار دیا تو مسلمانون کے لیے اس قلعہ مین سے نفوس و اموال مین سے قلیل و کثیر کچھ نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر اہل حرب مین سے کسی مرد نے اہل اسلام سے امان طلب کی اور اُسکو امان دی گئی پھر اپنے ساتھ ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میری جورو ہے اور اپنے ساتھ چھوٹے چھوٹے اطفال لایا اور کہا کہ یہ میری اولاد ہے حالانکہ اُنکو اپنی امان مین ذکر نہین کیا تھا بلکہ یہی کہا تھا کہ مجھے امان دو تاکہ مین تمھارے پاس آؤن یا دار الاسلام مین آؤن یا تمھارے لشکر مین آؤن جو دار الحرب مین موجود ہے تو ایسی صورت مین قیاس یہ ہے کہ سوائے اسکے باقی جتنے ہین سب مال فئی ہون ولیکن یہ امر قبیح ہے پس اُسکے ساتھ ہم اُنکو بھی استحساناً امان مین داخل کرتے ہین اور اسی طرح اگر اسکے ساتھ بہت سے مرد و عورت ہون پس اُسنے کہا کہ یہ میرے رقیق ہین اور اُنھون نے اُسکے قول کی تصدیق کی یا وہ لوگ صغیر ہین کہ اپنے حال سے تعبیر نہین کر سکتے ہین حتی کہ اسمین اُنکے تصدیق کرنیکی احتیاج نہین ہے تو اسمین بھی ایسا ہی قیاس و استحسان جاری ہے چنانچہ بحکم استحسان ہم اُس سے قسم لیکر اُسکے قول کی تصدیق کرینگے اور اسکے ساتھ اُنکو بھی مامون قرار دینگے حالانکہ قیاس یہ ہے کہ یہ سب سوائے اُسکی ذات کے فئی ہونگے۔ اسی طرح سواری کے جانورون اور اجیر مزدور جو اسکے ساتھ آوین اُنمین بھی ایسا ہی حکم بقیاس و باستحسان ہے۔ اور اگر اسکے ساتھ چند مرد ہون جنکی نسبت وہ کہتا ہے کہ یہ لوگ میری اولاد ہین اور اُنھون نے اُسکی تصدیق کی تو یہ لوگ قیاساً و استحساناً دونون طرح سے فئی ہونگے۔ اور اگر اطفال

۱ موالی جمع مولی اور مولی آزاد کرنے والے اور آزاد کیے گئے دونون پر بولتے ہین ۱۲ منہ ۲ یہ ہمارے نزدیک ہے اور بر مذہب امام شافعیؒ چاہیے کہ دونون کو بھی شامل ہو ۱۲ منہ ۳ مملوک یعنے غلام و باندی ۱۲ منہ ۴ یعنے بدون قتال و مشقت کے مال ہاتھ آیا ہے ۱۲ منہ

صغیر اسکے ساتھ ہوں اور وہ ایسے ہیں کہ اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہیں یعنی بیان کر سکتے ہیں کہ کون ہیں پس اس حربی نے کہا کہ یہ میری اولاد ہیں اور انھوں نے اسکی تصدیق کی تو بحکم قیاس وہ فئی ہونگے اور استحسانًا وہ فئی نہونگے اور اگر ان اطفال نے اسکی تکذیب کی تو وہ مسلمانوں کے لیے فئی ہونگے اور اگر اسکے ساتھ بالغہ عورتیں ہوں اور اسنے دعوی کیا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں اور ان عورتوں نے تصدیق کی تو قیاسًا فئی ہونگی اور استحسانًا مامون ہونگی بالجملہ اس مبحث کے مسائل میں اصل یہ قرار پائی کہ جو شخص اپنے نفس کے واسطے اپنے آپ امان طلب کر سکتا ہے بلحاظ غالب اکثر کے تو وہ امان میں دوسرے کا تابع نہیں قرار دیا جائیگا اور جو شخص بلحاظ غالب اکثر کے اپنے واسطے امان اپنے آپ نہیں لیتا ہے تو وہ امان میں دوسرے کا تابع کیا جائیگا پس علی ہذا اگر حربی نے اپنے واسطے امان لی تو اسکی ماں و جدہ و بہنیں و پھوپھیاں و خالائیں و ہر عورت جو اسکی ذات رحم محرم ہو امان میں اسکے تابع کیجاویگی اور اس حربی کا باپ و جد و بھائی وغیرہ جو خود امان لیتا ہے ایسے لوگ اس حربی کے ساتھ اسکی تبعیت میں داخل امان نہونگے۔ اور جو شخص کہ مستامن کے امان کی تبعیت میں داخل امان ہوتا ہے اگر مستامن کے ساتھ دار الاسلام میں داخل ہوا پس معلوم ہوا کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اسنے کہا یعنی مستامن کے ساتھ داخل امان ہونیوالے لوگوں میں سے ہے یا مستامن نے دعوی کیا کہ یہ ایسا ہے اور جو ساتھ آیا ہے اسنے اسکے قول کی تصدیق کی تو بہر حال دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہے اور وہ اس مستامن کی امان کی تبعیت میں داخل امان ہوگا اور اگر اسنے اس مستامن کی تکذیب کی تو وہ فئی ہوگا اور اگر پہلے تکذیب کی پھر تصدیق کی تو بھی فئی ہوگا۔ اور اگر پہلے اسکی تصدیق کی پھر تکذیب کی تو اسمیں تفصیل ہے کہ اس مستامن حربی کے مملوک رقیق اور اسکی اولاد صغار جو اپنے نفس سے تعبیر کر سکتے ہیں ہند میں رہینگے اور اسکا اجیر و عورت بالغہ اگر انھوں نے اول مرتبہ اسکی تصدیق کی تو اپنی ذات پر اسکے رقیق ہونے کا اقرار نہ کیا کیونکہ مستامن نے خود ہی انپر رقیت کا دعوی نہیں کیا ہے پس وے آزاد باقی رہے پھر جب اسکے بعد انھوں نے اسکی تکذیب کی تو انھوں نے اپنی ذاتوں پر رقیت کا اقرار کر لیا اور حربی اگر اپنی ذات پر رقیت کا اقرار کرے تو اسکا اقرار رقیت صحیح ہوتا ہے اور مسئلہ محصور میں بیان فرمایا کہ اگر محصور نے مسلمانوں سے امان طلب کر لی بدین شرط کہ میں مسلمانوں کے پاس چلا آؤنگا تو امان میں اسکا لباس اور جو ہتھیار پہنے ہوئے ہے اور جانور سواری اور جو کچھ روپیہ و اشرفی وغیرہ اپنے ساتھ نکال لایا ہے داخل ہوگا یہ استحسان ہے اور ما سوائے اسکے جو کچھ ہے وہ فئی ہوگا پھر واضح ہو کہ اسکے ہتھیاروں و کپڑوں میں سے اسی قدر داخل امان ہونگے جتنے ہتھیار اسکے مثل آدمی باندھ سکتا ہے یا جتنے کپڑے اسکے مثل آدمی پہنتا ہے حتی کہ اگر اسنے چند کمانیں اپنے مونڈھے پر لگائیں یا چند تلواریں لٹکائیں یا چند قبائیں پہنیں یا چند عمامہ اپنے سر پر باندھ لیے جیسے کوئی بوجھ لادے ہوئے ہے تو بقدر زیادتی کے وے سب فئی ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر سردار لشکر اسلام نے امیر قلعہ کے پاس کسی ضرورت سے کوئی ایلچی بھیجا پھر ایلچی وہاں گیا اور وہ مسلمان ہے یا ذمی پھر جب اسنے پیغام پہونچایا تو کہا کہ امیر لشکر اسلام نے میری زبانی تجھے اور تیرے اہل مملکت کے واسطے امان بھیجی ہے پس تو دروازہ کھول دے یا امیر قلعہ کے پاس دروغ بنایا ہوا سردار لشکر اسلام کی طرف سے خط لے گیا یا زبانی یہ امر بیان کیا اور اس بیان کے وقت چند آدمی مسلمان بھی حاضر تھے پس جب امیر قلعہ نے دروازہ کھول دیا اور مسلمان اسمیں گھس پڑے اور انھوں نے لوٹنا و گرفتار کرنا شروع کیا تو امیر قلعہ نے کہا کہ تمہارے ایلچی نے ہم سے بیان کیا کہ تمہارے سردار لشکر نے ہمکو امان دی ہے اور ان مسلمانوں نے جو وقت بیان کے حاضر تھے گواہی دی تو یہ سب

لوگ امان مین ہونگے کہ جو کچھ اُنسے لیا گیا ہی وہ سب انکو واپس دیا جائیگا- اور اگر یون واقع ہوا کہ جو شخص امیر قلعہ کے
پاس گیا ہی وہ سردار لشکر اسلام کا ایلچی نہین ہی بلکہ اُسنے اپنی طرف سے ایک خط جعلی بنایا اور اسکو لے کر سردار قلعہ کے
پاس گیا اور زبانی اُنسے یہ بات بیان کی اور کہا کہ مین سردار لشکر اسلام کا ایلچی اور مسلمانون کا ایلچی ہون
پھر ایسا واقع ہوا تو یہ سب لوگ مسلمانون کے واسطے فئی ہونگے ولیکن امام کو جائز ہی کہ ان لوگون کا قول قبول کرے
یہ ظہیریہ مین ہی- اور اگر سردار لشکر اسلام کے ایلچی نے بعد سردار کے پیغام پہونچانے کے کہا کہ فلان قائد[ف۱] لشکر نے تمکو امان
دی ہی اور مجھے اس امر کے واسطے بھیجا ہی اور مسلمانون نے تا دروازہ امیر لشکر ہم تمکو امان دی ہی اور مین نے بھی تمکو قبل اپنے
تمہارے پاس داخل ہونیکے تمکو امان دی تھی اور تمکو آواز و ندا کر دی تھی اور ایلچی کی اس گفتگو پر قوم حاضرین مسلمان گواہ ہوئی تو
اس صورت مین یہ سب فئی ہونگے بشرطیکہ جو کچھ اُسنے بیان کیا ہی وہ دروغ خبر دی ہو- اور اگر کسی مسلمان نے اسکو کسی
حاجت کے واسطے بھیجا ہو پس ایلچی نے اُسکی ضرورت پوری کر کے کہا کہ جسنے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہی اُسنے تمکو امن دی
ہی تو یہ باطل ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر امام نے یا کسی مسلمان نے کسی ذمی کو حکم کیا کہ تو ان حربیون کو امان دیدے
پس اگر ذمی سے یون کہا کہ انکو امان دیدے پس ذمی نے حربیون سے کہا کہ مین نے تمکو امان دی یا کہا کہ فلان نے تمکو
امان دی تو دونون یکسان ہین اور وہ سب امان یافتہ ہو جاوینگے اور اگر ذمی سے کہا کہ تو کہہ کہ فلان نے تمکو امان دی
پس ذمی نے انسے کہا کہ فلان نے تمکو امان دی تو بھی وہ سب امان یافتہ ہو جاوینگے اور اگر ذمی نے کہا کہ مین نے تمکو امان
دی تو یہ باطل ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر مسلمانون نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا پس امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر کبھی[ف۲] کسی وقت
مین تمکو امان دون تو میری امان باطل ہی یا تو تمہارے واسطے امان حاصل نہوگی یا تو مین نے وہ امان تمہارے سر ماری
یعنی رد کر دی پھر اُسی امیر لشکر نے انکو امان دی تو انکی امان باطل ہوگی اور اگر امیر لشکر نے کسی منادی کو حکم کیا کہ لشکر مین
پکار دے کہ جسنے تم مین سے اہل قلعہ کو امان دی تو اسکی امان باطل ہی پھر کسی مسلمان نے اہل قلعہ کو امان دی تو اسکی امان
جائز ہوگی اور اگر منادی کو حکم دیا کہ اہل قلعہ کو پکار کر مطلع کرے یا خط لکھ بھیجا یا ایلچی بھیجدیا کہ اگر کسی مسلمان نے
تمکو امن دیا تو اسکی امان پر اعتماد نہ کرنا کہ اسکی امان باطل ہی پھر کسی مسلمان نے انکو امان دی اور اہل قلعہ اسکی امان پر
قلعہ سے اُتر آئے تو وہ لوگ فئی ہونگے اور اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ سے کہا کہ اگر تمکو کوئی مسلمان امان دے
تو تمکو امان حاصل نہوگی یہانتک کہ مین تم کو امان دون پھر انکے پاس کوئی مسلمان آیا اور کہا کہ مین سردار لشکر کی طرف
سے تمہارے پاس ایلچی آیا ہون کہ تمکو سردار لشکر نے امان دی پس اہل قلعہ اس خبر پر قلعہ سے اُتر کر حاضر ہوئے تو وہ سب
امان یافتہ ہونگے اگرچہ مرد مذکور اس خبر مین کاذب ہو- اور اگر اہل قلعہ سے امیر لشکر نے کہدیا ہو کہ تمکو امان حاصل
نہوگی اگر کسی مسلمان نے تمکو امان دی یا میری طرف سے ایلچی بنکر آیا یہان تک کہ مین خود تمکو امان دون اور باقی مسئلہ
بحالہ واقع ہو تو یہ سب لوگ فئی ہونگے اور اگر امیر نے انکے پاس ایلچی بھیجا ہو اور اُسنے انکو پیغام امان امیر کا پہونچایا ہو

ف۱ قائد چھوٹا سردار جو کسی گروہ پر افسر ہو یا سردار کے ماتحت نائب ہو ۱۲ منہ
ف۲ شامل ہی تمام زمانہ و وقتون کو ۱۲ منہ

تو وہ لوگ امان یافتہ ہونگے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ جبتک مین تمکو امان دون تو میری امان باطل ہے پھر انکو امان دی تو یہ امان صحیح ہوگی یہ سرخسی مین ہے۔ اگر مسلمانون نے اہل حرب کے کسی قلعہ یا شہر کا محاصرہ کیا پس اُنھون نے مسلمانون سے درخواست کی کہ تم ہمکو اللہ تعالیٰ کے حکم پر اُتار دو یعنے ہم تمہارے پاس آتے ہین جو اللہ تعالیٰ ہمپر حکم کرے اس شرط پر ہمکو بلاؤ تو مسلمانون کو اسطرح پر بلانا نہین چاہیے یہ محیط مین ہے اور اگر مسلمانون نے انکو حکم اللہ تعم پر اُتارا باوجودیکہ انکو ایسا نہ چاہیے تو امام کو چاہیے کہ انپر اسلام پیش کرے پس اگر وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو سب آزاد رہینگے کہ انکو انکا مال عورتین و اولاد سب سپرد کر دیے جاوینگے اور انکا ملک دار الاسلام ہوجائیگا اور انکی اراضی یعنی زمین سے فقط عشر لیا جائیگا اور اگر اُنھون نے اسلام سے انکار کیا تو امام انکو ذمی بنا دیگا اور انپر جزیہ مقرر کریگا اور انکی زمین پر خراج باندھیگا اور یہ لوگ رقیق نہین بنائے جائینگے اور نہ قتل کیے جاوینگے اور نہ وہ لوگ اپنی محفوظ جگہ مین واپس کیے جاوینگے اور اگر مسلمانون مین سے کسی ایک معین کے حکم پر اُترے تو جائز ہے پس اگر اس مسلمان نے انپر قتل کا یا رقیق بنائے جانے کا یا ذمی بنائے جانے کا حکم دیا تو یہ حکم جائز ہوگا اور اگر اُسنے یہ حکم دیا کہ اپنی جگہ پر واپس کر دیے جاوین تو یہ حکم نہین جائز ہے۔ اور اگر فلان مذکور قبل اسکے کہ انکے حق مین کچھ حکم کرے مرگیا یا قتل کیا گیا تو وہ لوگ ایسے ہوجاوینگے جیسے اللہ تعم کے حکم پر اُترے یعنی انکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو حکم اللہ تعالیٰ پر اُتر آنے کی صورت مین مذکور ہوا ہے۔ اور اگر اس مسلمان نے اپنے آپکو حکومت سے خارج کیا یعنی کہا کہ مین انکے حق مین حکم ہونے سے خارج ہوتا ہون تو وہ خارج ہو جائیگا اور اگر اُسنے پہلے یہ حکم کیا کہ واپس کر دیے جاوین پھر انکے قتل کیے جانے کا حکم کیا تو استحسانًا نہین صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اُنھون نے کسی مسلمان کو بطور مذکور حکم قرار دیا لیکن یہ مسلمان بسبب اپنے فسق کے یا بسبب محدود القذف ہونے کے ایسا ہے کہ اسکی گواہی روا نہین ہے تو انکے حق مین اسکا حکم جائز ہوگا خواہ انکے قتل کیے جانے کا یا رقیق بنائے جانے کا یا سواے اسکے اور حکم کرے یہ محیط مین ہے۔ اور نوازل مین لکھا ہے۔ کہ اگر اہل حرب کسی ایسے شخص کے حکم پر اُترے جو محدود القذف ہے یا اندھا ہے تو یہ جائز نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر اُنھون نے کسی غلام یا طفل آزاد کو جو عاقل ہوگیا ہے حکم بنایا تو اسکا حکم جائز نہ ہوگا۔ اور اگر باوجود اسکے وہ اسکے حکم پر اُترے تو ذمی بنائے جاوینگے جیسے حکم اللہ تعم پر اُترنے کی صورت مین ہے۔ اور اگر وہ کسی ذمی کے حکم پر اُترے پس اُس ذمی نے قتل کیے جانے و انکی عورتین و بچہ رقیق بنائے جانے کا یا اسکے سواے اور حکم کیا تو جائز ہے ایسا ہی امام محمد رح نے سیر کبیر مین ذکر کیا ہے اور اگر قبل اسکے کہ ذمی کو اپنے اوپر حکم بنا دین وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو پھر انکے حق مین ذمی کا کوئی حکم قتل کیے جانے یا رقیق بنائے جانے وغیرہ کے جائز نہوگا بلکہ اس صورت مین امام المسلمین انکو آزاد مسلمان قرار دیگا کہ انکے اوپر کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور اگر اُنھون نے کسی عورت کو حکم قرار دیا تو اس عورت کا حکم انمین سب طرح کا روا ہے سواے حکم قتل کے کہ اگر عورت مذکورہ انکے حق مین قتل کیے جانے کا حکم کرے تو قبول نہ ہوگا ایسا ہی زیادات مین مذکور ہے۔ اور جو مسلمان انکے ہاتھ مین مقید ہے

ف۱ جب سے احاطہ عموم اوقات و زمانہ کا نہوگا لہذا العہد وقت یا مجلس کے اسکا حکم نافذ رہیگا پس امان صحیح ہوگی ۱۲ منہ ف۲ حکم ہمارے عرف مین محصل و کلمان بولتے ہین ۱۲ منہ ف۳ یعنے کسی کو تہمت زنا لگانے کے سبب سے حد مارا گیا ۱۲ ف۴ خلاصہ اگر اُسنے حکم دیا کہ واپس کر دیے جاوین تو یہ حکم روا نہین ہے اگرچہ اسنے حکم دیا اور اپنے عہدہ سے بری ہوگیا ۱۲ ف۵ پس اس مسئلہ مین دو روایتین ہین ۱۲

وہ حکم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اور اسیطرح جو مسلمان انکے ملک میں تاجر ہو وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا ہے اور اسیطرح اگر انہیں سے کوئی شخص مسلمان ہو کر وہیں رہا ہے وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح ان میں کا جو شخص لشکر اسلام میں ہے وہ بھی حکم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور سیر کبیر میں لکھا ہے کہ اگر اہل حرب نے یہ شرط کی کہ ہم لوگ فلاں کے حکم پر اترتے ہیں بدیں شرط کہ اگر اُسنے ہمارے حق میں کچھ حکم کیا تو یہ حکم پورا ہوگا اور اگر اُسنے کچھ حکم نہ کیا تو ہمکو ہمارے مقام حفاظت میں واپس کر دو یا یہ شرط کی کہ ہم فلاں کے حکم پر بدیں شرط اُترتے ہیں کہ اگر اُسنے ہمارے حق میں یہ حکم کیا کہ یہ لوگ اپنے مقام محفوظ میں واپس پہونچا دیے جاویں تو تم لوگ اسکو پورا کر دو تو مسلمانوں کو نچاہیے کہ انکو اس شرط پر اُتاریں اور اگر انھوں نے اس شرط پر انکو اُتارا تو حکم کو نہ چاہیے کہ انکے حق میں یہ حکم کرے کہ اپنے مقام محفوظ میں واپس کر دیے جاویں اور اگر مسلمانوں نے انکو اس شرط پر اُتارا اور حکم نے انکے حق میں یہی حکم کیا کہ اپنے مقام محفوظ میں واپس کر دیے جاویں تو ہم اُسکے حکم کو پورا کرینگے اور اہل حرب کو انکے مقام محفوظ میں واپس کر دینگے۔ نوادر ابن سماعہ میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر امیر لشکر نے اہل قلعہ میں سے کسی قوم کو امان دی بدیں شرط کہ وہ فلاں کے غلام ہوں اور وے اس امر پر راضی ہوئے اور فلاں کی طرف اُتر آئے تو مسلمانوں میں سے جو انکو لوٹ لے اُسی کے واسطے فئی ہونگے اور فلاں کے بخصوص غلام نہ ہونگے۔ اور اگر کافروں نے امان کی درخواست کی بدیں شرط کہ ہمپر ایمان پیش کیا جاوے پس اگر ہم قبول کر لیں تو خیر ورنہ ہم اپنی جائے محفوظ میں واپس کر دیے جاویں تو امام المسلمین پر اُسکا قبول کرنا واجب ہے اور اگر اس شرط پر کہ انپر اسلام پیش کیا جاوے وہ لوگ اُترے پس انپر اسلام پیش کیا گیا مگر انھوں نے قبول نہ کیا تو انکو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے قلعہ میں چلے جاویں اور مسلمانوں کو روا نہیں ہے کہ انکو قتل کریں اور انکی عورتوں و بال بچوں کو گرفتار کر لیں۔ اور اگر ان لوگوں نے بعد انکار اسلام کے ادائے خراج پر رضامندی ظاہر کی تو یہ امر انکے ذمہ لازم ہو جائیگا اور اسکے بعد پھر وہ لوگ رہا نہ کیے جاوینگے کہ اپنے مقام محفوظ میں جا کر جنگ کریں اور اگر بعض اہل قلعہ اس شرط پر اُتر آئے کہ فلاں جو کچھ ہمارے حق میں حکم کرے ہمکو منظور ہے پھر ان لوگوں کے قلعہ سے جدا ہونے کے بعد قلعہ مذکور فتح کیا گیا اور جو شخص مقاتل قلعہ میں تھا قتل کیا گیا تو یہ لوگ جو اس شرط سے نکل آئے تھے اپنی شرط مذکور پر رہینگے۔ اور اگر ان لوگوں نے یہ بھی شرط کی ہو کہ بشرط عدم رضامندی کے ہم لوگ اپنے قلعہ کو واپس کیے جاویں اور حال یہ گزرا ہے کہ قلعہ منہدم کیا گیا ہے تو یہاں سے جو اقرب مقام ایسا ہو کہ اسمیں محفوظ ہو سکیں وہاں بھیجدیے جاوینگے۔ اور اگر تمام اہل قلعہ کے اتفاق سے اتنے لوگ اسطرح صلح کے واسطے نکلے ہوں تو مسلمان لوگ اہل قلعہ کو قتل نہیں کرینگے اور اگر انھوں نے قتل کیا تو ان پر کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہ آویگا ولیکن انھوں نے اساءت[1] کی۔ اور اگر وہ لوگ اس شرط سے نکلے کہ ہمارے حق میں والی بلاد کچھ حکم کرے تو والی مثل لشکر کے ایک سپاہی مسلمان کے ہے پس ویسا ہی اسکا حکم بھی ہوگا۔ اور اگر وہ لوگ علی حکم اللہ تعالیٰ و[2] حکم فلاں اُتر آئے تو یہ مثل ایسے ہے کہ علی حکم اللہ تعالیٰ اُترے اور اگر وہ لوگ علی حکم فلاں و فلاں اُتر آئے پھر ان

[1] یعنے برا و نالائق کام کیا ۱۲ منہ [2] یعنے بطور عطف ۱۲ ؎ ؎ ؎ ؎

دونون مین سے ایک مر گیا تو اسکے بعد اکیلے دوسرے کا حکم انکے حق مین روانہ ہوگا اور منتقی مین فرمایا کہ ہان اسوقت روا ہوگا کہ ہر دو فریق یعنی کفار و مسلمان اسکے حکم تنہا پر رضامند ہو جاوین۔ اور نیز اُسی مقام پر فرمایا کہ اور اسی طرح اگر ہر دو زندہ ہین مگر دونون نے حکم مین اختلاف کیا تو بھی یہی حکم ہے کہ کسی کا حکم تنہا روانہ ہوگا الا آنکہ ہر دو فریق کسی ایک کے حکم پر رضامند ہو جاوین اور اگر ہر دو حکم مین سے ایک نے حکم کیا کہ انہین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین اور انکے بال بچے رقیق بنائے جاوین اور دوسرے نے یہ حکم کیا کہ نہین سب کے سب رقیق بنائے جاوین تو انہین سے کوئی قتل کیا جائیگا اور سب کے سب مرد و عورت و بچے مسلمانون کے واسطے فیٔ ہونگے۔ اور اگر دونون نے حکم کیا کہ انہین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین اور انکے بال بچے رقیق بنائے جاوین تو امام المسلمین کو انکے حق مین اختیار ہے چاہے یہی کرے کہ لڑنے والون کو قتل اور انکی عورتون و بچون کو رقیق کرے اور چاہے سب کو فیٔ قرار دے۔ اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کے حکم پر اُتر آئے اور کسی کو معین نہین کیا تو معین کرنا امام المسلمین کے اختیار مین ہوگا کہ مسلمانون مین سے جو شخص افضل ہوگا اسکو مختار کریگا اور اگر بعد حکم قرار دینے کے قبل حکم جاری ہونے کے وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو وہ آزاد مسلمان ہونگے اور اگر حکم نے انکے ذمی ہونے کا حکم قبل انکے مسلمان ہونے کے دیدیا تو اراضی انکے واسطے خراجی رہیگی اور اگر حکم نے انکے حق مین یہ حکم دیا کہ انہین سے جتنے سرگروہ ہین کہ انکے غدر کا خوف ہے قتل کیے جاوین اور باقی مرد و عورتین رقیق بنائی جاوین تو ایسا حکم جائز ہوگا۔ اور اگر حکم نے انکے حق مین یہ حکم دیا کہ انکے مرد قتل کیے جاوین اور عورتین و بچے رقیق بنائے جاوین پس انہین سے مرد قتل کیے گئے اور عورتین و بچے رقیق بنائے گئے تو یہ زمین فیٔ ہوگی چاہے امام المسلمین اسکو پانچ حصے کرکے ایک حصہ رکھکر چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم کردے اور چاہے اسکو اپنے حال پر والی کے قبضہ مین چھوڑ دے اور اس زمین کی آبادانی کے واسطے ایسے لوگون کو بلا دے جو اسکو تعمیر کرین اور اسکا خراج ادا کرین جیسے ذمیون کی زمین بیکار افتادہ کی نسبت حکم ہے۔ اور اگر اہل حرب کے اُتر آنے کے بعد قبل حاکم کے حکم کے حاکم مر گیا تو یہ لوگ اپنے مقام محفوظ مین واپس کر دیے جاوین ماسوائے مسلمانون کے یعنی جو مسلمان ہو گئے ہین کہ انہین سے جو آزاد ہین وہ مفت الگ کر دیے جاوینگے اور ساتھ لے لیے جاوینگے اور جو لوگ مملوک ہین وہ قیمت دیکر انہین سے نکال لیے جاوینگے اسی طرح جو ہمارا ذمی انکے پاس ہو اور بھی جو انکا زیر دست مسلمان ہوکر ہے اعانت چاہے پھر واضح رہے کہ جس صورت مین بموجب شرائط وغیرہ کے یہ واجب ہوا کہ وہ اپنے مقام مین واپس کر دیے جاوین تو اسی مقام پر واپس دیے جاوینگے جہان سے نکلکر ہمارے پاس آئے تھے اور جو مقام اس سے زیادہ مضبوط ہو یا جہان لشکر زیادہ موجود ہو وہان واپس نہ کیے جاوینگے یہ محیط مین ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے اہل قلعہ مین سے کسی شخص سے کہا کہ اگر تو نے ہمکو چنین و چنان رہنمائی کی تو تو امن دادہ شدہ ہے یا کہا کہ تو تجھکو ہمنے امان دی پھر اُسنے اسطرح رہنمائی نہ کی تو امام کو اختیار ہے چاہے اسکو قتل کرے اور چاہے اسکو رقیق بنالے۔ اور اگر اس سے یون کہا کہ ہم نے تجھکو امان دی بدین شرط کہ تو ہمکو چنین و چنان رہنمائی کرے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس اُسنے رہنمائی نہ کی تو امام محمدؒ نے اس

ف ۱ غلام و مملوک ۱۲ منہ ف ۲ وہ مال غنیمت جو بغیر مشقت و لڑائی کے ہاتھ لگے ۱۲ منہ ف ۳ یعنے جسکو حاکم بدا ہی ۱۲

صورت کو کتاب مین ذکر نہین فرمایا اور ایسے مین یہ حکم ہی کہ وہ اپنی امان پر ہوگا کہ امام کو اُسکا قتل کرنا یا ذمی بنانا روا نہین ہی۔ اور اگر مسلمانون مین سے کوئی لشکر دار الحرب مین داخل ہوا اور اہل حرب کے کسی ایسے قلعہ یا شہر کے نزدیک انکا گذر ہوا کہ ان مسلمانون کو انسے لڑنے کی طاقت نہین ہی اور مسلمانون نے چاہا کہ ان لوگون کے سوائے دوسرے دن کی طرف جاوین پس اہل شہر نے اُنسے کہا کہ تم ہمکو اس بات کا عہد دو کہ ہماری اس نہر سے پانی نہ پیو یہان تک کہ ہمارے یہانسے کوچ کر جاؤ بدین شرط کہ ہم تم سے قتال نہ کرینگے اور نہ تمہارا پیچھا کرینگے جبوقت تم کوچ کر جاؤگے پس اگر ایسا عہد دینے مین مسلمانون کے واسطے منفعت ہو تو اُنسے یہ معاہدہ کر لین اور جب اُنسے یہ معاہدہ کر لیا تو انکو نہ چاہیے کہ اس نہر سے خود پانی پیین یا اپنے جانورون کو پلاوین بشرطیکہ بالیقین معلوم ہو کہ یہ ان لوگون کے پانی کے واسطے مضر ہوگا یا ضرر و عدم ضرر کچھ نہ معلوم ہو۔ اور اگر مسلمان اس پانی کی طرف محتاج ہون تو انکو چاہیے کہ یہ معاہدہ انکے سر پھینکدین یعنے توڑ دین اور انکو مطلع کر دین۔ اور اگر بالیقین انکے پانی مین اسوجہ سے ضرر نہ پہونچتا ہو مثلاً پانی بہت کثرت سے ہو تو بدون رد معاہدہ کے مسلمانون کو روا ہی کہ خود پیین اور اپنے جانورون کو پلاوین۔ اور جیسا حکم پانی کے حق مین مذکور ہوا ہی ویسا ہی گھاس و چارہ کے حق مین یہی ہی۔ اور اگر ان لوگون نے مسلمانون سے یہ معاہدہ لیا ہو کہ ہمارے کھیتون و درختون و پھلون سے کچھ متعرض نہ ہون اور مسلمانون نے انسے یہ عہد کر لیا پھر مسلمانون کو اُسکی حاجت لاحق ہوئی تو مسلمانون کو روا نہین ہی کہ انمین سے کسی چیز سے کچھ متعرض ہون جبتک کہ انکو عہد رد کر دینے کے بعد اسکی اطلاع نہ دیدین خواہ یہ امر ان کفارون کے حق مین مضر ہو یا نہو۔ اور اگر کفارون نے عہد لیا کہ ہمارے کھیتون و گھاس کو نہ جلاؤ پس مسلمانون نے انسے یہ عہد کر لیا تو مسلمانون کو واجب ہی کہ اسکو وفا کرین پس انکے کھیتون و گھاس مین سے کچھ نہ جلاوین اور اسکا مضائقہ نہین ہی کہ انمین سے اپنے کھانے کی چیز کھاوین اور جانورون کو چارہ دین۔ اور اگر اُنھون نے یہ عہد لیا کہ ہمارے کھیتون مین سے نہ کھاؤ اور نہ ہماری گھاس سے چارہ دو اور مسلمانون نے انسے یہ عہد کر لیا تو مسلمانون کو نہ چاہیے کہ انمین سے کچھ کھاوین یا جلاوین یا اپنے جانورون کو چارہ دین۔ اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ جس چیز سے امان[1] واقع ہو تو اس چیز کے مثل مضر اور اس سے زیادہ مضر دونون سے امان ہوگی اور جو بات اس سے کم مضر ہو اس سے امان نہوگی اور اسی وجہ سے اگر کافرون نے معاہدہ لیا کہ ہماری کھیتیان نہ جلاؤ اور مسلمانون نے یہ عہد دیا تو مسلمانون کو روا نہین ہی کہ ان کھیتون کو غرق کر دین یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کفار شہر نے معاہدہ لیا کہ اس راہ سے نہ گذرو بدین شرط کہ ہم تم مین سے کسی کو قتل نہ کرینگے اور نہ قید کرینگے پس اگر یہ عہد دینا مسلمانون کے حق مین بہتر ہو تو عہد دینے مین مضائقہ نہین ہی پس مسلمان لوگ دوسری راہ اختیار کرین اگرچہ دوسری راہ مسلمانون پر دور و پر مشقت ہو۔ اور اگر اسکے بعد مسلمانون نے اسی راہ سے گذرنا چاہا اور دوسری راہ سے نہین جاتے ہین تو مسلمانون کو یہ اختیار

[1] باہم عہد و پیمان کرنا ہو منہ [2] مثلاً کھیتی مین سے نہ کھانے پر معاہدہ ہوا پس امان دی کہ نہ کھاوینگے تو یہ امان انکے کھانے اور انکے جلانے اور اسکو تباہ کر دینے وغیرہ سب سے امان ہوگی خواہ کھانا ہو یا کھانے کے مثل مضر امر ہو مثلاً نوچ ڈالنا یا اس سے بڑھ کر مثلاً آگ لگا دینا وغیرہ ۱۲ منہ

نہین ہے جبتک کہ معاہدہ توڑ کر انکو اطلاع نہ دیدین۔ اور مسلمان بھی انمین کسی کو قتل یا قید نہ کرینگے اور اس راہ سے گذرنے سے امان ہونا قتل اور قید سے بھی امان ہوگی۔ اور اگر کافرون نے ہم سے عہد لیا کہ ہم انکے دیہات عہ کو خراب نہ کرین یعنی اُنکی عمارت برباد نہ کرین تو مضائقہ نہین ہے کہ انکے دیہات مین جو متاع وغیرہ از قسم عمارت نہین ہے ہم پا دین اور لے لین۔ اور تخریب کرنے سے امان دینا متاع و اناج وغیرہ سے امان نہ ہوگی۔ اور اگر اُنھون نے یہ شرط کی کہ جو شخص ہم انکا قید کرین اسکو قتل نہ کرین تو ہمکو اسیر کر لینے مین مضائقہ نہین ہے اور اگر اُنھون نے شرط لی کہ ہم اُنمین سے کوئی قید کرین تو ہم کو نہ چاہیے کہ انکو قتل کرین یا قید کرین یعنے دونون باتین ہمکو نہین کرنی چاہیے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اہل حرب نے کہا کہ ہمکو امان دو بشرطیکہ ہم تمھارے لیے دروازہ قلعہ کھولدین اور تم داخل ہو بدین شرط کہ تم ہمپر اسلام پیش کرو پس ہم مسلمان ہو جاوین۔ پھر اُنھون نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ لوگ امن مین ہونگے اور مسلمانون پر واجب ہے کہ انکے قلعہ سے نکل آوین پھر انکا عہد انکو رد کر کے اطلاع دیدینگے۔ اور اگر مسلمانون نے بھی انپر شرط کر لیا ہو کہ اگر تم لوگ اسلام سے انکار کر جاؤگے تو ہمارے تمھارے درمیان امان نہین ہے اور وہ لوگ اسپر راضی ہوگئے اور باقی مسئلہ بحالہا ہے تو اگر اُنھون نے اسلام سے انکار کیا تو مضائقہ نہین ہے کہ ان مین سے لڑنے والے قتل کیے جاوین اور وہ رقیق بنائے جاوین اور اگر انمین سے بعض نے اسلام قبول کیا اور بعض نے انکار کیا تو جو مسلمان ہوا وہ آزاد ہے اور جسنے انکار کیا وہ فئی ہے اور اگر امام المسلمین نے اسپر اسلام پیش کیا اور اُسنے انکار کیا اور وہ فئی قرار دیا گیا پھر وہ مسلمان ہوگیا تو اسکو قتل نہین کر سکتا ہے ولیکن وہ فئی رہیگا۔ اور اگر امام نے اسپر اسلام پیش کیا اور اُسنے انکار کیا اور ہنوز اسپر فئی ہونے کا حکم نہین دیا ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا تو استحساناً آزاد ہوگا۔ اور اگر حربی نے حاضر ہونے کے ارادہ پر یہ شرط کی ہو کہ مجھے تم امان دو بدین شرط کہ تم مجھپر اسلام پیش کرو پس اگر مین تین روز تک مین مسلمان ہوگیا تو خیر ورنہ میرے واسطے امان نہ ہوگی پس مسلمانون نے اسپر اسلام پیش کیا تو اسکو اسوقت سے تین رات دن تک مہلت ہوگی پس اگر مدت گذری اور وہ مسلمان نہ ہوا تو بدون حکم کے وہ فئی ہوگا اور اگر اُسنے کہ اپنے لیے یہ شرط کی ہو کہ اگر مین تین روز تک مسلمان ہوگیا تو خیر ورنہ مین تمھارا غلام ہونگا یا تمام اہل قلعہ نے یہی شرط کی تو وہ لوگ جیسے اُنھون نے شرط کے ساتھ التزام کیا ہے سب مسلمانون کے اہل ذمہ ہونگے۔ اور اگر مسلمان نے کافر سے کہا کہ تو امان یافتہ ہے بشرطیکہ تو اُتر آوے پس تو ایمان لاوے تو وہ بعد چلے آنے کے قبل اسلام لانے کے امان یافتہ ہوگا پس اُسکو اسکی حفاظت گاہ مین پہونچا دینا واجب ہوگا اگر مسلمان نہ ہو جاوے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو امان یافتہ ہے بشرطیکہ اُتر آوے پس تو ہمکو سو دینار دے پس اُسنے قبول کیا اور چلا آیا پھر اُسنے دینار دینے سے انکار کیا تو بھی اسکا اسکے مامن مین پہونچا دینا واجب ہے اسواسطے کہ اول صورت مین یہ امان معلق بشرط قبول اسلام اور دوم مین معلق بادائے دینار ہے پس جب وہ چلا آیا اور قبول کیا تو وہ امان یافتہ ہوگا اور دینار اسکے ذمہ ہونگے پس جب اُسنے دینار دینے سے انکار کیا تو قیدخانہ مین رکھا جائیگا تاکہ انکو ادا کرے مگر وہ فئی نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اسکے حق مین امان ثابت ہوگئی ہے پس جب اُسنے کسیوقت

عہ جمع دہ علی المشہور ۱۲ عہ اسواسطے کہ یہ تقلیل الغرر ہے ۱۲

دینار ادا کردیے تو اسکی راہ چھوڑ دینی واجب ہوگی تاکہ وہ اپنے مامن مین پہونچ جاوے اور یہ دینار اُسکے ذمہ سے ساقط ہونگے الا اسلام لانے سے یا ذمی بن جانے سے۔ اور اسی طرح اگر اُسنے صلح کی ہو بدین شرط کہ تمکو ایک راس دیگا تو اسپر واجب ہوگا کہ اوسط درجہ کا ادا کرے یا اُسکی قیمت ادا کرے۔ اور اگر حربی نے مسلمانون سے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمہارے پاس آؤن پس مین تمکو سو دینار دونگا اور اگر تم کو نہ دون تو میرے واسطے امان نہین ہے یا یون کہا کہ اگر مین قلعہ سے اُتر کر تمہارے پاس آیا اور مین نے تمکو سو دینار دیدیے تو مین امان یافتہ ہون پھر وہ اُتر کر چلا آیا اور مسلمانون نے اس سے دینار طلب کیے پس اُسنے دینے سے انکار کیا تو قیاساً وہ فئی ہوگا مگر استحساناً فئی نہ ہوگا یہانتک کہ وہ امام المسلمین کے حضور مین پیش کیا جائے پس امام اسکو حکم کریگا کہ یہ مال ادا کرے پس اگر اُسنے ادا کیا تو خیر ورنہ اُسکو فئی قرار دیگا۔ اور اگر محصور لوگون مین سے کسی شخص نے کہا کہ تم مجھے امان دو حتیٰ کہ مین تمہارے پاس اُتر آؤن بدین شرط کہ مین تمکو سو نفر قیدیون کیطرف کسی مقام پر رہنمائی کرونگا پس مسلمانون نے اسی شرط پر اسکو امان دی پھر جب وہ اُتر آیا تو اُسکو اس مقام پر لے آیا مگر دیکھا تو وہان کوئی قیدی نہین ہے پس اُسنے کہا کہ قیدی یہان تھے مگر کہین چلے گئے مگر مین یہ نہین جانتا ہون کہ کہان چلے گئے تو یہ شخص اپنے قلعہ مین یا جہان سے وہ آیا ہے وہین پہونچا دیا جائیگا اور جو شخص حربی ہمارے قبضہ مین اسیر ہے اگر اُسنے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمہین سو راس نفر کی طرف رہنمائی کرون اور باقی مسئلہ بحال خود ہے پھر اُسنے مسلمانون کو رہنمائی نہ کی تو امام کو اختیار ہوگا کہ اسکو قتل کردے یعنی وہ امان یافتہ نہو جائیگا۔ اور اگر محصور نے کہا کہ مجھے امان دو کہ مین تمہارے پاس آؤن بدین شرط کہ مین تمکو سو راس نفر قیدیون کی طرف کسی مقام پر رہنمائی کرونگا بدین شرط کہ اگر مین سو نفر کی طرف رہنمائی نہ کرون تو مین تمہارے واسطے فئی یا رقیق ہونگا پھر اسنے شرط وفا نہ کی تو وہ مسلمانون کے واسطے فئی ہوگا مگر مسلمانون کو اُسکا قتل کرنا روا نہ ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ تم مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمہارے پاس آؤن پس تمکو ایسے گاؤن کی رہنمائی کرون جسمین سو راس بردے ہین اور حال یہ ہے کہ اُنکو مسلمان پہلے پا چکے تھے یا اسکی رہنمائی سے پہلے وہ جانتے تھے اگرچہ پائے نہ تھے تو اسکی رہنمائی کچھ نہ ہوگی اور وہ فئی ہوگا۔ اور اگر وہ مسلمانون کو راہ سے لیگیا اور مسلمان اس راہ چلے پھر قبل وہان تک پہونچنے کے مسلمان پہچان گئے یا مرد مذکور نے مسلمانون کو اس جگہ کا پتا بتا دیا اور خود انکے ساتھ نہ گیا پس مسلمان اسکے پیچھے پڑ گئے یہانتک کہ اُنھون نے یہ قیدی بھی پائے تو یہ اسکی رہنمائی مین داخل ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مجھے امان دو بدین شرط کہ مین تمہین ایسے بطریق کی رہنمائی کرون کہ تم اسکے عیال و اولاد تک پہونچ جاؤ اور اگر ایسا نہ کرون تو میرے واسطے امان نہین ہے پھر جب وہ اُتر آیا تو دیکھا کہ مسلمانون نے بطریق پا لیا ہے پس کہا کہ یہی راستہ ہے جسکے بتلانے کا مین نے قصد کیا تھا تو کچھ نہین ہے۔ اور اگر اُس نے کہا کہ بدین شرط کہ اُنکو اس

لے محصور وہ جسکو چارون طرف سے حصار مین اس طرح گھیر لیا کہ اُسکو کسی جانب نکلنے کی راہ نہین ۱۲ منہ ۲ واضح رہے کہ قیدیون سے یہ مراد نہین ہے کہ وہ مقید ہین بلکہ مراد یہ ہے کہ مین رہنمائی کرونگا کہ سو جو تمہارے ہاتھ آئینگے ۱۲ منہ ۳ وہ امان یافتہ ہوگا ۱۲

قلعہ کے بطریق کی رہنمائی کرون اور وہ قلعہ سے رہنمائی کرتا ہوا اتر آیا یہان آکر دیکھا کہ مسلمان لوگ اس راستہ پاگئے تھے تو وہ امن یافتہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُس نے کسی قلعہ یا شہر کی یا اس قلعہ یا اس شہر کی رہنمائی کا التزام کر لیا ہو تو ایسی صورت مین یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے

باب چہارم غنائم اور اسکی تقسیم کے بیان مین۔ اور اسمین تین فصلین ہین فصل اول غنائم کے بیان مین

واضح ہو کہ غنیمت اس مال کا نام ہے جو کافرون سے بقہر و غلبہ لیا گیا درحالیکہ لڑائی قائم ہے۔ اور فئی اس مال کو کہتے ہین جو کافرون سے بغیر قتال کے لیا گیا جیسے خراج و جزیہ وغیرہ۔ اور غنیمت سے پانچوان حصہ لیا جاتا ہے اور فئی مین سے نہین لیا جاتا ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور جو مال کافرون سے بطور ہدیہ یا سرقہ[1] یا اچک لینے یا ہبہ کے حاصل ہوتا ہے وہ غنیمت نہین ہے بلکہ وہ خاصکر لینے والے کا ہوتا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر کافران اہل حرب کے شہرون مین سے کسی شہر کے لوگ مسلمان ہوگئے قبل اسکے کہ مسلمان لوگ انپر لڑائی مین غالب آوین تو وہ سب آزاد مسلمان ہونگے کہ انپر یا انکی اولاد و عورتون پر یا اُنکے اموال پر کوئی راہ نہین ہے اور اُنکی اراضی پر مثل اراضی اسلام کے عشر مقرر کیا جائیگا نہ خراج یعنی پیداوار مین سے دسوان حصہ لیا جائیگا اور اسی طرح اگر قبل مسلمانون کے غالب ہونیکے وہ لوگ ذمی ہوگئے تو بھی یہی حکم ہے ولیکن اسقدر فرق ہے کہ اس صورت مین اُنکی اراضی پر خراج مقرر کیا جائیگا اور نیز انپر ہر نفر پر جزیہ موافق قاعدہ کے مقرر کیا جائیگا۔ اور اگر مسلمان انپر غالب ہوگئے اور بعد مسلمانون کے غالب ہوجانے کے وہ اسلام لائے تو امام المسلمین کو انکے حق مین اختیار رہے چاہے انکو اور انکے مالون کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کرے اور اس صورت مین پہلے پانچوان حصہ انمین سے نکال لیگا اور وہ واسطے یتیمون اور مسکینون اور ابناء السبیل[2] وغیرہ کے رکھے گا اور چار پانچوین حصے ان مجاہدین مین تقسیم کر دیگا جیسے مال غنیمت تقسیم ہوتا ہے اور اس اراضی پر عشر مقرر کریگا اور اگر چاہے انپر احسان کرے کہ انکی گردنین اور بال بچے اور اموال سب انکو واپس کرے اور انکی اراضی پر عشر مقرر کرے اور اگر چاہے خراج مقرر کرے۔ اور اگر ان لوگون پر مسلمان غالب آئے پس وہ مسلمان نہ ہوئے تو امام کو اختیار رہے چاہے انکو رقیق بناوے پس انکو اور انکے اموال کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کرے پس اگر اُسنے تقسیم کا قصد کیا تو اس کل غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکالکر جہان اسکو رکھنا و صرف کرنا چاہیے رکھے گا اور باقی کو ان مجاہدون کے درمیان تقسیم کر دیگا اور اس اراضی پر عشر مقرر کریگا اور چاہے انمین سے مردون کو قتل کرکے عورتون و بچون و مالون کو جسطرح ہمنے بیان کیا ہے تقسیم کرے اور چاہے انکی جانون و انکے بال بچون کے ساتھ احسان کرے لیکن انکو اور انکے مالون کو انھین کے سپرد کرے اور موافق دستور شرعی انپر جزیہ مقرر کرے اور انکی اراضی پر خراج باندھے کذا فی المحیط خواہ اس زمین کا پانی عشری ہو جیسے بارش کا پانی و چشمون و تالابون و کنوون کا اور چاہے خراجی ہو جیسے ان نہرون کا پانی جنکو

[1] واضح ہو کہ در واقع یہ سرقہ نہین ہے مگر مراد یہ ہے جیسے سرقہ سے حاصل ہوتا ہے اس طریقے سے یا جیسے اچک لے جانے سے حاصل ہوتا ہے اس طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اور وہ درحالت قیام حرب کے مثل مال غنیمت کے حلال ہے ۱۲ منہ [2] وہ لوگ جو اپنے دیس سے دور رہتے ہون ۱۲ منہ [3] [illegible]

اہل عجم نے کندہ کیا ہے یہ غایۃ البیان میں ہے اور اگر کفار اہل حرب پر جو مغلوب ہوئے ہیں اسطرح احسان کیا کہ انکی جانیں اور اراضی انکو سپرد کردی اور عورتیں و بچے و باقی اموال مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیے تو یہ جائز مگر مکروہ ہے الا اُس صورت میں کہ اُنکے پاس اتنا مال چھوڑ دیا ہو جس سے زراعت کر سکیں۔ اسیطرح اگر یوں احسان کیا کہ انکی جانیں و اراضی و عورتیں و بچے انکے سپرد کیے اور باقی تمام اموال مجاہدین میں تقسیم کردیے تو یہ جائز ہے ولیکن مکروہ ہے الا آنکہ انکے قبضہ میں اسقدر مال بھی چھوڑ دیا جس سے وہ زراعت کر سکتے ہیں تو بغیر کراہت جائز ہے اور اگر فقط ان حربیوں کی جانیں انکو بخشدین اور باقی اراضی مع سب اموال دیگر کے غانمین کے درمیان تقسیم کردین تو یہ نہیں جائز ہے۔ اور اسی طرح اگر ان لوگوں کی اراضی نہو اور امام نے چاہا کہ انپر انکو بخشش دینے کے ساتھ احسان کرے تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور چاہے ان سبکو تقسیم کرے فقط اراضی رہنے دے اور اراضی کو بمنزلہ مجاہدین پر وقف کی ہوئی کے رکھے اور اگر چاہے اراضی میں اہل حرب میں سے دیگر اقوام کو لاکر بساوے اور اسکو خراجی قرار دے خواہ خراج مقاسمہ مقرر کرے یا خراج مقاطعہ اور یہ سب خراج انھیں مجاہدین کو حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی سے تاتارخانیہ میں نقل ہے۔ اور اگر کسی اہل ذمہ نے اپنا عہد توڑ کر غدر کیا اور اپنی اراضی پر غالب ہوگئے یا مسلمانوں کے ملکوں سے کسی شہر وغیرہ پر قابض ہوئے اور یہ دار بالاتفاق دارالحرب ہوگیا پھر مسلمانوں نے انکو مغلوب کیا اور امام المسلمین کو اُن لوگوں کے حق میں اختیار حاصل ہوا تو امام چاہے انپر احسان کرے کہ انکی جانیں اور اموال و بال بچے و اراضی انکو تسلیم کردے اور انکی اراضی پر خراج مقرر کرے اور چاہے عشر مقرر کرے اور یہ نام کیواسطے عشر ہے درحقیقت یہ خراج ہی ہے اور اسی وجہ سے ایسا عشر مصارف خراج کی جگہ صرف ہوتا ہے اور چاہے دو چند عشر مقرر کرے جیسے حضرت امام عادل عمر رضنے بنی تغلب کے اوپر مقرر کیا تھا اور اگر امام نے انمیں سے مردوں کو قتل اور عورتوں و بچوں کو تقسیم کردیا اور اراضی بلامالکان رہگئی پس انمیں کوئی قوم مسلمان لاکر بسائی کہ وہ مسلمانان غانمین[1] کی مددگاری[2] کریں اور یہ اراضی اُنکے واسطے کردی تاکہ اس سے مؤنت ادا کریں تو جائز ہے ولیکن یہ فعل برضامندی انھیں لوگوں کے کریگا کہ جنکو اس اراضی میں منتقل کرکے لانا چاہتا ہے اور جب اس اراضی میں کسی قوم مسلمان کو منتقل کرکے لایا اور یہ اراضی انکی مملوکہ ہوگئی تو چاہے اس اراضی پر عشر مقرر کرے اور چاہے خراج مقرر کرے۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی قوم مرتد ہوگئی اور وہ اپنے دیار یا مسلمانوں کے دیار میں سے کسی دار پر غالب ہوگئی اور یہ دار بالاتفاق دارالحرب ہوگیا پھر مسلمان لوگ ان پر غالب ہوئے تو انکے مردان سے سوائے تلوار یا اسلام کے کچھ قبول نہ کیا جائیگا چنانچہ اگر اُنھوں نے اسلام سے انکار کیا تو وہ قتل کر دیے جاوینگے اور انکی عورتیں و بچے غانمین میں تقسیم کر دیے جاوینگے اور انپر اسلام لانیکے واسطے جبر کیا جائیگا اور انکی اراضی و اموال بھی درمیان غانمین کے تقسیم کر دیے جاوینگے اور اس اراضی پر عشر مقرر کیا جائیگا۔ اور اگر امام المسلمین کی رائے میں یہ بہتر معلوم ہوا کہ مرد سب قتل کر دیے جاویں اور عورتیں و بچے ان مجاہدوں کے درمیان تقسیم کر دیے جاویں اور اراضی تقسیم نہ کیجاوے اور اسنے یہ امر مسلمانوں کے حق میں بہتر دیکھا تو ایسا کر سکتا ہے پھر اسکے بعد اگر اسکی رائے میں بہتر معلوم ہو کہ اس میں کوئی ذمی قوم لاکر بسائے کہ وہ اپنی بذات اور اس اراضی کا خراج ادا کیا کریں

[1] یعنے صاحبان غنیمت ۱۲ [2] مددگاری ۲

تو ایسا کر سکتا ہے پھر جب ؒ نے ایسا کر دیا تو یہ اراضی ان ذمیون کی ملک ہو جائیگی کہ انکی ذریات¹ نسلاً بعد نسلٍ انکے وارث ہونگے اور اس اراضی کا خراج ادا کرتے رہینگے پس جاننا چاہیے کہ اس مقام پر ذمیون کا منتقل کرکے نا ذکر فرمایا بخلاف مسئلہ ما تقدم کے بوجہ سے کہ ذمیون کو مرتدون کے قتل کیے جانے سے کچھ غیظ و غضب لاحق نہوگا اور ما تقدم مین ایسا نہین ہے۔ اور اگر امام المسلمین کے غالب ہو جانے کے بعد مرتد لوگ مسلمان ہو گئے تو وہ آزاد ہونگے انپر کوئی راہ نہوگی ولیکن انکی عورتین و بچے و مال کے حق مین امام کو اختیار ہے چاہے انکو غانمین کے درمیان تقسیم کرے اور اراضی پر عشر مقرر کرے اور چاہے انہین مرتدین مسلمان شدہ کو انکی عورتین و بچے و اراضی بطور احسان دیدے اور اراضی پر چاہے عشر مقرر کرے اور چاہے خراج باندھے اور اگر امام نے چاہا کہ انکی جو اراضی عشری تھی انکو عشری رہنے دے اور جو خراجی تھی انکو خراجی اپنے حال سابق پر رکھے تو انکو یہ بھی اختیار ہے۔ اور اگر ایسے ذمیون پر جنھون نے اپنا عہد توڑ دیا تھا یا اہل حرب پر امام غالب آیا اور امام نے چاہا کہ انکو ذمی بنادے کہ خراج ادا کیا کرین اور حال یہ ہے کہ قبل انپر غالب ہونیکے لڑائی کی حالت مین انکا مال حاصل ہوا ہے تو یہ مال ان لوگون کو واپس نہ دیا جائیگا الا بسبب عذر کے اور عذر فقط یہ ہے کہ یہ لوگ تعمیر² اراضی و انکی زراعت پر بدون اس مال کے قادر نہون۔ اور رہا وہ مال جو ان لوگون کے قبضہ مین موجود رہا ہے پس اگر عمارت اراضی و انکی زراعت کے واسطے اس مال کی طرف محتاج ہون تو امام انکو نہ لیگا اور اگر اسکے محتاج نہون تو امام کو اختیار ہے چاہے اسکو لیکر غانمین کے درمیان تقسیم کرے اور چاہے نے مگر اولی یہ ہے کہ یہ مال انھین کے قبضہ مین چھوڑے بغرض انکی تالیف قلوب³ کے تاکہ اسلام کی بھلائیون پر واقف ہوکر مسلمان ہو جاوین۔ اور اسی طرح انپر غالب آنے سے پہلے انکی عورتین یا بچون مین سے جو کوئی گرفتار کر لیا ہو وہ بھی واپس نہ کیا جائیگا اور بعد انپر غالب آنے کے جو انکے پاس ہین انمین سے کوئی نہ لیگا۔ اور جب امام نے بلاد اہل حرب سے کوئی بلد فتح کر لیا اور اس بلد کو اور اسکے لوگون کو مجاہدین فتح کرنے والون کے درمیان تقسیم کر دیا پھر چاہا کہ ان لوگون پر انکی گردنون و اراضی کے ساتھ احسان کرے یعنی انکی جانین انکے سپرد کرے کہ ذمی رہین اور انکی اراضی انکے ملک مین دیدے باداے خراج تو امام کو یہ اختیار نہین ہے اور اسی طرح اگر انپر سطرح احسان کر دیا پھر چاہا کہ تقسیم کرے تو یہ اختیار نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور جو لوگ اسیر ہون انکے حق مین امام کو اختیار ہوتا ہے چاہے انکو قتل کرے اور چاہے رقیق بنائے سواے ایسے اسیرون کے جو مشرکان عرب سے یا مرتدان اسلام سے ہون کہ انسے سواے اسلام یا تلوار کے اور کچھ قبول نہین کیا جائیگا اور چاہے انکو مسلمانون کا ذمی بنا کر آزاد چھوڑ دے مگر سواے مشرکان عرب و مرتدان اسلام کے کہ یہ لوگ ذمی بھی نہین ہو سکتے ہین اور جو شخص ان اسیرون مین سے مسلمان ہو گیا اسکے حق مین اور کوئی اختیار نہین ہے سواے استرقاق کے کہ اسکو رقیق قرار دے سکتا ہے یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور یہ جائز نہین ہے کہ انکو دار الحرب مین واپس کرے اور واضح ہو کہ اگر مسلمانون مین سے اہل حرب کے ہاتھ مین اسیر ہون تو اہل حرب کے اسیرون سے مفادات کر لینا یعنی ان اسیرون کو اہل حرب کو دیکر اپنے اسیرون کو انسے لے لینا امام اعظم کے نزدیک نہین جائز ہے کذا فی الکافی و المتون لیکن اسمین اختلاف ہے بنا برین زادین مذکور ہے کہ صحیح قول امام اعظم رح کا ہے انتہی اور امام محمد رح نے سیر کبیر مین فرمایا کہ کافرون کی قیدی عورتین یا مرد جو

---

¹ عیال و اطفال و انکی اولاد ۱۲ منہ ² آباد کرنا ۱۲ منہ ³ یعنی خاطر داری و دلجوئی ۱۲ منہ

مسلمانون کے قبضہ مین ہین دیگر مسلمان قیدی سے جو کافرون کے پیچھے مین ہین مفادات کر لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور یہ امام ابو یوسف و امام محمد رہ کا قول ہی اور امام اعظم رہ سے اس مسئلہ مین دو روایتین ہین انہین سے اظہر روایت یہی ہی کذا فی المحیط اور یہی عامہ مشائخ کا قول ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ مفادات کرنے مین اہل لشکر کی رضامندی شرط ہی اسواسطے کہ اسمین مال مین سے انکے حق کا ابطال ہی اور اگر ماسواے مردون کے اس مفادات سے اہل لشکر نے انکار کیا تو امیر لشکر کو یہ اختیار نہین ہی کہ دیگر مفادات کرے اور رہے رجال یعنی قیدی مردان کفار پس اگر ہنوز تقسیم واقع نہ ہوئی ہو تو امیر کو اختیار ہی کہ ان مردون کو دیگر مسلمان قیدیون کو چھڑا لے اور اگر تقسیم واقع ہو چکی ہو تو امام کو یہ اختیار نہین ہی الا برضامندی لشکر۔ اور اگر بادشاہ کفار کا ایلچی آیا کہ وہ کسی مقام پر اسیرون سے مفادات کرنا چاہتا ہی اور انھون نے مسلمانون سے عہد لیا کہ تم ہمکو ہمارے ان قیدیون کے لانے پر یہانتک کہ فدیہ کر لینے سے فارغ ہون اور اگر فدیہ کر لینے پر اتفاق نہو تو ہم ان مسلمان قیدیون سمیت جو ہمارے ساتھ مین واپس دین تو مسلمانون کو چاہیے کہ اپنا عہد وفا کرین اور جیسا انسے مفادات شرطی ہی مفادات کرین خواہ مفادات بین المال وغیرہ شرط کیا ہو یا اور قیدی وغیرہ لیکن اگر مفادات پر باہم رضامندی نہ ٹھہری اور کافرون نے مسلمان قیدیون کو لیکر واپس جانا چاہا حالانکہ مسلمانون کو انپر قوت حاصل ہی تو مسلمانون کو روا نہین ہی کہ ان کافرون کو چھوڑ دین کہ وہ مسلمان قیدیون کو اپنے ملک مین واپس لیجا دین اور انپر لازم ہی کہ معاہدہ کی اس شرط کا دفا ترک کرین اور قیدیون کو انکے ہاتھون سے چھڑا دین مگر سواے اُس چھڑا لینے کے اور کسی چیز کا اُنسے تعرض نہ کرین یہ محیط مین ہی۔ اور کافرون سے اس طرح مال کے عوض مفادات کرنا کہ کافرون سے مال لیکر انکے قیدی رہا کر دین تو یہ امر مذاہب مشہورہ مین سے کسی مذہب کے موافق نہین جائز ہی۔ اور اگر کافرون کا قیدی جو ہمارے پاس ہی مسلمان ہو گیا تو روا نہین ہی کہ جو مسلمان انکے قید مین ہین اُنکے عوض اس سے مفادات کر لیجاوے الا اُس صورت مین کہ اُسکا دل اس امر سے خوش ہو اور یہ اپنے اسلام پر مامون ہو۔ اور اسیرون پر احسان کرنا یعنی انکو مفت چھوڑ دینا روا نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ امام محمد رہ نے فرمایا کہ جب مشرکون کے لڑکے اسیر کیے گئے اور انکے ساتھ انکی مائین اور باپ بھی اسیر ہین تو ان اطفال سے مفادات کر لینے مین مضائقہ نہین ہی اور اگر اکیلا طفل اسیر کر کے دار الاسلام مین نکال لایا گیا تو بعد اسکے اسکے ساتھ مفادات کر لینا نہین جائز ہی اور اسی طرح اگر دار الحرب مین غنیمت تقسیم کر دی گئی کہ طفل کسی مسلمان غازی کے حصہ مین آیا یا اموال غنیمت فروخت کیے گئے یعنی کسی مسلمان نے یہ مال غنیمت خرید لیا تو بھی اُس سے مفادات نہین روا ہی کہ یہ طفل اس شخص کی تبعیت مین جسکے ملک مین بوجہ تقسیم کے یا خرید کے آیا ہی محکوم باسلام ہو گیا ہی یہ محیط مین ہی۔ امام محمد رہ نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے گھوڑے وغیرہ کفار سے لیے پھر کافرون نے انکے عوض مفادات کی درخواست کی باین طور کہ مال لیکر یہ چیزین ہمکو دیدی جاوین تو ایسا کرنا نہین جائز ہی اور اگر انھون نے درخواست کی کہ ہمارا قیدی ہمکو دیدو اور اسکی مفادات مین یہ مرد مشرک لو

له باہم ایک دوسرے سے عوض معاوضہ کر لینے کافرون کے قیدیون کے بالعوض مسلمان قیدیون کو جو کفار کے قبضہ مین ہین واپس لینا ۱۲ منہ

له یعنے اسپر مسلمان ہونے کا حکم بالتبع ہو گیا ۱۲

یا دو مشرک لے لو تو مسلمانون کو ایسا کرنا نہین جائز ہی۔ اور جو مسلمان دار الحرب مین اسیر ہون انکی مفادات کرا لینا
بعوض درم یا دینارون کے یا ایسی چیزون کے جنسے امر جنگ مین تقویت نہین لیجاتی ہی جیسے کپڑے وغیرہ سے جائز ہی مگر
ہتھیار یا گھوڑے دیکر چھڑانا نہین جائز ہی یہ سراج وہاج مین ہی امام محمد رحمہ نے سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان یا ذمی
آدمی نے جو حربی کافرون کے پنجہ مین دار الحرب مین قید ہی کسی مسلمان یا ذمی سے جو امان لیکر دار الحرب مین گیا ہی کہا کہ مجھے
فدیہ دیکر اُنسے چھڑا لے یا مجھے اُنسے خرید لے پس اُسنے ایسا ہی کیا اور اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو وہ یہان آزاد ہوگا
اُسپر ملک کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن جسقدر مال اس قیدی کے فدیہ مین اُسنے دیا ہی وہ اس اسیر رہا شدہ کے ذمہ
قرضہ ہوگا پس تمام جو کچھ اُس نے فدیہ مین دیا ہی اُس سے واپس لیگا بشرطیکہ مقدار دیت سے زائد نہ ہو اور اگر اُسنے
مقدار دیت سے زائد مال اسکے فدیہ مین دیا ہی تو اسیر رہا شدہ سے فقط بقدر دیت کے واپس لے سکتا ہی اور جو کچھ اس سے
زیادہ ہی وہ نہین لے سکتا ہی۔ قال المترجم یعنی جب اسیر مسلمان یا ذمی نے اپنے خرید لینے کا حکم دیا تو یہ حقیقت مین خرید
نہین بلکہ تفدیہ ہی پس ملک نہوگی ہان جو کچھ فدیہ دیا ہی واپس لیگا مگر جو مقدار دیت یعنی دس ہزار درم سے زائد ہو وہ
نہین لے سکتا کیونکہ خرید کا حکم ہی پس زائد دیت سے غبن[2] فاحش ناجائز ہوگا بخلاف حکم تفدیہ کے فافہم۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ قیاس
قول امام اعظم رح چاہیے کہ جسقدر اُسنے اسکے فدیہ مین دیا ہی سب[1] پس لیوے خواہ مقدار دیت سے کم ہو یا زیادہ ہو اور اصح یہ ہی کہ
امام اعظم رح و امام ابو یوسف و امام محمد رح سب کے نزدیک یہی حکم ہی جو اول مذکور ہوا ہی اور علی ہذا اگر اسیر مذکور نے حکم کیا ہو کہ
ہزار درم فدیہ دیکر مجھے اُنسے چھوڑا لے اور مامور کو اتنے کے عوض چھڑا لینا ممکن نہوا حتی کہ اُسنے زیادہ دیکر چھڑا لیا تو مامور مذکور
اُس سے فقط ہزار درم واپس لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اسیر نے مامور سے یعنی جسکو اپنے چھڑانے کے واسطے کہا ہی یون کہا کہ مجھے ان
لوگون سے فدیہ کرا لے بعوض اُس چیز کے جو تیری رائے مین آئے یا جسکے عوض تو چاہے یا یون کہا کہ مجھے تو اُنسے فدیہ کرا لے اور
میرے فدیہ کرا لینے مین جو تو کریگا جائز ہوگا تو اس صورت مین جو کچھ وہ اُسکے فدیہ مین دے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو سب
واپس لیگا اور اگر یہ قیدی غلام ہو یا باندی ہو اور اُسنے کسی مسلمان یا ذمی مستامن سے کہا کہ مجھے اُنسے خرید لے
یا فدیہ کرا لے پس اُسنے اُسکی قیمت کے مثل یا کم یا زیادہ پر ایسا کر لیا تو یہ جائز ہی اور وہ اس مشتری کا غلام ہوگا۔ اور اگر
غلام نے کہا کہ مجھے میرے واسطے خرید لے پس اگر اُسکو اسکے مثل قیمت یا غبن یسیر خرید دیا اور اُسکو خبر دی کہ مین اُسکو اُسکی ذات
کے واسطے خریدتا ہون تو یہ غلام آزاد ہوگا کہ اُسپر ملک کی کوئی راہ نہ ہوگی پھر مامور کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اُسنے اس غلام کے
فدیہ مین دیا ہی اُس سے واپس لے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مکاتب نے کسی شخص کو حکم دیا کہ مجھے فدیہ کرا لے پس اُسنے فدیہ کرا دیا
تو جسقدر اُسنے فدیہ مین دیا ہی مکاتب سے واپس لیگا اور اگر مکاتب مذکور ادائے کتابت[3] سے عاجز ہوگیا تو مال مذکور اسکی
گردن پر قرضہ ہوگا یعنی اُسکے عوض وہ مولے کے پاس سے فروخت کرایا جا سکتا ہی۔ اور اگر مکاتب نے اسکو حکم دیا کہ مجھے
پانچ ہزار درم کے عوض فدیہ کرا لے حالانکہ اُسکی قیمت ہزار درم ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے قول کے

[1] یعنی مسلمان قیدی کے عوض درم یا دینار دیدینا یا کپڑا دیدینا اور اسکو چھڑا لینا جائز ہی اور کافر قیدی کو بیکر چھوڑ دینا نہین جائز ہی ۱۲ منہ [2] غبن فاحش
یعنی کھلا ہوا نقصان جسکو عام طور پر لوگ جان سکتے ہین ۱۲ منہ [3] یعنی جو مال بکہ بدل کتابت مقرر ہوا تھا اُسکو ادا نہ کر سکا ۱۲ منہ

موافق نہیں جائز ہے الا بقدر ہزار درم کے لیکن یہ اسوقت تک ہے کہ وہ آزاد نہیں ہوا ہے۔ اور اگر غلام ماذون نے کسی کو حکم کیا کہ مجھے فدیہ کرا دے تو یہ اس ماذون کے مولی پر جائز نہوگا یعنی اگر اُسنے فدیہ کرا دیا تو جو مال دیا ہے وہ اس ماذون کے مولی سے نہیں لے سکتا ہے اور نہ اس ماذون کے رقبہ سے وصول پا سکتا ہے جبتک وہ مملوک ہے ہاں جب آزاد ہو جاوے تو یہ مال اسپر ادا کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر کسی اجنبی نے دوسرے کو حکم کیا کہ جو دار الحرب میں اسیر ہے اسکو خرید دے پس اگر مامور سے یوں کہا کہ اسکو میرے واسطے خرید دے یا کہا کہ اسکو میرے مال سے خرید دے تو مامور اس مال کو جسکے عوض خریدا ہے اس حکم دینے والے سے لیگا اور اگر اُسنے یہ لفظ کہ میرے واسطے یا میرے مال سے نہ کہا ہو تو وہ اس حکم دینے والے[۱] سے واپس نہیں لے سکتا ہے الا اُس صورت میں کہ اسکا خلیط[ع] ہو یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور فتاوے میں مذکور ہے کہ اگر قیدی نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ مجھے فدیہ کرا دے پھر وکیل نے کسی دوسرے سے کہا کہ اسکو میرے واسطے خرید دے تو جائز ہے اور اسی طرح اگر وکیل نے اس سے کہا کہ اسکو میرے واسطے میرے مال سے خرید دے تو بھی جائز ہے اور وکیل کو اختیار ہوگا کہ اس اسیر موکل سے یہ مال واپس لے اور اگر وکیل نے دوسرے وکیل سے یوں کہا کہ اسکو خرید اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے یا میرے مال سے پھر دوسرے وکیل نے خریدا تو وہ متطوع یعنی احسان کنندہ ہو جائیگا حتی کہ وکیل دوم کسی سے یہ مال نہیں لے سکتا ہے اور وکیل اول بھی اپنے موکل سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایک گروہ مسلمانوں نے اپنے چندہ سے مال جمع کیا اور ایک شخص کو دیا کہ وہ دار الحرب میں جا کر حربیوں سے مسلمان قیدیوں کو خرید دے تو یہ شخص اس ملک کے تاجروں سے دریافت کریگا پس جسکی نسبت اسکو خبر دیجاوے کہ یہ آزاد ہے اور ان لوگوں کے قبضہ میں اسیر ہے تو شخص مذکور اسکو خرید لیگا مگر اسی قدر قیمت دیگا کہ اگر یہ واقع میں غلام ہوتا تو اس مقام پر اسکی کیا قیمت ہوتی پس اسی قدر قیمت سے تجاوز نہ کریگا یعنی بعوض اسکی مثل قیمت کے یا خفیف زیادتی کے ساتھ خرید سکتا ہے اور اگر شخص مامور نے کسی اسیر کو خریدنا چاہا پس اسیر نے اس سے کہا کہ میرے واسطے مجھے خرید دے پس مامور نے اُسی مال سے جو اسکو دیا گیا ہے خرید دیا تو مامور اس مال کا ضامن ہوگا اور اسیر مذکور سے جسکو خرید دیا ہے یہ مال واپس لیگا اور اگر شخص مامور مذکور نے اس اسیر سے جسنے اُس سے وقت ارادہ خرید کے یہ کہا تھا کہ مجھے میرے واسطے خرید دے یوں کہا کہ میں تجھے بعوض اس مال کے جو مجھے دیا گیا ہے بغرض حصول ثواب خرید دونگا پھر اسکو خریدا تو مالکان مال کے واسطے خریدا ہوا ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر زید نے عمرو کو حکم کیا کہ دار الحرب میں سے ایک اسیر معین آزاد یعنی مثلاً خالد کو بعوض مال مسمی کے یعنی مثلاً بعوض ہزار درم کے خرید دے پس عمرو نے خالد کو خریدا تو خالد پر عمرو کے واسطے اس مال سے کچھ واجب نہوگا۔ ہاں عمرو کو یہ اختیار رہیگا کہ زید سے یہ مال واپس لے بشرطیکہ زید نے اسکے واسطے اس مال کی ضمانت کر لی ہو یا یہ کہا ہو کہ اسکو میرے واسطے خرید دے۔ اور اگر زید نے عمرو سے کہا ہو کہ تو خالد کو خالد کی ذات کے واسطے خرید اور اسکے ثواب کی اللہ تعالی سے امید رکھ تو عمرو زید سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص دار الحرب میں داخل ہوا اور اسکے پاس اسقدر مال ہے کہ اس سے فقط ایک قیدی خرید سکتا ہے تو عالم کے خریدنے سے جاہل قیدی کا خریدنا افضل ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ اور جب امام المسلمین نے دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف عود کرنا

۱؎ اور واضح ہو کہ وہ اس اسیر سے کسی صورت میں واپس نہیں لے سکتا ہے ۱۲ منہ ع؎ یعنی شریک یا خلیط ۱۲

چاہا اور حال یہ ہو کہ اسکے ساتھ اس کثرت سے مویشی ہین کہ انکو دار الاسلام مین لانے پر قدرت نہین ہو تو یہ نہ کرے کہ انکی کونچین کاٹ کر وہان چھوڑ دے بلکہ انکو ذبح کر کے جلادے اور ہتھیار ون کو بھی جلادے اور جو ہتھیار ایسے ہون کہ سوختہ نہو سکین مثلا لوہے کے ہین تو انکو ایسی جگہ دفن کر دے جہان کفار واقف نہون یہ کافی مین ہو اور کفار کے ظروف و اثاث مین سے ہر چیز کو بطرح توڑ دے کہ بعد شکستہ ہونے کے وہ نفع لینے کے لائق نہ رہین اور روغنون اور تمام سیال چیزون کو بطرح بہادے کہ پھر اہل کفر اس سے انتفاع حاصل نہ کر سکین اور یہ سب امور اسواسطے کیے کہ اہل کفر گھٹ کر جلین۔ اور رہے قیدی پس جب ایسے ہون کہ انکو دار الاسلام مین منتقل کر لانا متعذر ہو تو ان مین سے مردون کو قتل کر دے اگر وہ اسلام نہ لادین اور عورتون بچون کو اور بوڑھون کو ایسی زمین مین چھوڑ دے کہ وہان بھوک پیاس سے مرجادین اسواسطے کہ انکا قتل کرنا تو متعذر ہے کیونکہ ممانعت ہے اور انکا باقی رکھنا غیر موجہ ہے اور اسی واسطے جب مسلمان لوگ دار الحرب مین سانپ یا بچھو پادین تو یہ کرینگے کہ بچھو کی دم کاٹ دینگے اور سانپ کے دانت توڑ دینگے اور انکو بالکل قتل نہ کرینگے تاکہ جب تک مسلمان وہان ہین تب تک مسلمانون سے انکا ضرر دفع ہو اور پیچھے انکی نسل باقی رہے تاکہ موجب ایذاے کفار ہو یہ سراج وہاج مین ہے۔ واضح ہو کہ اصل یہ ہے کہ جب تک غنائم دار الاسلام مین نہ آجادین کہ جس سے محرز ہو جاتے ہین تب تک ملوک نہین ہو جاتے ہین کذا فی محیط السرخسی اور اس اصل پر چند مسائل مبنی ہین از انجملہ یہ ہے کہ اگر مجاہدین غانمین سے کسی شخص نے غنیمت کی باندیون مین سے کسی باندی کو وطی کی پس اسکے بچہ پیدا ہوا اور وطی کرنے والے نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا اور عقر واجب ہوگا اور یہ باندی اور بچہ اور یہ عقران سب غانمین کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور از انجملہ یہ ہے کہ اگر مال غنیمت امام نے دار الحرب مین تقسیم کر دیا پھر کوئی مجاہد جسکو غنیمت کا حصہ ملا ہے دار الحرب ہی مین مرگیا قبل اسکے کہ اسکا حصہ غنیمت دار الاسلام مین آجاوے تو اس مال کی اسکے ورثہ میراث نہ پاوینگے۔ اور از انجملہ یہ ہے کہ اگر غنیمت مین سے کوئی چیز کسی غازی نے تلف کر دی تو ہمارے نزدیک وہ ضامن نہوگا۔ اور از انجملہ یہ ہے کہ اگر امام نے بدون اپنے اجتہاد کے اور بدون حاجت غازیون کے مال غنیمت تقسیم کر دیا تو ہمارے نزدیک نہیں صحیح ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ متصل بدار الاسلام نہو اور جس صورت مین کہ متصل بدار الاسلام ہو اور امام نے اسکو فتح کر لیا اور وہان احکام اسلام جاری کیے تو تقسیم کر دینے مین مضائقہ نہین ہے یہ شرح طحاوی مین ہے اور اگر امام نے غنیمت کو دار الحرب مین اپنے اجتہاد سے یا بسبب حاجت غازیون کے تقسیم کر دیا تو قسمت صحیح ہے اور دار الاسلام مین غنیمت نکال لائے جانیکے بعد جو غازی مرا ہے اسکا حصہ اسکے وارثون کے واسطے میراث ہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور جو مدد مسلمانون کی دار الحرب مین جا ملی ہے یہ لشکر بھی غنیمت مین انکا شریک ہوگا۔ اور انکی شرکت جب ہی منقطع ہوگی کہ جب یہ غنیمت دار الاسلام مین محرز ہو چکی ہو یا دار الحرب مین تقسیم ہو گئی ہو یا امام نے غنیمت کو فروخت کر دیا ہو۔ اور اگر لشکر نے دار الحرب مین سے کوئی شہر فتح کیا اور شہر غالب ہو گیا

ل وہ مال جو کہ اوجہ طہر میسر کی دیلو اور ولی شبہ عصر دیر اسلام ہو گیا ہو ۱۲ منہ ۲ اصل یون ہو کہ اگر کوئی غانم قبل اسکے کہ غنیمت دار الاسلام مین آکر محرز ہو جاوے مرگیا تو اسکے وارث اسکے حصہ غنیمت کے وارث نہونگے ۱۲ منہ ۳ یعنی امام عالم کامل ہو کہ اجتہاد مین یہ ٹھیک معلوم ہوا کہ غنیمت بدون ادر دار الاسلام کے ملک ہو جاتی ہے پس اُسنے تقسیم کر دی تو یہ روا ہے ۱۲ منہ

پھر ان لوگون سے مددی لشکر جاملا تو مدد والے ان لوگون کے ساتھ غنیمت مین شریک ہونگے اسواسطے کہ یہ شہر بلاد اسلام مین ہوگیا۔ اور بازاری آدمیون کے واسطے سہم نہین ہوتا ہو الا اس صورت مین کہ وہ قتال کرین پس اگر وہ قتال کرین تو انکو حصۂ غنیمت ملیگا اور سوار و پیادہ کی حالت اسوقت کی معتبر ہو جسوقت اُسنے قتال کیا ہو یعنی اگر سواری کیحالت مین قتال کیا ہو تو انکو حصہ سوار ملیگا اور اگر پیادہ قتال کیا ہو تو حصۂ پیادہ ملیگا یہ ضیاء شرح مختار مین ہو اور اسیطرح جو شخص دار الحرب مین مسلمان ہوا تھا اور لشکر اسلام داخل ہوئے پر وہ لشکر مین آگیا اور جو مرتد ہو کر دار الحرب مین چلا گیا تھا تو بہ کرکے لشکر مین آگیا اور جو امان لیکر دار الحرب مین تجارت کے واسطے گیا تھا اور لشکر اسلام مین ملحق ہوگیا تو انکا بھی یہی حکم ہو کہ اگر انھون نے شامل ہو کر قتال کیا تو مستحق حصۂ غنیمت ہونگے ورنہ انکو کچھ نہ ملیگا یہ فتح القدیر مین ہو۔ اور دوا فتح رہبر و رزاور مقاتل دونون یکسان ہین یہ ہدایہ مین ہو۔ اور اگر لشکر اسلام کے ساتھ اجیر ہون یعنی مسلمان مزدور ہون کہ انکو کسی نے خدمت کے واسطے مزدور کر لیا ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُس نے خدمت ترک کرکے کفار سے قتال کیا تو وہ مستحق سہم ہوا اور اگر اُسنے خدمت ترک نہین کی ہو تو اسکے واسطے کوئی استحقاق نہین ہو اصل یہ ہو کہ جو شخص قتال کے واسطے داخل ہوا وہ مستحق سہم ہو خواہ اُسنے قتال کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جو شخص غیر قتال کے واسطے داخل ہوا وہ مستحق نہ ہوگا الا اس صورت مین کہ وہ قتال کرے اور قتال کی اہلیت بھی رکھتا ہو اور جو شخص لشکر کے ساتھ قتال کے واسطے داخل ہوا پھر اُسنے قتال کیا یا مرض وغیرہ کی وجہ سے قتال نہ کیا تو اسکے واسطے اسکا سہم غنیمت ہوگا اگر پیادہ ہو تو پیادہ کا حصہ اور اگر سوار ہو تو سوار کا حصہ۔ اور جو شخص قتال کیواسطے داخل ہوا پھر کفار کے ہاتھ مین اسیر ہوگیا پھر قبل اسکے کہ غنیمت دار الاسلام مین نکال لائی جاوے وہ رہا ہوگیا تو اسکے واسطے اُسکا سہم غنیمت ہوگا یہ سراج وہاج مین ہو اور اگر امام کو ضرورت ہوئی کہ غنیمت بار کرکے دار الاسلام مین منتقل کیجاوے اور مال غنیمت مین جانوران بار برداری ہین تو امام اس مال غنیمت کو انپر لادکر دار الاسلام مین منتقل کرائیگا۔ اور اگر مال غنیمت مین جانوران باربرداری نہ ہون ولیکن امام کے ساتھ بیت المال مین سے جانور وغیرہ باربرداری فاضل ہین تو انپر لادکر منتقل کراوے اور اگر امام کے ساتھ فاضل باربرداری نہ ہون ولیکن غنیمت حاصل کرنے والون مین سے ہر ایک کے ساتھ فاضل باربرداری ہو پس اگر انکی خوشی ہو تو اجرت پر انکی باربرداری پر مال غنیمت لادلاوے اور اگر انکی خوشی نہو تو اجرت سے انپر لاد لانے کے واسطے ان مالکون پر جبر و اکراہ نہین کریگا یہ سیر صغیر مین ہو اور سیر کبیر مین لکھا ہو کہ امام ان لوگون کو انکی باربرداریون پر اجر المثل کے عوض اس مال کے لادنے پر مجبور کریگا اور اگر غانمین مین سے ہر ایک کے واسطے فاضل باربرداری نہو بلکہ بعض کے ساتھ فاضل باربرداری ہو پس اگر مالک خوشی سے راضی ہو اکہ اجرت پر مال غنیمت اسکی باربرداری پر لاد لایا جاوے تو جائز ہو اور اگر وہ خوشی نہ ہو تو بنابر روایت سیر صغیر کے اسکو مجبور نہین کر سکتا اور بنابر روایت سیر کبیر کے اسکو امام مجبور کریگا یہ محیط مین ہو۔ اور مضائقہ نہین ہو کہ دار الحرب مین لشکر کو علوفہ دے اور جو طعام اہل لشکر پاوین

---

۱ یعنی لشکر اسلام مین بازاری جو ہمیشہ ساتھ ہین اور سہم یعنی سوار و پیادہ کے واسطے ایک سہم و دو سہام مقرر ہین ۱۲ منہ ۲ وہ لوگ جو قتال کرنے والون کے پیچھے انکی حفاظت و مددگاری وغیرہ کیواسطے مسلح ہین ۱۲ منہ ۳ یعنی جو لوگ لشکر مین قتال کرتے ہین ظاہر جو لوگ انکے پیچھے یا کسی گھاٹی پر مورچون و بچون وال کے پاس مسلح تیار کھڑے ہین دونون یکسان ہین اگرچہ محافظ رد اور مقاتل دا دلاد قتال نہ کرتے ہون ۱۲ منہ

وہ کھاوین اور یہ مثل روٹی و گوشت اور اُس چیز کے جو طعام مین مستعمل ہوتی ہو جیسے گھی اور شہد و روغن زیتون و سرکہ اور نیز مضائقہ نہین ہو کہ تدہین کرین ایسے دہن سے جو کھایا جاتا ہو مثل گھی و روغن زیتون و سرکہ کے اور مضائقہ نہین ہو کہ خود اس سے تدہین کرے اور اپنے جانور کی۔ اور جو دہان کہ نہین کھائے جاتے ہین مثل روغن بنفشہ و خیری اور روغن ورد اور اسکے مانند کے تو اسکو روا نہین ہو کہ اس سے تدہین کرے۔ اور جو شے کہ نہ کھائی جاتی ہو اور نہ پی جاتی ہو تو اہل لشکر مین سے کسی کو روا نہین ہو کہ اُس سے کچھ انتفاع حاصل کرے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو۔ اور اگر لشکر کے ساتھ تاجر لوگ دار الحرب مین داخل ہوئے جنکا ارادہ قتال کا نہین ہو تو انکو روا نہین ہو کہ طعام مین سے کوئی چیز کھاوین یا اپنے جانورون کو کھلاوین الا اس صورت مین کہ خرید کر کے دام دیدین اور اگر ایسے تاجر نے اسمین سے کوئی چیز خود کھائی یا اپنے جانور کو کھلائی تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور اگر اسکے پاس اسمین سے کوئی چیز باقی ہو تو اُس سے وہ لے لیجائیگی اور رہا لشکر مجاہدین کا تو انکو مضائقہ نہین ہو کہ اپنے غلامون کو جو انکے ساتھ داخل ہوئے ہین بدین غرض کہ سفر مین انکے کامون مین اعانت کرین ایسے کھانے پینے کی چیزون سے انکو کھلاوین اور یہی حکم ان مجاہدون کی عورتون اور بچون کا ہو ہان جو شخص ان مجاہدون کے ساتھ مزدور خدمت کرنے کے واسطے مقرر ہو گیا ہو وہ نہین کھا سکتا ہو۔ اور جب بڈھی عورتین بدین غرض لشکر کے ساتھ داخل ہوئین کہ لشکر کے بیمارون اور زخمیون کا علاج کرین تو یہ عورتین خود کھاوینگی اور اپنے جانورون کو کھلاوین اور اپنے رفیقون کو کھلاوین یہ سراج وہاج مین ہو۔ اور کچھ فرق نہین ہو ایسے طعام مین کہ جو کھانے کے واسطے مہیا ہو اور ایسے طعام مین جو کھانے کے واسطے مہیا نہو یعنی دونون طرح کا طعام کھا سکتے ہین حتی کہ اہل لشکر کو روا ہو کہ گائے بکریان اونٹ وغیرہ مواشی کو ذبح کر کے کھاوین اور انکی کھالین مال غنیمت مین داخل کردین اور اسی طرح جو وغیرہ شکر و فواکہ تر و خشک اور ہر شے جو عادت کے موافق کھائی جاتی ہو کھاوین اور یہ اطلاق ایسے شخص کے حق مین ہو جسکے واسطے سہم غنیمت ہو یا وہ رضخ کے طور پر غنیمت سے پانے کی لیاقت رکھتا ہو خواہ وہ غنی ہو یا فقیر ہو اور تاجر و مزدور خدمت کو ایسا کھانا نہ دیا جائیگا الا آنکہ گیہون کی روٹی یا پکا ہوا گوشت ہو تو ایسی صورت مین تاجر و مزدور کو بھی کھلا دینے مین مضائقہ نہین ہو یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر لشکر نے چارہ اپنے جانورون کے واسطے اور طعام اپنے کھانے کے واسطے اور لکڑیان استعمال کے واسطے اور روغن استعمال کے لیے اور ہتھیار لڑائی کے واسطے دار الحرب سے لے لیے تو انکو یہ روا نہین ہو کہ انمین سے کوئی چیز فروخت کرین اور نہ ان چیزون سے تمول حاصل کرنا روا ہو یعنے انکو ذخیرہ کر کے اپنے وقت حاجت کے واسطے لگا نہ رکھین اور اگر انھون نے اسمین سے کوئی چیز فروخت کی تو انکا ثمن مال غنیمت مین داخل کردین یہ غایۃ البیان مین ہو۔ اور اگر انھون نے تل یا پیاز یا ساگ یا مرچ وغیرہ ایسی چیزین پائین جو عادت کے موافق بطور تعیش کھائی جاتی ہین تو انمین سے تناول کرنے مین مضائقہ نہین ہو اور دوا و خوشبو مین سے کچھ استعمال کرنا روا نہین ہو۔ اور واضح ہو کہ یہ حکم جواز اُسی وقت ہو کہ امام المسلمین نے انکو کھانے پینے کی

ل کسی عضو مین روغن ملنا جسکو ہماری عرف مین تیل لگانا بولتے ہین ۱۲ منہ ک اور ہان جمع دہن بمعنی روغن کو کہتے ہین ۱۲ منہ ک یعنے حصہ مین سے مستحق حصہ ہو جیسے سوار و پیادہ لڑائی والا ۱۲ منہ ک جیسے عورتین کہ انکے واسطے حصہ غنیمت نہین ہو مگر رضخ کے طور پر دی جاسکتی ہین ۱۲ منہ

چیزون سے انتفاع حاصل کرنے سے منع نہ کیا ہو اور اگر امام نے انکو اُس سے منع کر دیا ہو تو انکو ایسی چیزون سے انتفاع حاصل کرنا مباح نہین ہی اور اگر اہل لشکر کو آگ روشن کرنے کی حاجت ہوئی خواہ پکانے کے واسطے یا صدمۂ سردی دفع کرنیکی غرض تو مضائقہ نہین ہی کہ اہل حرب کی لکڑیان و نرکل وغیرہ جو پاوین وہ جلاوین بشرطیکہ یہ جلانیکے واسطے رکھی گئی ہون اور اگر اسکے سوا اور کام کیواسطے رکھی گئی ہون یعنے عادت کے موافق ظاہر ہو کہ ایسی چیز جلانیکی نہین ہی مثلاً لکڑی کے کٹھوتے اور کٹھوتیان بنانیکے واسطے رکھی گئی ہون اور حال یہ کہ اسکی قیمت ہی تو انکا استعمال کرنا روا نہین ہی اور اگر گھوڑون کیواسطے جو نہ لین تو مضائقہ نہین ہی کہ گیہون لے اور اگر اُسنے دار الحرب مین صابن یا حرض[۱] جو اجزاء زمین کی ہوتی ہی پائی تو اُس سے انتفاع حاصل نہین کر سکتا ہی الا بروقت ضرورت اور اگر دار الحرب کی زمین مین حرض لگی ہو اور اسنے اسمین سے کچھ کاٹ لی پس اگر اس کاٹ لی ہوئی کی کچھ قیمت ہو تو اُس سے انتفاع نہین جائز ہی الا بوقت ضرورت اگر اسکی کچھ قیمت نہ ہو تو اسکو بدون ضرورت لاحق ہونے کے بھی استعمال کر سکتا ہی۔ اور اگر اہل لشکر مین سے ایک شخص نے کسی آدمی کو اپنے لیئے چارہ لانے کیواسطے مزدور مقرر کیا اور وہ کسی مطمورہ کو گیا اور وہان سے چارہ لایا پھر کہا کہ میری راے مین یون آیا ہی کہ مین یہ چارہ تجھے نہ دون اور اپنے واسطے رکھون اور تجھکو تیری اجرت واپس کر دون اور مستاجر نے ہٹ کی کہ نہین مین یہ چارہ ہی لونگا پس اگر اجیر[۲] نے یہ اقرار کیا کہ مین یہ چارہ بربناے اجارہ لایا ہون تو مجبور کیا جائیگا کہ مستاجر[۳] کو دیدے درصورتیکہ دونون اس چارہ کے حاجتمند ہون یا دونون اُس سے بے پروا ہون اور اگر اجیر کو اُسکی حاجت ہو اور مستاجر اُس سے بے پروا ہو تو اجیر کو اختیار ہی کہ اسکو نہ دے ولیکن اجیر کے واسطے اجرت بھی نہ ہوگی اور اگر اسکو اسواسطے اجارہ پر مقرر کیا ہو کہ میرے واسطے خشک گھاس کاٹ لاوے اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے اگرچہ مستاجر اس گھاس سے بے پروا ہو اور اجیر کو اسکی ضرورت ہو مگر یہ حکم اس صورت مین ہی کہ اجیر نے اقرار کیا کہ مین آپ کے واسطے کاٹ لایا ہون یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر دار الحرب مین کوئی درخت پایا اور اسمین سے لکڑی لی پس اگر اس جگہ اسکی کچھ قیمت ہو تو اس سے انتفاع حاصل کرنا نہین روا ہی الا اس صورت مین کہ کھانا پکانے یا صدمۂ سردی دفع کرنیکے واسطے جلاوین اور اگر اس جگہ اس لکڑی کی کچھ قیمت نہ ہو ولیکن اہل لشکر نے اسمین کوئی ایسی دستکاری کی ہی جسکے سبب سے اسکی قیمت ہو گئی ہی تو اس سے انتفاع حاصل کرنے مین مضائقہ نہین ہی۔ اور اگر اسکو دار الاسلام مین نکال لائے اور امام نے تقسیم مال غنیمت کا قصد کیا پس اگر اس مقام پر جہان امام نے تقسیم غنائم کا قصد کیا ہی اس لکڑی مین سے بے بنی ہوئی کی کچھ قیمت ہو تو امام کو اس ساختہ کے حق مین اختیار ہی چاہے انسے ساختہ کو لیکر انکو اسقدر قیمت جو بسبب دستکاری کے اسمین بڑھ گئی ہی دیکر اس ساختہ کو غنائم مین داخل کر لے اور چاہے اس ساختہ کو فروخت کر کے اسکا ثمن اسکے ساختہ و غیر ساختہ دونون قیمتون پر تقسیم کرے پس جسقدر ساختہ کے حصہ مین بہ نسبت غیر ساختہ کے حصہ ثمن کی زیادتی ہو

۱ بفتحتین و بسکون وسط بھی کو کہتے ہین جو صابون بنانے والون کے کام مین آتی ہی ۱۲ منہ ۲ مزدوری کرنے والا ۱۲ منہ ۳ کسی شخص کو مزدوری پر مقرر کرنے والا ۱۲ منہ

اسقدر حصہ دستکاری ہوگا وہ اس دستکار کو دیدے جسنے اس لکڑی مین دستکاری کی ہو اور جو باقی رہا وہ غنیمت مین داخل کریگے پس غنیمت پانے والون کا حق دستکاری منقطع نہ ہوگا۔ اور اگر اس لکڑی کی دار الحرب مین کچھ قیمت نہ ہو اور دار الاسلام مین بھی جہان امام نے تقسیم غنائم کا قصد کیا ہو کچھ قیمت نہ ہو تو وہ لکڑی اسی کو مسلم رہیگی جو اپنے ساتھ لے آیا ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اہل لشکر مین سے کسی آدمی نے کسی مقام پر طعام کثیر پایا جسمین سے تھوڑا تھوڑا اسکی حاجت سے بچا اور اُسنے چاہا کہ اسکو دوسرے مقام پر لاؤن لیجاؤن مگر دیگر حاجتمندان لشکر مین سے کسی نے اُس سے اس طعام کو طلب کیا پس اگر وہ جانتا ہے کہ مجھے اس دوسرے مقام پر طعام نہ ملیگا تو مضائقہ نہیں ہے کہ اس طلب کرنے والے کو دینے سے انکار کرے اور اپنے ساتھ اسکو دوسرے مقام پر لیجاوے اور اگر ایسا نہو تو اسکا انکار کرنا حلال نہیں ہے۔ اور اگر باوجود شخص اوّل کی حاجت کے دوسرے طالب نے اُس سے یہ طعام لے لیا اور ہنوز اسمین سے کھایا نہیں ہے کہ شخص اوّل نے امام سے نالش کی اور امام کو شخص اول کی حاجت بجانب اس طعام کے معلوم ہوئی تو امام اسکو واپس کرا دیگا اور اگر اول اسکا محتاج نہیں اور دوسرا اُسکا محتاج معلوم ہوا تو امام اسکو دوسرے سے واپس نہ لیگا اور اگر امام کے نزدیک ثابت ہوا کہ دونون اس سے بے پروا ہین تو ایسی خصومت مین امام اُسکو دوسرے سے لے لیگا مگر اوّل کو واپس نہ دیگا بلکہ ان دونون کے سوائے کسی دوسرے کو دیگا۔ اور یہ حکم جو ہم نے بیان کیا ہے ہر ایسی چیز مین جاری ہے جسمین مسلمان لوگ بحق شرعی یکسان ہین جیسے رباطات[۱] مین اترنا کسی مقام پر یا مسجدون مین انتظار نماز کے واسطے بیٹھنا یا منے مین یا عرفات مین حج کے واسطے کسی جگہ اترنا چنانچہ اگر مسجد مین کسی جگہ کوئی بیٹھا تو وہ اس مقام کا بہ نسبت دوسرے شخص کے مستحق ہے۔ اور اگر کسی نے بوریا بچھایا اگر اسکو کسی دوسرے کے حکم سے بچھا دیا ہے تو بچھوانے والا کے خود بچھانے کے مانند ہے یعنی اس جگہ کا مستحق وہی ہے جسنے بچھوایا ہے اور اگر بچھانے والے نے خود بدون حکم دوسرے کے بچھایا ہے تو بچھانے والا اسکا مستحق ہے اسکو اختیار ہے کہ یہ جگہ جسکو چاہے دیدے۔ اور اسیطرح اگر کسی نے منیٰ یا عرفات مین سے کسی مقام پر اپنا خیمہ کھڑا کر لیا حالانکہ اس سے پہلے اس مقام پر ایک شخص دیگر اترا کرتا تھا اور یہ امر معروف ہے تو جو شخص ابکی مرتبہ اس مقام پر پہلے آن کر اُترا ہے وہی اسکا مستحق ہے اور دوسرا جسکا اس مقام پر اترنا معروف ہے اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو اس مقام سے اُٹھا دے۔ اور اگر اُسنے اس مقام مین سے بہت جگہ وسیع اپنی حاجت سے زیادہ لی تو غیر کو اختیار ہے کہ اُس سے اُسکی جگہ کا وہ گوشہ جسکی اسکو حاجت نہیں ہے لیکر وہان اسکے برابر آپ اُترے اور اگر اتنی جگہ کو اُس سے ایسے دو آدمیون نے طلب کیا کہ ہر ایک کو انمین سے اس جگہ کی ضرورت ہے اور جو شخص پہل کر کے وہان اُتر چکا ہے اُسنے چاہا کہ مین انمین سے ایک کو دون دوسرے کو نہ دون تو اسکو یہ اختیار ہوگا اگر ان دونون مین سے ایک پیش قدمی کر کے وہان اُتر پڑا پھر اس شخص نے جو پہل کر کے اس مقام وسیع مین اُتر چکا ہے اور وہ بے پروا ہے یہ چاہا کہ اسکو وہان سے ہانک کر کے دوسرے ایسے شخص کو جو اس جگہ کا محتاج ہو وہان اُتارے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جو وہان پہل کر کے اترا تھا یہ کہا کہ مین نے اسقدر زائد گوشہ مقام کو فلان کیواسطے اسکے حکم سے لے لیا تھا

[۱] جسکو ہمارے عرف مین [illegible] بولتے ہین ۱۲

کہ اسکو یہان اُتارونگا اپنے واسطے نہین لیا تھا تو اسکے اس امر پر قسم لیجائیگی اور بعد قسم کھانے کے اسکو یہ اختیار رہیگا کہ جو یہان اُتارا ہو اسکو اُٹھا لے اور یہی حکم طعام و چارہ کا ہو کہ اگر اُسنے کہا کہ مین نے اسکو فلان کے حکم سے اسکے واسطے لیا تو قسم لیکر اسکا قول مسلم ہوگا۔ اور اگر اہل لشکر مین سے دو آدمیون نے ایک نے جَو پائے اور دوسرے نے نرکل۔ پھر دونون نے باہم اسکا مبادلہ کیا اور جسنے جو چیز خرید لی ہو اسکا حاجتمند ہو تو دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ جو کچھ اُسنے دوسرے سے خریدا ہو اسکو استعمال مین لاوے اور یہ دونون کے درمیان مین بیع نہوگی اسواسطے کہ ان دونون چیزون مین سے ہر ایک کو یہ اختیار تھا کہ بقدر اپنی حاجت کے لے لے ولیکن چونکہ لانے والے کی حاجت مقدم مانع تھی کہ بغیر اُسکے رضامندی کے نہین لے سکتا تھا پس باین مبادلہ ہر ایک نے دوسرے کو راضی کر لیا پھر جو استعمال کیا تو اصلی مباح ہونے پر نہ باین مبادلہ کو رد اور یہ صورت بمنزلہ اسکے ہو کہ چند مہمان ایک دسترخوان پر مجتمع ہوئے کہ ہر مہمان اس امر سے منع کیا گیا کہ اپنا ہاتھ اس طعام کی طرف دراز کرے جو دوسرے کے سامنے ہو بغیر رضامندی دوسرے کے اور اگر دوسرے کی طرف سے رضامندی پائی گئی تو ہر ایک کو دونون مین سے اختیار ہوگا کہ جو طعام چاہے کھاوے مگر باین نیت کہ مباح کرنیوالے کی ملک ہو جو اُسنے مباح کر دی ہو نہ آنکہ دوسرے مہمان نے مباح کر دی۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ دونون مین سے ہر ایک نے جو کچھ دوسرے کو مبادلہ مین دیا ہو جیسے دوسرے سے لی ہوئی چیز کا حاجتمند تھا ویسا ہی اپنی دی ہوئی چیز کا حاجتمند ہو پس ان دونون مین سے ایک نے چاہا کہ جو دونون نے باہم مبادلہ کیا ہو اسکو توڑدے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر یہ صورت ہو کہ جو کچھ بائع نے دیا ہو بائع اسکا حاجتمند ہوا اور مشتری اس سے بے پروا ہو تو بائع کو اختیار ہو کہ جو دیا ہو وہ لے لے اور جو لیا ہو واپس کر دے اور اگر یہ ہوا کہ جب بائع نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو مشتری نے وہ چیز جو خریدی ہو کسی دوسرے شخص کو جو اس چیز کا حاجتمند ہو دیدی تو بائع کو اس سے واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر دونون نے باہم مبایعت کر لی حالانکہ دونون اس سے بے پروا ہین یا دونون کو اسکی حاجت ہو یا ایک بے پروا اور دوسرا حاجتمند ہو اور ہنوز دونون مین باہمی قبضہ نہ ہوا تھا کہ ایک کی رائے مین آیا کہ اس مبایعت کو توڑدے تو اسکو اختیار ہوگا کہ ترک کر دے اور اگر ایک نے دوسرے کو کوئی چیز قرض دی بدین شرط کہ لینے والا اُسکے مثل ادا کر دیگا پس اگر دونون مین سے ہر ایک اس چیز سے بے پروا ہو یا ہر ایک اُسکا حاجتمند ہو تو قرض لینے والے پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا اگر اُسنے اس چیز کو تلف کر دیا ہو اور اگر ہنوز تلف نہین کیا ہو موجود ہو تو قرض دینے والا اُسکا مستحق ہو اگر اُسنے چاہا کہ مین واپس کر لون تو واپس لے سکتا ہو اور اگر لینے والا حاجتمند ہوا اور اُسکا دینے والا اُس سے بے پروا ہو تو دینے والا اس سے واپس نہین لے سکتا ہو۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ قرض کے دین لین کے وقت دونون اُس سے بے پروا ہون پھر قبل اسکے کہ لینے والا اسکو تلف کرے دونون اسکے حاجتمند ہو گئے تو دینے والا اسکا مستحق ہو اور اگر لینے والا پہلے حاجتمند ہوا پھر دینے والا حاجتمند ہوا یا نہوا بہر حال لینے والے پر دینے والے کو کوئی راہ نہین ہی

ہ باہم ایکدوسرے کے شے کو کسی شے کے عوض لینا ۱۲ ہ یعنے باہم ایک دوسرے نے ایک بعض سے کی چیز کا مبادلہ کیا ۱۲ ہ اسی طرح بحر الحجود البحر مین ہی ۱۲

اور اگر ایسے گیہوں میں سے جو داخل غنیمت ہیں کسی کے پاس سے دوسرے نے اپنے ذاتی درموں کے عوض خریدے اور درم دیدیے اور گیہوں پر قبضہ کر لیا تو یہی مشتری ان گیہوں کا مستحق ہوا بشرطیکہ اُنکا حاجتمند ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بیع توڑ دینے کا قصد کیا اور گیہوں ہنوز بعینہٖ قائم ہیں تو اسکو یہ اختیار ہے پس مشتری گیہوں کو واپس کر دیگا اور اپنے درم لے لیگا اور یہ اُس صورت میں ہے کہ دونوں ان گیہوں سے بے پرواہ ہوں یا مشتری بے پرواہ ہو اور بائع اُنکا حاجتمند ہو اور اگر مشتری ہی اُنکا حاجتمند ہو تو بائع پر واجب ہوگا کہ مشتری کو اُسکے درم واپس کر دے اور گیہوں مشتری کو مسلم رہینگے۔ اور اگر مشتری نے وہ گیہوں تلف کر دیے ہوں تو بائع پر واجب ہوگا کہ مشتری کا ثمن واپس کر دے اور جو کچھ مشتری نے تلف کر دیا ہے وہ بہر حال اُسکو مسلم رہا۔ اور اگر مشتری چلا گیا اور بائع کو یہ قدرت حاصل نہ ہوئی کہ اُسکو اُسکا ثمن واپس کر دے تو یہ درم اُسکے پاس بمنزلہ لقطہ کے ہونگے مگر فرق یہ ہے کہ یہ درم اُسکے پاس مضمون ہیں۔ اور اگر اُسنے غنائم کے جمع و تقسیم کنندہ[ا] کے حضور میں یہ امر پیش کیا پس اُسنے کہا کہ میں نے تیری بیع کی اجازت دی اور ثمن داخل کر لو تو اسکو جائز ہوگا کہ ثمن مذکور صاحب غنائم کے حضور میں پیش کر دے یعنی دیدے۔ پھر اگر اسکے بعد مالک دراہم آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے گیہوں قبل اسکے کہ صاحب غنائم بیع کی اجازت دے تلف کر دیے ہوں تو دراہم مذکورہ اُسکو واپس دیے جاوینگے اور اگر اُسنے بعد اجازت بیع کے تلف کیے ہوں قبل اسکے تلف نہ کیے ہوں تو دراہم مذکورہ مال غنیمت میں داخل ہونگے اور اگر مشتری نے کہا کہ قبل تیری اس بیع کی اجازت دینے کے میں نے گیہوں کھا لیے تھے پس مجھے درم واپس کر دے اور اسنے اس پر قسم کھائی تو اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور اسکو درم واپس نہ کیے جاوینگے یہانتک کہ اُسکے گواہ قائم کرے کہ میں نے اجازت بیع سے پہلے گیہوں کھا لیے تھے۔ اور اگر دو آدمیوں میں سے ایک نے گیہوں پائے اور دوسرے نے کپڑا[۲] پھر دونوں نے باہم مبایعت کا قصد کیا تو دونوں کو یہ اختیار نہیں۔ اور اگر دونوں نے ایسا کیا اور ہر ایک نے جو کچھ دوسرے سے لیا تھا وہ دارالحرب میں تلف کر دیا تو دونوں میں سے کسی پر ضمان واجب نہ ہوگی مگر اتنی بات ہے کہ کپڑے کا فروخت کرنے والا بیع کرنے میں گنہگار ہوا اور اسیطرح اُسکا مشتری بھی۔ اور اگر دونوں نے تلف نہ کیا یہانتک کہ دارالاسلام میں داخل ہوئے تو ہر ایک پر یہ واجب ہوا کہ جو چیز اُسکے پاس ہے وہ واپس کر دے اور اگر اُسکو تلف کریگا تو ضامن ہوگا۔ اور اگر یہ دونوں دارالحرب میں ہوں اور دونوں نے تلف نہیں کیا ہے تو جسنے کپڑے پر قبضہ کیا ہے اُسپر واجب ہے کہ کپڑے کو غنیمت میں داخل کر دے جیسے کہ اگر اُسی نے ابتدا میں پایا ہوتا تو غنیمت میں داخل کر دینا واجب تھا۔ اور جس نے گیہوں پر قبضہ کیا ہے اُسکے حق میں اس صورت میں بھی اسی تفصیل سے حکم ہے جو صورت اوّل میں لحاظ باعتبار حاجتمندی ہر دو یا بے پروائی ہر دو یا حاجت گیرندہ نہ دہندہ یا حاجت دہندہ نہ گیرندہ۔ اور اگر گیہوں کا خریدنے والا چلا گیا کہ اُسکا نشان و پتہ نہیں چلتا ہے تو صاحب مغانم[۳] اس کپڑے کو اس شخص سے جسکے پاس ہے لے لیگا جیسے اگر وہی ابتدا پاتا تو لے لیتا۔ اور اگر کپڑے کا خریدنے والا چلا گیا اسطرح کہ اُسکا نشان و پتہ نہیں چلتا ہے اور دوسرا موجود ہے تو صاحب مغنم گیہوں کے خریدار سے جبتک دارالحرب میں ہیں کچھ متعرض نہ ہوگا جیسے کہ اگر اُسنے ابتداءً پائے ہوتے تو بھی یہی حکم تھا پھر اگر

[ا] یعنے غنیمت میں داخل کر لے ۱۲ [۲] مغانم جمع مغنم بمعنی مال غنیمت ۱۲ [۳] ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

خریدنے والا ان گیہوؤن کو قبل اسکے کہ کھا جاوے دار الاسلام مین نکال لایا تو صاحب مغانم ان گیہوؤن کو اس سے لیکر مال غنیمت مین داخل کردیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر مال غنیمت مین سے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوا یا کوئی کپڑا پہن لیا یا کوئی ہتھیار اُٹھا یا اور ہنوز تقسیم واقع نہین ہوئی ہی تو ہمین کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ اسکو اس چیز کی حاجت پڑی ہو پھر جب لڑائی سے فارغ ہو تو اسکو غنیمت مین واپس کردے اور اگر اُسنے رد کرنے سے پہلے تلف کردیا تو بسر ضمان واجب نہوگی اور اگر اسکو کچھ حاجت نہو مگر وہ غنیمت کے گھوڑے پر سوار ہو لیا تاکہ اپنے گھوڑے کو محفوظ رکھے یا کپڑا پہن لیا تاکہ اپنے کپڑے محفوظ رکھے تو یہ مکروہ ہی لیکن اگر تلف ہوگیا تو وہ ضامن نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور قبل تقسیم واقع ہونے کے بدون حاجت پیش آنے کے کپڑے و متاعہاے غنیمت سے انتفاع حاصل کرنا مکروہ ہی کیونکہ ہمین ایک جماعت کا اشتراک ہی لیکن جب یہ لوگ کپڑے اور گھوڑون وغیرہ چارپایون و ہتھیار و متاع کے حاجتمند ہون تو امام المسلمین دار الحرب مین انکے درمیان اموال غنیمت تقسیم کردیگا پس حاصل یہ ہی کہ اگر ایک کو حاجت ہوئی تو اسکو اموال غنیمت سے انتفاع مباح ہی اور اگر سب کو حاجت ہوئی تو امام المسلمین تقسیم کردیگا اور ان چیزون کا حکم بخلاف مردمان اسیر شدہ کے ہی کہ اسیرون کو امام وہان تقسیم نہ کریگا اسواسطے کہ ان اسیرون کی طرف حاجت دو طرح سے ہی یا وطی کے واسطے یا خدمت کے واسطے اور یہ فضول حاجت ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مجاہدین نے اجتماع کیا اور دار الحرب مین امام سے تقسیم کی درخواست کی تو امام انکو عطیہ دیگا پھر اگر انھون نے عطیہ قبول نہ کیا تو بخوف فتنہ امام انکے درمیان تقسیم کردیگا۔ اور اسیطرح اگر امام کے پاس باربرداری نہو جسپر مال غنیمت لاد لاوے تو بھی دار الحرب مین امام انکے درمیان تقسیم کردیگا تاکہ ہر ایک اپنے حصہ کو لاد لانے کی کلفت برداشت کرے یہ محیط مین ہی۔ اور جب مسلمان لوگ دار الحرب سے نکل آئے تو پھر انکو روا نہین ہی کہ اموال غنیمت سے اپنے چوپایون کو چارہ دین اور نہ یہ جائز ہی کہ خود ہمین سے کھا دین اور جسکے پاس چارہ و طعام بچ رہا ہو وہ غنیمت مین داخل کردے اگر وہ تقسیم نہوئی ہو اور اگر تقسیم ہوگئی ہو تو اگر خود غنی ہو تو بچے ہوئے کو صدقہ کردے اور اگر فقیر ہو تو اُس سے انتفاع حاصل کرے اور اگر دار الاسلام مین آجانے کے بعد اس سے انتفاع حاصل کرلیا تو اسکی قیمت مال غنیمت مین داخل کردے اگر غنیمت ہنوز تقسیم نہین ہوئی ہو اور اگر تقسیم ہوگئی ہو تو اسکی قیمت صدقہ کردے بشرطیکہ تونگر ہو اور اگر فقیر ہو تو بسر کچھ نہین ہی یہ کافی مین ہی۔ اور جو حربی دار الحرب مین مسلمان ہوگیا تو اسنے اسلام سے اپنی جان و اپنی اولاد خرد سال کو جو بالغ نہین ہوئی ہین محفوظ کرلیا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہونے سے پہلے مسلمان ہوگیا اور اگر بعد گرفتار ہونیکے مسلمان ہوا تو وہ غلام ہی اور اسی طرح اگر اسکا مال و اولاد پکڑ لیے گئے اور وہ نہین پکڑا گیا پھر وہ مسلمان ہوگیا تو مسلمان ہونے سے اُسنے فقط اپنے نفس کو محفوظ کیا اور جو مال اسکے پاس ہی یا اسکی ودیعت کسی مسلمان یا ذمی کے پاس ہی اُسکے ساتھ محفوظ ہوئی اور اسکی اولاد کبیر یعنی بالغ اور اسکی زوجہ و زوجہ کا حمل اور اسکے اموال غیر منقولہ اور اسکا غلام جو حربیون کیطرف سے قتال کرتا ہو اور جو اسکا مال

سلہ ظاہرا ایک سے مراد یہ ہی کہ کل نہین ہون و حاصل آنکہ اگر قلیل محتاج ہوئے تو انتفاع حاصل کرین اور اگر کثیر محتاج ہوئے تو امام تقسیم کردے ۱۲ منہ

کسی حربی کے پاس غصب یا ودیعت ہوا نہین سے کوئی محفوظ نہ ہونگے بلکہ یہ سب فئی ہونگے۔ اور اسیطرح جو چیز اسکی کسی مسلمان یا ذمی کے پاس غصب ہو وہ بھی امام اعظم رہ کے نزدیک فئی ہوگی۔ اور اگر کوئی مسلمان یا ذمی دار الحرب مین امان لیکر داخل ہوا اور وہان اُس نے مال پایا پھر مسلمان لوگ اس دار الحرب پر غالب ہوئے تو اس مال کا حکم بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ اس شخص کا ہے جو دار الحرب مین مسلمان ہوا چنانچہ سب صورتون مین وہی حکم ہے سوائے ایسے مال کے جو اسکا کسی حربی کے پاس ہو کہ روایت ابو سلیمان کے موافق یہ مال اسی مسلمان یا ذمی مستامن کا ہوگا اور روایت ابو حفص کے موافق اسمین بھی وہی حکم ہے کہ فئی ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ روایت ابو سلیمان اصح ہے۔ اور یہ سب اسوقت ہے کہ مسلمان لوگ اس دار الحرب پر غالب آئے ہون اور اگر مسلمانون نے اس دار الحرب پر غارت کی اور غالب نہین ہوئے تو بھی امام محمد رح کے نزدیک یہی حکم ہے مگر امام اعظم رہ کے نزدیک اسکا تمام مال فئی ہو جائیگا سوائے اسکی جان اور اسکی اولاد صغار کے اور جو شخص کہ دار الحرب مین مسلمان ہو کر دار الاسلام مین چلا آیا تو اسکا حکم بھی اسی تفصیل سے ہے جیسا کہ محیط مین ذکر فرمایا ہے یہ تبیین مین ہے **فصل دوم** در کیفیت قسمت۔ امام المسلمین غنیمت کو تقسیم کریگا پس پانچوان حصہ نکال کر باقی چار پانچوین حصے غانمین کے درمیان تقسیم کریگا پھر امام اعظم رہ کے نزدیک سوار کے واسطے دو سہام اور پیدل کے واسطے ایک سہم ہے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ سوار کے واسطے تین سہام ہین یہ ہدایہ مین ہے۔ اور جو شخص لشکر پر امیر مقرر کیا گیا ہے وہ اس حکم مین بمنزلہ ایک لشکری کے ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اسبیجانی نے شرح طحاوی مین فرمایا کہ اگر سوار کے پاس کئی گھوڑے ہون تو ظاہر الروایہ کے موافق فقط ایک ہی گھوڑے کا حصہ لگایا جائیگا اور گھوڑون مین کچھ فرق نہین ہے چنانچہ عربی و نجیب و برذون و ہجین وغیرہ جن پر گھوڑے کا اطلاق ہوتا ہے سب یکسان ہین مگر جسکے پاس سواری مین اونٹ یا خچر یا گدھا ہو تو وہ اور پیدل یکسان ہے یہ غایۃ البیان مین ہے اور جو شخص دار الحرب مین سوار داخل ہوا پھر اسکا گھوڑا مر گیا تو وہ سوار کے حصہ کا مستحق ہے۔ اور اگر کسی نے گھوڑا استعار لیا یا اجارہ پر لیا اور قتال کے واسطے لیا ہے پس وقت تقسیم غنیمت کے اسکو لیکر حاضر ہوا تو اسکے واسطے سوار کا حصہ لگایا جائیگا یعنے اس گھوڑے کا حصہ اسکو دیا جائیگا اور اگر اُسنے گھوڑا جس پر قتال کیا ہے غصب کر کے لیا ہے اور اسکو حاضر لایا تو بطریق حرام اُسکے حصہ کا مستحق ہوا پس چاہیے کہ اس گھوڑے کا حصہ صدقہ کر دے۔ واضح رہے کہ اگر اسکا گھوڑا اسکے ساتھ رہا یہان تک کہ غنیمت حاصل ہوئی یا جب وہ داخل ہوا اُسکا گھوڑا مر گیا یا دشمن اسکو پکڑ لے گیا یا ٹانگ توڑ دی یا لنگڑا ہو گیا خواہ قبل حصول غنیمت کے یا بعد حصول غنیمت کے تو اسمین کچھ فرق نہ ہوگا بلکہ وہ سوار کے حصہ کا مستحق ہوگا خواہ وہ شخص دفتر مین سوارون مین لکھا ہو یا پیدلون مین مرقوم ہو یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر دار الحرب مین پیدل داخل ہوا پھر اُسنے گھوڑا خرید ا یا استعار لیا یا اسکے واسطے باستحقاق وجب ہوا اور اُسنے سوار ہو کر قتال کیا تو اسکو پیدل کا حصہ ملیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے

ف۱ یعنے اگر سوار لڑا تو مثل سوار کے ورنہ پیادہ ۱۲ منہ ف۲ عاریت لیا جسکو ہمارے عرف مین مانگے کا بولتے ہین ۱۲ منہ

اصل[1] یہ قرار پائی ہو کہ معتبر ہمارے نزدیک وہ حالت ہو کہ جب اُسنے دار الاسلام سے مجاوزت بدار الحرب کی ہو یعنے جس حال سے وہ دار الاسلام سے پار ہوا ہو - اور اگر اُسنے سوار ہیان سے تجاوز کیا اور دار الحرب مین سوار داخل ہوا پھر اُسنے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا یا رہن کر دیا یا اجارہ پر دیا یا ہبہ کیا یا عاریت دیا تو ظاہر الروایہ کے موافق گھوڑے کا حصہ باطل ہو جائیگا اور پیدل کا حصہ پاویگا یہ سراج وہاج مین ہو - اور اگر اُسنے قتال سے فراغت کے بعد گھوڑا فروخت کر دیا تو اُسکا سوار کا حصہ ساقط نہوگا اور اسمین اتفاق ہو کچھ اختلاف نہین ہو یہ فتح القدیر مین ہو - اور اگر اُسنے حالت قتال مین اسکو فروخت کر دیا تو اصح قول کے موافق اُسکا حصہ سوار ساقط ہو جائیگا یہ کافی مین ہو - اور اگر کسی غاصب نے اُسکا گھوڑا غصب کر لیا اور اسکو قیمت تاوان دیدی تو وہ پیادہ رہگیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو - اور اگر دار الحرب مین سوار داخل ہوا مگر قتال کی حالت مین اُسنے بسبب ضیق[2] مقام یا جھاڑ درختون کے پیادہ قتال کیا تو ایسے لوگون کو سوارون کا حصہ چاہیے ہو اور اگر وہ دار الحرب مین ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوا جسپر قتال کرنیکی استطاعت نہین رکھتا ہو خواہ بسبب اسکے کہ یہ گھوڑا بہت بوڑھا ہو یا بسبب اسکے کہ بہت بچہ ہو کہ سواری لینے کے لائق نہین ہو تو وہ سوار کے حصہ کا مستحق نہ ہوگا - اور اگر یہ گھوڑا ایسا مریض ہو کہ اسپر سوار ہو کر قتال نہین کر سکتا ہو مثلاً سم وغیرہ سے اسکا سم گھس گیا یا اسکو صلع کی بیماری پیدا ہو گئی پس اسی حال سے اسپر وہ حد دار الاسلام سے تجاوز کر کے دار الحرب مین داخل ہوا پھر اسکی بیماری زائل ہو گئی اور ایسا ہو گیا کہ اسپر قتال کر سکتا ہو اور یہ غنائم حاصل ہونے سے پہلے واقع ہوا تو استحساناً اسکا سوارون کا حصہ لگایا جائیگا - اور اگر اُسنے غصب کیے ہوئے یا مستعار یا اجارہ لیے ہوئے گھوڑے پر درب[3] سے تجاوز کیا پھر مالک نے اُس سے واپس کر لیا پس وہ جنگ مین پیدل حاضر ہوا تو اُسکے حق مین دو روایتین ہین یہ فتح القدیر مین ہو اور جو شخص بحر مین کشتی پر سوار ہو کر قتال کرتا ہو وہ دو سہام کا مستحق ہو اگرچہ کشتی مین گھوڑے پر سوار ہو کر قتال نہین کر سکتا ہو یہ بحر الرائق مین ہو - اور اگر اُس نے اپنا گھوڑا کسی شخص کو ہبہ کر دیا اور اسکو سپرد کر دیا اور جسکو ہبہ کیا ہو وہ اس گھوڑے پر سوار ہو کر دار الحرب مین بقصد قتال داخل ہوا اور اس لشکر کے ساتھ اس گھوڑے کا ہبہ کرنیوالا بھی گیا پھر اُسنے اپنی ہبہ سے رجوع کر کے اپنا گھوڑا لے لیا تو جسقدر غنائم قبل اسکے اپنی ہبہ سے رجوع کرنیکے حاصل ہوئے ہین اسمین اس موہوب لہ کا حصہ سوار کا لگا دیا جائیگا اور جسقدر غنائم اسکے رجوع کر لینے کے بعد حاصل ہوئے ہین انمین اُسکا پیدل کا حصہ لگایا جائیگا اور ہبہ کرنیوالا جسنے ہبہ سے رجوع کر لیا ہو جملہ غنائم مین اُسکا حصہ پیدل کا لگایا جائیگا اور اگر اپنا گھوڑا دار الاسلام مین بطور بیع فاسد کے فروخت کیا اور اسکو مشتری کے سپرد کر دیا جسکو مشتری لشکر کے ساتھ دار الحرب مین لے گیا اور گھوڑا بیچنے والا بھی انکے ساتھ داخل ہوا ہو پھر اُسنے بوجہ بیع فاسد ہونے کے اپنا گھوڑا واپس کر لیا تو جو کچھ غنائم حاصل ہوں ہین انمین بائع کا حصہ پیدل کا لگایا جائیگا خواہ واپس کر لینے سے پہلے حاصل ہوئے ہوں یا اسکے بعد اور مشتری ان غنائم کے حصہ مین جو واپس کر لینے سے پہلے حاصل ہوئے مین سوار قرار دیا جائیگا اور جو اسکے بعد حاصل ہوئے ہین انمین پیدل قرار دیا جائیگا - ایک شخص نے گھوڑا

ف[1] مترجم کہتا ہو کہ بعض فقہاء نے کہا کہ لڑائی کی حالت معتبر ہو یعنے جس حالت سے اُس نے قتال کیا ہو ولیکن اصح وہی ہو جو یہان مذکور ہوا فافہم واللہ اعلم

ف[2] یعنے جگہ کی تنگی کے سبب سے ۱۲ منہ ف[3] درب پہاڑ کی تنگ گھاٹی کے دروازہ کو کہتے ہین ۱۲ منہ

دار الحرب میں لے گیا تاکہ اسپر سوار ہو کر قتال کرے پھر کسی نے گواہ قائم کر کے اپنا استحقاق ثابت کر کے اسکے ہاتھ سے یہ
گھوڑا لے لیا تو استحقاق ثابت کر کے لینے والا جملہ غنائم میں پیدل قرار دیا جائیگا اور جسپر استحقاق ثابت کر کے لیا ہے وہ
ان غنائم میں جو قبل واپس لینے کے حاصل ہوئی ہیں سوار قرار دیا جائیگا اور جو اسکے بعد حاصل ہوئی ہیں انمیں پیدل ٹھہرایا جائیگا
دو مردون میں سے ایک کے پاس گھوڑا ہے اور دوسرے کے پاس خچر ہے پس دونون نے باہم بیع کر لی اور دونون انکو لیکر دار الحرب
میں داخل ہوئے پھر ایک نے اپنے خریدے ہوئے میں عیب پا کر واپس کر کے جو دیا تھا وہ واپس کر لیا تو خچر خریدنے والا جملہ غنائم میں
پیدل ہوگا اور گھوڑا خریدنے والا ان غنائم میں جو قبل اسکی رد بیع کے حاصل ہوئی ہیں سوار قرار دیا جائیگا اور جو بعد
اسکے حاصل ہوئی ہین انمیں پیدل قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اپنا گھوڑا دار الاسلام میں ایک شخص کے پاس جسکا اسپر قرضہ
آتا ہے بعوض اس قرضہ کے رہن کر دیا پھر راہن و مرتہن دونون دار الحرب میں داخل ہوئے اور مرتہن یہ گھوڑا بھی
اپنے ساتھ لیگیا تاکہ اسپر قتال کرے پھر راہن نے مرتہن کو اسکا قرضہ دار الحرب میں ادا کر کے اس سے اپنا گھوڑا لے لیا تو رہن کرنیوالا
جملہ غنائم میں جو فک رہن سے پہلے یا بعد حاصل ہوئی ہین پیدل قرار دیا جائیگا اور اسیطرح مرتہن بھی جملہ غنائم میں پیدل ہوگا
اور اگر اُسنے اپنا گھوڑا دار الحرب میں فروخت کر دیا پھر دوسرا گھوڑا خرید لیا تو وہ استحسانًا جیسا سوار تھا ویسا ہی رہیگا
اور اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان دیگر کا گھوڑا قتل کر دیا اور مالک فرس کو قیمت دیدی اور اُسنے لی اور اُسکے عوض
دوسرا گھوڑا نہ خریدا تو جو غنائم حاصل ہوئی ہین انمین اُسکے واسطے سوارون کا حصہ لگایا جائیگا۔ اور جسنے اپنا گھوڑا
دار الحرب میں باکراہ فروخت کیا تو اُسکے گھوڑے کا حصہ ساقط نہ ہوگا۔ اور اگر غازی نے اپنا گھوڑا دار الحرب میں درمون
کے عوض فروخت کر دیا حالانکہ اس سے پہلے غنائم حاصل ہو چکی ہین پھر اُس نے دوسرا گھوڑا استعار لیا یا اجارہ پر لیا پھر
اور غنائم حاصل ہوئین تو جو غنائم بعد بیع کے حاصل ہوئی ہین وہ انمین پیدل قرار دیا جائیگا اور اجارہ لینے یا عاریت
لینے والا بجائے مشتری کے قرار نہ دیا جائیگا بخلاف اسکے اگر اُسنے دوسرا گھوڑا خرید لیا تو بنا بر حکم استحسان کے وہ سوار ہی
قرار پاویگا۔ اور اگر کسی نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا پھر اسکو دوسرا گھوڑا ہبہ کیا گیا اور اسکو سپرد کر دیا گیا تو وہ سوار
قرار پاویگا اسواسطے کہ جو چیز ہبہ کر دی گئی ہے وہ اپنی ذات سے اسکی ملک میں آ گئی پس وہ مثل مشتری کے ہوا۔ اور اگر
پہلا گھوڑا اُسکے پاس باجارہ یا بعاریت ہو پس اسکے ہاتھ سے لے لیا گیا پھر اُسنے دوسرا خریدا تو دوسرا بجائے اوّل کے قائم ہوگا
اور اگر پہلا باجارہ ہے اور دوسرا بھی باجارہ ہو یا پہلا بعاریت ہو اور دوسرا بھی بعاریت ہو تو دوسرا بجائے اوّل کے قائم ہوگا اور
اگر اوّل باجارہ ہو اور دوسرا بعاریت ہو تو دوسرا بجائے اوّل کے نہوگا اور اگر اوّل عاریت ہے اور دوسرا باجارہ ہو تو
دوسرا بجائے اوّل کے قائم ہوگا پھر دار الحرب میں عاریت لینے والے نے اگر پہلا گھوڑا اسکے ہاتھ سے واپس لیے جانیکے بعد
دوسرا گھوڑا استعار لیا تو بعد اسکے جو غنائم ہون انمین وہ سوار قرار دیے جانے اور سوارون کے حصہ پانیکا بسبب قیام دوم کے
مقام اوّل میں جبھی مستحق ہوگا کہ جب دوسری عاریت والے کا کوئی اور گھوڑا سوائے اس گھوڑے کے ہو جو اُسنے عاریت

ف ۱؎ اس صورت میں کہ وہ وقت داخل ہونے دار الحرب کے پیدل تھا اور واضح ہو کہ مستحق علیہ غنائم قبل استرداد کے حصہ سوار کو قیاسًا ظاہر یہ تھا
کہ صدقہ کرے و لیکن استحسانًا صدقہ نکریگا فافہم ۱۲ ف ۲؎ غنائم غنیمت کی جمع ہے ۱۲ منہ

دیا ہی اور اگر عاریت دہندہ کا دوسرا گھوڑا سوائے اسکے نہو تو جو غنائم اسکے بعد حاصل ہون انمین عاریت لینے والا سوارون کے حصہ کا مستحق نہوگا پس عاریت دینے والا بسبب اپنے اس گھوڑے کے سوارون کے حصہ کا مستحق ہوگا پس اگر عاریت لینے والا بھی حصہ سوار کا مستحق ہو تو لازم آئے کہ دونون مین سے ہر ایک بسبب ایک ہی گھوڑے کے ایک ہی غنیمت مین حصہ کامل کا مستحق ہوا اور یہ جائز نہین ہی۔ اور اگر دار الاسلام مین اُسنے ایک گھوڑا خرید ا اور ہنوز اسپر قبضہ واقع نہ ہوا یہانتک کہ دار الحرب مین داخل ہوا پھر مشتری نے اس گھوڑے پر قبضہ کیا اور ثمن ادا کر دیا تو بائع و مشتری دونون پیدل قرار پاوینگے اور اگر ثمن میعادی ہو یا فی الحال ادا کرنا ٹھہرا ہو کہ مشتری نے دار الحرب مین داخل ہونے سے پہلے اسکو ادا کر دیا پھر دونون دار الحرب مین داخل ہوئے اور مشتری نے گھوڑے پر قبضہ کیا تو استحسانا مشتری سوار قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دو آدمی ایک گھوڑے کو جو انکے درمیان شرکت مین ہی لیکر دار الحرب مین بدین قصد داخل ہوئے کہ کبھی یہ سوار ہو کر قتال کرے اور کبھی وہ تو یہ دونون پیدلون مین شمار ہونگے اور اسیطرح اگر دو گھوڑے لیکر داخل ہوئے اور دونون مین سے ہر ایک گھوڑا دونون کے درمیان نصفا نصف مشترک ہی تو بھی وہ دونون پیدلون مین شمار ہین لیکن اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ اجارہ پر دیدیا قبل اسکے کہ وہ دار الحرب مین داخل ہون تو اس صورت مین اجارہ لینے والا سوار ہوگا اور اگر دونون نے باہم بخوشی خاطر یہ قرار دیا کہ ایک دونون گھوڑون مین سے جس گھوڑے پر چاہے سوار ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر دار الحرب مین داخل ہونے سے پہلے دونون مین ایسی رضامندی باہمی ہوگئی ہی تو دونون سوار ہونگے اور اگر دار الحرب مین داخل ہونے کے بعد ایسا کیا ہی تو دونون پیدل ہونگے۔ اور بقصد قتال اسیطرح سواری لینے کے بٹوارے پر دونون مین سے کسی پر جبر کیا جائیگا ہان اگر یہ بٹوارہ نہ بقصد قتال ہو تو بنا بر قول امام محمد رح کے اور یہی قول امام ابو یوسف کا ہی دونون اسپر مجبور کیے جاوینگے اور بنا بر قول امام اعظم رح کے مجبور نہین کیے جاوینگے ولیکن اگر دونون اپنی خوشی خاطر سے اسپر راضی ہوئے تو قاضی اسکو نافذ کر دیگا یہ محیط مین ہی۔ مملوک کے واسطے حصہ نہ لگایا جائیگا اور نہ عورت کے واسطے اور نہ طفل کے واسطے اور نہ ذمی کے واسطے ولیکن برائے امام المسلمین انکو رضخ[1] کے طور پر دیا جا سکتا ہی اور مکاتب بمنزلہ غلام کے ہی اور غلام کو رضخ جب ہی دیا جائیگا کہ جب اُسنے قتال کیا ہو اور عورت اگر مریضون کی پرداخت کرتی ہو اور مجروحون کی مداوات کرتی ہو تو اسکو رضخ دیا جائیگا اور ذمی کو جب ہی رضخ دیا جائیگا کہ جب اُسنے قتال کیا یا راہ بتلائی و قتال نہ کیا ولیکن واضح رہے کہ جب اُسنے قتال کیا تو اسکو رضخ اسقدر نہ دیا جائیگا کہ سہم کے برابر پہونچ جاوے ولیکن اگر راہ بتائی کہ جسمین منفعت عظیم ہی تو اسکو سہم سے زیادہ بھی دیا جا سکتا ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور طفل مراہق جو قریب بلوغ پہونچا ہی اور بالغ نہین ہوا ہی اور معتوہ[2] اگر انھون نے قتال کیا تو انکو رضخ دیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ پھر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک رضخ غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکال لینے سے پہلے دیا جاتا ہی۔ یہ فتح القدیر مین ہی۔ بعد پانچوان حصہ جو امام المسلمین نے غنائم مین سے نکال لیا ہی وہ تین سہام پر تقسیم کیا جائیگا جسمین سے ایک حصہ یتیمون کے واسطے ہوگا اور ایک حصہ مسکینون کے واسطے اور ایک حصہ ابن السبیل کے لیے کہ فقرائے ذوی القربیٰ انھین مین داخل ہونگے اور

---

[1] رضخ عطیہ قلیل یعنے مذکورہ لوگون کو مال غنیمت سے امام المسلمین بطور عطیہ کے تھوڑا سا مال دیگا اور وہ مجاہدین کی طرح تقسیم مین شریک نہ کیے جائینگے ۱۲ منہ [2] خفیف العقل ۱۲ منہ

ہ لوگ مقدم رکھے جاوینگے اور ذوی القربیٰ مین سے تونگرون کو نہ دیا جائیگا۔ اور قرآن مجید کی آیت مین خمس کے بیان مین جو اللہ تعم نے اپنے واسطے بھی ذکر کیا یعنے اپنا نام پاک بھی ذکر فرمایا سو یہ بدین فائدہ کہ تبرکاً افتتاح کلام بنام پاک او تعالیٰ عز اسمہ ہو وے اور اسی آیت مین بعد اپنے نام پاک کے نام شریف اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بسبب انکی وفات کے ساقط ہو گیا جیسے کہ صفی ساقط ہو گیا اور صفی وہ شے ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت مین سے مثل زرہ یا تلوار یا باندی وغیرہ کے اپنے واسطے چن لیتے تھے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر پانچواں حصہ ان تینون اصناف مذکورہ مین سے ایک ہی صنف کے صرف مین کر دیا تو بھی ہمارے نزدیک روا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر امام نے غنائم کو مسلمانون کے درمیان تقسیم کر دیا اور غنائم رقیق و متاع وغیرہ تھی پس امام نے بعضون کو رقیق بانٹ دیے اور بعضون کو چوپائے جانور بانٹ مین دیے اور بعضون کو درم یا دینار دیے اور بعضون کو گھوڑے یا ہتھیار دیے مگر سوار و پیادہ مین سے ہر ایک کو اسکا حصہ جو شرعی مقرر ہے دیا تو یہ جائز ہے خواہ برضامندی غانمین ہو یا بغیر رضامندی غانمین اور خواہ اسطرح تقسیم دار الحرب مین کی ہو یا دار الاسلام مین۔ اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کیا اور ہر حقدار نے اپنا حق لے لیا اور مسلمانون مین کسی کے حصہ مین ایک باندی آئی اور اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق ہو کر چلے گئے پھر وہ باندی اس شخص کے حصہ مین آئی ہے اُسنے دعوی کیا کہ مین آزادہ باندی اہل ذمہ مین سے ہون مجھکو مشرک لوگ قید کر کے لے گئے تھے اور اُسنے اس دعوی پر دو گواہ عادل مسلمان قائم کیے تو امام اسکے آزاد ہونیکا حکم دیدیگا اور جب امام نے اُسکے آزاد ہونے کا حکم دیدیا تو آیا تقسیم ٹوٹ جائیگی یا نہین پس بنابر قیاس کے ٹوٹ جائیگی اور استحساناً جب وہ چیز جو استحقاق مین جاتی رہی ہے قلیل ہو مثلاً ایک باندی یا دو باندیان یا تین باندیان ہون اور اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق ہو گئے ہون تو تقسیم نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر اہل لشکر اپنے اپنے گھرون مین متفرق نہوئے ہون یا متفرق ہوئے ہون مگر جو چیز استحقاق مین جاتی رہی ہے وہ کثیر ہو پس اگر تین سے زیادہ باندی ہون مثلاً تو قیاساً و استحساناً تقسیم ٹوٹ جاویگی اور علی ہذا اگر امام نے غنائم کو لشکریون کے درمیان تقسیم کر دیا اور ہر ایک نے اپنے اپنے حصہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے گھرون مین متفرق ہو گئے پھر ایک شخص آیا اور اُسنے دعوی کیا کہ مین بھی واقعہ قتال مین ان لوگون مین موجود تھا اور اسپر دو گواہ قائم کیے اور اسکے واسطے اس امر کا حکم دیدیا گیا تو قیاساً تقسیم ٹوٹ جائیگی اور استحساناً نہ ٹوٹیگی اور اسکو بیت المال سے اسکے حصہ کی قیمت دیدیجائیگی۔ اور درصورتیکہ وہ چیز استحقاق مین جاتی رہی ہے کثیر ہو اور تقسیم ٹوٹنے کا حکم دیا گیا تو پھر اسکے بعد روایات مختلف ہین بعض مین مذکور ہے کہ جسکے حصہ مین ایسا استحقاق ثابت ہوا ہے امام اس سے کہیگا کہ اہل لشکر مین سے جس پر تجھکو قدرت حاصل ہو اسکو یہان لے آ اور بعض مین مذکور ہے کہ امام خود انکے جمع کرنے کا متولی ہوگا اور امام نے دونون باتون مین سے جو اختیار کی وہ جائز ہے پھر اسکے بعد غنیمت کو دیکھیگا پس اگر مال غنیمت عروض[1] یا کیلی یا وزنی اصناف مختلفہ مین سے ہو تو امام اس شخص کو جسکے حصہ مین استحقاق پیدا ہوا ہے حکم دیگا کہ جن لشکریون پر تجھکو قدرت حاصل ہوئی ہے یعنے تجھے مل گئے ہین انکے

[1] عروض اسباب یعنے ظروف و اسکے مثل دیگر شے کا ر آمدنی کیلی وہ چیز جو پیمانہ سے ناپ کر فروخت ہوتی ہین جیسے غلہ وزنی وہ چیز جسکا رواج تول کر فروخت کرنے کا ہے جیسے سونا و چاندی ۱۲ منہ

ہو انکے پاس حصہ ہو اسمین سے جتنا تیر انداز الخصوص حصہ پہونچتا ہو وہ لے بدین حساب کہ اگر تمام لشکر پر جو کچھ انکے پاس اسکا حصہ ہو تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کو جو کچھ پہونچے وہی تیرا حق اسمین سے ہو اسقدر انہین سے ہر ایک کے حصہ سے لے لے گویا جو انکے ہاتھ مین موجود ہو انکے ساتھ مال غنیمت کچھ اور تھا ہی نہین اور اگر تمام مال غنیمت کیلی یا وزنی چیز ہون اور ایک ہی صنف کی ہون تو جس شخص پر وہ قادر ہوا ہی جو کچھ انکے ہاتھ مین ہو اس سے نصف لے لیگا۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر مسلمانون نے غنائم حاصل کیے اور ان غنائم مین ایک مصحف ہو جسمین یہود یا نصاریٰ کی کتابون مین سے کچھ ہو کہ یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ توریت ہی یا زبور ہی یا انجیل ہی یا کوئی کفر کی چیز ہی تو امام کو نہ چاہیے کہ اسکو مسلمانون پر تقسیم کرے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اسکو آگ سے جلاوے اور سبب کہ اسکا جلانا مکروہ ٹھہرا تو اسکے بعد دیکھے کہ اگر اسکے ورق کیواسطے کچھ قیمت ہو اور بعد محو کرنے کے اور دھو ڈالنے کے اس سے انتفاع حاصل کیا جاسکتا ہی مثلاً دباغت کی ہوئی کھال پر لکھا ہوا ہو یا اسکے مثل ہو تو امام اس تحریر کو محو کرکے ان اوراق کو غنیمت مین داخل کرے اور اگر اسکے ورق کی کچھ قیمت نہ ہو اور بعد محو کرنے کے اس سے انتفاع حاصل نہین کیا جاسکتا ہی مثلاً کاغذ پر لکھا ہوا ہو تو اسکو دھو ڈالے۔ اور آیا یہ کر سکتا ہی کہ بدون محو کیے اسی طرح اسکو دفن کردے پس اگر ایسا مقام ہو کہ وہان اُس تک کافرون کا ہاتھ پہونچنے کا وہم نہو تو دفن کردے اور اگر ایسا مقام ہو کہ وہان اُس تک کافرون کا ہاتھ پہونچنے کا وہم ہو تو دفن نکرے۔ اور اگر امام نے کسی مسلمان کے ہاتھ اسکے فروخت کرنے کا ارادہ کیا پس اگر وہ شخص جو خریدنا چاہتا ہی بلحاظ اسکے حال کے اسکی طرف سے یہ خوف ہو کہ مال کے لالچ سے وہ اس کتاب کو مشرکون کے ہاتھ فروخت کردیگا تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہو اور اگر یہ شخص معتمد علیہ ہو اور معلوم ہو کہ وہ مشرکون کے ہاتھ نہین فروخت کریگا تو اسکے ہاتھ فروخت کرنے مین مضائقہ نہین ہو اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ کلام کی کتابون کے فروخت کرنے مین بھی یہی تفصیل سے حکم ہو کہ جو شخص اسکو خریدنا چاہتا ہو اگر اسکے حال سے یہ خوف ہو کہ یہ گمراہی مین ڈالیگا اور فتنہ ظاہر ہوگا تو امام کو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہو اور اگر وہ معتمد علیہ ہو کہ اسپر گمراہ کرنے اور فتنہ کا خوف نہو تو اسکے ہاتھ فروخت کرنے مین مضائقہ نہین ہی۔ اور اگر مسلمانون نے مال غنیمت مین سونے یا چاندی کی کنشتی جسمین صلیب[۲] و تماثیل پڑے ہین پائی تو قبل تقسیم غنائم کے انکا شکستہ کردینا مستحب ہو اور اگر کسی مسلمان کے ہاتھ اسکو فروخت کرنا چاہا اگر یہ خریدار مرد معتمد ہو کہ اُس سے یہ خوف نہین ہو کہ مشرکون کے ہاتھ فروخت کردیگا تو اسکے ہاتھ بیچ ڈالنے مین مضائقہ نہین ہو اور اگر اسپر اعتماد نہو بلکہ خوف ہو کہ شاید مشرکون کے ہاتھ لالچ سے بیچ ڈالے تو اسکے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہو اور اگر سکہ دار درم و دینار پر صلیب یا تماثیل ہون اور شکستہ کرنے سے پہلے انکا تقسیم کرنا یا کسی کے ہاتھ بیع کرنا چاہا تو کچھ مضائقہ نہین ہو اور جو ایسی چیزین غنیمت مین آئی ہین جنکی قیمت ہو جیسے شکاری و دیگر جانور پرندے تعلیم یافتہ مثل باز و شکرہ وغیرہ کے تو مثل اور اموال کے یہ مال بھی غنیمت ہین کہ غانمین کے درمیان تقسیم

---

۱ خواہ وہ اُسی کی ذات کے لیے ہو یا دوسرون کے لیے بہرطور جس شخص کی ذات سے ایسا احتمال ہو کہ وہ خود اپنے لیے یا دوسرون کے لیے باعث گمراہی و فتنہ کا ہوگا تو اسکے ہاتھ نہ فروخت کرے ۱۲ منہ ۲ صلیب یعنے چلیپا جو مثل سولی بنی ہوتی ہی اور نصاریٰ اسکی پرستش کرتے ہین۔ تماثیل جمع تمثیل یعنے مورت خواہ وہ انسان کی ہو یا کسی دیگر جاندار کی جیسے اکثر ہندو گو سالہ و مہادیو وغیرہ کی بنواکر مکانون مین رکھتے اور جوگ گلے مین کنشتی مین ڈالکر پہنتے ہین ۱۲ منہ ۳ یعنے انہین سے ہر ایک کے ہاتھ مین ۱۲ منہ

کیے جاوینگے۔ اور اسی طرح خشکی کے شکار و سونے چاندی وغیرہ کی کانین اور گڑے ہوئے خزانہ جو کچھ حاصل ہوئے یا اُنکے سمندر سے غوطہ خود مسلمانون نے جو کچھ نکالا ہو وہ سب فئی ہو کہ اسمین سے پانچوان حصہ نکالکر باقی غانمین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا اور مچھلیان اور باقی سب جانور شکار جو کھائے جاتے ہین اور شکار کیے پکڑے جاتے ہین انکا حکم مثل دیگر ماکولات کے یعنی کھانے کی چیزون کے ہے۔ اور غنیمت کے شکاری کتے و باز و صقرے شکار کرنا مکروہ ہے اور اہلیون کا تقسیم کر دینا جائز ہے۔ اور اگر مسلمانون نے ایسا گھوڑا پایا جسپر یہ لکھا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین وقف ہے تو یہ اور جسپر کچھ نہین لکھا ہے دونون یکسان ہین رہا یہ امر کہ ایسا گھوڑا مسلمانون کا قرار دیا جائیگا یا حربیون کا یعنی کس نے اسکو اسطرح وقف کیا ہے تو جس مقام پر وہ پایا گیا ہے اس سے استدلال کیا جائیگا پس اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ بیشتر اسمین مسلمان ہین یا مسلمانون کے قریب ہو تو وہ مسلمانون کا قرار دیا جائیگا اور لقطہ ہوگا پس اسکے ساتھ وہی کیا جائیگا جو اور لقطون کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اگر ایسی جگہ پایا گیا کہ غالب وہان مشرک ہین یا قریب مشرکین کے ہے تو وہ اہل حرب کا قرار دیا جائیگا اور غنیمت مین شمار ہوگا پس اسکے ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو اور غنائم کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اگر مسلمانون نے اسکو مشرکون سے لیا اور مسلمانون کے ایک قوم نے گواہی دی کہ یہ لشکر اسلام کے گھوڑون مین سے ہے اور امام غنائم کو تقسیم کر چکا ہے یا اس گھوڑے کو فروخت کر چکا ہے یا ہنوز نہین تقسیم کر چکا اور نہین فروخت کیا ہے اور یہ گھوڑا جسکے قبضہ مین تھا وہ حاضر ہوا تو وہ بین گھوڑے کو مفت لے لیگا خواہ قبل تقسیم کے پاوے یا بعد تقسیم کے اور اسکا حکم وہی ہوگا جو مدبر و ام ولد کے حق مین ہے۔ اور یہ امام ابو یوسف و امام محمد رح کا قول ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مسلمانون نے غنیمت حاصل کی اور اسکو احراز نہین کیا ہے یہانتک کہ دشمن ان پر غالب آیا اور انھون نے مسلمانون سے یہ اموال غنیمت لے لیے پھر دوسرا لشکر مسلمانون کا آیا اور اسنے غالب ہو کر دشمنون سے یہ غنیمت لے لی تو یہ غنیمت ان دوسرون کے واسطے ہوگی پہلون کے واسطے نہ ہوگی اور اگر پہلون نے اسکو دار الاسلام مین لاکر احراز کر لیا ہو پھر ایسا واقع ہوا تو دوسرون پر واجب ہوگا کہ یہ مال غنیمت پہلون کو واپس کر دیں اور جب امام نے پانچوان حصہ نکال کر باقی چار پانچوین حصہ لشکر کو دیدیے اور پانچوان حصہ اسکے پاس تلف ہو گیا تو اہل لشکر کے ہاتھ مین جو کچھ ہے وہ انکو مسلم رہیگا اور اسی طرح اگر اسنے پانچوان حصہ نکال کر اسکے مستحقین کو دیا اور باقی چار پانچوین حصے اسکے ہاتھ مین تلف ہو گئے تو پانچوان حصہ اپنے مستحقین کو مسلم رہیگا۔ اور اگر امام نے کچھ غنیمت لشکر مین سے بعض کے پاس ودیعت رکھی قبل اسکے کہ اموال غنائم تقسیم ہون اور اسنے بیان نہ کیا جو کچھ اسنے کیا ہے یہانتک کہ مر گیا تو وہ کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ امام محمد رح نے سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر ایک یا دو تین مسلمان یا اسقدر مسلمان ہون جنکو قوت منعت[1] حاصل نہین ہو بدون اجازت امام کے دار الحرب مین داخل ہوئے اور وہان انھون نے غنائم حاصل کیے اور انکو دار الاسلام مین نکال لائے تو یہ سب انھین کیواسطے ہوگا اسمین سے پانچوان حصہ[2] نہین نکالا جائیگا اور اگر امام نے ایسے داخل ہونے والے کو اجازت دی ہو تو جو کچھ حاصل کریں اسمین سے پانچوان حصہ نکال لیا

ف۱ یعنے مقابلہ کرنے والون کو دور کر سکین ۱۲منہ ف۲ اس لیے کہ انھون نے باوجود قوت و منعت نہ ہونے کے بغیر اجازت امام کے چورانہ طریقہ سے مال نکال کیا تو وہ انھین کا حق ہوگا ہان اگر امام کی اجازت سے یا قوت و منعت کے ساتھ ہوتے تو پانچوان حصہ نکال جاتا ۱۲منہ ف۳ سوتی وغیرہ ۱۲

جائیگا اور جو باقی رہے وہ مثل سہام غنائم کے انمین تقسیم ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر ایسی جماعت نے جنکو قوت ومنعت حاصل ہے دار الحرب مین داخل ہوکر غنیمت حاصل کی تو اسمین پانچوان حصہ ہے کہ امام لے لیگا اگرچہ امام نے انکو اجازت نہ دی ہو یہ ہدایہ مین ہے۔ امام ابو الحسن کرخی نے فرمایا کہ اگر دار الحرب مین دو فریق آپسمین متفق ہوگئے ایک وہ فریق ہے کہ امام کی اجازت سے داخل ہوا ہے اور دوسرا بلا اجازت گیا ہے حالانکہ باوجود انکے اجتماع کے بھی انکو قوت منعت حاصل نہین ہے پھر انھون نے کچھ غنیمت حاصل کی تو جو کچھ ایسے لوگون کو ملا ہے جنکو امام نے اجازت دی ہے اسمین سے پانچوان حصہ نکالکر باقی انھین کے درمیان تقسیم ہوگا کہ اسمین دوسرے فریق والے شرکت نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ ایسے لوگون نے پایا ہے جنکو اجازت حاصل نہ تھی تو انمین سے ہر ایک نے جو کچھ پایا ہے وہ اُسکا ہے کہ اسمین اُسکے ساتھیون مین سے کوئی اور دوسرے فریق مین سے کوئی شرکت نہین کر سکتا ہے۔ اور اگر فریق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونون ایک چیز کے لینے مین شریک ہوئے تو وہ انھین لینے والون کی تعداد پر تقسیم ہوگی پھر جسقدر اجازت یافتہ لینے والون کے حصہ مین آئی ہے اسمین سے پانچوان حصہ لیکر باقی انھین مین بحساب سہام غنیمت کے تقسیم کر دیجائیگی چنانچہ اس فریق کے سب لوگ لینے والے اور غیر لینے والے اسمین سے حصہ رسد پاوینگے اور جو کچھ اس فریق کے حصہ مین ہے جو اجازت یافتہ نہین ہین وہ اُنکے لینے والون کے درمیان انھین کی تعداد پر تقسیم ہوگی اور اس فریق مین سے جو شخص لینے مین شریک نہ تھا اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسمین سے پانچوان حصہ بھی نہین ہے۔ اور اگر فریق اجازت یافتہ و غیر اجازت یافتہ دونون مجتمع ہوگئے کہ انکے اجتماع سے انکو قوت منعت حاصل ہوگئی تو ایک جماعت نے جو کچھ غنیمت حاصل کی وہ ان سب کے درمیان بعد پانچوان حصہ نکالنے کے بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگی اور اسی طرح ہر گروہ نے قبل اکٹھا ہونے کے یا بعد اکٹھا ہونے کے جو کچھ حاصل کیا ہے دونون کا حکم یکسان ہے چنانچہ اسمین سے پانچوان حصہ نکال لیا جائیگا اور باقی ان سب کے درمیان بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر وہ جماعت جو باجازت امام داخل ہوئی ہے اسکو قوت منعت حاصل ہے اور انھون نے غنائم حاصل کیے پھر ایسے ایک یا دو آدمی جنکو منعت نہین حاصل ہے بغیر اجازت امام کے دار الحرب مین چورون کی طرح داخل ہوے اور لشکر مذکور کے غنائم حاصل کرنے کے پہلے انسے ملگئے پھر اسکے بعد انھون نے غنائم حاصل کیے اور ایک دو جو بطور چورون کے داخل ہوے ہین انھون نے بھی لشکر سے ملنے سے پہلے غنیمت حاصل کی اور اسکے بعد بھی حاصل کی تو ان سب نے جو کچھ حاصل کیا ہے اسمین سے پانچوان حصہ نکالا جائیگا اور باقی انکے درمیان بحساب سہام غنیمت کے تقسیم ہوگا ولیکن جو غنیمت ان ایک دو کے ملنے سے پہلے اہل لشکر نے حاصل کی ہے اسمین اہل لشکر کے ساتھ یہ ایک دو آدمی جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہین شریک نہونگے مگر یہ ایک دو جو بطور چورون کے داخل ہوئے ہین انھون نے جو کچھ حاصل کیا ہے اسمین اہل لشکر شریک ہونگے یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر امام نے غنائم کو تقسیم کر دیا اور ہر حقدار کو اسکا حق دیدیا اور غنیمت مین سے کچھ خفیف باقی رہا کہ بسبب کثرت لشکر اور قلت اس چیز کے تقسیم نہین بن پڑتی ہے تو امام المسلمین اسکو مساکین پر صدقہ کر دے اور اگر صدقہ نہ کی بلکہ مسلمانون کے لیے کسی وقت حاجت و سختی کے واسطے بیت المال مین داخل کیا تو اسکو یہ بھی اختیار ہے۔ اور اگر اہل لشکر مین سے ایک قوم امیر لشکر کے پاس

آئی اور اُنھون نے کہا کہ ہمارے گھر دور ہین ہم یہان زیادہ نہین ٹھہر سکتے پس غنائم مین سے ہمارے حق ہمکو تخمینہ و اندازے
سے دیدیجیے اور تمپر کوئی گناہ نہین ہے تم ہماری طرف سے حلت مین ہو پس امیر لشکر نے انکو اسی اندازے سے دیدیا اور وہ چلے
گئے پھر جب باقیون کو اسی اندازے سے انکا حصہ دیا تو جو لوگ چلے گئے تھے انکے حصہ سے باقیون کا حصہ زیادہ پڑا تو
امیر المسلمین اسکو صدقہ نہ کریگا بلکہ ایک سال اسکو رکھ چھوڑیگا اور ان مسلمانون کو خبر کریگا اور یہ بقیہ مال بسبب انکے
قول کے کہ تم حلت مین ہو اس امیر کا نہین ہو جائیگا۔ اور اگر امیر نے یہ مال صدقہ کر دیا پھر اُسکے حقدار آئے تو انکو اختیار رہیگا
کہ اُسکے مال سے اپنا حق تاوان لین اور امیر اس تاوان کو بیت المال سے نہ لے سکیگا اور نہ خمس مین سے لے سکیگا۔ اور یہی حکم
امام المسلمین کے حق مین ہے کہ اگر امام المسلمین نے یعنی جو سب سے بڑا سردار مسلمانون کا ہے اُسنے بذات خود جہاد کیا اور اسطرح
تقسیم غنیمت واقع ہوئی اور اُسنے بقیہ کو صدقہ کر دیا پھر اُسکے حقدار آئے تو انکو اختیار ہوگا کہ امام سے اپنے حق کا تاوان لین
اور یہ تاوان اس امام کے مال سے ہوگا کہ اسکو کہین سے اور کسی سے واپس نہین لے سکتا ہے جیسے امیر لشکر کی صورت مین
مذکور ہوا ہے لیکن اگر امام نے یہ مصلحت دیکھی کہ یہ مال مسکینون کو قرضہ دے اور قرضہ کے طور پر انہین تقسیم کر دیا بسبب انکی حاجت
کے پھر جب اُسکے حقدار آئے اور اُنھون نے صدقہ کی اجازت نہ دی تو امام انکو مال الے فقرا و مساکین مین سے اسیقدر دیدیگا
اور مشائخ نے ذکر کیا کہ اس مقام پر تین نفر سردار ہین اوّل امام اکبر دوم امیر لشکر سوم صاحب مقاسم یعنی وہ شخص کہ جسکو تقسیم
غنائم کا کام سپرد کر دیا گیا ہے پس صاحب مقاسم کو یہ اختیار ہی نہین ہے کہ زیادتی کو صدقہ کرے: اور امیر لشکر کو یہ اختیار ہے
کہ زیادتی کو صدقہ کر دے مگر یہ اختیار نہین ہے کہ بیت المال فقرا و مساکین پر فقیر و مسکینون کو قرضہ دیدے اور امام اکبر
کو یہ اختیار ہے کہ زیادتی کو صدقہ کرے اور چاہے بیت المال مساکین پر مسکینون کو قرضہ دیدے اور اگر ایک لشکر عظیم نے
غنائم حاصل کیے اور اسکو دار الاسلام مین نکال لائے اور وہ تقسیم نہین کیے گئے یہانتک کہ لوگ متفرق ہو کر اپنے اپنے
گھر چلے گئے اور انکے گھرون کا پتہ معلوم نہین ہے مگر بعضے اس لشکر مین سے رہ گئے تو امام المسلمین ان باقیون کو اُنکے
حصے دیدیگا اور غائبون کے حصے رکھ چھوڑیگا پھر اگر ایک سال گذر گیا اور کوئی طالب حاضر نہ ہوا تو انکو صدقہ کر دیگا
اگر غنائم مین سے کسی شخص نے کوئی چیز بطور غلول لے لی اور اسکو نہ لایا یہانتک کہ غنائم تقسیم کر دی گئین اور مستحقان
غنائم متفرق ہو گئے پھر اسکو لایا تو امام کو روا ہے کہ اُسکے قول کی تصدیق کرے اور اسکو لیکر اسمین سے پانچوان حصہ
نکال کر فقیرون و مسکینون کو دیدے اور باقی کو رکھ چھوڑے یہانتک کہ اُسکے مستحقین حاضر آوین اور جب اُسکے مستحقون
کے آنے سے ناامید ہو جاوے تو انکو صدقہ کر دے اور یہ بھی روا ہے کہ اُسکے قول کی تکذیب کرے اور جو کچھ لایا ہے
اسمین سے پانچوان حصہ اس سے لے لے اور باقی چار پانچوین حصے اُسکے پاس چھوڑے کہ اُسکا مواخذہ اسی پر رہے۔ اور
اگر غلول کرنے والا اسکو امام کے پاس نہ لایا بلکہ اُسنے خود اس فعل سے توبہ کی تو اسکو رکھ چھوڑے اسوقت تک کہ اُسکے مستحق
کے آنے کی امید رکھتا ہو اور جب اسکی یہ امید منقطع ہو جاوے تو اسکو اختیار ہے چاہے صدقہ کر دے مگر یہ بشرط ضمان ہوگا کہ اگر مستحق

ف۱ لیکن باوجود اس اختیار کے وہ ضامن رہیگا پس اگر وہ حقدار اسپر راضی ہو گئے تو خیر ورنہ امیر لشکر اپنے مال سے اُسقدر انکو دیگا ۱۲ منہ

ف۲ مال غنیمت سے کسی چیز کے چرا لینے کو غلول بولتے ہین ۱۲ منہ

نے اسکے صدقہ کی اجازت نہ دی تو یہ ضامن ہوگا ولیکن احسن وہی ہی کہ امام کو دیدے کذا فی المحیط **تیسری فصل تنفیل کے بیان مین**۔ امام اور امیر لشکر کو مستحب ہی کہ تنفیل کرے۔ اگر امام یا امیر لشکر نے تنفیل کی بعد کسی کے واسطے غنیمت مین سے جو غانمین کے ہاتھ آگئی ہی کچھ قرار دیا تو ایسی تنفیل نہین جائز ہی اور تنفیل اسی مال کی جائز ہی جو ہنوز ہاتھ نہین آیا چنانچہ اگر امام نے کہا کہ جو شخص جو کچھ پاوے وہ اُسکی ہی پھر انمین سے کسی ایک نے دار الحرب مین کوئی چیز پائی تو وہ خاصۃ اسی کی ہوگی کہ اسمین خمس یعنے پانچوان حصہ نہ ہوگا اور نہ اس مین کوئی دوسرا شارک ہوگا اور اگر وہ دار الحرب مین مرگیا تو جو کچھ اُسنے پایا ہی وہ اُسکی میراث ہوگا یعنی اُسکے وارثون کو جو دار الاسلام مین ہین ملیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور امام کو یہ نہ چاہیے کہ کل ماخوذ کی تنفیل کرے باین طور کہ لشکر سے کہے کہ جو کچھ تم حاصل کرو وہ تمھارا ہی۔ اور اگر امام دار الحرب مین لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور کسی ٹکڑے لشکر پر کوئی امیر کرکے سریہ[ع] روانہ کیا اور اُنسے کہدیا کہ جو کچھ تم حاصل کرو وہ تمھارا ہی تو جائز ہی اور اگر دار الاسلام سے اسطرح سریہ روانہ کیا اور انکے لیے کل غنیمت کی جو حاصل کرین تنفیل کردی تو یہ نہین چاہیے اور دار الاسلام مین غنیمت احراز کر لینے کے بعد غنیمت مین سے تنفیل نہین کر سکتا ہی الا الخمس یعنی پانچوین حصہ مین سے تنفیل ہوگی یہ کافی مین ہی اور بعد غنیمت حاصل ہونے کے قبل تقسیم کے بعض ایسے مجاہدین کے واسطے جنکو سختی و محنت زیادہ پہونچی تھی اپنے اجتہاد سے تنفیل کی پھر ایسے امام کے پاس مقدمہ پیش ہوا جو بعد حصول غنیمت کے تنفیل روا نہین جانتا ہی تو دوسرے امام کو یہ اختیار نہین ہی کہ جو اول نے کیا اسکو توڑدے۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قاتل اسباب مقتول کا بنفس القتل مستحق نہین ہوتا ہی تاوقتیکہ امام پہلے قتل کرنے کے اسکے واسطے تنفیل نہ کردے یعنی یون کہدے کہ جس مجاہد نے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی قاتل کا ہی اور یہ ہمارے سب علماء کا مذہب ہی۔ اور اگر پانچوان حصہ نکال لینے کے بعد تنفیل کی باینطور کہ امام نے سریہ روانہ کیا اور انسے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے بعد پانچوان حصہ نکال لینے کے تمھارے واسطے تہائی یا چوتھائی ہی پھر باقی مین تم لوگ لشکر کے شریک ہو تو یہ مطلقاً جائز ہی اسیطرح یہ بھی جائز ہی کہ امام نے کوئی سریہ روانہ کیا اور اُنسے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے تمھارے واسطے تہائی ہی یا کہا کہ تمھارے واسطے چوتھائی ہی پھر باقی مین تم لوگ لشکر والون کے ساتھ شریک ہو پس یہ روا ہی اگرچہ اسمین خمس مین جو فقراء کا حق ہی انکے حق کا ابطال لازم آتا ہی کہ بعد خمس لے لینے کے تنفیل مالکی ہین سے نہین کی ہی۔ پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر انکے واسطے تہائی یا چوتھائی مطلقاً نفل کی ہو تو انکو تہائی یا چوتھائی تمام غنیمت مین سے پہلے دیدیگا پھر باقی مین سے پانچوان حصہ نکالکر باقی کو تمام لشکر پر تقسیم کریگا اسی طریقہ سے کہ جو تقسیم غنیمت مین مشروح ہی اور سریہ والے جنکو نفل مل چکی ان لوگون مین شامل ہونگے اور اگر اہل سریہ کے واسطے تہائی یا چوتھائی کی نفل بعد پانچوان حصہ نکالنے کے کی ہو تو پہلے تمام غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکال کر باقی مین سے اہل سریہ کو انکا حصہ نفل دیدیگا پھر باقی کو تمام لشکر پر مع اہل سریہ کے بحساب سہام غنیمت تقسیم کردیگا۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر امام نے اہل لشکر سے کہا کہ جو کچھ تم حاصل کرو اسمین سے پانچوان حصہ نکالنے کے بعد

ل یعنے امیر لشکر مجاہدین لشکر سے لڑائی پر جاتے وقت یون کہے کہ دشمن کا مال جو کچھ جسکے ہاتھ اس لڑائی مین آ لیوے وہ اُسی کا ہی ۱۲ منہ

ع سریہ چھوٹا لشکر یعنے بڑے لشکر کا ایک حصہ قلیل ۱۲ منہ

باقی تھے جب مساوی نفل ہو تو یہ باطل ہے یہ محیط میں ہے۔ اور جبکہ اسباب مقتول کا قاتل کے واسطے نفل نہ قرار دیا گیا تو وہ منجملہ غنیمت کے ہوگا کہ اسمیں قاتل و غیر قاتل سب برابر ہونگے اور اسباب مقتول میں اسکا گھوڑا ہے یا جو سواری ہو اور جو اسپر کپڑے و ہتھیار ہوں اور جو مرکب پر کاٹھی و زین وغیرہ آلات ہوں اور جو اسکا مال اسکے ساتھ گھوڑے پر اسکے حقیبہ بلکہ میں ہو مگر اسکا غلام اور جو کچھ غلام کے ساتھ ہو اور غلام کی سواری کا جانور اور جو کچھ اس جانور پر ہو اور جو کچھ مقتول کے گھر میں ہو وہ اسباب مقتول میں داخل نہیں ہے یہ کافی میں ہے اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جس کسی نے کافر کو قتل کیا تو مقتول کا گھوڑا اسیکا ہے پھر ایک ایک کافر کو پیادہ قتل کیا حالانکہ اس کافر کے ساتھ اسکا غلام اسکا گھوڑا لیے اسکے پہلو میں ایک جانب دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہے تو یہ گھوڑا اس قاتل کا ہوگا اسواسطے کہ مقصود امام یہ ہے کہ ایسے کافر کو قتل کرے جو سوار ہو کر لڑنے پر قادر ہو اور اس مقتول پر صادق ہے کہ وہ سوار ہو کر لڑنے پر قادر تھا بخلاف اسکے اگر اسکا غلام اسکا گھوڑا اسکے پہلو میں ایک جانب لیے ہوئے نہ کھڑا ہوتا گو ایسا نہ ہوتا یہ تبیین میں ہے۔ پھر جاننا چاہیے کہ تنفیل سے صرف اسقدر ہوتا ہے کہ باقی مجاہدین کا حق اس مال نفل سے منقطع ہو جاتا ہے اور رہا یہ امر کہ جسکے واسطے نفل کر دیا ہے اسکی ملک میں آ جانا سو یہ جب ہی ہوتا ہے کہ جب یہ مال دار الاسلام میں آ جانے سے احراز میں ہو جاوے جیسے اور غنائم میں حکم ہے پس اگر امام نے لشکر سے کہا کہ جسنے کوئی باندی پائی وہ اسی کی ہے پھر کسی مسلمان نے ایک باندی پائی اور اسکا استبراء کر لیا اور ہنوز وہ دار الحرب میں ہے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اس باندی سے اسکو وطی کر لینا یا اسکو فروخت کر دینا روا نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ اور امام کو نہ چاہیے کہ کافروں کی ہزیمت و اسلام کی فتح کے روز تنفیل کرے اور اسی طرح یہ بھی نہ چاہیے کہ قبل ہزیمت و فتح کے تنفیل مطلقاً کرے بدون استثناء روز ہزیمت و فتح کے یعنی یوں کہے کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اسی کا ہے یا جسنے کوئی قیدی گرفتار کیا وہ اسی کا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جسنے جو کافر قتل کیا قبل ہزیمت کفار و فتح اسلام کے تو اسکا اسباب قاتل ہی کا ہے۔ اور باوجود اسکے کہ یہ چاہیے نہیں مگر امام نے اسطرح مطلقاً تنفیل کی کہ روز فتح کو استثناء نہ کیا تو تنفیل بعد بروز فتح و ہزیمت بھی باقی رہیگی چنانچہ بروز فتح و ہزیمت جو غازی جس کافر کو قتل کریگا اسکا اسباب اسی غازی کا ہوگا یہ محیط میں ہے امام محمد نے فرمایا کہ اگر امام نے کہا کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اسی قاتل کا ہے پھر ایک غازی نے ایک کافر کو مجروح کیا اور دوسرے غازی نے اسکو قتل کر دیا پس اگر اول نے اس کافر کو ایسا مجروح کیا ہو کہ ایسے زخم سے زندہ نہیں رہ سکتا ہے اور مجروح کو اپنی قوت نہیں رہی ہے کہ قتل میں مدد کر سکے یا ہاتھ سے یا کلام مشورہ سے اہل کفر کو مدد دے سکے تو اسکا اسباب پہلے غازی کا ہوگا اور اگر اول کے زخم سے یہ زندہ رہ سکتا ہو یا باوجود اس زخم کے ابھی ہاتھ یا کلام مشورہ سے مدد دینے کی قوت ہو تو اسکا اسباب دوسرے غازی کا ہوگا۔ پھر جاننا چاہیے کہ اگر امام نے تنفیل بعد خمس کی یعنی مثلاً یوں کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا تو پانچواں حصہ لینے کے بعد اسکا اسباب اسی قاتل کا ہے تو پانچواں حصہ اس اسباب میں سے لیا جائیگا اور اگر مطلقاً اسکے اسباب کو نفل کر دیا یعنی یوں کہا کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اسی قاتل کا ہے تو اس صورت میں اسباب میں سے پانچواں حصہ نہ لیا جائیگا اور یہی ہمارے علماء کا مذہب ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر امیر نے لشکر سے دار الحرب میں

[1] مجروح خستہ و زخمی ہندی میں اسکو گھائل کہتے ہیں ۱۲ منہ

جب کہ وہ بمقابلہ دشمن صف آرا تھے کہا کہ جسنے جس دشمن کو قتل کیا اُسکا اسباب اسی قاتل کا ہے پھر امیر لشکر نے خود کسی کافر کو قتل کیا
تو استحساناً مقتول کا اسباب امیر لشکر کا ہوگا اور اگر یون کہا کہ جس کافر کو مین نے قتل کیا تو اسکا اسباب میرا ہی ہوگا تو اسطرح
وہ اس اسباب کا مستحق نہوگا اور اگر امیر نے یون کہا کہ جسنے تم مین سے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب قاتل ہی کا ہے پھر امیر لشکر نے
کسی کافر کو قتل کیا تو امیر کو کچھ نہ ملیگا اور اگر امیر نے کہا کہ جسکو مین نے قتل کیا اُسکا اسباب میرا ہی ہے پھر کسی کو قتل نہ کیا
یہانتک کہ کہا کہ تم مین سے جسنے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی قاتل کا ہے پھر امیر نے خود کسی کافر کو قتل کیا تو امیر کو اسکا اسباب
ملیگا۔ اور اگر امیر نے لشکر سے کہا کہ اگر تم مین سے کسی مرد نے کسی کافر کو قتل کیا تو مقتول کا اسباب اُسی کا ہے پھر دو آدمیون نے ایک
کافر کو قتل کیا تو استحساناً اسکا اسباب ان دونون کا ہوگا اور اسی طرح اگر یون کہا کہ جسنے قتل کیا کسی کافر کو تو مقتول کا اسباب
اُسی کا ہے تو بھی صورت مذکورہ مین مقتول کا اسباب ان دونون کا ہوگا اور اگر تین آدمیون نے ایک کو قتل کیا تو استحساناً
انکے واسطے کچھ نہوگا قال المترجم یہ باسلوب عربیت ہے فی قولہ ان قتل رجل منکم وقولہ من قتل قتیلا اور ہماری زبان میں ظاہر گمان
ہے کہ ہر صورت مین سوائے ایک کے قاتل ہونے کے اس استحسان کے موافق اسباب کا استحقاق نہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر امام نے کہا
کہ جسنے جس کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی کا ہے پھر ایک مسلمان نے ایک کافر کو تیر یا نیزہ مار کر اسکو گھوڑے سے گرادیا اور اپنے
لشکر مین کھینچ لایا اور کافر مذکور یہان چندروز رہکر اس زخم سے مرگیا اور ہنوز مال غنیمت تقسیم نہین ہوا ہے تو اس مقتول کا اسباب
اسکے قاتل ہی کو ملیگا اور اگر کافر مذکور دار الاسلام مین آکر غنیمت تقسیم ہونے کے بعد مرگیا تو قاتل کو اس اسباب مین اپنی خصوصیت کچھ
نہ ملیگا اور اگر غازی نے اسکو مجروح کیا اور مشرکون نے اس مجروح کو چھین لیا اور اپنے لشکر مین لے بھاگے اور غازی نے اسکا اسباب
لے لیا پھر اس غازی اور باقی غانمین مین اختلاف ہوا چنانچہ غازی نے کہا کہ مجروح مذکور قبل تقسیم غنیمت کے مرگیا اور غانمین نے کہا
کہ نہین بعد تقسیم غنیمت مرا ہے تو قول غانمین کا قبول ہوگا اور غازی کے گواہ ان لوگون پر قبول نہونگے الا آنکہ گواہ مسلمان ہون اور
اگر کوئی مرد غازی کسی کافر کو اُسکے گھوڑے کی زین سے اُٹھا لایا اور صف یا لشکر کیطرف لاکر اسکو ذبح کرڈالا تو اسکے اسباب
مین سے اس غازی کے واسطے کچھ نہ ہوگا اور ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر اسکو صف مین اٹھا لانے کے بعد اس سے قتال کرکے
اسکو قتل کیا تو وہ مستحق اسباب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جس نے اکیلے تم مین سے کسی کافر کو قتل کیا وہ
اسکے اسباب کا مستحق ہے پھر دو غازیون نے کسی کو قتل کیا تو وہ اسکے اسباب کے مستحق نہ ہونگے۔ اور نوادر بن سماعہ مین امام
ابویوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر امیر نے کسی مسلمان سے کہا کہ اگر تونے اس کافر کو قتل کیا تو اسکا اسباب تیرے ہی واسطے ہے پس
اس مسلمان اور ایک دوسرے مسلمان دونون نے اسکو قتل کیا تو پورا سامان اسی مسلمانؑ کو ملیگا اور دوسرے کے واسطے
اسمین سے کچھ نہوگا۔ اور منتقی مین مذکور ہے کہ اگر امام نے دس مسلمانون سے کہا کہ اگر تم نے قتل کیا ان دس کو خاصۃ یا دس
مسلمانون سے کہا کہ اگر تم نے فلان قریہ کے لوگون کو اسیر کیا یا قتل کیا تو تمھارے واسطے چھین وضمان ہے یعنی کوئی غیر معین
چیز کی تنفیل کی پھر ان لوگون کے ساتھ سوائے انکے اور لوگ بھی شریک ہوگئے بدون اجازت امام المسلمین کے تو یہ سب

ؔلہ یعنی عمداً نہین چھوڑا ہو بلکہ اتفاق سے دور ہو کر اسکے ساتھ مقابل ہوا پس مسلمان نے اُسے قتل کیا اور عمداً بغرض حصول اسباب چھوڑنا حیف در اعم
از نظر جہاد نہین بلکہ جال ہوگی ۱۲ منہ ؔلہ یعنے جبکہ امیر نے خطاب کیا تھا کہ اگر تونے اس کافر کو قتل کیا ۱۲ منہ

مال غنیمت میں شریک ہونگے اور فرمایا کہ یہ صورت مشابہ تنفیل[1] شی معین کے نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر امیر نے ایک غازی سے کہا کہ اگر تونے ایک کافر کو قتل کیا تو تیرے واسطے اُسکا اسباب ہوگا پس اُسنے دو کافروں کو قتل کیا تو اسکے واسطے خاصۃً اوّل مقتول کا اسباب ہوگا اور اگر امیر نے تمام اہل لشکر سے کہا کہ اگر تم میں سے کسی مرد نے کسی کافر کو قتل کیا تو اُسکے واسطے اُسکا اسباب ہوگا پھر انمیں سے ایک نے دس کافروں کو قتل کیا تو ان سب کے اسباب کا مستحق ہوگا اور یہ استحسان ہے۔ اور اگر کسی مرد معین سے کہا کہ اگر تونے کافر کو قتل کیا تو تیرے واسطے اُسکا اسباب ہے پس اُسنے دو کافروں کو ساتھ ہی قتل کیا تو اسکے واسطے انمیں سے ایک کا اسباب ہے پس دونوں میں سے ایک اسباب جسکو چاہے اختیار کرے اور اختیار کرنے کا کام اُسی قاتل کو سپرد ہوگا نہ امام کو کذا فی الظہیریہ اور اسی طرح اگر امیر نے کہا کہ اگر تونے کوئی قیدی حاصل کیا تو وہ تیرا ہوگا پس اُسنے آگے پیچھے دو قیدی پکڑے تو پہلا قیدی اسی کا ہوگا اور اگر اُسنے ساتھ ہی دو قیدی پکڑے تو انمیں سے ایک چھانٹ لینے کا اختیار اسی کو ہوگا۔ اور اگر مشرکوں کی صف میں سے دس مشرک نکل کر میدان میں قتال کرنے کو آئے اور مبارز طلب کیا پس امیر نے دس مسلمانوں سے کہا کہ انکی جانب نکل کر جاؤ اگر تم نے انکو قتل کیا تو انکے سامان تمھارے واسطے ہونگے پس یہ مسلمان نکلے اور ہر مسلمان نے اپنے مقابل[2] کو قتل کیا تو استحساناً ہر قاتل کے واسطے اپنے مقتول کا اسباب ہوگا۔ اور اگر بعضوں نے نو مشرکوں کو قتل کیا اور دسواں بھاگ گیا تو استحساناً انکے اسباب کے مستحق ہونگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کافر کو قتل کیا تو اُسکے واسطے اسباب ہے پھر ایک ذمی نے جو مسلمانوں کے ساتھ ہوکر قتال کرتا تھا کسی کافر کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اسیطرح اگر کسی تاجر نے کسی کافر کو قتل کیا تو وہ بھی اُسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ قبل اسکے وہ قتال کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اور اسی طرح اگر مسلمان عورت یا ذمیہ عورت نے قتل کیا تو وہ بھی اپنے مقتول کے اسباب کی مستحق ہوگی۔ اور اسی طرح اگر غلام نے کسی کافر کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ وہ اسوقت تک مسلمانوں کے ساتھ ہوکر قتال کرتا ہو یا نہ کرتا ہو بہرحال یہ لوگ اپنے مقتول کے اسباب کے مستحق ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا اُسکے واسطے اُسکا اسباب ہے پس اس کلام کو بعض نے سُنا اور بعض دیگر نے نہ سُنا پھر کسی نے ایک کافر کو قتل کیا تو مقتول کا اسباب اسکو ملیگا اگرچہ اُسنے کلام امام کو نہ سُنا ہو۔ اور اگر امام نے کوئی سریہ روانہ کیا اور اپنے اہل لشکر میں کہا کہ میں نے اس سریہ کے واسطے چہارم غنیمت نفل کر دی حالانکہ اہل سریہ میں سے کسی نے نہ سُنا تو استحساناً اہل سریہ کو نفل ملیگی اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے قیدی پکڑا وہ اُسی کا ہے پھر ایک نے دو یا تین قیدی پکڑے تو سب اُسی کے ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم میں سے کچھ چیز لایا اُسکے واسطے اس چیز میں سے تھوڑا ہوگا پھر ایک شخص کپڑے یا برتن لایا تو جسقدر تخمین سے امیر کی رائے میں آئے اُسکو دیدے کہ یہ اختیار امیر کے ہاتھ ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کوئی کافر قتل کیا اسکے واسطے اُسکا اسباب ہوگا پس اُسنے کسی اجیر کو جو مشرکوں کا مزدور تھا اور انکے ساتھ ہوکر لڑتا نہ تھا قتل کیا یا انکے ساتھ کے تاجر کو یا غلام کو جو اپنے مولی کے ساتھ خدمت گذار رہتا تھا یا ایسے شخص کو جو نعوذ باللہ مرتد ہوکر دار الحرب میں چلا گیا تھا یا ایسے ذمی کو جو عہد

[1] یعنے شی معین کی تنفیل کرنی مثل غیر معین کی تنفیل کے نہیں ہے ۱۲ منہ
[2] یعنے مقابل کر کے انکے ساتھ لڑائی کے واسطے آئے ہیں ۱۲ منہ

تو ذکر مشرکون حربیون کے ساتھ مل گیا تھا قتل کیا تو قاتل کو انکا اسباب ملیگا اور اگر اُسنے کسی عورت مشرکہ کو قتل کیا پس اگر وہ قتال کرتی تھی تو اُسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر قتال نہ کرتی تھی تو اُسکا اسباب قاتل کو نہ ملیگا اور اگر ایسے طفل کو جو ہنوز بالغ نہیں ہوا ہے قتل کیا تو اسباب نہ پاویگا اور اگر حربیون میں سے کسی مریض یا مجروح کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا خواہ اس مریض یا مجروح کو استطاعت قتال ہو یا نہو۔ اور اگر بڈھے پھوس کو قتل کیا جس سے خود قتال کرنے یا لڑنے دینے کا حکم نہیں ہوتا ہے اور نہ اس سے نسل کی امید ہے تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کسی بطریق[1] کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی قاتل کا ہے پھر بطریقون میں سے نہیں بلکہ اور کافرون میں سے ایک کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا اور اگر کہا کہ جسنے ادھیڑ کو قتل کیا اُسکا اسباب اُسکے قاتل کا ہے پس اُسنے جوان کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر امیر نے کہا کہ جو جوان قتل کرے پھر اُسنے بوڑھے کو قتل کیا تو اسباب کا مستحق نہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو اسیر کو لایا اُسکے واسطے اسقدر نفل ہے پھر ایک شخص وصیف کو پکڑ لایا تو اُسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ اسیر اسم بالغ مذکر کا ہے اور وصیف اسم صغیر کا ہے پس اُسنے جنس میں خلاف کیا اور اسی طرح اگر اُسنے کہا کہ جو وصیف لائے اُسکے واسطے اسقدر ہے پھر ایک شخص اسیر یعنے بالغ مذکور کو یا دو وصیف ہوتے ہوں کو گرفتار کرکے لایا تو کچھ مستحق نہوگا اسواسطے کہ اُسنے جنس میں خلاف کیا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے مشرکین کے صعلوکون[2] میں سے کسی صعلوک کو قتل کیا تو اُسکے واسطے اُسکا اسباب ہے پھر کسی غازی نے ایک بطریق کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ بطریق کے اسباب کی قیمت بہ نسبت اسباب صعلوک کے زیادہ ہوتی ہے اور اگر کہا کہ جو شخص ہزار درم غنیمت لایا اسکے واسطے اسقدر ہے پھر ایک شخص ہزار دینار لایا تو کچھ مستحق نہوگا اسواسطے کہ خلاف جنس لایا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر لشکر اسلام دار الحرب میں داخل ہوا اور قبل اس کے کہ قتال کی نوبت پہونچے امیر لشکر نے کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا اُسکے واسطے اُسکا اسباب ہوگا تو یہ حکم تنفیل کا ہر قتیل کے حق میں جسکو دار الحرب میں اپنے اسی جہاد میں قتل کرین برابر جاری رہیگا یہانتک کہ یہ لوگ دار الاسلام میں واپس آوین اور اگر اُسی روز باہم مسلمانون و مشرکون کے درمیان لڑائی ہوئی اور کوئی فریق دوسرے سے منہزم[3] نہوا حتی کہ پھر دوسرے روز لڑائی ہوئی اور کسی مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا تو اُسکے اسباب کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ جنگ اوّل باقی ہے تو تنفیل بھی باقی رہیگی اور اگر کافرون نے شکست کھائی اور مسلمانون نے انکا پیچھا کیا تو حکم تنفیل مذکور باقی رہیگا اور اسی طرح اگر کافران حربی شکست کھاکر بھاگے اور اپنے قلعون میں داخل ہوئے اور مسلمان انکے تعاقب میں ہین ہنوز واپس نہین ہوئے حتی کہ کافرون نے اپنے قلعون میں قرار پکڑا اور مسلمانون نے انکا محاصرہ کرلیا اور برابر لڑائی جاری ہے تو تنفیل مذکور کا حکم برابر باقی رہیگا اور اگر کافران حربی نے شکست کھاکر اپنے شہرون و قلعون میں پناہ لی اور مسلمانون نے انکا پیچھا نکیا پھر مسلمان لوگ ان شہرون و قلعون میں سے کسی شہر یا قلعہ کی طرف گذرے اور انکا محاصرہ کیا پھر کسی مسلمان نے کسی ایسے کافر کو قتل کیا جو شکست کھاکر یہان پناہ گزین ہوا ہے تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا اور اسیطرح اگر مسلمانون نے منہزم شدہ کافرون کا پیچھا کیا اور راہ میں ایک قلعہ کی طرف گذر ہوا جسمین سواے ان منہزم شدہ کافرون کے جنکا تعاقب کیا ہے ایک جماعت کفار با قوت منعت ہے پھر انمین سے کسی کافر کو کسی مسلمان نے قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کوئی بطریق قتل کیا گیا پس

[1] بطریق رئیس نصاری مثل صوبہ دار وغیرہ ۱۲ منہ [2] صعلوک درویش فقیر ۱۲ منہ [3] پست و شکست خوردہ ۱۲ منہ

کہا کہ جو شخص اُسکا سر لاوے اُسکے واسطے اسقدر نفل ہے پس اگر یہ بطریق مقتول و اُسکا سر ایسے مقام پر ہو کہ اُسپر قدرت نہین ہو سکتی ہے الا بقتال و خوف تو سر لانے والا مستحق نفل ہوگا اور اگر ایسے مقام پر ہو کہ بغیر قتال و خوف کے اسکا سر حاصل ہو سکتا ہے تو لانے والا کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر امیر نے معین چند لوگون سے کہا ہو کہ جو شخص تمہین سے اسکا سر لاوے اسکے واسطے اسقدر ہے تو یہ تنفیل نہین بلکہ اجارہ فاسدہ ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مسلمانون و کافرون نے قتال کے واسطے صف بندی کی اور اسوقت مین امیر لشکر نے مسلمانون سے کہا کہ جو شخص کسی کافر کا سر لایا اسکے واسطے غنیمت مین سے پانچ سو درم ہین تو یہ مردون کے سرون پر ہوگی نہ لڑکون کے سرون پر چنانچہ جو شخص کسی مرد کافر کا سر لایا وہ مستحق پانچ سو درم کا ہوگا ورنہ نہین اور بخلاف اسکے اگر ایسی حالت مین کہ کفار شکست کھا کر بھاگ گئے اور لڑائی ختم گئی ہو امیر لشکر نے کسی سے زبان عربی مین کہا کہ من جاء براس فلہ کذا یعنی جو کوئی راس لایا یعنی سر لایا اسکے واسطے پانچ سو درم ہین تو یہ قیدیون پر ہوگی نہ مردون کے سر کاٹ لانے پر۔ اور اگر زید ایک مرد کافر کا سر لایا اور کہا کہ مین نے اسکو قتل کیا ہے اور اسکا سر لایا ہون اور عمرو نے کہا کہ مین نے اسکو قتل کیا مگر اسکا سر اس زید نے لیا تو جو شخص اس مقتول کا سر لایا ہے وہی پانچسو درم کا مستحق ہوگا اور اسی کا قول قسم سے کہ مین نے اسکو قتل کیا ہے قبول ہوگا اور دوسرے پر اپنے دعوی کے گواہ لانا لازم ہین چنانچہ اگر اُسنے مسلمان گواہ پیش کیے کہ اسی نے اسکو قتل کیا ہے تو اسی کے واسطے پانچسو درم کا حکم دیا جائیگا اور اگر ایک شخص ایک سر لایا اور مسلمانون مین سے ایک نے کہا کہ یہ سر دشمنون مین سے ایک شخص کا ہے جو مر گیا تھا اور اُسنے اسکا سر کاٹ لیا اور جو شخص سر لایا ہے وہ کہتا ہے کہ مین نے اسکو قتل کیا ہے تو قول اُسی کا قبول ہوگا جو سر لایا ہے ولیکن اُس سے قسم لیجائیگی۔ اور یہ اسوقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ سر کسی مشرک کا سر ہے اور اگر شک پیدا ہو گیا کہ یہ مسلمان کا سر ہے یا مشرک کا سر ہے اور معلوم نہین ہوتا ہے تو علامت سے شناخت کی جاوے پس اگر اسپر علامت مشرکان ہو مثلاً اسکے بال کترے ہوئے ہون تو وہ مستحق نفل ہوگا اور اگر اسپر علامت اسلام ہو مثلاً داڑھی مین خضاب سرخ ہو تو وہ مستحق نفل نہوگا اور اگر اسطرح بھی شناخت نہین ہو سکتی اور اشتباہ موجود رہا یہ نہ کھلا کہ مسلمان کا سر ہے یا کافر کا تو لانے والا مستحق نفل نہ ہوگا اور اگر زید ایک سر لایا کہتا ہو کہ مین نے اسکو قتل کیا ہے اور اسکے ساتھ عمرو ہے وہ کہتا ہے کہ اسکو مین نے ہی قتل کیا ہے اور زید سے قسم طلب کی پس زید نے قسم سے نکول[1] کیا تو قیاساً دونون مین سے کوئی مستحق نفل نہوگا اور استحساناً عمرو کو مال نفل دیا جائیگا۔ اور اگر دو آدمی ایک سر لائے کہتے ہین کہ ہم دونون نے اسکو قتل کیا ہے اور سر مذکور دونون کے قبضہ مین ہے تو مال نفل ان دونون کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور اسی طرح اگر تین آدمی یا زیادہ ہون تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو اس شہر کے دروازہ سے یا اس قلعہ کے دروازہ سے یا اس مطمورہ کے دروازہ سے داخل ہو اسکے واسطے ہزار درم ہین پھر مسلمانون مین سے ایک قوم ہجوم کر کے ایکبارگی اسمین داخل ہو گئی پھر آگے اُنکا ایک دوسرا دروازہ بند نظر آیا تو ان لوگون کے واسطے نفل کا استحقاق ہوگا اور انہین سے ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے کہا کہ جو اسمین داخل ہوا اسکے واسطے چہارم غنیمت ہے پھر دس آدمی ایکبارگی داخل ہوئے تو انکے واسطے فقط

[1] یعنی قسم کھانے سے انکار کیا ۱۲ [2] یعنی مزدوری پر مقرر کیا ۱۲

ایک چوتھائی غنیمت ملیگی جسمین سب شریک ہونگے اور اگر ایک داخل ہوا پھر دوسرا داخل ہوا تو برابر ایسے سب داخل ہونیوالے اس مقدار نفل مین شریک ہوتے جاوینگے یہانتک کہ دشمن ملتجی ہوئے۔ اور اگر امیر لشکر نے کہا کہ جو دروازہ مطمورہ[1] مین داخل ہوا اسکے واسطے اس مطمورہ کا بطریق ہے یعنی بطریق مذکور اسکو دیا جائیگا پھر ایک جماعت داخل ہوئی تو انکے واسطے فقط یہی بطریق ہوگا بخلاف[2] اسکے اگر امیر نے مطلقاً کہا کہ اسکے واسطے بطریق ہے پھر چند لوگ داخل ہوئے تو ہر ایک کو ایک ایک بطریق علٰحدہ علٰحدہ ملیگا اور اگر قلعہ کے اندر فقط تین بطریق پائے گئے تو ان لوگون کے واسطے یہی تین بطریق ہونگے اور کچھ نہ ملیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص اسمین داخل ہوا پس واسطے اسکے ایک باندی ہے پھر لوگ داخل ہوئے اور قلعہ فتح ہونے پر دیکھا گیا کہ اسمین فقط دو یا تین باندیان تھین تو ہر ایک داخل ہونے والے کیواسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اسواسطے کہ یہ کہنا کہ اسکے واسطے ایک باندی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ اسکے واسطے اوسط درجہ کی باندی کی قیمت ہوگی اور اگر یون کہا کہ تو اسکے واسطے انکی باندیون مین سے ایک باندی ہوگی پھر دیکھا گیا تو اسمین فقط دو یا تین باندیان تھین تو بمثل مذکورہ سابق ان سب داخل ہونے والون کو یہی باندیان ملینگی اور کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر امام نے کہا کہ جو اسمین داخل ہوا اسکے واسطے ہزار درم ہین پس کچھ لوگ جانب دروازہ سے داخل ہوئے اور کچھ لوگ چھت کی طرف سے اسطرح اترے کہ اورون نے انکو اپنی اجازت سے لٹکا کر اتار دیا پس ان سب نے قلعہ مذکور فتح کر لیا تو یہ لوگ مال کے مستحق ہونگے یعنی ہر ایک ہزار درم کا مستحق ہوگا مگر یہ حکم اسوقت ہے کہ لٹک کر ایسی جگہ پہونچ گئے ہون کہ اہل قلعہ سے مقابلہ کر سکتے ہون اور اگر ایسی جگہ ہون کہ مقابلہ نہین کر سکتے مثلاً دیوار سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ لٹکے ہوئے ہون تو یہ لوگ نفل کے مستحق نہ ہونگے اور اگر لٹکانے والون نے انکو لٹکایا حتی کہ جب نیچے تک پہونچے تو رسی ٹوٹ گئی اور یہ لوگ قلعہ مین گرے تو ایسی صورت مین بھی مستحق نفل ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو اول داخل ہوا اسکے واسطے تین راس بردے ہین اور جو دوم داخل ہوا اسکے واسطے دو راس اور جو سوم داخل ہوا اسکے واسطے ایک راس ہے پس ایک داخل ہوا پھر ایک اور داخل ہوا تو ہر ایک اسیقدر کا مستحق ہوگا جو اسکے واسطے بیان کر دیا ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ تم مین جو داخل ہوا اسکے واسطے تین راس بردے ہین اور دوم کیواسطے دو راس اور سوم کیواسطے ایک راس ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر تینون ساتھ ہی داخل ہوئے تو اول و ثانی کی نفل باطل ہوگئی اور ثالث کی نفل مین یہ لوگ سب شریک ہونگے اور اگر اول و دوم دو ایک ساتھ داخل ہوئے تو اول کی نفل باطل ہوئی اور دوم کی نفل مین یہ دونون شریک ہونگے اور اگر کسی مرد سے کہا کہ اگر تو اولاً داخل ہوا تو مین تجھے کچھ نہ دونگا[3] اور اگر تو دوبارہ داخل ہوا تو تیرے واسطے دو راس بردے ہین

[1] مطمورہ بمعنی نہان خانہ جسکو ہندی مین تہ خانہ کہتے ہین ۱۲ [2] قولہ بخلاف اسکے الخ مترجم کہتا ہے کہ نسخہ مطبوعہ مین یہان عبارت تغییر دیگر برخلاف اصل نسخہ کے یون لکھی بخلاف لو قال من دخل فلہ جاریۃ یعنے ظفر قسم جاریۃ فانہ یعطی بکل واحد قیمۃ جاریۃ وسطا انتہی اور مترجم کو اس مقام کی صحت مین بہت تامل ہوا ناگاہ نظر آیا کہ تغییر کرنیوالے نے اصل نسخہ کی عبارت بھی حاشیہ پر لکھکر طبع کر دی ہے اس عبارت پر نظر کرنیسے تردد رفع ہوا اور وہی عبارت صحیح ہے جسکا یہی اسی کا ترجمہ کیا ہے اور جو عبارت متغیر لکھی گئی وہ غلط ہے اور بدلنے والے کی غلط فہمی ظاہر کیونکہ حاصل مقام یہ ہے کہ امیر نے اگر باضافت تنفیل کی مثلاً چہارم غنیمت یا بطریق قلعہ یا ملک اہل قلعہ تو اس صورت مین وہی ملیگا جو حاصل ہو زیادہ کچھ نہ ملیگا اور اگر امیر نے بلا اضافت کہا مثلاً جو داخل ہوا اسکے لیے ہزار درم یا غلام یا بطریق یا باندی ہے تو ایسی صورت مین چاہے قلعہ میں سے درم یا غلام یا باندی ملین یا نہ ملین لشکری کو ایسی چیز مین سے اوسط درجہ کی قیمت دیجاویگی اور واضح ہو کہ ظاہراً عبارت بدلنے والے مصححین کلکتہ ہین جنھون نے مقام کو نہ سمجھا اور عبارت بدل ڈالی متدبر ۱۲ [3] یعنے مین تجھے کچھ نفل نہ دونگا ۱۲

پھر وہ اولاً داخل ہوا تو قیاساً اُسکے واسطے کچھ نہیں ہے مگر استحساناً وہ نفل مشروط یعنی دو بردے کا مستحق ہوگا اور اگر اس سے پہلے ایسی گفتگو نہ ہوئی ہو تو وہ کچھ مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے تین شخصوں معین سے کہا کہ جو تم میں سے اس قلعہ کے دروازہ سے اولاً داخل ہوا اُسکے واسطے تین راس بردے ہیں اور دوم کے واسطے دو راس اور سوم کے واسطے ایک راس ہے پھر ان تینوں میں سے ایک مرد اس قلعہ کے دروازہ سے داخل ہوا حالانکہ اُسکے ساتھ مسلمانوں میں سے ایک جماعت ہے تو تین بردے اسی کے واسطے ہونگے اسواسطے کہ امیر نے ان تینوں کی طرف اس تنفیل میں اضافت کر دی ہے چنانچہ یہ کہدیا کہ تم میں سے پس مراد اسکی اول سے یہ ہوئی کہ تم میں سے جو اول داخل ہو خواہ تنہا یا عام کے ساتھ آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر امیر نے یوں کہا کہ آدمیوں میں سے جو اول داخل ہو پھر ایک مرد داخل ہوا اور اُسکے ساتھ چند عالم گھس گئے یا کہا کہ مردوں میں سے جو اول داخل ہو پھر ایک مرد داخل ہوا اور اسکے ساتھ چند عورتیں گھس گئیں تو یہ اول داخل ہونے والا مستحق نفل مشروط ہوتا ہے پس ایسا ہی صورت مذکورہ میں بھی ہے۔ اور اگر امیر نے تینوں سے یوں کہا کہ تم میں سے جو شخص کہ لوگوں سے قبل اولاً داخل ہوا تو اسکے واسطے اسقدر نفل ہے پھر انہیں میں سے ایک داخل ہوا اور اسکے ساتھ دوسرا شخص بھی انہیں تین میں سے یا اور لوگوں مسلمان یا کافروں میں سے داخل ہوا تو اسکے واسطے کچھ استحقاق نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص اولاً اس قلعہ میں داخل ہوا اسکے واسطے تین بردے ہیں پھر اس قلعہ میں پہلے ایک ذمی داخل ہوا پھر ایک مسلمان داخل ہوا تو وہ نفل مذکور کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ لوگوں میں جو شخص اولاً اسمیں داخل ہوا اسکے واسطے تین بردے ہیں پھر ایک ذمی پہلے داخل ہوا پھر ایک مسلمان داخل ہوا تو مسلمان مذکور مستحق نفل نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ کل جو شخص کہ تم میں سے اولاً اس قلعہ میں داخل ہوا اسکے واسطے ایک بردہ ہے پھر پانچ آدمی ایکساتھ داخل ہوئے تو ہر ایک داخل ہونے والا ایک راس کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ جو داخل ہوا یا کہا کہ جو مرد کہ داخل ہوا تو یہ حکم نہیں ہے اسواسطے کہ یہ کلمہ ایک فرد کے واسطے ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم میں پانچواں داخل ہوا اسکے واسطے ایک راس ہے پھر پانچ آدمی ایک ساتھ داخل ہوئے تو انمیں ہر ایک داخل ہونے والا پانچویں کی نفل کا مستحق ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے سونا پایا وہ اسکا ہے یا کہا کہ جسنے چاندی پائی وہ اُسکی ہے پھر ایک شخص نے تلوار جسمیں چاندی یا سونے کا حلیہ[1] ہے پائی تو یہ حلیہ اسکا ہوگا اور تلوار غنیمت میں ہوگی پس دیکھا جائیگا کہ اگر حلیہ الگ کرنے میں ضرر فاحش نہو تو تلوار میں سے الگ کر کے اس شخص کو دیا جائیگا اور اگر حلیہ الگ کرنے میں ضرر فاحش ہو تو قیمت حلیہ و قیمت شمشیر پر نظر کیجائیگی پس اگر حلیہ کی قیمت زیادہ ہو تو اس شخص کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے تلوار کی قیمت دیکر تلوار مع حلیہ لیلے یعنی اسی طرح بحلیہ لے لے اور اگر تلوار کی قیمت زیادہ ہو تو امام کو اختیار ہوگا چاہے اس شخص کو حلیہ کی قیمت خلاف جنس حلیہ کے نقد سے جو ساختہ ہو دیدے یعنی اگر حلیہ چاندی کا ہے تو دیناروں سے اسکی قیمت یا سونے کا ہے تو درموں سے اسکی قیمت دیدے اور تلوار مع حلیہ کے غنیمت میں داخل کر دے اور چاہے حلیہ اسکے پاس چھوڑ دے اور اگر دونوں میں سے کسی نے نہ لی تو تلوار فروخت کر دیجائیگی اور اسکا ثمن اس تلوار کے پھل اور حلیہ کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا پس ثمن میں سے جو حصہ قیمت حلیہ کے پڑتے میں پڑے وہ اس شخص کا ہوگا جسکے واسطے نفل کی گئی تھی اور باقی داخل غنیمت ہوگا۔ اور کتاب میں یہ مذکور نہیں ہے

[1] یعنی زیور و آرائش جیسے تلوار کے قبضہ پر طلائی و نقرئی زیور بناتے ہیں ۱۲ منہ

کہ اگر تلوار کی اور حلیہ کی قیمت مساوی ہو تو کیا حکم ہے اور شائخ نے فرمایا کہ اس صورت میں امام کو ختیار استعمال ہونا چاہیے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر سرج[1] مفضض یا لگام مفضض یا جلد بندھی ہوئی مفضض جسمیں وہ اپنی کتابیں رکھتے تھے ایسے شخص نے پائی جسکی نسبت امام نے سونا چاندی نفل کر دی ہے تو اسکو فقط چاندی ملیگی اور اصل شے داخل غنیمت ہوگی اور اسی طرح اگر سونے یا چاندی کا زیور جسمیں نگینے جڑے ہیں یا انگوٹھی جسپر نگینہ ہے پائی تو زیور اسکا ہوگا اور اسمیں سے سب نگینہ نکال کر غنیمت[2] میں داخل کیے جاوینگے۔ اور اگر اُسنے کواڑ پلے جسمیں چاندی کی کیلیں اسطرح جڑی ہیں کہ اگر اُنسے جدا کیجاویں تو دروازہ تباہ ہو جاوے حتی کہ دروازہ نہ باقی رہے تو ایسی حالت میں اسکو کچھ نہ ملیگا اور اسی طرح اگر زین میں اسطرح کی کیلیں جڑی ہوں یا اُسپر ایک یا دو پھلیاں اسطرح ہوں کہ اُکھاڑ لینے کی صورت میں زین نہیں رہتی ہے تباہ ہوئی جاتی ہے تو بھی اسکو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر اُسنے مشرکوں میں سے کوئی شخص گرفتار کیا جسنے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے تو اسکو یہ سونا نہ ملیگا بخلاف اسکے اگر اُسنے اپنی ناک سونے کی بنوا کر لگائی ہو تو اسکو یہ ناک ملیگی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے زیور پایا وہ اُسی کا ہے پھر ایک کا فرنے بادشاہ کا تاج پایا تو یہ اسکا نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر تاج عورتوں کے زمانہ میں سے ہو تو اسکا ہوگا اور اگر اُسنے موتی یا یاقوت یا زمرد پایا جسمیں کچھ سونا نہیں ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکو کچھ نہ ملیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک یہ اُسی کے ہونگے۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے لوہا پایا وہ اُسی کا ہے اور جس نے سوائے اسکے اور کچھ پایا تو اسکو اُسکا نصف ہے تو لوہا اُسی کو ملیگا خواہ تیر ہو یا برتن یا ہتھیار وغیرہ اور رہا جفن[3] تلوار و چھری سو اسمیں سے نصف اسکا ہوگا کیونکہ وہ غیر حدید ہے اور اگر کہا کہ جسنے سونا یا چاندی پائی وہ اُسی کی ہے پھر ایک نے سونے کی بافت کا کپڑا پایا پس اگر سونا اُسکا تار ہو تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر امیر نے اہل لشکر سے کہا کہ جس نے تم میں سے سونا پایا تو اسمیں سے اُسکے واسطے سقدر ہے تو اس تنفیل کی تحت میں دراہم مضروبہ و سونے کا زیور و تبر سب داخل ہونگے اور اسی طرح اگر کہا کہ جسنے چاندی پائی تو تنفیل کے تحت میں دراہم مضروبہ چاندی کا زیور و چاندی کا تبر سب داخل ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ جسنے قز پائی وہ اُسی کی ہے پھر ایک شخص نے قبا یا جبہ پایا جسکی تہ میں قز بھری ہے تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے قز کا کپڑا پایا وہ اُسی کا ہے پھر ایک شخص نے جبہ پایا جسکا استر قز کا اور ابرہ اور کپڑا ہے تو اسکو قز کا کپڑا ملیگا اور یہ دوسرا کپڑا داخل غنیمت ہوگا پس یہ جبہ فروخت کر دیا جائیگا اور اسکا ثمن اسکے استر کی قیمت اور باقی کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا چنانچہ جسقدر بمقابلہ قیمت استر ہو وہ اُس شخص کو دیدیا جائیگا اور باقی داخل غنیمت ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے جبہ حریر پایا وہ اسی کا ہے پھر ایک نے جبہ پایا جسکا ابرہ یا استر حریر ہے پس اگر اُسکا ابرہ حریر ہو تو پورا جبہ اُسی کا ہوگا اور اگر استر حریر ہو تو اسکے واسطے اسمیں سے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا جسنے جبہ خز پایا وہ اُسی کا ہے پھر ایک نے ایک جبہ پایا جسکا ابرہ خز ہے اور استر سمور یا فنک تو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ جبہ کی نسبت سمور یا فنک کی طرف ہوتی ہے نہ خز کی طرف یعنی سمور کا جبہ کہلائیگا خز کا نہ کہلائیگا اور اگر کہا کہ جسنے خز کا کپڑا پایا وہ اُسی کا ہے پھر ایک نے

[1] یعنی زین جسمیں چاندی کا کام ہے ۱۲ منہ [2] ظاہرا حکم مطلق ہے کہ نگینہ اُکھاڑنے سے ضرر فاحش ہو یا نہ ہو اور شاید محمول تلوار کے مانند تفصیل ہو ۱۲ منہ [3] جفن۔ نیام یعنی تلوار و چھری و خنجر کا میان جسمیں ان ہتھیاروں کو رکھتے ہیں [4] قولہ دراہم مضروبہ ظاہرا یہ سہو ہے اور صحیح یہ ہے کہ دینار ہائے مضروبہ ۱۲ منہ [5] شرعا جائز ہے جدا ہو الاصل ۱۲ منہ

جبۂ خز پایا کہ جسکا استر سمور یا فنک ہے تو یہ فقط ابرہ اسکا ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے فنک پایا وہ اُسی کا ہے پھر ایک نے جبۂ خز پایا جسکا استر فنک ہے تو استر اُسی کا ہوگا اسواسطے کہ استر کپڑا کہلاتا ہے۔ اور اگر معین کرکے کہا کہ جسنے یہ جبۂ خز پایا وہ اسی کا ہے پھر ایک نے اسکو پایا پھر دیکھا گیا تو اسکا استر فنک وغیرہ کسی دوسرے کپڑے کا ہے تو پورا جبہ اُسی کا ہوگا۔ اور اگر کہا کہ جسنے تم مین سے قبائے خز یا قبائے مروی پائی وہ اُسی کی ہے پھر ایک نے اس صنف کی قباء بصری پائی جسکا استر خز نہین ہے یا مروی نہین ہے تو اسکو فقط ابرہ ملیگا۔ اور اگر کہا کہ جو جزرہ[1] لایا وہ اُسی کے واسطے ہے پھر ایک جزور یا گائے یا بیل لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ جو جزور لایا وہ اُسی کیواسطے ہے پھر ایک شخص ناقہ یا اونٹ لایا تو اُسی کیواسطے ہوگا اور اگر کہا کہ جو شخص بقرہ لایا وہ اسی کے واسطے ہے پھر ایک شخص بھینس لایا تو اسکے واسطے کچھ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جو شخص کبش لایا وہ اسی کیواسطے ہے پھر ایک شخص نعجہ یا معز لایا تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ جسنے بز حاصل کیا تو یہ لفظ روئی کے اور کتان کے کپڑون پر ہوگا ایسا ہی امام محمد رح نے سیر کبیر مین ذکر فرمایا ہے۔ اور مشائخ نے کہا کہ یہ اہل کوفہ کے عرف پر ہے کیونکہ اہل کوفہ کے عرف مین بز کا لفظ روئی و کتان کے کپڑے پر واقع ہوتا ہے اور انکا بیچنے والا بزاز کہلاتا ہے اور ہمارے دیار کے عرف مین بز کا لفظ روئی و کتان پر واقع نہین ہوتا ہے اور انکا بائع بزاز نہین کہلاتا ہے بلکہ کرباسی کہلاتا ہے اور ہمارے عرف مین بز کا لفظ فقط ریشمی کپڑون پر واقع ہوتا ہے اور اُسی کے بائع کو بزاز بولتے ہین قال المترجم ہمارے عرف مین بزاز ہر قسم کے کپڑے فروخت کرنے والے کو کہتے ہین کچھ خصوصیت ریشمی و روئی و کتان کی نہین ہے اور لفظ بز کا استعمال بطور عرف نہین ہے۔ اور ثوب کا اطلاق شامل ہے دیباج کو و برسون کو یعنی سندس و قز و کسا اور اسکے مانند کو اور نہین شامل ہے فرش و ٹاٹ و کمل و پردہ وغیرہ کے مانند کو اور اس لفظ کے تحت مین ٹوپی و عمامہ داخل نہین ہے اور لفظ متاع کا اطلاق کپڑون و قمیص و فرش و پردون پر ہوتا ہے پس اگر ثوب کی نفل کر دی اور اُسنے اُنمین سے کوئی چیز پائی تو اُسکا مستحق ہوگا اور اگر ظروف و چھاگلین و قمقمے و پتیلیان تانبے یا پیتل کی پائین تو اسکو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر امیر لشکر اسلام نے دار الحرب مین داخل ہونے کا قصد کیا اور اُسنے دیکھا کہ مسلمانون کے پاس زرہین کم ہین حالانکہ انکو اپنے قتال مین اسکی ضرورت ہے پس اُسنے کہا کہ جو شخص زرہ کے ساتھ داخل ہوا اُسکے واسطے غنیمت مین سے اسقدر نفل ہے یا کہا کہ اسکے واسطے نصف حصہ غنیمت نے حصہ ہے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ جو شخص دو زرہ کے ساتھ داخل ہوا اُسکے واسطے اسقدر ہے تو اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین ہے۔ اور اگر کہا کہ جو شخص تین زرہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے تین یا تین اور جو چار زرہون کے ساتھ داخل ہوا اُسکے واسطے چار ہین تو تین سے دو زرہون کی نفل جائز ہے اور اس سے زیادہ جو کچھ ہے اسکی نفل نہین روا ہے یعنی ابتداء سے منعقد ہی نہ ہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر تین زرہون کا پہننا ممکن ہے اور انکو پہن کر قتال کر سکتا ہے اور اسمین مسلمانون کے حق مین کچھ زیادہ نفع ہے تو تین کے ساتھ بھی نفل جائز ہوگی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص گھوڑے کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے اسقدر ہے تو ایسی تنفیل نہین روا ہے بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو شخص زرہون کے ساتھ داخل ہوا اسکے واسطے اسقدر ہے کہ یہ جائز ہے۔ اور نوادر مین نیزون و ڈھالون کے ساتھ داخل ہونیکی صورت ذکر کیجاتی ہے

[1] جزر بفتح جیم و سکون زا منقوطہ بعدہ را مہملہ گوسپند فربہ اور جزرہ بمعنے ایک گوسپند فربہ ۱۲ منہ

کہ اسکی تنفیل بھی جائز ہی اور اسی طرح اگر امیر نے گھوڑے سوارون سے کہا کہ جو شخص تم مین سے داخل ہوا درحالیکہ اسکے گھوڑے پر ایک تجفاف[1] ہی تو اسکے واسطے اسقدر ہی اور جو اس طرح داخل ہوا کہ اسکے گھوڑے پر دو تجفاف ہین تو اسکے واسطے دو چند اسقدر نفل ہی تو جاننا چاہیے کہ یہ مسئلہ بعض نسخون مین مذکور ہی اور اسکی صورت مین ذکر کیا کہ ایک شخص دو تجفاف کے ساتھ داخل ہوا اور اسکے ساتھ دو گھوڑے ہین تو دونون کے واسطے جو نفل قرار دی ہی وہ جائز ہی اور بعضے نسخون مین ہی کہ ایک شخص دو تجفاف کے ساتھ داخل ہوا اور اسمین دو گھوڑون کے ساتھ ہونیکا ذکر نہین ہی اور جواب یہی مذکور ہی کہ دونو کی تنفیل جائز ہی اور حکم دونون حال مین صحیح ہی۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص تم مین سے تین تجفاف کے ساتھ داخل ہوا تو اسکے واسطے اسقدر ہی تو دو تجفاف کی نفل جائز ہوگی اور اس سے زیادہ کی جائز نہ ہوگی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ اس صورت مین دو سے زیادہ کی بھی جائز ہوگی کہ تین تجفاف مین اسکے حق مین اور مسلمانون کے حق مین منفعت ہو جیسے تین زرہون کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی اور اگر امیر نے کسی کو دیوار قلعہ پر دیکھا جو مسلمانون سے قتال کرتا ہی پس کہا کہ جو شخص چھت پر چڑھکر اسکو پکڑ لاوے تو وہ اسی کے واسطے اور پانچسو درم ہین پھر ایک شخص چڑھکر پکڑ لایا تو بھی پوری نفل پاویگا اور اگر یہ شخص دیوار قلعہ سے باہر کی طرف گر پڑا حالانکہ امیر نے اسکی گرفتاری کیواسطے نفل مذکور مقرر کردی تھی پھر اسکو کسی مسلمان نے گرفتار کیے قتل کردیا تو اسکو کچھ نفل نہ ملیگی اور اگر دیوار قلعہ سے اسکو کسی مسلمان نے تیر مار کر گرادیا تو وہ نفل کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص دیوار پر چڑھ گیا اور اسکا قصد کیا حالانکہ وہ دیوار سے اندر قلعہ کیجانب گر پڑا ہی پس اسکو قتل کردیا تو نفل کا مستحق ہوگا۔ اور اگر امیر نے دیوار قلعہ پر کسی کو دیکھکر کہا کہ جسنے اسکو گرفتار کیا اسی کا ہی پھر مرد مذکور دیوار پر سے باہر کیجانب گر پڑا اور کسی نے اسکو پکڑا تو دیکھا جائیگا کہ اگر ایسے مقام پر گرا ہی کہ مسلمانون کی گرفتاری سے روکا جاتا ہی تو گرفتار کرنے والے کا ہوگا اور اگر ایسے مقام پر گرا ہو کہ مسلمانون کے گرفتار کرنے سے روکا نہین جاتا ہی تو اسکا نہ ہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو قلعہ پر چڑھکر اہل قلعہ پر اترا اسکے واسطے اسقدر ہی پھر ایک شخص دیوار قلعہ پر چڑھ گیا مگر اندر نہین اتر سکتا ہی تو اسکے واسطے کچھ نہوگا۔ اور اگر امیر نے ایک ثلمہ[2] دیکھکر کہا کہ جو ثلمہ سے داخل ہوا اسکے واسطے اسقدر ہی پھر ایک شخص دوسرے ثلمہ سے داخل ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دوسرا ثلمہ سختی و تکلف و مشقت مین مثل اول کے ہو تو وہ نفل کا مستحق ہوگا اور اگر اس سے کم ہو تو کچھ مستحق نہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جو شخص ہمکو راہ بتلاوے دس نفر رقیق پر اسکے واسطے ایک نفر ہی پھر ایک نے بتائی اور اسکے راہ بتانے کے پتہ و نشان پر مسلمان لوگ گئے اور یہ راہ بتانے والا انکے ساتھ نہ گیا اور انھون نے رقیق پائے تو راہ بتانے والے کے لیے کچھ نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر امیر نے حربی قیدیون سے کہا کہ تم مین جسنے دس نفر پر رہنمائی کی وہ آزاد ہی پھر انمین سے ایک نے دس نفر پر راہ بتائی اور خود ساتھ نہ گیا اور مسلمان لوگ پتہ و نشان بتائے ہوئے پر گئے اور وہان انھون نے دس نفر اسیر کیے تو راہ بتانے والا آزاد ہوگا ولیکن چھوڑ نہ دیا جائیگا کہ دار الحرب مین واپس چلا جاوے لیکن اگر قیدی مذکور نے یہ شرط کرلی ہو کہ جب مین تمکو راہ بتادون اور پہونچا دون تو مین آزاد ہون تم مجھے چھوڑ دو کہ مین اپنے شہر کو چلا جاؤن تو اس صورت مین کہ اسنے راہ بتائی اور مسلمان اسطرح پہونچ گئے تو اسکی راہ چھوڑ دیجائیگی

[1] تجفاف اسپ نمد یعنی وہ کپڑا اگر گھوڑے کا پسینہ خشک کرنے کے واسطے اسکی پیٹھ پر زین کے نیچے رکھتے ہین ہندی مین اسکو چھوڑ اردو مین عرق گیر کہتے ہین ۱۲ منہ

[2] روزن کو کہتے ہین جسکو ہندی مین موکھہ بولتے ہین ۱۲ منہ

اور اگر اسیر نے کہا کہ مین تمکو دس لڑنیوالون پر راہ بتادونگا اور مین آزاد ہون پس امام نے کہا کہ ہان پھر وہ گیا اور اُسنے راہ بتائی
یعنی دس ملگئے تو وہ آزاد نہوگا۔ اور اگر امام نے اہل حرب سے کہا کہ ہمکو سو نفر دیدو بدین شرط کہ تم لوگ اپنے قلعون مین امن سے رہو
پس انہون نے نوے نفر دیے تو امام کو روا ہے کہ اُنسے مقاتلہ کرے ولیکن جسقدر اُنسے لیے ہین انکو واپس کر دیگا اور اگر یہ لوگ سب
مسلمان ہوگئے یا بعض مسلمان ہوگئے تو اُنکی قیمت واپس کر دیگا اور اگر امام نے سردار اہل قلعہ سے کہا کہ تمھارے پاس جو سو نفر
مسلمان قیدی ہین ہمکو دیدو بر اینکہ تم امن مین ہو پھر اُسنے نوے نفر دیے تو اُسے مقاتلہ کرے اور اُنمین سے کوئی بھی واپس نہ دیگا اور نہ
کچھ معاوضہ مین واپس دیگا۔ اور اگر امیر نے کسی قیدی سے کہا کہ جسنے ہمین دلالت کی دس قتال کرنے والون پر یعنی
ایسے دس آدمیون حربیون پر جو قتال کرنے کی قدرت رکھتے ہین تو وہ آزاد ہے پھر ایک قیدی نے انکو لیجا کر
ایسے دس حربیون پر دلالت کی جو ایک قلعہ کے اندر ہین کہ انپر دسترس نہین ہے تو وہ آزاد نہوگا اور اگر اُسنے
ایسے دس حربیون پر دلالت کی جنپر دسترسی بوجہ قلعہ وغیرہ کے ممتنع نہین ہے ولیکن وہ مسلمانون سے
بھاگ گئے تو دیکھا جائیگا کہ اگر وہ مسلمانون کے قریب ہو جانے سے پہلے بھاگ گئے تو مقہور کر لینے و غالب ہو جانیکی
دلالت اسکے طرف سے نہ پائی گئی پس وہ آزاد نہوگا اور اگر مسلمانون کے قریب ہو جانے کے بعد وہ بھاگ گئے
تو وہ آزاد ہوگا اور اگر امیر لشکر نے قیدیون سے کہا کہ جس نے ہمکو فلان قلعہ یا ایسے جنگل یا لشکر گاہ شاہی کی
دلالت کی تو وہ آزاد ہے پھر انہین سے ایک نے انکو اسطرح رہنمائی کی مگر اہل اسلام ظفریاب نہ ہوئے تو قیدی مذکور آزاد ہوگا
اور اگر امیر نے دار الحرب مین غنائم حاصل کیے اور دار الاسلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جو شخص ہمکو دار الاسلام
کے سیدھے راستہ پر دلالت کرے اسکے واسطے ایک نفر ہے پھر ایک مسلمان نے اسکو پتہ و نشان بتا کر راہ دار الاسلام کی
رہنمائی کی اور خود ساتھ نہ گیا تو وہ کچھ مستحق نہ ہوگا اور اگر انکے ساتھ گیا اور راستہ کی دلالت کی تو اسکو اسکا اجر المثل ملیگا
کہ مسمی سے متجاوز نہ ہوگا یعنے اگر ایسے رہنمائی کرنے والے کی اجرت ایک نفر بردہ ہو تو اسکو بردہ ملیگا اور اگر کم ہو تو
کم ملیگی اور اگر زیادہ ہو تو بردہ سے زیادہ نہ ملیگی۔ اور اگر کہا کہ جسنے ہمکو راہ کی دلالت کی تو اسکے واسطے اسکی
اہل و اولاد ہوگی پھر ایک قیدی نے اسکو راہ بتلائی تو یہ لوگ یعنی قیدی و اسکے اہل و اولاد اپنے قیدی ہونے مین مثل
سابق اسیر ہونگے اور اگر کہا کہ تو اسکے واسطے اسکی جان اور اسکے اہل و اولاد و سو درم از غنیمت ہونگے پھر اُسنے رہنمائی کی
تو اسکے واسطے یہ سب ہونگے اور اگر کہا کہ اگر کسی نے ہمکو فلان حصن کے راہ کی رہنمائی کی تو وہ آزاد ہے پھر ایک قیدی نے
انکو اس قلعہ کی کئی راہون مین سے جو سب سے دور کی راہ تھی وہ بتلائی تو وہ آزاد ہو جائیگا بشرطیکہ لوگ یہ راہ چلتے ہون
اور اگر لوگ اس راہ سے وہان نجاتے ہون تو وہ آزاد نہوگا۔ اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے ہمکو فلان قلعہ کی فلان راہ
بتلائی تو وہ آزاد ہے پھر ایک قیدی نے اسکو سوائے اس راہ کے دوسری راہ کی دلالت کی تو دیکھا جائیگا کہ جس راہ کو
امیر نے بیان کیا ہے یہ دوسری راہ فراخی اور رفاہیت مین اُسکے مثل ہو تو وہ آزاد ہوگا اور اگر اس دوسری راہ مین
بہ نسبت راہ مذکورۂ امیر کے مشقت زیادہ ہو تو آزاد نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ امیر لشکر نے اگر دار الحرب مین اہل لشکر کو
تنفیل کی اور کہا کہ جسنے کراع و سلاح و متاع وغیرہ ایسی چیزون سے کچھ حاصل کیا تو اسکے واسطے اسمین سے چہارم ہے

تو اس تنفیل کے تحت میں ہر وہ آدمی داخل ہوگا جسکو مال غنیمت میں سے بطور سہم یا بطور رضخ کے کچھ ملتا ہے اور جسکو سہم یا رضخ کی طرح
کچھ غنیمت سے نصیب نہیں ملتا ہے وہ اس تنفیل میں داخل نہوگا پس عورتیں و لڑکے و غلام و اہل ذمہ کہ جنکو غنیمت میں سے
بطور رضخ ملتا ہے وہ اس نفل کے مستحق ہونگے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ولیکن اگر امام نے آزاد و بالغ مسلمانوں
کی تخصیص کر دی ہو تو ایسی صورت میں عورتوں و لڑکوں و غلاموں و اہل ذمہ کو اس تنفیل میں
کچھ استحقاق نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور تاجر[۳] لوگ اہل استحقاق غنیمت سے ہیں پس وہ مستحق نفل بھی ہونگے
اور جو حربی کہ اُسنے ہم سے امان کر لی ہو اگر بدون اجازت امام کے اسنے قتال کیا تو اسکے واسطے غنیمت سے کچھ نہیں ہے پس
وہ مستحق نفل بھی نہ ہوگا اور اگر اُسنے باجازت امام قتال کیا ہو تو بطور رضخ[۱] کے مستحق غنیمت ہے پس مستحق نفل بھی ہوگا
یہ محیط میں ہے۔ اور اگر امام نے کہا کہ جسنے تم میں سے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی کے واسطے ہے پھر اہل حرب میں سے
کوئی قوم مسلمان ہو گئی اور انمیں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا یا لشکر کے بازاریوں میں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا
تو قیاساً وہ مستحق اسباب مقتول نہوگا اور استحساناً اُسکے اسباب کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کہا کہ جسنے کسی کو قتل کیا تو اسکا اسباب اسی کے
واسطے ہے پھر اس لشکر کی مدد کے واسطے دوسرا لشکر دارالاسلام سے داخل ہوا اور انمیں سے کسی نے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے
واسطے اُسکا اسباب ہوگا بشرطیکہ سردار اول ہی دونوں لشکروں کا سردار ہو۔ اور صحیح یہ ہے کہ جسکا قتل فی الجملہ مباح ہو تنفیل
میں اسکے قتل کر ڈالنے سے اسکے اسباب کا مستحق ہوتا ہے۔ اور ہر اسباب کہ اگر اسمیں تنفیل نہو تو بذریعہ غنیمت کے اسکا استحقاق
ثابت ہو تو اسکی تنفیل صحیح ہے اور جس اسباب کا استحقاق بذریعہ غنیمت نہیں ہوتا ہے اسکی تنفیل بھی صحیح نہیں ہے پس اگر امیر نے کہا
کہ جسنے تم میں سے کسی کافر کو قتل کیا اسکا اسباب اُسی کا ہے پھر ایک غازی نے کسی اجیر اہل حرب کو جسنے مسلمانوں سے
قتال نہیں کیا ہے یا کسی تاجر حربی کو جو انکے لشکر میں ہے یا کسی ذمی کو جو عہد توڑ کر حربیوں کی طرف چلا گیا ہے یا کسی حربی
مریض کو جو قتال کرنے پر قادر نہیں ہے قتل کر دیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ ان لوگوں کا قتل مباح ہے اور
اگر کسی عورت یا طفل کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ یہ دونوں مقاتل ہوں اور اگر
کسی بڈھے بیہوش[۲] کو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے قتال
کیا اور اس مسلمان کو کسی غازی نے قتل کر دیا تو نفل میں اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ مسلمان اور جو اُسکے
ساتھ ہے وہ غنیمت نہیں ہو سکتا ہے اور اگر یہ اسباب جو اُسکے پاس ہے مشرکوں نے اسکو عاریت دیا ہو پس مسلمانوں نے اسکو
قتل کیا تو اس اسباب کا مستحق ہوگا اور اگر حربیوں کی عورت یا طفل نے کسی مشرک کو اپنا اسباب عاریت دیا ہو جو
اسکے پاس ہے پس کسی غازی نے اس مشرک کو قتل کیا تو یہ اسباب ایسا ہی ہے کہ جیسے اہل حرب میں سے بالغ کا اسباب
اسکے پاس عاریت ہو یعنی یہ اسباب نفل و غنیمت ہوگا۔ اور اگر مسلمان یا ذمی نے اپنے ہتھیار کسی حربی کو عاریت دیے
اور اُسنے مسلمانوں سے قتال کیا اور کسی غازی نے اس حربی کو قتل کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ مسلمان وہیں دارالحرب میں

۱ یعنی قلیل جو غازیوں کے مددگار غلام و عورتوں کو امیر لشکر اسلام بطور جائزہ دیتا ہے ۱۲ منہ ۲ بڈھے بیہوش سے یہ مراد ہے کہ
عقل معدوم برابر ہو کہ نہ وہ لڑائی کے کام کا اور نہ رائے دینے کے کام کا اور نہ اسکے نسل کی امید ہو ۳ یعنی مسلمان تاجر جو دارالحرب میں جاتے ہیں ۱۲

مسلمان ہوا اور ہنوز ہمارے یہاں ہجرت کرکے نہیں آیا تو اس حربی مقتول کا اسباب اُسکے قاتل کا ہوگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبینؒ نے انہیں خلاف کیا ہے اور یہ اختلاف اس بنا پر ہے کہ ایسے مسلمان کا مال امام اعظم رح کے نزدیک غنیمت ہوتا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں ہوتا ہے اور اگر یہ عاریت دینے والا مسلمان دارالاسلام کا ہے تو حربی مذکور مقتول کا ایسا اسباب نفل نہ ہوگا کیونکہ ایسے مسلمان کا مال بالاتفاق غنیمت نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان دارالحرب میں مسلمان ہوا اور دارالاسلام میں ہجرت کرکے نہیں آیا ہے پھر کسی حربی نے براہ غصب اسکے ہتھیار لیکر انسے قتال کیا اور کسی مسلمان نے اسکو قتل کیا تو قاتل اسکے اسباب کا مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب میں داخل ہوا اور کسی مشرک نے اسکے ہتھیار غصب کرلیے اور انھیں ہتھیاروں سے لشکر اسلام سے قتال کیا اور کسی غازی نے اسکو قتل کیا تو اسکے اسباب کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کسی مسلمان نے کسی مشرک کو درحالیکہ وہ اپنی صف میں ہے تیر مار کر قتل کیا اور مشرکوں نے اس مقتول کا اسباب اُتار لیا پھر کافروں نے شکست کھائی اور یہ اسباب مال غنیمت میں پایا گیا تو وہ غنیمت ہی ہوگا اور قاتل کو نہ ملیگا اور اگر کافروں نے شکست کھائی اور بھاگے اور معلوم نہیں کہ انھوں نے اسکا اسباب اُتار لیا ہے یا نہیں اُتارا ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر انھوں نے اسکے تن سے اسباب اتارا ہے اور پایا گیا تو وہ فئی ہوگا اور اگر مقتول کے تن سے کچھ نہیں اُتارا ہے تو وہ سب قاتل کا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اسکے مقتول ہونے پر مشرک لوگ اسکو کھینچ لے گئے اور ہنوز اسکا اسباب اسکے تن پر ہے اس میں سے کچھ نہیں اُتار گیا ہے کہ کافروں نے شکست کھائی اور بھاگے تو اسکا اسباب قاتل کا ہوگا۔ اور اگر لشکر ایک مرحلہ یا دو مرحلہ چلا تھا کہ لوگوں نے اس اسباب کو کسی جانور پر لدا ہوا پایا اور یہ معلوم نہیں کہ یہ کسی شخص کے ہاتھ میں تھا یا نہیں تو قیاساً یہ اسباب قاتل کا ہوگا اور استحساناً نہ ہوگا۔ اور اگر مشرکین نے اسکا جانور پکڑ لیا اور اُسپر مقتول کو لاد لیا حالانکہ اسباب مقتول اُسکے تن پر موجود ہے پھر مسلمانوں نے اسکو پکڑا تو اسباب مذکور قاتل کا ہوگا اور اگر کافروں نے مقتول کے جانور پر مقتول کو مع اسکے ہتھیاروں اور اپنے ہتھیاروں اور متاع کو لاد لیا پھر یہ گرفتار کیا گیا تو یہ فئی ہوگا الا اس صورت میں کہ اسباب دیگر بہت خفیف مثل لوٹے وغیرہ کے ہو تو اسباب مذکور قاتل کا ہوگا اور اگر وارثان مقتول نے اسکا جانور پکڑ لیا اور اُسپر مقتول اور اسکے ہتھیاروں کو لاد لیا تو یہ فئی ہوگا اور اسی طرح اگر ذمی ہو جو بمنزلہ وارث کے ہے اور اگر امیر نے کہا کہ جسنے کسی مشرک کو قتل کیا تو اسکے واسطے اسکا فرس ہے پھر ایک نے ایسے مشرک کو جو برذون پر سوار ہے قتل کیا تو قاتل اسکے اسباب کا مستحق ہوگا۔ اور اگر گدھے یا خچر یا اونٹ پر سوار ہو تو اسکے سلب کا مستحق نہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی مشرک کو قتل کیا تو قاتل کے واسطے اسکا برذون ہے پھر کسی مشرک کو جو فرس پر سوار ہے قتل کیا تو اسکے فرس کا مستحق نہوگا اسواسطے کہ گھٹیا چیز کی تنفیل سے وہ بڑھیا چیز کا مستحق نہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی کافر کو قتل کیا تو مقتول کا دابہ یعنی جانور سواری قاتل کے واسطے ہے پھر کسی کافر کو جو گدھے یا خچر یا فرس پر سوار تھا قتل کیا تو اس جانور کا مستحق ہوگا اور اگر اونٹ پر سوار تھا تو اونٹ کا مستحق نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جسنے کسی مشرک کو خر مادہ پر قتل کیا وہ اسی کے واسطے ہے پھر نرگدھے پر

ف۱ یعنے سوار کافر کا وہ گھوڑا جس پر وہ سوار ہے اور فرس و برذون وغیرہ کہتے ہیں تفاوت زبان عرب کی اصطلاح میں ہے اور ہماری زبان میں مطلق گھوڑا بولتے ہیں تفاوت نہیں ہے ۱۲ منہ ف۲ وہ غلا گھوڑا جو فرس نہیں کہلاتا ہے ۱۲ منہ

کسی کافر کو قتل کیا تو قاتل نر گدھے کا مستحق نہ ہوگا اسواسطے کہ جو لفظ یہان کے واسطے ہے وہ نر کو شامل نہین ہے اور اسی طرح اونٹنی و اونٹ مین ہے بخلاف بغل و بغلہ کے کہ یہ دونون ہم جنس ہین کہ خچر و خچری دونون پر بولتے ہین پس یہ مادہ دونون شامل ہین یہ محیط سرخسی مین ہے۔

پانچوان باب استیلاء کفار کے بیان مین۔ کفار ترک اگر کفار روم پر غالب ہوئے اور انکو قید کر کے لے گئے اور انکے اموال لوٹ لیے تو انکے مالک ہو جاوینگے پھر اگر ہم لوگ ترک پر غالب آئے تو جو کچھ وہ روم سے لے گئے ہین ہمین سے بھی جو کچھ ہمکو ملیگا وہ ہمارے واسطے حلال ہوگا اگرچہ ہمارے اور روم کے درمیان موادعت ہو اور ہم سے اور ان ہر دو گروہ مین سے ہر ایک سے موادعت ہو اور اگر ہر دو فریق باہم لڑے اور ایک فریق غالب ہوا تو ہمکو روا ہے کہ فریق غالب سے دوسرے فریق کا مال جو انھون نے لوٹا ہے خرید کرین اور خلاصہ مین مذکور ہے کہ دار الحرب مین احراز کر لینا شرط ہے اور یہ شرط نہین ہے کہ وہ لوگ اپنے دیار مین اس مال غنیمت کو احراز کرین اور اگر ہم سے ہر دو فریق سے موادعت ہو اور دونون فریق ہمارے دیار مین باہم لڑے تو ہمکو فرقہ غالب سے کچھ خرید لینا روا نہین ہے اور اگر ہر دو فریق اپنے دیار مین لڑے جو مسلمان امان لیکر وہان گیا ہے اسکو فریق غالب سے فریق مغلوب کا لوٹا ہوا مال خرید لینا جائز ہے خواہ آدمی ہو یا اور مال ہو یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر حربی لوگ ہمارے اموال پر غالب ہوئے اور اسکو اپنے دیار مین لیجا کر احراز مین کر لیا تو ہمارے مذہب کے موافق اسکے مالک ہو جاوینگے پھر اسکے بعد اگر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے اور لوٹ کے مال مین مالک قدیم نے اپنی چیز جسکو کافر لوٹ لائے تھے پائی اور ہنوز غنیمت تقسیم نہین ہوئی ہے تو اسکو مفت لے لیگا اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے ایسے شخص کے پاس پائی جسکے حصہ مین آئی ہے پس اگر قیمتی چیزون مین سے ہو تو بقیمت اسکے لے لیگا اگر چاہے اور اگر مثلی چیزون مین سے ہو تو بعد تقسیم ہو جانے کے اسکو نہین لے سکتا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ ابن مالک نے بواسطہ امام ابو یوسفؒ کے امام اعظمؒ سے روایت کی کہ اگر غنیمت کے مال مین ایسی لونڈی یا غلام آیا جسکو کفار مسلمانون کے یہان سے قید کر لے گئے تھے اور وہ تقسیم غنیمت سے کسی شخص کے حصہ مین آیا پھر اسکا مولائے قدیم آیا تو اس شخص سے جسکے حصہ مین پڑا ہے اسکے لینے کے روز کی قیمت دیکے لے سکتا ہے اور جس روز خود لینا چاہتا ہے اس روز کی قیمت دینے سے نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ یہ سب اس صورت مین ہے کہ کافر لوگ مسلمانون کے مالون پر غالب ہوکر اسکو دار الحرب مین اپنے احراز مین لے گئے ہون اور اگر انھون نے ان اموال کا احراز نہ کیا ہو یہان تک کہ مسلمان لوگ ان پر غالب ہو گئے اور اموال مذکورہ ان سے چھین لیے پھر کسی مال کا مالک آیا تو اسکو مفت لے لیگا اسواسطے کہ بسبب عدم احراز کے کافر لوگ اسکے مالک نہین ہوئے تھے اور اسی طرح اگر کافرون نے ان اموال کو دار الاسلام مین تقسیم کر لیا تو انکی تقسیم نہین جائز ہے تو جب مسلمان لوگ ان پر غالب ہو گئے اور یہ اموال ان سے لے لیے تو ہر مال کا مالک اسکو مفت لے لیگا۔ اور اگر کسی مسلمان نے

۱ غالب ہو جانے کو استیلاء کہتے ہین یعنی استیلاء کفار کافرون کا غالب ہونا ۱۲ منہ ۲ یعنی مدت معین کے واسطے صلح ہو ۱۲ منہ ۳ یعنی خرید جائز ہونے کے واسطے یہ شرط ہے کہ انکے حرز مین آ گیا ہو اور حرز اس طرح ہو جاتی ہے کہ دار الحرب مین انھون نے احراز کیا ہو یہ شرط نہین ہے کہ اپنے دار مین احراز کرین جیسے مسلمانون کے حق مین شرط ملک ہے ۱۲ منہ ۴ پس مال مذکور اپنے مالک کی ملک رہا ۱۲ منہ ۵ یعنی اگر اس روز کی قیمت سے آج کی قیمت کم ہو تو نہ پاویگا ۱۲

ایک غلام جسکو حربی قید کرکے لیگئے تھے دار الحرب میں اُنسے خرید کرکے لایا اور اسکا مولائے قدیم آیا تو اسکو اختیار ہے کہ چاہے ثمن دیکر اس سے لے لے یا چھوڑدے اور اگر مولائے مذکور اسکو لینے سے پہلے مرگیا پھر اسکا وارث اس غلام کے لینے کا مطالبہ کرتا ہوا آیا تو امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ وارث مذکور نہیں لے سکتا ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسکو بھی لینے کا اختیار ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ اگر ایک مسلمان نے ایک غلام فروخت کیا اور ہنوز مشتری کو سپرد نہ کیا تھا کہ دشمن اسکو قید کرکے لے گیا پھر بائع مرگیا پھر کوئی مسلمان اسکو خرید لایا تو بائع کے وارث کو اختیار ہوگا کہ اسکو اس مسلمان سے ثمن دیکر لے لے اور مشتری اول کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے ہر دو ثمن دیکر اسکو وارث بائع سے لے لے لیکن اگر مشتری اوّل کا حق اسمیں نہ ہوتا تو وارث بائع کو خرید لانے والے مسلمان سے لے لینے کا اختیار ہوتا یہ محیط میں ہے۔ اور جسکو دشمن گرفتار کرکے لے گیا ہے اُس سے کسی تاجر نے خریدا اور دار الحرب سے یہاں لایا تو مالک قدیم اسکو تاجر مذکور سے بعوض اس ثمن کے لے سکتا ہے جسکے عوض تاجر مذکور نے اُس سے خریدا ہے اور اگر تاجر نے اسکو کسی اسباب کے عوض خریدا ہو تو اس اسباب کی قیمت کے عوض لے سکتا ہے اور اگر تاجر نے اسکو حربی سے بہ بیع فاسد خریدا ہو تو اس غلام کی قیمت کے عوض لے سکتا ہے اور اگر حربی نے کسی مسلمان کو یہ غلام ہبہ کردیا ہو تو بھی مالک قدیم اسکو اسکی قیمت کے عوض لے سکتا ہے کذا فی التبیین اور یہی حکم مثلی چیز کا ہے کہ اگر مثلی چیز کو دشمن نے کسی مسلمان کو ہبہ کیا اور وہ لایا تو اسکے مثل دیکر مالک قدیم اسکو نہ لیگا اسواسطے کہ اسمیں کچھ فائدہ نہیں ہے اور نیز اگر ایسی چیز کو حربی سے کسی مسلمان نے قدر و وصف میں اسکے مثل دیکر خریدا ہو تو بھی مالک قدیم اسکو نہ لیگا کیونکہ بے فائدہ ہے لیکن اگر مشتری نے کم مقدار یا کھوٹی چیز دیکر خریدا ہو تو ایسی صورت میں مالک قدیم کو اختیار رہے کہ جو کچھ اُس نے دیکر لی ہے اسی کے مثل دیکر لے لے کیونکہ اسمیں فائدہ ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ ایک مسلمان نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور بیان نہ کیا یہانتک کہ ان دونوں کو دشمن قید کرکے لیگیا پھر مسلمان لوگ غالب ہوئے اور یہ دونوں غلام ہاتھ آئے اور انکو دار الاسلام میں نکال لائے تو دونوں اپنے مولی کو دیے جاوینگے اور اگر ان دونوں کے قید ہوکر دار الحرب میں محرز ہوجانیکے بعد مالک مذکور نے ان دونوں میں سے ایک کے حق میں معین کرکے عتق بیان کردیا ہو تو اسکا بیان صحیح ہوگا اور اہل کفر دوسرے غلام کے مالک ہوجاوینگے اور اگر اہل کفر ان دونوں میں سے ایک ہی کو اپنے احراز دار الحرب میں لے گئے ہوں تو دوسرا جو باقی رہا وہی عتق کے واسطے متعین ہوجائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر حربی کوئی غلام گرفتار کرکے لے گئے اور اسکو کوئی شخص خرید کرکے دار الاسلام میں نکال لایا پھر اسکی آنکھ پھوڑی گئی اور اسکا ارش اس آنکھ پھوڑنیوالے سے لیا گیا تو غلام کا مولائے قدیم اسکو اس ثمن کے عوض لے سکتا ہے جسکے عوض خریدنیوالے نے دشمن سے خریدا ہے اور ارش مذکور اُس سے نہیں لے سکتا ہے اور ثمن میں سے بھی کچھ گھٹایا نہ جائیگا۔ اور اگر اہل حرب کسی غلام کو گرفتار کرکے لے گئے اور ایک شخص نے اُنسے ہزار درم کو خریدا پھر دوبارہ اہل حرب اسکو گرفتار کرکے دار الحرب میں لے گئے پھر اُسکو دوسرے شخص نے اُنسے ہزار درم کو خریدا تو مولائے اول کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسرے مشتری سے اسکو لے لے مگر مشتری اوّل کو اختیار ہے کہ چاہے دوسرے مشتری سے اسکا ثمن دیکر لے لے پھر مولائے اوّل اس مشتری سے چاہے تو دو ہزار درم دیکر لے لے اور اسی طرح اگر وہ شخص جسکے پاس سے دوبارہ قید کرلیا تھا غائب ہو تو

عہ [illegible] میں سے آزاد ہے ۱۲

یعنی [illegible] عوض دو ثمن ۱۲

مولاے اوّل کو اسکے لینے کا اختیار نہوگا جیسے اُسکی حالت حضور مین ہو کذا فی العتابیہ اور اگر مشتری اوّل نے اُسکے لینے سے انکار کیا تو مولاے اوّل اسکو دوسرے مشتری سے نہیں لے سکتا ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مشتری اول نے اسکو دوسرے مشتری سے خرید لیا تو مالک قدیم کو اُس سے لینے کا اختیار نہ رہیگا اسواسطے کہ مشتری اول کی ملک عود کرنے کے ضمن مین مالک قدیم کے لیے لینے کا حق ثابت ہوا تھا اور اس صورت مین اُسکی ملک سابق نے عود نہ کیا تھا بلکہ بخرید جدید ملک جدید حاصل ہوئی ہے تبیین مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے دشمن سے گرفتار کردہ شدہ غلام خرید کیا اور اسکو دارالاسلام مین نکال لایا پھر اسکا مالک قدیم حاضر نہوا یہانتک کہ اس مشتری نے اسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے مشتری سے ثمن دیکر لے لے اور اول سے مطالبہ کی اسکو کوئی راہ نہیں ہے اوّل مشتری سے جب ہی لے سکتا ہے کہ جبتک غلام مذکور اُسکی ملک مین باقی ہو اور نہیں کوئی ایسی بات نہ پیدا ہوئی ہو کہ جسکی وجہ سے وہ مولاے قدیم کی ملک مین کردینے سے ممنوع ہو اور اگر مالک قدیم نے چاہا کہ بیع ثانی کو توڑ دے پھر مشتری اوّل سے اس ثمن کو دیکر لے لے جو اُسنے دشمن کو دیا ہے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اسکو یہ اختیار نہیں ہے یہ سراج وہاج مین ہے۔ امام محمد رہ نے سیر صغیر مین فرمایا کہ اگر حربی سے خرید لانے والے نے اسکو اجارہ پر دیا یا رہن کیا اور مولاے قدیم نے لینا چاہا تو مولاے قدیم کو اختیار ہے کہ اسکا عقد اجارہ توڑ دے اور یہ اختیار نہیں ہے کہ عقد رہن توڑ دے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مشتری اول نے یہ غلام کسی کو ہبہ کردیا ہو تو مولاے قدیم اس عقد ہبہ کو توڑ نہیں سکتا ہے مگر موہوب لہ سے اس غلام کی قیمت اسکو دیکر لے سکتا ہے۔ اور اسی طرح اگر غلام مذکور نے جنایت کی اور مشتری اول نے اولیاے جنایت کو یہ غلام دیدیا تو ولی جنایت سے بھی مولاے قدیم اُسکی قیمت دیکر لے سکتا ہے۔ اور اسی طرح اگر مشتری اوّل نے عمداً جنایت کی پھر ولی جنایت سے اس غلام کے دینے پر صلح کر لی تو بھی مولاے قدیم اس صلح کو توڑ نہیں سکتا بلکہ اُسکی قیمت دیکر ولی جنایت سے لے سکتا ہے اور اگر جنایت عمداً نہ ہو بلکہ بخطا ہو تو مولاے قدیم اس جنایت کے ارش کو دیکر ولی جنایت سے لے سکتا ہے۔ اور اگر حربی نے کسی مسلمان کو ایک غلام ہبہ کردیا پھر کسی شخص نے اسکی آنکھ پھوڑ دی اور اس مسلمان نے یہ غلام اُسی کے ذمہ ڈالکر اُس سے اسکی قیمت لے لی تو مالک قدیم کو اختیار ہے کہ اس آنکھ پھوڑنے والے سے اس غلام کو قیمت دیکر لے لے جو کانے کے حساب سے ہے یہ امام اعظم رہ کا قول ہے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ سلامت دونوں آنکھوں کی صورت مین جو قیمت تھی وہ دیکر لے سکتا ہے اور یہ وہ قیمت ہے جو اُسنے موہوب لہ کو دی۔ اور اگر بجاے غلام کے باندی ہو اور باندی کے بچہ پیدا ہوا اور اس بچہ کو کسی نے قتل کیا ہے کہ موہوب لہ نے قاتل سے اُسکی قیمت لے لی پھر مالک قدیم حاضر آیا تو اسکو بچہ کی قیمت لینے کی کوئی راہ نہیں ہے ولیکن باندی کو چاہے وہ قیمت دیکر جو موہوب لہ کے قبضہ کے روز تھی لے لے یا چھوڑ دے اور اگر ماں مر گئی یا قتل کی گئی اور بچہ موجود ہو تو مالک قدیم اس بچہ کو بعوض اسکے حصہ کے لے سکتا ہے یعنے قیمت کو بچہ اور اُسکی ماں پر اسطرح تقسیم کیا جائے کہ ماں کی وہ قیمت اعتبار کی جاوے جو بروز ہبہ و قبضہ تھی اور بچہ کی وہ قیمت جو اُس روز ہے یعنی جسدن مالک لینا چاہتا ہے پس اس تقسیم مین جو حصہ قیمت بمقابلہ قیمت طفل آوے اُسی کے عوض بچہ کو لے سکتا ہے۔ اور اگر دارالاسلام مین ایک نے دوسرے سے ایک غلام بعوض ہزار درم کے جو فی الحال ادا کرنا قرار پائے مین خرید کیا اور ہنوز اسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ دشمن اسکو گرفتار کر کے

لے گیا پھر کوئی شخص اسکو پانچسو درم کو خرید لایا تو بائع اسکو پانچ سو درم دیکر لے سکتا ہے پھر جب بائع نے اسکو لے لیا تو مشتری بائع سے دونوں ثمن ایک ہزار پانچ سو درم کے عوض لے سکتا ہے اور اگر بائع نے اسکے لینے سے انکار کر دیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے خریدنے والے سے پانچسو درم دیکر لے۔ اور اگر بائع نے اسکو ہزار درم ادھار کو فروخت کیا ہو تو مشتری اسکے واپس لینے کا مستحق ہوگا بہ نسبت بائع کے اور اگر اُسنے انکار کیا تو بائع سے کہا جائیگا کہ پانچ سو درم کے عوض لے کہ تیرے ہی سپرد کیا جائیگا اور اگر دشمن کسی غلام کو گرفتار کر کے لے گیا اور کسی نے اُس سے ہزار درم کو خرید کیا اور دار الاسلام میں لایا پھر دوبارہ اسکو دشمن قید کر کے لے گیا پھر دوسرے نے دشمن سے پانچ سو درم کو خریدا پھر مالک قدیم اور مشتری اوّل دونوں محکمۂ قاضی میں حاضر ہوئے اور قاضی کو اول مشتری کی خرید کا حال معلوم ہے یا نہیں معلوم ہے پس قاضی نے مالک قدیم کے واسطے مشتری سے لے لینے کا حکم دیا تو یہ حکم نافذ نہ ہوگا پس غلام مذکور دوسرے مشتری کو واپس دیا جائیگا تاکہ مشتری اول اس سے لے لے پھر مشتری اول سے مالک قدیم ہر دو ثمن دیکر لے سکتا ہے۔ اور اگر مالک قدیم نے مشتری دوم سے بدون حکم قضا کے لے لیا یا اُس سے خرید لیا پھر مشتری اول حاضر ہوا تو اسکو مالک قدیم سے ہزار درم دیکر لے سکتا ہے پھر مالک قدیم اُس سے ہر دو ثمن دیکر لے سکتا ہے۔ اور اسیطرح اگر مشتری دوم نے غلام مذکور اسکے مالک قدیم کو ہبہ کر دیا تو مشتری اول اُس سے لے سکتا ہے مگر اُسکی قیمت دیکر لے سکتا ہے اسواسطے کہ وہ اس صورت میں مثل اجنبی کے ہوا پھر مالک قدیم اُس سے یعنی مشتری اوّل سے ثمن اور یہ قیمت دونوں دیکر لے سکتا ہے۔ اور اگر مرتہن کے پاس سے غلام مرہون گرفتار کر لیا گیا اور اسکو کوئی شخص ہزار درم کو خرید لایا اور راہن و مرتہن دونوں حاضر ہوئے تو لینے کا استحقاق مرتہن کو ہے پس اگر اُس نے یہ ثمن دیکر لے لیا تو احسان کرنے والا ہوا یعنی یہ ثمن محسوب بحساب راہن نہیں کر سکتا اور اس سے نہیں لے سکتا ہے جیسے کہ غلام نے اسکے پاس جنایت کی اور اُسنے فدیہ دیکر بچا لیا تو اس فدیہ میں وہ متطوع ہوتا ہے۔ اور اگر مرتہن نے اسکے لینے سے انکار کر دیا تو راہن اسکو ثمن دیکر لے سکتا ہے اور جب راہن نے اُسکو لے لیا تو قرضہ مرتہن ساقط ہو گیا اور فدیہ ان دونوں پر آدھا آدھا ہوگا اگر مرہون کی قیمت دو ہزار اور قرضہ ایک ہزار ہو اور جسطرح وہ رہن تھا ویسا ہی رہیگا اور اگر مرتہن نے اسکا فدیہ دینے سے انکار کیا پس راہن نے اسکا فدیہ دیدیا تو مرتہن اسکو لے لیگا اور اسکے پاس بعوض نصف قرضہ کے رہن رہیگا۔ اور اگر راہن نے اسکا فدیہ دینے سے انکار کیا اور مرتہن نے فدیہ دیکر اسکو لے لیا تو مثل سابق کے اسکے پاس رہن رہیگا اور مرتہن مذکور فدیہ کے حصہ راہن میں یعنے نصف فدیہ حصۂ راہن دینے میں احسان کنندہ ہوگا اور اگر راہن غائب ہو اور مرتہن نے اسکا فدیہ دیدیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نصف فدیہ کو راہن سے لے لیگا احسان کنندہ قرار نہ دیا جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک اس صورت میں بھی احسان کنندہ ہوگا اور اگر مال مرہون کوئی شئی چیز ہو اور مرتہن نے فدیہ نہ دیا تو راہن کے فدیہ دیکر لینے کے بعد مرتہن اسکو راہن سے نہیں لے سکتا ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کسی غلام نے جنایت کی پھر کافر لوگ غالب ہوئے اور اس غلام کو بھی قید کر کے دار الحرب میں لے گئے پھر لشکر اسلام اُن پر غالب آیا اور غلام مذکور کو دار الاسلام میں نکال لائے اور مالک قدیم نے اسکو نہ لیا چھوڑ دیا اور ولی جنایت نے اسکو جرم جنایت سے لینا چاہا حالانکہ غنیمت تقسیم

ہو چکی ہو تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا اسواسطے کہ ولی جنایت کے واسطے خالی حق ثابت ہو اور اس سے ملک ٹوٹ نہیں جاتی ہے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر ایسا غلام جسکو کفار قید کر لے گئے تھے اور بعد غلبہ لشکر اسلام کے دار الاسلام مین غنیمت تقسیم ہونے مین وہ کسی شخص کے حصہ مین آیا اور اسکا مولاے قدیم حاضر نہ ہوا یہانتک کہ اس شخص نے اسکو آزاد یا مدبر کر دیا تو روا ہی۔ اور اگر بجاے غلام کے باندی تھی کہ اسکو اس شخص نے کسی کے ساتھ بیاہ دیا اور شوہر سے اولاد جنی تو مالک قدیم کو حاضر ہوکر اختیار ہوگا کہ باندی اور اسکی اولاد کو لے اور نکاح توڑنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اس شخص نے جسکے حصہ مین پڑی ہو اسکا عقر لیا یا کسی نے اس باندی پر جنایت کی تھی اسکا جرمانہ لیا ہو تو مولاے قدیم کو اس باندی کے ساتھ اس عقر و جرمانہ کے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک شخص کی ملک مین ایک کر فارسی جید چھوہارے ہین انکو کفار نے لیا اور دار الحرب مین لے گئے پھر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین داخل ہوا اور اسنے یہ چھوہارے بعوض دو کر فارسی ردی چھوہارے کے خرید لے اور انکو دار الاسلام مین لے آیا پھر مالک قدیم حاضر ہوا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس خریدنے والے سے لیوے ایسا ہی زیادات مین مذکور ہی اور سیر کبیر مین امام محمد نے ذکر فرمایا کہ دو کر ردی چھوہارے دیکر لے سکتا ہی اسواسطے کہ جس نے دشمن سے یہ کر خرید کیا ہی اسنے یہ خرید صحیح خریدا ہی اسواسطے کہ دار الحرب مین مسلمان و حربی کے درمیان ربوا جاری نہین ہوتا ہی پس جب خرید صحیح ہوئی تو جتنے کو مشتری کو پڑی ہی وہ دیکر لے لینے کا استحقاق اسکو حاصل ہوگا جیسے درمون کے عوض خریدنے کی صورت مین اسقدر درم دیکر لے سکتا ہی۔ اور زیادات مین جو حکم مذکور ہی کہ نہین لے سکتا ہی تو اسکی وجہ یہ ہی کہ جتنے دشمن سے یہ کر خریدا ہی اسنے بخرید فاسد خریدا ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ربوا کو مطلقاً حرام کر دیا ہی پس چونکہ اس بیع مین ربوا واقع ہوا بیع فاسد ہوئی اور جو چیز بہ بیع فاسد خریدی گئی ہی وہ مشتری کے پاس مضمون بالقیمۃ ہی یعنے اسکے تاوان مین مشتری پر قیمت واجب ہی ثمن نہین واجب ہی اور اس صورت مین اس خریدی ہوئی چیز کی قیمت یہ ہی کہ اسکے مثل چھوہارے دیوے اور اسکے مثل چھوہارے دیکر لینے مین کچھ فائدہ نہین ہی اور مبادلہ مین جب فائدہ نہو تو بیع نا روا ہی اور ہمارے مشائخ مین سے محققین نے فرمایا کہ جو حکم سیر کبیر مین مذکور ہی وہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی اور جو حکم زیادات مین مذکور ہی وہ امام ابو یوسف کا قول ہی اسواسطے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک مسلمان و حربی کے درمیان دار الحرب مین ربوا جاری ہوتا ہی۔ اور اگر صورت مذکورہ مین مسلمان نے حربی سے ایک کر دیکر برابر ردی چھوہارے ہاتھون ہاتھ دیکر لیے ہون اور ان کو دار الاسلام مین نکال لایا تو سب روایات کے موافق مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس سے ایک کر ردی دیکر لے لے۔ اور اگر مشتری نے حربیون سے کر مذکور بعوض شراب یا سور کے خریدا ہو اور دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق لینے کا اختیار نہوگا ولیکن اگر یہ مشتری ذمی ہو تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسکو سور یا شراب کی قیمت دیکر اس سے لے لے اور اگر حربیون سے خریدنے والے نے اسکو اُسی کے مثل دیکر

ف یعنے جسکے حصہ مین پڑا ہی اسکی ملک مین آگیا ہی پس اسکی ملک اسکے حق کی وجہ سے نہین ٹوٹ سکتی ہی ۱۲ منہ ع یعنے کسی نے اس باندی سے شبہین وطی کی یا نکاح ہو ۱۲ منہ ع یعنے جو کچھ اس نے دیا ہی وہ ثمن دیکر کسی طرح نہین لے سکتا ہی ہان چاہے خریدے ۱۲ ع وہ زیادتی جو بطریق نامشروع لیجاے جسکو بیاج کہتے ہین ۱۲ منہ ع یعنے اگر ایسا معاملہ بیع دار الاسلام مین واقع ہوا جو سود قرار پاتا ہی تو وہان بھی سود قرار دیا جائیگا ۱۲ منہ ع بخرید صحیح نہین خریدا ہی ۱۲ ع یعنے جیسے اور جسقدر اپنے دیے ہین ۱۲

خرید کیا ہو اور دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق مجّان سے لینے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر مشتری مذکور نے اُس کر کے مثل اُدھار پر خریدا ہو اور دارالاسلام میں لے آیا تو بھی مالک قدیم کو اس سے لینے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر کافروں نے کسی مسلمان کے ہزار درم اُن درموں میں سے جو بیت المال میں قبول کیے جاتے ہیں یعنی کھرے درم لیے اور انکو دارالحرب میں لے گئے پھر کوئی مسلمان وہاں داخل ہوا اور اُسنے غلہ کے ہزار درم دیکر اُنسے یہ ہزار درم خریدے اور باہمی قبضہ کے بعد دونوں متفرق ہوئے پھر دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو سب روایات کے موافق اختیار ہوگا جیسے درم غلہ اُسنے دیے ہیں اُنھیں کے مثل دیکر دراہم مذکورہ لے لے اور اگر انکو دیناروں کے عوض بصرف صحیح خرید کیا اور دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اُنھیں دیناروں کے مثل دیکر اس سے لے لے اور اسیطرح اگر اس مسلمان نے انکے ہاتھ ہزار درم غلے کے بعوض ہزار درم بیت المال کے نقد کے فروخت کیے اور حربیوں نے نقد بیت المال میں وہی درم دیے جنکو وہ لوگ نکال کر لوٹ لے گئے ہیں اور مسلمان مذکور انکو دارالاسلام میں لے آیا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ مثل دراہم غلہ دیکر اس سے یہ دراہم لے لے۔ اور اگر کافر لوگ دارالاسلام سے مسلمان کا کر لے گئے اور اُسکو دارالحرب میں لیجاکر احراز کر لیا پھر امان لیکر کوئی مسلمان دارالحرب میں داخل ہوا اور ایک کر گیہوں کی بیع سلم میں انکو سو درم دیے اور یہ بیع سلم صحیح قرار پائی ہو[ف۱] پھر جب مسلم فیہ ادا کرنے کی میعاد آئی تو اُنھوں نے یہی کر جو دارالاسلام سے لے گئے ہیں اُسکو ادا کیا پس اُسنے قبضہ کر لیا اور اُسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اُس سے سو درم دیکر لے لے اور اگر مسلمان نے حربیوں کے ہاتھ کوئی اسباب ایسے ہزار درم کو فروخت کیا جو نقد بیت المال ہوں پھر اُنھوں نے اُسکو وہی ہزار درم نقد بیت المال دیے جو دارالاسلام میں سے کسی مسلمان کے لیگئے ہیں اور اپنے احراز میں کر لیے ہیں[ف۲] پس اُسنے ان پر قبضہ کیا اور انکو دارالاسلام میں لایا تو مالک قدیم کو اختیار نہ ہوگا کہ اس سے یہ دراہم لیوے اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا ایک کر گیہوں لے گئے اور دارالحرب میں لیجاکر اپنے احراز میں کر لیا پھر کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب میں داخل ہوا اور اُنکے ہاتھ کوئی اسباب بعوض ایک کر گیہوں کے جو بعینہ متعین نہیں ہیں بلکہ مشتری کے ذمہ قرار پائے ہیں فروخت کیا پھر مشتری نے وہی کر جسکو دارالاسلام سے لے گئے ہیں ادا کیا پس بائع نے قبضہ کر لیا اور اُسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو مالک قدیم کو یہ اختیار نہوگا کہ اسکو لے لے۔ اور اگر حربیوں نے کر مسلمان کو اپنے دار میں احراز کر لیا پھر کوئی مسلمان امان لیکر اُنکے دار میں داخل ہوا اور اُس نے ان لوگوں کو ایک کر گیہوں قرضہ دیے پھر اُنھوں نے اُسکو اُسکے قرضہ میں وہی کر ادا کیا جسکو وہ دارالاسلام سے اپنی حرز دارالحرب میں لیگئے ہیں پس قبضہ کر کے اُسکو دارالاسلام میں نکال لایا تو مالک قدیم کو اس کر کے لینے کی کوئی راہ نہوگی جو کہ اُسنے قرضہ میں دیا ہے اور حربیوں نے لیا ہو وہ اُس کر کے جو وہ اپنی حرز میں لے گئے ہیں مثل ہو یا گھٹ کے ہو یا اس سے کھرا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دشمن نے مسلمان سے دس کپڑے لیے یعنی غالب ہو کر کسی مسلمان کے دس کپڑے لوٹ کر دارالاسلام سے دارالحرب میں نکال لیگیا پھر کوئی مسلمان دارالحرب میں امان لیکر داخل ہوا اور اُسنے کوئی اسباب دشمن کے ہاتھ دس کپڑوں کے عوض فروخت کیا جنکا وصف اور

ف۱ جبکہ یہ بیع سلم میں بائع سے قرار پائی ہو ۱۲ منہ ف۲ یعنی اپنے قبضہ میں پوری طرح محفوظ کر لیا ۱۲ منہ ف۳ اس واسطے کہ مبادلہ جنیا لکرہ ہو جاوے ؛

ادا کرنیکی مدت بیان ہوگئی ہی حتی کہ بیع بہمہ وجوہ صحیح ہی پھر دشمن نے اسکو وہی دس کپڑے ادا کیے جسکو لوٹ کر اپنے احراز مین لے گیا ہی پس مسلمان مذکور ان کپڑون کو دار الاسلام مین نکال لایا تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسکو اسکی متاع کی قیمت دیکر یہ کپڑے لے لے۔ اور اگر گیہون کا کر جسکو اہل حرب یہان سے اپنے احراز مین لے گئے ہین دو مسلمانون نے اہل حرب سے خرید لیا اور باہم تقسیم کر لیا پھر ایک نے اپنا حصہ تلف کر ڈالا تو مالک قدیم کو اختیار ہی کہ نصف باقی کو نصف ثمن مذکور دیکر لے لے اور اگر بجائے کُر کے اس مسئلہ مین کپڑے ہون تو باقی نصف کپڑون کو مالک قدیم اگر چاہے تو چوتھائی ثمن اور تلف شدہ کی نصف قیمت دیکر لے سکتا ہی۔ اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کی چاندی کی چھاگل لے گئے ہون جسکی قیمت ہزار درم اور وزن پانسو مثقال ہی پھر کسی مسلمان نے دشمن سے اُسکے وزن سے زیادہ یا کم کے عوض اسکو خریدا تو مالک قدیم اسکی قیمت کے عوض اسکو لے سکتا ہی چاہے جسقدر تک پہونچے مگر یہ قیمت اُسکی جنس کے خلاف سے ہوگی یعنی اگر چاندی کی چھاگل ہی تو سونے سے قیمت اور اگر سونے کی چھاگل ہی تو چاندی سے قیمت ادا کریگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسکے وزن کے مثل درم ہاتھون ہاتھ دیکر خرید کر کے دار الاسلام مین لایا ہو تو مالک قدیم کو اختیار ہوگا کہ اسی قدر درم دیکر اُس سے لے لے یہ سب روایات کے موافق حکم ہی اور اگر اسکے مثل وزن کے دراہم اُدھار پر خرید کر کے دار الاسلام مین لایا تو یہ صورت اور درصورتیکہ اُسنے اسکے وزن سے زیادہ یا کم درمون کے عوض خریدا ہو سب یکسان ہین یعنی مالک قدیم بقیمت لے سکتا ہی اور اگر تاجر مذکور نے ابریق کو حربیون سے بعوض شراب یا سور کے خریدا ہو تو مالک قدیم کل روایات کے موافق مختار ہی کہ چاہے اسکے خلاف جنس سے اسکی قیمت دیکر لے لے اور اگر کوئی ذمی اسکو شراب یا سور کے عوض خرید کر کے دار الاسلام مین لایا ہو تو مالک قدیم اس ابریق کو بعوض قیمت شراب یا سور کے جو اُسنے دیے ہین لے سکتا ہی۔ اور سیر کبیر مین مذکور ہی کہ کسی غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے اور کوئی مسلمان اُنسے اس غلام کو بعوض ہزار درم اور ایک رطل شراب کے خرید کر کے دار الاسلام مین لایا تو دیکھا جاوے کہ اگر اسکی قیمت ہزار درم یا ہزار سے کم ہی تو مولائے قدیم اسکو ہزار درم دیکر لے سکتا ہی اور اگر ہزار سے زیادہ ہی تو پوری قیمت دیکر لے سکتا ہی مگر شراب جسکا دینا مذکور ہوا ہی اسکے سبب سے ہزار سے کمی یا ہزار سے زیادتی نہ کیجائیگی۔ اور اگر مسلمان نے اُنسے یہ غلام بعوض ہزار درم اور مردار جانور یا خون کے خریدا ہو تو مالک قدیم اسکو ہزار درم دیکر لے سکتا ہی اور مردار و خون کی وجہ سے ہزار پر کچھ بڑھایا نہ جائیگا اگرچہ غلام کی قیمت ہزار سے زیادہ ہو اور اگر زید نے عمرو سے ایک غلام غصب کیا اور غاصب کے ہاتھ سے حربیون نے غلبہ کر کے لیا اور اسکو اپنے حرز دار الحرب مین لیگئے پھر مسلمانون نے اس دار الحرب مین فتح پاکر غنیمت حاصل کی پھر عمرو نے یہ غلام غنیمت مین دیکھا اور ہنوز غنیمت تقسیم نہین ہوئی ہی تو اسکو مفت لے سکتا ہی اور غاصب پر ضمان نہوگی اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے جب غازی کے حصہ مین آگیا ہی اُسکے پاس دیکھا

ف۵ یہ حاصل کلام امام محمدؒ مذکور ہو بشرح فقہاء ۱۲ منہ ف۶ اور فرق یہ ہی کہ مردار و خون مال ہی نہین ہی اور شراب مال ہی مگر مسلمانون کے حق مین مال متقوم نہین ہی فافہم ۱۲ منہ

تو مذکور ہے کہ عمرو کو اختیار ہے کہ چاہے اس شخص سے جسکے حصہ مین آیا ہے اُس غلام کی اس روز کی قیمت جس روز لینا چاہتا ہے اسکو دیکر لے لے اور اگر چاہے اس سے غلام نہ لے اور غاصب سے غلام کی اس روز کی قیمت جسدن اُسنے غصب کیا تھا تاوان لے پھر اگر مالک قدیم نے یہ اختیار کیا کہ غازی سے لینے کے روز کی غلام کی قیمت دیکر غلام لے لیا تو غاصب سے بھی قیمت نہین لے سکتا ہے بلکہ اس قیمت اور غاصب کے غصب کرنیکے روز کی غلام کی قیمت دونون مین سے جو کم ہو وہ لے لیگا مثلاً غلام مذکور کی قیمت بروز غصب ہزار درم تھی اور جب غازی کے حصہ مین پڑا ہے اُس سے لینے کے روز کی قیمت دو ہزار درم ہے پس مالک قدیم نے دو ہزار درم دیکر اُس سے لے لیا تو وہ غاصب سے وہی قیمت لیگا جو بروز غصب تھی یعنی ہزار درم اور اگر روز غصب کی قیمت ہزار درم ہو پھر نرخ گھٹ جانے کی وجہ سے غازی سے لینے کے روز پانچسو درم تھے کہ اُسنے پانچسو درم دیکر لے لیا تو غاصب سے بھی پانچسو درم واپس لیگا۔ یہ سب اس صورت مین ہے کہ مالک قدیم نے غازی سے جسکے حصہ مین آیا ہے غلام لینا اختیار کیا اور اگر اُسنے غازی سے نہ لیا بلکہ غاصب سے اُسکے غصب کرنیکے روز کی قیمت تاوان لینی اختیار کی ہو جب غاصب نے تاوان دیدیا تو اسکا حکم بعد تاوان دینے کے مثل مالک قدیم کے ہے یعنی جس سے غصب کر لیا تھا چنانچہ اگر اُسنے غلام کو غنیمت مین قبل اسکی تقسیم کے پایا تو بغیر کچھ دیے ہوئے مفت لے لیگا اور اگر بعد تقسیم غنیمت کے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ مین پڑا ہے پایا تو اسکی قیمت دیکر اسکو لے سکتا ہے۔ اور اسی طرح اگر مسلمانون نے جہاد مین غالب ہو کر یہ غلام غنیمت مین حاصل نہین کیا بلکہ کوئی مسلمان جو دار الحرب مین داخل ہوا ہے اُسنے خرید لایا پس اگر مولا قدیم نے غاصب سے ہنوز اسکی قیمت روز غصب تاوان نہ لی ہو تو اسکو دو طرح کا اختیار ہے چاہے خرید لانے والے کو اسکا ثمن دیکر اُس سے غلام لے لے اور چاہے اس سے نہ لے اور غاصب سے روز غصب کی قیمت غلام لے لے پس اگر اُسنے خرید لانیوالے سے اسکا ثمن دیکر غلام لے لیا تو غاصب سے قیمت روز غصب اور ثمن مذکور جو اُسنے مشتری کو ادا کیا ہے دونون مین سے جو کم ہو وہ تاوان لے سکتا ہے اور اگر اُسنے خرید لانے والے سے غلام نہ لیا اور غاصب سے روز غصب کی قیمت تاوان لے لی تو اسکے بعد مالک قدیم کو غلام پر ہاتھ لگانے کی کوئی راہ نہوگی اور غاصب اُسکو بجاے مالک قدیم کے قائم ہوگا پس غاصب مذکور کو اختیار ہوگا کہ چاہے خرید لانیوالے سے اُسکا ثمن دیکر غلام لے لے اور چاہے چھوڑ دے۔ پھر اگر غاصب نے خرید لانے والے کو اسکا ثمن دیدیا یا جس غازی کے حصہ مین پڑا ہے اسکو اسکی قیمت دیدی اور غلام اُس سے لے لیا پھر مالک قدیم نے چاہا کہ غاصب سے جو قیمت تاوان لی ہے وہ غاصب کو واپس کر کے غلام اُس سے لے لے تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ اگر مالک قدیم نے غاصب سے اپنے زعم کے موافق قیمت حاصل کی ہے باین طور کہ دونون نے روز غصب کی قیمت مین اختلاف کیا چنانچہ غاصب نے کہا کہ جس روز مین نے غصب کیا ہے اس روز غلام کی قیمت ہزار درم تھی اور مالک نے کہا کہ دو ہزار درم تھی اور مالک نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے اور غاصب سے دو ہزار درم قیمت پائی یا گواہ نہ تھے پس غاصب سے قسم طلب کی اور غاصب نے قسم کھانے سے انکار کیا پس غاصب سے دو ہزار درم حاصل کیے یا دونون نے مالک کے دعوی کے موافق مقدار پر باہمی رضامندی سے صلح کر لی تو ان تینون صورتون مین مالک قدیم کو یہ اختیار نہوگا کہ چاہے غاصب کو اُسکی قیمت واپس کر کے غلام لے لے یا چھوڑ دے۔ دوم یہ کہ اگر مالک نے غاصب کے زعم کے موافق قیمت پائی ہے باینطور کہ مالک کے پاس گواہ

نہ تھے اُسنے غاصب سے قسم طلب کی پس غاصب نے قسم کھائی اور مالک نے اُس سے ہزار درم موافق اسکے دعوی کے پائے
پھر غلام مذکور غاصب کے ہاتھ مین آیا جیسے کہ ہمنے بیان کیا ہی تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے غاصب سے جو قیمت
لی ہی اسکو واپس کرکے غلام لے لے اور چاہے غلام اُسی کے پاس رہنے دے۔ پھر امام محمد رح نے کتاب[1] مین ذکر فرمایا کہ
ہرگاہ مالک قدیم نے غاصب کے زعم کے موافق غلام کی قیمت اُس سے لے لی ہو پھر اُسنے غلام مذکور حربیون سے خرید
لانے والے کے پاس پایا یا اُسے غازی کے پاس جسکے حصہ مین پڑا ہی دیکھا اور قیمت غلام وہی ہی جو مالک قدیم کہتا تھا یعنی
مثلاً دو ہزار درم تو مالک قدیم کو اختیار دیا جائیگا۔ اور اگر غلام کی قیمت اسیقدر پائی گئی جیسے غاصب کہتا تھا یا اس سے
بھی کم پائی گئی پس آیا مالک قدیم کو اختیار حاصل ہوگا یا نہین سو امام محمد رح نے اس صورت کو ذکر نہین فرمایا ہی اور فقیہ
ابو جعفر ہندوانی سے منقول ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک روایت مین ہی کہ اسکو اختیار حاصل ہوگا اور دوسری ایک روایت مین
ہی کہ نہین حاصل ہوگا پھر واضح ہو کہ جس صورت مین مالک قدیم کو اختیار واپسی قیمت و اخذ غلام یا ترک غلام حاصل ہوا ہی
اگر ایسی صورت مین مالک قدیم نے کہا کہ مین یہ قیمت جو مجھے ملی ہی رکھے لیتا ہون اور اس غلام ظاہر شدہ کے روز غصب
کی پوری قیمت تک مین جسقدر اور مجھے زیادہ چاہیے ہی وہ غاصب سے لونگا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی بلکہ اسیقدر وہ
اختیار رکھتا ہی کہ چاہے یہ قیمت واپس کرکے غلام لے لے اور چاہے یہی قیمت رہنے دے یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی
مال عین کسی مستاجر کے اجارہ مین یا کسی کے پاس عاریت یا ودیعت ہو اور حربی کفار غالب ہو کر اسکو اپنے حرز دار الحرب مین لیگئے
پھر مال مذکور دار الاسلام مین آیا پس آیا مستاجر یا مستودع یا مستعیر کو مخاصمہ کرکے واپس لینے کا اختیار شرعی ہی یا نہین ہی تو
مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ مال عین جہاد کی غنیمت مین آیا تو مستاجر کو اختیار ہی کہ مطالبہ کرے پس قبل تقسیم ہونے غنیمت کے مطالبہ
کرنے سے مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیگا اور یہی اختیار مستعیر و مستودع کو ہی پھر جب مستاجر اسکو لے لیگا تو اسکا اجارہ
عود کریگا اور اجرت اس مدت گذشتہ کی کہ جسمین اُسنے کوئی انتفاع نہین پایا ہی اسکے ذمہ سے ساقط ہوگی یہ بحر الرائق
مین ہی۔ اور اگر مستاجر کے اس دعوے سے کہ یہ مال جو غنیمت مین آیا ہی اسکے پاس اجارہ مین تھا مسلمانون نے انکار کیا تو
مستاجر کو اس امر کے گواہ قائم کرنے ضرور ہونگے کہ یہ اسکے پاس اجارہ مین تھا اور جب حاکم نے گواہ قبول کرکے مال مذکورہ
اسکو دیدیا پھر اجارہ دینے والا آیا اور اُسنے اُسکے اجارہ سے انکار کیا اور بیان کیا کہ یہ مال اسکے پاس عاریت یا ودیعت
تھا تو ہمین قول اس مال کے مالک عین کا مقبول ہوگا۔ اور اگر غنیمت تقسیم ہوگئی پھر اُسنے کسی غازی کے پاس پایا جسکے
حصہ مین پڑا ہی تو بھی اسکو مخاصمہ کا اختیار ہی پس اگر اس شخص نے جسکے حصہ مین پڑا ہی مدعی کے پاس اجارہ مین ہونے
سے انکار کیا اور مدعی نے اجارہ پر گواہ قائم کیے تو اثبات اجارہ کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ اثبات اجارہ کیواسطے
خصم ہو سکتا ہی پھر اسکے بعد اسکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اس غازی کو اس مال کی قیمت دیکر اس سے لیلے یا اُسی کے پاس چھوڑے
اور اگر بجائے مستاجر کے مستعیر یا مستودع ہو اور بعد تقسیم غنیمت کے اُسنے کسی غازی کے پاس جسکے حصہ مین آیا ہی پایا تو وہ

---

[1] یعنے اپنی کتاب مین جس سے مسئلہ مذکور نقل ہوا ۱۲ منہ [2] اجارہ لینے والا جسکو ہمارے عرف مین ٹھیکہ دار بولتے ہین مستودع جسکے پاس ودیعت رکھی گئی مستعیر عاریت لینے والا ۱۲ منہ

اس غازی کے مقابلہ مین خصم نہین ہو سکتا ہی حتی کہ اگر اُسنے گواہ قائم کیے کہ یہ مال غ کو اُسکے پاس ودیعت یا عاریت تھا تو اُسکے گواہون کی سماعت نہ ہوگی اور تقسیم ہو جانے کے بعد ان دونون کو یہ اختیار نہین ہی کہ جسکے حصہ مین آیا ہی اُس سے قیمت دیکر لے لین اور بعد قسمت کے یہ دونون اس مال کی نسبت مثل اجنبی کے ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی یتیم کا غلام اہل حرب قید کر کے لے گئے اور اسکو کوئی مشتری دام دیکر خرید لایا یا اس خرید لائے ہوئے غلام کا مولاے قدیم مر چکا ہی جسکا وارث اسکا فرزند یتیم موجود ہی تو اس یتیم کے وصی کو اختیار ہی کہ یتیم کے واسطے مشتری کو اُسکا ثمن دیکر لے لے اور اپنی ذات کے واسطے نہین لے سکتا ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یتیم کیواسطے بھی وصی کو مشتری کا ثمن دیکر اُس سے لے لینے کا جب ہی اختیار ہی کہ ثمن مذکور اس غلام کی قیمت کے برابر ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کر کے اپنے حرز دار الحرب مین لیگئے پھر کسی مسلمان نے دار الحرب مین داخل ہو کر اُنسے یہ غلام خریدا اور دار الاسلام مین نکال لایا اور یہان کسی عورت سے اس غلام کے رقبہ پر نکاح کیا اور نکاح مین اس غلام کا رقبہ[1] مہر قرار دیا ہی پھر اُسکا مولاے قدیم حاضر آیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اس غلام کو اُسکی قیمت دیکر لے۔ اور اگر مشتری نے بغیر مہر کسی عورت کو اپنے نکاح مین لیا پھر اس عورت سے اس امر پر صلح کی کہ اُسکے مہر کے عوض جو واجب ہوا ہی یہ غلام سپرد کر دیگا تو مولاے قدیم سے کہا جائیگا کہ چاہے اس عورت کے مہر مثل کے عوض اس غلام کو لے لے یا چھوڑ دے۔ اور اگر کسی شخص نے مشتری پر کسی مال کا دعوی کیا اور دعوی بیان نہ کیا پھر مشتری نے اس سے اپنے اس دعوی سے اس غلام پر صلح کر لی تو مولاے قدیم اُس سے یہ غلام اسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور اگر دونون نے مقدار دعوی مین اختلاف کیا تو صلح کنندہ کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر غلام مسلمان کو دشمن اسیر کر کے لے گئے اور اپنے دار الحرب مین لیجا کر اپنے احراز مین کر لیا پھر وہ انسے چھوٹ گیا اور انکا کچھ مال بھی لے آیا اور دار الاسلام کی طرف بھاگا پھر کسی مسلمان نے اسکو پکڑ لیا پھر اُسکا مولاے قدیم آیا تو پکڑ لینے والے سے یون ہی لے سکتا ہی کہ اُسکی قیمت دیدے اور یہ امام محمدؒ کا قول ہی اور جو کچھ مال اس غلام کے پاس تھا وہ اُسی کا ہی جسنے اسکو گرفتار کیا چنانچہ مولاے قدیم کو اسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور بقیاس قول امام اعظمؒ کے مولاے قدیم اسکو مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لیگا کیونکہ جب وہ دار الاسلام مین داخل ہوا تو وہ جماعت مسلمانون کیواسطے فئی ہو گیا کہ امام المسلمین اسکو لے لیگا اور اُسکا پانچوان حصہ لیکر باقی چار پانچوین حصے تمام مسلمانون مین تقسیم کر دیگا اور امام محمدؒ نے اپنے اس قول سے رجوع کیا ہی اور کہا کہ جب اسکو پکڑ لیا تو وہ غنیمت ہوا اور اُسکے پانچ حصے مین سے ایک حصہ لے لیا جائیگا اگر اُسکا مولاے قدیم حاضر نہ آیا اور باقی پانچوین حصے اور جو مال اسکے پاس ہی سب پکڑ لینے والے کا کر دیا جائیگا پھر اگر اسکے بعد اُسکا مولاے قدیم حاضر ہوا تو اُسکی قیمت دیکر لے سکتا ہی اور اگر پانچ حصے کیے جانے سے پہلے حاضر آیا تو اسکو مفت لے لیگا۔ اور اگر کسی مسلمان کے غلام کو اہل حرب قید کر کے لیگئے اور اسکے مولاے مسلمان نے اسکو آزاد کر دیا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے اور یہ غلام ہاتھ آیا تو اُسکا مولاے قدیم اسکو مفت لے لیگا اور عتق مذکور باطل ہی اور اگر مسلمان لوگ اسکو دار الحرب سے نکال لائے پھر مولاے قدیم نے قبل اسکے تقسیم کیے جانے کے آزاد کر دیا تو اُسکا آزاد کرنا

[1] یعنے گردن اور اس سے مراد خود اُسکی ذات ہی ۱۲ منہ

جائز ہے۔ ایک حربی دار الاسلام مین امان لیکر داخل ہوا اور یہان کسی کا کچھ طعام یا کوئی متاع چرالی اور اسکو لیکر دار الحرب مین داخل ہوا پھر اس سے کوئی مسلمان خرید کرکے اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو اسکا مالک اسکو مفت لے سکتا ہے اسواسطے کہ حربی مذکور اس مال کا دار الاسلام سے نکال لیجانے سے پہلے ضامن تھا پس دار الحرب مین لیجانے سے اسکا احراز کر لینے والا نہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اس حربی کے پاس کچھ مال ودیعت رکھا کہ جسکو وہ دار الحرب مین لے گیا تو حربی مذکور اس مال کا احراز کر لینے والا ہوجائیگا پھر اگر اہل حرب جب سب مسلمان ہوگئے یا ذمی ہوگئے یا یہی شخص مسلمان یا ذمی ہوگیا تو مال مذکور اسی کا ہوگا اسواسطے کہ وہ دار الاسلام مین اس مال کا ضامن نہ تھا۔ کوئی حربی ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا حالانکہ اسکے ساتھ کوئی ایسا غلام ہے جسکو اُسنے مسلمانون سے دار الحرب مین لیجاکر اپنے حرز مین کر لیا ہے پھر اسکو حربی مذکور سے کسی مسلمان نے خرید لیا تو مالک قدیم کو یہ اختیار نہوگا کہ مشتری کو اسکا ثمن دیکر اس سے یہ غلام لے لے۔ بشر بن الولید نے امام ابو یوسفؒ سے املا مین روایت کی ہے کہ اگر اسیر کی ہوئی باندی کو اہل حرب سے کسی مسلمان نے خرید لیا یا اسکے حصہ غنیمت مین آئی اور اُس سے اس باندی کو اسکے مولائے قدیم نے بحکم حاکم[1] لے لیا یعنی قبل گرفتار ہونیکے جو کوئی جنایت یا قرضہ اس باندی کے ذمہ ہو وہ اس باندی کے ساتھ لگے گا اور جس بائع سے مالک قدیم نے اسکو خرید لیا ہے اگر یہ اس سے کسی عیب قدیم ہونے سے واقف ہو تو بائع اول کو بسبب اس عیب کے واپس کر سکتا ہے اور اگر اسمین کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا ہو کہ جس سے واپس نہین کر سکتا ہے تو عیب قدیم کا نقصان بائع اول سے لے سکتا ہے اور مولائے مذکور کو ان امور کے مطالبہ کی اہل حرب سے خرید لانے والے یا جسکے حصہ مین پڑی ہے اسکی طرف کوئی راہ نہین ہے لیکن اگر اسمین کوئی ایسا عیب نکلا جو اہل حرب کے پاس پیدا ہوگیا ہے یا اُسکے خرید لانیوالے کے پاس یا جسکے حصہ مین پڑی ہے اسکے پاس پیدا ہوگیا ہے تو اس عیب کی وجہ سے اسکو واپس کر سکتا ہے اور اگر وہ اُسکے پاس مر گئی یا اسمین کوئی عیب اسکے پاس پیدا ہوگیا تو نقصان عیب نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر مالک قدیم نے اس سے باندی کو بدون حکم حاکم کے لیا ہو تو جو کچھ قرضہ اس باندی پر ہوگا وہ اسکے ساتھ آویگا اور جنایت جو اسکے گرفتار ہونے پر ہوگی وہ اس باندی پر ہوگی وہ اس باندی کے پیچھے ساتھ نہ لگیگا اور مالک مذکور اس باندی کو کسی عیب قدیم کے پانے سے اسکے بائع اول کو واپس نہ کر سکیگا مگر جس سے لیا ہے اسکو بسبب عیب قدیم یا جدید کے واپس دے سکتا ہے اور اگر باندی مذکورہ اسکے پاس مر گئی ہو یعنی واپس نہ کر سکتا ہو تو جس سے لیا ہے اس سے اُسکے نقصان عیب قدیم یا جدید کو لے سکتا ہے اور اگر اس شخص کے پاس سے جسنے اسکو قیمت سے لیا ہے کسی نے استحقاق ثابت کرکے لیا یعنی یہ ثابت کر دیا کہ یہ باندی میری ملک ہے پس اگر اس لینے والے نے اسکو حکم حاکم کے ساتھ لیا ہو تو جس سے یہ باندی لی ہے اُسی کو واپس کرے پھر یہ مستحق ثابت کرنیوالا اس سے قیمت یا ثمن لے لیگا اور اگر اُسنے بغیر حکم حاکم لی ہو تو جسنے گواہون سے اپنا استحقاق ثابت کیا ہے وہ اُسی قدر دیکر لے لیگا جسقدر دیکر لینے والے نے لی ہے اور ہر دو صورت مین استحقاق ثابت کرنیوالے کو اختیار ہوگا کہ اگر اسمین کوئی عیب قدیم پایا جاوے تو جس بائع سے اسکو خریدا ہو اس سے رجوع کرے اور اگر اس شخص نے جسنے باندی مذکورہ کو اول مرتبہ ثمن دیکر لے لیا ہے

[1] یعنی قاضی کے حضور مین مقدمہ پیش کیا اور قاضی نے حکم دیا کہ اچھا مالک قدیم اسکو مشتری کا ثمن ادا کرکے لے سکتا ہے ۱۲ منہ

باندی مذکورہ کو آزاد کر دیا یا باندی مذکورہ اُس سے بچہ جنی پس اگر اُسنے بحکم قاضی اسکو لیا ہو تو جب اِس مستحق نے اپنا استحقاق
ثابت کیا تب قاضی اُسکے آزاد کرنے کو باطل کر دیگا اور رقیقیا شاہ وہ شخص اِس بچہ کو بھی مثل اُسکی ماں کے مستحق کی ملک میں
رقیق واپس کر دیگا لیکن میں استحساناً یہ حکم دیتا ہوں کہ جسنے اول مرتبہ لیا ہے وہ اپنے پاس بچہ کو مستحق کو اُسکی قیمت دیکر آزاد
اپنے پاس رکھے۔ اور اگر دو غلاموں کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے اور ان دونوں کو ایک شخص ایک ہی ثمن دیکر خرید لایا
تو انکے مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ چاہے ان دونوں میں سے ایک ہی کو اُسکا حصہ ثمن مشتری کو ادا کر کے لے لے اور دوسرے کو
چھوڑ دے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ ایک شخص کے غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے پھر مولیٰ نے ایک شخص
کو حکم کیا کہ غلام مذکور میرے واسطے بعوض ہزار درم کے اُنسے خرید کر پھر مرد مذکور نے اسکو اپنے واسطے خرید لیا تو غلام
مذکور اسی حکم دینے والے یعنے مولائے قدیم کا ہوگا اور اسیطرح اگر مولیٰ نے اس شخص کو حکم کیا کہ میرے واسطے ان لوگوں
سے ہبہ مانگ لے پس مرد مذکور نے اپنے واسطے ہبہ مانگ لیا تو بھی وہ مولائے مذکور کا ہوگا اور اسیطرح اگر مولیٰ نے اسکو
حکم کیا کہ اہل حرب سے غلام مذکور اُسکے مولیٰ کے واسطے مانگ لے پھر مرد مذکور نے اسکو اہل حرب سے خرید کیا اور یہ
خرید بعوض شراب کے واقع ہوئی تو بھی یہ غلام اپنے مولے کے واسطے ہوگا اور یہ غلام حربیوں کیطرف سے مولائے
مذکور کے لیے ہبہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مولے کو آگاہی حاصل ہوئی کہ میرا مملوک دار الحرب سے نکال لایا گیا ہے پھر اُسنے ایک مہینہ تک
اُسکو طلب نکیا تو دیرنگی سے اُسکا حق ساقط نہو جائیگا اور امام محمدؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر غلام
اسیر شدہ کا وہ مولیٰ جسکے پاس سے غلام مذکور اسیر کیا گیا تھا مشتری کے دار الحرب سے نکال لانیکے بعد مر گیا تو امام
محمد رح کے قول پر اُسکے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ مشتری مذکور سے لیں مگر بشرط بعض وارث اگر چاہیں تو نہیں لے سکتے
ہیں اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ وارثوں کو لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر کافر حربی کسی مسلمان کا غلام مسلمان اسیر
کر کے دار الحرب میں لے گیا اور اسنے احراز میں کر لیا پھر اسکو آزاد یا مدبر یا مکاتب کر دیا یا بجائے غلام کے باندی تھی کہ
اُس سے استیلاد کر لیا کہ اُس سے اولاد پیدا ہوئی پھر اہل اسلام نے غالب ہو کر ان اسیر شدہ مملوکوں کو مع اولاد کے
پایا تو یہ سب آزاد ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ کسی مسلمان کے
غلام کو اہل حرب گرفتار کر کے لے گئے پھر اُنسے کسی شخص نے یہ غلام خرید کیا اور دار الاسلام میں لایا پھر اہل حرب دوبارہ اسکو
گرفتار کر کے لے گئے پھر اہل حرب نے غلام مذکور اس مشتری کو ہبہ کر دیا تو مولائے قدیم کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے مشتری سے
مشتری کا ثمن اور غلام کی قیمت دونوں دیکر لے لے۔ اور بشر نے اپنی نوادر میں امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص
نے ایک غلام غصب کیا اور غاصب سے اہل حرب گرفتار کر کے لیگئے پھر غاصب نے غلام مذکور ایک شخص کے ہاتھ میں پایا
جسنے اسکو اہل حرب سے خرید ا ہے تو اس غاصب کو اس غلام کی جانب کوئی راہ نہیں ہے یہانتک کہ اُسکا مولیٰ حاضر ہو۔ اور
املاء میں امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر مشرکوں نے کسی نابالغ کا غلام اسیر کر لیا اور دار الحرب میں لے گئے پھر مسلمانوں نے
اس ملک پر جہاد کیا اور غلام مذکور غنیمت میں آیا اور ایک غازی کے حصہ میں پڑا پھر اس صغیر کے باپ نے قیمت دیکر نہ لیا بلکہ

۵ یعنے جس طرح اُس بچہ کی ماں صاحب استحقاق کی مملوکہ ہے اسی طرح یہ بچہ بھی مملوک ہوگا ۱۲ منہ

غازی مذکور کے سپرد کیا پھر نابالغ مذکور بالغ ہوا تو آیا اُسکا غلام لے لینے کا حق جاتا رہا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ نہیں وہ غلام کی نسبت اپنا حق رکھتا ہے چاہے لے لے یہ محیط میں ہے۔ واضح رہے کہ اگر اہل حرب ہمارے آزاد مرد و عورتیں یا مدبر یا مکاتب یا ہماری ام ولد باندیاں گرفتار کر کے لیجا دیں تو ہمارے استحقاق کی رو سے وہ انکے مالک نہ ہو جاوینگے اور اگر ہم لوگ انکے ان مذکورین کو گرفتار کر لادیں تو ہم ان سب کے مالک ہو جاوینگے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اہل حرب کسی مسلمان کا مملوک مدبر یا مکاتب یا ام ولد گرفتار کر لے گئے اور مسلمانوں نے جہاد کر کے غنیمت میں اسکو حاصل کیا اور تقسیم غنیمت میں وہ کسی کے حصہ میں آیا تو اسکا مولائے قدیم اسکو بعد قسمت[1] واقع ہونے کے بھی مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لیگا مگر جسکے حصہ میں پڑا تھا اسکو امام المسلمین اُسکی قیمت بیت المال سے دیدیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اسکو اہل حرب سے کوئی شخص دام دیکر خرید لایا ہو تو مولائے قدیم کو اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے مفت لے لے اور اگر یہ شخص جسکو حربی گرفتار کر کے لے گئے ہیں محض آزاد ہو پھر اسکو کوئی شخص حربیوں سے خرید کر کے دار الاسلام میں نکال لایا تو آزاد مذکور ویسا ہی آزاد ہوگا مشتری کا اسپر کچھ نہیں ہے الا اس صورت میں کہ اُسنے مشتری مذکور کو اسطرح حربیوں سے معاملہ خرید کرنے کا حکم کیا ہووے تو ایسی صورت میں ثمن مذکور اسپر قرضہ ہوگا۔ اور اگر مسلمان کا غلام دار الاسلام سے حربیوں کیطرف بھاگ گیا اور انھوں نے پکڑ لیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسکے مالک نہ ہونگے۔ اور اگر غلام مذکور کی جگہ مکاتب یا مدبر یا ام ولد یا ایسا مملوک جو اپنی قیمت ادا کرنے کے واسطے سعایت[2] میں ہے بھاگ گیا اور حربیوں نے اسکو گرفتار کر لیا تو بالاتفاق اسکے مالک نہ ہونگے اور جب ثابت ہوا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لینے سے اہل حرب اسکے مالک نہیں ہوتے ہیں تو اگر ایسے غلام کو حربیوں سے کوئی شخص خرید لایا یا انھوں نے اسکو ہبہ کیا یا غنیمت میں آیا خواہ غنیمت تقسیم کر دی گئی یا نہیں پھر مالک قدیم نے اسکو پایا تو جہاں پاوے مفت لے لیگا لیکن در صورتیکہ غنیمت تقسیم ہو گئی اور یہ غلام کسی کے حصہ میں آیا پھر اُس سے مالک قدیم نے بنا بر استحقاق مذکور لے لیا تو اُس شخص کو جسکے حصہ میں آیا تھا اسکا عوض بیت المال سے دیدیا جائیگا اور جسکے حصہ میں تھا اُسکے لیے غلام مذکور واپس لانے کا جعل بھی مالک مذکور پر واجب نہوگا۔ اور فقہاء نے فرمایا کہ اگر غلام بھاگ گیا اور اُسکے پاس مولے کا مال ہے تو حربی لوگ اس مال کے جو اُسکے پاس ہے مالک ہو جاینگے اور خود غلام کے مالک نہونگے۔ اور اگر کوئی اونٹ چھوٹ کر وحشیانہ انکے یہاں بھاگ گیا اور انھوں نے پکڑ لیا تو اسکے مالک ہو جاوینگے اور اگر کوئی آدمی خرید کر کے اُسکو دار الاسلام میں نکال لایا تو اسکے مالک قدیم کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے ثمن دیکر اسکو لے لے۔ اور اگر کوئی غلام اپنے ساتھ ایک گھوڑا و متاع لیکر حربیوں کی جانب بھاگ گیا اور انھوں نے یہ سب پکڑ لیا اور کسی شخص نے انسے یہ سب خریدا اور دار الاسلام میں نکال لایا تو مولائے قدیم کو اختیار ہے کہ غلام کو مفت اور گھوڑے و متاع کو مشتری کا ثمن دیکر لے لے اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے کذا فی السراج الوہاج۔ اور اگر حربیوں میں سے کسی کا غلام مسلمان ہو گیا پھر ہمارے یہاں نکلکر چلا آیا یا اس ملک پر مسلمان غالب ہوئے تو وہ آزاد ہے اور اسیطرح اگر حربیوں کے غلام ہمارے لشکر میں نکلکر

---

[1] یعنے جیسے وہ قبل تقسیم کے مفت لے سکتا تھا اسیطرح بعد تقسیم کے بھی مفت لے لیگا مگر اس صورت میں کہ بعد تقسیم لیا ہو جسکے حصہ میں وہ پڑا تھا اسکا عوض بیت المال سے ہوگا ۱۲ منہ

[2] محنت مشقت یعنے مزدوری ۱۲ منہ

چلے آئے تو وہ آزاد ہیں یہ ہدایہ میں ہے اگر حربی ہمارے یہاں امان لیکر داخل ہوا اور اُسنے کوئی مسلمان غلام خریدا اور کسی طور سے اُسکو دارالحرب میں لے گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام مذکور اُسکی ملک سے آزاد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا اور امام ابو یوسف سے ایک روایت مثل قول امام اعظم رح کے بھی مروی ہے اور اسی طرح اگر غلام مذکور ذمی ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے۔ اور اگر حربی کا غلام دارالحرب میں مسلمان ہو گیا تو بالاتفاق وہ اس حربی کا غلام ہوگا جیسے تھا پس اگر حربی نے اسکو کسی مسلمان یا حربی کے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی حربی دارالحرب میں مسلمان ہو گیا اور وہاں اُسکے مملوک موجود ہیں پھر وہ ہمارے یہاں نکلکر چلا آیا پھر اسکے پیچھے اسکا کوئی غلام بھی مسلمان ہو کر دارالاسلام میں چلا آیا تو وہ مثل سابق کے اپنے مولاے مذکور کا غلام ہوگا اور اسیطرح اگر وہ حالت کفر ہی میں نکل آیا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر اہل حرب کسی مال پر جسکو انھوں نے مسلمانوں سے لیا تھا مسلمان ہو یا ذمی ہو گئے تو مال مذکور انھیں کا ہوگا کہ مسلمانوں کو انسے لے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور اسیطرح اگر کوئی حربی دارالحرب سے نکلکر ہمارے یہاں چلا آیا یعنی یہیں کی سکونت اختیار کی اور اُسکے ساتھ ایسے مال مذکور میں سے کچھ ہے تو اُس اس مال کی نسبت تعرض نہیں ہو سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے اور اگر مسلمانوں نے اہل حرب میں سے کچھ لوگ گرفتار کیے اور ہنوز انکو باہم تقسیم نہ کیا اور نہ انکو دارالاسلام میں نکال لائے یہاں تک کہ یہ قیدی انکے ہاتھوں سے چھوٹ کر اپنے مامن میں بھاگ گئے یا اہل حرب نے غلبہ کیا اور انکو چھوڑ کر اپنے مامن میں لے گئے پھر مسلمانوں میں سے دوسری قوم غالب ہوئی اور خاص ان قیدیوں کو بھی گرفتار کر کے دارالاسلام میں نکال لائے خواہ باہم تقسیم کر لیا یا ہنوز تقسیم نہیں کیا پھر اول فریق اور دوم فریق نے ان اسیروں کی بابت قاضی کے حضور میں مخاصمہ کیا تو فریق دوم ہی ان قیدیوں کا مستحق ہے اور اگر مسئلہ مذکورہ میں فریق اول نے دارالحرب میں ان قیدیوں کو باہم تقسیم کر لیا ہو مگر انکو دارالاسلام میں نکالکر نہیں لائے اور باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو ایسی صورت میں فریق اول ہی ان اسیروں کا مستحق ہوگا پس اگر فریق اول نے ان اسیروں کو دوسرے فریق کے پاس قبل تقسیم غنیمت کے پایا تو مفت بغیر کچھ دیے ہوئے لے لینگے اور اگر تقسیم ہونے کے بعد پایا تو انکو یہ اختیار ہوگا کہ چاہیں قیمت دیکر اس سے لے لیں جیسے انکو اپنی اور املاک کی نسبت اختیار حاصل ہے اور اسیطرح اگر فریق اول انکو دارالاسلام میں نکال لایا اور باہم تقسیم کر لیا پھر وے بھاگ گئے یا اہل حرب غالب ہو کر انکو چھڑا لیگئے اور باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو بھی فریق اول ہی انکا مستحق ہوگا اور اگر فریق اول ان اسیروں کو دارالاسلام میں نکال لایا اور ہنوز باہم تقسیم نہ کیا تھا کہ یہ لوگ چھوٹ کر بھاگ گئے یا حربی لوگ غالب ہو کر انکو چھڑا لے گئے پھر باقی مسئلہ بحال خود واقع ہوا تو اس صورت میں اگر فریق دوم باہم تقسیم کر لینے کے بعد فریق اول حاضر آیا تو فریق دوم ہی ان قیدیوں کا مستحق ہوگا چنانچہ اسی طرح یہ مسئلہ زیادات میں مذکور ہے۔ اور اگر فریق دوم کے باہم تقسیم کر لینے سے پہلے فریق اول حاضر ہوا تو اسمیں دو روایتیں ہیں ایک روایت میں مذکور ہے کہ فریق اول ہی مستحق ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ فریق دوم مستحق ہوگا۔ اور اگر فریق اول انکو اپنے احراز میں دارالاسلام میں نکال لائے اور باہم تقسیم نہ کیا یہانتک کہ حربیوں نے غالب ہو کر انکو چھڑا لیا اور ہنوز انکو دارالحرب میں اپنے احراز میں نہیں لیجانے پائے تھے کہ مسلمانوں میں سے دوسری قوم نے دارالاسلام میں ان پر غالب ہو کر ان اسیروں کو

انسے لیا تو فریق دوم ان اسیرون کو فریق اول کو واپس کر دینگے خواہ باہم تقسیم کر لیا ہو یا نہ کیا ہو ولیکن اگر فریق دوم کے درمیان انکا بانٹ دینے والا ایسا امام ہو جسکے نزدیک مشرکون کا اسطرح سے لینا تملیک و احراز ہو تو ایسی صورت مین فریق دوم ہی انکا مستحق رہیگا یہ محیط مین ہے۔ جاننا چاہیے کہ دار الحرب ایک ہی شرط سے دار الاسلام ہو جاتا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ اس ملک مین احکام اسلام کا اظہار ہو۔ اور امام محمدؒ نے زیادات مین بیان فرمایا کہ دار الاسلام امام اعظمؒ کے نزدیک جبھی دار الحرب ہو جاتا ہے کہ تین شرطین پائی جاوین ایک یہ کہ اسمین احکام کفار کے بر سبیل اشتہار جاری ہون اور حکم اسلام کے موافق اسمین حکم نہ دیا جاوے دوم یہ کہ یہ ملک دار الحرب سے اسطرح متصل ہو کہ ان دونون کے درمیان بلاد اسلام مین سے کوئی بلاد نہ ہو اور سوم یہ کہ اسمین کوئی مسلمان اور کوئی ذمی اپنی امان اول پر جسکو قبل غلبہ کفار کے حاصل تھی باقی نہ رہے یعنے جو امان مسلمان کو اپنے اسلام سے اور ذمی کو اپنے عقد ذمہ سے حاصل تھی باقی نہ رہے اور صورت مسئلہ تین وجہ سے ہے ایک یہ کہ اہل حرب ہمارے کسی دیار پر غالب ہو جاوین اور دوم یہ کہ کسی شہر کے لوگ اسلام سے مرتد ہو کر غالب ہو جاوین اور احکام کفر وہان جاری کرین سوم یہ کہ کسی شہر کے ذمی اپنا عقد ذمہ توڑ دین اور بر سبیل تغلب اس شہر پر قابض ہو جاوین تو ان سب صورتون مین سے ہر صورت مین یہ صوبہ یا شہر یا ملک جب ہی دار الحرب ہو جائیگا کہ جب تینون شرطین مذکورہ بالا پائی جاوین اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک ہی شرط سے دار الاسلام بھی دار الحرب ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسمین احکام کفر جاری و ظاہر ہون اور یہ قول موافق قیاس کے ہے۔ پھر اگر کوئی ملک بسبب تینون شرائط مذکورہ بالا پائی جانے کے دار الحرب ہو گیا پھر اسکو امام نے فتح کیا اور غنیمت لوٹ مین آئی پھر قبل تقسیم غنیمت کے وہان کے لوگ حاضر ہوئے تو اسکو مفت بغیر کچھ دیے لے لینگے یعنے دیدیجائیگی اور اگر بعد تقسیم ہو جانے کے حاضر ہوئے تو ہر ایک اپنی اپنی چیز اسکی قیمت دیکے لے سکتا ہے اور رہی زمین پس بعد فتح کر لینے امام المسلمین کے وہ اپنے حکم اول کی طرف عود کریگی یعنی اگر وہ زمین خراجی تھی تو خراجی ہو جائیگی اور اگر عشری تھی تو عشری ہو جائیگی لیکن اگر قبل اسکے امام نے اسپر خراج باندھ دیا ہو تو وہ عود کرنے مین عشری نہوگی یہ

سراج وہاج مین ہے

چھٹا باب مستامن یعنی امان لیکر داخل ہونے والے کے بیان مین۔ اور اسمین تین فصلین ہین فصل اول

مسلمان کی امان لیکر دار الحرب مین داخل ہونے کے بیان مین۔ اگر کوئی مسلمان تاجر امان لیکر دار الحرب مین داخل ہوا تو اسپر حرام ہے کہ حربیون کی جانون یا مالون سے کچھ تعرض کرے لیکن اگر ان تاجرون کے ساتھ حربیون کے بادشاہ نے جان بوجھکر غدر کیا بایں طور کہ انکے مال لے لیے یا قید کیا یا اور کسی نے ظلم کیا اور بادشاہ نے جان بوجھکر منع نہ کیا تو ایسی حالت مین ان تاجرون کو انکی جانون و مالون سے تعرض کرنا مباح ہے مانند اس شخص کے جسکو اہل حرب قید کرکے لے گئے یا بطور چورون کے وہ انکے ملک مین پوشیدہ داخل ہوا کہ اسکو یہ امور مباح ہوتے ہین پس اسیطرح ایسے تاجرون کو بھی روا ہے کہ انکا مال لے لے اور انکو قتل کرے مگر یہ نہیں روا ہے کہ وہان کی کسی عورت سے

۱؎ یعنے باہم جو عہد و پیمان تھا اسپر قائم رہین بلکہ انکے خلاف غدر و بدعہدی کرین ۱۲ منہ ۲؎ ملک نکاح ہو یا ملک رقبہ ۱۲ منہ

حلال جان کر وطی کرے اسواسطے کہ فروج کی حلت سوائے ملک کے نہین ہوتی ہی اور جبتک کہ اپنے دارالاسلام مین حربیہ عورت کو لاکر اپنے احراز مین نہ کرے تب تک ملک متحقق نہین ہوتی ہی - لیکن اگر اُسنے دارالاسلام مین اپنی منکوحہ عورت کو جسکو اہل حرب قید کرکے لے گئے ہین پایا یا اپنی ام ولد یا مدبرہ کو پایا اور حال یہ ہی کہ اہل حرب نے ان عورتون سے وطی نہین کی ہی تو یہ عورتین اُسکی ملک مین باقی ہین پس اُنسے وطی کر سکتا ہی مگر ان عورتون سے اگر اہل حرب نے وطی کی ہو تو ان عورتون کے حق مین شبہہ پیدا ہوگا پس ان عورتون پر عدت واجب ہوگی لہذا جبتک انکی عدت منقضی نہو جاے تب تک اُنسے وطی کرنا اسکو روا نہین ہی بخلاف اسکے اگر محض مملوکہ باندی کو اہل حرب قید کرکے لے گئے ہون اور اسکو اُسنے وہان پایا تو اسکے ساتھ اسکو وطی کرنا جائز نہین ہی اگرچہ اہل حرب نے اُس سے وطی نہ کی ہو اسواسطے کہ حربی ایسی باندی کے مالک ہوگئے ہین اور اسی وجہ سے اسکو جائز نہین ہی کہ اس باندی سے کسی طرح کچھ تعرض کرے بشرطیکہ انکے دیار مین امان لیکر داخل ہوا اور امان توڑی نہین گئی اور اپنی زوجہ و ام ولد و مدبرہ سے اسکو تعرض جائز ہی تبیین مین ہی اور اگر تاجر مذکور نے خود غدر کیا اور حربیون کی کوئی چیز لیکر دارالاسلام مین نکال لایا تو اسکا مالک ہو جائیگا مگر یہ ملک خبیث یعنی حرام طور پر مالک ہوگا پس اسکو حکم دیا جائیگا کہ یہ چیز صدقہ کر دے - اور اگر اس تاجر کے ہاتھ کسی حربی نے کوئی چیز قرض بیچی یا اُسنے کسی حربی کے ہاتھ قرض بیچی یا اس تاجر و حربی مین سے کسی نے دوسرے سے غصب کر لی پھر تاجر مذکور دارالاسلام مین چلا آیا اور حربی مذکور بھی امان لیکر دارالاسلام مین داخل ہوا یا کسی حربی نے دوسرے حربی کے ہاتھ کوئی چیز قرض بیچی یا ایک حربی نے دوسرے حربی کی کوئی چیز غصب کر لی پھر دونون امان لیکر دارالاسلام مین داخل ہوئے اور یہان کے حاکم کے حضور مین نالش پیش کی تو ان دونون مین سے کسی کے واسطے دوسرے پر کچھ حکم کسی چیز کا نہ دیا جائیگا اور اگر دونون حربی مذکور مسلمان ہو کر دارالاسلام مین آگئے ہون تو جسکا قرضہ چاہیے ہی اسکے واسطے قرضدار پر اسکے قرضہ کا حکم دیدیا جائیگا اور رہی غصب کی صورت سو سب وجوہ مذکورہ بالا مین غصب کی بابت قضاءً کچھ تعرض نہ کیا جائیگا لیکن جس صورت مین کہ مسلمان حربیون کے یہان امان لیکر داخل ہوا اور حربی کی کوئی چیز غصب کر لی ہی اور حربی مسلمان ہو کر یہان آیا اور نالش پیش کی ہی تو غاصب کو از راہ دیانت مال غصب اسکو واپس کر دینے کا حکم دیا جائیگا مگر قضاءً اسپر حکم نہ دیا جائیگا -

اور اگر دو مسلمان امان لیکر دارالحرب مین داخل ہوئے پھر انمین سے ایک نے دوسرے کو عمداً یا خطاءً قتل کیا تو قاتل پر اسکے مال سے مقتول کی دیت واجب ہوگی اور خطاءً قتل کرنے کی صورت مین اسپر کفارہ بھی واجب ہوگا اور رہا قصاص سو ظاہر الروایہ کے موافق قصاص واجب نہین ہوتا ہی - اور اگر یہ دونون قیدی ہون یعنے کفار انکو دارالاسلام سے قید کرکے لے گئے ہون پھر ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا مسلمان تاجر نے کسی مسلمان اسیر کو قتل کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک قاتل پر کچھ واجب نہین ہی سوائے اسکے کہ خطاءً قتل کرنے کی صورت مین کفارہ قتل ادا کرنا واجب ہی یہ کافی مین ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ مضائقہ نہین ہی کہ مسلمان تاجر اہل حرب کے یہان جاے جو چیز لیجاوے سوائے کراع و سلاح و سبی کے اور اگر حربیون کے یہان کچھ نہ لیجاے تو میرے نزدیک پسندیدہ تر ہی شیخ شمس الائمہ سرخسی نے شرح سیر کبیر مین فرمایا کہ کراع سے مراد ہر طرح کے گھوڑے اور خچر و گدھے و اونٹ و مال لادنے کے بیل ہین - اور سلاح سے مراد یہ ہی

کہ جو قتال کے واسطے مہیا کیا ہو اور لڑائی میں استعمال کیا جاتا ہو خواہ اسکے ساتھ وہ سوائے لڑائی کے اور کام میں استعمال کیا جاتا ہو یا نہ کیا جاتا ہو اور تمام جنس سلاح ہو خواہ خرد ہو یا کلان ہو چنانچہ کہ سوئی و سوجا تک انکے یہاں بھر لیجانا کراہیت میں یکسان ہیں۔ اسی طرح جس لوہے سے ہتھیار بنائے جاتے ہیں اسکا بھری کر کے دار الحرب میں لیجانا مکروہ ہے اور اسی طرح حریر و دیباج اور قز جو غیر معمول یعنے ساختہ ہوئے تو اسکا لیجانا بھی مکروہ ہے۔ اور اگر خام ابریشم یا قز کے باریک کپڑے ہوں تو انکو لیجانے میں مضائقہ نہیں ہے اور پیتل کانسا اہل حرب کے یہاں لیجانے میں مضائقہ نہیں ہے اور یہی حکم قلعی کا ہے اسواسطے کہ غالبًا انکا استعمال ہتھیاروں میں نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر وہ لوگ غالب ہتھیار اپنے اس سے بناتے ہوں تو انہیں سے کسی چیز کا انکے یہاں لیجانا حلال نہیں ہے اور نسور[عہ] زندہ یا مذبوحہ کلمع بازوں کے اہل حرب کے یہان لیجانا روا نہیں ہے اسواسطے کہ غالبًا انکے بازو کے پرون سے نشانے تیر کی ڈنڈی میں لگائی جاتی ہے اور اگر عقاب کے بازو کے پرون سے ایسا کیا جاتا ہو تو انکا بھی اسطور سے داخل کرنا روا نہیں ہے۔ اور اگر وہ شکاری ہی کیواسطے اس ملک میں جاتے ہوں تو انکا وہان لیجانا روا ہے اور باز و صقر[1] کا بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مسلمان نے امان لیکر دار الحرب میں تجارت کے واسطے جانے کا قصد کیا حالانکہ اسکے ساتھ اسکا گھوڑا و ہتھیار ہیں کہ جنکو اہل حرب کے ہاتھ فروخت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو انکے ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا ولیکن یہ ہو تب ہے کہ یہ معلوم ہو کہ اہل حرب اُس سے ان چیزوں کے واسطے کچھ متعرض نہ ہونگے اور اسی طرح باقی جانوران سواری کا بھی یہی حکم ہے ولیکن اگر یہ تاجر ان چیزوں میں سے کسی چیز کی نسبت متہم ہو کہ انکے ہاتھ بیچنے کے واسطے لیے جاتا ہے تو اس سے واللہ تعالی کی قسم لیجائیگی کہ میں بیع کیواسطے ان چیزوں کو نہیں لیے جاتا ہوں اور فروخت نہ کرونگا یہانتک کہ انکو دار الحرب سے دار الاسلام میں نکال لاؤں الا بوجہ ضرورت وسختی پیش آنے کے۔ پس اگر اُسنے اسطور پر قسم کھائی تو تہمت مذکورہ اسکے ذمہ سے دور ہو جائیگی اور دار الحرب میں لیجانے دیا جائیگا اور اگر اُسنے قسم نہ کھائی تھا نہیں سے کوئی چیز دار الحرب میں نہ لیجانے پاویگا اور روکا جائیگا۔ اور اسیطرح اگر دریا کی راہ سے مال تجارت کشتی میں بھر کر لیجانا چاہا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک یا دو غلام لیجانے کا قصد کیا تاکہ اسکی خدمت کیا کریں تو اسکو ممانعت نہ کیجاویگی اسواسطے کہ اسکو خدمت کی حاجت ہے مگر ایسے غلاموں کے لیجانے سے منع کیا جائیگا جنکی تجارت کا ارادہ رکھتا ہے پس اگر متہم ہوا کہ بیچنے کے واسطے لیے جاتا ہے تو اس سے قسم لیجائیگی۔ اور اگر ذمی نے تجارت کے واسطے امان لیکر جانیکا قصد کیا تو وہ گھوڑا و بردون و ہتھیار ساتھ لیجانے سے منع کیا جائیگا لیکن اگر ذمی مذکور ان اہل حرب کے ساتھ عداوت رکھنے میں معروف ہو اور مامون ہو کہ ایسا نہ کریگا تو اسکا حال مثل مسلمان تاجر کے ہے۔ اور اگر اُسنے اپنی تجارت کے واسطے خچر یا گدھے یا گاڑی یا اونٹ پر سوار ہو کر یا لاد کر دار الحرب میں جانا چاہا تو منع نہ کیا جائیگا مگر اُس سے قسم لیجائیگی کہ خچر و کشتی و رقیق جو وہان ساتھ لیے جاتا ہے انکے ہاتھ فروخت کرنیکا قصد نہیں رکھتا ہے اور نہ انکو فروخت کریگا یہانتک کہ انکو دار الاسلام میں نکال لاویگا الا بسبب ضرورت پیش آنے کے۔ اور اگر حربی مستامن نے دار الاسلام سے

---

[1] باز و صقر دونوں پرند شکاری ہیں باز تو معروف ہے اور صقر کی ہندی گرہے جو کبوتر وغیرہ کا شکار کرتا ہے ۱۲ منہ

عہ جمع نسر طائر ۱۲

دار الحرب کی طرف لوٹ جانے کا ارادہ کیا ہو اور ان چیزون مین سے جو ہمنے ذکر کی ہین کسی چیز کو ساتھ لیجانا چاہا تو اسکو اس سے منع کیا جائیگا اور روکا جائیگا لیکن اگر حربی مذکور کسی مسلمان یا ذمی کو کشتی یا کوئی جانور سواری کرایہ پر دیکر سوار کر لایا ہو اور یہان سے یہ چیز واپس لیجاتا ہو تو ایسی صورت مین وہ منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اہل حرب ایسے لوگ ہون کہ جب کوئی تاجر مسلمان یا ذمی انکے یہان ان چیزون مین سے کوئی چیز لیجاتا ہو تو پھر واپس نہین لانے دیتے ہین مگر اسکا ثمن اسکو دیدیتے ہین تو تاجر مسلمان یا ذمی کو انکے یہان ہر قسم کے گھوڑے و ہتھیار و رقیق لیجانے سے ممانعت کیجائیگی مگر خچر و گدھے و بیل و اونٹ لیجانے سے نہ روکا جائیگا اور اسی طرح ایک کشتی لیجانے سے جسپر سوار ہوتا ہو اور اسباب لادتا ہو منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اُسنے دوسری کشتی اُسکے ساتھ لیجانے کا قصد کیا تو اسسے روک دیا جائیگا اور یہ سب بحکم استحسان ہے۔ اور ایسی حالت مین وہ اپنے ساتھ کوئی خادم خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو نہیں لیجانے پاویگا۔ اور اگر کوئی حربی ہمارے یہان امان لیکر کراع و سلاح و رقیق کے ساتھ داخل ہوا تو جو کچھ ساتھ لایا ہے اسکو لیکر لوٹ جانے سے منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اُسنے چیزین درمون یعنی نقد کے عوض بیچ ڈالین پھر اس نقد کے عوض یہان سے بھی دوسری چیزین خریدین خواہ ویسے ہی کہ ایسی اسکی تھین یا اُنسے افضل یا ایسے بدتر تو وہ اُن چیزون مین سے کسی کو دار الحرب مین نہ لیجانے پاویگا۔ اور اسیطرح اگر اُسنے وہی بعینہ خریدلین جنکو فروخت کیا ہے یا مشتری سے درخواست کی کہ مجھسے اقالہ کرے پس مشتری نے اس بیع کا قبل قبضہ مبیع کے یا بعد قبضہ مبیع کے اقالہ کر دیا یا مشتری نے ان خریدی ہوئی چیزون کو بسبب خیار رویت کے یا بسبب خیار شرط کے جو مشتری نے اپنے واسطے شرط کیا تھا حربی مذکور کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہے کہ حربی مذکور ان چیزون کو یہانسے نہ لیجانے پاویگا۔ اور اگر حربی مذکور نے بیع مین اپنے واسطے خیار شرط کر لیا ہو پھر اس خیار کیوجہ سے بیع کو توڑ دیا تو اسکو اختیار رہیگا چاہے ان چیزون کو اپنے ساتھ واپس لیجاوے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر حربی کوئی تلوار لایا اور بجاے اسکے کمان یا نیزہ یا ڈھال خریدی جو یہان سے دار الحرب مین نہ لیجانے پاویگا اور اسی طرح اگر اپنی تلوار سے بہتر دوسری تلوار اپنی تلوار سے بدل لی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دوسری تلوار اسکی تلوار کے مثل یا خراب ہو تو اسکو ساتھ لیجانے سے منع نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہے کہ ہر گاہ اُسنے اپنے ہتھیار کے عوض دوسری جنس کا ہتھیار بدل لیا تو اسکو نہ لیجانے پاویگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ اسکو دار الاسلام مین فروخت کرے خواہ یہ ہتھیار جو اُسنے بدل لیا ہے اسکے ہتھیار کی نسبت فائدہ مین بہتر ہو یا بدتر ہو اور اگر اُسنے اپنے ہتھیار کے بدل مین اُسی جنس کا ہتھیار لیا ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے ہتھیار کے مثل یا اس سے خراب ہے تو اسکو لیکر دار الحرب مین لوٹ جا سکتا ہے روکا نہ جائیگا اور اگر اس ہتھیار سے اچھا ہو تو لیجانے نہ پاویگا اور اگر اُسنے اپنے ہتھیار کے مثل بدل لیا پھر دونون نے باہم بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو جو ہتھیار اسکو ملا ہے یعنی اسی کا پہلا ہتھیار کہ بعد اقالہ کے ملا ہے تو اسکو لیکر دار الحرب مین لوٹ جا سکتا ہے اور اگر اُسنے بیع مبادلہ مین اپنے ہتھیار سے اچھا یا خراب بدل لیا ہو پھر دونون نے بیع کا اقالہ کر لیا تو بعد اقالہ کے جو ہتھیار اسکا اُسکے ہاتھ آیا ہے اسکو دونون صورتون مین ساتھ لیجا سکیگا

۱؎ یعنے اُس مبیع کو رد کرے اور بیع کو توڑدے ۱۲ منہ ۲؎ چاہے فروخت کر کے قیمت و دام نقد لیجائے یا ویسے ہی
ایسی چیزون کے دوسرے قسم کے اسباب کو خریدے ۱۲ منہ

واپس نہیں جاسکتا ہے۔ اور کراع کا مبادلہ کرنا سب صورتوں میں وہی حکم رکھتا ہے جو ہتھیار کے مبادلہ میں ہمنے بیان کیا ہے اور اگر اُسنے اپنے نر گدھے کے عوض مادہ گدھی بدل لی یا نر گھوڑے کے عوض مادہ گھوڑی بدل لی تو اُسکو دار الحرب میں لیجانے سے روکا جائیگا اگرچہ جسکو لیے جاتا ہے قیمت میں اس سے کم ہے جسکو بدل کر چھوڑے جاتا ہے۔ اور اگر اُسنے اپنے نر خچر کے عوض مادہ خچری بدل لی خواہ قیمت میں اُسکے مثل ہو یا کم ہو تو چھوڑ دیا جائیگا کہ اُسکو لیجاوے۔ اور اگر اُسنے ترکی مادیان کے عوض نر بدل لیا تو نہیں لیجانے پاویگا اور اگر اُسنے اپنے اصیل گھوڑے کے عوض براذین یعنی دوغلا گھوڑا یا براذون عوض اصیل گھوڑا بدل لیا تو اسکے ساتھ لیجانے سے روکا جائیگا اور نہ لیجانے پاویگا۔ اور اگر اُسنے اپنی مادہ گھوڑی کے عوض دوسری مادہ گھوڑی جو اُسکی گھوڑی سے دوڑ میں کم ہے بدل لی ولیکن بدلی ہوئی گھوڑی اُسکی گھوڑی کے بہ نسبت مضبوط زیادہ ہے اور اس سے نسل کی امید زیادہ ہے تو لیجانے سے روکا جائیگا اور اُسپر جبر کیا جائیگا کہ اُسکو یہاں فروخت کرے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ جو گھوڑی اُسنے دیدی ہے اُسکی بہ نسبت یہ گھوڑی جسکو لیے جاتا ہے انتفاع حاصل کرنے میں کسیطرح سے کم یا برابر ہے تو لیجاسکتا ہے اور رہی باندی و غلام یعنی رقیق سو اُنکو کسی طرح بعد تبدیل کر لینے کے نہیں لیجا سکتا ہے اُسپر جبر کیا جائیگا کہ فروخت کرے خواہ جو رقیق بدلے میں لیا ہے اُسی جنس کا ہو جو اُسنے دیا ہے یا غیر جنس ہو خواہ اُس سے گھٹ کر ہو یا بڑھکر ہو یا برابر ہو۔ اور اگر روم کے دو شخص حربی امان لیکر ہمارے یہاں داخل ہوئے اور ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ ہتھیار ہیں پھر دونوں نے آپس میں رقیق اور ہتھیار کا مبادلہ کر لیا یا ہر ایک نے اپنا مال دوسرے کے ہاتھ درموں کے عوض بیچ ڈالا پھر ہر ایک نے اس چیز کو جو اس نے اس طرح حاصل کی ہے دار الحرب میں لیجانا چاہا تو منع نہ کیا جائیگا۔ اور اگر روم کا کوئی حربی یہاں امان لیکر داخل ہوا اور اپنے ساتھ کراع یا سلاح یا رقیق لایا پھر یہاں سے اُسنے چاہا کہ تاتار یا دیلم وغیرہ کسی ایسے کافروں کے ملک میں جو مسلمانوں کے دشمن ہیں ان چیزوں کو لیکر جاوے تاکہ انکے ہاتھ فروخت کرے تو اُسکو اس سے منع کیا جائیگا اور اسیطرح اگر ان چیزوں کو ایسے دار الحرب میں داخل کرنا چاہا جنسے مسلمانوں سے موادعت[1] ہے تو بھی منع کیا جائیگا اور اگر ایسے ملک میں لیجانا چاہا جہاں کے لوگ مسلمانوں کے اہل ذمہ ہیں تو منع نہ کیا جائیگا اور اگر دو حربی مستامن ہمارے یہاں آئے ایک روم کا ہے اور دوسرا تاتار کا ہے اور انہیں سے ایک کے ساتھ رقیق اور دوسرے کے ساتھ کراع یا سلاح ہیں پھر دونوں نے باہم ان چیزوں کا مبادلہ کر لیا یا ہر ایک نے دوسرے کی متاع کو درموں کے عوض خرید الغرض دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا جائیگا کہ وہ اپنی خریدی ہوئی اس چیز کو اپنے ملک میں لیجاوے۔ اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے یکساں صنعت کے ہتھیار بدل لیے تو ہر ایک کو اختیار دیا جائیگا کہ اپنی خریدی ہوئی چیز کو اپنے ملک میں لیجاوے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے بہ نسبت دوسرے کے بہتر لیا ہو تو جسنے دونوں میں سے خراب لیا ہے وہ اپنے خراب ہتھیار کو اپنے ملک میں لیجا سکتا ہے اور جس نے بہتر لیا ہے وہ نہیں لیجا سکتا ہے بلکہ اُسپر جبر کیا جائیگا کہ اُسکو فروخت کرے بمنزلہ اسکے جیسے کہ حربی نے مسلمان سے ایسا مبادلہ کیا چنانچہ اُسمیں بھی یہی حکم ہے جو معلوم ہوا اور اسیطرح اگر دونوں میں سے فضل

---

[1] یعنے مدت معین تک باہم صلح ہو اور اُس وقت تک لڑائی سے مہلت دی گئی ہے ۱۲

ہتھیار کے بائع کو مشتری نے بسبب خیار رویت یا اپنے خیار شرط یا بسبب عیب کے خرید ا ہوا ہتھیار واپس کر دیا ہو تو بھی وہ اسکو دار الحرب مین واپس نہین لیجا سکتا ہی بخلاف اسکے اگر دونون نے باہم رقیق کو رقیق سے مبادلہ کر لیا اور یہ دونون رقیق یکسان ہین یا ان مین سے ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہی تو اس صورت مین ان دونون کا مبادلہ بمنزلہ مبادلہ مسلمان یا ذمی و مستامن کے قرار نہ دیا جائیگا پس درصورتیکہ ہر دو رقیق مین مساوات متحقق ہو جسکی ملک مین اس بیع سے جو رقیق آگیا ہی اسکو اپنے ملک مین لیجانے سے ممانعت نہ کیجائیگی اور اگر دونون مین سے ایک افضل ہو اور دوسرا گھٹیا ہو تو جسنے گھٹیا لیا ہی وہ منع نہ کیا جائیگا اور جسنے افضل لیا ہی اسکو ممانعت کیجائیگی اور اگر دونون نے باہم باندی و غلام کا مبادلہ کیا ہو تو دونون مین سے کسی کو اجازت نہ ہوگی کہ جو اُسنے لیا ہی اسکو اپنے ملک مین لیجاوے اسواسطے کہ نر و مادہ کا اختلاف جنسی ہی کذا فی المحیط **فصل دوم** حربی کے امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہونے کے بیان مین۔ اگر حربی امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہوا تو اُسکو یہ قدرت نہ دیجائیگی کہ یہان سال بھر تک رہے اور امام المسلمین اُس سے فرما دیگا کہ اگر تو سال بھر تک یہان رہیگا تو مین تجھ پر جزیہ باندھ دونگا۔ پھر اگر امام کے اسطرح اُس سے فرمانے کے بعد وہ سال تمام ہونے سے پہلے اپنے ملک کو واپس گیا تو اُسپر کوئی راہ نہین ہی اور اگر نہ گیا یہین رہا تو وہ ذمی ہی اور جزیہ کے واسطے سال ہو وقت سے شمار ہوگا جسوقت سے امام نے اُس سے کہدیا ہی نہ اسوقت سے کہ جسوقت سے وہ دار الاسلام مین داخل ہوا ہی اور امام کو یہ بھی روا ہی کہ اگر مصلحت دیکھے تو اسکے واسطے اس سے کم مدت مقرر کر دے مثلاً مہینہ یا دو مہینہ چنانچہ اسکے بعد اگر وہ رہا تو ذمی ہو جائیگا پھر جو مدت مقرر کر دی ہی اگر اسکے بعد گذر جانے کے وہ ذمی ہو گیا تو از سر نو اُس سے اُسوقت کے بعد سے آئندہ سال کیواسطے جزیہ لیگا لیکن اگر اسکے واسطے یہ شرط کر دی ہو کہ اگر تو سال بھر تک رہا تو تجھ سے جزیہ لونگا تو ایسی صورت مین سال تمام ہونے پر جزیہ لیگا کذا فی التبیین۔ پھر اسکے بعد وہ نہ چھوڑا جائیگا کہ دار الحرب مین لوٹ جاوے یہ کفایہ مین ہی۔ اور اگر کوئی حربی ہمارے ملک مین امان لیکر آیا اور اُسنے یہان کوئی زمین خراجی خریدی پھر جب اُسپر خراج باندھا گیا تب ہی سے وہ ذمی ہو گیا اور اسیطرح اگر اُسنے زمین عشری خریدی تو وہ زمین بنا بر قول امام محمد رہ کے عشری رہیگی اور بنا بر قول امام اعظم رہ کے خراجی ہو جائیگی پس خراج باندھے جانیکے وقت سے اُس سے آئندہ سال کا جزیہ لیا جائیگا اور اُسکے حق مین ذمیون کے احکام ثابت ہونگے چنانچہ دار الحرب مین جانے سے منع کیا جائیگا اور اسکے و مسلمان کے درمیان قصاص جاری ہوگا اور اگر کسی مسلمان نے اسکی شراب یا سور کو تلف کر دیا تو ضامن ہوگا اور اگر اُسکی تہمت لعان دیگا اور اگر وہ خطا سے قتل کیا گیا تو اسکی دیت واجب ہوگی اور واجب ہوگا کہ جو چیز اسکو تکلیف دہ ہو وہ اس سے دور کیجاوے چنانچہ اسکی غیبت حرام ہوگی جیسے مسلمان کی غیبت حرام ہی اور خراج باندھنے سے یہ مراد ہی کہ اُسپر خراج لازم کر دیا جائیگا اور جب اُس نے سبب کو لیا ہی اسوقت سے وقت معیاد پوری ہو جانے پر اُس سے لیا جائیگا اور سبب خراج اس اراضی کی زراعت ہی یا اسکو اُس زمین مین زراعت کی قدرت حاصل ہو اگرچہ اُسنے بیکار چھوڑ رکھا ہو بشرطیکہ اُسکی ملک مین ہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور خالی خریدنے ہی سے

---

(۱) یعنی غلام کو دوسرے غلام سے مبادلہ کیا ۱۲ منہ (۲) اگر کوئی معاملہ پیش آوے ۱۲ منہ (۳) یعنے روکا جائیگا ۱۲

ظاہر الروایہ کے موافق ذمی نہیں ہو جاتا ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اُس نے اس اراضی کو فروخت کر دیا قبل اسکے کہ اُسکا خراج واجب ہووے تو اسکے خرید کی وجہ سے ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر خراجی زمین کو اجارہ پر لیکر اُسمین زراعت کی تو ذمی ہو جائیگا اور اگر ایسی زمین خراجی ہو کہ جسکا خراج موظف[1] نہیں ہے بلکہ بٹائی ہے اور حربی نے اپنے بیجون سے اُسمین زراعت کی پھر جو کچھ پیدا وار ہوئی اُسمین سے امام نے خراج لیا اور خراج کا حکم اس مزارع[2] یعنی حربی پر جاری کیا نہ مالک زمین پر تو امام اس حربی کو ذمی قرار دیگا اور اُسپر اسکی جان کا خراج بھی مقرر کریگا یعنے جزیہ مقرر کریگا۔ اور اگر حربی مستامن نے ایسی اراضی کو خریدا جسکا خراج بٹائی پر ہے اور اُسکو کسی مسلمان کو اجارہ پر دیدیا اور امام نے اُسکا خراج اس مسلمان مستاجر سے لیا اور اُسکا مذہب یہ ہے کہ خراج مذکور زراعت پر ہوتا ہے تو مستامن مذکور ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر مستامن نے خریدی ہوئی زمین مین زراعت کی اور یہ زمین خراجی ہے پھر اسکی کھیتی جمی پھر زراعت کو ایسی آفت پہونچی کہ وہ جاتی رہی تو زمین مذکور پر اس سال خراج نہ ہوگا اور حربی مذکور ذمی نہ ہو جائیگا۔ اور اگر حربی مستامن ایک زمین کا مالک ہوا اور مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے کم مین اس اراضی پر خراج واجب ہوا تو جس وقت سے اُسکی زمین پر خراج واجب ہوا ہے جسکا ادا کرنا اُسپر واجب ہوا ہے اُسی وقت سے وہ ذمی ہو جائیگا اور اُسپر اسکے نفس کا جزیہ واجب ہوگا کہ جس روز سے اُسکی زمین پر خراج واجب ہوا ہے اسکے بعد سے ایک سال گذرنے پر اُس سے یہ جزیہ لے لیا جائیگا۔ اور اگر حربیہ عورت امان لیکر ہمارے یہان داخل ہوئی اور اُسنے کسی ذمی یا مسلمان[3] سے نکاح کر لیا تو وہ ذمیہ ہو گئی اور اگر کوئی حربی ہمارے یہان امان لیکر داخل ہوا اور اُسنے کسی ذمیہ عورت سے نکاح کیا تو اس عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے یہ مرد حربی ذمی نہو جائیگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر حربی مستامن اپنے دار الحرب مین لوٹ گیا اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس کچھ ودیعت چھوڑ گیا یا انپر کچھ قرضہ چھوڑ گیا تو حربی مذکور کا خون بعد دار الحرب مین داخل ہونے کے حلال ہو گیا ولیکن جو مال اُسکا مسلمانون یا ذمیون کے پاس دار الاسلام مین ہے وہ ویسا ہی باقی رہیگا کہ اسکا تصرف مین لانا حرام ہے پھر اگر حربی مذکور وہان سے گرفتار کر کے لایا گیا یا لشکر اسلام اس دار الحرب پر غالب ہوا اور حربی مذکور قتل کیا گیا تو اُسکا قرضہ ساقط ہو گیا اور جو مال اُسکا ودیعت تھا وہ فئی ہو گیا اور اگر اُسکا کچھ مال یہان رہن تھا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اُسکو مرتہن اپنے قرضہ مین لے لیگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مال مرہون فروخت کیا جائیگا اور اُسکے ثمن سے مرتہن کا قرضہ پورا ادا کر کے جو کچھ باقی بچے گا وہ بیت المال کا ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر اہل اسلام اس دار الحرب پر غالب نہوے مگر حربی مذکور قتل کیا گیا تو اُسکا قرضہ و مال ودیعت اسکے وارثون کا حق ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنی موت سے مر گیا تو بھی یہی حکم ہے اور جو مال کہ اہل حرب کے مسلمانون کو بغیر قتال

[1] یعنے مقدار معینہ و مقررہ ۱۲ منہ [2] زراعت کنندہ جسکو کاشتکار کہتے ہین ۱۲ منہ [3] باین طور کہ وہ عورت یہودیہ یا نصرانیہ یعنے اہل کتاب سے تھی ۱۲

حاصل ہوئے ہین وہ مثل خراج کے مسلمانون کی مصلحتون مین صرف کیے جاوینگے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ مراد اس مال[ؔ] سے مثل اس اراضی کے ہے جسکے وہان کے کافرون کو جلاوطن کردیا اور مثل جزیہ کے ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ ایسے مالون مین پانچوان حصہ نہین ہوتا ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر حربی مستامن دار الاسلام مین اپنا مال چھوڑ کر مر گیا اور اُسکے وارث دار الحرب مین ہین تو اسکا مال اُسکے وارثون کے واسطے رکھ چھوڑا جائیگا پھر جب وہ لوگ یہان آوین تو ضرور ہے کہ اپنی وراثت پر گواہ قائم کرین تاکہ مال پاوین پھر اگر اُنھون نے اہل ذمہ مین سے گواہ قائم کیے تو استحساناً مقبول ہونگے پھر اگر ان گواہون نے اسطرح بیان کیا کہ حربی مذکور کا ہم کوئی وارث سواے انکے نہین جانتے ہین تو مال مذکور ان لوگون کو دیدیا جائیگا مگر ان لوگون سے کفیل لے لیا جائیگا بنظر آنکہ مال مذکور کا کوئی مستحق ظاہر ہو تو کفیل مذکور ضامن رہے۔ اور اگر حربیون کے بادشاہ نے انکی وراثت کا خط لکھدیا تو مقبول نہوگا اگرچہ یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ خط انکے بادشاہ کا ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر حربی نے اپنا غلام تاجر دار الاسلام مین امان لیکر بھیجا پھر غلام مذکور یہان مسلمان ہوگیا تو فروخت کردیا جائیگا اور اسکا ثمن حربی مذکور کا ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر حربی امان لیکر ہمارے یہان داخل ہوا اور دار الحرب مین اسکی جورو اور نابالغ و بالغ اولاد اور مال ہے کہ جسمین سے کچھ کسی ذمی کے پاس ودیعت ہے اور کچھ کسی حربی کے پاس ودیعت ہے اور کچھ کسی مسلمان کے پاس ودیعت ہے پھر حربی مذکور یہان مسلمان ہوگیا حتی کہ وہ آزاد مسلمان رہا پھر اس دار الحرب پر لشکر اسلام غالب آیا تو یہ سب جو مذکور ہوا ہے فئی ہوگا یعنی اسکی جورو و اولاد صغار و کبار و جملہ مال و ودیعت سب فئی ہوگا اور اسی طرح اگر اسکی جورو حاملہ ہو تو جو لڑکا یا لڑکی اسکے پیٹ مین ہے وہ بھی فئی ہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر اس مسئلہ مین اسکی اولاد مین سے کوئی بچہ گرفتار ہوکر دار الاسلام مین لایا تو وہ اپنے باپ کی تبعیت مین مسلمان ہوگا مگر وہ جیسا فئی یعنے مال غنیمت تھا ویسا ہی رہیگا اور اسکا مسلمان ہونا اسکے رقیق ہونے کی منافی نہین ہے یہ تبیین ہے۔ اور اگر وہ دار الحرب ہی مین مسلمان ہوکر دار الاسلام مین چلا آیا پھر اس دار الحرب پر لشکر اسلام نے غلبہ پایا تو اسکی اولاد صغار جو دار الحرب مین ہین وہ اپنے باپ کی تبعیت مین آزاد مسلمان ہونگے اور جسقدر مال اُسنے کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت ودیعت رکھا تھا وہ سب اُسی کا ہوگا اور باقی جو کچھ مال سواے اسکے ہے وہ سب فئی ہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کوئی حربی دار الحرب مین مسلمان ہوا پھر اسکو کسی مسلمان نے عمداً یا خطاءً قتل کیا اور اس مقتول کے وارث وہان مسلمان موجود ہین تو اس قاتل پر کچھ واجب نہوگا سواے کفارہ کے کہ فقط خطا سے قتل کرنے کی صورت مین کفارۂ قتل واجب ہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے خطا سے ایسے مسلمان کو قتل کیا جسکا کوئی ولی نہین ہے یا ایسے حربی کو قتل کیا جو امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہوکر پھر مسلمان ہوگیا تھا تو ایسے مقتول کی دیت اُس قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اس دیت کو امام المسلمین وصول کریگا اور اس قاتل پر کفارۂ قتل واجب ہوگا۔ اور اگر عمداً ایسے مسلمان کو قتل کیا جسکا کوئی وارث نہین ہے یا ایسے حربی مستامن کو قتل کیا جو مسلمان ہوگیا تھا اور حال یہ ہے کہ اس مستامن مسلمان ہوجانے والے کے ساتھ مین اسکا کوئی وارث قصداً مسلمان نہین ہوا ہے اور نہ تبعاً مسلمان ہوا بایں طور کہ اپنے ساتھ بیٹا

ؔ یعنی یہ جو فرمایا کہ جو اموال اہل حرب بغیر قتال حاصل ہوئے ہون اس مال سے مراد ایسے مال ہین جیسے زمین حاصل ہوئی کہ وہان کے لوگون کو جلاوطن کردیا اور وہ اسپر راضی ہوئے کہ قتال نہ کریگے تم زمین لے لو ہم یہان سے چلے جاوینگے مثلاً یا جزیہ ہے کہ بغیر قتال حاصل ہوتا ہے اگرچہ پہلے قتال ہو چکا ہو اور یہ غرض نہین ہے کہ ان باتون مین مثل اسکے ہے جیسا کہ وہم ہوتا ہے ۱۲ منہ

کوئی صغیر لڑکا لایا ہوتا تو ایسی صورت میں امام المسلمین کو اختیار ہے کہ چاہے قاتل کو قصاص میں قتل کرے اور چاہے قاتل سے مقتول مذکور کی دیت بطور صلح کے نہ بطور جبر کے لے لیکن اگر قاتل کو عفو کر دینا چاہے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے۔ اور اگر مقتول لقیط[۱] ہو اور اسکو ملتقط[۲] نے یا کسی دوسرے نے قتل کیا پس اگر خطا سے قتل کیا ہے تو کوئی شبہہ نہیں ہے کہ اسکی دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہو کر بیت المال میں داخل ہوگی اور قاتل پر کفارۂ قتل واجب ہوگا اور اگر عمداً قتل کیا تو امام کو اختیار ہے چاہے قاتل کو قصاص میں قتل کرے اور چاہے اس سے دیت پر صلح کرے اور یہ امام اعظم رح و امام محمدؒ کے نزدیک ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ جو شخص جس دار میں ہے اسکے اسی دار کے اہل ہونے کے واسطے یہ دار دلیل ظاہری ہے یعنی جس مقام پر جو شخص پایا گیا وہ مقام اس امر کی دلیل ظاہری ہے کہ یہ شخص وہیں کا ہے اور علامات بہ نسبت مکان کے اقوی ہوتے ہیں اور گواہ بہ نسبت علامات وغیرہ سب سے اقوی ہیں چنانچہ اگر کسی چھوٹے لشکر اسلام نے جو ماتحتی کسی سردار کے سوائے امام المسلمین کے ہے جہاد کر کے کسی قوم کو اسیر کیا اور انکو لے آئے پس اس قوم نے دعویٰ کیا کہ ہم اہل اسلام سے ہیں یا مسلمانوں کے ذمیوں میں سے ہیں اور ان لوگوں نے ہمکو دار الاسلام سے اسیر کیا ہے اور اس لشکر والوں نے کہا کہ یہ لوگ اہل حرب ہیں جنکے انکو دار الحرب میں گرفتار کیا ہے تو قول ان اسیروں کا قبول ہوگا اور اگر قیدیوں نے کہا کہ انھوں نے ہمکو دار الحرب میں قید کیا ہے ولیکن ہم اہل اسلام یا ذمی ہیں اور ہم دار الحرب میں امان لیکر تجارت کے لیے یا ملاقات کے واسطے داخل ہوئے تھے یا ہم لوگ اہل حرب کے نیچے میں اسیر تھے تو ان لوگوں کا قول قبول نہ ہوگا اور یہ لوگ رقیق قرار دیے جاوینگے ولیکن اگر ان لوگوں میں اسلام کی علامتیں مثل ختنہ و خضاب و مونچھیں کتری ہونے و قرأت قرآن و فقہ وغیرہ کے پائی جاویں اور انھوں نے اسلام کا دعویٰ کیا تو انسے گرفتار و رقیق ہونا دور کیا جائیگا۔ اور اسی طرح اگر دار الحرب پر غالب ہو جانے کے بعد دار الحرب میں کسی قیدی میں ایسی علامات پائی گئیں تو اسکا بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر اس لشکر میں سے بعض نے ان قیدیوں پر گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ گواہی اپنی ذات و نفع کے واسطے ہے اور اگر تاجروں[۴] نے ان قیدیوں پر گواہی دی تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ انکی ان قیدیوں میں شرکت نہیں ہے اور سیر کبیر میں لکھا ہے کہ اہل لشکر میں سے بعض کی گواہی انپر مقبول ہوگی۔ اور یہ اختلاف اس جہت سے ہے کہ وضع مسئلہ مختلف ہے یعنی سیر کبیر میں صورت مسئلہ میں یہ ہے کہ بڑا لشکر جہاد کر کے انکو اسیر کر کے لایا پس ایسی صورت میں شرکت عام ہوگی اور ایسی عام شرکت ایسی گواہی قبول ہونے سے مانع نہیں ہے جیسے دو فقیروں کی گواہی بیت المال کے واسطے ہوتی ہے کہ شرکت تمام فقیروں کی علی العموم ہے اور یہاں وضع مسئلہ چھوٹے لشکر میں ہے اور ایسی شرکت خاص ہے پس یہ قبول گواہی سے مانع ہوگی۔ اور اگر اہل ذمہ نے ان قیدیوں کے نفع کی گواہی دی باین طور کہ یہ لوگ مسلمان یا ذمی ہیں تو ایسی گواہی قبول نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ ذمیوں کی گواہی مسلمانوں پر[۳] ہے یہ کافی میں ہے۔

فصل سوم ہدیہ کے بیان میں جو بادشاہ اہل حرب مسلمانوں کے سردار لشکر پاس بھیجے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ دشمنوں کا بادشاہ جو ہدیہ لشکر اسلام کے سردار کے پاس یا امام المسلمین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہے

ف۱ لقیط کسی مقام سے پڑا ہوا اٹھا لایا گیا اور اسکو کوئی وارث و حسب نسب و حال کچھ معلوم نہیں ہے ۱۲ منہ ف۲ لقیط کا اٹھا لانے والا ۱۲ منہ
ف۳ یعنے کافروں کی گواہی مسلمانوں پر ہو اور یہ جائز نہیں ہے ۱۲ ف۴ یعنے دار الحرب میں جو مسلمان تاجر امان لیکر گئے ہیں ۱۲ منہ

بھیجے تو اسکے قبول کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور یہ مال ہدیہ مسلمانون کے واسطے فئی ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر حربیون کے بادشاہ نے مسلمانون کے قائدین مین سے کسی قائد کے پاس جسکو قوت منعت حاصل ہی ہدیہ بھیجا تو اسکا بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر مسلمانون مین سے کسی ایک بزرگ مسلمان کے پاس جسکو قوت منعت حاصل نہین ہی ہدیہ بھیجا تو یہ ہدیہ خاص اُسی کا ہوگا۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کوئی گروہ لشکر دار الحرب مین داخل ہوا اور اہل حرب نے اس لشکر مین سے کسی لشکری یا قائد کو ہدیہ بھیجا تو وہ غنیمت ہوگا لیکن اگر اسطرح تنفیل کر دی گئی ہو کہ جو چیز جسکو ہدیہ بھیجی جاوے وہ اُسی کی ہوگی تو ایسا ہی ہوگا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر خلیفہ کے عاملون مین سے کسی عامل کو جبکہ خلیفہ نے اسکو کسی کام کے واسطے بھیجا ہو کوئی چیز ہدیہ دی گئی تو خلیفہ کو چاہیے کہ یہ مال ہدیہ اس عامل سے لیکر مسلمانون کے بیت المال مین داخل کرے بشرطیکہ ہدیہ دینے والے نے اپنی خوشی خاطر سے اسکو ہدیہ بھیجا ہو اور اگر بالاکراہ و مجبوری بھیجا ہو تو چاہیے کہ ہدیہ دینے والے کو واپس کرے اگر اسپر قادر ہو اور اگر نہ قادر ہو تو اسکو بیت المال مین رکھے اور اسپر بھی قصہ جو اسکی بابت گذرا ہی تحریر کرے اور اسکا حکم مثل مال لقطہ کے ہوگا۔ اور اگر مسلمانون کا کوئی لشکر دار الحرب مین داخل ہو پھر اس لشکر کے سردار نے دشمن کے بادشاہ کو کچھ ہدیہ بھیجا تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی پھر اگر اسکے بعد دشمنون کے بادشاہ نے بھی ہدیہ بھیجا تو دیکھا جائیگا کہ دشمنون کے بادشاہ نے جو کچھ ہدیہ بھیجا ہی اگر اسکی قیمت اس ہدیہ کی قیمت کے برابر ہو جو سردار لشکر نے دشمنون کے بادشاہ کو بھیجا تھا یا اس سے خفیف زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا نقصان اُٹھاتے ہین تو وہ خالصتہً سردار لشکر کے واسطے ہوگا اور اگر ہدیہ بادشاہ دشمنان اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ ایسے نقصان کو اپنے اندازہ مین نہین اُٹھاتے ہین تو اسمین سے بقدر ہدیہ امیر لشکر کے امیر کا ہوگا اور جسقدر زیادہ ہو وہ غنیمت ہوگا قال المترجم قولہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا نقصان اُٹھاتے ہین اسکے یہ معنی ہین کہ جو لوگ بصیر ہین انہین سے ایک نے مثلاً دس روپیہ قیمت اندازہ کی اور دوسرے نے ساڑھے دس روپیہ اندازہ کی اور باقی اندازہ کرنے والے اس دس اور ساڑھے دس مین اندازہ کرتے ہین تو یہ آدھا درم زیادتی ایسی زیادتی شمار کیجاتی ہی کہ جو لوگ اپنے اندازہ مین اُٹھا جاتے ہین بلکہ گویا یہ زیادتی ہی نہین ہی اور اگر مثلاً ہدیہ بادشاہ حربیان بارہ یا پندرہ روپیہ یا زیادہ ہو تو ساڑھے دس روپیہ سے جسقدر زائد ہی وہ ایسی زیادتی قرار دیجائیگی کہ لوگ اپنے اندازہ مین نہین اُٹھاتے ہین اور تامل سے یہ مقام سمجھ لینا چاہیے اور جہان کہین یہ عبارت مذکور ہی اسکا یہی مطلب ہی۔ اور اسی طرح اگر امیر ثغور نے حربیون کے بادشاہ کو ہدیہ بھیجا اور بادشاہ مذکور نے اُس سے دو چند یا زیادہ ہدیہ بھیجا تو اسمین بھی یہی حکم ہی یعنی اُسمین سے بقدر ہدیہ سردار موصوف کے سردار موصوف کا ہوگا اور باقی جسقدر زائد ہی وہ سب بیت المال مین داخل ہوگا۔ اور اگر مسلمانون نے اہل حرب کے قلعون مین سے کسی قلعہ کا یا شہرون مین سے کسی شہر کا محاصرہ کیا اور اس حالت مین امیر لشکر نے حربیون کے ہاتھ اپنا کوئی اسباب وغیرہ فروخت کیا تو اسکے ثمن کو دیکھا جائیگا کہ جو ثمن حربیون نے دیا ہی اگر اس چیز کی قیمت کے برابر ہی جو امیر نے اُنکے ہاتھ فروخت کر دی ہی یا اسکی قیمت سے فقط اسقدر زیادہ ہو جسقدر لوگ اپنے اندازہ کرنے مین نقصان اُٹھا جاتے ہین تو بیع ولا←

ملہ یعنی لشکر کے سردار یعنی جسکو تھوڑی تھوڑی فوج کے جو شہر میں انہین سے کسی پاس بھیجا بشرطیکہ اسکو اپنی تحت فوج سے ایسی قوت و منعت حاصل ہو کہ دفع کرنے کا مقدور پہونچا سکے ملہ ۲ اسکی توضیح کہہ کے ہر گنبد چکی ہی اسکے تمام پڑھ کہین ملہ یعنے دار الاسلام کی سرحد جو ملک کفار سے ملحق ہی اس سرحد کے حاکم اسلام نے ۱۲ منہ

ثمن امیر مذکور کا ہوگا اور اگر ثمن مذکور مبیع مذکور کی قیمت سے اسقدر زائد ہو کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے مین ایسی زیادتی کا خسارہ نہیں اٹھاتے ہین تو ہمین سے قیمت اسباب سے جتنا زیادہ ہو وہ داخل غنیمت ہوگا۔ رہا یہ امر کہ ایسی حالت مین حربیون کے ہاتھ فروخت کرنا کیسا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مکروہ ہو خواہ کوئی چیز ہو سب چیزونکا حکم یکسان ہو یہ محیط مین ہے

ساتوان باب۔ عشر و خراج کے بیان مین۔ اگر زمین سے مالگذاری مقاسمہ یا موظف لیجاوے یعنی خراج تو وہ زمین خراجی ہو اور اگر دسوان حصہ لیا جاوے تو وہ زمین عشری ہو ہکذا قال المترجم تفہیما للناس۔ اراضی دو قسم کی ہوتی ہو عشری و خراجی پس زمین عرب سب عشری ہو اور یہ زمین تہامہ و حجاز و مکہ و یمن و طائف و عمان و بحرین کی ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ زمین عرب کی عذیب سے تا مکہ و عدن تا اقصائے یمن اور سواد عراق کی بھی زمین ایسی ہی ہو پس جو زمین آسمان سے یا چشمون کی نہرون سے سینچی جاوے وہ خراجی ہوگی اور سواد عراق کی حد طول مین عذیب سے تا زمین عبادان و حد عرضی زمین حلوان کی منقطع الجبل سے تا اقصائے زمین قادسیہ ہو جو متصل بعذیب از اراضی عرب ہو۔ اور ماسوائے اسکے ہر ملک جو بعنوۃ فتح کیا گیا اور وہان کے لوگ مسلمان نہ ہوئے اور امام نے ان لوگون پر احسان کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اگرچہ اس زمین کو خراجی پانی پہونچتا ہو۔ اور جو ملک بہ صلح فتح کیا گیا اور اسکے لوگون نے خراج قبول کیا تو یہ زمین خراجی ہوگی اور جو ملک کہ بعنوۃ فتح کیا گیا اور امام نے اس ملک کو فتح کرنے والے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا تو وہ عشری اراضی ہوگی اور جو ملک بعنوۃ فتح کیا گیا اور قبل اسکے کہ امام انکے حق مین کچھ حکم کرے وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو امام کو اس اراضی کی بابت اختیار ہو چاہے انکو غانمین کے درمیان تقسیم کرے پس وہ عشری ہوگی اور چاہے وہان کے لوگون پر احسان کر کے انہین کے پاس رہنے دے پھر اسکے بعد امام کو اختیار ہوگا چاہے اس اراضی پر خراج باندھے بشرطیکہ خراجی پانی سے سینچی جاتی ہو اور چاہے عشر مقرر کرے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور جب ملک کے لوگ بطوع خود مسلمان ہوگئے وہ اراضی عشری ہوگی اور اسی طرح اراضی عرب مین سے اگر کوئی زمین قہر و غلبہ سے فتح کی گئی حالانکہ وہان کے لوگ بت پرست تھے پھر وہ لوگ بعد فتح ہو جانے کے مسلمان ہوگئے اور امام نے اراضی مذکور انکے پاس چھوڑی تو انکے پاس وہ اراضی عشری رہیگی۔ اور اسی طرح بلاد عجم مین سے جو ملک کہ امام نے قہر و غلبہ سے فتح کیا اور ہمین متردد ہوا کہ آیا ان لوگون پر انکی جانون اور اراضی کے ساتھ احسان کرے کہ انکو آزاد کر کے انکی زمین انکے پاس چھوڑے اور اراضی پر خراج باندھے یا اراضی کو غانمین کے درمیان تقسیم کر کے اسپر عشر باندھے پھر کہا کہ مین نے اس اراضی کو عشری کر دیا پھر اسکی رائے مین آیا کہ اس اراضی کے لوگون پر انکی گردنون اور اراضی کے ساتھ احسان کرے تو احسان مذکور کے بعد یہ اراضی عشری باقی رہیگی۔ ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ نے اپنے نوادر مین اور کرخی نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہو۔ اور اسی طرح

سلہ یعنے چشمون کی کھودی ہوئی نہرون سے ۱۲ منہ ۔ سلہ یعنے اپنی خوشی خاطر و رغبت و رضا مندی کے ساتھ مسلمان ہوگئے ۱۲ ۔ سلہ قہر و غلبہ ۱۲

اگر زمین خراجی سے خراج کا پانی منقطع ہوگیا اور وہ عشری پانی سے سینچی جانے لگی تو وہ بھی عشری ہوجائیگی یہ محیط مین ہے اور اگر کسی نے ارض موات[1] کو زندہ کیا پس اگر یہ زمین تحت اراضی خراجی سے ہو تو خراجی ہوگی اور اگر تحت عشری سے ہو تو عشری ہوگی اور یہ حکم سوقت ہے کہ اس زمین کا زندہ کرنے والا یعنے آباد و مزروع کرنیوالا مسلمان ہو۔ اور اگر ذمی ہو تو اُسپر خراج باندھا جائیگا اگرچہ وہ تحت عشری سے ہو۔ اور اراضی بصرہ ہمارے نزدیک عشری ہے بسبب اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور خراج دو قسم کا ہوتا ہے خراج مقاسمہ و خراج وظیفہ پس خراج مقاسمہ یہ ہے کہ زمین کی پیداوار مین سے شل پانچوان حصہ یا چھٹا حصہ وغیرہ کے باندھ دیا جائے اور خراج وظیفہ یہ ہے کہ مالک زمین کے ذمہ کچھ واجب کر دیا جائے کہ جب اُسکو اراضی سے انتفاع کرنے پر قابو حاصل ہو تو خراج مذکور اُسکے ذمہ متعلق ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔

اور خراج مقاسمہ متعلق بہ پیداوار ہے اور زراعت پر قابو پانے سے متعلق نہیں ہے حتے کہ اگر اُسنے باوجود قدرت زراعت کے اراضی کو معطل چھوڑ دیا تو خراج مذکور شل عشر کے واجب نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ظہیریہ سے منقول ہے اور خراج وظیفہ اس تفصیل سے ہے کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اراضی خراجی کی ہر جریب پر جو زراعت کی صلاحیت رکھتی ہے ایک قفیز و ایک درم ہے اور جریب رطبہ پر پانچ درم ہین اور جریب کرم یعنی پھلواری انگور پر دس درم ہین کذا فی المحیط اور ماسوائے مذکور کے دیگر اصناف شل زعفران و رطبی و بستان وغیرہ کے بحسب طاقت خراج باندھا جائیگا اور انتہائے طاقت یہ ہے کہ خراج اُسکی نصف پیداوار تک پہونچے اور بستان ہر ایسی اراضی ہے کہ دیواروں سے گھری ہو اور اُسمیں درختان خرما اور درختان انگور و دیگر اشجار ہون اور ایسی طرح ہون کہ درختوں کے درمیان کشادہ مین زراعت ممکن ہو اور اگر اشجار باہم ایسے گنجان ہون کہ اراضی مین زراعت ممکن نہ ہو تو وہ کرم یعنے چہار دیواری کا باغ انگور ہوگا کذا فی الکافی۔ اور جریب ذراع ملک سے ساٹھ ہاتھ مربع رقبہ کا نام ہے اور ذراع ملک سات مٹھی کا ہوتا ہے جو عام لوگون کے ذراع سے ایک مشت زیادہ ہوتا ہے یہ سب کتاب العشر والخراج کی عبارت ہے اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ امام محمد رح نے کہا کہ جریب ساٹھ ہاتھ مربع زمین کا نام ہے یہ قول امام محمد رح کا اپنی اراضی کی جریبون کا بیان ہے اور یہی تقدیر تمام اراضی کے حق مین لازم نہین ہے بلکہ شہرون کے اختلاف سے اراضی کی جریب بھی مختلف ہوتی ہے پس ہر شہر مین وہان کے لوگون کا رواج معتبر ہوگا اور قفیز سے مراد صاع ہے پس وہ آٹھ رطل عراقی ہوتے ہین جسکے چار من شرعی ہوئے اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہے اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف رح کا ہے۔ اور یہ قفیز گیہون سے ہوگی چنانچہ کتاب العشر والخراج کے ایک مقام پر یون ہی لکھا ہے اور دوسرے مقام پر اس کتاب مین لکھا ہے کہ جو اس زمین مین بویا جائے اس اناج سے یہ قفیز ہوگی اور یہی صحیح ہے اور چاہیے کہ یون کہا جائے کہ یہ قفیز مع دولب اناج کے ہوگی اور دولب کی تفسیر مین گفتگو ہے۔ بعضون نے کہا دولب زائد کے یہ معنے ہین کہ ناپنے والا ڈھیری مین سے ناپنے کے وقت قفیز کے دونون جانب اپنے ہاتھ کشادہ رکھے اور جسقدر اناج اُسکے ہاتھ مین گرے اسکو تھامے رہے اور قفیز مع اس اناج کے عاشر کی تھیلی مین ڈالدے اور بعضون نے کہا کہ اسکے یہ ۱۴۰

[1] اراضی موات وہ زمین جو محض بیکار پڑی ہو اور کسی طرح کی منفعت از قسم زراعت وغیرہ اُس سے حاصل نہوتی ہو اور اسکا زندہ کرنا یہ کہ اُس مین زراعت کرے ۱۲

[2] وہ چیزین جو سنگ و بھاجی وغیرہ کہلاتی ہین ۱۲ ع [3] مصنفہ امام خصاف ۱۲

معنی ہیں کہ ناپنے والا قفیز کو پُر کرے پھر قفیز کی چوٹی پر ہاتھ پھیرے تاکہ جو دانہ اسکی چوٹی پر ہیں وہ گر پڑیں پھر اس قفیز کو عاشر کی تھیلی میں ڈال دے پھر ڈھیری سے دو لپ بھر کے زائد اسکی تھیلی میں ڈالدے اب جاننا چاہیے کہ یہ مقدار مذکور جو خراج موظف قرار دی گئی ہے سال میں فقط ایکمرتبہ واجب ہوتی ہے چاہے مالک نے اس زمین میں ایکمرتبہ زراعت کرے یا کئی مرتبہ زراعت کرے۔ بخلاف خراج مقاسمہ و عشر کے اسواسطے کہ خراج مقاسمہ و عشر میں پیداوار کا کوئی حصہ واجب ہوتا ہے پس مکرر پیداوار سے مکرر واجب ہوگا۔ پھر یہ مقدار خراج جو ہمنے بیان کی ہے جب ہی واجب ہوگی کہ اراضی کو اسکی ادائی کی طاقت ہو یعنی اسکی پیداوار بقدر ہو کہ ایسا خراج باندھا جاوے اور اگر اراضی اسکی طاقت نہ رکھتی ہو بایں طور کہ اسکی پیداوار کم ہو تو جس مقدار تک اسکی طاقت ہو وہاں تک گھٹا دیا جائیگا پس جو وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا ہے اگر اراضی کو اسکی برداشت کی طاقت نہو تو اس سے گھٹا دینا بالاجماع جائز ہے اور رہا یہ امر کہ اس وظیفہ سے بڑھا دینا جبکہ اراضی کو اس بڑھتی کی طاقت ہو بایں طور کہ اسکی پیداوار بہت کثرت سے ہو تو اسکا کیا حکم ہے سو جس اراضی پر وظیفہ مقرر کر دینا حضرت عمر رضہ سے صادر ہو گیا ہے اسپر زیادہ کر دینا بالاجماع نہیں جائز ہے اور اسیطرح اگر کسی اور امام سے ان اراضی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ کے مثل وظیفہ مقرر کرنا صادر ہو گیا ہو تو انپر بڑھانا بھی بالاجماع نہیں جائز ہے اگرچہ یہ اراضی اس زیادتی کی طاقت رکھتی ہوں اور اگر اسی امام نے اس اراضی پر حضرت عمر رضہ کے وظیفہ کے برابر وظیفہ مقرر کر دیا پھر اس وظیفہ پر بنظر طاقت اراضی بڑھانے کا قصد کیا تو اسکو یہ روا نہیں ہے اگرچہ اراضی کو زیادہ خراج موظف برداشت کرنے کی طاقت ہو۔ اور اسیطرح اگر اسی امام نے چاہا کہ اس وظیفہ سے تحویل کر کے دوسرا وظیفہ مقرر کرے یعنی مثلاً پہلے درموں سے اسکا خراج تھا اب اسکو تحویل کر کے خراج مقاسمہ باندھنا چاہا یا خراج مقاسمہ بندھا تھا اُسکو تحویل کر کے خراج درم باندھنا چاہا تو یہ بھی اسکو روا نہیں ہے۔ اور اگر اُسنے وظیفہ مذکورہ سے بڑھا کر مالکان اراضی پر زیادہ باندھ دیا یا تحویل کر کے اُنپر دوسرا وظیفہ مقرر کیا اور انپر اسکا حکم دیدیا اور یہ اُسنے اپنی رائے سے کیا پھر اُسکے بعد دوسرا شخص والی ہوا اور دوسرے کی رائے اسکے خلاف ہے تو دیکھا جاوے کہ اگر والی اوّل نے جو کچھ انپر کیا ہے وہ انکی خوشی خاطر سے کیا ہے تو جو کچھ اول نے کیا ہے دوسرا بھی اسکو جاری رکھے اور اگر اول والی نے اس امر کو بغیر انکی خوشی خاطر کے کیا ہو تو اراضی کو دیکھا جاوے کہ اگر یہ اراضی قہر و غلبہ سے فتح کی گئی ہوں پھر امام نے ان لوگوں پر احسان کر کے انکے سپرد کی ہوں تو بھی جو کچھ اول نے کیا ہے دوسرا اسکو جاری رکھے اور اگر غلبہ اسلام سے پہلے صلح ہو کر یہ اراضی فتح ہوئی ہوں اور باقی مسئلہ بحالہا ہے تو دوسرا امام اس فعل کو جو اول نے کیا ہے توڑ دیگا۔ اور رہیں وہ اراضی جنپر پہلے پہل امام المسلمین خراج باندھنا چاہتا ہے اور اُسنے وظیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ باندھنا چاہا تو امام ابو یوسف رح سے دو روایتوں میں سے ایک روایت کے موافق و بنا بر قول امام محمد رح کے جائز ہے اور بنا بر دوسری روایت کے امام ابو یوسف سے اور بنا بر قول امام اعظم رح کے نہیں جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔

ف ۱؎ وہ شخص جو عشر لینے کے واسطے مقرر ہو ۱۲ منہ ف ۲؎ خراج موظف جو بطور وظیفہ مالک زمین کے ذمہ کچھ مقرر کر دیا جاوے ۱۲ منہ ف ۳؎ یعنے امام نے بغیر انکی خوشی خاطر کے بڑھایا یا تحویل کی ۱۲ منہ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

اور رہا خراج مقاسمہ سو خراج مقاسمہ کی تقدیر امام المسلمین کی راے کے سپرد ہے ولیکن نصف پیداوار سے زائد مقدار نہو گی
جو شخص زمین خراجی کا مالک ہو اُس سے خراج لیا جائیگا چاہے وہ کافر ہو یا مسلمان ہو صغیر ہو یا بالغ ہو آزاد ہو یا غلام ماذون یا مکاتب ہو مرد ہو یا عورت ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر اراضی موقوفہ ہو تو بھی عشر یا خراج جیسی زمین ہو ویسا ہوگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ اگر کسی اراضی کو جسکا خراج موظف ہے کسی غاصب نے غصب کر لیا پس اگر غاصب منکر ہو اور مالک کے پاس گواہ نہوں تو دیکھا جائیگا کہ اگر غاصب نے اسمین زراعت نہین کی تو اُسکا خراج کسی پر نہ ہوگا اور اگر غاصب نے اسمین سے زراعت کی ہے اور زراعت نے اسکو کچھ نقصان نہین پہونچایا تو اُسکا خراج غاصب پر ہوگا اور اگر غاصب زمین کو غصب کر لینے کا اقرار کرتا ہو یا مالک کے پاس گواہ ہون اور زراعت نے زمین مذکور کو نقصان نہین پہونچایا تو اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا اور اگر زراعت نے اُسکو نقصان پہونچایا تو امام اعظم رہ کے نزدیک اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا خواہ نقصان قلیل ہو یا کثیر ہو گویا مالک نے مقدار نقصان کے عوض جسکو غاصب تاوان دیگا اسکو اجارہ پر دی ہے۔ اور بیع الوفا کی صورت مین اگر مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا تو مشتری بمنزلہ غاصب کے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اپنی خراجی زمین کسی کو اجارہ پر دی یا عاریت دی تو اُسکا خراج مالک زمین پر ہوگا جیسے مزارعت پر دینے کی صورت مین ہے لیکن اگر اراضی مذکورہ چہار دیواری دار باغ انگور ہو یا رطاب ہو یا اسکے درخت باہم بہت گنجان ہون کہ درمیانی زمین قابل زراعت نہو تو یہ حکم نہین ہے اور اگر اپنی زمین عشری کو اجارہ پر دیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک اسکا عشر مالک پر ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک مستاجر پر ہوگا اور اگر اپنی زمین عشری کسی کو عاریت دی اور مستعیر[۵] نے اُسمین زراعت کی تو اسمین امام اعظم رہ سے دو روایتین ہین یعنے ایک روایت مین عشر مالک پر اور دوسری مین عشر مستعیر پر ہوگا۔ اور اگر قابل زراعت کو اجارہ پر یا مستعار لیا پھر مستاجر یا مستعیر نے اُسمین انگور کے پیڑ لگائے یا اُسکو رطاب لگایا تو امام اعظم و امام محمد رہ کے نزدیک اُسکا خراج مستاجر یا مستعیر پر ہوگا۔ اور اگر عشری زمین غصب کر کے اسمین زراعت کی اور زراعت نے زمین کو نقصان نہین پہونچایا تو مالک زمین پر اُسکا عشر واجب نہ ہوگا اور اگر زراعت نے اسمین نقصان پہونچایا ہے تو مالک زمین پر اُسکا عشر واجب ہوگا گویا مقدار نقصان کے عوض مالک نے غاصب کو اجارہ پر دی ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے
اگر کسی نے اپنی خراجی زمین کسی کے ہاتھ فروخت کر دی درحالیکہ وہ زمین فارغ ہے یعنی اسمین کھیتی وغیرہ موجود نہین ہے پس اگر سال مین سے اسقدر مدت باقی ہو کہ اُسمین مشتری اراضی مذکور مین زراعت کر سکتا ہو تو مشتری مذکور پر خراج واجب ہوگا خواہ زراعت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر سال مین سے اسقدر مدت کہ جسمین مشتری زراعت کر سکے باقی نہ رہی ہو تو اسکا خراج بائع کے ذمہ ہوگا۔ اور اسمین گفتگو ہے کہ اس باب مین فقط گیہون وجو کی کھیتی کا اعتبار ہے یا چاہے کوئی زراعت ہو عام ہے اور نیز معتبر اسقدر مدت ہے کہ کھیتی اُسمین تیار ہو کر کاٹنے کے لائق ہو جاوے یا اتنی مدت کہ کھیتی اُسمین خراج سے دوچند قیمت پر پہونچ جاوے چنانچہ ان سب مین اختلاف ہے اور فتوی اسپر ہے کہ مقدار مدت تین مہینہ ہے پس اگر تین مہینہ باقی ہون تو مشتری پر خراج واجب ہوگا ورنہ بائع پر واجب ہوگا یہ فتاوی کبری

[۵] کسی چیز کو عاریت لینے والا ۱۲ منہ

میں ہے۔ اور اگر کسی نے زمین خراجی خریدی اور مشتری کو اتنا وقت نہ ملا کہ جسمیں زراعت کر سکے اور سلطان نے سال تمام مشتری سے اسکا خراج لے لیا تو مشتری کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بائع سے اسکو واپس لے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر مالک نے کاشتکار سے اپنی زمین نکال لی حالانکہ اسکے قبضہ میں تھی اور وہ رد کرنے پر قادر نہیں ہے پھر سلطان نے سال تمام پر کاشتکار سے خراج لے لیا تو وہ مالک سے خراج مذکور کے مثل واپس لیگا اور ظاہر الروایۃ کے موافق واپس نہیں لے سکتا ہے اور یہی صحیح ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر زمین میں دو فصلیں ربیع و خریف پیدا ہوتی ہوں اور ان دونوں میں سے ایک بائع کو ملی ہے اور دوسری مشتری کو سپرد کی گئی ہے یا بائع و مشتری دونوں میں سے ہر ایک اپنے واسطے ایک ایک پیداوار کو حاصل کر سکتا ہے تو اس زمین کا خراج ان دونوں پر ہوگا ایسا ہی صدر الاسلام نے شرح کتاب العشر والخراج میں ذکر کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے زمین خراجی فروخت کی پھر مشتری نے ایک مہینہ کے بعد دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی پھر دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ اسی طرح فروخت کی یہانتک کہ سال گذر گیا اور زمین مذکور انمیں سے کسی کے ہاتھ میں تین ماہ نہیں رہی تو اسکا خراج کسی پر نہ ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں صحیح حکم یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ اگر اخیر مشتری کے قبضہ میں ہونے کی حالت میں تین ماہ باقی رہے ہوں تو زمین مذکور کا خراج اسی پر ہوگا کسی نے ایسی زمین فروخت کی جسمیں کھیتی ہے جو ہنوز تیاری پر نہیں پہونچی ہے پس زمین کو مع اس کھیتی کے فروخت کیا تو بہر حال اسکا خراج مشتری پر ہوگا اور اگر کھیتی میں دانہ بستہ ہو کر کھیتی تیار ہو جانے کے بعد فروخت کی ہو تو فقیہ ابو اللیث نے ذکر فرمایا کہ یہ بمنزلہ ایسی صورت کے ہے کہ جب زمین خارجہ یعنی کھیتی وغیرہ سے خالی فروخت کی اور اسکے ساتھ کٹے ہوئے گیہوں یعنی کٹی ہوئی کھیتی فروخت کی ہو اور یہ سب اس وقت ہے کہ جب خراج لینے والے آخر سال پر خراج لیتے ہوں اور اگر شروع سال میں خراج لے لیتے ہوں بطور تعجیل کے تو یہ محض ظلم ہے کہ نہ بائع پر واجب ہوتا ہے اور نہ مشتری پر اور اگر کسی شخص کی زمین خراجی میں اسکا ایک قریہ ہے جسمیں بیوتات و منازل ہیں جنکو وہ کرایہ پر چلاتا ہے یا یہین بچاتا ہے تو اس قریہ کی بابت کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی شخص کی ملک میں مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں کوئی دار خطہ ہو جسکو اسنے بستان بنایا یا اسمیں درختان خرما لگائے اور اسکو اپنی منزل سے خارج کر دیا تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ باقی زمین بھی تابع دار مذکور رہی اور اگر اسنے کل دار کو بستان بنایا پس اگر وہ اراضی عشری میں سے ہو تو اسپر عشر اور اگر اراضی خراجی کے تحت میں ہو تو اسپر خراج واجب ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ ایک شخص نے زمین خراجی خریدی اور اسمیں مکان بنایا تو اسپر خراج واجب ہوگا اگرچہ اسمیں زراعت کرنے پر قدرت نہیں باقی رہی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر سلطان نے خراج زمین کو مالک زمین کے واسطے کر کے بدون اس سے وصول کرنے کے اسکو دینے کے اسی پر چھوڑ دیا تو امام ابو یوسف کے قول پر جائز ہے بخلاف قول امام محمد رح کے اور فتوی امام ابو یوسف کے قول پر ہے بشرطیکہ مالک زمین خراج سے پانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اور اسی جواز مذکور پر قاضیوں اور عالموں کے واسطے بھی اسیطرح جائز ہے۔ اور جسپر خراج واجب ہوا اگر سلطان نے

ف۱ یعنے وقت بیع کے امام نے اسکے واسطے خط کر دیا اسی نشان کر کے دیدیا ہو ۱۲ منہ ف۲ یعنے ہر ایک کو اتنا وقت ملا ہو ف۳ کو شہر یہاں و حویلیاں ۱۲ ف۴ جسمیں رہتا ہو ۱۲ ف۵ جسمیں بستا ہو ۱۲

اس سے طلب نہ کیا تو مالک زمین پر واجب ہے کہ اسکو صدقہ کرے اور اگر بعد طلب کے اسنے بطور خود صدقہ کر دیا تو اسکے عہدہ سے بری و خارج نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عامل نے بدون علم سلطان کے کاشتکار پر خراج چھوڑ دیا تو حلال نہیں ہے اگرچہ کاشتکار مذکور خراج میں سے پانے کی اہلیت رکھتا ہو یہ وجیز کردری میں ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر سلطان نے عشر کو مالک زمین کیواسطے کر دیا تو یہ جائز نہیں ہے اور یہ حکم بالاتفاق ہے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اگر سلطان نے عشر کو مالک زمین پر چھوڑ دیا تو ہمیں دو صورتیں ہیں اول یہ کہ غفلت سے چھوڑا یا بایں طور کہ بھول گیا تو ایسی صورت میں جس پر عشر واجب ہوا ہے اس پر واجب ہے کہ بقدر عشر کے فقیر پر صدقہ کرے اور دوم یہ کہ قصداً باوجود اپنے علم کے چھوڑا اور اسمیں بھی دو صورتیں ہیں اول آنکہ جس پر عشر واجب ہوا ہے وہ غنی ہو تو ایسی صورت میں یہ مال اسکے واسطے سلطان کی طرف سے جائزہ ہوگا اور سلطان اسکے برابر مال کو بیت المال خراجی سے نکال کر بطور تاوان کے بیت المال صدقہ میں داخل کریگا اور دوم آنکہ جس پر واجب ہوا ہے وہ فقیر ہو یعنی عشر کی جانب حاجتمند ہو تو اسپر اسکا چھوڑ دینا جائز ہے اور یہ اسپر صدقہ ہوگا پس جائز ہوگا جیسے کہ اگر اس سے لیکر پھر اسکو مصرف خراج کے طور پر دیدیا تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ امام محمدؒ نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا کہ اگر کسی کی ملک میں زمین خراجی ہو اور اسنے اس زمین کو معطل[1] رکھا تو اسپر خراج واجب ہوگا کذا فی المحیط اور یہ حکم اسوقت ہے کہ خراج موظف ہو اور اگر خراج مقاسمہ[2] ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جس کاشتکار نے ادنی و اعلی دو کاشتوں میں سے اعلی کو چھوڑ کر ادنی کی طرف بلا عذر انتقال کیا تو اسپر اعلی کا خراج واجب ہوگا مثلاً کسی کے پاس زعفران کی کاشت کے لائق زمین ہے اسنے زعفران چھوڑ کر کوئی اناج بویا تو اسپر زعفران کا خراج واجب ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کسی پاس چہار دیواری دار باغ انگور ہو اور اسنے کاٹ کر صاف زمین کر کے اناج بویا تو اسپر باغ انگور مذکور کا خراج واجب ہوگا۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ خود جان لینا چاہیے اور فتوی نہ دینا چاہیے تاکہ حکام ظالم مالہاے رعیت پر طمع کا ہاتھ نہ پھیلاویں یہ کافی میں ہے۔ اور جسپر خراج بندھا ہے اگر وہ مسلمان ہوگیا تو بدستور سابق اس سے خراج لیا جائیگا اور یہ روا ہے کہ مسلمان کسی ذمی سے خراجی زمین خریدے اور مشتری سے خراج لیا جاوے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور ایک ہی زمین پر عشر و خراج جمع نہ کیا جائیگا چاہے زمین عشریہ ہو یا خراجیہ ہو۔ اور اگر تجارت کے واسطے کوئی زمین عشری یا خراجی خریدی تو زمین مذکور کا عشر یا خراج واجب ہوگا اور زکوۃ تجارت لازم نہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی ذمی کافر نے زمین عشری خریدی تو امام اعظمؒ و امام زفرؒ نے فرمایا کہ اس سے خراج لیا جائیگا یہ زاد میں ہے۔ اور اگر ایسی قوم جسپر خراج بندھا ہے اپنی اراضی کے آباد کرنے و پیداوار کرنے و حاصلات اٹھانے سے عاجز ہو گئے اور انکے پاس اسقدر نہیں ہے کہ اس سے خراج ادا کریں تو امام کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ انکی اراضی انکے ہاتھ سے نکالکر دوسرے کی ملک میں دیدے یہ ذخیرہ میں ہے۔ کتاب العشر و خراج میں فرمایا کہ اگر اراضی خراجیہ میں سے کسی زمین کا مالک اسکی کمائی سے عاجز ہوا اور اسکو معطل چھوڑ دیا تو امام کو اختیار ہے کہ اسکے قبضہ سے نکال کر ایسے شخص کے قبضہ میں دیدے جو انکی پرداخت کرے اور اسکا خراج ادا کرے۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں صحیح حکم یہ ہے کہ پہلے اس زمین کو اجارہ پر دیوے

---

[2] جسکو ہمارے عرف میں بٹائی بولتے ہیں خواہ وہ چوتھائی حصہ کے ساتھ یا نصف کے ساتھ یا اس سے کم و بیش ہو ۱۲ منہ

[1] بیکار و بے غور و پرداخت چھوڑ دیا ۱۲ منہ

اور اجرت سے بقدر خراج کے لیکر باقی کو مالک کے واسطے رکھ چھوڑے ایسا ہی امام محمد رح نے زیادات مین ذکر فرمایا ہی اور اگر
اجارہ پر لینے والا کوئی نہ ملے تو کسی کو تہائی یا چوتھائی وغیرہ حصہ کی بٹائی پر جیسے حصہ بٹائی پر ایسی زمین دیجاتی ہو دیدے
پھر مالک زمین کے حصہ مین سے بقدر خراج کے لیکر باقی کو مالکان زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور اگر بٹائی پر لینے والا بھی کوئی نہ ملے
تو ایسے شخص کو دیدے جو اُسکی پرداخت کرے اور اُسکا خراج ادا کرے اور اسکے جائز ہونے کی وجہ دو باتون مین سے ایک پر ہی یا تو یہ کہ
جسکو دی ہی وہ زراعت کرنے و خراج ادا کرنے مین قائم مقام مالک کا ہی یا اسکے پاس مقدار خراج کے عوض اجارہ مین ہی کہ جو کچھ
اس سے لیا گیا وہ امام کے حق مین خراج ہی اور جسنے دیا ہی اسکے حق مین مال اجارہ ہی یعنی اُسنے گویا اجرت ادا کی ہی پھر
فرمایا کہ اگر امام کو ایسا شخص بھی نہ ملا جو اسکو خراج پر لیوے تو امام اُسکو فروخت کرکے اسکے ثمن سے بقدر خراج کے نکالکر
باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے اور بعض نے فرمایا کہ یہ جو ذکر فرمایا ہی کہ امام اس اراضی کو فروخت کرے یہ امام
ابو یوسف رح و امام محمد رح کا قول ہی اور بنا بر قول امام اعظم رح کے چاہیے کہ اسکو فروخت نہ کرے اسواسطے کہ اسکے مال کو فروخت
کر ڈالنے مین اُس پر حجر یعنی منع از تصرف لازم آتا ہی حالانکہ امام رحمہ اللہ کے نزدیک مرد آزاد پر حجر روا نہین ہی اور بعض نے
فرمایا کہ نہین یہ سب اماموں کا قول ہی اور یہی صحیح ہی اسواسطے کہ امام اعظم رح ایسے موقع پر آزاد کے حق مین بھی حجر
روا رکھتے ہین جسکا نفع عائد بجانب عام ہو۔ اور بعضی کتابون مین اس مسئلہ مین مذکور ہی کہ امام المسلمین ادوات زراعت
و بیل خریدکر کسی آدمی کو دیدے تاکہ وہ اُس سے زراعت کرے پھر جب حاصلات آوے تو اُسمین سے جو کچھ خرچ پڑا ہی
اور خراج لیکر باقی کو مالک زمین کے واسطے رکھ چھوڑے۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ امام المسلمین مالک زمین کو بیت المال
سے اسقدر قرضہ دے کہ جس سے وہ بیل اور ادوات کاشتکاری خریدے اور مضبوطی کرے اور کوئی تحریر کرائے تاکہ وہ
زراعت کرے پھر جب حاصلات ظاہر ہو تو اُسمین سے خراج لے لے اور جو کچھ قرض دیا ہی وہ مالک زمین پر اُدھار ہوگا
اور فرمایا کہ اگر بیت المال مین کچھ نہو تو زمین مذکور ایسے شخص کو دیدے جو اُسکی پرداخت کرے اور اُسکا خراج ادا
کیکرے۔ پھر در صورتیکہ مالک زمین زراعت سے عاجز ہوا اور امام نے اراضی مذکورہ کے ساتھ ایسا فعل کیا جو ہمنے بیان
کیا ہی پھر مالک زمین کو قدرت زراعت و کام کی قوت حاصل ہو گئی تو جسکے قبضہ مین ہی امام اُس سے لیکر مالک زمین کو
واپس کردیگا سوائے ایک صورت بیع کے کہ اگر کسی کے ہاتھ فروخت کردی ہو تو اس سے واپس نہ لیگا یہ محیط مین ہی۔ اور
اگر اہل خراج اراضی چھوڑکر بھاگ گئے تو حسن نے امام اعظم رح سے روایت ذکر کی ہی کہ امام کو اختیار ہی چاہے اس اراضی کی
پرداخت بیت المال سے کرے اور جو غلہ حاصل ہوگا وہ مسلمانون کا ہوگا اور چاہے اور لوگون کو مقاطعہ پر دیدے اور جو
اُنسے لیگا وہ بیت المال کا ہوگا اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر اہل خراج مر گئے تو امام المسلمین انکی اراضی مزارعت پر
دیدے اور چاہے اس اراضی کو اجارہ پر دے اور اسکی اجرت بیت المال مین داخل کرے اور اگر اہل خراج چھوڑکر بھاگ گئے تو
امام اس اراضی کو اجارہ پر دیوے اور اجرت مین سے بقدر خراج کے لے لے اور باقی کو مالکان اراضی کے واسطے رکھ چھوڑے
پھر جب وہ لوگ واپس آوین تو یہ باقیات انکو دیدے اور جس سال وہ لوگ بھاگے ہین جبتک وہ سال نہ گذر جائے تب تک
اجارہ پر نہ دیگا یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر اہل ذمہ اپنی اراضی سے دوسرے ملک مین منتقل کیے گئے تو بقدر صحیح ہی اور

بدون عذر نہین صحیح ہو اور مطلب یہ ہو کہ ان لوگون کو قوت و شوکت حاصل نہو پس اہل حرب کی طرف سے ان پر خوف ہو یا انکی طرف سے ہمپر خوف ہو باین طور کہ مسلمانون کے پوشیدہ حالات سے اہل حرب کو آگاہ کردین اوران لوگون کو انکی اراضی کی قیمت ملیگی یا اس ملک سے جہان منتقل کیے گئے ہین انکو اراضی کے مثل اراضی ملیگی اور انپر اس اراضی کا جہان منتقل کیے گئے ہین خراج وجب ہوگا اور ایک روایت مین ہو کہ جہان سے منتقل کیے گئے ہین اس اراضی کا خراج انپر واجب ہوگا مگر اوّل اصح ہو اور انکی اراضی سابقہ خراجیہ ہوگی اور اگر کسی مسلمان نے انہین تو طن اختیار کیا تو اسپر اس اراضی کا خراج واجب ہوگا یہ کافی مین ہو۔ کسی گانون مین اراضی ہو جسکے مالکان مرگئے یا غائب ہوگئے اور اہل قریہ انکے خراج ادا کرنے سے عاجز[1] ہوئے اور چاہا کہ اسکو سلطان کے سپرد کردین تو سلطان اس اراضی کے حق مین وہی کریگا جو ہمنے بیان کیا ہو۔ اور اگر سلطان نے چاہا کہ اس اراضی کو اپنی ذات کے واسطے لے تو اسطرح ہو سکتا ہو کہ کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کرکے پھر اُس سے خود خریدلے ۔ ایک قوم نے ایک قطعہ زمین خریدا جسمین چہار دیواری کے باغہائے انگور اور کھیت ہین تو کل کا خراج یکجائی مشترک ادا کرین اور اگر انہین سے ایک نے باغہائے انگور اور دوسرے نے اراضی خریدی اور خراج کی تقسیم چاہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باغہائے انگور کا خراج معلوم ہو اور نیز خراج اراضی معلوم ہو تو حکم وہی رہیگا جو قبل خرید کے تھا۔ اور اگر خراج باغہائے انگور معلوم نہو اور تمام قطعہ مذکور کا خراج یکجائی ہو تو اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ باغہائے انگور در اصل باغہائے انگور ہی تھے کہ سوائے باغ انگور ہونیکے انکار کچھ اور ہونا تاجر معلوم نہین ہوتا ہو یعنی کوئی یہ نہین کہتا ہو کہ یہ در اصل اراضی تھی پھر باغ انگور ہوگئی بلکہ سب یہی کہتے ہین کہ در اصل یہ باغہائے انگور ہی تھے اور اس اراضی کا بھی یہی حال ہو تو خراج باغہائے انگور اور خراج اراضی پر نظر کیجاویگی پس جب زمین سے ہر ایک کا خراج معلوم ہو جاوے تو پورے قطعہ زمین کا خراج ان دونون پر تقسیم کر دیا جاوے پس جسقدر ہر ایک کے حصے مین پڑے وہی اسپر واجب ہوگا۔ کسی گانون کی اراضی کا خراج علی التفاوت ہو یکسان نہین ہو پھر جنکی اراضی کا خراج زیادہ ہو انہون نے درخواست دی کہ میری اراضی کا خراج اوروں کے برابر کر دیا جاوے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ معلوم نہو کہ خراج ابتدا مین برابر تھا یا علی التفاوت تھا تو جیسا قبل سے ہوتا رہا ہو اسی حال پر چھوڑا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور فتاوے مین لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے اپنی خراجی زمین کو مقبرہ یا بھاڑے کی کاروان سرائے یا فقیرون کا مسکن بنا دیا تو خراج ساقط ہو جائیگا۔ اگر خراج اراضی کسی مسلمان پر متوالی دو سال کا چڑھ گیا تو امام ابو یوسف و امام محمدؒ کے نزدیک اس سے پورے گذشتہ ایام کا خراج لیا جائیگا اور امام اعظم رحؒ کے نزدیک نہین بلکہ پچھلے سال کا لیا جائیگا جسمین وہ اب ہو ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح سیر صغیر مین ذکر کیا ہو۔ اور صدر الاسلام نے کتاب العشر والخراج مین امام اعظم رحمہ اللہ سے دو روایتین ذکر کی ہین اور صدر اسلام نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ اُس سے پورا گذشتہ کا خراج لے لیا جائیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر انکی زمین پر پانی چڑھ آیا یعنے غرق ہوگئی یا اُس سے پانی منقطع ہوگیا یعنی ٹوٹ گیا یا وہ زراعت کرنے سے باز رکھا گیا تو اسپر خراج واجب نہوگا یہ نہر الفائق مین ہو۔ اور امام محمدؒ نے نوادر مین ذکر کیا ہو کہ اگر زمین خراجی ڈوب گئی پھر دوسرا سال شروع

[1] یعنے انپر اسی اراضی کا خراج جہان منتقل کیے گئے ہین وجب ہوگا ۱۲ منہ [2] یعنے ہین کھیتی وغیرہ کے منع یعنے اور خراج دینے سے عاجز ہوے ۱۲ منہ

ہونے سے اسقدر مدت پہلے اسکا پانی خشک ہو گیا کہ اتنی مدت مین وہ دوبارہ زراعت کرنے پر قادر ہے مگر اُسنے زراعت نہ کی تو اُسپر خراج واجب ہوگا اور اگر دوسرا سال شروع ہونے سے پہلے اتنی مدت پانی خشک ہوا کہ اتنے دنون مین زراعت کر لینے پر قادر نہین ہے تو اُسپر خراج واجب نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کھیتی کو کوئی آفت آسمانی ایسی پہونچی کہ اس سے احتراز ناممکن ہے مثل غرق و سوختگی و شدت پالا و اولا وغیرہ تو اُسپر خراج واجب نہ ہوگا۔ اور اگر غیر آسمانی آفت ایسی پہونچی کہ اس سے احتراز ممکن ہے جیسے کھا لینا بندرون یا درندون یا چوپاؤن وغیرہ کا یا اسکے مثل کوئی آفت پہونچی تو خراج ساقط نہوگا اور یہی اصح ہے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے کہ اگر کاٹنے سے پہلے کھیتی تلف ہو گئی تو خراج ساقط ہوگا اور اگر کاٹے جانے کے بعد تلف ہوئی تو ساقط نہوگا یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور جو زمین عشری ہے اگر اسکی کھیتی قبل کاٹے جانے کے تلف ہوئی تو عشر ساقط ہوگا اور اگر بعد کاٹے جانے کے تلف ہوئی تو جو کچھ نصیب مالک زمین تھا وہ اسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور جو کاشتکار کے حصہ رسدی پر حصہ عشر تھا وہ بذمہ مالک زمین باقی رہیگا۔ اور خراج مقاسمہ بھی بمنزلہ عشر[عہ] کے ہے اسواسطے کہ اسمین بھی اسی پیداوار زمین سے کچھ حصہ واجب ہوتا ہے جیسے عشر مین اور اسمین فقط یہی فرق ہے کہ دونون کا مصرف جدا جدا ہے اور یہ سب اُسوقت ہے کہ کل پیداوار تلف ہو گئی اور اگر اکثر حصہ تلف ہو گیا اور کچھ باقی رہگیا تو باقی کو دیکھا جاوے کہ اگر اتنا رہگیا ہے کہ دو قفیز و دو درم تک پہونچتا ہے تو ایک قفیز و ایک درم خراج واجب ہوگا اور بالکل ساقط نہوگا اور اگر اس سے کم باقی رہا تو نصف حاصلات واجب ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ صواب اس صورت مین یہ ہے کہ پہلے دیکھا جاوے کہ اس شخص نے اس زمین مین کیا خرچ کیا پھر حاصلات کو دیکھا جاوے پھر پہلے اس حاصلات مین سے جو کچھ اُسنے خرچ کیا ہے وہ اسکو محسوب کیا جاوے پھر اگر کچھ باقی رہے تو اسمین اسی طور سے کیا جاوے جیسے ہمنے بیان کیا ہے یہ سراج وہاج و محیط مین ہے۔ اور حال پیداوار تلف ہو جانے سے خراج جب ہی ساقط ہو جاتا ہے کہ سال مین سے اتنی مدت نہ باقی رہی ہو کہ اسمین وہ دوبارہ کھیتی کر لینے پر قادر ہووے اور اگر ایسی مدت باقی رہی ہو تو خراج ساقط نہوگا[عہ] اور ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا اول تھا ہی نہین اور ایسا ہی حکم کرم یعنی باغ انگور کا ہے کہ اگر اسکے پھل آسمانی آفت سے جلتے رہے پس اگر کچھ جلتے رہے اور کچھ باقی رہے پس اگر باقی اتنے ہین کہ دس[عہ] درم تک پہونچ جاتے ہین یا اس سے زیادہ ہین تو اُسپر دس درم واجب ہونگے اور اگر بیس[عہ] درم تک نہین پہونچتے ہین تو باقی مین سے نصف مقدار واجب ہوگی اور یہی حکم رطاب کا ہے یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اکاسرہ[عہ] یعنی شاہان کسریٰ جو مجوسی تھے اُنکے افعال پسندیدہ مین سے ایک یہ بات تھی کہ جب کاشتکار کی کھیتی کو کوئی آفت آسمانی انکے عہد مین پہونچتی تھی تو اُسکا خرچہ و بیج اپنے خزانہ سے اُسکو تاوان دیدیتے تھے اور کہتے تھے کہ کاشتکار نفع مین ہمارا شریک ہے پس نقصان مین ہم اُسکے شریک کیونکر نہون اور مسلمان سلطان اس خلق کے اختیار کرنے مین بدرجہ اولیٰ لائق ہے یہ ذخیرہ کردری مین ہے اگر کسی نے خراجی زمین مین باغ انگور لگایا تو جبتک باغ انگور پھل نہ دیوے تب تک اُسپر زمین زراعت کا خراج واجب ہوگا اور اسی طرح اگر دیگر پھلدار درخت لگائے تو بھی درختان مذکورہ کے پھل دینے تک اُسپر زمین زراعت کا خراج

عہ کیونکہ عشر اسکی پیداوار زمین سے واجب ہے بخلاف خراج موظف کے فقط ہذا خراج مقاسمہ بھی مثل عشر کے ہے ۱۲ منہ عہ اور بعضون نے کہا کہ لقب شاہان فارس کا ہے اور یہی اقرب ہے ۱۲ منہ عہ قال المترجم یہ خراج موظف مین ہے ۱۲ منہ

واجب ہوگا اور جب رطبہ خستان انگور ریوسے ہو کر پھل لائے پس اگر انگوروں کی قیمت بیس درم یا زیادہ تک پہونچی تو پورے دس درم واجب ہونگے اور اگر بیس درم سے کم پہونچی ہو تو اُسپر نصف پیداوار حاصلات واجب ہوگی اور اگر نصف حاصلات مذکور بقدر ایک قفیز و ایک درم کے بھی نہ پہونچی ہو تو ایک قفیز و ایک درم سے کم نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ زراعت کرنے پر قادر تھا۔ اور اگر کسی کے ملک میں ایسا قطعہ زمین ہے کہ وہ اجمہ ہے حالانکہ جسمیں کثرت سے بیکار رہتی ہے تو اُسپر خراج واجب نہیں ہے اور اگر کسی کی زمین میں نرکل کھڑا ہے یعنی نیستان ہے یا جھاؤ کا جنگل ہے یا درختان صنوبر یا بید مجنون یا دیگر اشجار ایسے لگے ہیں کہ پھل نہیں دیتے ہیں تو دیکھا جائے کہ اگر مالک زمین اسکو قطع کر کے اُسکے مزروعہ کرنے پر قادر تھا مگر اُسنے ایسا نہ کیا تو اُسپر خراج واجب ہوگا اور اگر اُسکے درست کرنے پر قادر نہیں ہے تو اُسپر خراج بھی واجب نہ ہوگا۔ اور اگر زمین خراجی میں ایسی زمین ہو کہ اُسمیں سے قلیل یا کثیر نمک نکلتا ہے تو اسکا حکم بھی ایسا ہی ہے کہ اگر مالک زمین اسکے اصلاح کرنے اور مزروعہ کر دینے اور خراجی پانی سے پانی پہونچانے پر قادر تھا تو اُسپر خراج واجب ہوگا اور اگر وہاں خراجی پانی نہیں پہونچ سکتا تھا یا وہ پہاڑ پر واقع ہے کہ وہاں پانی نہیں پہونچ سکتا ہے تو خراج واجب نہ ہوگا۔ اور اگر زمین خراجی کے درمیان کوئی قطعہ زمین سبخہ واقع ہے کہ مزارعت کے لائق نہیں یا اسکو پانی نہیں پہونچتا ہے پس اگر مالک زمین مذکور اسکی اصلاح کر سکتا تھا مگر نہ کی تو اُسپر اُسکا خراج واجب ہوگا۔ اور اگر اصلاح نہیں کر سکتا تھا تو اُسپر خراج بھی واجب نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے

قال المترجم واضح ہو کہ یہاں دو وقت ہیں ایک وقت وجوب خراج اور دوسرا وقت ادا و استخراج خراج فافہم۔ اور امام اعظم رہ کے نزدیک وقت وجوب خراج کا اوّل سال ہے یعنے شروع سال مگر بدیں شرط کہ زمین نامیہ حقیقۃً یا اعتباراً اُسکے قبضہ میں ایک سال باقی رہے یہ ذخیرہ کی کتاب العشر والخراج میں ہے۔ اور والی ملک کو چاہیے کہ خراج کے واسطے ایسے شائستہ آدمی کو مقرر کرے جو لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آوے اور اُنسے خراج لینے میں انصاف و عدل کو پیش نظر رکھے اور ہر بار جب غلہ پیدا ہو تب اُنسے بقدر اسکے خراج لے یہانتک کہ آخر غلہ پر پورا خراج حاصل ہو جائے اور اس کلام سے مراد یہ ہے کہ بقدر غلہ کے خراج مقرر کرے چنانچہ اگر کسی زمین میں ربیع و خریف دو فصلیں پیدا ہوتی ہوں تو غلہ ربیع حاصل ہونیکے وقت شائستہ متولی مذکور اندازہ و تخمینا سے یہ لحاظ کرے کہ اس زمین میں غلہ خریف کتنا پیدا ہوگا پس اگر اسکی خاطر میں جم جائے کہ مثل غلہ ربیع کے پیدا ہوگا تو خراج کے دو حصہ کر ڈالے پس غلہ ربیع میں سے نصف خراج لے لے اور باقی نصف خراج میں تاخیر کرے یہانتک کہ غلہ خریف پیدا ہو جائے پس نصف خراج اُسمیں سے لے لے۔ اور ایسا ہی تقبلہا میں کرے کہ دیکھے کہ اگر یہ ایسی چیزوں میں سے ہے جو پانچ مرتبہ نوچی جاتی ہیں یعنی ایک مرتبہ لونے کے بعد پھر ہری ہو کر دوبارہ و سہ بارہ اسی طرح پانچ مرتبہ تک نوبت پہونچتی ہے تو خراج کے پانچ ٹکڑے کرکے ہر مرتبہ سے پانچواں حصہ خراج لے لے اور اگر ایسی نباتات سے ہے کہ چار مرتبہ نوچی جاتی ہیں تو ہر مرتبہ سے چہارم خراج وصول کرے اور اسی قیاس پر

ف۱ یعنے تالاب ہے کہ جسمیں نرکل وغیرہ کے درخت ہوتے ہیں ۱۲ منہ ف۲ یعنے جھاڑی مختلف درختوں کی مثل پتادر و نرکل و بانس و دیگر درختان خودرو وغیرہ ۱۲ ف۳ اور اگر اصلاح پر قادر نہیں ہے تو بدرجہ اولی واجب نہ ہوگا ۱۲ منہ ف۴ یعنے خورہ زار جسکو ہندی میں اوسر بولتے ہیں کہ اُس مقام پر کنکر وریہ ہوتا ہے اور کوئی چیز نہیں جمتی ۱۲ منہ ف۵ یعنے فی جریب دس درم ف۶ جو کھیتی کا خراج ہے ۱۲

سمجھ لینا چاہیے یہ محیط میں ہے۔ اور جسپر خراج یا عشر واجب ہوگیا ہے اگر وہ مر گیا تو یہ اُسکے ترکہ سے وصول کر لیا جائیگا۔ اور اختلاف بلاد کے موافق غلہ کی تنگی کا وقت بھی مختلف ہے پس پیداوار غلہ کی ادراک کے وقت خراج لیا جائیگا اور مالک اراضی کو حلال نہیں ہے کہ جب تک خراج ادا نہیں کیا ہے تب تک اس پیداوار زمین سے کھاوے ہاں بعد ادا کرنے کے کھانا حلال ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور نیز جسمین سے عشر دینا چاہیے ہے اُسمین سے بھی کھانا حلال نہیں ہے یہانتک کہ عشر ادا کردے اور اگر کھا جائیگا تو ضامن ہوگا اور بادشاہ سلطان کو اختیار ہے کہ زمین خراجی کی پیداوار روک رکھے یہانتک کہ خراج وصول کرلے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور امام محمد رہ نے اپنی نوادر میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی نے خوشی سے اپنی زمین کا خراج سال یا دو سال کا پیشگی بطور تعجیل ادا کر دیا تو یہ جائز ہے۔ اور منتقی میں ہے کہ اگر کسی نے اپنی زمین کا خراج پیشگی دیا پھر اسی سال زمین غرق ہوگئی تو فرمایا کہ جو کچھ خراج اُسنے ادا کیا ہے وہ اسکو واپس کر دیا جاوے پھر اگر اُسکے قبضہ میں نہ دیا گیا اور اُسنے دوسرے سال اُسمین زراعت کی تو اُس سال کے خراج میں محسوب کر دیا جائیگا۔ اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی زمین کا دو سال کا خراج ادا کر دیا یعنی پیشگی پھر اس زمین پر پانی چڑھ آیا اور غرق آب ہو کر دجلہ ہوگئی تو فرمایا کہ جو کچھ امام نے وصول کیا ہے وہ اسکو واپس کردے بشرطیکہ بعینہ موجود ہو اور اگر امام نے اس خراج کو دیدیا ہو یعنی مجاہدین کے صرف میں لایا ہو تو اُسپر کچھ واجب نہیں ہے

آٹھواں باب جزیہ کے بیان میں

جزیہ اُس مال کا نام ہے جو اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے کذا فی النہایہ اور جزیہ فقط اسی ذمی پر واجب ہوتا ہے کہ مرد بالغ ہو لیاقت قتال رکھتا ہو عاقل ہو محترف ہو اگرچہ اپنے حرفہ کو اچھی طرح نہ جانتا ہو یہ سراجیہ میں ہے۔ اور جزیہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ کہ صلح و تراضی سے اُنپر مقرر کیا گیا ہو پس اُنکی مقدار وہی رہیگی جسپر باہم اتفاق ہوا ہے اُسی حساب سے ہر ایک پر مقرر ہوگا یہ کافی میں ہے پس اس مقدار سے زیادہ نہ کیا جائیگا اور کم بھی نہ کیا جائیگا۔ یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور دوم جزیہ وہ کہ جب امام المسلمین کافروں پر غالب ہوا اور احسان کرکے انکو انکی املاک پر باقی رکھکر انپر از سر نو جزیہ اپنی رائے سے مقرر کیا کذا فی الکافی پس یہ جزیہ مقدر بقدر معلوم ہے خواہ چاہیں یا انکار کریں راضی ہوں یا ناراض ہوں پس تونگر پر ہر سال میں وزن سبعہ کے اڑتالیس۴۸ درم مقرر کیے جاوینگے چنانچہ ماہواری چار درم وصول کرے گا اور جو شخص متوسط الحال ہے اُسپر سالانہ چوبیس۲۴ درم یعنی ماہواری دو درم ہونگے اور جو شخص فقیر معتمل ہے اُسپر سالانہ بارہ۱۲ درم یعنی ماہواری ایک درم مقرر ہوگا کذا فی فتح القدیر والہدایہ والکافی۔ اور معتمل کے معنی میں گفتگو ہے اور اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ معتمل وہ ہے جو کام کرنے پر قادر ہو اگرچہ اپنا حرفہ اچھی طرح نہ جانتا ہو۔ اور علماء نے تونگر اور متوسط الحال اور فقیر ان تینوں کی شناخت میں گفتگو کی ہے چنانچہ شیخ امام ابو جعفر نے فرمایا کہ ہر بلاد میں وہاں کا عرف معتبر ہوگا پس جس بلاد والے

۱؎ اور خواہ مخواہ لے لینا حرام ہے ۱۲ منہ ۲؎ نسخہ مطبوعہ میں دجلہ دال مہملہ و جیم کے ساتھ ہے پس اس بنا پر اُسکے دیار کی جانب یہ حکم راجع ہوگا اور صورت مسئلہ اس زمین کے واسطے ہوگی جو دجلہ کے دونوں کنارے پر واقع ہے اور ظاہر نزدیک مترجم کے دحل بدال و حاء مہملہ ہے فافہم ۱۲ منہ

اپنے شہر میں جسکو تونگر شمار کرتے ہوں یا متوسط یا فقیر شمار رکھتے ہوں وہ ایسا ہی ہوگا اور یہی اصح ہے یہ محیط میں ہے
اور امام کرخی نے فرمایا کہ فقیر وہ ہے جو دو سو درم یا کم کا مالک ہو اور متوسط وہ ہے جو دو سو درم سے زائد دس ہزار درم تک کا
مالک ہو اور تونگر وہ ہے جو دس ہزار درم سے زائد کا مالک ہو اور شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اعتماد اس باب میں کرخی
کے قول پر ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور معتمل میں یہ ضرور ہے کہ وہ تندرست ہو اور سال میں زیادہ مدت اسکی تندرستی ہونا
کافی ہے۔ یہ ہدایہ میں ہے۔ اور ایضاح میں مذکور ہے کہ اگر ذمی تمام سال بیمار رہا اور اُسکے کام کرنے پر قدرت نہ پائی حالانکہ
وہ خوشحال ہے تو اُسپر جزیہ واجب نہ ہوگا اور اسی طرح اگر نصف سال یا زیادہ بیمار رہا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر باوجود قدرت و
تندرستی کے اُسنے کام کرنا چھوڑا تو وہ معتمل کے حکم میں ہوگا یہ نہایہ میں ہے اور جزیہ ہمارے نزدیک ابتداے سال سے واجب
ہوتا ہے اور جزیہ اہل کتاب پر ہے خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے اور مجوس و بت پرستان عجم پر ہے یہ کافی میں ہے پھر جزیہ
لینے کا وقت سال کا آخر زمانہ ہے قبل اسکے کہ دوسرا سال شروع ہو جاوے اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ہر دو مہینہ پر قسط
کر کے لیا جائیگا اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ماہواری یعنی ہر ماہ مہینہ لیا جائیگا اور اصح وہی قول اول ہے یہ مبسوط میں ہے۔
اور یہودیوں میں سامری داخل ہیں اور نصاریٰ میں فرنگ وارمنی داخل ہیں۔ اور اگر لشکر اسلام نے اہل کتاب
و مجوس و بت پرستوں پر جو عجم کے ہوں غلبہ پایا قبل اسکے کہ انپر جزیہ مقرر کیا جاوے یعنی بغیر صلح کے تو وہ لوگ اور
انکی عورتیں و بچے سب فیئی[ف۱] ہونگے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور رہے صابی لوگ سو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ انسے جزیہ لیا جائیگا اور صاحبینؒ
نے فرمایا کہ نہیں لیا جائیگا۔ اور رہے بعضے سو مشائخ نے فرمایا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ جدید پیدا ہوئے ہیں تو وہ لوگ
مرتد ہیں کہ اُنسے جزیہ نہ لیا جائیگا بلکہ وہ لوگ قتل کیے جاوینگے۔ اور اگر وہ لوگ پُرانے ہوں یعنی قدیمی یہ فرقہ چلا آتا ہو
تو اُنسے جزیہ لیا جائیگا۔ اور رہے زندیق لوگ سو اُنسے جزیہ لیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور عرب کے
بُت پرستوں پر جزیہ نہ باندھا جائیگا اور نہ مرتد لوگوں پر جزیہ ہوگا بلکہ اسلام لاویں یا قتل کیے جاویں اور اگر ان لوگوں
پر غلبہ حاصل ہوا تو انکی عورتیں و بچے فیئی ہونگے۔ اور انکے مردوں میں سے جو شخص مسلمان نہ ہوا وہ قتل کیا جاوے۔ اور
واضح ہو کہ عورت و بچہ و اندھے پر جزیہ نہیں ہے اور نیز مفلوج اور بڈھے پھوس اور فقیر غیر معتمل[ف۲] پر بھی جزیہ نہیں ہے یہ بدائع
میں ہے اور نیز مجنون اور اپاہج پر بھی جزیہ نہیں ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور معتوہ سے بھی نہ لیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔
اور جن لوگوں کے ہاتھ و پاؤں کٹے ہوئے ہوں انپر جزیہ واجب نہیں ہوتا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے اور مملوک و مکاتب
و مدبر و ام ولد پر جزیہ نہیں باندھا جائیگا اور نہ انکے مولے انکی طرف سے ادا کرینگے اور ایسے راہبوں پر بھی نہیں
باندھا جائیگا جو لوگوں سے الگ ہیں مخالطت نہیں کرتے ہیں یہ ہدایہ میں ہے۔ اور ولوالجی[ف۳] نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ
نصاریٰ بخران پر انکے رؤس و اراضی پر سالانہ ہزار حلہ کہ ہر حلہ پچاس درم کا ہووے باندھا جائیگا جسمیں سے ہزار حلہ
ماہ صفر میں اور ہزار حلہ ماہ رجب میں واجب ہونگے اور یہ انکے رؤس یعنی ہر ہر نفر پر اور انکی اراضی پر تقسیم کیا جائیگا پس

ف۱ یعنے مال غنیمت میں سے شمار ہونگے اور اسکے اہل کو تقسیم کیے جاوینگے ۱۲منہ ف۲ غیر معتمل وہ شخص جو اپنے حرفہ کے ذریعہ سے
کما نہیں سکتا ہے خواہ اس وجہ سے کہ وہ بوجہ اپاہج ہونے کے یا بوجہ نہ جاننے پیشہ کے عاجز ہے ۱۲منہ ف۳ یعنے قاضی حسن بن منصور ۱۲

جو کچھ انکے رؤس کے مقابلہ میں آئے وہ جزیہ ہوگا اور جو انکی اراضی پر پڑے وہ خراج ہوگا اور یہ جو ولوالجی نے فرمایا ہے یہی صحیح ہے بسبب اسکے کہ حدیث کے موافق ہے مگر انکی اتنی بات کہ ہر حلہ پچاس درم کا ہو۔ اور امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں فرمایا کہ یہ حلہائے بیان کردہ شدہ دو ہزار حلہ ہیں جو انکی اراضی اور انکے رؤس پر باندھے جاوینگے اور انکے مردوں کی تعداد ہر ہر نفر پر جو مسلمان نہیں ہوئے ہیں اور نجران کی ہر ہر زمین پر تقسیم کیے جاوینگے اگرچہ بعض نے اپنی زمین پوری یا تھوڑی کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی ہو یا کسی ذمی یا تغلبی[1] کے ہاتھ فروخت کر دی ہو اور اراضی سے خراج مذکور میں عورت و بچہ کی اراضی مثل مردوں کی اراضی کے ہیں مگر جزیہ رؤس سو وہ مردوں پر ہے عورتوں و بچوں پر نہیں ہے۔ یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں حلہ کو بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ ہر حلہ ایک اوقیہ ہے یعنی اسکی قیمت اسقدر ہے فلت داوقیہ چالیس درم وزن کا ہوتا ہے اور شاید پر پچاس درم چڑھتے ہوں پس قول ولوالجی اسکے موافق ہوگا ولیکن نہر الفائق میں نقلاً از فتح القدیر اس پر اعتراض کیا کہ پس قول الولوالجی کہ ہر حلہ پچاس درم کا ہو صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ اوقیہ چالیس درم ہے انتہی وقد شرت الی الجواب فافہم اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر انکے سب مرد مر گئے یا مسلمان ہو گئے تو دو ہزار حلہ میں سے کچھ کم نہ ہوگا اور یہ سب مقدار یعنی دو ہزار درم انکی اراضی سے وصول کیا جائیگا یہ حاوی قدسی میں ہے اور جو مرد ان میں سے مسلمان ہو گیا اسکے راس کا جزیہ ساقط ہو جائیگا اور وہ مقدار ان لوگوں پر ڈالی جائیگی جو مسلمان نہیں ہوئے ہیں۔ اور نجرانی کا آزاد کیا ہوا غلام جسکو مولے کہتے ہیں وہ مثل ذمی کے غلام آزاد کیے ہوئے کے ہے کہ اسپر اسکی ذات کا جزیہ باندھا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ولوالجیہ سے نقل ہے۔ اور واضح ہو کہ حلہ کہتے ہیں تہ بند و چادر کو اور یہی مختار ہے اور جبتک دو کپڑے نہوں تب تک حلہ نہ کہلائیگا یہ کفایہ میں ہے اور محیط میں لکھا ہے کہ اگر نصرانی کا غلام ہو مگر اسکے خرچ سے نہیں بخشا ہے تو اس سے جزیہ راس نہ لیا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے اور اگر مسلمان کا آزاد کیا ہوا غلام مرد نصرانی ہو تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا یہ ہدایہ میں ہے اور قریشی نے اگر کافر غلام آزاد کر دیا تو اس سے جزیہ لیا جائیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر ذمیوں میں سے کوئی لڑکا شروع سال میں قبل اسکے کہ ان لوگوں پر جزیہ باندھا جاوے محتلم ہوا یعنی اسکو احتلام ہوا جو علامت بلوغ ہے اور حال یہ ہے کہ وہ توانگر ہے تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا اور اس سے اس سال کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر ان لوگوں یعنی ذمی مردوں پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ محتلم ہوا ہے تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہانتک کہ یہ سال گذر جاوے۔ اور اگر شروع سال میں کوئی غلام آزاد کیا گیا حالانکہ اسکے پاس مال اسکی ملک ہے پس اگر ان لوگوں پر جزیہ باندھے جانے سے پہلے آزاد کیا گیا تو اسپر بھی جزیہ باندھا جائیگا اور اس سال کا جزیہ اس سے لیا جائیگا اور اگر مردوں پر جزیہ باندھے جانیکے بعد وہ آزاد کیا گیا تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہانتک کہ سال گذر جاوے۔ اور اگر حربی قبل اسکے کہ ذمی مردوں پر جزیہ باندھا جاوے ذمی ہو گیا تو اسپر جزیہ باندھا جائیگا اور اس سال کا جزیہ اس سے لیا جائیگا اور اگر ذمی مردوں پر جزیہ باندھے جانے کے بعد وہ ذمی ہوا تو اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا یہانتک کہ یہ سال گذر جاوے اور جو شخص کسی ایسے مرض وغیرہ میں گرفتار ہے کہ قابل جزیہ کے نہیں ہے اگر اسکو افاقہ ہو گیا تو جب تک یہ سال نہ گذر جاوے اسپر جزیہ نہ باندھا جائیگا خواہ ذمی مردوں پر جزیہ باندھے

[1] تغلبی قوم ہے مشرکان عرب سے جنپر دو چند جزیہ صلح میں قرار پایا ہے ۱۲ منہ

جانے سے پہلے اسکو افاقہ ہوگیا ہو یا اسکے بعد ہوا ہو اور خواہ وہ بعد وضع جزیہ[1] کے غنی ہوگیا یا اس سے پہلے غنی ہوگیا اور جسپر جزیہ واجب الادا ہے اگر وہ مرگیا یا مسلمان ہوگیا حالانکہ اُسپر گذشتہ کا جزیہ باقی ہے تو ہمارے نزدیک یہ باقی اُس سے نہ لیجائیگی اور اسی طرح اگر وہ اندھا ہوگیا یا لنجا یا لولا یا بڈھا پھوس ہوگیا کہ کسی کام کرنے پر قادر نہیں ہے یا فقیر ہوگیا کہ اُسکو کچھ دسترس نہیں ہے حالانکہ اُسپر پچھلا جزیہ نفس باقی ہے تو یہ باقی ساقط ہو جائیگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر ذمی سال میں کچھ دنوں غنی رہا اور کچھ دنوں فقیر رہا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر زیادہ دنوں غنی رہا ہو تو اُس سے توانگروں کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر اسکے برعکس ہو تو فقیروں کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر آدھے سال تونگر اور آدھے سال فقیر رہا تو اس سے متوسط حال والوں کا جزیہ لیا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر امام کے جزیہ مقرر کرنے سے پہلے مریض چنگا ہوگیا تو اُسپر جزیہ باندھا جائیگا اور جزیہ باندھنے کے بعد اگر وہ چنگا ہوا تو اُسپر جزیہ اُس سال کا نہ باندھا جائیگا۔ اور جزیہ کا پیشگی دو سال یا زیادہ کے واسطے ادا کرنا جائز ہے۔ اور اگر ذمی نے دو سال کے واسطے پیشگی جزیہ ادا کیا پھر اسلام لایا تو دونوں میں سے ایک سال کا خرچ واپس کر دیا جائیگا مگر سال اوّل کا خراج واپس نہ کیا جائیگا جبکہ یہ سال شروع ہو جانے کے بعد وہ مسلمان ہوا یا مرگیا ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور یہ مسئلہ اس امام کے قول پر ہے جو شروع سال سے جزیہ واجب ہونے کو فرماتا ہے اور جامع صغیر میں اسی پر تنصیص کر دی ہے اور اسی پر فتوی بھی ہے یہ فتاوی کبریٰ میں ہے۔ اور اگر دو یا چند سال ذمی پر چڑھ گئے اور اُس سے جزیہ نہ لیا گیا یہانتک کہ وہ مسلمان ہوگیا تو ہمارے نزدیک اُس سے جزیہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ذمی مذکور مسلمان نہ ہوا بلکہ اپنے کفر پر جارہا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُس سے گذشتہ سالوں کے جزیہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور نیز اس سال کے جزیہ کا جسمیں وہ ہے مطالبہ نہ کیا جائیگا یہانتک کہ یہ سال پورا ہووے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اگر ذمی نجرانی و تغلبی کے درمیان ایک باندی ہے اور اُسکے لڑکا پیدا ہوا پس دونوں نے ساتھ ہی اُسکے نسب کا دعوی کیا پھر وہ بچہ بڑا یعنی بالغ ہوا تو اُسپر نصف خراج نجرانیوں کا سا اور نصف خراج تغلبیوں کا سا ہوگا یہ سراجیہ میں ہے۔ اور اگر نجرانی و تغلبی کے درمیان مشترک باندی سے لڑکا پیدا ہوا اور دونوں نے ساتھ ہی اُسکے نسب کا دعوی کیا پھر اُسکے ہر دو باپ مرگئے اور یہ لڑکا بالغ ہوا تو سیر میں مذکور ہے کہ اگر پہلے تغلبی مرا تو اُس سے اہل نجران کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر پہلے نجرانی مرگیا تو اُس سے بنی تغلب کا جزیہ لیا جائیگا اور اگر دونوں ساتھ ہی مرگئے تو نصف تغلبیوں کا سا اور نصف نجرانیوں کا سا لیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر ذمی نے مال جزیہ اپنے غلام یا نائب کے ہاتھ بھیجا تو یہ قدرت اُسکو نہ دیجائیگی چنانچہ سب روایات میں سے اصح روایت یہی ہے بلکہ اُسکو تاکید کیجائیگی کہ جزیہ کو خود حاضر کرے اور کھڑا ہو کر ادا کرے اور اُس سے وصول کرنے والا بیٹھا ہوگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اسکی سبلت کو پکڑ کر خوب جنبش دیگا اور کہیگا کہ اے ذمی لا اپنا جزیہ دے یہ تبیین میں ہے اور ادا کرنے والے کا ہاتھ نیچے رہیگا اور لینے والا کا ہاتھ اوپر ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ امام المسلمین کو اختیار ہے چاہے اراضی و جماجم[2] کو جمع کرکے دونوں کا

[1] وضع جزیہ یعنے جزیہ مقرر کرنا ۱۲ منہ [2] جماجم جمع جمجمہ بمعنے کاسہ سر و مراد بیان رؤس کفار ہیں یعنے ہر ہر نفر کفار در ہر ہر عدد ۱۲ منہ [3] جو تونگروں سے لیا جاتا ہے ۱۲

خراج لیجائے گی درمون یادیناروں یا کیلی یا وزنی یا کپڑوں سے مقرر کرے اور چاہے ہر ایک کو الگ الگ کر دے یعنی ہر ایک کو حصے علیحدہ علیحدہ خراج مقرر کرے پس اگر امام نے جمع کر کے ایک ہی خراج مقرر کیا تو بقدر عدد جاجمون کی تعداد کے اور بقدر اراضی کے دونوں پر یہ جزیہ مجموعی صلاح انصاف سے تقسیم کیا جائیگا پس جسقدر جاجم کے حصہ میں پڑے وہ جزیہ ہے کہ روس درمون پر بترتیب مذکورہ بالا مقرر ہوگا اور جسقدر اراضی کے حصہ میں پڑے وہ خراج ہوگا کہ ہر اراضی پر بقدر اسکی پیداوار کے بترتیب مذکورہ بالا مقرر کیا جائیگا پھر اگر جاجم میں بسبب موت یا اسلام لانے کے تعداد کم ہوگئی تو جاجم کے حصہ میں سے اُسی قدر حصہ گھٹا کر اراضی پر منتقل کیا جائیگا بشرطیکہ اراضی اسکو برداشت کر سکے اور اسیطرح اگر کل جاجم ہلاک ہوگئے تو انکا حصہ منتقل کر کے اراضی پر بڑھا دیا جائے گا بشرطیکہ اراضی برداشت کر سکے اور اگر اراضی برداشت نہ کر سکے تو یہ مقدار مذکورہ تمام مجموعی خراج سے طرح دیجائیگی۔ اور اگر جاجم اسکے بعد کثرت سے ہوگئے تو جاجم کا حصہ انکی طرف رد کر دیا جائیگا اور اگر اراضی کی پیداوار میں کمی ہوگئی تو بقدر نقصان کے اسمین سے حصہ کم کر کے جاجم پر ڈالا جائیگا بشرطیکہ جاجم اسکو برداشت کر سکیں پھر اگر اسکے بعد اراضی اپنے حال کمال پر ہوگئی تو حصہ مذکورہ پھر اراضی پر رد کر دیا جائیگا اور اگر اس حصہ کو جاجم نہیں برداشت کر سکتے ہیں تو ساقط ہو جائیگا لیکن جب پھر اراضی دہی طاقت پر آجاوے اور برداشت کر سکے تو پھر پورا کر دیا جاوے گا۔ اور اگر اراضی تمام تلف ہوگئیں بایں طور کہ غرق ہوگئیں یا نمناک ہوگئیں یعنی انمین سے پانی چھوٹنے لگا اور وہ ایسی تر مٹی ہوگئی کہ قابل زراعت نہیں ہے اور جاجم باقی رہے تو حصہ اراضی بجانب جاجم منتقل نہ کیا جائیگا اور اگر امام نے علیحدہ علیحدہ جاجم و اراضی کا خراج مقرر کیا پس جاجم پر کسی قدر حصہ معلومہ مقرر کیا اور اراضی پر بھی کسی قدر حصہ معلومہ بیان کیا تو کمی وغیرہ کی صورت میں یہ نہ ہوگا کہ ہر دو میں سے کوئی دوسرے کا حصہ برداشت کرے بلکہ وہ حصہ جو سر دست نہیں اُٹھا سکتا ہے اس مقدار سے جو پہلے مقرر کی گئی ہے طرح دیدیا جائیگا یہانتک کہ پھر اُسکی ایسی حالت ہو جاوے کہ جو طرح دیا گیا ہے اسکو برداشت کرے پس پھر یہ عائد کیا جائیگا۔ اور اگر امام نے ان لوگون سے اسطور پر صلح کی کہ انکی اراضی سے کل مال لیگا اور جاجم سے کچھ نہ لیگا یا جاجم سے کل لیگا اور اراضی سے کچھ نہ لیگا تو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ کل مال جاجم و اراضی پر بترتیب مذکورہ سابق تقسیم کیا جائیگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی ملک کے لوگ جنسے امام نے کسی قدر مال معلوم پر صلح کی ہے کہ جسکو وہ اپنے جاجم و اراضی سے ادا کرینگے سب مسلمان ہوگئے تو انکا خراج روس ساقط ہو جائیگا اور خراج اراضی ساقط نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے واللہ اعلم **فصل** اگر ذمیوں نے جدید بیعون یا کنیسون کا بنانا چاہا یا مجوس نے آتشخانہ بنانا چاہا پس اگر انھون نے مسلمانون کے شہرون میں سے کسی شہر یا مضافات شہر میں انکا بنانا چاہا تو بالاتفاق سب کے نزدیک منع کیے جاوینگے اور اگر انھون نے سواد شہر اور دیہات میں انکا بنانا چاہا تو اسمین روایات مختلف ہیں اور روایتون کے خلاف کی وجہ سے مشائخ نے اسمین بھی اختلاف کیا ہے چنانچہ مشائخ بلخ نے فرمایا کہ اس سے بھی منع کیے جاوینگے مگر ایسے گانون میں جہان کے اکثر رہنے والے ذمی ہون منع نہ کیے جاوینگے اور مشائخ بخارا نے جسمین سے امام ابوبکر محمد بن الفضل بھی ہیں فرمایا کہ منع نہ کیے جاوینگے اور شمس الائمہ سرخسی نے

---

[1] طرح بمعنی گرانا اور یہان مراد کم کر دینے سے ہے یعنی اُسی قدر کم کر دی جائیگی ۱۲ منہ [2] بیعہ و کنیسہ عبادت خانہ یہود و نصاریٰ سے جسکو ہمارے عرف میں گرجا بولتے ہیں اور بیعہ اہل کتاب کے درویشون کے خانقاہ کو بولتے ہیں ۱۲ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘

فرمایا کہ میرے نزدیک اصح یہ ہے کہ وہ لوگ سواد شہر میں بھی بنانے سے منع کیے جاوینگے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور زمین عرب میں شہروں و دیہاتوں سب جگہ اس سے منع کیے جاوینگے یہ ہدایہ میں ہے اور جیسے جدید بیعہ و کنیسہ کا بنانا نہیں روا ہے ایسے ہی جدید صومعہ کا بنانا بھی نہیں روا ہے کہ جسمیں تنہا ایک شخص سب سے علیحدہ اپنے طریقہ پر عبادت کرے بخلاف اسکے اگر کسی نے اپنے گھر میں کوئی جگہ نماز کے واسطے بنائی کہ اُسمیں نماز پڑھے تو اُس سے منع نہ کیا جائیگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سواد شہر و دیہات میں جو بیعے و کنائس قدیمی بنے ہوئے ہوں وہ نہ ڈھائے جاوینگے اور رہا شہروں میں سو امام محمد رح نے اجارات میں ذکر کیا ہے کہ شہر میں جو ہوں وہ نہ ڈھائے جاوینگے اور کتاب العشر و الخراج میں ذکر کیا کہ مسلمانوں کے شہروں میں جو ہوں وہ ڈھائے جاوینگے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح اجارات کی روایت ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر انکی بیعوں میں سے یا کنیسوں میں سے کوئی بیعہ یا کنیسہ قدیمی منہدم ہو گیا تو انکو اختیار رہوگا کہ اسی مقام پر جیسا تھا ویسا ہی بنا لیں اور اگر انھوں نے کہا کہ ہم اسکو یہاں سے تحویل کر کے دوسری جگہ بناوینگے تو انکو یہ اختیار نہوگا بلکہ اسی مقام پر اسقدر عمارت کا جیسا پہلے تھا بنا سکتے ہیں اور پہلی عمارت سے زیادہ کرنے سے منع کیے جاوینگے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور واضح رہے کہ قدیمی سے یہ مراد ہے کہ جب امام اسلام نے انکے شہر کو فتح کیا یا انسے مصالحہ کر لیا کہ جزیہ دیا کریں اور تابع اسلام ہو کر اپنے دین پر اپنے ملک پر قائم رہیں اس سے پہلے کا بنا ہوا ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ لامحالہ وہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں موجود ہو یہ غایۃ البیان میں ہے اور اگر انکا کوئی کنیسہ کسی گانوں میں ہو پھر اس کنیسہ والوں نے اسمیں بہت عمارت بنالی پھر یہ گانوں بھی منجملہ امصار کے ہو گیا تو بنا بر روایت کتاب العشر کے انکو حکم دیا جائیگا کہ اسکو گرا دیں اور بنا بر عامہ روایات کے انکو یہ حکم نہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر انکا کوئی کنیسہ کسی شہر سے قریب ہو پھر انھوں نے اسکے گرد عمارات بنانی شروع کیں اور یہانتک بڑھیں کہ یہ موضع اس شہر سے متصل ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ گویا شہر کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے تو بھی انکو اس کنیسہ کے ڈھا دینے کا حکم کیا جائیگا اور صحیح وہی حکم ہے جو عامہ روایات میں مذکور ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر اہل حرب کی کسی قوم نے درخواست صلح اس شرط پر کی کہ ہم لوگ مسلمانوں کے اہل ذمہ اس شرط سے ہوتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے ہمارے ملک میں کوئی شہر اپنے واسطے بنایا یا اختیار کیا تو ہمکو اسمیں جدید بیعہ یا کنیسہ بنانے سے اور علانیہ شراب و سور فروخت کرنے سے منع نہ کریں تو مسلمانوں کو اس شرط پر اُنسے مصالحہ نہ کرنا چاہیے اور اگر اس شرط پر ایسے صلح کر لی تو انکو اس صلح کے توڑنے کا اختیار رہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی قوم اہل حرب نے مسلمانوں سے صلح کی بدین شرط کہ ہم اپنے جانوں و اراضی سے مسلمانوں کے اہل ذمہ بدین شرط ہوتے ہیں کہ ہم سے مسلمان لوگ یہ شرط کر لیں کہ ہمارے ساتھ ہمارے گھروں و گانوں و قصبوں و شہروں میں مقاسمہ کریں حالانکہ اسمیں کنیسے و بیعے و آتشخانے ہیں اور انمیں شراب و سور علانیہ فروخت کیجاتی ہے اور علانیہ ماؤں بیٹیوں و بہنوں سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اور مجوس کا ذبیحہ و مردار علانیہ فروخت کیا جاتا ہے تو ایسی صلح میں جو چھوٹا یا بڑا شہر کہ وہ مسلمانوں کا شہر ہو جائیگا کہ اسمیں نماز جمعہ قائم کیجائیگی اور حدود شرعی جاری

سلہ خواہ شہر یا مضافات شہر یعنے اُسکا اطراف ۱۲ علہ یعنے منہدم کرنے کا حکم کیا جائیگا ۱۲

کیے جاوینگے تو ایسے شہر مین ان آدمیون کو ان سب امور کے اظہار سے ممانعت کیجائیگی اور انکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسمین کوئی جدید بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ بناوین جو قبل صلح کے نہ تھا اور اسمین علانیہ شراب نہ بیچنے پاوینگے اور نہ سور اور نہ مردار اور نہ مجوسیون کا ذبح کیا ہوا جانور۔ اور نیز یہ بھی اختیار نہوگا کہ اسمین علانیہ ماؤن ودیگر محارم عورتون کے ساتھ نکاح ظاہر کرین اور انکے لیے کچھ بھی روا نہ ہوگا الا خصلت واحدہ۔ اور کنائس وبیعے وآتشخانے جو کہ اس مقام کے شہر اسلام ہوجانے سے پہلے کے تھے وہ اسی حال پر چھوڑ دیے جاوینگے جسطرح شہر اسلام ہوجانے سے پہلے اہل ذمہ یہان کیا کرتے تھے ولیکن یہ لوگ اپنی صلیبین اپنے کنائس سے باہر نکالینگے۔ اور اگر انکے ایسے کنیسون مین سے کوئی کنیسہ منہدم ہوگیا تو اسکو ویسا ہی بنالینگے جیسا وہ پہلے تھا اور اگر انھون نے کہا کہ ہم انکو بیانسے تحویل کرکے شہر مین دوسرے مقام پر بناوینگے تو انکو یہ اختیار نہوگا۔ اور اگر امام کسی قوم اہل حرب پر غالب آیا پھر اسکو مصلحت معلوم ہوا کہ انکو ذمی بناکر اپنے اور انکی اراضی پر خراج باندھے اور اس ملک کو غانمین کے درمیان تقسیم نہ کرے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد کوفہ والون کے ساتھ کیا تھا تو یہ جائز ہے پس جب ایسا کیا تو یہ لوگ ذمی ہوجاوینگے اور منع نہ کیے جاوینگے کنیسہ بنانے سے اور نہ بیعہ بنانے سے اور نہ آتشخانہ بنانے سے اور نہ بیع خمر سے اور نہ بیع خنزیر سے اور نہ اظہار ان تمام افعال سے جو ہمنے انکی ملت کے بیان کیے ہین یہ سراج وہاج مین ہے۔ اور اگر امام نے بلاد اہل شرکین سے کوئی شہر قہر وغلبہ سے فتح کیا پھر ان لوگون سے اس شرط پر صلح کی کہ انکو ذمی بناوے حالانکہ اس سرزمین مین قدیمی بیعے وکنائس وآتشخانہ ہین یا اہل شرک کے مکانون مین سے کوئی گانون ایسا ہے پھر یہ گانون مسلمانون کے شہرون مین سے ایسا شہر ہوگیا کہ اسمین نماز جمعہ قائم کیجاتی ہے اور حدود شرعی جاری ہین تو امام ان اہل ذمہ کو ان کنیسون وبیعون مین اپنی ملت کی نماز پڑھنے سے ممانعت کریگا اور انکو حکم کریگا کہ ان مکانون کو اپنے رہنے کے گھر بنالین کہ انمین رہا کرین اور امام کو یہ نہ چاہیے کہ انکو منہدم کردے۔ اور اگر اہل حرب مین سے کسی قوم نے ذمی ہوجانے پر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے ذمی ہوجانے کے بعد ہم اپنے دیہاتون یا شہر مین کنیسے وبیعے وآتشخانہ بناوینگے پھر بعد صلح کے ایسا موضع جہان انھون نے بنایا ہے مسلمانون کے شہرون مین سے ایک شہر ہوگیا تو مسلمانون کو روا نہین ہے کہ اسمین سے کچھ ڈھاوین[۱] اور یہ حکم بنابر جامع صغیر روایت کے ہے اور بنابر روایت کتاب العشر والخراج کے مسلمانون کو انکے ڈھا دینے کا اختیار ہے۔ اور اسی طرح اگر انکے شہرون مین سے کوئی شہر مسلمانون کے واسطے ایسا شہر ہوگیا کہ اسمین جمعہ قائم کیا جاتا ہے اور حدود شرعی جاری ہین پھر مسلمانون نے اس شہر کو چھوڑ دیا اور دوسرے مقام پر چلے گئے اور یہان کوئی مسلمان نہ رہا سوائے پانچ سات مسلمانون کے یعنی بہت کم پھر اہل ذمہ نے از سر نو اسمین کنیسے بنائے پھر مسلمانون نے اپنی مصلحت دیکھکر عود کیا اور اسی شہر مین آکر رہے اور یہ شہر ایسا ہوگیا کہ اسمین نماز جمعہ وعیدین قائم کیجاتی ہے اور حدود شرعی جاری ہین تو جو کنائس انھون نے جدید بنالیے تھے وہ منہدم نہ کیے جاوینگے۔ اور شیخ رکن الاسلام علی سغدی نے فرمایا کہ اسی طرح اگر اس شہر کے مسلمانون کا شہر ہوجانے بعد اہل ذمہ نے اسمین کوئی جدید کنیسہ بنالیا اور مسلمانون نے اسکو منہدم نہ کیا یہانتک کہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر مصلحت سمجھکر مسلمان لوگ اسمین عود کرکے چلے آئے اور وہ مسلمانون کا شہر ہوگیا

[۱] ڈھانا گرانا ونیست ونابود کرنا ۱۲

تو بھی کنیسا ے مذکور منہدم نہ کیے جاوینگے اور جو شہر ایسا ہو کہ وہ مسلمانون کا شہر بنایا ہوا ہو اور قبل اسکے شہر بنانے کے انہین بیعے و کنیسے تھے پھر مسلمانون نے چاہا کہ ذمیون کو انہین نماز پڑھنے سے منع کرین پس ذمیون نے کہا کہ ہم لوگ ایسی قوم اہل ذمہ ہین کہ ہم نے امام المسلمین سے اپنے بلاد پر صلح کر لی ہو پس تمکو یہ روا نہین ہو کہ ہمکو ان کنیسون مین نماز پڑھنے سے منع کرو اور مسلمانون نے کہا کہ نہین بلکہ ہم نے تمھارے ملک کو بزور شمشیر غلبہ کر کے فتح کیا ہو پس ہمنے تمکو اہل ذمہ کر دیا پس ہمکو روا ہو کہ ہم تمکو ان کنائس مین نماز پڑھنے سے منع کرین پس یہ مقدمہ اس امام کے حضور مین پیش کیا گیا جو اسوقت مین امام ہو اور اس ملک کے فتح کا زمانہ دراز گذرا ہو اور یہ معلوم نہین ہوتا ہو کہ ابتدا مین یہ بات کیونکر ہوئی تھی تو امام موصوف دریافت کرادیگا کہ فقہا و اہل خبر کے پاس اس باب مین کوئی اخبر ہو پس اگر فقیہون نے کوئی خبر بیان کی تو ہکو بیکر اسکے موافق کاربند ہوگا اور اگر فقیہون کے پاس کوئی خبر نہ ہو یا اخبار مختلف ہون تو امام اس دیار کو بطریق صلح فتح کیا ہوا قرار دیگا اور قول انہین اہل ذمہ کا قبول کریگا مگر انسے قسم لیگا اور اگر ایک خبر مین بیان ہو کہ یہ صلح سے فتح ہوا ہی اور دوسری خبر مین مذکور ہو کہ یہ قہر و غلبہ سے فتح ہوا ہی تو بھی قول اہل ذمہ قبول ہوگا اور اگر کسی قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت یعنی گواہی دی کہ اس دیار والون سے صلح کر کے فتح کیا گیا ہو اور دوسری قوم نے دوسری قوم کی شہادت پر شہادت دی کہ یہ دیار قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہو تو قہر و غلبہ سے فتح کیے جانے کی گواہی اولی یعنی مقبول ہوگی۔ اور اگر کوئی اخبر کسی ثقہ سے روایت کیا ہوا ملا کہ یہ دیار صلح سے لیا گیا ہو اور شہادت پر شہادت گذری کہ یہ دیار صلح سے فتح کیا گیا ہو تو جو امر اس گواہی مین مذکور ہو وہی حق یعنی وہی مقبول ہوگا و لیکن اس شرط سے کہ گواہان اصل و گواہان فرع ہر دو فریق مسلمان ہون۔ اور اگر اخبر کسی ثقہ سے روایت کیا گیا کہ یہ دیار صلح سے لیا گیا ہو اور شہادت پر شہادت گذری کہ قہر و غلبہ سے فتح کیا گیا ہو تو بھی گواہی مذکور مقبول ہوگی بلکہ اس صورت مین عام ہو خواہ گواہ لوگ مسلمانون مین سے ہون یا ذمیون مین سے ہون یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور یہ سزاوار ہو کہ کوئی ذمی اس اختیار پر نہ چھوڑ دیا جاوے کہ وہ مسلمان سے مشابہت پیدا کرے یعنی ذمی مسلمان سے مشابہت نہ کرنے پاوے نہ لباس مین اور نہ سواری مین اور نہ وضع و ہیات مین۔ اور ذمیون کو گھوڑے کی سواری سے منع کیا جاوے الا اسوقت سوار ہونے پاوین کہ انکی حاجت ہووے کذا فی المحیط پھر جب اہل ذمہ بسبب ضرورت کے سوار ہوئے مثلاً امام کو محاربہ اور مسلمانون سے برائی دور کرنے مین انکی مدد کی حاجت ہوئی پس سوار ہو کر دشمن سے لڑنے کو گئے تو چاہیے کہ جہان مسلمانون کا مجمع ہووے وہان سواری سے اتر پڑین پھر اگر ضرورت برابر باقی رہے تو انکو حکم کیا جاوے کہ اکاف کی ہیات کی زین بنوادین کذا فی الکافی قال المترجم اکاف پالان خر کذا قالو اور خچر پر سوار ہونے سے منع نہ کیے جاوینگے اور نیز گدھے کی سواری سے بھی منع نہ کیے جاوین و لیکن اس سے ممانعت کیجاوے کہ مسلمانون کے زین کے طور کی زین بناوین اور چاہیے کہ انکے قربوس[1] زین پر مثل انار کے ہو اور شیخ ابو جعفر نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہو کہ انکی قربوس زین مثل مقدم اکاف کے جو مثل انار کے ہوتا ہی ہونی چاہیے ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ مراد یہ ہو کہ

[1] قربوس کو ہنہ زین یعنے زین پر جو سامنے کی جانب کسیقدر اونچا رہتا ہی ۱۲ منہ

انکی زین مثل مسلمانون کی زین کے ہو ولیکن اسکے آگے کی طرف ایک چیز مثل انار کے بنی ہووے ولیکن قول اول اصح ہی اور منع کیے جاوین چادر پہننے اور عمامون اور دراعہ پہننے سے جسکو علماے دین پہنتے ہین اور چاہیے کہ وے لوگ کلاہہاے مضروبہ اوڑھین اور اسیطرح اُنسے منع کیے جاوین کہ انکی نعلین کی شراک مثل شراک مسلمانون کی نعلین کے ہون اور ہمارے دیار مین ہر دو لوگ نعلین نہین پہنتے ہین بلکہ مکاعب پہنتے ہین پس واجب ہی کہ انکے مکاعب مثل ہمارے مکاعب نہون بلکہ اسکے خلاف ہون اور چاہیے کہ کچھ کھر کھرے موٹے بد رنگ ہون اور زینت زیب آرنہون - اور نیز چاہیے کہ وہ تنگ پکڑے جاوین تاکہ انہین سے ہر شخص موٹے ڈورے کے مثل بناکر اپنی کمر مین باندھے رہے اور چاہیے کہ یہ لیطہ یا صوف سے ہو اور ابریشم سے نہو اور چاہیے کہ گندہ غلیظ ہو ایسا رقیق نہ ہو کہ بدون نگاہ گڑونے کے اُسپر نظر نہ پڑے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ چاہیے کہ اسکو اپنی کمر مین گرہ دیکر باندھے اور اسکے واسطے حلقہ نہ بناوے جیسے مسلمان پیٹی باندھتا ہی بلکہ داہنے بائین اسکے چھوڑ لٹکائے رہے - اور نیز موزہ ہاے زینت دار نہ پہننے پاوینگے اور چاہیے کہ انکے موزے کھر کھرے موٹے بد رنگ ہون اور اسی طرح وہ لوگ قباہاے زینت دار و قمیصہاے زینت دار نہ پہننے پاوین بلکہ کرباس کی موٹی قبا پہنین جنکے تکمے لانبے لانبے اور دامن کوتاہ ہون پہنین اور اسی طرح کرباس کی موٹی قمیص جنکے گلے کے چاک سینہ پر ہون مثل عورتون کے ایسی قمیصین پہننے پاوینگے - اور یہ سب اس وقت ہی کہ جب مسلمانون نے انپر بزور شمشیر غلبہ پایا ہووے اور اگر انکے ساتھ بعض ان چیزون پر صلح واقع ہوئی ہو تو وہ لوگ موافق صلح کے رکھے جاوینگے پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہی کہ ایسی صورت مین ہمارے اور انکے درمیان مخالفت وضع فقط ایک علامت کے ساتھ شرط ہی یا دو علامتون یا تین علامتون سے اور حاکم امام ابو محمدؒ فرماتے تھے کہ اگر امام نے انکے ساتھ صلح کی اور ایک علامت پر انکو ذمہ دیدیا ہی تو اس علامت پر اور نہ بڑھائی جاویگی - اور اگر کسی ملک کو بزور شمشیر غلبہ و قہر سے فتح کیا تو امام کو اختیار ہوگا کہ انپر بہت سی علامات مذکورہ لازم کرے یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اور واجب ہی کہ انکی عورتون سے بھی مسلمان عورتون سے تمیز کر دی جاوے راہ چلنے کی حالت اور حمامون مین داخل ہونے کی حالت مین چنانچہ اس غرض سے انکی عورتون کی گردنون مین لوہے کے طوق ڈلوائے جاوین اور مسلمان عورتون کی ازار سے انکی ازار مخالف رہے -

اور انکے گھرون کے دروازون پر ایسے علامات مقرر کر دیے جاوین جنسے مسلمانون کے گھرون سے تمیز ہو جاوے تاکہ یہ نہو کہ انکے دروازون پر سائل کھڑا ہوکر انکے واسطے مغفرت کی دعا کرے پس حاصل یہ ہی کہ ایسے امور سے انکی تمیز کر دینی واجب ہی کہ وہان کے لوگون مین یہ امور حسب رواج و زمانہ کے ذلت و حقارت و مقہوریت پر دلالت کرین تاکہ انکے ذلیل و حقیر و مقہور ہونے پر اشعار ہو جاوے یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اگر کسی ذمی نے کسی مسلمان سے بیعہ کا راستہ پوچھا تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو بیعہ کی راہ بتاوے اسواسطے کہ یہ معصیت پر راہ بتلانی ہوگی - اگر کسی مسلمان کا باپ یا مان ذمی ہو تو مسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکو گھر سے بیعہ کو پہونچاوے اور یہ روا ہی کہ اسکو بیعہ سے ہاتھ پکڑ کر گھر پہونچاوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور ذمی لوگ ہتھیار نہ اٹھانے پاوینگے اور جب راستہ مین چلین تو مسلمان لوگ متفق ہوکر سطرح

ف یعنی مثلاً کہا کہ بدین شرط تم ہماری ذمہ داری مین ہو کہ ایسا کرو اور مسلمانون سے خلاف وضع اس طرح رکھو کہ اپنی کمر مین زنار باندھو تو بس یہی ایک مقرر رہیگی ۱۲ منہ

چلیں کہ ذمی راستہ مین دبکر چلین اور کوئی مسلمان اُنسے سلام کرنے مین پہل کرے ہان اگر وہ لوگ پہلے سلام کرین تو جواب مین
فقط علیکم کہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور ذمیون کے غلام اسواسطے تنگ نہ کیے جاوینگے کہ زنار باندھین یہ ذخیرہ مین ہے یہ مختار ہے یہ فتاویٰ
کبریٰ مین ہے۔ اور نصرانی کو اختیار نہین ہے کہ اپنے گھر مین مسلمانون کے شہر مین ناقوس بجاوے اور نہ اختیار نہین ہے کہ نصرانیون
کو اپنے گھر مین نماز کے واسطے جمع کرے ہان اسکو یہ اختیار ہے کہ خود تنہا نماز پڑھے اور نصرانیون کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنے
کنیسون سے صلیبین[1] وغیرہ نکالین اور اگر انھون نے زبور یا انجیل پڑھنے مین اپنی آواز بلند کی پس اگر اسمین اظہار شرک ہو تو
اس سے منع کیے جاوینگے اور اگر اسمین اظہار شرک واقع نہ ہو تو ممانعت نہ کیجاویگی اور مسلمانون کی بازارون مین اُسکے
پڑھنے سے منع کر دیے جاوینگے اور اسی طرح اسلام کے شہر و فناے شہر مین شراب و سور کے فروخت کرنے اور شراب و سور ظاہر کرنے
سے منع کیے جاوینگے اور اگر فناہاے شہر سے دور ہوگئے تو وہان صلیب نکالنے و ناقوس بجانے مین مضائقہ نہین ہے۔ اور
ہر دیہہ و موضع مین جو شہرہاے اسلام سے نہو وہان ایسے امور سے منع نہ کیے جاوینگے اگرچہ اس مقام مین گنتی کے چند مسلمان
رہا کرتے ہون ایسا ہی امام محمد رح نے سیر کبیر مین فرمایا ہے اور بہت سے ائمہ بلخ نے فرمایا کہ یہ قول امام محمدؒ نے نظر بخصوص
دیہات کوفہ فرمایا ہے اسواسطے کہ وہان ان دیہات کے تمام رہنے والے ذمی در روافض ہین اور ہمارے دیار کے دیہاتون
مین بھی اہل ذمہ ایسے امور سے منع کیے جاوینگے جیسے شہرون مین منع کیے جاتے ہین۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دیہات
مین ایسے امور کے اظہار و احداث سے کسی حال مین منع نہ کیے جاوینگے یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اور تجنیس خواہرزادہ
مین فرمایا کہ اگر اہل ذمہ نے مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر مین یا مسلمانون کے گانون مین سے کسی گانون مین ایسا کوئی کام
کیا جسپر صلح نہین کی ہے یعنے داخل صلح نہین ہے مثل زنا و فواحش و مزامیر و طبل و بانگ و سماع و نوحہ سے رونا اور کبوتر بازی
وغیرہ تو اس سے منع کیے جاوینگے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہین اور تجرید مین لکھا ہے کہ مسلمانون کو نہ چاہیے کہ انکے یہان
انکے مکانون مین اُترین اور نہ چاہیے کہ انکے گھرون و اراضی مین سے کوئی چیز لیوین الا انکی جانب سے تملیک کے ساتھ
یعنی جب وہ لوگ بخوشی اجازت دین و مالک کر دین تو لے سکتا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر مسلمانون نے اراضی موات
مین جسکا کوئی مالک نہین ہے کسی شہر کی بنیاد ڈالی اور اس اراضی کے قریب مین اہل ذمہ کے گانون ہین پھر شہر مذکور
بہت بڑھ گیا یعنی آبادی بہت بڑھی یہانتک کہ ان گانون تک پہونچ گیا اُنسے متجاوز ہو گئی تو یہ دیہات اس شہر مین
سے ہو جاوینگے کیونکہ شہر نے انکے اطراف سے انکو گھیر لیا ہے پھر اگر ان ذمیون کے قدیمی بیعے و کنائس ان دیہاتون مین
ہون تو وہ اپنے حال پر چھوڑ دیے جاوینگے اور اگر مسلمانون کے شہر ہو جانیکے بعد انھون نے ان دیہاتون مین جو شہر مین
ہو گئے ہین کوئی بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ جدید بنانا چاہا تو اس سے منع کر دیے جاوینگے۔ شہرہاے اسلام
مین سے جو شہر ایسا ہو کہ اسمین نماز جمعہ ہوتی ہو اور حدود شرعی قائم ہون وہان کسی مسلمان یا ذمی کو نہ چاہیے کہ علانیہ
شراب یا سور داخل کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے ایسے شہر مین شراب یا سور داخل کی اور کہا کہ مین اس شہر سے ہو کر جاتا
تھا اور شراب کو مین سرکہ بنانے کو لیے جاتا ہون یا کہا کہ یہ میری نہین ہے بلکہ دوسرے کی ہے اور یہ نہ بتلایا کہ کسکی ہے تو دیکھا

[1] صلیب چلیپا جو مثل سولی ہوتی ہے اور اسکو نصاریٰ پوجتے ہین ناقوس نرسنگھا و تعدیٰ و سنکھ وغیرہ ۱۲ منہ

جائیگا اگر یہ شخص مرد متدین ہو کہ اسپر شرابخواری کا شبہہ و اتہام نہو تو اسکی راہ چھوڑ دی جائیگی اور حکم دیا جائیگا کہ اسکو سرکہ کرے اور اگر مرد مذکور شرابخواری مین متہم ہو یعنی اسپر شبہہ ہو تو اسکی شراب بہا دیجائیگی اور اسکے سور ذبح کرکے آگ سے جلا دیے جاوینگے۔ اور اگر امام نے دیکھا کہ بغیر تعزیر کے باز نہ آویگا اور قصد کیا کہ اسکو کوڑے مارکر قید کرکے تعزیر دیکر ایسے یہانتک کہ اسکی توبہ ظاہر ہو تو ایسا کر سکتا ہے اور اگر اسنے فقط کوڑے مارنے یا قید کرنے پر اقتصار کیا تو یہ بھی کر سکتا ہے مگر اسکو یہ نہ چاہیے کہ جس مشک یا کپے یا ظرف دیگر مین شراب تھی اسکو پھاڑ ڈالے یا توڑ ڈالے اور اگر اس مشک وغیرہ کو پھاڑ ڈالا یا ظرف کو توڑ ڈالا تو اسکا ضامن ہوگا۔ ہان اگر امام نے مصلحت دیکھی کہ یہ بات اس شخص کے حق مین عقوبت کے طور پر کرے پس خود کیا یا کسی دوسرے کو ایسے کرنے کا حکم دیا پس اسنے کیا تو ضمان لازم نہ ہوگی۔ اور اگر امام نے شراب کی مشک یا برتن اور وہ جانور جسپر یہ لدے تھے پکڑکر سب کو فروخت کر دیا تو بیع باطل ہے۔ اور اگر شہرہاے اسلام سے کسی شہر کے اندر شراب لانے والا کوئی ذمی ہو پس اگر یہ شخص جاہل ہو تو امام اسکی متاع اسکو واپس کرکے اسکو شہر سے نکال دیگا اور اسکو آگاہ کر دیگا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی تو تجھکو سزا دونگا۔ اور جاہل ہونے سے یہ مراد ہے کہ ذمی مذکور یہ نہ جانتا ہو کہ ایسا کرنا نہیں چاہیے ہے یعنی شراب ایسے شہر کے اندر نہین لانا چاہیے ہے۔ اور اگر ذمی مذکور نے جان بوجھکر ایسا کیا تو امام موصوف اسکی شراب نہین بہا دیگا اور نہ اسکے سورون کو قتل کریگا لیکن اگر یہ مصلحت معلوم ہو کہ اسکو تادیباً سزا دے خواہ کوڑے مارنے یا قید کرنے سے تو ایسا کر سکتا ہے اور اگر کسی مسلمان نے اسکو تلف کر دیا تو وہ ضامن ہوگا ولیکن جو شخص امام ہے اگر اسکا مذہب یہ ہو کہ ایسے بے ادب ذمی کے ساتھ بطریق عقوبت ایسا کرنا جائز ہے پس اسنے خود کیا یا دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیدیا تو ایسی صورت مین اسپر ضمان نہوگی۔ اور اگر ذمیون مین سے کوئی شخص کشتی مین شراب لادکر مثل دجلہ و بغداد وغیرہ دریا مین روانہ ہوا اور دریا کی راہ مین اسکو لیے ہوئے بغداد یا مدائن یا واسط کے اندر ہوکر گذرا تو اسکو منع نہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر شہر اسلام کے اندر راہ سے شراب لیکر گذرنا چاہا اور حال یہ ہے کہ سواے اس راہ کے دوسرا راستہ نہین ہے تو بھی ممانعت نہ کیجائیگی امام کو چاہیے کہ انکے ساتھ کوئی مرد امین بھیجدے تاکہ مسلمان بیچ مین کوئی انسے تعرض نہ کرے اور تاکہ یہ لوگ مسلمانون کے مسکنون مین سے کسی مسکن مین جہان کہ مسلمان شراب خواری سے متہم ہین داخل نہ کرنے پاوین۔ اور اگر ذمیون نے اپنے گانوون مین سے کسی گانون یا اپنے شہرون مین سے کسی شہر مین فسق و فجور کی ایسی باتون مین سے جسپر صلح واقع نہین ہوئی ہے کوئی بات اظہار کرنی اور علانیہ کرنی چاہی مثل زنا وغیرہ فواحش کے جنکو اپنے دین کے موافق حرام جانتے ہین تو وہ لوگ اس سے منع کیے جاوینگے جیسے مسلمان منع کیے جاتے ہین اور اسی طرح سکر سے بھی منع کیے جاوینگے اسواسطے کہ وہ اسکو حلال نہین جانتے بلکہ اصل شرابخواری کو حلال جانتے ہین اور اسی طرح علانیہ اظہار سے مزامیر و طنبورہ لہو وغیرہ فروخت کرنے سے منع کیے جاوینگے اور جسنے انمین سے کوئی چیز توڑ ڈالی تو اسپر ضمان نہوگی جیسے مسلمان کی ایسی کوئی چیز توڑ ڈالے تو اسکا ضمان نہین ہوتی ہے اور یہ بنابر قول صاحبین رح کے ہے اور بنابر قول امام اعظم رح کے توڑنے والا اسکی قیمت کا بدین حساب کہ یہ تراشیدہ و خراشیدہ لکڑی ہے ضامن ہوگا اور لہو کے واسطے ہونے کے حساب سے جو قیمت ہے اسکا ضامن نہوگا جیسے مسلمان کی ایسی چیز توڑ ڈالنے کی صورت مین حکم ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی مسلمان کی جورو ذمیہ عورت ہو تو اس

یہ اختیار نہوگا کہ انکو شراب پینے سے منع کرے اسواسطے کہ یہ اُنکے نزدیک حلال ہے ہان اسکو یہ اختیار ہے کہ اپنے مکان مین اسکو شراب لانے سے منع کرے اور اسکو یہ اختیار نہین ہے کہ عورت مذکورہ پر غسل جنابت کے واسطے جبر کرے اسواسطے کہ یہ اسپر واجب نہین ہے یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اور کتاب العشر والخراج مین فرمایا کہ ان مین سے کسی کو نہ چھوڑا جائیگا کہ مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر مین کوئی گھر یا حویلی خریدے اور نیز کسی کو یہ بھی اختیار نہ دیا جائیگا کہ شہر اسلام مین رہنے پاوے اور اسی روایت کو حسن بن زیاد نے اختیار کیا ہے اور بنا بر عامہ کتب کی روایات کے انکو دار الاسلام مین رہنے کی گنجائش دیجائیگی سوائے زمین عرب کے کہ اگر کوئی شہر یا صوبہ عرب ہو مثل حجاز وغیرہ کے تو وہان انکو رہنے کا قابو نہ دیا جائیگا کذا فی المحیط اور شیخ شمس الائمہ حلوائی فرماتے تھے کہ بنا بر روایت عامہ کتب کے انکے رہنے پانے کا حکم جب ہی ہے کہ جب یہ لوگ تھوڑے ہون کہ انکے یہان رہنے کی وجہ سے تعطل لازم نہ آوے اور مسلمانون کی کوئی جماعت بمقابلہ انکے قلیل نہ سمجھی جاوے اور اگر کثرت سے ذمیون نے سکونت بشہر اسلام چاہی کہ جس سے تعطل لازم آتا ہے اور مصالح خراج مین خلل پڑتا ہے یا انکی وجہ سے مسلمانون کی کوئی جماعت قلیل سمجھی جاتی ہے تو انکو منع کیا جائیگا کہ مسلمانون کے درمیان رہین اور کہا جائیگا کہ ایسی طرف جا کر رہو جہان مسلمانون کی کوئی جماعت نہ ہو اور یہ حکم امام ابو یوسفؒ سے امالی مین محفوظ ہے۔ اور اگر ایسے شہرون مین سے کسی شہر مین ان لوگون نے گھر خریدے پھر چاہا کہ ان گھرون مین سے کسی کو بیعہ یا کنیسہ یا آتشخانہ بنادین کہ اپنی عبادت کے واسطے وہان جمع ہوا کرین تو انکو اس سے ممانعت کیجائیگی۔ اور اگر انھون نے مسلمانون سے اس کام کیواسطے کوئی گھر یا کوٹھری اجارہ پر لی تو مسلمان کے حق مین مکروہ ہے کہ انکو اجارہ پر دیوے۔ اور اگر مسلمانون نے انکو گھر یا حویلی اجارہ پر دی تاکہ اسمین رہین پھر انھون نے اس مکان مین ایسی کوئی بات ظاہر کی کہ جو ہمنے ذکر کی ہے تو مالک مکان اور غیر مالک مکان سب کو اختیار ہے کہ انکو اس سے منع کرین اور عقد اجارہ فسخ نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ذمیون مین سے کسی نے ادائے جزیہ سے انکار کیا یا کسی مسلمان کو قتل کیا یا کسی مسلمان عورت سے زنا کیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگوئی سے یاد کیا تو ایسے ذمی کا عہد ذمہ نہین ٹوٹیگا۔ اور اگر قبول جزیہ سے انکار کیا تو اس نے اپنا عہد توڑا۔ اور ذمی کا عہد جب ہی ٹوٹیگا کہ جب وہ دار الحرب مین جا ملے۔ یا کسی گانون مین کسی مقام پر یا کسی قلعہ اگر ذمی مین یہ لوگ غلبہ کرکے مسلمانون سے قتال کرین چنانچہ جب ایسا کرینگے تو بالکل عہد ذمہ ٹوٹ جائیگا اور جب عہد ٹوٹ گیا تو انکا حکم مثل مرتد کے ہے یعنی جو اسلام سے پھر گیا اور اسکے معنی یہ ہین کہ جب وہ دار الحرب مین جا ملا تو جا ملنے کا حکم ہونے سے انکی موت کا حکم ہوگا یعنی گویا وہ مثل مر گیا اور اگر اُسنے توبہ کی تو انکی توبہ قبول کیجائیگی اور اسکا عہد ذمہ پھر عود کرے گا اور ذمی کے عہد توڑنے سے انکی ذریات کی امان باطل نہ ہوگی مگر انکی زوجہ جو اُسنے دار الاسلام مین چھوڑ گیا ہے اُس سے وہ بائنہ ہو جائیگی اور اسپر اجماع ہے اور انکا مال انکے وارثون کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا۔ اور نیز ذمی مذکور عہد توڑ کر جو مال اپنے ساتھ دار الحرب مین لے گیا ہے اسمین بھی انکا حکم مثل مرتد کے ہے اور اگر اس دار الحرب پر مسلمانون نے غلبہ

ملہ بیعہ و کنیسہ عبادتخانہ یہود و نصاریٰ آتش خانہ مجوس کا جہان وہ آگ کی تعظیم کرتے ہین اسکی پرستش کرتے ہین منہ ملہ قال المترجم ولیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی کی صورت مین اگر اسکو سننے والے نے قتل کر ڈالا تو اسپر کچھ نہین ہے اور اگر یہ نہ ہو تو امام پر واجب ہے کہ ایسے مردود کو سخت تعزیر دیوے منہ ۔

پایا تو ذمی تمام مسلمانون کے واسطے فئی ہوگا اور اگر وہ دار الحرب مین جاملا پھر دار الاسلام مین واپس آکر یہان سے اپنا مال لیکر اسکو دار الحرب مین لیگیا پھر اس دار الحرب پر اہل اسلام غالب آیا تو اس ذمی مذکور کے وارث اس مال کے جسکو ذمی مذکور لوٹ کر لے گیا ہی غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مفت حقدار ہین اور بعد تقسیم کے قیمت دیکر لے سکتے ہین اور اگر ذمی مذکور قید کیا گیا تو وہ رقیق بنایا جائیگا بخلاف مرتد کے کہ اگر اسلام سے پھر کر دار الحرب مین جاملا پھر دار مذکور پر مسلمانون نے غلبہ پایا اور مرتد مذکور قید کیا گیا تو قتل کر دیا جائیگا بشرطیکہ مسلمان نہو جاوے اور اسی طرح اگر ذمی مذکور بعد عہد توڑنیکے واپس آیا یا قبول کیے تو اسپر جزیہ مقرر کرنا روا ہی بخلاف مرتد کے کہ اس سے سواے اسلام کے کچھ قبول نکیا جائیگا کذا فی فتح القدیر

نوان باب مرتدون کے احکام کے بیان مین

مرتد عرف مین اُسی کو کہتے ہین جو دین اسلام سے پھرنے والا ہو یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور مرتد ہونے کا حکم یہ ہی کہ بعد وجود ایمان[1] کے کلمہ کفر اپنی زبان پر جاری کرے۔ اور ردت صحیح ہونے کی شرطون مین سے یہ ہی کہ عاقل ہو پس مجنون کا مرتد ہونا نہین صحیح ہی اور نہ ایسے طفل کا جو عقل نہین رکھتا ہی مگر جو مجنون ایسا ہو کہ کبھی صحیح ہو جاتا ہو اور کبھی مجنون تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے حالت افاقہ مین ارتداد کیا ہی تو صحیح ہی اور اگر حالت جنون مین مرتد ہوا ہی تو نہین صحیح ہی۔ اور اسیطرح جو شخص نشہ مین ایسا چور ہو کہ اسکی عقل جاتی رہی ہو تو اُسکا ارتداد بھی نہین صحیح ہی اور بالغ ہونا صحت ارتداد کے واسطے شرط نہین ہی۔ اور نیز مذکر ہونا بھی صحت ارتداد کے واسطے شرط نہین ہی اور طوع[2] صحت ارتداد کے واسطے شرط ہے یعنی خوشی خاطر سے ہو پس جو شخص باکراہ مرتد ہونے پر مجبور کیا گیا اُسکا ارتداد نہین صحیح ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور جو طفل کہ سمجھدار ہو وہ ہر ایسا لڑکا ہی جو یہ جانتا ہو کہ اسلام سبب نجات دوزخ ہی اور حرام و ناپاک کو پاک حلال سے تمیز کرتا ہو اور شیرین کو تلخ سے تمیز کرتا ہو یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور فتاوی قاضیخان و ہدایہ مین اسکی تقدیر کہ جب ایسا سمجھدار ہو جاوے یہ بیان کی ہی کہ سات برس کا ہو جاوے یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور جسکو مرض برسام لاحق ہوا یا ایسی کوئی چیز کھلادی گئی کہ عقل جاتی رہی اور ہذیان بکنے لگا پس مرتد ہوگیا تو یہ ارتداد نہوگا اور اسیطرح اگر معتوہ ہو یا موسوس یا کسی وجہ سے اُسکی عقل مغلوب ہوگئی ہو تو اُسکا بھی یہی حال ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور جب مسلمان اسلام سے پھر گیا نعوذ باللہ منہ تو اُسپر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر اسکو کوئی شبہہ پیش ہوے کہ اُسکو اُسنے ظاہر کیا تو وہ شبہہ صاف صاف کھولکر دور کیا جاوے ولیکن بنا بر قول مشائخ کے یہ جاننا چاہیے کہ اُسپر اسلام پیش کرنا واجب نہین ہی بلکہ مستحب ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور وہ تین روز تک قید خانہ مین محبوس رکھا جائیگا پس اگر وہ شخص مسلمان ہو گیا تو خیر ورنہ قتل کر دیا جائیگا اور یہ بھی اُسوقت ہی کہ اُسنے کچھ مہلت مانگی ہو اور اگر اُسنے مہلت طلب نکی تو اُسی وقت قتل کر دیا جائیگا اور اس حکم مین غلام و آزاد کے درمیان کچھ فرق نہین ہی یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اسکے مسلمان ہونے کی یہ صورت ہی کہ کلمہ شہادت ادا کرے اور سواے اسلام کے باقی تمام دینون سے بیزاری کرے اگر اس دین سے جسکی طرف منتقل ہوا ہی بیزاری کی تو بھی کافی ہی یہ محیط مین ہی۔ اور ناطفی نے حسن کی کتاب الارتداد سے

ف ۱ ادنے یہ کہ بجاے ایمان کے اسلام کہا جاوے ۱۲ منہ ف ۲ یعنے جب تک رضامندی اور خوشی خاطر کے ساتھ مرتد ہونا نہ ثابت ہوگا تب تک اُسکا مرتد ہونا صحیح نہ ہوگا ۱۲ منہ

اجناس مین نقل کیا ہی کہ اگر مرتد نے توبہ کی اور اسلام کیطرف عود کیا پھر کافر ہوگیا یہانتک کہ اُسنے تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور ہر بار امام سے مہلت مانگی تو امام اسکو تین روز کی مہلت دیگا پھر اگر چوتھی بار اُس نے کفر کی طرف عود کیا پھر مہلت کی درخواست کی تو امام اسکو مہلت نہ دیگا چنانچہ اگر مسلمان ہوگیا تو خیر ورنہ اسکو قتل کردیگا اور شیخ کرخی نے اپنے مختصر مین فرمایا کہ اگر تیسری بار کے بعد بھی اسلام سے پھر گیا اور امام کے پاس لایا گیا تو بھی اُس سے توبہ کرنے کو کہیگا پس اگر اُسنے توبہ نہ کی تو اسکو قتل کردیگا اور اسکو مہلت نہ دیگا۔ اور اگر توبہ کی تو اسکو تکلیف دہ مار ماریگا مگر اسقدر نہ ہوگی کہ حد شرعی کے درجہ تک پہونچ جاوے پھر اسکو قید کریگا اور قید خانہ سے نہین نکالیگا یہانتک کہ پھر توبہ کی عاجزی کے آثار ظاہر ہون اور اُسکے ظاہر حال سے ایسے شخص کا سا حال ظاہر ہو کہ جو اخلاص سے کام کرتا ہی پھر جب اُسنے ایسا کیا تو اُسکی راہ چھوڑ دیجائیگی پھر جب رہا کیا گیا پھر اُسنے ارتداد اختیار کیا تو پھر اسکے ساتھ ایسا ہی کیا جائیگا یہانتک کہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرے اور قتل نہ کیا جائیگا الا یہ کہ اسلام لانے سے انکار کرے اور شیخ ابوالحسن کرخی نے فرمایا کہ یہ ہمارے سب اصحاب کا قول ہی کہ مرتد سے ہمیشہ توبہ کرنے کو کہا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی اور اگر قبل اسکے کہ مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے کسی نے اسکو قتل کردیا یا اسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو یہ مکروہ بکراہت تنزیہی ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور چونکہ کراہت تنزیہی ہی پس اس سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ قاتل یا قاطع پر ضمان واجب نہوگی لیکن اگر اُسنے بغیر اجازت امام کے ایسا کیا ہی تو اُسکے اس فعل پر اسکو ادب دیجائیگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر طفل مرتد ہوا حالانکہ وہ سمجھدار ہی تو اسکا مرتد ہونا امام اعظم رہ و امام محمدؒ کے نزدیک استدادہ یعنی معتبر و صحیح ہی کہ اسپر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا مگر وہ قتل نہ کیا جائیگا۔ یہ سراج وہاج مین ہی۔ اور اگر طفل قریب بلوغ جسکو مراہق کہتے ہین مرتد ہوا تو اسکا بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور مرتدہ عورت قتل نہ کی جائیگی بلکہ قید خانہ مین محبوس رکھی جائیگی اور ہر روز مین ایکبار اُسپر مار پڑیگی تاکہ اسلام لاوے لیکن اگر کسی نے اسکو قتل کردیا تو قاتل پر کچھ نہ ہوگا اسواسطے کہ اسمین شبہہ ہی کہ قاتل پر بالیقین قصاص وغیرہ واجب ہوگا کہ نہین یا مرتدہ عدم قتل مین مشتبہ ہی۔ باندی مرتدہ پر اسلام کیواسطے جبر کرنیکا کام مولی کو دیا جائیگا کیونکہ اسمین دونون حق جمع ہوے جاتے ہین باین طور کہ مولے کا مکان امر مرتدہ کیواسطے قید خانہ کردیا جاوے اور اسلام لانے کے واسطے اسکو مارا دینا اسکے مولے کو سونپ دیا جاوے اور باوجود اسکے مولاے مذکور اُس سے اپنی خدمت بھی لیا کریگا اور اصل مین ذکر فرمایا کہ باندی مرتدہ اسطرح پر اپنے مولی کو جب سپرد کیجائیگی کہ مولی کو اسکی خدمت وغیرہ کی حاجت ہووے اور صحیح یہ ہی کہ مرتدہ مذکورہ اُسکے مولی کو سپرد کیجائیگی خواہ مولی کو حاجت ہو یا نہ ہو خواہ وہ درخواست کرے یا نہ کرے یہ تبیین مین ہی۔ مگر واضح رہے کہ اسکا مولی اُس سے وطی نہ کریگا۔ اور عورت صغیرہ جو سمجھدار ہو وہ مثل بالغہ کے ہی اور خنثیٰ مشکل[1] مثل عورت کے ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور حرہ مرتدہ جبتک دار الاسلام مین موجود ہی تب تک گرفتار کرکے رقیقہ نہ کر جائیگی اور اگر وہ دار الحرب مین جا ملی پھر وہان سے گرفتار کرکے لائی گئی تو رقیقہ بنائی جاویگی اور امام اعظم رہ سے نوادر مین یہ روایت بھی ہی کہ وہ دار الاسلام مین بھی رقیقہ بنائی جائیگی۔ بعضے مشائخ نے کہا کہ اگر اس

[1] وہ شخص جس مین مردی اور عورت ہونے کی علامات دونون برابر ہون اور کسی علامت کو غلبہ نہ ہو ۱۲ منہ ؛

روایت کے موافق ایسی مرتدہ باندی کے حق میں فتوے دیدیا جاوے جسکا شوہر موجود ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور چاہیے کہ اسکا شوہر اسکو امام سے رقیق بنوالے یا امام اس مرتدہ مذکورہ کو اسکے شوہر کو ہبہ کر دے بشرطیکہ وہ مصرف ہو یعنی ایسا ہو کہ اسکو بیت المال سے ملسکتا ہو پس وہ اس باندی مرتدہ کا مالک ہو جائیگا اور ایسی حالت میں وہی اسکے قید کرنے اور مارنے کا متولی ہوگا تاکہ اسلام لاوے یہ فتح القدیر میں ہے۔ بشر بن الولید نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر مرتد نے ردت سے یعنی مرتد ہو جانے سے انکار کیا کہ میں مرتد نہیں ہوا ہوں اور توحید باری عزاسمہ کا اور شناخت حضرت رسول اللہ صلعم کی رسالت کا اور دین اسلام کی حقیت کا اقرار کیا تو یہ امر اسکی جانب سے توبہ قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور مرتد کی ارتداد سے اسکی ملک اسکے مال سے بزوال موقوف زائل ہو جاتی ہے یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو گیا تو اسکی ملکیت کا حکم عود کریگا اور اگر مر گیا یا حالت ردت میں قتل کیا گیا تو اسکی حالت اسلام کی کمائی کا اسکا وارث بعد ادائی اسکے قرضہ اسلام کے میراث پاویگا اور جو کچھ اُسنے حالت ارتداد میں کمایا ہے وہ اسکی ردت کا قرضہ دینے کے بعد فئی ہوگا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح کے نزدیک مرتد کی ملک اسکے مال سے زائل نہیں ہوتی ہے پھر اس شخص کے حق میں جو مرتد کا وارث ہوگا امام اعظم رح سے روایات مختلفہ آئی ہیں چنانچہ امام محمد رح نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ مرتد کی موت یا قتل کیے جانے کے وقت یا اسکے دار الحرب میں جاملنے کا حکم دیے جانیکے وقت وہ وارث ہووے یعنی اسکے وارث ہونے میں یہ امر معتبر ہے اور یہی اصح ہے اور اگر مرتد مر گیا یا قتل کیا گیا یا اس کے دار الحرب میں جاملنے کا حکم دیا گیا تو اسکی مسلمان جورو اسوقت تک کہ عورت مذکورہ[۱] عدت میں ہووے وارث ہوگی ہے اسواسطے کہ وہ ردت سے حکم فار[۲] میں ہو گیا اسواسطے کہ ردت بمنزلہ مرض کے ہے اور مرتدہ کا وارث اسکا شوہر نہ ہوگا الا آنکہ عورت مریضہ ہو تو وارث ہوگا اور اس عورت کے تمام اقارب مستحقین اسکے تمام مال کے وارث ہونگے یہانتک کہ اسکی حالت ردت کی کمائی کے بھی وارث ہونگے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر دار الحرب میں لاحق ہوا بحالت ارتداد یا حاکم نے اسکی لحاق کا حکم دیا تو اسکے مملوک مدبر و ام ولد سب آزاد ہو جاوینگے اور اسکے تمام قرضے جو میعادی تھے فی الحال واجب الادا ہو جاوینگے اور جو مال اُسنے حالت اسلام میں کمایا ہے وہ اسکے مسلمان وارثوں کو دیا جائیگا اسمیں ہمارے علمائے ثلثہ کا اتفاق ہے اور حالت اسلام میں جو اُسنے وصیت کی ہے اسکی نسبت مبسوط وغیرہ میں مذکور ہے کہ ظاہر الروایۃ کے موافق یہ وصیت مطلقاً باطل ہو جائیگی خواہ وصیت ایسی ہو کہ وصیت قربت ہے یعنی طاعت و عبادت ہے یا ایسی ہو کہ قربت نہو کچھ فرق نہیں ہے اور اسمیں کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور جب تک کہ مرتد دار الاسلام میں پریشان پھرتا ہو تب تک قاضی ان احکام مذکورہ میں سے کوئی حکم نہ دیگا یہ محیط میں ہے۔ اور مرتد نے حالت ردت میں اگر کچھ تصرف کیا تو اسکے تصرفات میں چار وجہیں ہیں اول وہ تصرف جو باتفاق اماموں کے نزدیک نافذ ہوگا جیسے قبول ہبہ و استیلاد چنانچہ اگر اسکی باندی کے بچہ پیدا ہوا

[۱] صورت آنکہ مرتد طلاق دیکر مر گیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب میں چلا گیا اور اُس کے چلے جانے کا حکم ایسی حالت میں ہوا کہ عورت مذکورہ عدت میں تھی تو وارث ہوگی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد یہ امور واقع ہوئے تو کسی صورت میں وارث نہ ہوگی ۱۲ منہ

[۲] یعنے مثل اس شخص کے اسکا بھی حکم ہوگا جو اپنی بیوی کو مرض الموت میں طلاق دے گویا کہ وہ اس عورت کے میراث میں شریک ہونے سے گریز کرنے والا ہے ۱۲

اور اپنے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور یہ بچہ اُسکے وارثون کے ساتھ میراث پاویگا اور یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مرتد نے شفعہ مشتری کو سپرد کر دیا تو تسلیم ہو دنا فذ ہوگا اور اگر اُسنے اپنے غلام ماذون کو مجبور کر دیا تو نافذ ہوگا دوم آنکہ بالاتفاق وہ تصرف باطل ہے جیسے نکاح چنانچہ مرتد کے واسطے جائز نہیں ہے کہ کسی عورت سے نکاح کرے یعنی مسلمان عورت سے نہ مرتدہ سے نہ ذمیہ عورت سے خواہ آزاد ہو یا مملوکہ ہو اور اگر نکاح کیا تو باطل ہوگا اور مرتد کا ذبیحہ اور شکار تیر یا کتے یا باز سے شکار کیا ہوا حرام ہے۔ سوم وہ تصرف جو سب کے نزدیک بالاتفاق موقوف رہیگا جیسے شرکت مفاوضہ چنانچہ اگر اُسنے کسی مسلمان سے شرکت مفاوضہ کی تو بالاتفاق ابھی یہ شرکت موقوف رہیگی پھر اگر وہ مسلمان ہوگیا تو شرکت مفاوضہ نافذ ہو جائیگی اور اگر مرگیا یا حالت ردت پر قتل کیا گیا یا دار الحرب مین چلا گیا اور قاضی نے اُسکے چلے جانے کا حکم دیدیا تو شرکت مذکورہ باطل ہو جائیگی اور جڑ سے مفاوضہ باطل ہو کر شرکت عنان ہو جائیگی یہ صاحبین کا قول ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک جڑ سے باطل ہوگی چہارم یہ تصرف جسکے موقوف رہنے یا نہ رہنے مین اختلاف ہے جیسے خرید فروخت۔ اجارہ۔ عتاق تدبیر۔ کتابت۔ وصیت۔ قبضہ دیون۔ چنانچہ امام اعظم رح کے نزدیک یہ تصرفات موقوف رہینگے کہ اگر پھر مسلمان ہو گیا تو نافذ ہو جاوینگے اور اگر مر گیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب مین جا ملنے کا حکم دیا گیا تو باطل ہو جاوینگے۔ اور اگر مکاتب نے اپنی ردت کی حالت مین تصرف کیا تو بالاتفاق اُسکا تصرف نافذ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے مرتد غلام یا مرتدہ باندی کو فروخت کیا تو بیع جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مرتد توبہ کر کے دار الاسلام مین عود کر کے آیا پس اگر قاضی نے ہنوز اُسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم نہیں دیا یعنی ایسا حکم دیے جانے سے پہلے وہ تائب ہو کر عود کر آیا ہے تو اُسکے مال سے حکم ردت باطل ہو جائیگا پس ایسا ہوگا کہ گویا وہ برابر مسلمان ہی رہا ہے اور اُسکے مملوک مدبر و ام ولدون مین سے کوئی خود اُسکی طرف سے آزاد شدہ ہوگا اور اگر قاضی کے حکم مذکور دینے کے بعد وہ تائب ہو کر واپس آیا ہے تو جو کچھ مال وہ اپنے وارثون کے ہاتھ مین پاوے اُسکو لے لے اور جو کچھ وارث نے اپنی ملک سے زائل کر دیا ہو خواہ ایسے سبب سے زائل کیا ہو جو قابل فسخ ہوتا ہے جیسے بیع و ہبہ وغیرہ یا ایسے سبب سے جو قابل فسخ نہیں ہوتا ہے جیسے اعتاق و تدبیر و استیلاد تو اس مال کو مرتد کسی طرح نہیں پا سکتا ہے اور وارث کا تصرف مذکور بجاے خود صحیح رہیگا اور وارث پر تاوان بھی لازم نہ ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے۔

اور اگر مرتد نے نصرانیہ باندی سے وطی کی جو حالت اسلام مین اُسکی ملک تھی پھر اُسکے مرتد ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے زیادہ کے بعد وہ بچہ جنی اور مرتد مذکور نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو یہ باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور بچہ مذکور آزاد ہوگا اور اُسکا فرزند ہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ پھر اگر مرتد مذکور مر گیا یا قتل کیا گیا تو اُسکا فرزند اُسکا وارث نہ ہوگا اور اگر مسئلہ مذکورہ مین بجاے نصرانیہ کے مسلمہ باندی ہو تو یہ فرزند اُسکا وارث ہوگا خواہ مرتد مذکور مر گیا یا قتل کیا گیا یا دار الحرب مین چلا گیا ہو۔ اگر کوئی مرتد اپنا مال لیکر دار الحرب مین چلا گیا پھر غلبہ پا کر یہ مال لے لیا گیا تو وہ فیء ہوگا اور مرتد مذکور کے وارثون کو اس مال کی طرف کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور اگر مرتد دار الحرب مین جا ملا پھر لوٹ کر دار الاسلام مین

ف۱ یعنی ردت سے جو حکم اُسکے مال مین لگا تھا وہ باطل ہو جائیگا ۱۲ ف۲ اعتاق آزاد کرنا تدبیر مدبر کرنا۔ استیلاد ام ولد بنانا ۱۲ منہ ف۳ جمع دین پر قرضہ ادھار وغیرہ ۱۲

آگر یہان سے اپنا مال لے گیا اور اسکو دار الحرب مین داخل کر لیا پھر یہ مال غلبہ[1] پاکر لے لیا گیا تو یہ مال اسکے وارثون کو جو دار الاسلام مین ہین واپس دیا جائیگا لیکن یہ ہمین دستور مین ہے کہ قبل تقسیم کے انکو مفت دیدیا جائیگا اور بعد تقسیم ہو جانے کے بقیمت واپس دیا جا سکتا ہے۔ اور اگر مرتد دار الحرب مین ملگیا اور یہان اسکا ایک غلام ہے پس اسکے بیٹے کے واسطے اس غلام کا حکم دیا گیا پس اسکے بیٹے نے اس غلام کو مکاتب کر لیا پھر مرتد مذکور تائب ہو کر مسلمان وطن مین آیا تو کتابت مذکورہ اپنے حال پر درست رہیگی اور مال کتابت اور ولا اسی شخص کی ہوگی جو مسلمان ہو کر واپس آیا ہے یہ کافی مین ہے اور یہ اسوقت ہے کہ ہنوز مکاتب مذکور مال ادا کرکے آزاد نہین ہوا ہے اور اگر مکاتب مذکور کے مال ادا کر کے آزاد ہو جانے کے بعد وہ واپس آیا تو اس آزاد شدہ کی ولا اسکے بیٹے کی ہوگی یہ نہایہ مین ہے۔ امام محمدؒ نے جامع صغیر مین فرمایا کہ اگر مرتد نے کسی کو خطا سے قتل کیا پھر دار الحرب مین جا ملا یا مر گیا یا حالت ارتداد پر قتل کیا گیا یا وہ دار الاسلام مین زندہ موجود ہے بہر حال بالاتفاق اس مقتول کی دیت اس مرتد کے مال سے ہوگی پس اگر اسکی کمائی فقط حالت اسلام کی یا فقط حالت ردت کی ہووے تو اُسی سے پوری دیت دیجائیگی اور اگر حالت اسلام و ردت کی کمائیان ہون تو بقول صاحبینؒ دیت دونون سے دیجائیگی اور دونون کی کمائیان ہون تو بنابر قول صاحبینؒ کے دونون کمائیون سے مقتول کی دیت پوری کیجائیگی اور بنابر قول امام اعظمؒ پہلے اسکی اسلام کی کمائی سے ادا کیجائیگی پھر اگر کچھ کمی رہی اور پوری ادا نہ ہوئی تو باقی اسکی ردت کی کمائی سے پوری کر دیجائیگی یہ محیط مین ہے اور یہ اسوقت ہے کہ مرتد مذکور قبل مسلمان ہو جانے کے قتل کیا گیا یا مر گیا ہو اور اگر وہ بعد مرتد ہونے کے پھر مسلمان ہو کر مرا یا نہین مرا تو بالاتفاق دیت مذکورہ اسکی دونون کمائیون سے دیجائیگی یہ تبیین مین ہے اور اگر مرتد نے کچھ مال غصب کر لیا یا کوئی چیز تلف کر دی تو بالاتفاق اسکی ضمان اس مرتد کے مال سے دیجائیگی اور یہ حکم اسوقت ہے کہ غصب کرنا یا مال تلف کر دینا بالمعاینہ (یعنی گواہان سے ۱۲) ثابت ہوا اور اگر فقط مرتد کے اقرار سے ثابت ہوا تو صاحبینؒ کے نزدیک یہ مال تاوان اسکی دونون حالتون کی کمائیون سے دیا جائیگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسکی ارتداد کی کمائی سے دیا جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ سب یہ صورت ہے کہ خطاکار خود مرتد ہووے اور اگر یہ صورت ہو کہ مرتد پر کسی نے جنایت کی بایں طور کہ اسکے مرتد ہو جانے کے بعد کسی نے اسکا ہاتھ یا پاؤن عمداً کاٹ ڈالا تو امام محمدؒ نے اصل مین بیان فرمایا ہے کہ یہ جنایت کرنیوالا کچھ ضامن نہوگا خواہ مرتد مذکور اس قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مر گیا یا مسلمان ہو کر مرا ہو۔ اور یہ حکم جب ہے کہ اُسکے مرتد ہونیکی حالت مین قطع کیا ہو اور اگر اسطرح ہو کہ اسکے مسلمان ہونیکی حالت مین کسی مسلمان نے اسکا ہاتھ کاٹا خواہ عمداً یا خطا سے پھر جسکا ہاتھ کاٹا ہے وہ مرتد ہو گیا اور اسی زخم قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مر گیا تو کاٹنے والے پر اس عضو کی دیت واجب ہوگی خواہ خطا سے کاٹا ہو یا عمداً کاٹا ہو اور رہی جان تلف شدہ کا ضامن نہوگا پس اگر کاٹنے والے نے عمداً کاٹا ہے تو ضمان مذکور اسکے مال سے واجب ہوگی اور اگر خطا سے کاٹا ہے تو اسکی مددگار برادری پر واجب ہوگی۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ جسکا عضو قطع کیا وہ اس قطع کی وجہ سے حالت ردت پر مرا ہو اور اگر وہ مسلمان ہو گیا پھر حالت اسلام مین اس قطع کی وجہ سے مر گیا پس اگر وہ شخص دار الحرب مین نہین گیا ہے یا جا ملا مگر حکم لحاق[2] سے پہلے مسلمان ہو کر عود کر آیا ہے تو استحساناً

[1] خواہ لشکر اسلام نے فتح پاکر لوٹ لیا یا چور وہان سے چرا لایا تا آخر ۱۲ منہ [2] حق جہاد لیجا اپنے جبتک اسپر حکم لحاق ہونے کا حاکم کے ساتھ نہین دیا گیا ۱۲ منہ

اسکی جان کی دیت پوری پوری واجب ہوگی خواہ عمداً کاٹا ہو یا خطا سے قطع کیا ہو مگر فرق اسقدر ہے کہ خطا سے قطع کرنے کی صورت میں دیت مذکور اس قطع کرنے والے کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور عمداً کی صورت میں خاص اسی کے مال پر واجب ہوگی اور عمداً قطع کی صورت میں قطع کرنیوالے پر قصاص واجب نہوگا اور یہی امام اعظم و امام ابو یوسف نے اختیار کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر وہ دار الحرب میں جا ملا اور قاضی نے اُسکے لحاق کا حکم دیدیا پھر تائب ہو کر مسلمان واپس آیا پھر بسبب قطع مذکور کے مر گیا تو قاطع پر نصف دیت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر ہاتھ کاٹنے والا مرتد ہوگیا اور جسکا ہاتھ کاٹا ہے وہ مسلمان باقی رہا اور ہاتھ کاٹنے والا اپنی ردت پر قتل کیا گیا پھر مقطوع الید یعنے جسکا ہاتھ کاٹا گیا ہے وہ بھی مر گیا تو اصل میں مذکور ہے کہ اگر اُسنے عمداً قطع کیا ہو تو اُسکے واسطے کچھ نہوگا اور اگر خطا سے قطع کیا ہو پس اگر اس زخم سے اچھا ہو گیا ہو تو اسکی مددگار برادری پر بس مقطوع کے ہاتھ کی ضمان واجب ہوگی اور اگر مر گیا ہو تو قاطع کی مددگار برادری پر جان کی دیت کاملہ واجب ہوگی اور اگر مدبرہ باندی یا ام ولد مرتد ہوگئی اور دار الحرب میں چلی گئی پھر اسکا مولی دار الاسلام میں مر گیا پھر وہ گرفتار ہو کر پکڑی آئی تو فئی ہوگی بخلاف اسکے اگر ایسی باندی ہو جو اسکے قبضہ سے حربیوں کی رقیت میں آگئی ہو پھر وہ اسیر ہو کر آئی تو مولی کو واپس کر دیجائیگی یہ محیط میں ہے اور اگر مکاتب مرتد ہوگیا اور دار الحرب میں جا ملا اور اُسنے کچھ مال کمایا پھر وہ مع اس مال کے گرفتار کیا گیا اور اُسنے اسلام لانے سے انکار کیا پس قتل کیا گیا تو اس مال سے اسکے مولی کو مال کتابت ادا کر دیا جائیگا اور جو باقی رہا وہ وارثان مکاتب کا ہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر ایسا ہو کہ جو کچھ مکاتب مذکور کا مال رہا ہو وہ اسکی ادائے کتابت کے واسطے کافی نہ ہو تو جو کچھ ہو وہ اُسکے مولی کا ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ایک غلام مع اپنے مولے کے مرتد ہو کر دونوں دار الحرب میں جا ملے پھر مولی وہیں مر گیا اور غلام مذکور اسیر ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام میں لایا گیا تو وہ فئی ہوگا پھر اگر مسلمان نہوا تو قتل کر دیا جائیگا۔ اور اگر غلام مرتد ہو کر مولی کا مال لیکر دار الحرب میں چلا گیا پھر مع اس مال کے گرفتار ہو کر آیا تو وہ فئی نہ ہوگا بلکہ اسکے مولی کو واپس کر دیا جائیگا ایک قوم اسلام سے مرتد ہو کر مسلمانوں سے لڑے اور اپنے شہروں میں سے کسی شہر پر غالب ہوئے جو انکی رعیت حرب میں ہے اور انکے ساتھ انکی عورتیں و بچے ہیں پھر مسلمان لوگ انپر غالب آئے تو انکے مرد قتل کیے جاوینگے اور عورتیں و بچے اسیر کرکے رقیق بنائے جاوینگے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر جورو و مرد دونوں مرتد ہو کر دار الاسلام سے دار الحرب میں چلے گئے پس عورت وہاں حاملہ ہوئی اور اسکے بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ جب بالغ ہوا تو اسکے بھی فرزند ہوا پھر مسلمان لوگ انپر غالب ہوئے تو ہر دو فرزند فئی ہونگے مگر انمیں سے فرزند اول پر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور دوسرے فرزند پر اسلام کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور اگر عورت مذکورہ دار الاسلام میں حاملہ ہوگئی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ کافی میں ہے۔ اور نوادر میں مذکور ہے کہ اگر جورو و مرد دونوں مرتد ہو کر مع اپنے فرزند صغیر کے دار الاسلام سے دار الحرب میں چلے گئے پھر اس فرزند کے بالغ ہونے پر اسکے بھی فرزند پیدا ہوا پھر اس دوسرے فرزند کو مسلمانوں نے فتح پا کر گرفتار کیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کا اسلام بتبعیت اسکے والدین کے قرار پایا ہے اگر وہ مرتد بالغ ہوا تو در صورت انکار

سلہ یعنے حکم باستحسان ۱۲ منہ سلہ مملوکیت و غلامی کا ہونا ۱۲ منہ سلہ اشارہ ہے کہ یہ شہر بسبب ارتداد و جنگ کے دار الحرب ہوگیا ۱۲ منہ

(۱۸۲)

اسلام کے قیاساً قتل کیا جائیگا اور استحساناً قتل نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر صغر سنی میں مسلمان ہوا اور مرتد بالغ ہو تو قیاساً قتل کیا جائیگا اور استحساناً قتل نہ کیا جائیگا۔ اور جو شخص کہ باکراہ اسلام لایا ہو اگر مرتد ہو گیا تو استحساناً قتل نہ کیا جائیگا مگر واضح رہے کہ ان تینوں صورتوں میں اسپر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اگر اسلام لانے سے پہلے کسی نے اسکو قتل کیا تو قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور جو کہ دار الاسلام میں لقیط پایا گیا ہو وہ محکوم باسلام ہوگا یعنے اسکے مسلمان ہونے کا حکم بتبعیت دار الاسلام دیا جائیگا پھر اگر وہ کافر بالغ ہوا تو اسپر اسلام لانے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور قتل نہ کیا جائیگا یہ فتح القدیر میں ہے **موجبات کفر چند انواع ہیں** از انجملہ وہ ہیں جو متعلق بایمان و اسلام ہیں چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرا ایمان صحیح ہے یا نہیں تو یہ خطائے عظیم ہے لیکن اگر اسکی یہ مراد ہے کہ میرے دل سے شک رفع ہے یا نہیں تو نہیں۔ اور جسنے اپنے ایمان میں شک کیا اور کہا کہ میں ایماندار ہوں انشاء اللہ تعالی تو وہ کافر ہے لیکن اگر اسنے یہ مراد بیان کی کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ دنیا سے ایمان کے ساتھ نکلونگا تو ایسی صورت میں اسکے کافر ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور جس شخص نے قرآن یعنی کلام اللہ تعالی کی نسبت کہا کہ اللہ تعالی کا کلام مخلوق ہے تو وہ کافر ہے اور جسنے ایمان مخلوق ہونے کو کہا وہ بھی کافر ہے اور جسنے اعتقاد کیا کہ ایمان و کفر ایک ہے تو وہ کافر ہے اور جو ایمان سے راضی نہ ہوا وہ کافر ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور جو شخص اپنی ذات سے کفر پر راضی ہوا وہ کافر ہے اور جو دوسرے شخص کے کفر پر راضی ہوا اسکے حق میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور کتاب التخییر میں کلمات کفر کے بیان میں لکھا ہے کہ جو دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ وہ ہمیشہ عذاب دیا جاوے تو اسکے کفر کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر دوسرے کے کفر پر راضی ہوا تاکہ اللہ جل شانہ کے حق میں وہ بات کہے جو اسکی صفات کے لائق نہیں ہے تو اسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا اور اسی پر فتوی ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور جسنے کہا کہ میں صفت اسلام نہیں[۱] جانتا ہوں تو وہ کافر ہے اور شمس الائمہ حلوائی نے یہ مسئلہ بہت مبالغہ کے ساتھ ذکر فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کا نہ کچھ دین ہے اور نہ نماز اور نہ روزہ اور نہ کوئی طاعت اور نہ نکاح اور اسکی اولاد سب اولاد زنا ہوگی۔ اور جامع میں مذکور ہے کہ اگر کسی مسلمان نے صغیرہ نصرانیہ سے نکاح کیا اور اس دختر کے والدین نصرانی ہیں پھر وہ بالغ ہوئی درحالیکہ وہ دینوں میں سے کسی دین کو نہیں سمجھتی اور نہ اسکو وصف کر سکتی ہے کیونکر ہو حالانکہ یہ عورت معتوہہ[۲] نہیں ہے تو وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوگی۔ اور امام محمد کے اس قول کی کہ کسی دین کو نہیں سمجھتی ہے یہ معنے ہیں کہ اپنے دل سے نہیں جانتی پہچانتی ہے اور اس قول کی کہ نہ اسکو وصف کر سکتی ہے یہ معنی ہیں کہ زبان سے اسکو بیان نہیں کر سکتی ہے قال المترجم یعنی مثلاً اسلام کو بیان نہیں کر سکتا ہے کہ کیا ہے اور نہ دل سے جانتا ہے تو وہ کافر ہے[۳] اور اگر یوں بیان کیا کہ اسلام یہ ہے کہ گواہی دے کہ اللہ تعالی واحد ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول و بندے ہیں اور قیامت و حشر و جزا وغیرہ سب حق ہے تو یہ اسلام کیواسطے کافی ہے۔ فافہم اور اسی طرح اگر صغیرہ مسلمہ سے نکاح کیا پھر جب بالغ ہوئی تو وہ اسلام کو نہیں سمجھتی ہے اور نہ وصف کر سکتی ہے حالانکہ وہ معتوہہ نہیں ہے تو وہ بھی اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی۔ اور فتاوی نسفی میں لکھا ہے کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک عورت

---

۱ تو نہیں جانتا یعنے اسلام کیا ہے اور اسکا کیا اعتقاد اور کیونکر ہے ۱۲ منہ ۲ یعنی پیدائشی بیوقوف سفیہ بمنزلہ پاگل کے ۱۲ ۳ تنبیہ قولہ کافر ہے یعنے ایمان نہیں اور تکفیر کیا جائیگا یعنی بحکم ظاہر شرع کافر کہلائیگا ۱۲ منہ

کہا گیا کہ توحید سید آنی یعنے تو توحید کو جانتی ہے اُسے کہا کہ نہیں - تو فرمایا کہ اگر اُسکی مراد یہ ہے کہ جس بیان سے کہ مکتب میں لڑکے کہتے ہیں وہ مجھے یاد نہیں ہے تو یہ اُسکے حق میں مضر نہیں ہے اور اگر اُسکی یہ مراد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچانتی ہی نہیں ہوں تو ایسی عورت مومنہ نہیں ہے اور اُسکا نکاح صحیح نہ ہوا اور حماد بن ابی حنیفہ رح سے روایت ہے کہ جو شخص مر گیا اور اُسنے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ میرا خالق ہے اور اللہ عز وجل نے کوئی اور گھر سوائے اس گھر کے بنا رکھا ہے اور ظلم حرام ہے تو وہ مسلمان نہیں مرا یہ محیط میں ہے ایک شخص گناہ کر رہا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ مسلمانی ظاہر کرنا چاہیے تو اُسکے کفر کا حکم دیا جائیگا - ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی میں مسلمان ہوں اُسنے کہا کہ تجھپر و تیری مسلمانی پر لعنت ہے تو ایسا کہنے والا کافر کہا جائیگا یہ خلاصہ میں ہے ایک نصرانی مسلمان ہو گیا پھر اُسکا مالدار باپ مر گیا پس اُسنے کہا کہ کاش میں اُسوقت تک مسلمان نہ ہوا ہوتا تاکہ اُسکا مال میراث لیتا تو اُسکے کافر ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے ایک نصرانی کسی مسلمان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھپر اسلام پیش کر تاکہ میں تیرے پاس مسلمان ہوؤں پس اُسنے کہا کہ تو فلان عالم کے پاس جا تاکہ وہ تجھپر اسلام پیش کرے پس تو اُسکے پاس مسلمان ہو تو اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ اسطرح درنگ کرنیوالا کافر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے ایک کافر مسلمان ہو گیا پس اُس سے ایک شخص نے کہا کہ تجھے اپنے دین کیطرف سے کیا بلا پیش آئی تھی تو یہ کہنے والا کافر ہوگا یہ خلاصہ میں ہے - یہانتک تو بیان ایسی صورتوں کا ہوا جو متعلق بایمان و اسلام ہیں اور قسم دیگر وہ کلمات کفر ہیں جو ذات اللہ تعالیٰ و اُسکی صفات وغیرہ سے متعلق ہیں چنانچہ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الٰہی نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام سے تمسخر کیا یا اُسکے اوامر میں سے کسی امر یعنی حکم سے تمسخر کیا یا اُسکے وعدہ ثواب یا عتاب و عقاب کا انکار کیا یا اُسکا کوئی شریک گردانا یا فرزند یا جورو قرار دی یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کیطرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا یعنے حکم دیا جائیگا کہ وہ کافر ہے اور اگر کسی نے کہا کہ روا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا فعل کرے جسمیں کچھ حکمت نہیں ہے تو کافر کہا جائیگا اور اگر یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ کفر سے راضی ہوتا ہے تو کافر ہے یہ بحر الرائق میں ہے - اور اگر کسی نے کہا کہ اگر خدا مجھے اسکا حکم کریگا یا اگر خدا بھی اسکا حکم کریگا تو نہ کرونگا تو اُسنے کفر کیا یہ محیط میں ہے - اور تجنیس میں لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جو ید[۵] و وجہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کیواسطے آیا ہے حالانکہ وہاں ہرگز یہ جوارح جو ظاہر میں سمجھے جاتے ہیں مراد نہیں ہیں پس آیا فارسی میں یا اُردو میں اللہ تعالیٰ شانہ پر ان الفاظ کا اطلاق جائز ہے یا نہیں پس بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہے بشرطیکہ اُسنے اس لفظ سے عضو کے معنی نہ سمجھ لیے ہوں اور اکثر مشائخ نے فرمایا کہ نہیں صحیح ہے اور اسی پر اعتماد ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے قال المترجم جن بعض مشائخ نے یہ اطلاق جائز کیا ہے اُنکے قول کے یہ معنے ہیں کہ ہم بالیقین جانتے ہیں کہ بحکم آیہ لیس کمثلہ شئی اُسکے مثل کوئی چیز کسی طرح کبھی نہیں ہے بالضرور ہاتھ و چہرہ سے ایسا عضو مراد نہیں ہے پس کوئی کیفیت نہیں معلوم ہے کہ وجہ الٰہی یا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کیا اور کیونکر ہے جیسے خود ذات الٰہی جل شانہ بالکل مجہول الکیفیت ہے پس ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ یعنی صفت ہے جسکی کیفیت ہمکو بالکل نہیں معلوم ہے اور یقین سے معلوم ہے کہ ایسے ہاتھ جو عضو معروف ہے ہرگز نہیں ہے اور یہ امام اعظم رح و دیگر ائمہ و علمائے متقدمین سے منقول ہے واللہ اعلم - اور اگر کہا کہ فلان نصیبی کہ اللہ تعالیٰ میں نہ ۴۰

[۵] قولہ اسطرح درنگ یعنے اُسکے مسلمان کر لینے میں تاخیر کرنے والا کسی عالم کی طرف بھیجنے میں ۱۲ [۵] قولہ ید یعنے ہاتھ اور وجہ یعنے چہرہ ۱۲

یعنی فلان میری آنکھ و نگاہ میں ایسا ہے جیسے یہودی اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں تو کافر کہا جائیگا اور اسی پر جمہور مشائخ ہیں اور بعض نے کہا کہ اگر اس سے مراد اس شخص کے فعل کو زیادہ قبیح جاننا ہو تو کافر نہ ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے اور اگر کوئی آدمی مرگیا پس ایک نے کہا کہ خدا کو وہ چاہیے تھا تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ این کار بست خدای را افتاد و داشت یعنی یہ کام ہے کہ خدا کو کرنا پڑ گیا ہے تو تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن یہ کلمہ زشت ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے اور اگر کسی نے اپنے ساتھ جھگڑا کرنے والے سے کہا کہ میں تیرے ساتھ خدا کے حکم کے موافق کام کرتا ہوں پس اس کے خصم نے کہا کہ میں حکم خدا کو نہیں جانتا ہوں یا کہا کہ یہاں حکم نہیں چلتا ہے یا کہا کہ یہاں نہیں حکم ہے یا کہا کہ خدا ے حاکمی را نشاید یا کہا کہ یہاں شیطان ہے کہ حکم کرتا ہے تو یہ سب کفر ہے۔ اور شیخ حاکم عبد الرحمن سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ برسم کار کنم بحکم نے یعنی رسم پر کام کرتا ہوں حکم پر نہیں پس آیا یہ کفر ہے تو فرمایا کہ اگر اسکی مراد فساد حق و ترک شرع و اتباع رسم ہی نہ در حکم تو تکفیر نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے اپنے کپڑے ایک مقام پر رکھے اور کہا کہ میں نے انکو اللہ تعم کے سپرد کیا پس دوسرے نے کہا کہ تو نے انکو ایسے کے سپرد کیا جو چور کو منع نہیں کرتا ہے اگر چرالے تو شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کی جائیگی اور وہ کافر نہ ہو جائیگا۔ ایک نے کہا کہ اگر با دروغ می گویم خدا دروغ می گوید تو اسکی تکفیر نہ کی جائیگی ایک نے اپنی جورو سے غصہ میں کہا کہ آن روسپی[1] که ترا زاد و آن بغی که ترا کشت و آن خدای که ترا آفرید تو بعض نے فرمایا کہ کفر ہوگا۔ اور شیخ ابو النصر دبوسی سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا پس انہوں نے چند روز اسمیں غور و فکر کی اور کچھ جواب نہ دیا اور مولف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ کفر ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر کسی شخص کی نسبت کہا کہ یہ شخص مریض نہیں ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بھولا ہوا ہے یا کہا کہ یہ اس چیز سے ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ بھول گیا ہے تو یہ بعض کے نزدیک کفر ہے اور یہی اصح ہے۔ اور اگر کہا کہ خدا ے با زبان تو بس نیاید من چگونہ بر آیم تو بھی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو میرے نزدیک دوست تر ہے اللہ تعم سے تو بھی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ میں ہے قال المترجم و فیہ نظر۔ اور اگر کہا کہ فلان کو قتل کیے سو بچے تو خطاے عظیم ہے یہ محیط میں ہے اور اگر کسی سے کہا کہ البتہ خدا تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے پس تو بھی لوگوں سے احسان کر جیسے خدا نے تیرے ساتھ کیا اسنے کہا کہ جا خدا سے لڑائی کر کہ تو نے اسکو یہ ثروت کیوں دی ہے تو اصح قول کے موافق اسکی تکفیر نہیں کیجائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ دو مردوں کے درمیان خصومت ہے پس ایک نے انہیں سے کہا کہ جا اور سیڑھی لگا اور آسمان پر جا کر خدا سے لڑائی کر تو اکثر مشائخ نے کہا کہ یہ کفر نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور صاحب جامع اصغر نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ شو دا بخدا ے جنگ کن تو بعضوں نے کہا کہ یہ کفر ہوگا اور اسی طرح شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے میلان کیا ہے اور شیخ امام نے فرمایا کہ احوط یہ ہے کہ نکاح کی تجدید کرے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کیواسطے مکان ثابت کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی چنانچہ اگر کہا کہ خدا سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے تو بھی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے پس اگر اس قول سے یہ قصد کیا جو ظاہر اخبار میں وارد ہوا ہے اسکی حکایت ہے تو تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر مراد مکان ثابت کرنا ہے تو تکفیر کیجائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت

[1] روسپی اور بغی دونوں کے معنے زن بدکار کے ہیں جیسے ہمارے عرف میں بیسوا و چھنال کا اطلاق عورت بدکارہ پر کیا جاتا ہے ۱۲ منہ

سنونگا تو اکثر کے نزدیک تکفیر کیجائیگی اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ انصاف کیواسطے بیٹھا ہے یا انصاف کے واسطے کھڑا ہوا ہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی کیونکہ اُسنے اللہ تعالیٰ کو فوق[1] و تحت سے موصوف کیا یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر کہا کہ میرا آسمان پر خدا ہے اور زمین پر فلان تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ خدا فرو می نگرد از آسمان یا کہا کہ می بیند یا کہا کہ از عرش تو یہ اکثر کے نزدیک کفر ہے الا آنکہ عربی میں کہے کہ یطلع تو ایسا نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ خداے از بر عرش می داند تو یہ کفر نہیں ہے اور اگر کہا کہ از زیر عرش می داند تو یہ کفر ہے اور اگر کہا کہ لا شئ اللہ تعالیٰ فی الجنۃ تو یہ کفر ہے اور اگر کہا کہ من الجنۃ تو یہ کفر نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور شیخ ابو حفص نے فرمایا کہ جسنے اللہ تعالیٰ کو منسوب بجور کیا یعنی مثلاً کہا کہ ظالم ہے تو وہ البتہ کافر ہوا۔ یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک نے کہا کہ یا رب این ستم مپسند یعنے اے پروردگار یہ ظلم پسند نہ کر تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور اصح یہ ہے کہ تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ خداے عز وجل بر تو ستم کند چنانکہ تو بر من ستم کردی تو اصح یہ ہے کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کاش اگر اللہ تعالیٰ نے دن قیامت کے انصاف کیا تو میں تجھ سے اپنی داد پاؤنگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر بجاے کاش اگر کے یوں کہا کہ جسوقت اللہ تعالیٰ نے الی آخرہ تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز حق و انصاف سے فیصلہ کیا تو میں تجھے اپنے حق کے لیے ماخوذ کرونگا تو یہ کفر ہے یہ محیط میں ہے۔ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ بولتے ہیں کہ یہ جگہ ایسی ہے کہ نہ یہاں اللہ ہے اور نہ رسول تو فرمایا کہ اس محاورہ سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اس جگہ حکم خدا و حکم رسول کے موافق کام نہیں کیا جاتا ہے پھر پوچھا گیا کہ اگر ایسی جگہ کیواسطے یہ کہا گیا جہان کے لوگ نہایت متقی ہیں تو فرمایا کہ اگر وہاں بحکم خدا و رسول کار بند ہوتے ہیں تو اُس نے ان کاموں کے دین ہونے سے انکار کیا مثل نماز ہاے پنجگانہ کے پس اسکی تکفیر کیجائیگی یہ تتمیہ میں ہے۔ اور اگر ظالم کے ظلم کرتے وقت کہا یا رب یہ ظلم پسند مکن اور اگر تو پسند کریگا تو میں پسند نکرونگا تو یہ کفر ہے گویا اُسنے یوں کہا کہ اگر تو راضی ہو تو میں راضی نہونگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اے خدا روزی مجھپر کشادہ کر دے یا میری تجارت چلتی کر دے یا مجھپر ظلم نہ کر تو شیخ ابو نصر دبوسی نے فرمایا کہ یہ شخص کافر ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے ایک نے دوسرے سے کہا کہ جھوٹ مت بول اُسنے کہا کہ جھوٹ ہے کسواسطے ہے واسطے کہ اسکو بولیں تو فی الحال کافر ہو جائیگا اور اگر کسی سے کہا گیا کہ رضاے خدا طلب کر اُسنے کہا کہ مجھے نہیں چاہیے ہے۔ یا کہا کہ اگر خدا مجھے بہشت میں کریگا تو اسکو غارت کر دونگا یا کسی سے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی مت کر کہ تجھے دوزخ میں ڈال دیگا پس اُسنے کہا کہ میں دوزخ سے نہیں ڈرتا ہوں یا اُس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کیا کر کہ خدا تجھے دوست نہ رکھے گا پس اُسنے کہا کہ میں تو کھاؤنگا خواہ مجھے دوست رکھے یا دشمن تو ان سب سے تکفیر کیا جائیگا۔ اور اسیطرح اگر کہا گیا کہ بہت مت ہنس یا بہت مت سو یا بہت مت کھا پس اُسنے کہا کہ اتنا کھاؤنگا اور اتنا سوؤنگا اور اتنا ہنسونگا جتنا میرا جی چاہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ گناہ مت کر کہ خدا کا عذاب سخت ہے پس اُسنے کہا کہ میں عذاب کو ایک ہاتھ سے اُٹھا لونگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر اس سے کہا گیا کہ ماں و باپ کو آزار مت دے پس اُسنے کہا کہ ان دونوں کا مجھپر کچھ حق نہیں ہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی ولیکن گنہگار

[1] فوق اوپر اور تحت نیچے ۱۲ منہ [2] کیونکہ یہ محاورہ ہے یعنے ظلم نہیں ہے بلکہ دعا ہے کہ اس سختی کو دور کرنے والا تم ۱۲ منہ [3] بطریق مقابلہ و مراد پاداش ہے ۱۲ منہ [4] دیکھتا ہوں میں خدا کو جنت میں ۱۲ [5] یعنے اسپر ایسا سختی کرنا پسند نہ کر ۱۲

ہوگا ایک نے کہا کہ اے شیطان میرا کام کر دے تاکہ جو تو کہے کرونگا مان باپ کو آزار دونگا اور جو کچھ تو نہ کہیگا نہ کرونگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ تخییر سے تاتارخانیہ مین منقول ہے۔ اگر کسی سے کہا کہ اگر تو دونون جہان کا خدا ہو جائیگا تو بھی تجھ سے اپنا حق لے لونگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے جھوٹ بات کہی جسکو کسی نے سنکر کہا کہ میرا خدا اس تیرے جھوٹ کو سچ کر دے یا کہا کہ میرا خدا تیرے اس دروغ مین برکت کرے تو بعض نے فرمایا کہ یہ قریب بہ کفر ہے اور مصباح مین لکھا ہے کہ ایک نے جھوٹ کہا پس دوسرے نے کہا کہ اللہ تیرے جھوٹ مین برکت دے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے کہا فلان تیرے ساتھ سیدھا نہین چلتا ہے پس اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بھی اسکے ساتھ سیدھا نہ چلے تو شیخ نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی قال المترجم وفیہ نظر اور تخییر مین لکھا ہے کہ مین نے صدر الاسلام جمال الدین سے دریافت کیا کہ ایک نے کہا کہ خدا تعالیٰ زر کو دوست رکھتا ہے کہ مجھے نہین دیا ہے تو فرمایا کہ اگر اس کلام سے اُسکا قصد یہ ہے کہ خدائے عز وجل کیطرف نسبت بخل کی کی تو تکفیر کیا جائے مگر مجرد اس قول سے کہ زر کو دوست رکھتا ہے تکفیر نہ کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انشاء اللہ تو یہ کام کریگا پس اُسنے کہا کہ مین بغیر انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام کرونگا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے ظالم نے کسی پر ظلم کیا پس مظلوم نے کہا کہ یہ بتقدیر الٰہی ہے پس ظالم نے کہا کہ مین بغیر تقدیر الٰہی کرتا ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اے خدا اپنی رحمت مجھسے دریغ مت کر تو یہ الفاظ کفر مین سے ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر جورو و خصم کے درمیان جھگڑا طول کھینچا اور دیر تک باہم جھگڑے و سخت کلامی کے ساتھ باتین رہین پس مرد نے جورو سے کہا کہ خدا سے ڈر اور اپنے آپ کو اُسکی نافرمانی سے بچا۔ پس عورت نے اُسکو جواب دیا کہ مین نہین اُس سے ڈرتی ہون تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر شوہر نے اُسکو معصیت ظاہرہ پر عتاب کر کے اُسکو اللہ تعالیٰ سے خوف دلایا ہے پس اُسنے یہ جواب دیا تو اس سے مرتدہ ہو جائیگی اور اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی اور اگر شوہر نے اُسکو ایسے امر پر عتاب کیا ہے جسمین خدا کی طرف سے خوف کا مقام نہین ہے تو وہ کافرہ نہوگی لیکن اگر اُس نے اپنے اس کلام سے استخفاف کیا ہے تو اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی ایک نے دوسرے کو مارنا چاہا پس اُس سے اس بیچارہ نے کہا کہ کیا تو خدائے تعالیٰ سے نہین ڈرتا ہے اُسنے کہا کہ نہین تو امام محمد رح سے مروی ہے کہ اُنسے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا پس جواب مین فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ کہہ سکتا ہے کہ تقویٰ اسی مین ہے جو مین کرتا ہون اور اگر کوئی آدمی گناہ کرتا ہوا دیکھا گیا پس دوسرے نے اس سے کہا کہ کیا تو خدا سے نہین ڈرتا ہے پس اُس نے کہا کہ نہین تو کافر ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکی تاویل ممکن نہین ہے اور اسیطرح اگر کسی سے کہا گیا کہ تو خدا سے نہین ڈرتا ہے پس اُسنے حالت غصہ مین کہا کہ نہین تو کافر ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ تا مانی شویم بدتر خدائے با ما شود بدتر تا مانی شویم نیکوتر خدائے با ما شود نیکوتر یعنی جتنا مین بدتر ہوتا جاتا ہون خدا میرے ساتھ بدتر ہوتا جاتا ہے اور جتنا مین نیک تر ہوتا ہون اُتنا خدا میرے ساتھ نیک تر ہوتا ہے تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہے قال المترجم وہذا اصح اور عتابیہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی حکم خدا یا شریعت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ناپسند کرے مثلاً کسی سے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ نے چار عورتین حلال کر دی ہین پس وہ کہے کہ مین اس حکم کو نہین پسند کرتا ہون تو یہ کفر ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے

ف یعنی خوف الٰہی کی تعبیر آگے کچھ چیز نہین ہے ۱۲ منہ

اپنے پسر سے کہا کہ تونے ایسا کیون کیا پس پسر نے کہا کہ واللہ مین نے نہین کیا پس اس عورت نے غصہ مین کہا کہ مہ نو مہ واللہ تو مشائخ نے اس عورت کی تکفیر مین اختلاف کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور جسنے کہا کہ خداے عز وجل ہووے اور کوئی چیز نہووے تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہے وفیہ نظر۔ اور اگر کسی نے کہا کہ خداے عز وجل نے میرے حق مین سب نیکی کی ہے بدی میری طرف سے ہے تو اسنے کفر کیا یہ محیط مین ہے وفیہ نظر۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ از بہر خدا این بس بنیاد منہ پس اسنے کہا کہ خداے بازنان بس بنیاد من چگونہ بس آیم تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ غیاثیہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ از خداے می بیمم وازتو یا کہا کہ از خداے امید میدارم و بتو تو اسطرح کہنا قبیح ہے اور اگر یون کہتا کہ از خداے می بیمم وبسبب ترا میدارم تو یہ اچھا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر نالش مین اپنے خصم سے قسم طلب کی پس خصم نے شروع کیا کہ مین قسم کھاتا ہون خدا کی پس اس طالب نے کہا کہ مین اللہ کی قسم نہین چاہتا ہون بلکہ چاہتا ہون کہ تو طلاق یا عتاق کی قسم کھاوے تو ہمارے بعضے اصحاب کے نزدیک کافر ہوگیا اور عامہ مشائخ کے نزدیک کافر نہ ہوگا اور تجنیس ناصری مین لکھا ہے کہ یہی اصح ہے۔ اور اگر کسی سے کہا کہ سوگند تو ہمان ست وکیر خر ہمان یعنی ہر دو یکسان ہے تو اُس نے کفر کیا۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میرا خدا جانتا ہے کہ مین تجھکو ہمیشہ دعا مین یاد کرتا ہون تو مشائخ نے اسکے کفر مین اختلاف کیا ہے قال المترجم اثبت اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ اگر دروغ پر شاہد کیا یا دانا گردانا ہے تو کافر کہا جائیگا واللہ اعلم اور اگر بطریق مزاح کے کہا کہ من خدا ایم یعنے خود آیم تو اُسنے کفر کیا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ ترا حق ہمسایہ نمی باید یعنی تجھے حق ہمسایہ نہین چاہیے اُسنے کہا کہ نہین پس کہا کہ ترا حق شوہر نمی باید اُسنے کہا کہ نہین پس کہا کہ ترا حق خدا نمی باید پس اُس نے کہا کہ نہین تو عورت مذکورہ نے کفر کیا۔ کسی شخص نے اپنی بیماری وضیق عیش مین کہا کہ باری بدانمی کہ خداے تعالیٰ مرا چرا آفریدہ است چون از لذتہاے دُنیا مرا ہیچ نیست یعنی مجھے معلوم تو ہوتا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کیون پیدا کیا ہے جبکہ دنیا کی لذتون سے میرے لیے کچھ بھی نہین ہے تو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی ولیکن ایسا کلام کرنا خطاے عظیم ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے گناہون پر ضرور عذاب کریگا پس اُس نے کہا کہ خداے را نشاندہ کہ تا خداے ہمہ آن کند کہ تو میگوئی یعنے تونے خدا کو بٹھا دیا ہے تاکہ جو تو کہے وہی سب خدا کرے تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور تجنیس مین مذکور ہے کہ کسی نے کہا کہ خداے چہ تواند کرد چیزے دیگر نتواند بجز دوزخ یعنی خدا کیا کر سکتا ہے کچھ اور نہین کر سکتا سواے دوزخ کے تو اُس نے کفر کیا اور اسی کے مثل یہ ہے کہ کسی نے ایک حیوان قبیح کو دیکھکر کہا کہ پیش کار نماندہ است خداے کہ چنین آفریدہ یعنی اے خدا کوئی اور کام نہین رہگیا تھا کہ تونے اسکو پیدا کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ ایک فقیر نے اپنی محتاجی کی تکلیف مین کہا کہ فلان ہم بندہ است باچندے نعمت و من ہم بندہ در چنین رنج بارے این چنین عدل باشد یعنی اے خدا فلان بھی بندہ ہے کہ اسقدر نعمت کے ساتھ ہے اور مین بھی بندہ ہون کہ اپنے رنج و مشقت مین گرفتار ہون بھلا یہ بھی کچھ عدل ہے تو اُس نے کفر کیا۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ خداے سے ڈر اُسنے کہا کہ خدا کہان ہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اسی طرح اگر

سلہ مجھے یہ مقصود نہین کہ تو اپنی عورت سے نزدیکی کرے ۱۲ سلہ یعنی وہی تیری قسم ہے اور وہی گدھے کا عضو تناسل یعنے دونون یکسان ہین ۱۲ سلہ مترجم کہتا ہے کہ اگر اُس نے اسطرح کہا کہ [illegible] مین اور اسکے تلفظ مین صریح اشتباہ ہے تو [illegible] حکم دیا جائیگا اور اگر اس نے اسکے ساتھ اسکی توضیح بھی کی اور یون کہا کہ خدا ایم اور ظاہر کیا کہ اس سے غیر ہی مراد ہے کہ خود آیم تو اسکے کفر مین تامل ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

کہا پیغمبر قبر میں نہیں ہے یا کہا کہ خدا کا علم قدیم نہیں ہے یا کہا کہ جو معدوم ہے وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں ہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر عبداللہ نامے کسی آدمی کو پکارنے میں لفظ اللہ کے آخر کاف تصغیر لاحق کیا پس اگر یہ پکارنے والا عالم ہو تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور عبد الخالق کی تصغیر کی خویلق کیا تو بھی اگر عالم ہے تو تکفیر کیجائیگی یہ بحرالرائق میں ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ خدا تیرے دل پر رحمت کرے میرے دل پر نہیں۔ پس اگر اُسنے رحمت سے بے پروائی کا قصد کیا ہے تو کافر ہوا اور اگر یہ قصد کیا کہ میرا دل اثبات الٰہی سے ثابت ہے اسمیں کوئی اضطراب نہیں ہے تو تکفیر نہ کیجائیگی۔ ایک طفل اپنے باپ کو پکارتا ہے حالانکہ اُسکا باپ نماز پڑھ رہا ہے پس ایک شخص نے اس طفل سے کہا کہ ٹھہر بے لونڈے کہ تیرا باپ اللہ اللہ کرتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے اسلیے کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ خدمت اللہ تعالیٰ کرتا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے کسی اندھے یا مریض کو دیکھکر کہا کہ خدا نے تجھے دیکھا اور مجھے دیکھا اور مجھکو ایسا پیدا کیا پھر میرا کیا گناہ ہے تو صحیح یہ ہے کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ بخدای و بخاک پای تو یعنی قسم خدا و قسم تیرے پانوں کی خاک کی کہ میں ایسا کرونگا تو یہ شخص کافر ہوا اور فارسی زبان کے محاورہ کے موافق قسم بخدا و بخاک پای تو کو کہا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ بخدای و بجان و سر تو یعنی قسم خدا کی و قسم تیرے جان و سر کی تو اسمیں مشائخ کا اختلاف ہے یہ ذخیرہ میں ہے قال المترجم مگر اول سے بہت قریب ہے اگرچہ استخفاف صریح نہیں نکلتا ہے فافہم اب ان الفاظ کفر کا بیان ہے جو متعلق بانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ واضح ہو کہ جس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں سے بعض کا اقرار نہ کیا یا سنن مرسلین میں سے کسی سنت کو ناپسند کیا تو وہ کافر ہوا۔ اور شیخ ابن مقاتل سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا تو شیخ رہ نے فرمایا کہ جس بزرگ کے نبی ہونے کی تمام امت بالاتفاق قائل نہیں ہے اسکی نبوت سے انکار کرنے والا ایسا ضرر نہ پاویگا اور اگر یوں کہا کہ اگر فلان نبی ہوتا تو میں اُسپر ایمان نہ لاتا تو اُسنے کفر کیا یہ محیط میں ہے۔ اور شیخ جعفر سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے کہا کہ میں تمام انبیاء اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہ تھے تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور شیخ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص فواحش کیجانب مثل زنا کا قصد کرنے وغیرہ کی جانب انبیاء علیہم السلام کو منسوب کرتا ہے کہ جیسے حشویہ فرقہ کے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت بکتے ہیں تو فرمایا کہ ایسے شخص کی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ ایسا قول ان حضرات علیہم السلام کی نسبت انکے حق میں شتم ہے اور استخفاف ہے۔ اور حضرت ابو جعفر رہ نے فرمایا کہ جو قائل ہے کہ ہر گناہ کفر ہے اور باوجود یکہ کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے گناہ کیا ہے تو وہ کافر ہے اسلیے کہ اُسنے شتم کیا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے عصیان نہیں کیا ہے نہ درحالت نبوت کے اور نہ قبل اسکے تو اسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ یہ نصوص قرآنی کا رد ہے اور میں نے بعض مشائخ سے سُنا کہ اگر کوئی شخص یہ نہ جانے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء یعنی خاتم النبیین ہیں کہ سب سے آخر ہیں اور نبوت ختم ہو گئی ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے یہ یتیمیہ میں ہے۔ قال المترجم بعض مشائخ کی قید اِن معنے ہے کہ سُنا انھیں بعض سے ہے ورنہ بالاتفاق جو شخص اسکا قائل نہو وہ کافر ہے اور جو نہ جانتا ہو اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے تو وہ ناقص ہے فافہم۔ شیخ

ابو حفص کبیرنے فرمایا کہ جس کسی نے خواہ کوئی ہو اگر اپنے دل میں کسی نبی کا بغض کہا تو وہ کافر ہے اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ
اگر فلاں نبی ہوتا تو میں اسکو پسند نہ کرتا اور اُس سے راضی نہ ہوتا تو بھی کفر ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر فلاں پیغامبر ہوتا تو میں
اُسکی طرف نہ گردیدہ ہوتا پس اگر پیغامبر سے اسکی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوتا تو اس صورت میں اسکی تکفیر کیجائیگی جیسے
اس کہنے میں کہ اگر خداے تعالیٰ مجھے کسی کام کا حکم دیتا تو میں نہ کرتا تکفیر کیجاتی ہے۔ اور جامع صغیر میں مذکور ہے کہ اگر ایک شخص
اور اسکے صہر کے درمیان جھگڑا اور گفتگو پیش آئی پس داماد نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی مجھے بشارت دیگے
تو میں تیرے[ل] حکم کی پابندی نہ کرونگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ جو انبیاء علیہم السلام نے فرمایا ہے اگر وہ
راست و عدل ہو تو ہمنے نجات پائی تو یہ کافر ہوا۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ انا رسول اللہ یا فارسی میں کہا کہ من پیغمبرم یا
اردو میں کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہے کہ میں پیغام لیجاتا ہوں تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جسوقت اسنے یہ
کلام کیا ہے اسوقت ایک شخص دیگر نے اس سے معجزہ طلب[۲] کیا تو یہ دوسرا بھی بنا بر قول بعض کے تکفیر کیا جائیگا اور متاخرین
مشائخ نے فرمایا کہ اگر دوسرے کی غرض معجزہ طلب کرنے سے اسکو عاجز و فضیحت کرنا ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر آنحضرت صلعم
کے موے مبارک کو بلفظ تصغیر کہا مثلاً عربی میں شعیر کہا تو بعضوں کے نزدیک تکفیر کیا جائیگا مطلقاً اور دوسروں کے
نزدیک مطلقاً نہیں بلکہ جب اسکی نیت میں اہانت ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ آن حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم آدمی تھے یا جنی تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر فلاں پیغمبر است حق خویش از وے بستانم
یعنی اگر فلاں پیغمبر ہے تو بھی اُس سے اپنا حق لے لونگا تو یہ کفر نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ محمد[۴] درویشک بود
یا کہا کہ جامۂ پیغمبر ریمناک بود یا کہا کہ انکے ناخون بڑے بڑے تھے تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً اسکی تکفیر کیجائیگی قال المترجم موافق
زبان اُردو کے یہی اصح ہے اور بعض نے کہا کہ اگر اُسنے بطریق اہانت کے کہا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر آنحضرت صلعم کی نسبت
کہا کہ اس مرد نے ایسا ویسا کہا ہے تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا قال المترجم یہی اصح ہے ہمارے نزدیک واللہ اعلم۔ اور
اگر ایسے شخص کو بدزبانی سے یاد کیا جسکا نام محمد یا احمد اور اسکی کنیت ابو القاسم ہے چنانچہ اسکو کہا اے چھنال کے بچے تو اور جو
اور کہ خدا کا اس نام یا اس کنیت کا بندہ ہے تو بعض مقام پر ذکر فرمایا کہ اگر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسوقت یاد رکھتا تھا
پھر بھی اُسنے ایسا کہا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط میں ہے اور اگر کسی نے کہا کہ ہر معصیت گناہ کبیرہ ہے الا معاصی انبیاء علیہم السلام
کہ انکے معاصی سب صغیرہ ہیں تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ ہر عصیان جو عمداً ہو وہ کبیرہ ہے اور اسکا کرنے والا فاسق ہے اور
ساتھ اسکے یہ بھی کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے معاصی عمداً تھے تو اُسنے کفر کیا اسواسطے کہ یہ شتم ہے اور اگر کہا کہ معاصی انبیاء
علیہم السلام کے عمداً نہ تھے تو یہ کفر نہ ہوگا یہ تتمیہ میں ہے۔ اور رافضی اگر حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو یا شل اسکے بدزبانی سے
یاد کرتا ہو اور انکو لعنت کرتا ہو نعوذ باللہ منہ تو وہ کافر ہے اور اگر فقط اتنی بات ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر پر فضیلت
دیتا ہو تو وہ کافر نہوگا بلکہ مبتدع ہے اور معتزلی مبتدع ہوتا ہے لیکن اگر اُسنے دیدار الٰہی کا محال ہونا کہا تو اب کافر ہوگا یہ خلاصہ[۳] میں ہے

[ل] احتمال ہے کہ ضمیر راجع ہو بجانب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنی انکے حکم کی پابندی نہ کرونگا والاول اظہر ۱۲ منہ [۲] اس معنی پر کہ اُسنے اسکی تصدیق
کر کے اُس سے معجزہ طلب کیا حالانکہ پیغمبری ختم ہو چکی ہے ۱۲ منہ [۳] خلاصہ یہ کہ اگر معتزلی دیدار الٰہی ممکن ہونے کا قائل نہیں ہے تو وہ مبتدع ہے اور
اور اگر دیدار الٰہی محال ہونے کا قائل ہے تو کافر ہے ۱۲ منہ [۴] محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقیر ... پیغمبر علیہ السلام کا کُرتا میلا بھرا تھا ۱۲

ہے۔ اور اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت زنا لگائی تو وہ کافر ہوا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیبیوں کو رضی اللہ عنہن ایسی تہمت لگائی نعوذ باللہ منہ تو کافر نہ کہا جائیگا و لیکن مستحق لعنت ہوگا اور اگر کہا کہ عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم صحابہ نہ تھے تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی و لیکن مستحق لعنت ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور جسنے امامت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انکار کیا تو وہ بعض کے نزدیک کافر ہے اور بعض نے کہا کہ مبتدع ہے کافر نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور اسی طرح جسنے خلافت عمر رضی اللہ عنہ سے انکار کیا وہ بھی اصح قول کے موافق کافر ہے اگرچہ بعض اقوال مختلف کئی ہیں کذا فی الظہیریہ اور جو لوگ حضرت عثمان و حضرت علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں انکی تکفیر کرنا واجب ہے یعنے کافر کہنا واجب ہے۔ اور زنجیدیوں کو کافر کہنا واجب ہے انکے اس اعتقاد پر کہ وہ عجم میں سے ایک نبی ظاہر ہونے کا انتظار کرتے ہیں کہ انکے اس ناپاک اعتقاد کے موافق وہ ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کو منسوخ کریگا یہ ذخیرہ کردری میں ہے۔ اور روافض کو کافر کہنا واجب ہے انکے اس قول پر کہ مردے لوٹ کر دنیا میں آوینگے اور ارواح میں تناسخ ہوتا ہے یعنی آواگون ہوتا ہے اور اللہ کی روح اماموں میں منتقل ہوئی اور اس قول پر کہ ائمہ اطہار میں سے ایک امام پوشیدہ ہو گئے ہیں وہ آخر میں نکلینگے اور اس قول پر کہ شرعی امر و نہی جبتک امام موصوف نکلے معطل ہے اور اس قول پر کہ جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے وحی آکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچائی نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور ایسے سب لوگ ملت اسلام سے خارج ہیں اور انکے احکام وہی ہیں جو مرتدوں کے احکام ہیں یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔ اور اکراہ الاصل میں مذکور ہے کہ اگر کسی پر اکراہ کیا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شتم کرے پس اُسنے کیا تو تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ کہتا ہے کہ میرے دل میں کچھ نہیں گذرا میں نے محمد کو شتم کیا جیسے اکراہ کرنے والوں نے مجھ سے چاہا تھا حالانکہ میں اسپر راضی نہیں ہوں تو ایسی صورت میں اسکی تکفیر نہ کیجائیگی جیسے کوئی شخص کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا پس اُسنے کہا حالانکہ اسکا دل ایمان سے مطمئن ہے تو وہ کافر نہ ہوا اور دوم یہ کہ وہ کہتا ہو کہ میری نیت اسوقت ایک نصرانی محمد نام تھا پس میں نے اسکو شتم کیا تو اس صورت میں بھی اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور وجہ سوم یہ کہ اُس نے کہا کہ میرے دل میں ایک شخص نصرانی محمد نام کا خیال آیا مگر میں نے اسکو شتم نہیں کیا بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شتم کیا تو اس صورت میں وہ قضاءً و دیانۃً تکفیر کیا جائیگا اور جسنے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مجنون ہو گئے تھے تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور جسنے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی طاری کی گئی تھی تو اسکی تکفیر نہیں کیجائیگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کاش اگر آدم گیہوں نہ کھاتے تو ہم لوگ شقی نہ ہوتے تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور جسنے خبر متواتر کا انکار کیا تو وہ کافر ہوا یعنی جو حدیث یا جو امر شرعی اسطور پر روایت کیا گیا اور چلا آتا ہے کہ عقل میں نہیں آتا کہ غلطی و سہو یا دروغ ہو تو اسکا انکار کرنے والا کافر ہے جیسے پنجگانہ نمازوں کی تعداد رکعات مثلاً۔ اور جو شخص خبر مشہور کا انکار کرے بعض کے نزدیک اسکی بھی تکفیر کیجائیگی اور عیسیٰ بن ابان نے فرمایا کہ کہا جائیگا کہ گمراہ ہو گیا ہے اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور یہی صحیح ہے اور جسنے خبر واحد سے انکار کیا تو اسکے انکار کرنے والے کی تکفیر نہ کیجائیگی مگر ایسا شخص

ف۱ یعنی جسمی حالت بدلتی رہتی ہے اور روح لوٹ پوٹ اسی جہان میں دوسرے قالبوں میں رہتی ہے ۱۲

ف۲ شتم گالی دینا اور برا کہنا ۱۲ منہ

اسکے قبول نہ کرنے سے گنہگار ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کسی نبی کی نسبت یہ تمنا کی کہ کاش یہ نبی نہ ہوتا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ مراد ہے کہ اگر وہ مبعوث نہ ہوتا تو حکمت سے خارج نہ تھا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر اس نے اس بزرگ نبی کی نسبت استخفاف و عداوت دل میں رکھی ہے تو کافر ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ قال المترجم میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس روایت کے ٹھیک کیا معنی ہیں اور نہ اسکی وجہ معنی مفہوم ہوتی ہے بالجملہ اگر کسی نبی کے لفظ سے عام مراد ہے یعنے ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل ہے تو میرا اعتقاد ہے کہ ایسا شخص کافر ہے اور عجب کہ اگر کوئی کہے کہ اگر خدا فلان پیغمبر کو نہ بھیجتا تو خارج از حکمت نہ تھا تو علی الاختلاف اسکی تکفیر کیجائیگی کہ نسبت لعبث ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا فلیتامل فیہ۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر مجھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مردک کہیں تو مواخذہ نہ چھوڑوں تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ میں بھی کہوں تو تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پسند کرتے تھے مثلاً کہا کہ کدوے دراز کو پسند فرماتے تھے پس اس دوسرے نے کہا کہ میں اسکو نہیں پسند کرتا ہوں تو یہ کفر ہے۔ اور ایسا ہی امام ابو یوسفؒ سے بھی مروی ہے اور بعضے متاخرین نے کہا کہ اگر اُس نے یہ قول بطور اہانت کے کہا ہے تو کفر ہے اور بدون اسکے کفر نہیں ہے ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے کپڑا بنا ہے پس ہم سب جولاہے کی اولاد ہوے تو یہ کفر ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی تین انگلیاں چاٹتے تھے پس دوسرے نے کہا کہ یہ بے ادبی ہے تو یہ کفر ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ دہقانوں کی کیا پاکیزہ رسم ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور ہاتھ نہیں دھوتے ہیں تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ قول طریقہ مسنون کی اہانت کے طور پر کہا ہے تو کافر کہا جائیگا۔ اگر کسی نے کہا کہ یہ کیا رسم ہے کہ مونچھیں کترواکر یا منڈواکر پست کر دینا اور دستار زیر گلو لانا پس اگر اُسنے قول مذکور سنت رسول اللہ صلعم میں طعن کرنیکے طور پر کہا ہے تو اُس نے کفر کیا یہ محیط میں ہے۔ اگر عاشورا کے روز کسی سے کہا کہ سرمہ لگا کہ سرمہ لگانا اس روز سنت ہے اُسنے کہا کہ عورتوں و مخنثوں کا کام ہے تو کافر ہو جائیگا اور تخییر میں لکھا ہے کہ ایک نے کوئی بات کہی پس دوسرے نے کہا کہ دروغ می گوید اگر ہمہ پیغمبر ست یعنے جھوٹ کہتا ہے اگر بالکل پیغمبر ہو تو اسپر کفر لازم ہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اسکی بات پر گرویدہ نہونگا اگر بالکل پیغمبر ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ گران خوی ست اگر ہمہ پیغمبر ست یعنی بد خلق ہے اگر بالکل پیغمبر ہو یا کہا کہ اگر رسل یا ہمہ فرشتہ مقرب است یا کہا کہ اگر مرسل ست یا ہمہ فرشتہ مقرب است گران جان ست تو فی الحال کافر ہوگا۔ ایک نے چاہا کہ اپنے غلام کو مارے پس دوسرے نے اُس سے کہا کہ اسکو مت مار پس اُس نے جواب دیا کہ اگر محمد مصطفےٰ فرماوے کہ مت مار تو بھی نہ چھوڑونگا یا کہا کہ اگر آسمان سے آواز آوے کہ مت مار تو بھی ماروں تو اُسپر کفر لازم ہوگا اور شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے صدر الاسلام جلال الدین سے دریافت کیا کہ اگر کسی نے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی حدیث پڑھی پس دوسرے نے اُس سے کہا کہ ہمہ روز حلشہا خواند تو شیخ نے فرمایا کہ اگر کہنے والے نے اُسکی اضافت پڑھنے والے کی طرف کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو دیکھا جائیگا کہ اگر ایسی حدیث ہے جو متعلق بیان احکام شرعی ہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر ایسی حدیث ہے جو اس سے متعلق نہیں ہے تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسکی گفتگو اس امر پر محمول

کیجائیگی کہ اُسکی مراد یہ ہو کہ اُسکے سواے دوسری چیز کا رضا والی ہی قال المترجم فینبغی ان یعزر بالضرب الموجع ۔ اگر کسی
نے کہا کہ محمد بن جوان عربی تو یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُسکی تکفیر کیجائیگی ۔ اور اگر کسی نے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم ایک وقت پیغمبر تھے اور ایک وقت ایسا تھا کہ پیغمبر نہ تھے یا کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر مین
مومن ہین یا کافر ہین تو اُسکی تکفیر کیجائیگی غرر المعانی مین مذکور ہی کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ خلاف مت کہہ اس نے کہا
کہ پیغمبران خلاف گفتہ اند یعنی پیغمبرون نے خلاف کہا ہی تو شیخ نے فرمایا کہ یہ کلمہ کفر ہوجا ہیے کہ عورت توبہ کرے اور نکاح
کی تجدید کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے تیرا دیکھنا ایسا ہے جیسے ملک الموت کا دیکھنا ہی تو یہ خطاے عظیم
ہی اور اُسکی تکفیر مین مشائخ کا اختلاف ہی بعض نے کہا کہ اُسکی تکفیر کیجاے اور اکثرون نے فرمایا کہ نہین تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین
ہی اور خانیہ مین لکھا ہی کہ بعض نے فرمایا کہ اگر اُسنے یہ قول بسبب عداوت ملک الموت کے کہا ہی تو کافر ہوجائیگا
اور اگر اُسنے یہ لفظ بسبب کراہت موت کے کہا ہی تو کافر نہ ہوجائیگا ۔ اور اگر کہا کہ بدے فلان دشمن میدارم چون
روے ملک الموت تو اکثر مشائخ کے نزدیک اسکی تکفیر کیجائیگی ۔ اور تجنیس مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین فلان کی گواہی کی
سماعت نہ کرونگا اگرچہ جبرئیل و میکائیل ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی ۔ اور اگر کسی نے فرشتون مین سے کسی کو عیب لگایا تو تکفیر
کیجائیگی ۔ ایک نے کہا کہ مجھے ہزار درم دے تا کہ مین ملک الموت کو بھیجون کہ وہ روح فلان کو دفع کرے تا کہ اُسکو قتل
کر بیٹھیں آیا ایسے قائل کی تکفیر کیجائیگی یا نہین تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شیخ ابو ذر رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ فرشتون
کے ساتھ استخفاف کرنا کفر ہی ۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرا فرشتہ ہون فلان مقام مین تیرے کام مین مدد
کرونگا تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسی طرح اگر مطلقاً کہا کہ مین فرشتہ ہون تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر
کہا کہ مین نبی ہون یا تیرا نبی ہون تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور گواہ
حاضر نہوئے پس اُسنے کہا کہ خدا و رسول کو مین نے گواہ کیا یا کہا کہ خدا و فرشتون کو گواہ کیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر اُسنے
کہا کہ داہنے ہاتھ کے فرشتہ اور بائین طرف کے فرشتہ کو گواہ کیا تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی ۔ اب اُن الفاظ
کا بیان ہی جو متعلق بہ قرآن ہین ۔ جو شخص قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو وہ کافر ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی ۔ اور جس نے
آیت قرآن مین سے کسی آیت کا انکار کیا یا اُس سے تمسخر کیا اور خزانہ مین لکھا ہی کہ یا عیب لگایا تو کافر ہوا یہ تاتارخانیہ
مین ہی ۔ اور اگر قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس کے قرآن کا جزو ہونے سے انکار کیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی
اور بعضے متاخرین نے فرمایا کہ تکفیر کیجائیگی کیونکہ بعد صدر اول کے اس امر پر اجماع ہوگیا ہی کہ یہ دونون سورتین قرآن مین
سے ہین اور صحیح یہی قول اول ہی اسواسطے کہ اجماع متاخر اختلاف متقدم کو دفع نہین کرتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی ۔ اگر دف
بجانے پر یا بانسری بجانے پر قرآن کو پڑھا تو اُسنے کفر کیا ہی ایک نے قرآن پڑھا پس کسی نے کہا کہ کلا نجیہ بانگ مگسون کان مت
تو یہ کفر ہی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ قرآن تو نے بہت پڑھا مگر میرے جنابت کو دور نہ کیا تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ

ﻟﮧ مترجم کہتا ہی کہ اُسکو ایسی ضرب دینا جس سے معصد ناک ہو سزاوار ہی ۱۲ منہ ﻋﮧ قال المترجم و ایضا یہ اجماع
منہ المتفقین اس مرتبہ پر نہین ہی کہ کسی کی اُس سے تکفیر کیجاے فافہم ۱۲ منہ ﻋﮧ اگرچہ نکاح نا درست ہی ۱۲ منہ ﻋﮧ یعنی گیا آواز مکھون کی ہی

مین ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ قل ہو اللہ احد را پوست باز کردی یعنی تو نے قل ہو اللہ احد کی کھال کھینچ دی یا کہا کہ الم نشرح را گریبان گرفتہ یعنے الم نشرح کا تو نے گریبان پکڑا ہی یا جو شخص مریض کے پاس یس پڑھتا تھا اس سے کہا کہ یس مردہ کے منھ مین مت رکھ یا کسی سے کہا کہ ہی کوتاہ تر از انا اعطیناک یعنی اور انا اعطیناک سے بھی زیادہ کوتاہ۔ یا جو شخص قرآن پڑھتا تھا اور کوئی کلمہ اسکو یاد نہین آتا تھا اُس سے کہا کہ والتفت الساق بالساق یا کسی کے پاس قدح بھر کے لایا اور کہا کہ کاساً دہاقا یا کسی سے بطریق مزاح کے کہا کہ فکانت سرابا یا ناپ تول کے وقت بطریق مزاح کے کہا کہ واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون یا کسی سے کہا کہ تو نے الم نشرح کی پگڑی باندھی ہی اور اسکی مراد یہ ہو کہ تو نے علم کو ظاہر کیا ہی یا کسی موضع کے لوگون کو جمع کیا اور کہا فجمعناہم جمعا یا کہا وحشرناہم فلم نغادر منہم احدا یا کسی سے کہا کہ تو والنازعات نزعا کیونکر پڑھتا ہی نون کے پیش سے یا زبر سے اور اسکی مراد طنز ہو یا کسی شخص نے کہا کہ اقرار افتسمک قال اللہ تعالی کلا بل ران یعنی تو پڑھ تاکہ مین تجھے ہنگوئی کردن کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کلا بل ران۔ تو یہ بھی سخت گستاخی و کفر ہی یا کسی نے دوسرے کو جماعت سے نماز ادا کرنے مین بلایا اُسنے کہا کہ مین تنہا نماز پڑھتا ہون کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ان الصلوۃ تنہی یا کسی مصری سے کہا کہ لفشلیہ بحوزفان التفشیل[1] یذہب بالریح قال اللہ تعالی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم[2] یعنی تفشیل جائز ہی کیونکہ وہ باد کو دور کرتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم تو ان سب صورتون مین اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ تو نے ایسا پاک کیا جیسے والسماء والطارق تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور شیخ ابو بکر بن اسحق نے فرمایا کہ اگر کہنے والا جاہل ہو تو تکفیر کیجائیگی اور اگر عالم ہو تو تکفیر کیجائیگی اور اگر کہا کہ قاعا صفصفا شدہ ست تو یہین خطر عظیم ہی یعنی شاید تکفیر تک پہونچے اور اسیطرح اگر ماندگی کی کمر چین یا لقمہ کی نسبت کہا کہ والباقیات الصالحات تو یہین بھی خطر عظیم ہی۔ اور اگر کہا کہ قرآن اعجمی ہی تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کہا کہ قرآن مین کلمہ عجمی ہی تو اسکے حق مین تامل ہی ایسا ہی شیخ ابو القاسم مفسر نے ذکر کیا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور خزانۃ المفتین مین لکھا ہی کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ تو قرآن کیون نہین پڑھتا ہی اسنے کہا کہ قرآن سے مین بیزار ہو گیا تو تکفیر کیا جائیگا اور رسالہ صدر الصدور و رسالہ قاضی القضاۃ کمال الدین مین مذکور ہی کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے کوئی سورہ یاد رکھتا ہی اور وہی سورہ بہت پڑھتا ہی پس دوسرا کہے کہ این سورہ را زبون گرفتہ یعنی اس سورہ کو تو نے کمزور دبا پایا ہی تو کافر ہو جائیگا اور تجنیس مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے قرآن کو فارسی مین نظم کیا تو قتل کیا جائیگا اسواسطے کہ وہ کافر ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اب ان الفاظ کفر کا بیان ہی جو نماز و روزہ و زکوۃ سے متعلق ہین کسی نے ایک بیمار سے کہا کہ نماز پڑھ لے اُسنے جواب دیا کہ کبھی نہین پڑھونگا پھر اسنے نہ پڑھی یہان تک کہ مرگیا تو کہا جائیگا کہ وہ کافر مرا ہی اور اگر کسی نے کہا مین نہین پڑھونگا تو یہین احتمال چار صورتون کا ہی اول یہ کہ نہین پڑھونگا کیونکہ مین پڑھ چکا ہون دوم یہ کہ تیرے حکم سے نہین پڑھونگا کیونکہ ایسے بزرگ نے حکم کیا ہی جو تجھ سے بہتر ہے سوم یہ کہ نہین پڑھونگا از راہ فسق و مجانت کے تو یہ تینون صورتین کفر نہین ہین اور چہارم یہ کہ نہین پڑھونگا اسواسطے کہ نماز مجھ پر نہین واجب ہی اور مین اسکے کرنے کا حکم نہین دیا گیا ہون تو اسکی تکفیر کیجائیگی پس اگر کسی نے اسی قدر کہا کہ نہین پڑھونگا تو اس سے اسکی

ف۱ تفشیل ظاہرا مراد فصل جلاب یا لواطت ۱۲ ف۲ یعنی قال عز وجل اگر تم باہم جھگڑا کر کے پھوٹ ڈالوگے تو تمہاری یہ بات پھیل جاویگی ۱۲ ف۳ دلیری و دبدبہ کی ہوا نڈر پن ۱۲ منہ ف۵ یعنے کسی جگہ کے ۱۲

تکفیر نہیں کیجاسکتی ہے اسواسطے کہ اسمین نہین چارون صورتون کا احتمال ہے۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ پس اُسنے
کہا کہ بہتر ہوا ہو جو نماز پڑھے اور اپنے اوپر مفت کام بڑھا لے یا یون کہا کہ مدت ہوئی جب سے مین نے بیگار نہیں کی
ہے یا کہا کہ یہ کام کون آخر تک پورا کر سکتا ہے یا کہا کہ عقلمند کو ایسے کام مین نہ پڑنا چاہیے جسکو آخر تک نباہ نہ سکے
یا کہا کہ اور لوگ میرے واسطے کر لیتے ہین یا کہا کہ نماز پڑھتا ہون تو کچھ سرفرازی مجھے نہیں ملجاتی ہے یا کہا کہ تونے نماز
پڑھی تو کیا سرفرازی پائی یا کہا کہ نماز کسکی پڑھون میرے ماں و باپ تو مر گئے ہین یا کہا کہ نماز پڑھی تو نہ پڑھی دونون یکسان
ہین یا کہا کہ بہت نماز پڑھی میرا دل پکڑ گیا یا کہا کہ نماز ایسی چیز نہیں ہے کہ رہیگی تو سڑ جائیگی تو یہ سب کفر ہے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے
ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حاجت کے واسطے آؤ نماز پڑھین پس اُسنے کہا کہ مین نے بہت نماز پڑھی میری کوئی حاجت
نہین بر آئی اور یہ بطور استخفاف و طنز کے کہا تو کافر ہوجائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر نمازیون سے ایک فاسق نے
کہا کہ آؤ اور مسلمانی دیکھو اور اپنی مجلس کی جمعیت کیطرف اشارہ کیا تو کافر ہوجائیگا۔ اور اگر کہا کہ بے نمازی کیا اچھا
کام ہے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ نماز پڑھ تا طاعت کا مزہ تجھکو حاصل ہو یا فارسی مین کہا کہ نماز کن تا حلاوت
نماز کردن بیابی پس اس شخص نے کہا کہ تو نماز نہ پڑھ تا بے نمازی کا مزہ تجھکو حاصل ہو تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی غلام سے
کہا گیا کہ تو نماز پڑھ اس نے کہا کہ نہیں پڑھونگا اسواسطے کہ ثواب میرے مولی کا ہوگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر کسی
شخص سے کہا گیا کہ نماز پڑھ اسنے کہا کہ اللہ تعالی نے میرے مال مین نقصان کر دیا ہے پس مین اُسکے حق مین نقصان کرونگا تو یہ
کفر ہے ایک شخص فقط رمضان بھر نماز پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہی بہت ہے یا کہتا ہے کہ اسی قدر بڑھ جاتی ہے اسواسطے کہ
رمضان کی ہر نماز مساوی ستر نمازون کے ہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے عمداً قبلہ رخ کے سوائے دوسرے رخ ہو کر نماز پڑھی
مگر اتفاقاً یہی رخ قبلہ کا نکلا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کافر ہے اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے اور اسیطرح
اگر بغیر طہارت کے پڑھی یا نجس کپڑے سے پڑھی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عمداً بغیر وضو پڑھی تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور صدر الشہید نے
فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین۔ اور کتاب التحری مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے قبلہ رخ کیواسطے اپنا دلی قصد کیا پس اسکی تحری
کسی جانب پر واقع ہوئی کہ یہ رخ ہے پھر اُسنے اس جہت کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھی تو امام اعظم سے مروی ہے کہ
مین ایسے شخص کے حق مین کفر کا خوف کرتا ہون کہ اُسنے قبلہ سے روگردانی کی ہے اور مشائخ نے اسکے کفر مین اختلاف
کیا ہے اور شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ اظہر یہ ہے کہ اگر اُسنے قبلہ رخ کے سوائے دوسری طرف بطور استہزاء و استخفاف کے
نماز پڑھی تو کافر ہوجائیگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسی صورت مین کسی وجہ سے مبتلا ہوگیا مثلاً چند لوگون کیساتھ نماز پڑھتا
تھا اور رستے مین اُسکو حدث ہوگیا یعنی باؤ نکل گئی یا قطرہ آگیا اور ظاہر کرنے سے اسکو شرم مانع ہوئی پس اُسنے
چھپایا اور اسیطرح نماز پڑھ لی یا دشمن کے نزدیک تھا پس کھڑے ہو کر اُسنے نماز پڑھی حالانکہ اسکو طہارت نہ تھی تو ہمارے بعض
مشائخ نے کہا کہ کافر نہ ہوجائیگا اسواسطے کہ اُسنے بطور استہزاء ایسا نہیں کیا ہے ولیکن جو شخص بسبب ضرورت یا حیاء کے اسمین
مبتلا ہو اسکو چاہیے کہ قیام سے قیام نماز کا قصد نہ کرے اور قرأت مین کچھ نہ پڑھے اور جب جھکے تو رکوع کا قصد نہ کرے اور رکوع

۱؎ استہزاء دل لگی و ٹھٹھول کرنا و استخفاف حقیر و خفیف و کم قدر جاننا ۱۲ ب

کی تسبیح نہ پڑھے تاکہ بالاجماع کسی کے نزدیک کافر نہ ہووے اور اگر نجس کپڑے پر نماز پڑھی تو بعض نے فرمایا کہ کافر ہو جائیگا
اور اگر کسی طفل کا مقتدی بنا یعنی کسی طفل کے پیچھے نماز پڑھی یا کسی مجنون یا عورت یا جنبی یا جسکو حدث ہوا ہے اور اسنے
طہارت نہیں کی ہے اسکے پیچھے نماز پڑھی یا وقتیہ نماز پڑھی حالانکہ اسپر فائتہ یعنی قضا نماز کا ادا کرنا واجب ہے اور وہ اسکو یاد بھی
ہے تو بالاتفاق ایسا شخص کافر ہو جائیگا۔ محیط میں ہے اور اگر کسی نے کہا کہ نماز فریضہ ہے مگر اسکا رکوع و سجود نہیں
ہے تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اسواسطے کہ وہ تاویل کرتا ہے اور اگر اسنے مطلقاً فرضیت رکوع و سجود سے انکار کیا تو اسکی
تکفیر کیجائیگی حتی کہ اگر اسنے دوسرے سجدہ کی فرضیت سے بھی انکار کیا تو بھی اسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ وہ اجماع و تواتر کو
رد کرتا ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اگر کعبہ قبلہ نہ ہوتا اور بیت المقدس قبلہ ہوتا تو میں نماز کعبہ کیجانب پڑھتا اور بیت المقدس
کی جانب نہ پڑھتا یا جیسی صورت تجنیس ملتقط میں مذکور ہے ویسے کہے کہ اگر فلان شخص قبلہ ہو جاوے تو میں اسکی طرف منھ نہ کروں
یا کہا کہ اگر فلان جانب قبلہ ہو جاوے تو میں اسکی طرف منھ نہ کروں یا جیسی صورت تخییر میں مذکور ہے ویسے کہا کہ قبلے نماز دو
ہیں ایک کعبہ دوسرا بیت المقدس تو کہنے والے کی تکفیر کیجائیگی یہ ینابیع میں ہے شیخ ابراہیم بن یوسف نے فرمایا کہ اگر کسی نے
ریاء یعنی لوگوں کے دکھلانے کو نماز پڑھی تو اسکے واسطے کچھ ثواب نہیں ہے بلکہ اسپر عذاب ہے اور بعضوں نے فرمایا کہ اسکی تکفیر
کیجائیگی اور بعضوں نے کہا کہ نہ اسپر عذاب ہے اور نہ اسکو کچھ ثواب ہے اور وہ ایسا ہے کہ گویا اسنے نماز نہیں پڑھی اور مصباح الدین
میں مذکور ہے کہ شیخ ابو حفص کبیر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مشرکوں کے پاس آیا حالانکہ وہاں اسنے ایک یا دو نمازیں
ترک کر دیں پس اگر تعظیم سے ترک کر دیں تو کافر ہوگا اور اسپر اس نماز کی قضا واجب نہوگی اور اگر اسنے یہ امر بطور فسق کے کیا ہے
تو تکفیر نہ کیا جائیگا بلکہ فاسق کبیرہ ہے اور جو نماز ترک کی ہے اسکو قضا کرے۔ اور تتمیہ میں مذکور ہے کہ شیخ سے دریافت کیا گیا کہ
ایک شخص مسلمان ہوا حالانکہ وہ دار الاسلام میں ہے پھر ایک مہینہ کے بعد اس سے نمازہاے پنجگانہ کو دریافت کیا گیا تو اس نے
کہا کہ میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ وہ مجھپر فرض ہوئی ہیں تو فرمایا کہ کہا جائیگا کہ ہنوز وہ کافر ہے الا انکہ وہ نو مسلموں میں کم مدت کا
مسلمان ہووے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک موذن نے اذان دی پس اسوقت اس سے ایک نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا تو کافر
ہو جائیگا۔ یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور تخییر میں ہے کہ کسی موذن نے اذان دی پس ایک شخص نے کہا کہ یہ آواز غوغا ہے تو تکفیر کیا جائیگا
بشرطیکہ اسنے بطریق انکار کے کہا ہووے اور فصول میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے اذان سنکر کہا کہ یہ جرس کی آواز ہے تو تکفیر
کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے کسی شخص سے کہا گیا کہ زکوۃ ادا کر پس اسنے کہا کہ میں نہیں ادا کرونگا تو تکفیر کیا جائیگا مگر
بعض نے کہا کہ مطلقاً اور بعض نے کہا کہ اموال باطنہ جنکی زکوۃ وہ خود پوشیدہ ادا کرتا ہے انمیں نہیں تکفیر کیا جائیگا اور
اموال ظاہرہ کی زکوۃ کہ جسکو سلطان یا والی وصول کرتا ہے انمیں ایسا کلمہ کہنے سے تکفیر کیا جائیگا اور چاہیے کہ زکوۃ
کی صورت بھی اسی تفصیل سے ہو جو نماز میں گذری ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کاش رمضان کے روزے
فرض نہ ہوتے تو اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح وہی ہے جو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ اسکی
سے ہے چنانچہ اگر اسکی نیت یہ تھی کہ اسنے ایسا لفظ اسوجہ سے کہا کہ وہ حقوق رمضان ادا نہیں کر سکتا ہے تو اسکی تکفیر
نہ کیجائیگی اور اگر ماہ رمضان آنیکے وقت اسنے کہا کہ آمدن ماہ گران یعنی وہ بھاری مہینہ آیا یا کہا کہ آمد آن ضیف ثقیل

یعنی وہ مہمان آیا ہی جو خاطر پر گران ہو جاتا ہی تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر ماہ رجب نکلے وقت اُسنے کہا کہ بعضہا اندر افتادیم یعنی بین عذابون مین پڑ گیا پس اگر اُسنے فضیلت دیے ہوئے مہینون کی اہانت کیواسطے ایسا کہا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر اس نے اپنے نفس کی مشقت کے خیال سے ایسا کہا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور چاہیے کہ مسئلہ اولی مین بھی جواب اسی تفصیل سے ہوئے اور اگر کسی نے کہا کہ روزہ ماہ رمضان زود بیاید تو بعض نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا اور حاکم عبد الرحمن نے فرمایا کہ تکفیر نہین کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ایسے روزے کب تک کہ میرا دل اُکتا گیا تو یہ کفر ہی۔ اور اگر کہا کہ ایسی طاعات اللہ تعالی نے ہمپر عذاب کر دی ہین پس اگر اُسنے اسکی تاویل کی تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کہا کہ کاش اگر اللہ تعالی ایسی طاعات کو ہمپر فرض نہ فرماتا تو ہمارے واسطے بہتر ہوتا پس اگر اُسنے اسکی تاویل کی تو تکفیر نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ نماز مجھے موافق نہین آتی ہی یعنی راست نہین آتی ہی یا حلال نہین کرتی ہی یا نماز کسواسطے پڑھون کہ جورو نہین رکھتا و بچہ نہین رکھتا ہون یا کہا کہ نماز کو مین نے طاق پر رکھدیا ہے تو ان سب صورتون مین تکفیر کیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہی جو علم و عالمون سے متعلق ہین نصاب مین مذکور ہی جو کسی عالم سے بغیر کسی سبب ظاہر کے بغض رکھے تو اُسپر کفر کا خوف ہی اور اگر کسی شخص نے حق مین کہا کہ اسکا دیکھنا میرے نزدیک ایسا ہی جیسے سوٴر کا دیکھنا تو اُسپر کفر کا خوف ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر بغیر سبب کسی عالم یا فقیہ کو ستم کیا یعنی بدگوئی سے یاد کیا تو اُسپر کفر کا خوف ہی اور اگر کسی عالم سے کہا کہ تیرے علم کی دم مین گدھے کا خایہ یا بجائے دم کے کون و مقعد وغیرہ الفاظ فحش استعمال کیے اور علم سے علم دین مراد لی تو اُسکی تکفیر کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ کسی جاہل نے کہا کہ جو لوگ علم سیکھتے ہین وہ داستانین ہین کہ انکو سیکھ لیتے ہین یا کہا کہ باد دست انچہ میگویند یعنی جو کچھ کہتے ہین بیہودہ ہی یا کہا تزویر ست یعنی فریب ہی ہی یا کہا کہ مین علم حیلہ سے منکر ہون تو یہ سب کفر ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص ایک اونچی جگہ بیٹھ جاتا ہی و دیگر جلسہ والے اُس سے بطور استہزاء و ٹھٹھول کے مسئلہ پوچھتے ہین پھر اسکو تکیون سے مارتے ہین اور سب ہنستے ہین تو یہ سب کافر کہے جاوینگے اور اسیطرح اگر وہ مقام بلند پر نہ بیٹھا اور یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہی۔ ایک شخص مجلس علم سے آتا تھا اُس سے کسی نے کہا کہ تو بتخانہ سے آیا ہی تو تکفیر کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کہا کہ مجھے مجلس علم سے کیا کام ہی یا کہا کہ جو کچھ وہ لوگ کہتے ہین اسکو کون ادا کر سکتا ہی تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ علم کو کاسہ و کیسہ مین نہین رکھ سکتے ہین یعنی پیالہ طعام و کیسہ زر مین رکھنے کے قابل نہین ہی حالانکہ غرض نہین دونون سے ہی یا کہا کہ مجھے جیب مین روپیہ چاہیے ہی مین علم کو کیا کرون تو تکفیر کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کہا کہ مجھے اپنی جد و جہد مین ایسی مشغولی ہی کہ مجلس علم مین نہین پہنچتا ہون پس اگر اُسنے اس کلام سے علم کی اہانت کا قصد کیا تو مخاطرہ عظیم ہی اور مجموع النوازل مین مذکور ہی کہ اگر کسی عالم سے کہا کہ جا اور علم کو پیالہ مین رکھکر اپنے کھانے مین لا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر فقیہ علم کی کوئی بات یا کوئی حدیث صحیح بیان کرتا ہو پس دوسرے نے کہا کہ یہ کچھ نہین ہی اور اسکو رد کر دیا یا کہا کہ یہ بات کس کام آویگی روپیہ چاہیے کہ آج کل لوگون کی آبرو ہی علم کس کام آتا ہی تو یہ کفر ہی اور اگر کسی نے کہا کہ رند بننا و خلاف شرع کرنا عالم بننے سے اچھا ہی تو یہ کفر ہی۔ اگر کسی عورت نے اپنے خاوند عالم کی نسبت

کہا کہ لعنت شوہر عالم پر ہو تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ عالموں کے افعال جیسے کافروں کے افعال تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور یہ اسوقت ہے کہ اسنے تمام افعال مراد لیے ہوں کہ اس صورت میں اسکے قول سے حق و باطل میں مساوات ہو جائیگی اور یہ کفر ہے۔ اور اگر کسی عالم سے کسی واقعہ میں جھگڑا کیا اور عالم نے اسکو کوئی وجہ شرعی بتلائی پس اسنے کہا کہ یہ دانشمندی یعنی عالم بنانہ کرو کہ پیش نہیں جائیگا تو اسپر کفر کا خوف ہے۔ اور اگر کسی فقیہ سے کہا کہ اے دانشمندک[ف۱] یا کہا کہ اے علویک تو تکفیر کیجائیگی بشرطیکہ اسکا قصد استخفاف دین ہو حکایت کی گئی ہے کہ ایک فقیہ نے اپنی کتاب ایک شخص کی دوکان میں رکھدی اور چلا گیا پھر اُس دوکان کی طرف سے گذرا پس دوکاندار مذکور نے اس سے کہا کہ دستره فراموش کردی یعنی دستره اپنا بھول گئے پس فقیہ نے کہا کہ میری کتاب تمھاری دوکان میں ہے دستره تو نہیں ہے پس دوکاندار مذکور نے کہا کہ بڑھئی دستره[ف۲] سے لکڑی کاٹتا ہے اور تم کتاب سے لوگوں کی گردن کاٹتے ہو پس فقیہ موصوف نے اس امر کی شکایت بحضور شیخ محمد بن الفضل رح پیش کی پس شیخ موصوف نے اس دکاندار کے قتل کا حکم دیا محیط میں ہے شیخ عبد الکریم و شیخ ابو علی سغدی رح سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی جورو پر خفا ہو کرتا تھا اور اسکو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کو کہا کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کی معصیت سے منع کیا کرتا تھا پس عورت نے اس سے کہا کہ میں خدا کو کچھ نہیں جانتی اور علم کو کچھ نہیں سمجھتی میں نے اپنے تئیں دوزخ میں رکھ دیا ہے پس ہر دو شیخ نے فرمایا کہ اس عورت نے کفر کیا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ طالب علم لوگ فرشتوں کے پروں پر چلتے ہیں پس اس نے کہا کہ یہ تو جھوٹ ہے تو تکفیر کیا جائیگا قال المترجم ظاہرا یہ محمول اس صورت پر ہے کہ قائل مذکور جو بعض احادیث مرویہ میں وارد ہے کہ فرشتے طالب علموں کے واسطے بازو بچھاتے ہیں سن چکا ہو اور نیز اُسنے علم دین کے طالب علموں کے واسطے ایسا کہا ورنہ اگر طالب علم فضول مثل منطق و فلسفہ وغیرہ سیکھتا تھا تو تکفیر نہیں کی جائیگی یا قائل مذکور اس خبر سے واقف نہ تھا پس اسنے اسطرح کہا تو امید ہے کہ وہ لائق تکفیر نہ ہوگا واللہ اعلم۔ اگر کسی نے کہا کہ قیاس امام اعظم رح کا حق نہیں ہے تو تکفیر کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے قال المترجم ظاہرا اسنے مطلقاً قیاس کی نسبت کہا تو ظاہرا سے خالی نہیں ہے ورنہ تامل ہے واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا علم سے بہتر ہے تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ سے بہتر ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے قال المترجم ظاہرا اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ سے بہتر کہنے کی صورت میں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ایک پیالہ پلاؤ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر و نعمت ہے بخلاف وجہ اول کے کہ اسمیں یہ احتمال نہیں ہو سکتا اور نہ معنی تاویلی کی وجہ وجیہ ہے بخلاف صورت دوم کے کہ نظر بخیر و گمان نہایت مستبعد رکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل کی یہ نسبت بہتر تصور کرے کیونکہ کوئی احمق بھی ایسا نہیں سمجھ سکتا ہے اور نیز مشائخ متاخرین نے اسکے معنی میں اور وجوہ بیان کی ہیں مگر بے تکلف و راست یہی وجہ ہے جو فقیر نے اپنی وسعت بھر بیان کی ہے اگرچہ کسی بندگ[ف۳]

ف۱ کہ یہ کلمہ تحقیر کا ہے جیسے مرد کے واسطے تحقیراً مردک بولا جاتا ہے ۱۲ منہ ف۲ دستره یعنی آری جس سے نجار لکڑی چیرتا ہے ۱۲ ف۳ قال المترجم یہ مسئلہ کلمات کفر متعلق بذات و صفات الٰہی کے بیان میں ہونا بہ نسبت بیان کے بہتر تھا اگرچہ متعلق بہ صفات نہیں ہے اور اس سے اولیٰ یہ ہے کہ متعلق باب ایمان و اسلام میں بیان ہوتا فافہم واللہ اعلم ۱۲ منہ

نہیں پائی ہے لہٰذا اگر میرا سہو ہو تو اللہ تعالیٰ عفو فرمائے واللہ غفور رحیم۔ کسی نے اپنے مخاصم سے کہا کہ اذہب معی الی الشرع[1] یا فارسی
میں کہا کہ بامن بشرع رو یعنی میرے ساتھ شرع کی طرف چل پس اُسکے مخاصم نے کہا کہ کوئی پیادہ لے آتا کہ چلوں بے جبر نہیں
جاؤنگا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اسواسطے کہ اُسنے شرع سے عناد کیا اور اگر اُسنے کہا کہ میرے ساتھ قاضی کے حضور میں چل
پس اُسنے ایسا جواب دیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا کیونکہ قاضی کے عناد سے تکفیر نہ ہوگی اور اگر کسی نے کہا کہ میرے ساتھ شریعت
تو یہ حیلے فائدہ نہ دینگے یا کہا پیش نہ جاوینگے یا کہا کہ میرے واسطے دیوس ہے شریعت کو کیا کروں تو یہ سب کفر ہے اور اگر
کسی نے کہا کہ جسوقت روپیہ لیا تھا اسوقت شریعت و قاضی کہاں تھا تو بھی تکفیر کیا جائیگا اور بعض متاخرین نے
فرمایا کہ اگر قاضی[3] سے مراد اس شہر کا قاضی لیا ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اس واقعہ میں حکم
شرع یوں ہے پس دوسرے نے کہا کہ میں رسم پر چلتا ہوں نہ شرع پر تو بعض مشائخ کے نزدیک تکفیر کیا جائے گا
اور مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو کیا کہتی ہے کہ حکم شرع کیا چیز ہے پس عورت نے ایک بڑی سی
ڈکار لی اور کہا کہ اینک شرع را یعنی اس شرع کو تو وہ کافرہ ہو گئی اور اپنے شوہر سے بائنہ ہو گئی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص
کے سامنے کسی نے اماموں کا فتوے پیش کیا پس اُسنے رد کر دیا اور کہا کہ یہ کیا کھترا انبار فتوے لیا ہے تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر
کیا جائیگا اسوجہ سے کہ اُسنے حکم شرع کو رد کر دیا اور اسی طرح اگر اُسنے کچھ نہ کہا فقط فتوی زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ یہ کیا شرع ہے
تو بھی یہی حکم ہے۔ ایک شخص نے کسی عالم کے پاس ایک صورت پیش کی کہ اس سے میری جورو پر طلاق ہوئی یا نہیں پس
عالم موصوف نے فتوی دیا کہ واقع ہو گئی پس فتوے پوچھنے والے نے کہا کہ میں طلاق ولاق کیا جانوں بچوں کی
ماں میرے گھر میں رہنا چاہیے تو قاضی امام علی سغدی نے اسکے کفر پر فتوے دیا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر مدعی
و مدعا علیہ میں سے یعنے جن دونوں میں باہم جھگڑا ہے ان میں سے ایک شخص عالموں سے حکم شرع کا فتوی لکھا کر اپنے
مخاصم کے پاس آیا اور کہا کہ یہ فتوی ہے پس اُسنے کہا کہ ایسا نہیں ہے جو اُنھوں نے فتوی دیا ہے یا کہا کہ میں اسپر عمل
نہ کرونگا تو اسپر تعزیر واجب ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اب اُن کلمات کفر کا بیان ہے جو حلال و حرام فاسقوں و فاجروں
وغیرہ کے کلام سے متعلق ہیں۔ اگر کسی نے حرام کو حلال یا حلال کو حرام اعتقاد کر لیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی لیکن اگر اُسنے
کسی حرام کو بدیں غرض کہ اس چیز کی ترویج[2] ہو یعنے اچھی فروخت ہو جاوے حلال کہا یا جہالت سے اسکو حلال کہا کہ خود
جانتا نہ تھا تو یہ کفر نہ ہوگا۔ اور اعتقاد کرنے کی صورت میں ہم نے جو حکم ذکر کیا ہے وہ ایسی چیزوں کے ساتھ ہے جو بعینہٖ
حرام ہوں اور اُسنے اس بعینہٖ حرام کو حلال اعتقاد کر لیا جسنے کہ کفر ہو گیا اور اگر یہ چیز حرام لغیرہ ہو تو اسکے اعتقاد حلت
سے کافر نہ ہوگا اور نیز حرام لعینہٖ کی صورت میں بھی جب ہی تکفیر کیجائیگی کہ جب اسکا حرام ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو
اور اگر اخبار آحاد سے ثابت نہ ہوا تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ خلاصہ میں ہے۔ قال المترجم حرام چیزیں بنظر اپنی ذات کے دو طرح کی
ہوتی ہیں ایک وہ جو بعینہ حرام ہیں جیسے سود و کتا وغیرہ اور دیگر وہ ہیں کہ لغیرہ حرام ہیں پھر بنظر حرمت بھی دو قسمیں ہیں

---

[1] اقول شاید یہ مراد ہے کہ میرے ساتھ شرع کے موافق چل اگرچہ ظاہر لفظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ قاضی کے یہاں شرعی فیصلہ کے واسطے چل بقرینہ حق ۱۲ منہ [2] رواج دینا اور رونق پکڑنا ۱۲ منہ [3] یعنے فقط قاضی کہاں تھا کہنے کی صورت میں ۱۲

ایک وہ جو قطعی دلیل سے انکا حرام ہونا ثابت ہے جیسے شراب انگوری وغیرہ اور دوم وہ کہ انکے حرام ہونے پر اخبار آحاد وغیرہ ظنی دلیلیں ہیں اور نیز حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنا دو طرح پر ہے ایک یہ کہ جان بوجھ کر کہتا ہو دوم یہ ہے کہ جاہل ہے نہیں جانتا ہے پھر جان بوجھ کر بھی دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اعتقاد سے کہے دوم یہ کہ دل سے اعتقاد نہیں ہے منہ سے کسی اپنے مطلب کے واسطے کہتا ہے پس اگر بعینہٖ حرام کو جان بوجھ کر حلال اعتقاد کیا تو کافر ہے اور باقی صورتیں اوسکی عبارت مذکورہ سے سمجھ لینا چاہیے۔ کسی شخص سے کہا گیا کہ تیرے نزدیک ایک حلال پسند ہے یا دو حرام پس اسنے کہا کہ دونوں میں سے جو جلد حاصل ہو جاوے تو اسپر کفر کا خوف ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ مال چاہیے خواہ حلال خواہ حرام تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ جب تک حرام پاؤں حلال کے گرد نہ پھروں تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی فقیر کو مال حرام میں سے کچھ دیکر ثواب کی امید رکھی تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر فقیر نے یہ بات جان لی پھر دینے والے کو دعا دی اور دینے والے نے اسکی دعا پر آمین کہی تو کافر ہوا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ تو حلال سے کھایا کر پس اس نے کہا کہ میرے نزدیک حرام اس سے پسند ہے تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر اسکے جواب میں یوں کہا کہ تو اس جہان میں ایک بھی حلال کھانے والا لے آ تاکہ میں اسکو سجدہ کروں تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ حلال کھا پس اس نے کہا کہ مجھے حرام چاہیے ہے تو تکفیر کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ کسی فاسق شرابخوار کے لڑکے نے شراب پی پس اسکے اقارب نے آکر اسپر درم نثار کیے تو سب کافر ہو جاوینگے اور اگر اسکو بشارت نہ دی ولیکن کہا کہ مبارک باد تو بھی کافر ہو جاوینگے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ خمر یعنی شراب حرام کی حرمت قرآن سے نہیں ثابت ہوئی ہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ شراب کی حرمت قرآن شریف سے ثابت ہے اور باوجود اسکے وہ شراب پیتا ہے پس اس سے کہا گیا کہ تو کیوں توبہ نہیں کرتا ہے اُسنے کہا کہ ماں کے دودھ سے کوئی صبر کر سکتا ہے تو تکفیر نہ کیجائیگی اس لیے کہ یہ استفہام ہے یا یہ ہے کہ اُسنے دودھ و شراب کو یکسان پسند کیا اور کتاب الحیض مصنفہ امام سرخسی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے حالت حیض میں وطی کرنیکو حلال اعتقاد کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اسی طرح اگر اپنی عورت سے لواطت یعنی کون میں جماع کرنے کو حلال اعتقاد کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور نوادر میں امام محمد رح سے روایت ہے کہ ان دونوں مسئلوں میں تکفیر نہ کیجائیگی اور یہی صحیح ہے۔ ایک نے شراب پی اور کہا کہ خوشی اسی کو ہے جو میری خوشی کے ساتھ خوش ہے اور نقصان و ٹوٹا اسکو ہے کہ میری خوشی کے ساتھ خوش نہیں ہے تو یہ کفر ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے افعال خلاف شرع مثل شرابخوری و قمار بازی وغیرہ شروع کرنے کے وقت اپنے دوستوں سے کہا کہ آؤ تو کچھ دیر اچھی زندگی کریں تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اسی طرح اگر شراب میں مشغول ہوا اور کہا کہ مسلمانی آشکارا کرتا ہوں یا کہا کہ مسلمانی آشکارا ہوئی تو تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر فاسقوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر اس شراب میں سے کچھ گر پڑے تو جبرئیل علیہ السلام اپنے پروں پر اسکو اٹھا لیں تو تکفیر کیا جائیگا۔ اگر کسی فاسق سے کہا گیا کہ تو ہر روز صبح اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ و خلق خدا کو ایذا دیتا ہے پس اُس نے کہا کہ اچھا کرتا ہوں تو تکفیر کیا جائیگا۔ اگر کسی نے خلاف شرع گناہوں پر چلنے کو کہا کہ یہ بھی ایک راہ و مذہب ہے تو تکفیر کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور تجنیس ناطفی میں مذکور ہے کہ اصح یہ ہے کہ تکفیر نہ کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ

مین ہی۔ کوئی شخص کسی صغیرہ گناہ کا مرتکب ہوا پس اُس سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کر پس اُسنے کہا کہ مین نے کیا کیا ہی جو مجھے توبہ کرنی چاہیے تو تکفیر کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر طعام حرام کھانے کے وقت کہا کہ بسم اللہ تو امام خواہرزادہ نے ذکر کیا کہ تکفیر کیا جائیگا اور اگر بعد فراغت کے الحمد للہ کہا تو بعض متاخرین نے کہا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر شراب کا پیالہ ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکر پی جاوے تو بالاتفاق کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر زنا کرنے کے وقت یا چوسر کے وقت کعبتین ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکر شروع کرے تو کافر ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر دو آدمیون مین باہم سخت کلامی ہوئی پس ایک نے انمین سے کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پس دوسرے نے کہا کہ لاحول کچھ کارآمد نہین ہی یا کہا کہ لاحول کو کیا کرون یا کہا کہ لاحول لایغنی من جوع[1] یا کہا کہ لاحول کو ثرید کے پیالہ مین نہین چور کر سکتے ہین یا کہا کہ بجاے روٹی کے لاحول کچھ فائدہ نہین دیتی ہی تو ان سب صورتون مین اسکی تکفیر کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اسیطرح اگر تسبیح و تہلیل کیوقت کسی نے ایسی باتین کہین یعنی کسی نے تہلیل یا تسبیح کہی اور دوسرے نے اسکی نسبت ایسے کلمات کہے تو بھی یہی حکم ہی اور اسی طرح اگر کسی نے کہا سبحان اللہ پس دوسرے نے کہا کہ تو نے سبحان اللہ کی آبرو کھوئی یا کہا کہ کھال کھینچ ڈالی تو یہ کفر ہوا اور اگر کسی سے کہا کہ تو کہہ لا الہ الا اللہ پس اُسنے کہا کہ مین نہین کہونگا تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ کفر ہی اور بعض نے کہا کہ اگر اُس سے اسکی یہ مراد ہی کہ تیرے حکم سے نہین کہونگا تو تکفیر نہ کیجائیگی اور بعض نے کہا کہ مطلقاً تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ اس کلمہ کے کہنے سے تو نے کیا سرفرازی پائی تاکہ مین بھی کہون تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ ایک شخص نے چند مرتبہ چھینک لی پس حاضرین مین سے ایک شخص نے ہر بار جب اُسنے چھینک لی تو یرحمک اللہ کہا پھر اُسنے ایک چھینک لی پس اُسنے کہا کہ اس یرحمک اللہ کہنے سے میرا ناک مین دم آ گیا یا کہا کہ میرا جی اکتا گیا یا کہا کہ مین ملول ہو گیا تو بعض نے کہا کہ جواب صحیح کے موافق اسکی تکفیر نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ سلطان کو چھینک آئی پس ایک نے کہا کہ یرحمک اللہ پس کسی دوسرے نے کہا کہ سلطان کے واسطے ایسا مت کہہ تو یہ دوسرا تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اب اُن کلمات کفر کا بیان ہی جو احوال قیامت و روز قیامت سے متعلق ہین۔ اور جسنے انکار کیا روز قیامت کا یا جنت کا یا دوزخ کا یا میزان کا یا پل صراط کا یا اُن صحیفون کا جنمین بندون کے اعمال لکھے ہین تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر قبرون وغیرہ سے مردے اٹھائے جانے یعنی بعثت کا انکار کیا تو بھی تکفیر کیا جائیگا اور اگر کسی شخص نے بعثت کا اقرار کیا مگر اس سے انکار کیا کہ بعینہ فلان شخص نہین اُٹھایا جائیگا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی ایسا ہی شیخ زاہد ابو اسحق کلاباذی نے ذکر کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور ابن سلام سے مروی ہی کہ اگر کسی نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ یہود و نصاری جب اُٹھائے جاوینگے تو عذاب دوزخ مین ڈالے جاوینگے تو ہمارے سب مشائخ و مشائخ بلخ نے فتوے دیا کہ اسکی تکفیر کی جاوے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر جنت مین داخل ہو کر دیدار الہی کے ہونے سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر عذاب القبر سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر بنی آدم کے حشر ہونے سے انکار کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر سواے بنی آدم کے اورون کے حشر ہونے سے انکار کیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ ثواب و عقاب فقط روح کو دیا جائیگا تو اُس سے بھی تکفیر کیجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک نے

[1] قال المترجم یہ بطور محاورہ کے پڑ گیا یعنے یہ چیز بھوک کو دور نہین کرتی ہی یعنے لاحول سے کچھ سیری نہین ہو ۱۲ منہ ؛ ؛ ؛

دوسرے سے کہا کہ گناہ مت کر کہ دوسرا جہان بھی ہے پس اُس نے کہا کہ اُس جہان کی کس نے خبر دی تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک شخص کا
دوسرے پر قرضہ آتا ہے پس قرضخواہ نے کہا اگر نہ دیگا تو قیامت میں لے لونگا پس اُس نے کہا کہ قیامت بھی تجھ کو دیدیں پس اگر اس نے
روز قیامت کی اہانت کی نیت سے کہا تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے دوسرے پر ظلم کیا پس مظلوم نے کہا کہ آخر قیامت ہے
پس ظالم نے کہا کہ فلان خر بقیامت اندر یعنی قیامت میں گدھے کا خایہ تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک نے
اپنے قرضدار سے کہا کہ میرے زر قرض دنیا میں دیدے ورنہ قیامت میں دہ درمیں ہونگے پس قرضدار نے کہا کہ لا اور مجھے دیدے
اور اُس جہان میں لے لینا یا کہا کہ میں دیدونگا تو شیخ فضلی نے جواب دیا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی اور بعض مشائخ کا بھی یہی
قول ہے اور یہی اصح ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجھے محشر سے کیا کام ہے یا کہا کہ میں قیامت سے نہیں ڈرتا ہوں تو اسکی تکفیر کیجائیگی
یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر کسی نے اپنے مخاصم سے کہا کہ میں تجھ سے اپنا حق قیامت میں لے لونگا پس خصم نے کہا کہ تو اس انبوہ میں
مجھے کہاں پاویگا تو مشائخ نے اسکی تکفیر میں اختلاف کیا ہے اور فتاوے ابواللیث میں مذکور ہے کہ تکفیر نہ کیا جائیگا یہ محیط
میں ہے اور اگر کسی نے کہا کہ ہمہ نیکوئی بدین جہان باید بدان جہان ہر چہ خواہی باش یعنی تمام بھلائی اس جہان میں
چاہیے اور وہاں اُس جہان میں جو چاہے ہو تو تکفیر کیجائیگی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک نے کسی زاہد سے کہا کہ نشین تا از
بہشت ازان سو نیفتی یعنے بیٹھ تاکہ تو بہشت سے اُس طرف نہ جا پڑے تو اکثر اہل علم نے کہا کہ تکفیر کیا جائیگا۔ اگر ایک
شخص سے کہا گیا کہ دنیا کو آخرت کی غرض سے چھوڑ دے اُسنے کہا کہ میں نقد کو اُدھار کے واسطے نہیں چھوڑتا تو تکفیر کیا جائیگا
تجوانے کے نسخہ میں موجود ہے کہ کسی نے کہا کہ ہر کہ درین جہان مجرد بود و بآن جہان چون کیسہ بریدہ بود یعنی جو شخص اس
جہان میں مجرد ہو گا وہ اُس جہان میں ایسا ہو گا جیسے کسی کی ہمیانی کٹ گئی ہو تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ
یہ امر آخرت پر طنز اور اُسکا ٹھٹھول ہے پس کہنے والے کے حق میں موجب کفر ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرے
ساتھ دوزخ کو جاؤنگا مگر اندر نہ جاؤنگا تو تکفیر کیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ قیامت میں جب تک رضوان
کے سامنے کچھ رشوت نہ لیجائیگا وہ بہشت کا دروازہ نہ کھولیگا تو کافر ہو جائیگا یہ عتابیہ میں ہے جو امور شرع میں کرنے چاہیے
ہیں اگر ایسے امور کے حکم دینے والے کی نسبت کہا کہ چہ غوغا آمد پس اگر اُسنے بطریق رد و انکار کے کہا تو اسپر کفر کا خوف
ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو فلان شخص کے گھر جا کر اسکو امر معروف کر یعنے امور شرعی کرنے کا حکم کر اور منہیات سے
منع کر پس اُس نے جواب دیا کہ اُسنے میرا کیا کیا ہے یا کہا کہ مجھے اس سے آزار کی کیا وجہ ہے یا کہا کہ میں نے عافیت اختیار کر لی ہے
مجھے اس فضول حرکت سے کیا کام ہے تو یہ سب الفاظ کفر ہیں یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ فلان کو مصیبت
پہونچی یا جسکا کوئی مر گیا ہو اُس سے کہا کہ تجھے بڑی مصیبت پہونچی تو بعض مشائخ بلخ نے فرمایا کہ کہنے والے کی تکفیر کیجائیگی
اور بعض مشائخ نے کہا کہ تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن یہ خطاے عظیم ہے اور بعضوں نے فرمایا کہ نہ کفر ہے اور نہ خطا ہے اور یہی طرف
حاکم عبدالرحمن اور قاضی ابو علی سغدی نے میل کیا ہے اور اسی پر فتوے ہے قال المترجم یہی اصح ہے وقد ورد فیما یعم الاسترجاع[1]

[1] یعنے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا ایسی صورت میں صحیح میں وارد ہوا ہے جو مثل چراغ گل ہو جانے کے ہو تو اس شخص
کے حق میں جسکا میت مرا کیونکر نہ ہو گا ۱۲ منہ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

ما نحن فیہ مثل طفو السراج فکیف فیمن مات لہ میت وقد قال تعالیٰ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون نعم لو لم یسترجع لم یستحق نعم الثواب من قولہ تعالیٰ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ فما قالوا انما یجب علیہما اذا قال ذلک عامتہ الظلم فیما وقع ولکن ھذا کفر صریح لا ینبغی ان یختلف فیہ فلیتامل - اور اگر عزادار سے کہا کہ ہر چہ از جان وی بکاست بر جان تو زیادت باد یعنی جو کچھ اسکی جان سے گھٹا ہے تیری جان پر بڑھ جاوے تو کہنے والے کے کفر کا خوف ہے یا کہا کہ زیادت کناد تیری جان پر زیادتی کرے تو یہ خطا وجہل ہے - اور اسیطرح اگر کہا کہ از جان فلان بکاست و بجان تو پیوست یعنے فلان کی جان سے گھٹی و تیری جان کو ملی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ وے مرا اور جان تجھے سپرد کر دی تو تکفیر کیا جائیگا - ایک شخص اپنے مرض سے چنگا ہو گیا پس دوسرے نے کہا کہ فلان خر بازفرستاد تو یہ کفر ہے - اور اگر کوئی بیمار ہوا اور اسکا مرض سخت ہو گیا اور برابر بیمار دائمی ہوا پس اُسنے خدائے تعالیٰ سے کہا کہ اگر چاہے تو مجھے مسلمان وفات دے اور چاہے تو مجھے کافر وفات دے تو اللہ تعالیٰ سے کافر و اپنے دین سے مرتد ہو جائیگا قال المترجم عبارت اصل یہ ہے فقال المریض ان شئت توفنی مسلما وان شئت توفنی کافرا یصیر کافرا باللہ مرتدا من دینہ وا قول ھذا کانہ تصحیف واصل العبارۃ ہکذا کہ اے خدا تو مجھے وفات دے چاہے مسلمان و چاہے کافر ای توفنی ان شئت مسلما وان شئت کافرا سواسطے کہ صورت اوّل میں احتمال ہے کہ خاتمہ علی مشیت اللہ تعالیٰ ہے خواہ باسلام یا بکفر اگرچہ اللہ تعالیٰ کی رضا بر کفر نہیں ہے وھذا کما قالوا فی قولہ تعالیٰ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الھدی ونحوہ واما الثانی فانہ محکوم بھذا الحکم جدا فافہم - اور اسی طرح اگر کوئی شخص طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوا پس اُسنے کہا کہ تو نے میرا مال لیا اور میری اولاد لی اور چنین و چنان لیا پس وہ کیا ہے کہ اسکو کریگا یا وہ کیا باقی رہا ہے کہ تو نے اسکو نہیں کیا یا مثل اسکے اور الفاظ کہے تو وہ کافر ہوا یہ محیط میں ہے - اب اُن الفاظ کفر کا بیان ہے جو متعلق بہ تلقین کفر و حکم یا بارتداد و تعلیم کفر ہیں اور متعلق بتشبہ[۱] کفار وغیرہ انا اقرار صریح و کنایہ ہیں - اگر کسی نے دوسرے کو کلمہ کفر تلقین کیا تو مرد مذکور کافر ہو جائیگا اگرچہ بطور لعب کے ہو - اور اسیطرح اگر کسی مرد نے دوسرے کی عورت کو حکم دیا کہ مرتد ہو کر اپنے شوہر سے بائنہ ہو جا تو یہ حکم دینے والا کافر ہو جائیگا ایسا ہی امام ابو یوسف رح سے مروی ہے اور امام اعظم رح سے مروی ہے کہ جس نے دوسرے کو کافر ہونے کا حکم کیا تو خود کافر ہو جائیگا خواہ مامور نے کفر کیا یا نہ کیا - فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ اگر کسی نے دوسرے کو کلمہ کفر سکھلایا تو جب تک اسکو کلمہ کفر سکھلایا اور ارتداد کا حکم کیا تو کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر کسی عورت کو کلمہ کفر سکھلایا تو جب ہی کافر ہوگا کہ جب اسکو مرتد ہو جانیکا حکم کیا ہو یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - امام محمد نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے پر مانند اسکے عضو یا جان وغیرہ تلف کرنیکی تخویف کے ساتھ اکراہ کیا کہ کلمہ کفر زبان سے کہے پس اُسنے کلمہ کفر زبان سے نکالا تو اسمین کئی صورتیں ہیں اوّل آنکہ اُسنے زبان سے کلمہ کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان سے مطمئن ہے اور اسکی خاطر میں کوئی شے سوائے اس چیز کے جسپر اکراہ کیا ہے نہیں گذری یعنے زبان سے کلمہ کفر کہے تو اس صورت میں اُسکے کفر کا حکم نہ کیا جائیگا نہ قضاءً اور نہ فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اور وجہ دوم یہ کہ اس شخص نے

[۱] مشابہت کرنا یعنی کسی کی روش کسی امر میں اختیار کرنا ۱۲ منہ

بیان کیا کہ میرے دل مین یہ خیال آیا تھا کہ مین اسکو گذشتہ زمانہ مین اپنے کفر سے دروغ خبر دون پس مین نے اسی ارادہ سے زبان سے کلمۂ کفر نکالا اور اُسکے جواب تمہید سے بارادۂ کفر مستقبل کے زبان سے کلمۂ کفر نہین نکالا تو ایسی صورت مین قاضی قضاءً اسکے کفر کا حکم دیگا حتی کہ اسکے اور اُسکی جورو کے درمیان تفریق کر دیگا اور وجہ سوم یہ کہ اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا تھا کہ دروغ اُسکو اپنے زمانہ گذشتہ کے کفر سے خبر دون و لیکن مین نے زبان سے نکالنے مین زمانہ ماضی کے اپنے کفر کی بطور دروغ خبر دینے کی نیت نہین کی بلکہ اُسکے جواب کلام پر کفر مستقبل کی نیت کی تو ایسی صورت مین یہ شخص قضاءً اور فیما بینہ و بین اللہ تعالی دونون طرح کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کسی پر اکراہ[1] کیا کہ اس صلیب کیطرف نماز پڑھے پس اُسنے صلیب کے رخ نماز پڑھی تو یہین تین صورتین ہین۔ اول آنکہ اُس نے کہا کہ میری خاطر مین کچھ نہین گذرا مگر مین نے صلیب کی طرف اکراہ کی وجہ سے مجبور ہو کر نماز پڑھی تو اس صورت مین قضاءً و فیما بینہ و بین اللہ تعالی اُسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا کہ مین اللہ تعالے کے واسطے نماز پڑھتا ہون اور مین نے صلیب کے واسطے نماز نہین پڑھی تو اس صورت مین بھی نہ قضاءً و نہ فیما بینہ و بین اللہ تعالی کسی صورت سے تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ میرے دل مین گذرا کہ اللہ تعالی کیواسطے نماز پڑھون مگر مین نے اُسکو ترک کیا اور صلیب کے واسطے نماز پڑھی تو اس صورت مین بھی اُسکی تکفیر کیجائیگی قضاءً اور فیما بینہ و بین اللہ یعنی دونون طرح سے تکفیر کیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی سے کہا گیا کہ بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ ہم تجھکو قتل کرینگے تو افضل ہے کہ قتل ہو جاوے اور سجدہ نہ کرے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر عمداً کوئی شخص کلمۂ کفر بولا و لیکن اُسنے کفر کا اعتقاد نہین کیا تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور میرے نزدیک یہی صحیح ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور جو شخص کلمۂ کفر بولا حالانکہ وہ نہین جانتا ہے کہ یہ کلمۂ کفر ہے مگر اُسنے اپنے اختیار سے یہ لفظ کہا ہے تو عامہ علماء نے کہا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی اور نادانستگی کا عذر مقبول نہ ہوگا مگر بعض علماء نے اُسکی تکفیر کیے جانے مین اختلاف کیا ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ہنزل کرنے والے اور استہزا[2] کرنے والے نے اگر از راہ استخفاف و استہزاء و مزاح کے کلمۂ کفر کہا تو سب کے نزدیک کفر ہوگا اگرچہ اسکا اعتقاد اسکے خلاف ہو اور اگر کوئی شخص خطاء سے کلمۂ کفر بولا مثلاً اسکا ارادہ تھا کہ ایسا لفظ بولے جو کفر نہین ہے پھر اسکی زبان خطا کر گئی اور اُسکی زبان سے کلمۂ کفر نکل گیا تو سب کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مجوس کی ٹوپی اپنے سر پر رکھی تو صحیح قول کے موافق اُسکی تکفیر کیجائیگی الا آنکہ بہ ضرورت بغرض گرمی یا سردی دفع کرنے کے ایسا کیا ہو تو تکفیر نہ ہوگی۔ اور اگر اپنی کمر مین زنار باندھی تو بھی تکفیر کیا جائیگا لیکن اگر لڑائی مین مسلمانون کے واسطے بھید لانے گیا اور باندھ گیا تاکہ کافر لوگ دھوکا کھاوین تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مجوس بہتر ہین اس چیز سے جسمین ہم ہین یعنی ہمارے فعل سے فعل مجوس اچھا ہے یا کہا کہ مجوسیت سے نصرانیت بہتر ہے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کہا کہ نصرانیت سے مجوسیت بدتر ہے تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ یہودیت سے نصرانیت بہتر ہے تو تکفیر

[1] قال المترجم اکراہ سے مراد وہی اکراہ ہے جو تلف جان یا عضو کے مانند ہو ورنہ اکراہ قید وغیرہ کچھ بھی نہین ہے ۱۲

[2] تمسخر و ٹھٹھول کرنا و حقیر جاننا ۱۲ منہ

کیا جائیگا یا کسی عامل سے کہا کہ جو تو کرتا ہے اس سے کفر بہتر ہے تو بعض کے نزدیک مطلقاً تکفیر کیا جائیگا اور فقیہ ابواللیث نے کہا کہ جب ہی تکفیر کیا جائیگا کہ اُسنے تحسین کفر کا قصد کیا ہو اور اگر اس شخص کے فعل کی تقبیح بیان کرنی منظور ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر مجوسیون کے نوروز مین نکلا تاکہ جو وہ لوگ اس روز کرتے ہین ہمین انکے ساتھ موافقت کرے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر نوروز کے دن کوئی چیز ایسی خریدی جسکو عادت کے موافق اور دنون مین نہین خریدتا تھا آج بغرض تعظیم نوروز کے نہ بغرض کھانے پینے کے اُسکو خریدا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر کسی نے نوروز کے دن مشرکون کو بغرض تعظیم نوروز کچھ ہدیہ بھیجا اگرچہ ایک انڈا ہو تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر ایسے مجوسی کی دعوت قبول کی جسنے اپنے لڑکے کا سر منڈایا ہو تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر امر کفار کی تحسین کرتا ہو تو بالاتفاق تکفیر کیا جائیگا حتی کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ کھانے کے وقت مجوس کا خاموش رہنا کلام ترک کرنا اچھا ہے یا حالت حیض مین مجوسیون کا عورت کے ساتھ نہ لیٹنا اچھا ہے تو وہ کافر ہے یہ بحرالرائق مین ہے۔ اور اگر کسی انسان کے واسطے تعظیماً بروقت خلعت جانور ذبح کیا یا حلوا وغیرہ بنایا تو شیخ الاسلام ابوبکر رح نے فرمایا کہ یہ کفر ہو اور ذبح کیا ہوا جانور مردار ہے کہ اسکا کھانا حلال نہین ہے اور شیخ اسمعیل زاہد نے فرمایا کہ اگر گائے یا اونٹ جوزا مین حاجیون یا نمازیون کی آمد کے واسطے ذبح کیا تو علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ کفر ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر ایک عورت نے اپنی کمر مین ڈورا باندھا اور کہا کہ یہ زنار ہے تو تکفیر کیجائیگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے دوسرے سے فارسی مین کہا کہ گبرگی بہ ازین کار کہ تو می کنی یعنی کافر ہونا اس کام سے جو تو کرتا ہے بہتر ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس شخص کے فعل کی تقبیح کا قصد کیا ہے تو کفر نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک نے کہا کافری کردن بہ از خیانت کردن یعنے چوری کرنے سے کافری کرنا بہتر ہے تو اکثر علماء کے نزدیک اسکی تکفیر کیجائیگی کذا فی المحیط اور شیخ ابوالقاسم صفار نے بھی اسی پر فتوی دیا ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے اپنی جورو کو مارا پس جورو نے کہا کہ تو مسلمان نہین ہے پس مرد نے کہا کہ ہب انی لست بمسلم یعنی مانا کہ مین مسلمان نہ سہی تو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اس سے کافر نہو جائیگا۔ اور ہمارے بعضے اصحاب سے منقول ہے کہ اگر کسی سے کہا گیا کہ کیا تو مسلمان نہین ہے اسنے کہا کہ نہین تو یہ کفر ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تجھے کچھ حمیت نہین ہے اور نہ دین اسلام ہے کہ تو جنبیون کے ساتھ مجھے خلوت مین چھوڑنے پر راضی ہوتا ہے پس شوہر نے کہا کہ مجھے حمیت نہین ہے اور نہ دین اسلام ہے تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ او کافرہ او بیہودیہ او مجوسیہ پس عورت نے کہا کہ مین ایسی ہی ہون یا کہا کہ مین ایسی ہی ہون مجھے طلاق دیدے یا کہا کہ اگر مین ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ کیون رہتی یا کہا کہ اگر مین ایسی نہ ہوتی تو تیرے ساتھ صحبت نہ رکھتی یا کہا کہ تو مجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی اور اگر یون کہا کہ اگر مین ایسی ہون تو تو مجھے مت رکھ تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور بعضون نے کہا کہ اس صورت مین بھی تکفیر کیجائیگی مگر قول اول صحیح ہے اور اسی پر شیخ جلال الدین نے فتوی دیا ہے۔ اور علی ہذا اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ اے کافر اے یہودی اے مجوسی پس شوہر نے کہا کہ مین ایسا ہی ہون تو مجھ سے الگ ہو یا کہا اگر مین ایسا نہ ہوتا تو تجھے نہ رکھتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین ایسا ہون تو تو میرے ساتھ مت رہ تو اسمین اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی۔ اور اگر یون کہا کہ یک دہ گیر ہمچنیم ہمن مباش

تو اظہر یہ ہے کہ اسکی تکفیر کیجائیگی اور بعض نے فرمایا کہ نہیں تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر کسی اجنبی سے کہا کہ اے کافر اے یہودی پس اُس نے کہا کہ ایسا ہی ہون میرے ساتھ صحبت نہ رکھ یا کہا کہ اگر مین ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھ صحبت نہ کرتا۔ خلاصہ آخر تک یہی الفاظ بیان کیے جو ہمنے اوپر بیان کیے ہین تو الحکم بھی اسی طرح ہوگا جیسا ہمنے جورو و مرد کے درمیان ایسے الفاظ جاری ہونے کی صورت مین بیان کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے کسی فعل کا ارادہ کیا پس اسکی جورو نے کہا کہ تو کافر ہے اگر ایسا فعل کرے مگر مرد نے نہ مانا اور وہ فعل کیا تو تکفیر نہ ہوگی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اے کافرہ پس عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہے یا عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ او کافر پس شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ تو ہے تو ان دونون مین تفریق واقع نہ ہوگی ایسا ہی فقیہ ابو اللیث نے اپنے فتاوے مین ذکر کیا ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ چون مغ خیت آگندہ شدہ پس شوہر نے کہا کہ تو اب تک اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ رہی یا کہا کہ تو اتنی مدت آتش پرست کے ساتھ کیون رہی تو یہ شوہر کی طرف سے کفر ہے اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ او مغزانہ پس عورت نے کہا کہ پھر تو نے اتنی مدت مغزانہ کو رکھا ہے یا کہا کہ مغزانہ کو کیون رکھا ہے تو یہ عورت کیطرف سے کفر ہے۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے یا کافرہ یا اجنبی مرد سے کہا کہ او کافر جس سے کہا ہے اُسنے کچھ نہ کہا یا اپنی جورو سے کہا کہ او کافرہ اور عورت نے کچھ نہ کہا یا جورو نے اپنے شوہر سے کہا کہ او کافر اور شوہر نے کچھ نہ کہا تو فقیہ ابو بکر اعمش بلخی فرماتے تھے کہ کہنے والا کافر کیا جائیگا اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور فتوی کے واسطے اس جنس کے مسائل مین مختار یہ ہے کہ ایسے کلمات کے کہنے والے نے اگر اسکو برا کہنے کی نیت کی اور در واقع اسکو کافر اعتقاد نہین کیا ہے تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر در واقع اسکو کافر اعتقاد کر کے اپنے اعتقاد کے موافق اسکو ان کلمات سے مخاطب کیا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہے ایک عورت نے اپنے فرزند سے کہا کہ اے مغ بچہ یا اے کافر بچہ یا اے یہود بچہ تو اکثر علماء نے فرمایا کہ یہ کفر نہ ہوگا اور بعضون نے کہا کہ کفر ہوگا اور اگر مرد نے اپنے فرزند کیواسطے ایسے الفاظ کہے تو ہمین بھی اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اگر مرد مذکور[1] نے اپنے نفس کا ارادہ نہین کیا ہے تو تکفیر نہ کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اپنے جانور کی نسبت کہا کہ اے کافر خداوند تو بالاتفاق تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ اے کافر اے یہودی اے مجوسی پس اُسنے کہا کہ لبیک یعنے جی ہان تو وہ تکفیر کیا جائیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ آرے ہمچنین گیر یعنے ہان ایسا ہی جان لے تو اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور اگر اس دوسرے نے کہا کہ خود تو ہی ہے یا کچھ نہ کہا بلکہ خاموش رہا تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی سے کہا کہ مجھے اپنے کافر ہو جانے کا خوف تھا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اور اگر یون کہا کہ تو نے مجھے یہان تک پہونچایا کہ مین نے چاہا کہ کافر ہو جاؤن تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک نے کہا کہ یہ زمانہ مسلمانی اختیار کرنے کا نہین ہے زمانہ کافری ہے تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور صاحب محیط نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حکم ٹھیک نہین ہے قال المترجم ہمارے زمانہ مین

[1] قولہ مرد مذکور یا عورت مذکورہ یعنی یہ نہین ارادہ کیا کہ مغ کا یا یہود یا مجوس کا بچہ ۱۲ منہ ع ۔ کفر نہ ہوگا کہ تفریق ہو جاوے ۱۲ منہ

اگر کسی نے ایسا کہا تو اسپر کفر کا خوف ہے جیسے ہمارے زمانہ میں جو شخص اپنے دل و اعتقاد راست سے اسلام و رضائے
حق عزوجل کے موافق زندگی بسر کر جاوے اور اللہ تعالیٰ اسکا خاتمہ بخیر کرے تو امید ہے کہ مستحق ثواب جمیل و جزائے جزیل
ہوگا ثبتنا اللہ تعالیٰ ایانا اہل الاسلام برحمتہ ورافتہ منہ تعم علی الصراط القویم بتوفیق الخیر و ہو علی کل شئ قدیر[1] اور
واقعات ناطفی میں لکھا ہے کہ مسلم و مجوسی دونوں کسی مقام پر یکجا جمع تھے پس کسی نے مجوسی کو پکارا کہ اے مجوسی پس
مسلمان نے اسکو جواب دیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس پکارنے والے کے کسی ایک ہی کام میں یہ دونوں لگے ہوئے ہوں پس مسلمان نے
یہ گمان کرکے کہ وہ اس کام کے واسطے پکارتا ہے جواب دیا ہو تو مسلمان مذکور پر کفر لازم نہ آویگا اور اگر دونوں ایک ہی
کام میں لگے نہوں تو اسپر کفر کا خوف ہے۔ اگر کسی مسلمان نے کہا کہ میں ملحد ہوں تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر اس نے عذر
کیا کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ کفر ہے تو اسکا یہ عذر قبول نہ ہوگا ایک نے کوئی بات کہی کہ قوم نے یہ زعم کیا کہ یہ کفر ہے حالانکہ
درحقیقت وہ کفر نہیں ہے پس اس سے کہا گیا کہ تو کافر ہوا اور تیری جورو پر طلاق واقع ہوگئی پس اس نے کہا کہ کافر شدہ گیر
و زن طلاق شدہ گیر یعنے کافر ہوا ایسی سمجھ لے تو کافر ہو جائیگا اور اسکی جورو اس سے بائنہ ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ میں ہے
تتمیمہ میں ہے کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں فرعون ہوں یا ابلیس ہوں تو فرمایا کہ ایسی صورت
میں کافر کہا جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک شخص نصیحت کنندہ نے کسی فاسق کو نصیحت کی اور اسکو توبہ کی طرف رجوع
کرنے کو چاہا پس اس فاسق نے کہا کہ از پس اینہمہ کلاہ مغان برسر نہم یعنی ان سب کے بعد آتش پرستوں کی ٹوپی اپنے
سر پر رکھونگا تو تکفیر کیا جائیگا۔ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تیرے ساتھ رہنے سے کافر ہونا بہتر ہے تو اس عورت کی تکفیر
کیجائیگی اگر کسی نے کہا کہ ہرچہ مسلمانی کردہ ام ہمہ بکافران دادم یعنے جو کچھ میں نے مسلمانی کی ہے وہ سب کافروں کو دیدی بشرطیکہ
فلاں کام کردن پھر اس شخص نے فلاں کام کیا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسپر کفارہ قسم بھی لازم نہ آویگا۔ ایک عورت نے
کہا کہ میں کافر ہوں اگر ایسا کام کروں تو شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ فی الحال کافر ہو کر اپنے شوہر سے
بائنہ ہو جائیگی اور شیخ علی سغدی نے فرمایا کہ یہ تعلیق و یمین ہے اور کفر نہیں ہے قال المترجم قول شیخ علی سغدی صحیح ہے
اور اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو نے اسکے بعد مجھپر جفا کی یا ایذا دی یا کہا کہ اگر تو نے میرے واسطے فلاں
چیز نہ خریدی تو میں کافرہ ہو جاؤنگی تو فی الحال کافرہ ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک نے کہا کہ کنت مجوسیا الاان
اسلمت اور یہ اس نے برسبیل تمثیل کہا اور اسکا اعتقاد نہیں کیا تو اس کے کفر کا حکم دیدیا جائیگا۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے
فرمایا کہ اگر کسی کے واسطے تحیہ کا سجدہ کیا یعنے عبادت کا سجدہ نہیں کیا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی قال المترجم یعنے قریب بکفر ہے اگرچہ
تکفیر نہ کیجائیگی یہ سراجیہ میں ہے اور خزانہ میں لکھا ہے اگر زید نے عمرو سے کہا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل تجھ سے مسلمانی الگ کرے اور
بکر نے کہا کہ آمین تو یہ دونوں کافر ہو جاوینگے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایذا دی پس اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں مجھے
مت ستا پھر اس ایذا دینے والے نے کہا کہ چاہے مسلمان رہ چاہے کافر تو تکفیر کیا جائیگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر کافر ہوگا

[1] اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو اپنی رحمت و رافت کے ساتھ راہ راست پر مع توفیق خیر ثابت رکھے اور
وہ ہر شے پر قادر ہے ۱۲ [2] یعنی مجوسی ہوں مگر آنکہ مسلمان ہوں ۱۲ [3] کفر ہوگا کہ تفریق ہو جاوے ۱۲

تو میرا کیا نقصان ہے تو بھی اسپر کفر لازم ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ کوئی کافر مسلمان ہوا اور مسلمانوں نے اُسکو چیزیں اور مال ومتاع دیا پس کسی مسلمان نے کہا کاش میں کافر ہوتا تاکہ مسلمان ہو جاتا اور لوگ مجھے بھی چیزیں دیتے یا فقط دل سے اس امر کی تمنا کی تو وہ کافر ہو جائیگا ایسا ہی بعضے مشائخ سے منقول ہے۔ اگر کسی نے تمنا کی کہ کاش اللہ تعالیٰ نے شراب حرام نہ کی ہوتی تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اگر یہ تمنا کی کہ کاش اللہ تعالیٰ نے حرام نہ کیا ہوتا ظلم یا زناکاری یا ناحق قتل کر دینا تو کافر ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ چیزیں کسیوقت میں حلال نہیں تھیں پس اول صورت میں اُسنے ایسی چیز کی تمنا کی جو مستحیل نہیں ہے اور دوسری صورت میں ایسی چیز کی تمنا کی جو مستحیل ہے اور علیٰ ہذا اگر یہ تمنا کی کہ بھائی بہن کا نکاح حرام نہ ہوتا تو تکفیر نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ ابتدا میں یہ حلال تھا مستحیل نہیں ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو چیز کسیوقت میں حلال تھی پھر وہ حرام ہو گئی ہے پس اُسکی نسبت تمنا کی کہ کاش حرام نہ ہوتی تو تکفیر نہ کیا جائیگا۔ اگر کسی مسلمان نے کوئی نصرانیہ خوبصورت دیکھکر تمنا کی کہ کاش میں نصرانی ہوتا تاکہ اس سے نکاح کر لیتا تو اسکی تکفیر کیجائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ حق کے ساتھ تو میری مددگاری کر پس اس دوسرے نے کہا کہ حق کے ساتھ تو ہر کوئی مددگاری کرتا ہے میں ناحق کے ساتھ تیری مددگاری کرونگا تو تکفیر کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے قال المترجم اصل عبارت یہ ہے مرا حق یاری دہ فقال ذلک الغیر بحق ہر کس یاری دہد من ترا بناحق یاری دہم تکفیر کذا فی الفصول مگر میں اسکی وجہ نہیں سمجھتا ہوں الا آنکہ مراد بواسطہ حق یا یائے قسم مراد ہو واللہ اعلم۔ ایک شخص نے دوسرے سے جس سے جھگڑا کر رہا ہے کہا کہ تو ہر روز اپنے مثل اور دس مٹی کے بنائے یا مٹی کے نہ کہا پس اگر اسکی مراد مثل سے مثل من حیث الخلقۃ ہے تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر یہ مراد ہے کہ اپنے سے کئی گونہ جمع کرے مجھے کچھ ڈر نہیں ہے مثلاً تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور ہمارے زمانہ میں اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا کہ کسی کسان یا مالی نے کہا کہ میں نے یہ درخت پیدا کیا ہے پس بالاتفاق سب مفتیوں نے جواب دیا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی اسواسطے کہ پیدا کرنے سے اس مقام پر عادت کے موافق پیڑ لگانا مراد ہے حتی کہ اگر اُسنے حقیقت پیدائش مراد لی ہو تو تکفیر کیا جائیگا قال المترجم ہمارے عرف کے خلاف ہے ہاں اگر یہ کہا کہ میرا اچھا یا ہوا ہے یا اُگایا ہوا ہے تو البتہ یہ جواب ہو سکتا ہے کیونکہ پیدا کیا ہوا بمعنے اُگایا ہوا ہمارے عرف میں نہیں ہے فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر کسی نے کہا کہ رہے وار کار کنیم و آزادوار بخوریم یعنی مسافروں کیطرح کار کرونگا اور آزادوں کیطرح کھاؤنگا تو بعض نے فرمایا کہ یہ خطائے کلام ہے اور وہی ایسا کلام بولتا ہے جو اپنا رزق اپنی کمائی سے جانتا ہے قال المترجم ہمارے نزدیک اسمیں کم خوف ہے ہاں اگر اسکی یہ نیت ہو کہ روزی میری کمائی سے ہے تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے کہا جب تک فلاں بجائے خود موجود ہے یا جب تک کہ میرا یہ روپیہ کا بازو سلامت ہے مجھے روزی کی کچھ کمی نہیں ہے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اسپر کفر کا خوف ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ درویشی بدبختی ہے تو یہ خطائے عظیم ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ ایک سجدہ خدا کو کر اور ایک سجدہ مجھکو تو بعض نے کہا کہ اُسکی تکفیر کیجائیگی قال المترجم یعنی کمال سخت قریب بہ کفر ہے و لیکن تکفیر نہ کیجائیگی۔ اور شیخ ابوبکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص شطرنج کھیلتا ہے پس اسکی جورو نے کہا کہ تو شطرنج نہ کھیلا کر اسواسطے کہ یہ ن

عالموں سے سُنا ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ جو شطرنج کھیلے وہ دشمنان خدائے تعالیٰ سے ہے پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ ایدون کہ من دشمن خدایم تسلیمم و بیزارم پس شیخ نے دریافت کرنے والے سے کہا کہ یہ سخت لفظ ہے ہمارے علماء کے قول پر چاہیے کہ اپنی جورو سے نکاح کی تجدید کرے اور اسکی جورو بائنہ ہو گئی[۱] اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی تکفیر نہ کیجائیگی۔ اور شیخ عبد الکریم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایک قوم سے جھگڑا کرتا تھا پس کہا کہ میں دس آتش پرستوں سے بڑھکر ستمگار ہوں یا کہا کہ میں دس مجوسیوں سے بڑھکر بدہوں تو فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی اور اسپر لازم ہے کہ توبہ و استغفار کرے۔ اور شیخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ یا ایک درم دے تاکہ مسجد کی عمارت میں صرف کیا جاوے یا مسجد میں نماز کے واسطے حاضر ہو پس اُسنے کہا کہ میں نہ مسجد میں آؤنگا اور نہ درم دونگا مجھے مسجد سے کیا کام ہے اور وہ اسی پر مصر ہے یعنے عمداً ایسا ہی کرتا ہے تو فرمایا کہ اسکی تکفیر نہ کیجائیگی ولیکن اسکو تعزیر دیجائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے چاند کے گرد ہالہ دیکھکر دعویٰ کیا کہ پانی برسے گا تو دعویٰ علم غیب ہے تکفیر کیا جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر نجومی نے کہا کہ تیری جورو کے پیٹ رہا ہے پس اُسنے اُسکے قول کا اعتقاد کیا تو کافر ہوا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر ہامہ نے آواز کی پس کہا کہ مریض مر جاویگا یا کہا کہ بازگران ہونے والا ہے یا عقعق نے آواز کی پس سفر سے لوٹ پڑا تو مشائخ نے ایسے شخص کے کفر میں اختلاف کیا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ امام فضلی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ یا احمر یعنے اے سرخ پس اُس شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے سیب کے گودے سے پیدا کیا ہے اور تجھکو مٹی سے پیدا کیا ہے اور مٹی ایسی نہیں ہوتی ہے پس آیا تکفیر کیا جائیگا تو فرمایا کہ ہاں اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایسا قول کہا جو شرع میں ممنوع ہے پس اس سے ایک نے کہا کہ تو کیا کہتا ہے تجھپر کفر لازم آگیا اُس نے کہا کہ میں کیا کرونگا جب مجھپر کفر لازم آگیا پس آیا تکفیر کیا جائیگا تو فرمایا کہ ہاں۔ اور نیز دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ضاد کی جگہ زا و ظا پڑھتا ہے اور اصحاب النار کی جگہ اصحاب الجنہ پڑھتا ہے تو فرمایا کہ اسکی امامت نہیں جائز ہے اور اگر عمداً اُسنے ایسا کیا تو تکفیر کیا جائیگا۔ اور جامع اصغر میں مذکور ہے کہ شیخ علی رازی فرماتے تھے کہ جو شخص اسطرح قسم کھایا کرتا ہے کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم یا تیری زندگی کی قسم یا تیری جان یا سر وغیرہ ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہے میں اُسکے حق میں کفر کا خوف کرتا ہوں اور اگر کہا کہ رزق اللہ کیطرف سے ہے مگر بندہ کیطرف سے جنبش چاہتا ہے تو بعض نے کہا کہ یہ شرک ہے ایک نے کہا کہ میں ثواب و عذاب سے بری ہوں تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور نوازل میں مذکور ہے کہ ایک نے کہا کہ جو فلان کہیگا وہی کرونگا اگرچہ سراسر کفر کہے تو اسکی تکفیر کیجائیگی ایک نے فارسی میں کہا کہ از مسلمانی بیزارم یا مثلاً اُردو میں کہا کہ میں مسلمانیت سے بیزار ہوں تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تکفیر کیجائیگی۔ اور نقل ہے کہ مامون رشید بادشاہ کیوقت میں ایک فقیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک جولاہہ کو قتل کر ڈالا اسپر کیا واجب ہے اُسنے جواب دیا کہ تغاریت[۲] واجب ہے پس مامون رشید نے حکم دیا کہ اس فقیہ کو مار چنانچہ اُسکے حکم سے یہاں تک مارا گیا کہ مر گیا اور مامون نے کہا کہ یہ حکم شرع کے ساتھ استہزا ہے اور احکام شرعی سے استہزا کرنا کفر ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر درویشی را گلیمی ہر خود سیاہ گلیم شدہ است تو یہ کفر ہے یہ عتابیہ میں ہے

[۱] یعنے اُسکے نکاح سے باہر ہو گئی ۱۲ [۲] یعنے دیت دلانا ۱۲ [۳] کمل پوش و بدبخت ۱۲

اور اگر کسی نے ہمارے زمانہ کے سلطان کو کہا کہ عادل ہے تو اُس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا چنانچہ امام علم الہدےٰ ابو منصور ماتریدی نے ایسا ہی فرمایا ہے اور بعض نے کہا کہ تکفیر نہ کیا جائیگا قال المترجم اگر ہمارے زمانہ کے بادشاہ کو بمعنی شرعی عادل قرار دیا تو بدرجہ اولیٰ تکفیر کیا جائے وہو الاصح - اور اگر جابروں میں سے کسی کو فارسی میں کہا کہ ہے خدائے تو تکفیر کیا جائے اور اگر کہا کہ ای بار خدائے تو تکفیر نہ کیا جائے بنا بر قول اکثر مشائخ کے اور یہی مختار ہے کذا فی الخلاصہ قال المترجم ہماری زبان میں ان دونوں سے تکفیر کیا جائیگا واللہ اعلم ولم اجد فیہ نص فی اصول الصفار میں مذکور ہے کہ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ جمعہ کے روز منبروں پر خطیب جو الفاظ نسبت بادشاہ وقت کے پڑھا کرتے ہیں مثلاً العادل الاعظم شہنشاہ اعظم مالک رقاب امم سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ معین خلیفۃ اللہ پس آیا یہ الفاظ علی الاطلاق بالتحقیق جائز ہیں یا نہیں تو فرمایا کہ نہیں جائز ہیں اسواسطے کہ انہیں سے بعض الفاظ کفر ہیں اور بعضے معصیت و دروغ ہیں چنانچہ شہنشاہ کہ بدوں وصف اعظم کے خصائص اسماء اللہ تعالیٰ سے ہے اور کسی بندہ کا وصف اس لفظ سے جائز نہیں ہے اور مالک رقاب امم محض دروغ ہے اور سلطان ارض اللہ و دیگر اسکے امثال جو علی الاطلاق محض دروغ ہیں یہ تاتارخانیہ میں ہے اور امام ابو منصور نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کے روبرو زمین کو بوسہ دیا یا اسکے واسطے مثل رکوع کے پشت خم کر کے جھک گیا یا اپنا سر آگے ڈالدیا تو اسکی تکفیر نہ کیجائیگی - اسواسطے کہ اسکی غرض اسکی عبادت نہیں ہے بلکہ تعظیم ہے اور دیگر مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے ان ظالموں میں سے کسی کے واسطے سجدہ کیا تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا کبیرہ گناہ ہے اور آیا اسکی تکفیر کیجاویگی تو بعض نے فرمایا کہ مطلقاً تکفیر کیجائیگی اور اکثروں نے فرمایا کہ یہ بہت صورتوں میں ہے اول آنکہ اگر اسنے عبادت کا قصد کیا تو تکفیر کیا جائیگا اور اگر تحیت کا قصد کیا تو تکفیر نہ کیا جائیگا مگر ایسا کرنا حرام ہے بشرطیکہ اسکا ارادہ کفر کا نہو یہ اکثر عالموں کے نزدیک ہے اور رہا زمین کا بوسہ دینا تو یہ قریب سجدہ ہے فرق اتنا ہے کہ زمین کو بوسہ دینے میں بقدر رخ و پیشانی کا زمین پر رکھنا نہیں ہوتا ہے جیسے سجدہ میں ہے بلکہ کم ہے یہ ظہیریہ میں ہے - قال المترجم اصح یہ ہے کہ جو افعال کہ تعظیم کے واسطے موضوع ہیں اور وہ وہی ہیں جو مخصوص بہ عبادت الٰہی ہیں اگر انکو کسی بندہ کے ساتھ برتے تو کفر کا حکم دیا جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم - اور اگر کسی نے اعتقاد کیا کہ خراج سلطان کی ملک ہے تو کافر کہا جائیگا یہ بحر الرائق میں ہے - اور رسالہ صدر شہید میں ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے بدی کی پس اسنے کہا کہ میں یہ بدی تیری طرف سے جانتا ہوں نہ بحکم خدائے تو کافر ہو جائیگا اور نیز اسی مسئلہ میں مذکور ہے کہ مجمع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص شاہی خلعت پہننے وہی تہنیت کیوقت بغرض رضامندی بادشاہ کے اسکی قربانی کرے تو کافر ہو جائیگا اور یہ قربانی مردار ہوگی اور اسکا کھانا روا نہ ہوگا - اور ہمارے زمانہ میں ایک بات بہت شائع ہو گئی اور بہت سے مسلمانوں کی عورتیں اس میں مبتلا ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب بچوں کے چیچک نکلتی ہے تو اسکو چیچک کے نام سے دیبی یا بھوانی ماتا ایک صورت مقرری کی ہے کہ اسکو پوجتے ہیں اور بچوں کے اچھے ہو جانے کی اس سے دعا کرتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں کہ یہ پتھر انکو اچھا کر دیتا ہے تو یہ عورتیں اس فعل و اس اعتقاد سے کافر ہو جاتی ہیں اور انکے شوہر جو انکے فعل سے رضامند ہیں وہ بھی کافر ہو جاتے ہیں قال اور جو نہیں رضامند ہیں انکا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور دوسرے اسی جنس سے یہ ہے کہ پانی کے کنارے جاتی ہیں اور اس پانی کو پوجتی ہیں اور جو نیت رکھتی ہیں انکے موافق اس پانی کے کنارے

بکرے کو ذبح کرتی ہیں یہ پانی کے پوجنے والی اور بکرے کے ذبح کرنے والی سب کافر ہیں اور یہ بکری مردار ہو جاتی ہے اسکا کھانا روا نہیں ہے۔ اور اسی طرح جو گھروں میں ایک صورت بنا لیتی ہیں جیسے بت پرستوں کے پوجا کا معمول ہے کہ اسکی پرستش کرتی ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے وقت شنگرف سے نقش کرتی ہیں اور روغن ڈالتی ہیں اور اسکو بنام بھوانی کہتی ہیں اور پوجتی ہیں اور مثل اسکے جو باتیں کرتی ہیں ان سب سے کافر ہو جاتی ہیں اور اپنے شوہروں سے بائن ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ اس زمانہ میں جبتک خیانت نہ کروں اور جھوٹ نہ بولوں تب تک ممکن نہیں کہ گذر ہو یا کہے کہ جبتک تو خرید و فروخت میں جھوٹ نہ بولے تب تک کھانے کو روٹی نہ پاویگا۔ یا کسی سے کہے کہ تو کیوں خیانت کرتا ہے یا کیوں جھوٹ بولتا ہے وہ کہے کہ بغیر اسکے چارہ نہیں ہے تو ایسے تمام الفاظ سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی سے کہیں کہ جھوٹ نہ بولا کر اور وہ کہے کہ یہ بات لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ سے بھی زیادہ سچی ہے تو کافر ہو جائیگا اور اگر کوئی غصہ میں ہو جاوے اور دوسرا کہے کہ کافر ہونا اس سے بہتر ہے تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو شرع میں ممنوع ہو اور دوسرا کہے کہ تو کیا کہتا ہے کہ تجھ پر کفر لازم ہوتا ہے وہ کہے کہ تو کیا کریگا اگر مجھ پر کفر لازم آئے تو کافر ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور جس شخص کے دل میں ایسے امر کا خطرہ گذرا جو موجب کفر ہو پس اگر اس امر کو اپنے زبان سے کہا حالانکہ وہ اس سے بہت کراہیت کر رہا ہے تو یہ محض ایمان ہے۔ اور اگر کسی نے کفر کا مصمم ارادہ کیا اگرچہ سو برس کے بعد کفر کرنے کا ارادہ کیا ہو تو فی الحال کافر ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کسی نے بطوع خود اپنی زبان سے کفر کہا حالانکہ اسکا دل ایمان پر ہے تو کافر ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مومن نہ ہوگا۔ یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ قال المترجم جن صورتوں میں بالاتفاق تکفیر کیجاتی ہے وہاں واجب ہے کہ توبہ کرکے رجوع کرلے اور از سر نو نکاح کرے اور واضح ہو کہ جن صورتوں[۱] میں کفر ہونے میں اختلاف ہے ان میں اسکے مرتکب کو حکم کیا جائیگا کہ وہ تجدید نکاح کرے اور توبہ کرے اور اس سے رجوع کرے اور یہ بطریق احتیاط کے کہا جائے گا اور جن الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ خطا ہیں اور موجب کفر نہیں ہیں تو اسکے کہنے والے کو تجدید نکاح اور اس سے پھر جانے کا حکم نہ کیا جائیگا اگرچہ یہ کہا جائیگا کہ پھر ایسا نہ کہے کیونکہ گنہگار ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آوے کہ اسمیں کئی وجہیں ایسی ہیں کہ انکے لحاظ سے یہ حکم ہوتا ہے کہ تکفیر کیجاوے اور ایک وجہ ایسی بھی نکلتی ہے کہ تکفیر نہ کیجاوے یعنی شرعاً اس وجہ سے تکفیر سے بچ سکتا ہے تو مفتی کو لازم ہے کہ اسی وجہ کیطرف میل کرے جس سے تکفیر نہیں ہوتی ہے یہ خلاصہ میں ہے اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ صورت تاویلی کیطرف جس سے تکفیر سے بچ سکتا ہے جبھی میل کریگا کہ جب تصریح نہ کی ہو اور اگر کہنے والے نے تصریح کردی اور صریح ایسا ارادہ بیان کردیا جو موجب کفر ہے تو ایسی صورت میں تاویل کچھ فائدہ نہ دیگی یہ بحرالرائق میں ہے۔ پھر اگر کہنے والے کی نیت بھی وہی صورت تاویلی ہو جس سے تکفیر سے بچتا ہے تو وہ مسلمان رہا اور اگر کہنے والے کی نیت ایسی وجہ ہو کہ وہ موجب تکفیر ہے تو اسکو اس مفتی کا فتوے کچھ مفید نہ ہوگا بلکہ اسکو اپنی ذات کی راہ سے لازم ہوگا کہ ایمان کی راہ ڈھونڈھے اور وہ یہ ہے کہ اسکو حکم کیا جائیگا کہ توبہ کرکے اس سے رجوع کرے اور اپنی جورو سے از سر نو اپنا نکاح کرے یہ محیط میں ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ ہر صبح و شام اس

[۱] یعنے وہی جہت اختیار کرے جس سے حکم کفر نہ ہوتا ہو ۱۲ منہ

دعا کے پڑھنے کو وظیفہ کرے کہ یہ ایسے ورطون مین پڑنے سے بچاؤ کا سبب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو ہر صبح وشام اسکا ورد رکھے وہ محفوظ رہیگا اور دعا یہ ہے [۱] اللّٰھم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم یہ خلاصہ مین لکھا ہے

دسوان باب۔ باغیون کے بیان مین۔ اہل بغی ہر ایسے فرقہ کو کہتے ہین جو قوت منعت رکھتے ہین کہ تغلب کر لین اور مجتمع ہوجاوین اور تاویل کے ساتھ اہل عدل کے ساتھ قتال کرین اور کہین کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور اپنے والی ہونے کا دعوے کرین۔ پس اگر چورون مین سے کوئی قوم کسی شہر پر غالب ہوگئی اور انھون نے مال لے لیا تو یہ لوگ باغی نہ کہلاوینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور جب کوئی قوم اطاعت امام المسلمین سے منحرف ہوگئی اور وہ کسی شہر پر غلبہ کرکے قابض ہوگئی تو امام موصوف پہلے انکو جماعت مین بلانے اور بغاوت سے باز آنے کی جانب بلاویگا اور انکا شبہہ رفع کردیگا اور ان سے کہیگا کہ توبہ کرو یہ کافی ہے مگر واضح رہے کہ اس طرح بلانا انکو واجب نہین ہے اور جب امام المسلمین کو خبر پہونچے کہ وہ لوگ ہتھیار خریدتے ہین اور قتال کے واسطے سامان کرتے ہین تو چاہیے کہ انکو گرفتار کرکے قید کرے یہان تک کہ وہ اپنے اس ارادے سے باز آوین اور از سر نو توبہ کرکے حقوق اسلام کی رعایت کے ساتھ جماعت مین شامل رہین اور یہ بدین غرض کرے کہ بقدر امکان شر دفع ہووے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور امام اہل عدل کو روا ہے کہ انسے قتال شروع کردے اگرچہ انھون نے قتال مین پہل نہ کی ہووے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور جب یہ ثابت ہوا کہ ایسے گروہ باغی کا قتل کرنا جسکو منعت حاصل ہے مباح ہے اگرچہ حقیقۃً انکی جانب سے قتال نہ پایا جاوے تو ایسے شخص کا بھی قتل مباح ہوگا جو انکی قوت بازو ہونا چاہتا ہے اور انکی طرف جاتا ہے اور اگر امام المسلمین نے اسی گروہ کو ہزیمت دی تو پھر مسلمانون کو نہ چاہیے کہ ان بھاگے ہوئے باغیون کا پیچھا کرین یعنے قتل کرتے جاوین بشرطیکہ انکے واسطے کوئی ایسا گروہ صاحب منعت نہ ہو کہ اسکی طرف جا ملین اور اگر ان بھاگے ہوئے باغیون کے واسطے کوئی ایسا گروہ ہو کہ جس سے جا ملینگے تو اہل عدل کو روا ہوگا کہ ان بھاگے ہوئے باغیون کا پیچھا کرین۔ اور جو شخص ان باغیون مین سے اسیر ہوگیا ہے تو امام المسلمین کو یہ روا نہین ہے کہ اسکو قتل کرے بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ اگر قتل نہ کیا جاویگا تو ایسے گروہ کو نہین ملجاویگا جسکو قوت منعت حاصل ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اگر نہ قتل کیا گیا تو ایسے باغیون کے گروہ سے ملجاویگا جسکو قوت منعت حاصل ہے تو امام اسکو قتل کرسکتا ہے کذا فی المحیط اور چاہے اسکو قید مین رکھے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور جب باغیون کی کوئی جماعت باقی نہ رہی ہو اور قتال مین باغیون مین سے بعض بعض مجروح ہین تو اہل عدل کو روا نہین ہے کہ باغی مجروح کو اجہاز کرین یعنے اسکے بدن پر اور زخم ایسا لگا دین کہ وہ مردہ ہوجاوے اور اگر باغیون کے واسطے کوئی اور جماعت باقی رہ گئی ہو تو انکا اجہاز کردیوے۔ اور باغیون کی عورتین و بچے گرفتار کرکے رقیق نہ بنائے جاوینگے اور انکے اموال جو ہاتھ آئے ہین وہ ملک مین نہ

[۱] اے میرے اللہ تعالی مین تجھ سے پناہ مانگتا ہون کہ مین تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کرون درحالیکہ مین جانتا ہون اور تجھ سے مغفرت مانگتا ہون اس سے کہ جسکو مین نہین جانتا ہون ۱۲ منہ

آ دینگے۔ اور اہل عدل نے باغیوں کے لشکر میں جو کراع و ہتھیار وغیرہ پائے وہ فی الحال انکو واپس نہ دیے جاوینگے لیکن اگر اہل عدل کو اُنسے قتال کرنے میں انکے ان ہتھیاروں و کراع کی حاجت ہو تو اُنسے نفع حاصل کریں پس ہتھیار اپنے موقع پر رکھے جاوینگے جیسے دیگر اموال کا حکم ہے اور کراع فروخت کیے جاویں اور انکا ثمن رکھ چھوڑا جائے گا کیونکہ کراع کو دانہ چارہ دینے کی ضرورت پڑیگی اور بیت المال سے امام انکو دانہ چارہ نہ دیگا اسوجہ سے کہ اسمین باغیوں پر احسان ہے۔ اور اگر امام نے بیت المال سے انکو دانہ چارہ دیا تو جس باغی کا جانور ہے اُسپر یہ مال قرضہ ہوگا۔ پھر جب لڑائی میں ہتھیار رکھ دیے اور باغیوں کی منعت[۱] زائل ہوگئی تو یہ مال اُن باغیوں کو واپس کر دیگا۔ اور حالت بغاوت و لڑائی میں باغیوں نے جو ہمارے لوگوں کی جانیں و مالیں تلف کی ہیں تو جب انکی منعت زائل ہو جاوے و توبہ کر لیں تو ضامن نہ ہونگے اور اسی طرح مرتدوں نے جو ہماری جانیں و مال حالت لڑائی میں تلف کیے ہوں انکے ضامن نہ ہونگے جب کہ مسلمان ہو جاویں اور قبل قتال کے جو ہمارے مال و جانیں انھوں نے تلف کی ہیں انکے ضامن نہ ہونگے جبکہ انکو قوت منعت حاصل ہو لیکن جو مال انکے پاس قائم و موجود ہوگا وہ اسکے مالک کو واپس کر دیا جائیگا جب کہ اُنھوں نے توبہ کر لی اگرچہ اُن لوگوں نے ان اموال کی نسبت اپنی تاویل فاسد کے موافق مالک ہو جانے کا اعتقاد کیا تھا اور اس تاویل فاسد کے ساتھ منعت بھی موجود تھی۔ اور اسیطرح اہل عدل نے بھی جو انکی جانیں و مال تلف کیے ہیں انکے مسلمان ہو جانے کے سبب سے انکے لیے انکے ضامن نہونگے کذا فی الذخیرہ۔ اور جو انھوں نے قبل اسکے لیا ہے وہ انکے ضامن ہونگے یہ نہایہ میں ہے۔ اور اگر کسی ایسی جماعت نے جو خانہ کعبہ کے رخ پر خدائے تعالیٰ کی پرستش کرتے ہیں کوئی رائے ظاہر کی اور لوگوں کو اُس رائے کی جانب بلایا اور اس رائے پر قتال کیا اور انکے واسطے منعت و قوت و شوکت حاصل ہوگئی پس اگر یہ امر اسوجہ سے ہو کہ سلطان نے انکے حق میں ظلم کیا ہو تو سلطان کو چاہیے کہ انپر ظلم نہ کرے اور اگر سلطان انکے حق میں ظلم کرنے سے باز نہ آیا اور اس گروہ نے سلطان سے قتال کرنا شروع کیا تو لوگوں کو انکی مدد نہ کرنی چاہیے اور نہ یہ چاہیے کہ سلطان کی مدد کریں۔ اور اگر یہ امر اس سبب سے نہو کہ سلطان نے انپر ظلم کیا ہو بلکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور اپنے واسطے ولایت کا دعوی کرتے ہیں تو سلطان کو روا ہے کہ ان سے قتال کرے اور لوگوں کو روا ہے کہ سلطان کی مددگاری کریں یہ سراجیہ میں ہے۔ اور انکے ساتھ قتال کرنا اُسی طریقہ و ہتھیار سے روا ہے جس سے اہل حرب کے ساتھ قتل کرنا روا ہے مثل تیروں سے مارنے اور منجنیق لگانے اور پانی بہا کر غرق کر دینے یا آگ لگا دینے اور شبخون مارنے وغیرہ کے یہ نہایہ میں ہے۔ اور تجرید میں لکھا ہے کہ باغیوں کے ساتھ عورتوں و بچوں و بوڑھوں و اندھوں میں سے جو کوئی ہووے قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر باغیوں میں سے کسی کا غلام جو اپنے مولی کے ساتھ لڑتا تھا گرفتار کیا گیا تو وہ قتل کر دیا جائیگا اور اگر اسکی خدمت کیا کرتا تھا قتال نہیں کرتا تھا تو قتل نہیں کیا جائیگا مگر قید رکھا جائیگا یہانتک کہ بغاوت زائل ہو جاوے۔ اور اگر باغیوں کی عورتیں بھی قتال کرتی ہوں تو وہ بھی قتل کیجاوینگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر معرکہ قتال میں کوئی باغی کسی اہل عدل کا قریب ایسا ہو کہ اُسکا

---

[۱] یعنے لڑائی ختم ہوگئی اور باغیوں کی قوت و سرکشی زائل ہوگئی ۱۲ منہ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

ذی رحم محرم ہو تو اہل عدل میں یہ شخص خود اسکے قتل کا مرتکب ہو لیکن اگر وہ اس شخص عادل کو ضرر قتل وغیرہ پہونچانا
چاہتا ہو تو اپنی جان سے ضرر دور کرنے کے واسطے اسکو قتل کر سکتا ہے ہاں عادل کو یہ روا ہے کہ اس ذی رحم محرم باغی کا
جانور سواری قتل کر ڈالے تاکہ باغی مذکور منزجر ہو جائے پس کوئی دوسرا اسکو قتل کرے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر باغیوں نے
اہل عدل کے ساتھ لڑائی کے واسطے ذمیوں کے کسی گروہ سے مدد مانگی پس ذمیوں نے ان باغیوں کے ساتھ ہو کر اہل عدل
سے قتال کیا تو یہ امر ذمیوں کی طرف سے نقض عہد نہ ہوگا اور ذمیوں نے جس قتال میں کچھ ہمارا مال تلف کیا یا جان تلف
کی یا زخمی کیا یا جیسے انکے ساتھ کیا تو کسی پر انکی ضمان واجب نہ ہوگی جیسے باغیوں کے حق میں حکم ہے اور امام محمد رح
نے فرمایا کہ اگر باغی لوگ اپنے لشکر میں ہوں اور وہاں انہیں سے کسی نے دوسرے کو قتل کیا تو قاتل پر قصاص لازم
نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر باغی لوگ اہل عدل کے کسی شہر پر غالب ہوئے پھر باغیوں میں
سے کسی شخص نے اہل شہر میں سے کسی شخص کو عمداً قتل کر ڈالا پھر اہل عدل اس شہر پر غالب ہوئے تو قاتل سے قصاص
لیا جائیگا اور اس مسئلہ کے معنی یہ ہیں کہ باغی لوگ کسی اہل عدل کے شہر پر غالب ہوئے اور ہنوز باغیوں کا حکم اس شہر میں جاری نہیں
ہوا تھا کہ پھر امام اہل شہر نے ان باغیوں کو پسپا کر لیا تو یہ حکم مذکور ہوگا۔ اور اگر اس شہر میں باغیوں کا حکم جاری ہو گیا
تو اہل عدل کی ولایت و منعت وہاں سے منقطع ہو گئی پس شہر والوں میں سے کسی کے قتل کرنے سے قاتل پر کچھ واجب
نہ ہوگا اور نیز امام محمد رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا کہ اگر اہل عدل میں سے کسی نے باغی کو قتل کیا حالانکہ قاتل اسکا
وارث ہے تو وارث رہیگا اور اگر باغی نے اسکو قتل کیا حالانکہ اسکا وارث ہے پھر باغی نے کہا کہ جب میں نے اسکو قتل کیا میں
حق پر تھا اور میں اب تک حق پر ہوں تو مقتول کا وارث ہوگا۔ اور اگر باغی مذکور نے کہا کہ جس وقت میں نے اسکو قتل کیا
ہے میں جانتا تھا کہ میں باطل پر ہوں تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اسکا وارث نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور باغیوں
میں سے جو شخص قتل کیا جائے نہ اسکو غسل دیا جائیگا اور نہ اسپر نماز پڑھی جائیگی۔ اور اہل عدل میں سے جو شخص قتل کیا گیا
تو اسکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو شہیدوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اسکا حکم بھی وہی ہے جو شہید کا ہے یہ شرح
طحاوی میں ہے اگر باغیوں نے عشر و خراج وصول کر لیا تو دوبارہ نہ لیا جائیگا پھر جو کچھ باغیوں نے وصول کیا ہے
اگر اسکو جس طرح صرف کرنا چاہیے اور جہاں جہاں صرف کرنا چاہیے ہے صرف کیا ہو تو جس سے وصول کیا ہے
اُسپر قضاءً اعادہ لازم نہیں ہے و لیکن جس سے وصول کیا ہے یعنی مالکان اموال کو فتوی دیا جائیگا کہ دیانۃً
یعنی فیما بینہ و بین اللہ تعالی انکا اعادہ کر دیں یعنی خود فقیروں کو دیدیں و لیکن جاملہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ
خراج میں انپر دیانت کی راہ سے بھی اعادہ لازم نہیں ہے۔ اور اسی طرح عشر میں بھی اگر اہل بغاوت فقیر لوگ ہوں
تو اعادہ واجب نہیں ہے یہ غایۃ البیان میں لکھا ہے۔ اور اہل فتنہ کے ہاتھ انکے لشکر میں ہتھیار فروخت کرنا مکروہ ہے
اور اگر انکے لشکر میں نہیں بلکہ مثلاً کوفہ میں کسی کے ہاتھ ہتھیار فروخت کیے پس اگر یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ اہل فتنہ میں سے
ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور یہ حکم نفس سلاح میں ہے یعنی جو ہتھیار بنے بنائے عرف میں ہتھیار کہلاتے ہیں انکے فروخت
کرنے میں یہ حکم ہے اور جو چیز ایسی ہے کہ ابھی اس سے قتال نہیں کیا جا سکتا ہے الا بعد ساخت کے یعنی جو چیز ایسی ہے

کہ بدون اس سے بنانے و ڈھالنے کے قتال نہیں کرسکتے ہیں جیسے محض لوہا وغیرہ تو اُسکے فروخت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ قال المترجم یہ ظاہر یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ محض لوہا وغیرہ مطلقاً انکے لشکر میں لیجاکر فروخت کرنا بھی مکروہ نہیں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے

کتاب اللقیط

لقیط[1] شرع میں ایسے زندہ بچہ کو بولتے ہیں جسکو اسکے اہل نے درویشی کے خوف سے یا تہمت زنا سے بھاگ بچنے کی غرض سے پھینک[2] دیا ہو پھر اُسکا اسطرح ضائع پھینکدینے والا ابتداً گنہگار ہے اور اسکا حفاظت میں لے لینے والا بڑے ثواب سے مالدار ہے۔ اور جس نے اُسکو سطرح پڑا دیکھا اُسکو اُٹھا لینا مندوب ہے ولیکن اگر اسکے غالب گمان میں یہ ہو کہ یہ ضائع ہو جائیگا جیسے پانی میں پڑا دیکھا یا درندہ[3] کے سامنے تو اُٹھا لینا واجب ہے۔ اور لقیط آزاد ہوتا ہے یعنے اُٹھانے والے کا مملوک نہیں ہوتا ہے اُٹھانے والے کو ملتقط کہتے ہیں اور اسکا ولی سلطان ہے نہ ملتقط وغیرہ چنانچہ اگر ملتقط نے کسی عورت سے اُسکا نکاح کر دیا یا لقیط لڑکی تھی کہ کسی مرد سے بیاہ دی تو روا نہیں ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ مگر ملتقط کے ہاتھ سے اُسکو کوئی لے نہیں سکتا ہے اور اگر ملتقط نے خود کسی کی پرورش میں دیدیا تو اُس سے واپس نہیں لے سکتا ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اُسکا نفقہ اور اسکے جرم کا جرمانہ بیت المال پر ہے یعنی گویا وہی اسکی مددگار برادری ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر لقیط کے تن پر بندھا ہوا مال پایا گیا تو وہ لقیط کا ہوگا اور اسی طرح اگر کسی جانور پر پایا گیا اور اس جانور پر مال بندھا ہوا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر لقیط کے قریب مال رکھا ہوا ملا تو لقیط کے واسطے اُسکا حکم نہ دیا جائیگا کہ یہ اسکا ہے بلکہ یہ مال لقطہ کے حکم میں ہوگا اور اگر لقیط کسی جانور پر سوار پایا گیا تو یہ جانور اسی کا ہوگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور لقیط کا نفقہ اس مال سے جب محسوب ہوگا کہ قاضی نے حکم دیدیا کہ ملتقط اس میں سے اسپر خرچ کرے اور بعض نے فرمایا کہ بغیر حکم قاضی بھی خرچ کرسکتا ہے اور نفقہ مثل[4] تک ملتقط کے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اسکی ولا بیت المال کے واسطے ہوگی چنانچہ اگر وہ بدون کسی وارث چھوڑنے کے مرگیا اور اُسکا کوئی مولی الموالات بھی نہیں ہے تو اُسکا ترکہ بیت المال میں داخل ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے اور اگر لقیط کو ملتقط اُٹھا کر قاضی کے پاس لایا اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھ سے اسکو لیلے تو قاضی کو اختیار ہے کہ بدون گواہی کے اُسکی تصدیق نہ کرے اسواسطے کہ مسلمانوں کے بیت المال سے

[1] قال المترجم اسکو حمیل بھی کہتے ہیں ۱۲ [2] قال یہ مراد ہو کہ عنقریب درندہ وہاں آو یگا اگرچہ درندہ موجود نہو یہی بشرط قدرت اُٹھانے والا علیہ ۱۲ منہ [3] یعنے بیت المال سے اُسکا نفقہ ملیگا اور اگر جرم کیا تو بھی بیت المال اُسکا متحمل ہوگا ۱۲ منہ [4] یعنے جتنا ایسے بچہ کا خرچہ پڑتا ہے موافق رسم ملک کے ۱۲ منہ [5] یعنی مثلاً تین روپیہ مہینا ایسے بچہ پر خرچ ہوتا ہے اور ملتقط نے کہا میں نے اس مال سے اسپر تین روپیہ خرچ کردیے ہیں تو علی قول بعض اسکی تصدیق کی جائیگی اگر زیادہ کہا تو بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا ۱۲ منہ [6] یعنے راستہ جنگل وغیرہ میں ۱۲ [7] یعنے بشرط قدرت ۱۲ [8] اُٹھانیوالے کا غلام نہیں ہے ۱۲ [9] بطریق ولایت نہ مالکیت ۱۲ [10] یہ مخصوص عرب کے واسطے ہے عجم کے لیے مولی الموالات کا اعتبار نہیں ہے ۱۲

اُسکے نفقہ وخرچہ دلانے کا دعویٰ کرتا ہو اور جب اُسنے گواہ قائم کرلیے تو قاضی اُسکے گواہوں کو بدون کسی خصم حاضر کے قبول کرے گا اور جب قاضی نے اُسکے گواہ قبول کیے تو بعد اسکے چاہے لقیط کو اُس سے اپنے قبضہ مین لے لے اور چاہے نہ لے ولیکن یہ ضرور کرے گا کہ اُسکا کوئی متولی مقرر کر دے گا جو متولی ہونا قبول کرے اور اس متولی سے کہدے گا کہ تو نے اسکی حفاظت اپنے اوپر لازم کی ہی پس تو اسکی حفاظت مین ہر طرح سے مستعد رہ اور یہ اسوقت ہی کہ قاضی کے علم مین ملتقط کا عاجز ہونا اُسکی حفاظت سے اور اسپر خرچ کرنے سے ثابت نہ ہوا اور اگر قاضی اسکو جانتا ہو تو اولیٰ یہ ہی کہ ملتقط سے لیکر کسی ایسے کے پاس رکھے کہ اُسکی حفاظت کر سکتا ہو تاکہ اسکی حفاظت کرے پھر اگر ملتقط آیا اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھے واپس دیا جائے تو قاضی کو اختیار ہی چاہے اسکو واپس دے اور چاہے نہ دے بخلاف اسکے اگر کوئی ایک لقیط اُٹھالایا اور اُسکے ہاتھ سے دوسرے نے چھین لیا اور دونون نالش مین قاضی کے حضور مین پیش ہوئے تو قاضی لقیط کو اوّل کو دیدے گا اور اگر غلام نے کوئی لقیط پایا اور یہ امر فقط اس غلام کے قول سے معلوم ہوتا ہی اور مولی کہتا ہی تو جھوٹا ہی یہ لقیط نہین بلکہ میرا غلام ہی پس اگر یہ غلام ملتقط محجور ہو تو مولی کا قول قبول ہوگا اور اگر ماذون ہو تو قول غلام کا قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر لقیط نے اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون اور فلان مذکور اسکی تکذیب کرتا ہی تو لقیط آزاد ہی اور اگر اُسنے تصدیق کی پس اگر لقیط مذکور پر آزادون کے احکام نہ جاری ہوئے ہون جیسے اُسکی گواہی قبول نہ کی گئی ہو یا اُسکے قاذف کو حد نہ ماری گئی ہو وغیر ذلک تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا ورنہ نہین یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر ملتقط نے ہنوز اُسکے نسب کا دعوے نہین کیا ہی کہ کسی نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو مدعی سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور بعض نے کہا کہ نسب کے حق مین دعوی صحیح ہی ولیکن ملتقط کا قبضہ باطل کرنیکے حق مین صحیح نہوگا مگر قول اول اصح ہی اور اگر ملتقط اور کسی اور دونون نے دعوی نسب کیا تو ملتقط کا دعوی نسب اولیٰ ہوگا اگرچہ وہ ذمی ہو اور دوسرا مسلمان ہو یہ تبیین مین ہی۔ پس اگر ایسا ہو کہ مدعی نسب ذمی ہو تو لقیط اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا مگر وہ مسلمان ہوگا اور اگر مسلمان و ذمی نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو مسلمان کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونون مسلمان ہون تو جسکے گواہ قائم ہون اسکے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو دونون کا فرزند قرار دیا جائے گا اور اگر دونون مین سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے ولیکن ایک نے اسکے بدن کے علامات ٹھیک ٹھیک بیان کیے اور دوسرے نے نہ بیان کیے تو علامات بیان کرنے والے کے[1] واسطے حکم دیا جائیگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے کسی نے علامات بیان نہ کیے تو دونون کا فرزند قرار دیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر ایک ہی نے علامات بیان کیے مگر بعضے ٹھیک کہے اور بعض مین خطا کی تو بھی دونون کا فرزند قرار دیا جائیگا اور اگر دونون نے علامات

ف۱ قال المترجم ظاہرا دونون مرد اپنے اپنے مدعیہ عورت کی تصدیق کرتے ہین ولیکن گواہ قائم ہونے کی صورت مین اس کی کچھ ضرورت نہ بر قول امام اعظم رح نہین ہی فافہم ۱۲ منہ ف۲ یعنے کوئی مقابل مدعا علیہ ضرور نہین ہی ۱۲ ف۳ یعنے جاہے جسنے لیا ہو اس سے لے ۱۲ ف۴ اور وہ مدعی کو دیدیا جائیگا

بیان کیے مگر ایک نے ٹھیک کہے اور دوسرے نے غلط تو ٹھیک والے کے واسطے حکم ہوگا اور اسی طرح اگر ایک نے کہا کہ لڑکا ہی اور دوسرے نے کہا کہ لڑکی ہی تو جسکا قول مطابق ہو اسی کے نام حکم ہوگا اور اگر تنہا ایک ہی مدعی نسب ہو اور اُسنے کہا کہ لڑکا ہی حالانکہ وہ لڑکی ہی یا کہا کہ وہ لڑکی ہی حالانکہ وہ لڑکا ہی تو اسکے واسطے بالکل حکم فرزندی نہوگا۔ اگر لقیط کا دو آدمیون نے دعوی کیا ایک نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہی اور دوسرے نے کہا کہ وہ میری بیٹی ہی پھر وہ خنثی[1] نکلا پس اگر خنثی مشکل[2] ہو تو دونون کے واسطے اسکے فرزند کا حکم دیا جائیگا اور اگر مشکل نہو بلکہ حکم دیا گیا کہ یہ لڑکا ہی تو اسکے نام حکم ہوگا جو اپنا لڑکا ہونے کا مدعی ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر نسب کے دعوی کرنے والے دو آدمیون سے زیادہ ہون تو امام اعظم رح سے مروی ہی کہ انھون پانچ ہیون تک جو اڑ کا حکم دیا ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک عورت نے لقیط کی نسبت دعوے کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی پس اگر اُسکے شوہر نے اسکی تصدیق کی یا قابلہ نے اسکی گواہی دی یا گواہ قائم ہوئے تو عورت کا دعوے صحیح ہوگا ورنہ نہین اور فقط قابلہ کی گواہی پر جب ہی اکتفا کیا جائیگا جب عورت مذکورہ کا شوہر موجود ہو ولادت سے منکر ہو اور اگر عورت کا شوہر ہی نہو تو دو مردون کی گواہی ضرور ہی یہ بحرالرائق مین ہی۔ اور اگر عورت نے یون دعوی کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہی تو اسکے نام حکم دیا جائے گا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر دو عورتون نے لقیط کا دعوے کیا تو بنا بر قول صاحبین کے دونون مین سے کسی سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے ہر دو عورت سے اُسکا نسب ثابت ہوگا ولیکن تعارض و تنازع کے وقت کسی حجت کا ہونا ضرور ہی پس بنا بر روایت ابوحفص کے حجت ایک عورت[3] کی گواہی ہی اور بنا بر روایت ابوسلیمان کے دو مردون یا ایک مرد دو عورتون کی گواہی ہی پس اگر دونون نے ایسی حجت قائم کی تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا ورنہ نہین۔ اور خانیہ مین لکھا ہی کہ اگر ایک نے دو مرد اور دوسری نے دو عورتین گواہ دیے تو جسکے دو مرد گواہ ہین اُسکا فرزند قرار دیا جائیگا اور شرح طحاوی مین ہی کہ اگر ایک نے گواہ دیے اور دوسری نے نہین تو گواہ والی کا فرزند قرار دیا جائے گا۔ اور اگر دو عورتون نے لقیط کا دعوی کیا اور ہر ایک عورت علیحدہ علیحدہ ایک ایک مرد معین سے اسکو جننے پر گواہ لائی ہو تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ لقیط مذکور ان دونون عورتون کا دونون مردون سے فرزند قرار دیا جائے گا اور صاحبین نے فرمایا کہ نہ دونون کا اور نہ دونون مردون کا کسی کا فرزند نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر ایک مرد نے دعوی کیا کہ یہ لقیط میرا بیٹا اس آزاد عورت سے ہی اور دوسرے مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہی اور دونون نے گواہ قائم کیے تو جو اُسکے فرزند کا مدعی ہی اُسکے واسطے حکم دیا جائے گا اور اگر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس آزاد عورت سے ہی اور دوسرے نے کہا کہ یہ میرا بیٹا باندی عورت سے ہی تو آزاد عورت والے مدعی کے واسطے حکم ہوگا

[1] وہ شخص جس مین عورت اور مرد دونون کی علامت ہو ۱۲ منہ [2] اگرچہ علامت لڑکی کی بھی موجود ہو ۱۲ منہ [3] یعنے مثلاً قابلہ شاہد ولادت ہو ۱۲

اور اگر دونون نے علیحدہ علیحدہ ایک ایک آزادہ عورت معینہ سے اپنا بیٹا ہونے کا لقیط کی نسبت دعوے کیا
تو دونون کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور آیا ہر دو عورت سے اسکا نسب ثابت ہوگا یا نہین پس بنا بر قول
امام اعظم رح کے ثابت ہوگا اور بنا بر قول صاحبین رح کے نہین یہ محیط مین ہے۔ دو مردون نے ایک لقیط
کے نسب کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے اور ہر ایک کے فریق گواہون نے تاریخ بیان کی ہے
تو جسکی تاریخ کا لقیط کا سن شاہد ہو اسکے نام حکم دیا جائے گا اور اگر لقیط کا سن مشتبہ ہو کہ ہر دو تاریخ مین
سے کسی کے ساتھ متوافق نہ ہو تو بنا بر قول صاحبین رح کے موافق تمام روایتون کے تاریخ کا اعتبار ساقط اور
دونون کا فرزند ہونے کا حکم دیا جائے گا اور بنا بر قول امام اعظم رح کے شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ
روایت ابو حفص مین دونون کا فرزند ہونے کا حکم دیا جائیگا اور روایت ابو سلیمان مین جسکی تاریخ مقدم ہے اسکے نام
حکم دیا جائیگا اور تاتارخانیہ مین ہے کہ عامہ روایات کے موافق دونون کا مشترک فرزند ہونے کا حکم دیا جائے گا
اور یہی صحیح ہے یہ بحر الرائق و محیط مین ہے۔ اور اگر کسی شخص کے قبضہ مین ایک طفل ہو وہ دعوے
کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسپر گواہ قائم کرتا ہے اور دوسرا شخص دعوی کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے
اور اسپر گواہ قائم کرتا ہے تو قابض[2] کے واسطے حکم ہوگا۔ ایک عورت کے ہاتھ مین ایک طفل ہے وہ
دعوی کرتی ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسپر گواہ پیش کرتی ہے اور دوسری عورت دعوی کرتی کہ یہ میرا
بیٹا ہے اور اسپر گواہ لاتی ہے تو جسکے ہاتھ مین ہے اسی کے واسطے حکم دیا جائیگا اور اگر قابضہ کے واسطے ایک
عورت نے گواہی دی اور خارجہ کے واسطے دو مردون نے گواہی دی تو خارجہ کے واسطے حکم دیا جائیگا
ایک طفل یعنی لقیط ۱۲ ایک شخص کے ہاتھ مین ہے اور دوسرے مرد کے تحت مین یعنی نکاح مین ایک آزادہ عورت ہے اس نے
دعوی کیا کہ یہ طفل مذکور میرا بیٹا اس عورت مذکورہ سے ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے
گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے مگر اُسنے کسی عورت کی طرف نسبت نہ کی تو مدعی کے نام حکم دیا جائے گا
اور اگر ذمی نے لقیط کے نسب کا دعوی کیا تو اس سے لقیط کا نسب ثابت ہوگا اور لقیط خود مسلمان
ہوگا بشرطیکہ ذمیون کے مقام مین نہ پایا گیا ہو اور یہ استحسان ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور جب لقیط کی
نسبت ذمی نے اپنے پسر ہونے کا دعوی کیا حتی کہ اس سے نسب ثابت کر دیا گیا کہ وہ لقیط اسکا پسر ہو
تو یہ پسر جب ہی مسلمان قرار دیا جائے گا کہ ذمی مذکور نے گواہ قائم کرکے اپنا نسب ثابت نہ کیا
ہو اور اگر اُسنے دو مسلمان گواہ قائم کرکے اپنا نسب ثابت کیا ہو تو لقیط کا اسکے نام حکم ہوگا اور وہ ذمی مذکور
کا دین مین تابع ہوگا[1] ولیکن اگر اُسنے ذمی گواہ دیے ہون تو اسکی تبعیت مین ذمی نہ ہوگا یہ بحر الرائق مین
ہے۔ اور معتبر مکان ہی ہے اور اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ جسکا حاصل یہ نکلتا ہے کہ مسئلہ مین چار صورتین

[1] یعنی تا عدم بلوغ اسپر احکام اسلام جاری ہونگے اور بعد بلوغ اگر کلمہ کفر زبان پر لایا اور کافر ہوا تو مرتد کی طرح مقید و مجبور کیا جائیگا ۱۲ منہ

[2] تو قابض اصل نسخہ مین یونہین ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ ایسے معاملہ مین خارج کے واسطے حکم کیا جائے فلیتامل ۱۲ منہ

پیدا ہوتی ہین ایک یہ کہ اُسکو کوئی مسلمان مسلمانون کے مقام مثل مسجد یا مسلمانون کے گانون یا مسلمانون کے شہر مین پاوے پس اس صورت مین لقیط مسلمان ہوگا اور دوم یہ کہ کافر اسکو اہل کفر کے مقام مثل بیعہ و کنیسہ یا اہل کفر کے کسی گانون مین پاوے پس وہ کافر ہوگا و سوم آنکہ کافر اسکو مسلمانون کے مقام مین پاوے اور چہارم آنکہ مسلمان اسکو کافرون کے مقام مین پاوے پس ان دونون صورتون مین اختلاف روایت ہی چنانچہ کتاب اللقیط کی روایت مین مذکور ہی کہ پانے والے کا اعتبار نہین بلکہ مقام کا اعتبار کیا جائیگا کذا فی التبیین اور قدوری مین اسی پر اعتماد کر کے احکام کو جاری کیا اور یہی ظاہر الروایہ ہی یہ نہر الفائق مین ہی - اور اگر لقیط کو کسی کافر نے پایا پس اگر مسلمانون کے شہرون مین سے کسی شہر مین پایا تو وہ تبعاً مسلمان قرار دیا گیا پس اگر اُسنے اس حکم کے برخلاف کفر ظاہر کیا تو قید کیا جائیگا اور اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا کذا فی خزانۃ المفتین یعنے جس لقیط کی نسبت تبعاً مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا اگر وہ بالغ ہو کر کافر ہوا تو اسپر اسلام کے واسطے جبر کیا جائے گا جیسے مرتد مین ہوتا ہی ولیکن لقیط مذکور استحساناً قتل نہ کیا جائے گا یہ محیط مین ہی اور اگر کسی غلام نے لقیط کے نسب کا دعوے کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوگا مگر لقیط مذکور آزاد قرار دیا جائے گا اور اگر غلام نے کہا کہ یہ لقیط میرا بیٹا میری جورو سے ہی حالانکہ وہ باندی ہی پس غلام کے مولے نے اس غلام کی تصدیق کی تو لقیط کا نسب اس غلام سے ثابت ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک لقیط آزاد ہی ہوگا - اور اگر مسلمان و ذمی نے لقیط کے نسب مین تنازع کیا تو مسلمان اولی ہی بشرطیکہ آزاد ہو اور اگر غلام ہوگا تو ذمی اولے ہی - اور لقیط رقیق نہ قرار دیا جائے گا الا گواہون کی گواہی پر مگر شرط یہ ہی کہ گواہ مسلمان ہون الا آنکہ ذمیون کے مقام مین پائے جانے کی وجہ سے وہ ذمی قرار دیا گیا ہو تو یہ شرط نہین ہی اور اسی طرح اگر لقیط نے قبل بلوغ کے مدعی رقیت کی تصدیق کی تو لقیط کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی بخلاف اسکے اگر صغیر کسی کے قبضہ مین ہو اور اس شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہی اور صغیر مذکور نے اسکی تصدیق کی تو وہ اسکا غلام ہوگا اگرچہ ہنوز بالغ نہین ہوا ہی اور اگر اُس نے بعد بالغ ہونے کے تصدیق کی تو دیکھا جاوے کہ اگر اسپر احکام احرار مین سے کوئی حکم جاری ہو چکا ہی یعنے بعد بلوغ کے مثلاً اسکی گواہی قبول کی گئی یا اسکے قاذف کو حد ماری گئی پھر اُس نے رقیت کا اقرار کیا تو اسکا ایسا اقرار صحیح نہوگا یہ تبیین مین ہی - اور اگر لقیط عورت ہو کر اُس نے کسی شخص کی رقیقہ ہونے کا اقرار کیا اور شخص مذکور نے اسکی تصدیق کی تو وہ اسکی باندی ہوجائیگی لیکن اگر یہ عورت کسی شوہر کے تحت مین ہو تو شخص مذکور کا قول اس شوہر کے نکاح کے ابطال مین قبول نہوگا بخلاف اسکے اگر اس عورت لقیطہ نے اقرار کیا کہ مین شوہر کے باپ کی بیٹی ہون اور شوہر کے باپ نے اسکی تصدیق کی تو اُس سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور نکاح باطل ہوجائیگا - اور اگر مقر لہ نے اسکو آزاد کر دیا حالانکہ

ل اس جگہ لفظ بالغ زیادہ کرنے سے وہ وہم دفع ہوگیا جو تصدیق غیر مدرک کے بارہ مین پیدا ہوتا تھا اور یہ مراد نہین ہی کہ اس سے اور اگے بھی غیر ادراک کی جانب ترقی ہو فتامل ہو - ع یعنے یہ گانون یا شہر خاص مسکن اسلام ہو ۱۲ ع یعنی مین اسکا رقیق ہون ۱۲ ع یعنی اس کی عبد کو بالغ ہو گئی

یہ کسی شوہر کے تحت میں ہو تو جیسے کہ ملی باندیوں کو خیار عتق حاصل ہوتا ہو ویسے اسکو خیار عتق حاصل نہوگا اور اگر شوہر نے اسکو ایک طلاق دیدی پھر اُس نے اپنے رقیقہ ہونے کا اقرار کیا تو اُسکی طلاق دو ہو جائینگی جیسے باندی کی ہوتی ہیں کہ اُسکا شوہر اُسپر فقط اور ایک طلاق کا مالک ہوگا اور اگر وہ اُسکو دو طلاق دے چکا ہو پھر اُس نے رقیت کا اقرار کیا تو بھی شوہر اُسپر ایک طلاق کا مالک ہو کہ اسکو اختیار ہو چاہے اُس سے رجوع کرلے اور ایسا ہی عدت میں حکم ہو کہ اگر دو حیض گذر جانے کے بعد اُس نے اپنے رقیقہ ہونے کا اقرار کیا تو اسکے شوہر کو اختیار رہے گا چاہے تیسرے حیض گذرنے سے پہلے اُس سے رجوع کرلے۔ اور اگر ملتقط نے دعوی کیا کہ یہ لقیط میرا غلام ہو حالانکہ اُس سے پہلے اسکا لقیط ہونا پہچان لیا گیا ہو تو بدون حجت کے ملتقط کا قول قبول نہوگا اور اگر لقیط مرگیا خواہ اُسنے مال چھوڑا یا نہ چھوڑا پھر کسی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا تھا تو بدون حجت پیش کرنے کے اسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہو۔ اور ذخیرہ میں لکھا ہو کہ ایک طفل لقیط ایک شخص مسمی زید کے قبضہ میں ہو کہ وہ اُسکی نسبت دعوی نہیں کرتا ہو پس ایک عورت ہندہ نے دعوی کیا اور گواہ دیے کہ میں اس طفل کو جنی ہوں مگر باپ کا نام نہیں بیان کیا اور ایک مرد مسمی عمرو نے دعوی کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری فراش سے پیدا ہوا ہو مگر اسکی ماں کا نام نہیں لیا تو لقیط مذکور اس مرد مدعی کا اس عورت مدعیہ سے بیٹا قرار دیا جائیگا گویا کہ یہ عورت اُسکو اس مرد کے فراش سے جنی ہو ایسا قرار دیا جائے گا اور اسی طرح اگر طفل مذکور یا اسی مرد مدعی یا اسی عورت مدعیہ کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحالہا واقع ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور قبضہ کی وجہ سے کچھ ترجیح نہ ہوگی۔ ایک لقیط ایک ذمی کے قبضہ میں ہو جو دعوی کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو پس ایک مرد مسلمان آیا اور اُس نے مسلمان گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہو یا ذمی گواہ قائم کیے اور ذمی قابض نے مسلمان گواہ پیش کیے کہ یہ اسکا بیٹا ہو تو قبضہ کی وجہ سے ذمی کو مسلمان پر ترجیح دیجائیگی یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ اور اگر لقیط نے بالغ ہو کر کسی سے موالات کرلی تو اسکی ولا جائز ہو اور اگر اس سے پہلے اُس نے کوئی جنایت کی ہو کہ بیت المال سے اسکا جرمانہ ادا کیا گیا ہو تو اسکی ولا جائز نہوگی۔ اور ملتقط کو لقیط پر خواہ مذکر ہو یا مونث ہو کسی طرح کے تصرف کا مثل بیع و خرید و نکاح کر دینے وغیرہ کا اختیار نہیں ہوتا ہو اسکو فقط اسکی حفاظت کرنے کا اختیار ہو اور ملتقط کو اسکے ختنہ کرنے کا بھی اختیار نہیں ہو چنانچہ اگر اسکا ختنہ کر دیا اور وہ اُس سے مرگیا تو ملتقط ضامن ہوگا اور ملتقط کو یہ اختیار ہو کہ لقیط جہاں چاہے لیجائے یہ فتاوی قاضیخان میں ہو۔ اور ملتقط کو جائز نہیں ہو کہ اسکو اجارہ پر دے چنانچہ یہ کتاب کراہت میں ذکر فرمایا ہو اور یہی اصح ہو یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ اور اگر لقیط کے ساتھ کچھ مال پایا گیا اور قاضی نے ملتقط کو حکم کیا کہ اس مال سے اُسپر خرچ کرے پس ملتقط نے اسکے واسطے کھانا کپڑا خریدا تو یہ جائز ہو اور اگر لقیط خطا سے قتل کیا گیا تو اسکی دیت قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور وہ دیت بیت المال میں داخل ہوگی اور اگر وہ عمداً قتل کیا گیا پس امام المسلمین نے قاتل سے مال پر صلح کرلی تو بھی جائز ہو لیکن اگر امام نے قاتل کو خون عفو کیا تو

بقیہ

نہین جائز ہی اور اگر امام نے قاتل سے قصاص لینا چاہا تو ہکو اختیار ہی یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی اور ملتقط نے لقیط پر اپنا ذاتی مال خرچ کیا پس اگر بدون حکم قاضی کے خرچ کیا ہی تو وہ اس امر مین احسان کرنے والا ہوگا اور اگر اس نے بحکم قاضی خرچ کیا پس اگر قاضی نے ہکو یون حکم دیا کہ اسپر اس شرط سے خرچ کر کہ یہ تیرا خرچہ اسپر قرضہ ہوگا پھر اگر لقیط کا باپ ظاہر ہوا تو ملتقط مذکور کو اختیار ہوگا کہ اس سے اپنا خرچہ واپس لے اور اگر اسکا باپ ظاہر نہ ہوا تو ملتقط کو اسکے بالغ ہونے کے بعد اس سے واپس لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر قاضی نے ملتقط کو یہی حکم کیا کہ اسپر خرچ کرے اور یہ نہ کہا کہ تیرا خرچہ اسپر قرضہ ہوگا تو شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ ظاہر الروایہ کے موافق ہکو واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا اور جو ظاہر الروایہ مین مذکور ہی یہی اصح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جب لقیط بالغ ہوا اور اس نے کسی عورت سے نکاح کیا پھر اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون اور اسپر اسکی جورو کا مہر باقی ہی تو وہ اپنی جورو کے مہر باطل کرنے مین سچا نہ سمجھا جائے گا اسکی جورو کا مہر اسپر لازم رہے گا اور اسی طرح اگر کچھ قرضہ کر لیا یا کسی آدمی سے مبایعت کی یا کسی کی کفالت کی یا کسی کو ہبہ یا صدقہ دیکر سپرد کیا یا اپنے غلام کو مکاتب کیا یا مدبر یا آزاد کیا پھر اقرار کیا کہ مین فلان کا غلام ہون تو ان مین سے کسی چیز کے باطل کرنے مین اسکے قول کی تصدیق نہوگی[1] یہ فتاوی قاضیخان مین ہی

کتاب اللقطہ

قال المترجم لقیط و لقطہ مین یہی فرق ہی کہ لقیط آدمی کا بچہ پڑا ہوا اٹھایا گیا اور لقطہ مال پڑا ہوا ہی قال فی الکتاب لقطہ وہ مال ہی کہ راستہ مین بے مالک پایا جاوے کہ اسکا مالک بعینہٖ معلوم نہو یہ کافی مین ہی۔ لقطہ کا اٹھا لینا دو نوع پر ہی ایک نوع مین اٹھا لینا فرض ہی وہ یہ ہی کہ اس مال کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور دیگر نوع یہ ہی کہ فرض نہین ہی وہ یہ ہی کہ اس مال کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہو ولیکن اسپر علما کا اجماع ہی کہ اسکا اٹھا لینا مباح ہی ہان باہم اختلاف اسمین ہی کہ افضل اٹھا لینا ہی یا نہ اٹھا لینا سو ہمارے اصحاب حنفیہ کا ظاہر مذہب یہ ہی کہ اٹھا لینا افضل ہی کذا فی المحیط خواہ مال مذکور درم و دینار ہون یا اسباب یا بکری گدھا خچر گھوڑا و اونٹ ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ یہ جنگل مین پایا جاوے اور اگر آبادی مین ہو تو چوپایہ کا ویسا ہی چھوڑ دینا نہ لینا افضل ہی۔ اور جب لقطہ کو اٹھا لیا تو اسکی شناخت کرا دے یعنی یون کہے کہ مین نے لقطہ اٹھایا ہی یا گم شدہ شے کا پایا ہی یا میرے پاس کچھ چیز ہی سو جسکو تم ڈھونڈھتا سنو اسکو میری طرف راہ بتا دینا کہ فلان کے پاس جاؤ یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور ملتقط لقطہ کی شناخت بطور مذکور بازارون اور راستون پر اتنی مدت تک کرا دے کہ اسکے غالب گمان مین آجاوے کہ اسکا مالک اب اسکے بعد جستجو نہین کرے گا اور یہی صحیح ہی یہ مجمع البحرین مین ہی۔ اور حل و حرم کے لقطہ کا ایک ہی حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی پھر اس

[1] تو تصدیق نہوگی یعنی اپنے اقرار سے وہ مملوک مقرر اقرار دیا جائیگا لیکن اسکا اقرار اسکے تصرفات مذکورہ باطل ہو جانے مین موثر نہوگا ۱۲ ۵۲
...تن نے کہا کہ ہمنے اسی قدر پر کفایت کی اور قیل و قال فلسفیہ کو ترک کیا جو اس مقام پر ہی کیونکہ اصلی مراد ہمارے اس قول سے ظاہر ہو گئی تو فضول اقوال کے ساتھ تطویل کی ضرورت نہین ہی سرور کی خوبی اسلام سے ہی کہ امور دینی کو خوب ... اور ہم گواہی دیتے ہین کہ ہم مسلمان ہین ۱۲ منہ یعنے بلا اتفاق ۱۲

مدت مذکورہ تک شناخت کرانے کے بعد ملتقط کو اختیار ہی چاہے اسکو حسبتہ للہ اپنی حفاظت میں رکھے اور چاہے مسکینون کو صدقہ دیدے پھر اگر اسکے بعد اسکا مالک آیا اور اُسنے صدقہ مذکورہ کو برقرار رکھا تو اسکو اسکا ثواب رہیگا اور اگر برقرار نہ رکھا تو اسکو اختیار ہو چاہے ملتقط سے تاوان لے اور چاہے مسکین سے بشرطیکہ مسکین کے ہاتھ سے وہ مال تلف ہو چکا ہو پس اگر اُسنے ملتقط سے تاوان لیا تو ملتقط مال تاوان کو مسکین سے واپس نہیں لے سکتا ہی اور اگر اُسنے مسکین سے تاوان لیا تو وہ اس تاوان کو ملتقط سے نہیں لے سکتا ہی اور اگر مال لقطہ ملتقط یا مسکین کے ہاتھ مین قائم ہو یعنے ویسا ہی موجود ہو تو اپنا مال جسکے پاس ہی اُس سے لے لے یہ شرح مجمع البحرین مین ہی اور جس لقطہ کی نسبت یہ معلوم ہو کہ کسی ذمی کا تھا اُسکا صدقہ کر دینا نہیں چاہیے بلکہ وہ بیت المال مین دیدیا جاوے تاکہ مسلمانون کی حاجات مین صرف ہو یہ سراجیہ مین ہی- پھر جسکو بطور لقطہ پاوے وہ دو نوع کا ہو گا ایک نوع وہ کہ جسکی نسبت یہ معلوم ہو کہ اسکا مالک طلب نہ کریگا جیسے جابجا چھٹکی ہوئی خرما کی گٹھلیان پائین یا انار کے چھلکے جابجا چھٹکے پائے اور اس قسم کے لقطہ کو ملتقط کو لے لینا اور اپنی حاجت مین صرف کرنا روا ہی لیکن بعد اسکے جمع کر لینے کے اگر مالک نے اسکے ہاتھ مین اسکو دیکھا تو اسکو اختیار رہیگا کہ لے لے اور وہ جمع کر لینے سے لے لینے والے کی ملک نہ ہو جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ اور شمس الائمہ سرخسی نے شرح کتاب اللقطہ مین ذکر کیا ہی اور ایسا ہی قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی و نوع دیگر آنکہ اُسکی نسبت معلوم ہو کہ اسکا مالک اسکو طلب کریگا جیسے چاندی سونا و اسباب وغیرہ اور ایسے لقطہ کی نسبت یہ حکم ہی کہ اسکو روا ہی کہ اُٹھالے اور اسکی حفاظت کرے اور شناخت کراوے یہانتک کہ اُسکے مالک کو پہونچاوے اور انار کے چھلکے یا خرما کی گٹھلیان اگر یکجا جمع کی ہوئی ہون تو وہ بھی اس دوسری نوع مین سے ہونگی- اور غصب النوازل مین مذکور ہی کہ اگر ایک اخروٹ پایا پھر دوسرا پایا یا اسی طرح پاتا گیا یہانتک کہ دس عدد ہوئے یعنی اسکی کچھ قیمت ہو گئی پھر اگر اُسنے یہ اخروٹ ایک ہی مقام پر پائے ہون تو وہ بلا خلاف دوسری نوع مین سے ہین اور اگر اُسنے مواضع متفرقہ مین پائے ہون تو ہمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صدر شہید نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ نوع ثانی مین سے ہونگے- اور فتاوائے اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ جو لکڑی پانی مین پائی جاوے اسکے لے لینے اور اس سے نفع اُٹھانے مین کچھ مضائقہ نہیں ہی اگرچہ اسکی کچھ قیمت ہو قال المترجم ظاہر امراد یہ ہی کہ خس کس لکڑیان جلانے کے کام کی تالاب و ندی وغیرہ مین ٹوٹ گری ہین واللہ اعلم اسی طرح سیب امرود اگر نہر جاری مین پالے تو انکو لیکر اپنے کام مین لانے مین کچھ مضائقہ نہیں ہی اگرچہ بہت ہون- اور اگر گرمی کے ایام مین درختون کی طرف گذرا اور درختون کے نیچے پھل گرے ہوئے پائے تو اس مسئلہ مین کئی صورتین ہین چنانچہ اگر یہ امر شہرون مین واقع ہوا تو اسکو ان مین سے تناول کرنا روا نہیں ہی الا اس صورت مین کہ یہ بات معلوم ہو کہ اسکے مالک نے اسکو مباح کر دیا ہی خواہ صریحاً یا دلالۃً بحکم عادت- اور اگر چہار دیواری کے باغ مین اس طرح پایا اور پھل ایسے ہین کہ باقی رہتے ہین جیسے اخروٹ

[1] لقطہ بالضم الا یعنے کسی کی چیز پڑی ہوئی پانے والا ۱۲ منہ [2] مثلاً سونے کی صلیب جو گلے مین ذمی پہنتے ہین پائی ہو ۱۲ منہ

وغیرہ تو اسکو انمین سے لینا روا نہین ہی تاوقتیکہ یہ معلوم نہو کہ اسکے مالک نے مباح کر دیے ہین اور بعض مشائخ نے کہا کہ
جب تک ممانعت کرنا صریحاً یا دلالۃً معلوم نہو تب تک لینے مین مضائقہ نہین ہی اور یہی مختار ہی۔ اھ
اگر رساتیق مین جسکو فارسی مین بیراستہ کہتے ہین ایسا واقعہ ہوا اور یہ پھل باقی رہنے والون مین سے
ہین تو لے لینا روا نہین ہی الا آنکہ مباح کر دینا معلوم ہوا اور اگر یہ پھل ایسے ہین کہ باقی نہین رہتے ہین تو باتفاق
اسکو لے لینا روا ہی جبتک کہ ممانعت معلوم نہوا اور یہ سب جو ہمنے ذکر کیا ہی اس صورت مین ہی کہ پھل
درخت کے نیچے گرے ہوئے پائے اور اگر اُس نے درختون پر لگے ہوئے پائے تو افضل یہ ہی کہ کسی مقام پر کیون
نہون بدون اجازت مالک کے نہ لیوے الا آنکہ یہ مقام ایسا ہو کہ یہان ایسی کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہون
کہ مالکون پر لے لینا شاق نہ گذرتا معلوم ہو پس ایسی صورت مین اسکو کھا لینا روا ہوگا مگر باندھ لانا روا نہین ہی
یہ محیط مین ہی۔ اور اگر لقطہ ایسی چیز ہو کہ ایک دو روز گذرنے سے وہ خراب ہو جاتی ہے جیسے دانہائے انار وغیرہ
پس اگر قلیل ہون تو انکو اسی وقت کھا لے خواہ فقیر ہو یا غنی ہو اور اگر بہت ہو تو قاضی کی اجازت لیکر انکو
فروخت کرکے انکا ثمن رکھ چھوڑے۔ اور اگر لقطہ ایسی چیز ہو کہ اسکے واسطے نفقہ وخرچہ کی ضرورت ہو پس اگر اسکو
اجارہ پر دینا ممکن ہو تو قاضی کے حکم سے اسکو اجارہ پر دیکر اسکی اُجرت سے اسکو نفقہ دے کذا فی فتاوی قاضیخان
اور اگر وہ کسی کام کی چیز نہ ہو یا اُس نے کوئی کرایہ پر لینے والا نہ پایا اور قاضی کو خوف ہوا کہ اگر اسکو نفقہ بطور
ضمان دلایا جاتا ہی تو اسکی قیمت[1] کو مستغرق ہو جائیگا تو اسکو فروخت کردے اور ملتقط کو حکم دے کہ اسکا ثمن حفاظت
سے رکھے یہ فتح القدیر مین ہی پھر جب اسکا مالک آوے اور مانگے حالانکہ اُسنے بحکم قاضی اسکو نفقہ دیا ہی تو اسکو
اختیار ہی کہ اسکو نہ دے یہانتک کہ اپنا سب نفقہ وصول کر لے یہ تبیین مین ہی۔ اور جو کچھ نفقہ لقطہ کو ملتقط نے
بغیر حکم قاضی دیا ہی تو اسمین وہ احسان کرنے والا قرار دیا جاوے گا کذا فی الکافی اور اگر بحکم قاضی دیا ہی تو اس
چیز پر قرضہ ہوگا اور حکم قاضی کی یہ صورت ہی کہ اُس نے ملتقط سے کہا کہ اسکو نفقہ دے بدین شرط کہ تو واپس
لیوے اور اگر یہ نہ کہا کہ بدین شرط کہ تو واپس لیوے تو نفقہ اسپر قرضہ نہ ہوگا اور یہی اصح ہی یہ بحر الرائق
مین ہی اور قاضی اسکو نفقہ دینے کا حکم نہ دے جب تک کہ وہ گواہ قائم نہ کرے کہ یہ لقطہ ہی اور یہی صحیح ہی
اور اگر ملتقط نے گواہ نہ پائے تو قاضی اسکو یون حکم کرے کہ ثقہ لوگون کی جماعت کے سامنے کہ یہ ملتقط
یون کہتا ہی کہ یہ لقطہ ہی مگر مین نہین جانتا ہون کہ یہ سچا ہی یا جھوٹا ہی اور اس نے مجھ سے درخواست کی
کہ مین اسکو حکم دون کہ لقطہ کو بطور ضمان لقطہ نفقہ دے پس تم لوگ گواہ رہو کہ مین اسکو اس شرط سے نفقہ دینے کا
حکم دیتا ہون کہ یہ بات ایسی ہی ہو کہ جیسی یہ کہتا ہی اور ملتقط کو یہی دو تین روز تک لقطہ کو نفقہ دینے کا حکم کرے گا
جتنے روز تک کے واسطے اسکے دل مین یہ آوے کہ اگر اسکا مالک حاضر ہوگا تو ظاہر ہوگا یہ تبیین مین ہی پھر اگر
اتنے روز مین ظاہر نہ ہوا تو اسکے فروخت کرنے کا حکم دے گا اور اسکے ثمن سے ملتقط کو دو تین روز جتنے دن تک

[1] وہ چیز جو کسی کی راہ وغیرہ مین گر پڑی ہو ۱۲ منہ یعنی جتنے کی چیز ہو اتنا نفقہ خرچہ اُس پر ہو جائے گا ۱۲ منہ

اُس نے نفقہ دیا ہو دیدے گا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر قاضی نے یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے لقطہ کو فروخت کیا پھر اُسکا مالک حاضر آیا تو اسکو یہی ثمن ملیگا اور اگر ملتقط نے بدون حکم قاضی اسکو فروخت کر ڈالا ہو پھر مالک آیا اور وہ مشتری کے ہاتھ مین موجود ہو تو اسکے مالک کو اختیار ہو چاہے بیع کی اجازت دیکر ثمن لے اور چاہے بیع باطل کر کے اپنی چیز واپس کرے اور اگر وہ مشتری کے پاس تلف ہو چکی ہو تو مالک کو اختیار ہی چاہے بائع سے ضمان لے اور اس صورت مین بیع مذکور نافذ ہو جائیگی از جانب بائع بنا بر ظاہر روایت کے اور اسی کو عامہ مشائخ نے لیا ہو کذا فی المحیط ولیکن بائع یعنی ملتقط پر لازم ہوگا کہ مال تاوان یعنی اسکی قیمت سے جسقدر زائد حصہ ثمن اسکو ملا ہو وہ صدقہ کر دے کذا فی فتح القدیر اور چاہے اسکا مالک اسکے مشتری سے اپنی چیز کی قیمت تاوان لے پھر مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا یہ محیط مین ہی ایک شخص نے ایک بکری یا اونٹ پکڑا اور قاضی نے اسکو حکم کیا کہ اسکو نفقہ دے پھر یہ چوپایہ مرگیا پھر اسکا مالک ظاہر ہوا تو ملتقط کو اختیار ہوگا کہ جسقدر اُس نے نفقہ دیا ہو وہ مالک سے واپس لے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور جب لقطہ کی شناخت کرانے کے بعد یہ وقت آیا کہ اب وہ صدقہ کر دیا جائے پس اگر ملتقط خود محتاج ہو تو اسکو روا ہی کہ لقطہ کو اپنی ذات پر خرچ کر ڈالے یہ محیط مین ہی اور اگر ملتقط غنی ہو تو اپنی ذات پر صرف نہ کرے بلکہ کسی غنی کو یا اپنے والدین کو یا فرزند یا زوجہ کو بشرطیکہ فقیر ہون صدقہ دیدے یہ کافی مین ہی اور بعد مدت مذکورہ کے ملتقط غنی کو بھی اپنی ذات پر مال لقطہ امام المسلمین کی اجازت سے بایں وجہ کہ یہ قرضہ ہوگا صرف کر لینا جائز ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اگر کسی نے لقطہ اسباب وغیرہ کے مانند پایا اور باوجود شناخت کرانے کے مالک کو نہ پایا اور وہ محتاج ہوا کہ اُس سے منتفع ہو پس اسکو فروخت کر کے اسکا ثمن اپنی ذات پر صرف کیا پھر اُس نے کچھ مال پایا تو پھر یہ واجب ہوگا کہ جسقدر اس نے خرچ کیا ہو اسکے مثل فقیرون کو صدقہ دیدے یہی محتمل ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور لقطہ امانت ہوتا ہی جبکہ ملتقط نے گواہ کر لیے کہ مین اسکو اسواسطے لیتا ہون کہ حفاظت کر کے اسکے مالک کو واپس دون پس اگر بدون اسکے فعل کے مال لقطہ تلف ہو گیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مالک مال نے اسکے قول کی کہ مین نے اسکو اسواسطے لیا تھا کہ مالک کو واپس کر دون تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر اُس نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو اپنے واسطے لے لیا تھا تو بالاجماع ضامن ہوگا۔ اور اگر اُس نے لینے کے گواہ نہین کر لیے تھے پھر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے اسکو اسکے مالک کو واپس دینے کے واسطے لے لیا تھا اور مالک نے اس کے قول کی تکذیب کی تو امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ضامن ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر اسوجہ سے اُس نے گواہ نہین کیے تھے کہ اُسنے اُٹھانے کے وقت کوئی گواہ نہین پایا یا اسکو خوف ہوا کہ گواہ کرانے سے اُس سے کوئی ظالم لے لے گا پس اُس نے گواہ کرانا چھوڑ دیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر اُس نے گواہ کو پایا پھر گواہ نہ کیا یہانتک کہ وہان سے تجاوز کر گیا تو ضامن ہو گیا اسلیے کہ اُس نے باوجود قدرت کے گواہ کر لینا ترک کیا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر گواہ کر لیے کہ مین نے لقطہ اُٹھایا ہی یا کم

ف یعنی اتنی مدت تک شناخت کراوے کہ لقطہ کے مالک کی جستجو کرنے سے نا امید ہو جاوے ۱۲

جانور پایا ہو یا کہا کہ میرے پاس لقطہ ہی تو جسکو تم لقطہ ڈھونڈھتا پاؤ اسکو میری طرف راہ بتلانا پھر جب اسکا مالک اُسکے پاس آیا تو اُسنے کہا کہ تلف ہوگیا تو اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور اسپر ضمان کچھ نہوگی اور اگر اُس نے دو یا تین لقطہ پائے اور شناخت کرانے مین اسی قدر کہا کہ جسکو لقطہ ڈھونڈھتا دیکھو اسکو میری طرف راہ بتلا دینا تو یہ سب کے واسطے شناخت کرانا ہو جائیگا اور اگر سب اُسکے پاس تلف ہو گئے تو اسپر کسی کی ضمان واجب نہوگی۔ اور فتاوے اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ اگر لقطہ کسی راستہ یا جنگل مین پایا اور لیتے وقت کسی ایسے کو نہ پایا کہ گواہ کرے تو فرمایا کہ جب کسی ایسے کو پاوے جو گواہ ہو تو اُسکو گواہ کرے پس ایسا کر لینے سے ضامن[1] نہ ہوگا یہ محیط مین ہی اور ملتقط ضامن نہ ہوگا الا اُس صورت مین کہ بیجا[2] اُسکو تلف کرے یعنی باقی نہ رکھا ہو یا مالک کی درخواست کے وقت نہ دے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے لقطہ پایا تھا وہ میرے قبضہ مین تلف ہوگیا حالانکہ مین نے اسکو اسواسطے لیا تھا کہ اسکے مالک کو واپس کردون اور مین نے اسپر گواہ کر لیے تھے اور اسکا مالک کہتا ہی کہ وہ لقطہ نہ تھا مین نے خود اسکو وہان رکھ دیا تھا کہ لوٹ کر لے لونگا پس اگر وہ جگہ جہان سے پایا ہی ایسی جگہ ہو کہ اُسکے قریب مین کوئی نہ ہو یا راستہ ہو تو قول ملتقط کا قبول ہوگا بشرطیکہ وہ قسم کھا جاوے کہ میرے پاس تلف ہوگیا ہی اور اگر معلوم نہو کہ اسکا اصل قصہ کیا ہی تو ملتقط ضامن ہوگا۔ اور اگر ملتقط نے کہا ہو کہ مین نے اسکو راستہ پر سے لے لیا تھا اور مالک نے کہا کہ تو نے اسکو میرے گھر سے لے لیا ہی تو ملتقط ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر اُس نے لقطہ کو کسی قوم کے دار مین یا انکی دہلیز مین یا خالی دار مین پایا ہو تو ضامن ہوگا جب کہ اُسکا مالک یون کہے کہ مین نے اسکو وہان رکھ دیا تھا تاکہ لوٹ کر لے لونگا۔ اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر مالک نے کہا کہ تو نے اسکو مجھ سے غصب کر کے لیا ہی اور ملتقط نے کہا کہ وہ لقطہ تھا اور مین نے اسکو تیرے واسطے لیا ہی تو ملتقط ضامن ہی اور اسمین کوئی تفصیل نہین فرمائی ہی۔ اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ مین لقطہ ہو اور اسکا کسی نے دعوی کیا اور اسپر گواہ قائم کیے اور ملتقط نے اسکا اقرار کیا یا نہین اقرار کیا ولیکن یہ کہا کہ مین تجھے اسکو واپس نہ دونگا الا قاضی کے حضور مین تو اسکو ایسا اختیار ہی اور اگر ایسی حالت مین اسکے پاس وہ تلف ہوگیا تو اسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور اگر کسی مسلمان کے قبضہ مین لقطہ ہو اور کسی نے اُسکا دعوی کر کے دو کافر گواہ قائم کیے تو ایسی گواہی قبول نہوگی اور اگر لقطہ کسی کافر کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو بھی قیاساً یہی حکم ہی اور استحساناً گواہی قبول ہوگی اور اگر

---

[1] مترجم کہتا ہی کہ یہ نہ معلوم ہوا کہ اسکا حال دونون وقتون مین کونسا ہے آیا وہ ہے کہ جب وہ ضامن ہونے کے ساتھ متصف ہوگا اور ظاہر یہ کہ نہوگا اور اسوقت تک کہ وہ کسی شخص کو پاوے اور اسپر گواہ کرے اسکا حکم موقوف رہیگا پس گویا وہ دو صورتون مین سے ایک صورت ہی ۱۲

[2] یعنی شرعاً جواز نہو پس وارد نہوگا بحکم قاضی اسکو فروخت کر دینا وغیرہ قولہ وقت طلب مالک کو نہ دے یعنی بیوجہ شرعی پس وارد نہوگا نفقہ کیواسطے روک لینا وغیرہ ۱۲

کافر و مسلمان کے قبضہ میں ہو تو دونوں کافروں کی گواہی قیاساً انمیں سے کسی پر جائز نہ ہوگی اور استحساناً کافر پر
جائز ہو جائیگی اور جو کچھ کافر کے قبضہ میں ہے اُسکی نسبت مدعی کیواسطے حکم دیدیا جائے گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر زید نے
لقطہ کا اقرار عمرو کے واسطے کیا پھر خالد نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے تو اس لقطہ کی ڈگری خالد کے نام ہو جائیگی
یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی نے لقطہ کا دعوی کیا اور اُسکے علامات ٹھیک بیان کر دیے تو ملتقط کو
اختیار ہے چاہے اسکو دیکر اُس سے کفیل لے لے اور چاہے اُس سے گواہ طلب کرے یہ سراجیہ میں ہے۔ اور
اگر علامات بیان کرنے پر ملتقط نے اسکو دیدیا پھر دوسرے نے آکر گواہ قائم کیے کہ وہ میرا مال ہے پس اگر وہ لقطہ
شخص اول کے ہاتھ میں ویسا ہی موجود ہو تو مدعی یعنے گواہ قائم کرنے والا جو اُسکا مالک ہے اول سے اُسکو
لے لیگا اگر قادر ہوا اور کسی پر ضمان نہ ہوگی اور اگر وہ اول کے پاس تلف ہو گیا ہے یا مالک کو اُس سے
لے لینے کی قدرت نہ ہوئی تو مالک کو اختیار ہے چاہے ملتقط سے تاوان لے یا اُس لینے والے سے ضمان لے
اور کتاب میں مذکور ہے کہ اگر ملتقط نے بحکم قاضی شخص اول کو دیا ہو تو اسپر ضمان نہوگی اور اگر بغیر حکم قاضی
دیا ہو تو ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ملتقط نے کسی کے واسطے لقطہ کا اقرار کیا اور بغیر حکم قاضی
اسکو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ وہ میرا ہے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس سے چاہے
تاوان لے اور اگر بحکم قاضی دیا ہو تو ایک روایت کے موافق ضامن نہ ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ امام
ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ سراجیہ میں ہے۔ ایک نے شناخت کرانے کے واسطے لقطہ
اُٹھا لیا پھر اسکو جہاں سے اُٹھایا تھا وہیں ڈال دیا تو کتاب میں مذکور ہے کہ وہ ضمان سے بری ہو جائے گا اور
یہ تفصیل نہیں ہے کہ وہاں سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے گیا پھر وہیں لاکر ڈال دیا یا وہیں اُٹھایا اور بدون
اس جگہ سے تحویل کے وہیں ڈال دیا اور فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تاوان سے بری جب ہی ہوگا
کہ بدون اس جگہ سے تحویل کے وہیں ڈالدیا ہو اور اگر بعد اسکے جگہ سے تحویل کرنے کے وہیں لاکر ڈال دیا ہو
تو ضامن ہوگا اور حاکم شہید رحمہ اللہ تعالی نے بھی مختصر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اُس نے
شناخت کرانے کے واسطے اُٹھایا ہو یعنے مالک کو دینے کے واسطے لیا ہو اور اگر اپنے کھا جانے کے واسطے
لیا تو ضمان سے بری نہ ہوگا تاوقتیکہ اُسکے مالک کو نہ دیدے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے وہ لقطہ کوئی گھوڑا تھا کہ اُسپر سوار ہوا
پھر اُس سے اتر کر اسکی جگہ اسکو چھوڑ دیا تو بنابر قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے ضامن ہوگا اور اسی طرح
اگر لقطہ کوئی کپڑا ہو کہ اُسکو پہنا پھر اُسکو اُتار کر جہاں سے لیا ہے وہیں رکھ دیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور یہ
اسوقت ہے کہ کپڑے کو اسطرح پہنا ہو کہ جیسے عادت کے موافق پہنا کرتے ہیں اور اگر ایسا نہ کیا مثلاً قمیص تھی کہ اسکو
اپنے کندھے پر ڈال لیا پھر اُسکو جہاں سے لیا ہے وہیں ڈالدیا تو ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر انگوٹھی ہو کہ
اسکو خواہ داہنے ہاتھ کی یا بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنا پھر اُتار کر وہیں ڈالدی تو ایسا ہی اختلاف ہے
اور اگر اسکو سواے چھنگلیا کے کسی اور انگلی میں پہنکر اُتار کر وہیں ڈالدی بالاتفاق ضامن نہوگا اور اگر نیچے

کی انگوٹھی پر یہ انگوٹھی مہر کی پہنی اور چھنگلیا ہی میں پہنی پس اگر یہ شخص معروف ہو کہ وہ خاتم سے تختم کرتا ہے تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور اگر ایسا نہو در صورتیکہ بدون تحویل کے وہیں اُتار کر ڈالدی ہے تو بالاتفاق ضامن نہوگا اور اسی طرح اگر پرتلے کے ساتھ گردنمیں تلوار ڈالی جیسے تلوار بدن پر لگالینے کا دستور ہے پھر اُتار کر وہیں ڈالدی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور اسی طرح اگر وہ ایک تلوار لگائے ہو پھر اُس نے یہ تلوار بھی جیسے لگائی جاتی ہے اپنے بدن پر سج لی تو یہ بھی استعمال قرار دیا جائے گا اور وہی اختلاف مذکور جاری ہوگا اور اگر وہ دو تلوار ڈالے ہو پھر اُسنے یہ تیسری تلوار لقطہ کی بھی سج لی پھر اُتار کر وہیں ڈال دی تو بالاتفاق[ع] ضامن نہوگا ۔ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مقبرہ میں جلانے کی لکڑیاں پڑی ہوں تو آدمی کو روا ہے کہ وہاں سے اُٹھا لاوے اور یہ اسوقت ہے کہ خشک ہوں اور اگر گیلی ہوں تو مکروہ ہے۔ اور جن دنوں کرم پیلہ سے قز تیار کی جاتی ہے اگر ان دنوں راہ میں شہتوت کے درخت کے پتے پڑے ہوں تو اسکو لے لینا روا نہیں ہے اگر لیگا تو ضامن ہوگا۔ اسواسطے کہ یہ چیز مالک منتفع ہے اور اگر ایسے درخت کے پتے راہ میں گر پڑے ہوں کہ اسکے پتوں سے انتفاع حاصل نہیں کیا جاتا ہے تو اسکو لے سکتا ہے۔ ایک نے اپنی مردار بکری راہ میں ڈالدی پھر کسی نے آکر اُسکی پشم نوچ لی تو اُسکو روا ہے کہ اُس سے انتفاع حاصل کرے ولیکن اگر اسکے بعد اُس بکری کا مالک آیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اپنی بکری کا یہ صوف جو اُسکے پاس ہے لے اور اگر اُس نے اس مردار بکری کی کھال کھینچکر اُسکی دباغت کر لی ہو پھر اسکے بعد بکری کا مالک آیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ کھال لے لے اور جو کچھ دباغت سے زیادتی ہوئی ہے اسقدر دیدے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ خربوزوں کی فالیز[ف] اُجاڑ ہو چکی ہے اسمیں کچھ خربوزے جھڑوتار ہگئے ہیں پس انکو لوگوں نے جس نے پایا لے لیا تو فقیہ ابو بکر نے فرمایا کہ اگر فالیز والوں نے انکو چھوڑ دیا ہے کہ جسکا جی چاہے لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک شخص نشہ میں ایسا چور ہے کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہے راستہ میں سو گیا پس اُسکا کپڑا[ع] راہ میں گر پڑا پس کسی نے آکر وہ کپڑا اُٹھا لیا تاکہ حفاظت کرے تو اُسپر ضمان نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ کپڑا بمنزلہ لقطہ کے ہے اور اگر اُسکے سر کے نیچے سے کپڑا نکال لیا یا اُسکے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار لی یا اُسکی کمر سے ہمیانی کھول لی یا اُسکی آستین سے درم نکال لیے درحالیکہ وہ اس چیز کے ضائع ہو جانے کا گمان کرتا تھا پس بدین خیال اُس نے اس غرض سے لے لیے کہ اُسکی حفاظت کرے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر چکی گھر میں چکی کی گرد اُڑان کا آٹا جمع ہو گیا یعنے پیسنے میں جیسے ہوا سے

ف بیلدار درخت کی شاخوں و بیلوں کو بوتے ہیں جیسے شاخ کدو و خربوزہ وغیرہ ۱۲ منہ

ع اسواسطے کہ تین تلوار باندھنے کا دستور نہیں ہے ۱۲ ع ریشم کے کپڑے ۱۲

در و دیوار پر تیل گر و کے جمجا تا ہی تو بعض نے فرمایا کہ یہ آٹا جکی گھر کے مالک کا ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اسکو لینے واسطے ہے لینے کا اختیار نہین ہی یہ اُسکا ہوگا جس نے پیش دستی کرکے سب سے پہلے اسکو جھاڑ لیا ہی۔ اور تیل والون کے یہان جو ناپ کے کپے سے قطرہ قطرہ ٹپک کر جمع ہو جاتا ہی اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ ناپ کے کپے سے اوپر سے ٹپک کر جمع ہوا ہی تو یہ تیل والے کا ہوگا اسواسطے کہ وہ بیع مین داخل نہین ہوا تھا اور دوم یہ کہ کپے مذکور کے اندر سے یا اندر و باہر دونون سے ٹپک کر جمع ہوا ہی یا نہین معلوم کہ کیونکر جمع ہوا ہی تو اسمین یہ حکم ہی کہ اگر تیل والے نے مشتری کے لیے کچھ قدر قلیل بڑھا دیا ہو تو جو کچھ ٹپک کر جمع ہوا ہی یہ تیلی کا ہوگا اور اگر کچھ نہین بڑھایا ہی تو یہ مجموعہ اس تیلی کو حلال نہ ہوگا اسکو صدقہ کرے اور اُس سے نفع حاصل نہ کرے الا آنکہ محتاج ہووے۔ ایک قوم نے جنگل کے راستہ مین ایک اونٹ ذبح کیا ہوا پایا پس اگر انکے گمان مین یہ بات آئی کہ اُس کے مالک نے اُسکو لوگون کے واسطے مباح کر دیا ہی تو اُسکے لینے اور کھانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی۔ ایک شخص نے اپنا اونٹ ذبح کرکے اسکے لوٹ لینے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہی۔ ایک نے شکر لٹائی اور وہ دوسرے کی گود مین گری اور اُسکی گود سے ایک نے لے لی تو اُسکو لینا روا ہی جبکہ اس شخص نے اپنی گود اسواسطے نہ پھیلائی ہو کہ اسمین شکر آکر گرے اور اگر اُس نے اپنی گود اس غرض سے پھیلائی ہو کہ اسمین شکر آکر گرے تو دوسرا اسکے لے لینے سے اُسکا مالک نہ ہوگا۔ ایک نے دوسرے کو درم دیے کہ عروسی شادی وغیرہ مین لٹاوے پس اُس نے لٹائے تو لٹانیوالیکو روا نہین ہی کہ خود بھی لوٹے اور اگر مامور نے دوسرے کو دیدے کہ تو لٹاوے تو مامور دوم کو نہین روا ہی کہ تیسرے کو دیوے اور نہ یہ روا ہی کہ اپنے واسطے کچھ رکھ چھوڑے اور شکر کی صورت مین مامور کو روا ہی کہ لٹانے کے واسطے دوسرے کو دیدے اور یہ بھی روا ہی کہ اپنے واسطے کچھ رکھ لے اور جب مامور دوم نے اسکو لٹایا تو مامور اوّل کو روا ہی کہ خود لوٹے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے چھت پر ایک طشت رکھا اور اُسمین بارش کا پانی جمع ہو گیا اور دوسرے شخص نے آکر اُس پانی کو نکال لیا پھر دونون نے جھگڑا کیا پس اگر مالک طشت نے اپنا طشت اسی واسطے رکھا تھا تو پانی اُسی کا ہوگا کیونکہ اُسکے حرز مین وہ محرز[1] ہوگیا اور اگر اُس نے طشت اسواسطے نہین رکھا تھا تو پانی اُس لینے والے کا ہوگا اسواسطے کہ آب مذکور مباح غیر محرز تھا۔ زید و عمرو ہر ایک کے پاس مثلجہ[2] ہی پس زید نے عمرو کے مثلجہ سے برف لیکر اپنے مثلجہ مین داخل کیا پس اگر عمرو نے یہ جگہ برف جمع ہونے کے واسطے بنائی ہو بدون اسکے کہ اسمین جمع کرنے کی حاجت ہو تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ زید کے مثلجہ سے یہ برف واپس لے بشرطیکہ اُس نے دوسری برف سے خلط نہ کر دیا ہو یا اُسکی قیمت اس

[1] احراز کردہ شدہ و محفوظ ۱۲ منہ [2] برف خانہ کو کہتے ہین

روز کی لیوے جسروز اُسنے دوسری برف مین خلط کیا ہے اور اگر عمرو نے یہ مقام برف جمع ہونے کے واسطے نہ بنایا ہو بلکہ یہ مقام ایسا ہو کہ اسمین خود برف جمع ہو جاتا ہو پس زید نے عمرو کے اس مقام سے نہ اسکے شلجہ سے یہ برف لے لیا تو یہ برف زید کا ہو جائیگا اور اگر اسکو عمرو کے شلجہ سے لیا ہو تو غاصب ہوگا پس عمرو کو اسکا برف بعینہ واپس کر دیا جائے گا بشرطیکہ زید نے اسکو دوسری برف مین خلط نہ کیا ہو اور اگر دوسری برف مین خلط کر دیا ہو تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتاوے کبری مین ہے۔ زید ایک قوم کی اراضی مین داخل ہوا کہ وہان سے گوبر و کاہ جمع کرتا ہے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی زمین مین گھاس چھیل لینے کے واسطے داخل ہوا یا بالیان چننے کے واسطے جنکو صاحب اراضی چھوڑ گیا ہے اور اسکا چھوڑ دینا مثل اباحت کے ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے اور بعض نے فرمایا کہ اگر یہ اراضی یتیمون کی ہو اور حالت یہ ہو کہ اگر وہ اس کام کے واسطے اجرت پر مقرر کیا جاتا تو بعد ادائے اجرت کے یتیم کے واسطے کچھ باقی رہتا ہو اور یہ ظاہر ہو تو ان بالیون کا اسطرح چھوڑ دینا روا نہین ہے اور اگر اسمین سے کچھ بچتا نہ ہو یا بہت کم بچتا ہو کہ اسکے واسطے قصد نہین کیا جاتا ہے تو اُس کے چھوڑ دینے مین مضائقہ نہین ہے اور دوسرے کو انکے چن لینے مین بھی مضائقہ نہین ہے تختہ زمین بلا زراعت و عمارت خالی پڑا ہے جس مین اہل کوچہ مٹی و گوبر و راکھ وغیرہ ڈالتے ہین چنانچہ اسکا ایک ڈھیر وہان جمع ہو گیا پس اگر اصحاب کوچہ نے ان چیزون کو بطور پھینکدینے کے ڈال دیا ہو اور اس زمین کے مالک نے یہ زمین اسی واسطے مقرر کر دی ہو تو یہ کھاد سب اُسی کی ہوگی اور اگر مالک زمین نے اسواسطے مقرر نکی ہو تو جو شخص اسکو پہلے اُٹھالے اُسی کی ہو جائیگی۔ جنگلی کبوتر ایک شخص کے دار مین رہنے لگا اور وہان اُس نے بچے دیے اور ایک شخص دیگر نے آکر یہ بچے لے لیے پس اگر مالک دار نے دروازہ بند کر دیا اور سوراخ دیوار چھوپ دیا ہو تو یہ بچہ مالک مکان کے ہونگے اور اگر مالک مکان نے ایسا نہ کیا ہو تو جس نے لے لیے اُسی کے ہو گئے۔ اور اگر کسی کے پاس کبوتر ہون اور انمین ایک اور کبوتر آیا اور بچے ہوئے تو یہ بچے اسکے ہونگے جسکی مادہ یعنی کبوتری ہے۔ اور کبوترون کا رکھنا مکروہ ہے اگر لوگون کو مضرت پہونچاتے ہون اور جس نے کسی آبادی مین برج کبوتران بنائے یعنے خانون مین پالے ہون تو چاہیے کہ انکی حفاظت کرے اور انکو دانہ دیے جاوے اور بغیر دانہ نہ چھوڑے حتی کہ وہ لوگون کو ضرر نہ پہونچانے پاوین۔ اور اگر انمین کسی دوسرے کے پالو کبوتر ملگئے تو اسکو نہ چاہیے کہ انکو پکڑ لے اور اگر پکڑ لیا تو اسکے مالک کو تلاش کرے اور اگر اُس نے نہ پکڑے ولیکن یہ اسکے یہان رہنے اور بچے دیئے پس اگر غیر کی کبوتری ہو تو ان بچون سے تعرض نہ کرے

اسواسطے کہ یہ غیر کے ہیں اور اگر کبوتری اُسی کی ہو اور نر غیر کا ہو تو بچہ اُسی کے ہونگے اسواسطے کہ انڈے و بچے اُسکے ہوتے ہیں جسکی کبوتری ہو اور اگر اُس نے نہ جانا کہ میرے کبوتروں کے بیچ میں کوئی اجنبی کبوتر ہے تو اسپر کوئی گناہ نہیں ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور جس مے باز یا جرہ و غیرہ کے مانند کسی پرند کو شہر یا سواد شہر میں پکڑا اور اُسکے پانوں میں چھلے یا گھنگرو وغیرہ ایسی چیز ہے اور وہ پہچانا جاتا ہے کہ پالو ہے تو چاہیے کہ اُسکی شناخت کرادے تاکہ اُسکے مالک کو واپس کر دے اور اسی طرح اگر ہرن پکڑا جسکی گردن میں پٹہ پڑا ہے تو اسکا بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک نے ایک دار چند سال معلومہ کے واسطے مقاطعہ پر لیا اور اسمیں سکونت اختیار کی اور اسمیں بہت سا گوبر جمع ہو گیا اور اسکو مقاطع نے جمع کیا ہے تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ گوبر اسکا ہوگا جس نے مکان مذکور اسی واسطے رکھا ہے اور اگر اُس نے ایسا نہیں کیا ہے تو جس نے پہلے اسکو لے لیا اسی کا ہوگا اور امام ابو علی سغدی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ اسی کا ہوگا جس نے پہلے اسکو لے لیا اگرچہ اُس نے یہ مقام اپنے واسطے اسلیے نہ مہیا کیا ہو جیسے کہ فرمایا کہ اگر کسی نے ایک چہار دیواری بنا دی اور ایک ایسی جگہ مقرر کردی کہ جہاں جانور جمع ہوا کرتے ہیں تو اُسکا گوبر اُسی شخص کا ہوگا جو پہلے لے لے۔ ایک شخص کا ایک دار ہے کہ اسکو اجارہ پر دیا کرتا ہے پھر کوئی آدمی آیا اور اس دار میں اپنا اونٹ باندھ دیا اور وہاں اسکی لید کثرت سے جمع ہوئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مالک دار نے برجہ اباحت اُسکو چھوڑ دیا ہے اور یہ اُسکی راے نہیں تھی کہ یہاں گوبر میرے واسطے مجتمع ہو تو جس نے اُسکو لے لیا ہے وہی اُسکا مستحق ہوگا اسواسطے کہ وہ مباح ہے اور اگر مالک دار کی راے یہ تھی کہ گوبر و لید جمع کرے تو اسکا مستحق وہی مالک دار ہے۔ ایک عورت نے اپنی چادر ایک مقام پر رکھدی پھر دوسری عورت آئی اور اُس نے بھی چادر وہاں رکھی پھر پہلی عورت آئی اور دوسری عورت کی چادر اُٹھائے لیے چلی گئی تو دوسری عورت کو روا نہیں ہے کہ پہلی عورت کی چادر سے جو بجاے اسکی چادر کے وہاں ہے انتفاع حاصل کرے اسواسطے کہ یہ انتفاع بملک غیر ہے اور اگر اُسکو منظور ہوا کہ اس سے انتفاع حاصل کرے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ عورت مذکورہ اس چادر کو اپنی دختر کو بشرطیکہ فقیرہ ہو اس نیت سے صدقہ دیدے کہ اُسکا ثواب اسکی مالکہ عورت کو ہووے بشرطیکہ وہ اس صدقہ پر راضی ہو جاوے پھر دختر مذکورہ اس چادر کو اپنی اس ماں کو ہبہ کرے پھر اُس سے انتفاع حاصل کر سکتی ہے اور اگر دختر مذکورہ تونگر ہو تو اسکو انتفاع حاصل کرنا حلال نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کسی کا جوتا اس طرح بدل گیا اور بجاے اسکے دوسرا چھوڑ گیا تو اسمیں بھی ایسا ہی حکم ہے۔ کسی شخص نے پڑی چیز یعنے لقطہ پایا پھر وہ اسکے پاس سے بھی ضائع ہو گیا پھر اُس نے کسی دوسرے کے پاس اسکو پایا تو اسکو اس دوسرے کے ساتھ کسی خصومت کا اختیار نہیں ہے۔ کوئی مسافر کسی شخص کے مکان میں مرگیا اور اسکا

کوئی وارث معروف نہیں ہو اور مرنے پاس اس نے اپنا اسقدر مال چھوڑا کہ پانچ درم کے مساوی ہو۔ اور مالک مکان مرد فقیر ہو تو مالک مکان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس مال کو اپنی ذات پر صدقہ کرے اسواسطے کہ یہ مال بمنزلۂ لقطہ کے نہیں ہو ایک شخص کہیں چلا گیا حالانکہ وہ اپنا مکان کسی شخص کے قبضہ مین اس غرض سے دے گیا کہ اسکی تعمیر کرے اور اسکو مال دے گیا کہ اسکو حفاظت سے رکھے پھر یہ شخص جو دے گیا ہو مفقود[1] ہوگیا تو جسکو دے گیا ہو اسکو یہ اختیار ہو کہ اس مال کو حفاظت سے رکھے اور یہ اختیار نہیں ہو کہ مکان مذکور کی تعمیر کرے الا باجازت[2] حاکم یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اور فقیہ ابو اللیث رح نے عیون مین ذکر فرمایا ہو کہ اگر کسی نے اپنا جانور بطور سانڈ کے چھوڑ دیا پس اسکو کسی شخص نے پکڑ لیا اور اسکی اچھی طرح اصلاح کی پھر چھوڑنے والا آیا اور اسکو لینا چاہا تو دیکھا جاوے کہ اگر اُس نے چھوڑنے کے وقت یون کہا کہ یہ جانور مین نے اس شخص کا کر دیا جو اسکو پکڑے تو یہ شخص اسکو اب نہیں لے سکتا ہو اور اگر اُس نے یہ نہیں کہا تھا یعنے ایسا لفظ نہیں کہا تھا جس سے پکڑنے کی ملک اسکی طرف سے ثابت ہو جاوے تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اُس سے لے لے اور اسی طرح اگر کسی نے اپنا شکار چھوڑ دیا تو بھی یہی حکم ہو ایسا ہی بعضے مشائخ نے ذکر فرمایا ہو اور اگر دونون نے اختلاف کیا یعنے چھوڑنے والے نے کہا کہ مین نے کچھ نہیں کہا تھا اور پکڑنے والے نے کہا کہ اُس نے کہا تھا کہ جو پکڑے مین نے اُسی کا کر دیا تو اس صورت مین قسم کے ساتھ قول مالک کا قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو

کتاب الاباق

قال المترجم اباق غلام کا مولے کے پاس سے بھاگ جانا ایسا غلام آبق کہلاتا ہو اور جو شخص اس غلام کو پکڑ لاوے بدین غرض کہ اُسکے مالک کو واپس کر دے اسکا یہ فعل اچھا ہو اور نیز مولے پر لازم ہو کہ ایسے لانے والے کو مال معلوم دیدے جسکو جعل کہتے ہین اور تفصیل آگے آتی ہو فانتظر۔ جو شخص غلام آبق کو پاوے اگر اسکو پکڑ سکے تو پکڑ لینا اولے وافضل ہو کذا فی السراجیہ۔ پھر پکڑنے والے کو اختیار ہو چاہے اسکو اپنی حفاظت مین رکھے بشرطیکہ اسپر قادر ہو اور چاہے اسکو امام کو دیدے پس اگر اُس نے امام کو دینا چاہا تو امام اس غلام کو اُس سے قبول نہ کرے گا مگر جبکہ وہ گواہ قائم کرے اور جب اُس نے گواہ قائم کر دیے اور امام نے قبول کر لیا تو امام اس غلام کو بغرض تعزیر کے قید خانہ مین رکھے گا اور بیت المال سے اسکو نفقہ دیگا یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر پکڑنے والے نے اسکو

[1] مفقود جسکا پتہ نہ معلوم ہو کہ کہان ہو مرگیا ہو یا زندہ ہو ۱۲ منہ [2] چنانچہ اگر حاکم نے اجازت دیدی تو ضامن نہ ہوگا ۱۲ منہ [3] اور گواہ دوسرے کے ۱۲

بسبب اختیار حاصل کے موافق قول بعض مشائخ کے اپنے پاس رکھا اور سلطان کو نہ دیا اور اپنے پاس سے اسکو نفقہ دیا تو جب اسکا مالک حاضر آوے تو اُس سے اپنا نفقہ واپس لیگا بشرطیکہ قاضی کے حکم سے اسکو نفقہ دیا ہو ورنہ واپس نہیں لے سکتا ہے اور یہی مختار ہے یہ غیاثیہ میں ہے اور بھٹکے ہوے میں یعنے جو راہ بھول گیا ہو اور بھٹکتا پھرتا ہو اسمیں اختلاف ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ اسکا پکڑ لینا بھی افضل ہے اور بعض نے کہا کہ اسکا نہ پکڑنا افضل ہے۔ اور اگر وہ امام کے پاس لایا جاوے تو امام اسکو قید نہ رکھیگا اور اگر اسکی ذات سے کوئی منفعت ہووے تو اسکو اجارہ پر دیدے اور اسکی اُجرت میں سے اسکی ذات پر خرچ کرے کذا فی التبیین اور اسکو فروخت نہ کرے گا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور حاکم شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے کافی میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک غلام آبق کو پکڑ لایا اور سلطان نے اسکو لیکر قید رکھا پھر کسی نے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام اُس مدعی کا ہے تو فرمایا کہ سلطان اُس سے یہ قسم لیکر کہ میں نے اسکو فروخت نہیں کیا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے اسکو دیدے اور میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ اُس سے کفیل مانگے ولیکن اگر قاضی نے اُس سے کفیل لے لیا تو قاضی اس فعل سے بدکردار بھی نہو گا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور یہ امر امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر نہیں فرمایا کہ آیا قاضی اس مدعی کے مقابلہ میں کوئی خصم قائم کرے گا یا نہیں اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہے کہ مشائخ نے اسمیں خلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ قاضی اسکے مقابلہ میں ایک خصم قائم کرے اُس کے روبرو گواہوں کی سماعت کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ بدون اسکے کہ قاضی اسکے مقابلہ میں خصم قائم کرے اس گواہی کی سماعت کرے گا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور غلام نے خود اقرار کیا کہ میں اسکا غلام ہوں تو فرمایا کہ قاضی اس مدعی کو دیکر اُس سے کفیل لے لیگا۔ اور اگر غلام مذکور کا کوئی خواستگار نہ آیا تو فرمایا کہ اگر زمانہ دراز گذر جاوے تو امام اسکو فروخت کردے اور اسکا ثمن رکھ چھوڑے یہانتک کہ اسکا خواستگار آوے اور گواہ قائم کرے کہ یہ میرا غلام ہے پس امام اس ثمن کو اسکو دیدے گا اور امام نے جو بیع کر دی ہے وہ نہ ٹوٹیگی اور جب تک امام اسکو قید رکھے تو بیت المال سے اسکا نفقہ دے پھر جب اسکا مالک آوے تو اس سے لے لے یا اگر فروخت کردے تو اسکے ثمن سے نکال لے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور بھاگنے والا غلام بسبب خوف اباق کے اجارہ پر نہ دیا جاوے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر غلام آبق بغیر حکم قاضی کے بوجہ اقرار غلام کے یا بسبب بیان علامات کے کسی خواستگار کو دیدیا گیا پھر کوئی دوسرا اُسکا مستحق ثابت ہوا تو مستحق مذکور دیدینے والے سے تاوان لیگا پھر دینے والے نے جسکو دیا ہے اس سے واپس لے گا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور آبق کا پھیر لانے والا ہمارے نزدیک استحساناً جعل[1] کا مستحق ہوتا ہے کذا فی الکافی پس جو شخص کہ آبق غلام کو مدت

---

[1] غلام مفرور کی عوض جو انعام و مزدوری وغیرہ ہو ۱۲

۱۸

سفر یعنی تین روز کی راہ سے پھیر لایا وہ چالیس درم جعل کا مستحق ہے اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے کم ہو اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالے و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص شہر میں یا شہر سے باہر سے مدت سفر سے کم مسافت سے آبق کو پکڑ لایا تو بقدر مشقت و مقام کے جعل کا مستحق ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ رضخ واجب ہوگا یہ فتاوے غنایہ میں ہے پھر جب کہ رضخ واجب ہوا پس اگر پھیر لانے والا اور جسکے پاس پھیر لایا ہے دونوں نے کسی قدر پر باہم رضامندی سے قرار داد کر لی تو پھیر لانے والے کو اسی قدر ملیگا اور اگر دونوں نے قاضی کے پاس جھگڑا پیش کیا تو قاضی بقدر دوری مقام کے رضخ کی مقدار مقرر کرے گا ایسا ہی ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا ہے اور اسکی تفسیر یہ ہے کہ تین روز کی راہ سے پھیر لانے والے کے واسطے چالیس درم واجب ہوتے ہیں پس بمقابلہ ہر روزہ مسافت کے تیرہ درم و ایک تہائی درم ہوا پس اگر ایک روز کی راہ سے لایا ہے تو اسی قدر واجب ہونگے اور کتاب میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور ینابیع میں مذکور ہے کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ یہ امام کی رائے پر ہے اور یہ آسان ہے بحسب اعتبار و آثار میں مذکور ہے کہ یہی صحیح ہے اور غنایہ میں ہے کہ اسی پر فتوے ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے امام محمد رحمہ اللہ تعا نے اصل میں فرمایا کہ غلام صغیر کے واپس لانے کا حکم مثل غلام بالغ کے واپس لانے کے ہے کہ اگر صغیر کو سفر کی دوری سے واپس لایا تو چالیس درم واجب ہونگے اور اگر سفر سے کم دوری سے لایا تو رضخ واجب ہوگا ولیکن اگر غلام بالغ کے لانے میں مشقت زیادہ ہو تو بالغ کا رضخ بہ نسبت صغیر کے زیادہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم صغیر میں مذکور ہے یہ ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب صغیر ایسا ہو کہ اباق کو سمجھتا ہو اور اگر ایسا صغیر ہو کہ اباق کو نہیں سمجھتا ہے تو راہ بھولا ہوا ہوگا اور راہ بھولے ہوئے کا واپس لانے والا مستحق جعل نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر ایسی باندی واپس لایا جسکے ساتھ صغیر بچہ ہے تو وہ اپنی ماں کے تابع قرار دیا جائے گا پس جعل میں کچھ بڑھایا نہ جائیگا اور اگر یہ بچہ قریب بہ بلوغ ہووے تو اسی درم واجب ہونگے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر آبق دو شخصوں میں مشترک ہو تو اسکا جعل ان دونوں پر بقدر ہر ایک کے حصہ کے ہوگا پس اگر دونوں مالکوں میں سے ایک حاضر ہو اور دوسرا غائب ہو تو جو حاضر ہے جب تک وہ پورا جعل داخل نہ کرے تب تک غلام مذکور نہیں لے سکتا ہے اور جب حاضر نے پورا جعل دیدیا تو اپنے شریک کے حصہ میں متطوع نہوگا بلکہ اُس سے واپس لیگا۔ اور اگر غلام آبق ایک ہی شخص کا ہو مگر پھیر لانے والے دو آدمی ہوں تو اسکا جعل ان دونوں میں بتنصیف ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مالک ایک ہو اور

۱ احسان کنندہ ۱۲ منہ ۲ جسکو گریز پا سکتے ہیں اور ہمارے عرف میں بھگوڑا بولتے ہیں ۱۲ منہ ۳ یعنی نصفا نصف ۱۲

غلام دو ہوں تو پھر دو جعل واجب ہونگے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر غلام آبق کسی شخص پاس رہن تھا تو جعل مرتہن پر واجب ہوگا خواہ راہن کی حیات میں واپس لایا گیا ہو یا اُسکی موت کے بعد پکڑ لایا ہو اور یہ حکم اسوقت ہے کہ غلام مذکور کی قیمت قرضہ کے برابر ہو یا اس سے کم ہو اور اگر اُسکی قیمت بہ نسبت قرضہ کے زیادہ ہو تو بقدر قرضہ کے مرتہن پر اور باقی راہن پر ہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر غاصب نے جو غلام غصب کر لیا ہے اُسکے پاس سے بھاگ گیا اور کوئی اُسکو پکڑ کر واپس لایا تو اُسکا جعل غاصب پر ہوگا اور اگر آبق ایسا غلام ہو کہ اُسکی خدمت کا استحقاق ایک شخص کے واسطے اور رقبہ کی ملکیت دوسرے کے واسطے ہو تو اُسکا جعل اُسی پر ہوگا جو مستحق خدمت ہے پھر جب مدت خدمت گذر جائے تو مستحق خدمت اس جعل کو اُس شخص سے جو رقبہ غلام مذکور کا مالک ہے واپس لیگا یا غلام مذکور اس مال جعل کے واسطے فروخت کیا جائے گا۔ اور جو شخص غلام آبق کو پکڑ کر واپس لایا ہے اُسکو اختیار ہے کہ غلام مذکور کو روک رکھے یہاں تک کہ تمام جعل کو وصول کرے اور اگر غلام مذکور اس پھیر لانے والے کے پاس بعد ازانکہ قاضی نے اُسکو جعل حاصل کرنے تک روک رکھنے کا حکم دیدیا ہے یا قاضی تک مرافعہ کرنے کے قبل ہلاک ہوگیا تو اُسپر ضمان واجب نہ ہوگی اور اُسکا جعل بھی واجب نہ ہوگا۔ اور اگر آبق کے پھیر لانے والے نے مولائے غلام سے بیس درہم پر جعل سے صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر پچاس درہم پر صلح کی حالانکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ جعل چالیس درم ہے تو بقدر چالیس کے جائز اور بڑھتی باطل ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی نے ایک غلام اپنا کسی دوسرے کو مطلقاً ہبہ کیا پھر وہ موہوب لہ کے پاس سے بھاگ گیا پھر کوئی شخص اُسکو گرفتار کرکے واپس لایا تو اُسکا جعل موہوب لہ پر ہوگا اگرچہ ہبہ کرنے والا بعد ازانکہ پھیر لانے والے نے غلام مذکور موہوب لہ کو واپس دیا ہے اپنے ہبہ سے رجوع کرے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص مدبر یا ام ولد کو گرفتار کرکے واپس لایا تو جعل واجب ہوگا بشرطیکہ مولی کی حیات میں واپس لایا ہو اور اگر پہونچنے سے پہلے مولے مر گیا تو واپس لانے والے کے واسطے کچھ نہ ہوگا۔ اور غلام ماذون کے واپس لانے میں بھی جعل واجب ہوگا اور اگر مکاتب بھاگ گیا اور کوئی شخص اُسکو اُسکے مولی پاس واپس لایا تو اسکو کچھ نہ ملے گا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ جامع الفصولین میں مذکور ہے کہ دو شخص ایک غلام کو واپس لائے پس ایک نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اُسکو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا ہے اور دوسرے نے گواہ دیے کہ میں نے اُسکو دو روز کی راہ سے گرفتار کیا ہے تو مولی پر واجب ہوگا کہ روز اول و دوم کا جعل پورا کرے جو دونوں میں مساوی تقسیم ہوگا اور نیابیع میں مذکور ہے کہ اگر ایسا غلام کوئی جنایت کرکے بھاگا ہوا ہو تو انتظار کرکے دیکھا جائے گا کہ مولی کیا اختیار کرتا ہے پس اگر مولی نے فدیہ دینا اختیار کیا تو اُسکا جعل مولی پر واجب ہوگا اور اگر مولی نے تاوان جنایت

1 جب کہ مالک رقبہ ادائے مال سے انکار کرے ۱۲ منہ 2 خلاصہ آنکہ اگر غلام مذکور پھیر لانے والے کے پاس جب کہ اُس نے جعل کے واسطے روک لیا ہے ہلاک ہوا تو ضامن نہ ہوگا خواہ قاضی نے حکم دیا ہو یا مرافعہ نہ ہوا ہو ۱۲ منہ 3 یعنے چالیس سے کم پر ۱۲

میں ہی غلام اس ولی جنایت کو دیدیا تو جعل مذکور ولی جنایت پر ہوگا۔ اور اگر غلام آبق ایسا ہو کہ مولے نے اسکو تجارت کی اجازت دی ہو حالانکہ حالت اجازت کے تجارتی قرضہ میں ڈوبا ہوا ہو تو اسکا جعل اُسکے مولی پر واجب ہوگا ولیکن اگر مولی نے اُس سے انکار کیا تو جعل کے واسطے غلام مذکور فروخت کیا جاوے گا پھر جو کچھ جعل سے بچے وہ قرضخواہوں کو ملے گا۔ اور جامع میں مذکور ہو کہ اگر زید نے اپنا غلام عمرو کے پاس ودیعت رکھا اور اسکے پاس سے بھاگ گیا پھر کوئی گرفتار کرکے لایا اور عمرو نے اُسکا جعل ادا کردیا تو احسان کنندہ ہوگا یعنی زید سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور نیز جامع میں ہو کہ ایک غلام بھاگ گیا پھر اُس نے عمداً کسی کو قتل کیا یا اسپر کچھ قرضہ چڑھ گیا پھر اُسکو کوئی شخص گرفتار کرکے لایا[1] اور اُسی کے پاس غلام مذکور قتل کیا گیا تو وہ جعل کا مستحق نہ ہوگا۔ اور نیز جامع میں مذکور ہو کہ اگر آبق نے گرفتار کرنے والے کے قبضہ میں جنایت کی یا کسیکا مال تلف کردیا پس اگر غلام مذکور قتل کیا گیا یا ولی جنایت کو دیدیا گیا یا مال تلف کرنے میں فروخت کیا گیا تو گرفتار کرنے والا کچھ مستحق جعل نہ ہوگا۔ اور نیز جامع میں ہو کہ اگر گرفتار کرنے والے کے پاس آبق نے جنایت کی مگر خطا سے یا کسی کا مال تلف کردیا پھر مولے نے گرفتار کرنے والے کو بغیر اس امر سے آگاہی کے جعل دیدیا پھر غلام مذکور کو جنایت کے عوض دیدیا پس اگر ارش جنایت اس غلام کی قیمت کے مساوی ہو تو پورا جعل واپس لیگا اور اگر ارش جنایت سے قیمت زیادہ ہو تو جعل میں سے بقدر حصہ جنایت کے واپس لیگا خواہ ادا کیا اُسکے ثمن یا دین یا جنایت سے یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنے باپ یا بھائی یا اور اقربا میں سے کسی کا غلام واپس لایا تو اسکے واسطے جعل واجب نہ ہوگا جبکہ وہ مولاے غلام کے عیال میں سے ہووے اور اگر مولاے غلام کے عیال میں سے نہو تو جعل واجب ہوگا سواے اسکے کہ اگر بیٹا اپنے باپ کا غلام واپس لایا یا جورو و مرد میں سے کوئی دوسرے کا غلام واپس لایا تو اُسکے[2] واسطے مطلقاً جعل واجب نہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر یتیم کا غلام آبق اسکا وصی واپس لایا تو مستحق جعل نہ ہوگا یہ تبیین میں ہو۔ اور سلطان نے اگر غلام آبق کو گرفتار کرکے تین روز کی راہ سے اُسکے مولے کو واپس دیا تو اسکے واسطے جعل نہ ہوگا اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اسی طرح اگر رباہدار و شحنہ و کاروان نے راہزنوں سے مال چھین لیا اور

ف۱ مترجم کہتا ہو اور اگر قتل نہ کیا گیا یہانتک کہ مولے کے پاس پہونچ گیا پس جس صورت میں کہ اُس پر قصاص واجب ہوگا اور اُسکے قتل کا حکم دیا گیا تو لانے والے کے واسطے کچھ حق نہوگا اور وجوب دین کی صورت میں ہوسکے پر مزدوری واجب ہوگی اور قرضخواہوں کو یہ اختیار ہوگا کہ بعوض دین مولے کے یا اس غلام کے داموں میں یہانتک کہ وہ غلام آزاد ہو واللہ اعلم ۱۲ منہ

ف۲ یعنے مولے و محرم ہے ۱۲ ف۳ فتح ۱۲ ف۴ خواہ عیال میں ہو یا نہو ۱۲ ف۵ یعنے اسمیں اختلاف ہے ۱۲

مالک کو واپس کر دیا تو بھی یہی حکم ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کسی کے غلام آبق کو اُس کا وارث تین روز کی راہ لایا تو وارث تین حال سے خالی نہیں یا اول آنکہ اسکا فرزند ہو گا دوم آنکہ فرزند نہیں مگر اُسکے عیال مین سے ہو گا سوم آنکہ اُسکا فرزند نہ ہو گا اور نہ اُسکے عیال مین ہو گا پس اگر تیسری صورت ہو تو اجماع ہے کہ اگر ایسے وارث نے آبق کو گرفتار کر کے مورث کی حیات مین اسکو واپس پہونچا دیا تو اسکے لئے جعل واجب ہو گا اور اجماع ہے کہ اگر اُس نے بعد وفات مورث کے اُسکو گرفتار کر کے پہونچایا تو مستحق جعل نہوگا۔ اور اگر اُس نے مورث کی حیات مین اسکو گرفتار کیا اور اُس کے حیات ہی مین اسکو شہر مین لایا مگر مورث کی وفات کے بعد سپرد کیا تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ و امام محمد رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے فرمایا کہ اُس کے واسطے دیگر وارثان شریک کے حصہ مین جعل واجب ہو گا اور صورت اول و دوم مین کسی حال مین جعل کا مستحق نہ ہو گا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے اگر تجھکو کہین ملے تو اسکو پکڑ لینا پس مامور نے کہا کہ اچھا پس مامور نے اسکو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا اور اسکے مولے کے پاس لایا تو جعل کا مستحق نہوگا اور اگر کسی آبق کو تین روز کی راہ سے پکڑ کر اسکے مولی کو واپس کرنے کے واسطے لایا یہان تک کہ جب اُس شہر مین پہونچا تو ہنوز اسکے مولے تک نہین پہونچانے پایا تھا کہ غلام مذکور اُسکے پاس سے بھاگ گیا پھر کسی اور شخص نے اسکو اسی شہر مین سے گرفتار کیا اور اُسکے مولے کو واپس دیا تو اول کے واسطے کچھ جعل نہ ہو گا اور دوسرا بقدر اپنی مشقت کے رضخ کا مستحق ہو گا۔ اور منتقی مین مذکور ہے اگر کوئی شخص ایک آبق غلام کو تین روز کی راہ سے پکڑ لایا تاکہ اُسکے مولے کو واپس کرے پھر اس سے کسی غاصب نے چھین لیا اور لاکر اسکے مولی کو واپس دیکر جعل لے لیا پھر اول گرفتار کرنے والے نے آکر گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا ہے تو مولائے غلام سے دوبارہ جعل لے لیگا پھر مولاے مذکور غاصب سے جو کچھ اسکو دیا ہے واپس لیگا۔ اور نیز منتقی مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے آبق کو تین روز کی راہ سے گرفتار کیا اور اُسکے مولی کو واپس کرنے کے واسطے لیکر ایک روز چلا تھا کہ غلام مذکور اُسکے پاس سے بھاگا اور اسی شہر کی راہ جس مین اسکا مولے موجود ہے چلا مگر اُسکی نیت مین یہ نہین ہے کہ اپنے مولے کے پاس لوٹ جاؤن حتی کہ ایک روز تک اس راہ پر چلا آیا پھر وہ دوبارہ اسکو پہلے گرفتار کرنے والے نے گرفتار کیا اور تیسرے روز راہ چلکر اُس کے مولی تک لاکر مولی کو سپرد کیا تو لانے والا روز اول اور روز سوم کے جعل کا مستحق ہو گا یعنی تمام جعل مین سے دو تہائی حصہ کا مستحق ہو گا۔ اور اگر ایسا ہوا کہ غلام مذکور گرفتار کرنے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا پھر اُسکو اُسکے مولے نے گرفتار کر لیا یا غلام مذکور

کی راہ میں خود ہی آیا کہ اپنے مولے کے پاس واپس آیا تو گرفتار کرنے والے کو کچھ جعل نہ ملیگا اور اگر غلام مذکور گرفتار کرنے والے سے جدا ہو گیا اور اپنے مولے کی طرف رخ کر کے آیا کہ اسکا ارادہ اباق کا نہ تھا تو اول گرفتار کرنے والے کو ایک روز کا جعل ملیگا۔ اور نیز منتقی میں ہے کہ اگر کسی نے غلام آبق کو گرفتار کر کے ایک شخص کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو لیجا کر اس کے مولے کو واپس دیکر اس سے جعل وصول کر لینا تو یہ جعل اس گرفتار کرنے والے کا ہوگا اور اصل میں مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام کسی شہر کو بھاگ گیا اور کسی نے اسکو گرفتار کیا پھر اس سے کسی شخص نے خریدا اور اسکو اسکے مولے کے پاس لایا تو کچھ جعل کا مستحق نہ ہوگا۔ ولیکن اگر اس نے خرید کے وقت گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اسواسطے خریدتا ہوں کہ اسکے مولے کو واپس دیدوں تو وہ جعل کا مستحق ہوگا ولیکن جو کچھ اسنے ثمن دیا ہے خواہ قلیل یا کثیر اسکو مولی سے واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر گرفتار کنندہ نے اسکو ہبہ کر دیا ہو یا اس کے واسطے اس غلام کی وصیت کر دی ہو یا اس نے میراث میں پایا ہو پھر اسکے مولے کے پاس واپس کرنے لایا تو یہیں وہی حکم ہے جو صورت خرید میں مذکور ہوا ہے یعنی مستحق جعل نہ ہوگا۔ اگر کسی نے ایک غلام آبق گرفتار کیا اور اسکے مولے کو واپس کرنے لایا پھر جب ہی مولی کی نظر اسپر پڑی تو مولے نے اسکو آزاد کر دیا پھر وہ لانے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو لانے والا اسکے جعل کا مستحق ہوگا اور اگر اسی مسئلہ میں مولی نے اسکو مدبر کر دیا ہو تو لانے والا مستحق جعل نہ ہوگا۔ اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو تین روز راہ قطع کر کے لایا اور ہنوز مولے کے پاس نہ پہونچا تھا کہ غلام مذکور اسکے پاس سے بھاگ گیا پھر مولی نے اس غلام کو آزاد کر دیا تو گرفتار کرنے والے کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لانے والا ہو جائے گا اور اگر گرفتار کرنے والا اسکو اسکے مولی کے پاس لایا اور مولے نے اسپر قبضہ کر کے پھر گرفتار کرنے والے کو ہبہ کر دیا تو مولی پر جعل واجب رہیگا اور اگر قبل قبضہ کرنے کے اسکو ہبہ کر دیا ہو تو گرفتار کرنے والے کے واسطے جعل نہ ہوگا۔ اور اگر قبل قبضہ کرنے کے لانے والے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو مولی پر جعل واجب ہوگا۔ شیخ شمس الائمہ حلوائی نے بیان فرمایا ہے کہ واپس لانے والا جبھی جعل کا مستحق ہوتا ہے کہ جب گرفتار کرنے کے وقت اس نے گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اسواسطے گرفتار کرتا ہوں کہ اسکے مولے کو واپس کر دوں۔ اور اگر اس نے اسطرح گواہ لینا ترک کیا ہو تو جعل کا مستحق نہ ہوگا اگرچہ اس کے مالک کو لا کر واپس دے یہ محیط میں ہے۔ اگر غلام آبق گرفتار کرنے والے کے پاس قبل اسکے کہ اس کے مولی کو واپس کرے مر گیا یا بھاگ گیا پس اگر گرفتار کرنے والے نے گرفتار کرنے کے وقت گواہ کر لیے ہوں کہ میں اسکو اسکے مولی کو واپس دینے کے واسطے گرفتار کرتا ہوں

سلہ بھاگتا یعنے بھاگنے کا قصد نہ تھا ۱۲ منہ سلہ یعنے بسبب اسکے آزاد کرنے کے ۱۲ ؛ ؛

تو گرفتار کنندہ پر ضمان ہوگی اور اسی طرح اگر یون کہا ہو کہ یہ بھاگا ہوا غلام ہو مین اسکو گرفتار کرتا ہون پس جس شخص کو تم اپنا بھاگا ہوا غلام جستجو کرتا ہوا پاؤ اسکو میرے پاس راہ بتادینا تو بھی گواہ کر لینا ہو اور وہ ضامن نہ ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ گواہ کر لینے مین یہ شرط نہین ہو کہ مکرر کئی بار اشہاد کرے بلکہ ایک مرتبہ اگر ایسا کر دیا تو کافی ہے اگر اسطرح ہو کہ جب دریافت کیا جاوے تو اسکے پوشیدہ کرنے پر قادر نہ ہوا اور یہی حکم لقطہ مین ہو۔ اور اگر اُس نے اشہاد کیا تھا باوجودیکہ گواہ کر لینا ممکن تھا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اُسپر ضمان واجب ہوگی اور یہ اسوقت ہو کہ جب یہ معلوم ہو کہ یہ آبق تھا اور اگر یہ معلوم نہ ہوا اور مولے نے اپنے غلام کے آبق ہونے سے انکار کیا تو قول مولی کا قبول ہوگا اور گرفتار کرنے والا بالاجماع ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر کسی نے غلام آبق گرفتار کیا پھر کسی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہو اور غلام نے اسکا اقرار کیا اور گرفتار کرنے والے نے بغیر حکم قاضی کے اسکو دیدیا پس اُسکے پاس ہلاک ہوگیا پھر کوئی دوسرا شخص بذریعہ گواہون کے اسکا مستحق ثابت ہوا یعنے اُس نے دعوی کیا اور گواہ دیے اور مستحق ثابت ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے تاوان لے یعنے چاہے اُس شخص سے تاوان لے جس نے گرفتار کیا تھا اور چاہے اُس شخص سے جسکو غلام کے اقرار پر دیدیا ہو پس اگر اُس نے گرفتار کرنے والے سے تاوان لیا تو وہ لے لینے والے سے واپس لے گا اور اگر پکڑنے والے نے اوّل کو نہ دیا یہانتک کہ دو گواہون نے اسکے پاس گواہی دی کہ یہ اُسی کا غلام ہو پس اُس نے بغیر حکم قاضی کے طلبگار کو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو تو دوسرے کا غلام ہونے کا حکم دیدیا جائے گا پھر اگر اوّل نے اپنے گواہون کا اعادہ کیا تو حکم قضا رد نہ ہوگا۔ واگر کوئی غلام آبق گرفتار کیا اور بغیر حکم قاضی کے اسکو فروخت کر دیا تو یہ بیع صحیح نہ ہوئی اور مشتری کے پاس غلام مذکور مر گیا پھر ایک شخص نے آکر اسکا دعوی کیا اور گواہ قائم کر کے ثابت کیا کہ یہ میرا غلام ہو تو مستحق کو اختیار ہو چاہے مشتری سے تاوان لے پس مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا اور چاہے بائع سے قیمت تاوان لے اور اس صورت مین بائع کیطرف سے بیع نافذ ہو جائیگی اور ثمن اسکا ہو جائے گا ولیکن اگر ثمن مین قیمت کی بہ نسبت زیادتی ہو تو زیادتی پھر صدقہ کرے۔ اور اگر مولے نے انکار کیا کہ میرا غلام بھاگا نہ تھا تو واپس لانے والا مستحق جعل نہ ہوگا الا اُس صورت مین کہ گواہ گواہی دین کہ اسکا غلام بھاگا ہو یا یہ گواہی دین کہ مولی نے اقرار کیا کہ میرا یہ غلام بھاگا ہو اور اگر کوئی غلام بھاگا اور اپنے ساتھ مولے کا مال لے گیا پھر اسکو کوئی شخص پکڑ لایا اور کہا کہ مین نے اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہین پائی

ہے تو قول اسی کا قبول نہ ہوگا اور اسپر کچھ واجب نہ ہوگا۔ غلام آبق کا فروخت کرنا اجنبی کے ہاتھ یا اپنے فرزند صغیر کے ہاتھ نہیں جائز ہے اور جسکے قبضہ میں ہے اس کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے اور اجنبی کے واسطے اسکا ہبہ کر دینا نہیں جائز ہے اور اجنبی سے مراد وہ شخص ہے جسکے پاس یہ بھاگا ہوا غلام نہ ہووے و ہذا من المترجم اور اگر مولے نے اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کیا پس اگر غلام مذکور دار الاسلام ہی میں ہنوز سرگردان ہو تو جائز ہے اور اگر دار الحرب میں پہونچ گیا ہو تو اسمیں مشائخ رحمہ اللہ تعالے نے اختلاف کیا ہے اور قاضی الحرمین نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ نہیں جائز ہے۔ اور اپنے کفارہ ظہار سے اسکا آزاد کر دینا روا ہے۔ اور اگر مولے نے کسی کو غلام آبق کی جستجو کر کے پکڑ لینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اسکو پکڑ پایا پھر مولے نے اسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا حالانکہ بائع و مشتری دونوں میں سے کوئی یہ نہیں جانتا ہے کہ وکیل نے اسکو پایا ہے تو بیع باطل ہے یہان تک کہ معلوم ہووے کہ وکیل نے اسکو پایا ہے۔ اور اگر غلام آبق کو کسی نے گرفتار کیا اور اسکو اجارہ پر دیدیا تو اجرت اسی گرفتار کنندہ کی ہوگی مگر اسکو صدقہ کر دے اور اگر اس نے رکھ چھوڑی اور غلام کے ساتھ یہ اجرت بھی اسکے مولی کو واپس کر دی اور کہا کہ یہ تیرے غلام کی کمائی ہے اور مین نے تجھے سپرد کر دی تو وہ مولی کی ہوگی مگر مولی کو قیاساً اسکا کھانا روا نہیں ہے اور استحساناً کھانا حلال ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔

کتاب المفقود

مفقود اس شخص کو کہتے ہین جو اپنے اہل یا شہر سے غائب ہوگیا یا اسکو دشمنوں یعنی حربی کافروں نے گرفتار کر لیا پھر یہ نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے اور نہ اسکا ٹھکانا معلوم ہے اور اسپر ایک زمانہ گذرا پس وہ اس اعتبار سے معدوم ہے اور ایسے شخص کا حکم یہ ہے کہ اپنی ذات کے حق مین زندہ ہے اور حق غیر مین مردہ ہے چنانچہ اپنی ذات کے حق مین زندہ قرار دیے جانے کی وجہ سے اسکی جورو کسی سے نکاح نہیں کر سکتی ہے اور اسکا مال تقسیم نہیں کیا جا سکتا ہے اور اسکا اجارہ فسخ نہ ہوگا اور حق غیر مین میت قرار دیے جانے سے جو شخص اسکے مورثون مین سے اسکے پیچھے مرا اسکی میراث نہ پاوے گا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور قاضی اسکی طرف سے ایسا شخص مقرر کر دے گا جو اسکے مال کی حفاظت کرے گا اور اسکی پرداخت کرے گا اور اسکی حاصلات وصول کرے گا اور اسکے ایسے قرضے وصول کریگا جنکا قرضدار خود اقرار کرین مگر جنکا اقرار

سلہ اور اگر غلام نے کہا کہ میرے پاس اسقدر مال تھا تو قبول نہ ہوگا ۱۲ منہ سلہ یعنے غلام مذکور کی خوراک و نفقہ سے جو بچے ۱۲ منہ

نہ کریں اسکی بابت کسی سے مخاصمہ نہیں کرسکتا ہی اور نہ اسکے ایسے عروض یا عقار[1] کی نسبت جو دوسرے کے قبضہ میں ہی مخاصمہ کرسکتا ہی یعنی یہ بھی نہیں کرسکتا ہی اسواسطے کہ یہ شخص نہ خود مالک ہی اور نہ مالک کا نائب ہی بلکہ فقط وکیل بالقبض از جانب قاضی مقرر ہی اور ایسا وکیل بالاتفاق نالش وخصومت کا اختیار نہیں رکھتا ہی کیونکہ یہ متضمن ہی کہ غائب پر حکم ہووے پس جب غائب پر حکم ہونے کو متضمن ہی تو ہمارے نزدیک نہیں جائز ہی ہاں اگر کسی قاضی نے جو غائب پر حکم کو جائز رکھتا ہی ایسا حکم دیدیا تو جائز ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ صورت مجتہد فیہ ہی پس مجتہد فیہ میں اسکی قضا بالاتفاق نافذ ہو جائیگی۔ پھر واضح ہو کہ جس شخص کو قاضی نے وکیل مقرر کیا ہی اگر اسکے معاملہ وعقد سے کوئی قرضہ کسی پر واجب ہوا تو بلا خلاف اسکے واسطے مخاصمہ کریگا اور مفقود کے مال سے جس چیز کے خراب وفاسد ہو جانے کا خوف ہوگا اسکو فروخت کرسکتا ہی یہ تبیین میں ہی۔ اور ہر ایسی چیز جو جلد بگڑتی نہیں ہی اسکو فروخت نہ کریگا نہ نفقہ[2] میں اور نہ غیر نفقہ میں خواہ یہ منقول مال ہو یا غیر منقول عقار ہو یہ غایۃ البیان میں ہی۔ اور اس کے مال سے ایسے لوگوں کو جنکا نفقہ اسکی موجودگی میں بغیر حکم قاضی کے اسپر واجب تھا انکو نفقہ دیدیا جاوے جیسے اسکی زوجہ واسکی اولاد واسکے والدین اور جو لوگ اسکی موجودگی میں اس سے اپنے نفقہ کے بغیر حکم قاضی کے مستحق نہ تھے تو انپر اسکا مال خرچ نہ کیا جائیگا جیسے بھائی وبہن وغیرہ اور مال سے ہماری مراد مال نقد ہی یہ خزانۃ المفتیین میں ہی اور تبر چاندی وسونے کے یعنے بغیر سکہ کے اس حکم میں بمنزلہ نقد درم و دینار کے ہیں اور یہ حکم اس صورت میں ہی کہ مال مذکور قاضی کے قبضہ میں ہو اور اگر ودیعت یا قرضہ ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک سے ان لوگوں پر خرچ کیا جائیگا جبکہ ودیعت رکھنے والا اور قرضدار دونوں ودیعت وقرضہ ونسب و نکاح کا اقرار کریں اور یہ جب ہی ہی کہ یہ ہر دو امر قاضی کے نزدیک ظاہر نہوں اور اگر دونوں ظاہر ہوں تو ان دونوں[3] کے اقرار کی ضرورت نہیں ہی اور اگر دونوں میں سے ایک ظاہر ہو اور دوسرا ظاہر نہو تو صحیح قول کے موافق جو ظاہر نہیں ہی اسکے اقرار کی ضرورت ہی اور اگر مستودع نے بطور خود یا قرضدار نے بطور خود بغیر حکم قاضی کے ان لوگوں کو دیا تو مستودع ضامن[4] ہوگا اور قرضدار بری نہ ہوگا اور اگر مستودع یا قرضدار نے سرے سے اپنے مستودع ومقروض ہونے سے انکار کیا یا فقط نسب نکاح سے انکار کیا تو اسکے اثبات میں کوئی جو مستحق نفقہ ہی اسکے مقابلہ میں خصم نہ قرار دیا جائیگا اور مفقود اور اسکی جورو کے درمیان تفریق نہ کیجائیگی۔ اور جب نوے برس

[1] عروض سامان واسباب وعقار زمین واراضی ۱۲ منہ [2] یعنے مثلاً مفقود نے اگر انکار کیا تو ایسا ہوگا ۱۲
[3] نفقہ جورو بچہ وغیرہ ۱۲ [4] یعنے مستودع وقرضدار ۱۲ [5] یا نسب نکاح سے بھی انکار کیا ۱۲

گذر جاویں تو اُسکی موت کا حکم دیا جائیگا اور اسی پر فتوی ہی اور ظاہر الروایہ کے موافق جب اُسکے ہمجولی مرجاویں اور کوئی اسکے ہمجولیون مین سے زندہ نہ رہے تو اُسکی موت کا حکم دیا جائیگا اور واضح ہو کہ اسکے شہر کے اسکے ہمجولیون کی موت کا اعتبار ہی یہ کافی مین ہی اور مختار یہ ہی کہ یہ امر امام کی راے کے سپرد ہی یہ تبیین مین ہی۔ پھر جب اُسکی موت کا حکم دیا جاوے تو اسوقت سے اُسکی جورو وفات کی عدت مین بیٹھے اور اسوقت مین جو لوگ اُسکے وارثون مین موجود ہون انکے درمیان اُسکا مال تقسیم کیا جاوے اور جو اُس سے پہلے مرگیا وہ اُسکا وارث نہوگا یہ ہدایہ مین ہی پھر اگر اس مدت کے گذر جانے کے بعد اس عورت کا شوہر یعنی مفقود واپس آیا تو اُس عورت کا حقدار ہی لیکن اگر اس عورت نے کسی اور سے نکاح کر لیا ہو تو اُسکو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہوگی مدت تمام ہونیکے روز وہ اپنے مال کے حق مین مردہ قرار دیا جائیگا اور مال غیر کے حق مین وہ اُسی روز سے مردہ قرار دیا گیا جب سے مفقود ہونا قرار دیا گیا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور جو شخص مفقود کے غائب و مفقود ہونے کی حالت مین مرا ہی مفقود اُسکا وارث نہوگا اور یہ جو ہمنے کہا کہ مفقود کسی کا وارث نہوگا اسکے یہ معنی ہین کہ مفقود کا حصہ میراث اس مفقود کی ملک مین شامل نکیا جائیگا اور رہا یہ حصہ سو موقوف رکھا جائیگا پھر اگر مفقود مذکور زندہ ظاہر ہوا تو وہ اُسکا مستحق ہوگا اور اگر زندہ ظاہر ہوا یہانتک کہ نوّے برس پورے ہوگئے تو جو حصہ اس مفقود کیواسطے رکھا گیا تھا وہ جس میت کی میراث مین سے تھا اُسکی موت کے روز کے وارثون کو واپس دیا جائیگا یعنی قرار دیا جائیگا کہ ہمین سے فلان کو جو اسوقت زندہ تھا اتنا اور فلان کو اتنا چاہیے اگرچہ بعض انمین سے مرگئے ہون یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کسی میت نے وقت وفات کے مفقود کے واسطے کسی چیز کی وصیت کر دی ہو تو یہ چیز بھی متوقف رکھی جائیگی یہانتک کہ مفقود کی موت کا حکم دیا جاوے پس جب اُسکی موت کا حکم دیا جائیگا تو یہ چیز اس وصیت کنندہ کی اسوقت کے وارثون کو حصہ رسد دیدیجائیگی یہ تبیین مین ہی اور اگر کوئی مرتد مفقود ہوگیا کہ یہ معلوم نہوا کہ وہ دار الحرب مین پہونچ گیا ہی یا نہین تو اُسکی میراث بھی موقوف رکھی جائیگی یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے کہ وہ دار الحرب مین پہونچ گیا اور اگر مرتد کی اولاد مین سے کوئی مرگیا تو اُسکی میراث اسکے وارثون مین تقسیم کر دیجائیگی اور مرتد کے واسطے کچھ بھی موقوف نہ رکھا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر مفقود کے ساتھ کوئی ایسا وارث ہو کہ وہ مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم تو نہین ہوتا مگر اُسکے حصہ مین نقصان ہوتا ہی تو ایسے شخص کو ہر دو حصہ مین سے کم حصہ دیا جائیگا یعنی بحجب حرمان جو اُسکا حصہ ہوتا ہی وہ دیا جائیگا اور بلا نقصان حصہ کی مقدار سے جسقدر زائد ہی وہ متوقف رکھا جائیگا اور اگر کوئی ایسا وارث ہو جو مفقود کے ہوتے ہوئے بالکل محروم ہوتا ہو تو اسوقت اُسکو بالکل نہ دیا جائیگا۔ اس مسئلہ کی صورت یہ ہی کہ ایک مرد دو دختر و ایک پسر مفقود و ایک پسر کا پسر و ایک پسر کی دختر وارث چھوڑے اور مال ترکہ کسی اجنبی کے پاس ہی اور سب نے باتفاق اقرار کیا کہ زید کا پسر مفقود ہی اور

ف مترجم کہتا ہی کہ یہ قول ہمارا اس بنا پر ہی کہ حکم اشارۃً ظاہر کے ساتھ متعلق ہوتا ہی اس لیے کہ حصص میراث کا ملک مین داخل ہونا متوقف نہین ہوتا اور بغیر ملک کے ثبوت بنا بر حکم ادخال و اثبات کے ہی کیونکہ یہ حکم وارث کے واسطے من جانب اللہ تعالی متعلق ہوتا ہی بغیر صنع اس وارث اور کسی دوسرے کے یہانتک کہ اسکے رد کرنے اور کل کے انکار کرنے کے بھی یہی حکم ہی ۱۲ منہ ف حجب حرمان یہ ہی کہ ایک وارث کے ہوتے دوسرا شخص محجوب ہو ۱۲ منہ

ہر دو دختر نے اپنا حصہ میراث طلب کیا تو درصورت پسر نہ ہونیکے اُنکا حصہ میراث دو تہائی مال ہی اور ہونیکی صورت مین ہر ایک کا چہارم چہارم یعنے نصف کل مال ہی کہ نقصان کے ساتھ ہی پس ہر دو حصہ مین سے کمتر حصہ یعنی نصف انکو فی الوقت دیا جائیگا اور پسر کے پسر یعنے پوتے کو جو پسر کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہی کچھ نہ دیا جائیگا بلکہ باقی سب الگ رکھ چھوڑا جائیگا اور جسکے پاس ہی اُسکے قبضہ سے بھی نہ نکالا جائیگا الا آنکہ اُسمین سے خیانت ظاہر ہو کہ اُسکی طرف سے مامون نہ ہون تو وہ امانت دار نزد رکھا جائیگا پھر جب مدت مذکور گذر جاوے اور مفقود کی موت کا حکم دیا جاوے تو باقی مین سے ایک چھٹا حصہ کل مال کا بھی ہر دو دختر کو دیدیا جائیگا تاکہ انکی دو تہائی پوری ہو جاوے اور اگر وہ زندہ نہ ہون تو انکے وارث بحسب فرائض مستحق ہونگے اور جو کچھ مال باقی رہا وہ پسر کے پسر کا ہی۔ اور اسکی نظیر حمل ہی یعنے مفقود کی نظیر میت کا وہ بچہ ہی جو ہنوز پیٹ مین ہی اور پیدا نہین ہوا ہی کہ اُسکے واسطے ایک پسر کا حصہ رکھ چھوڑا جائیگا چنانچہ یہی فتوے کیواسطے مختار ہی اور اگر اُسکے ساتھ ایسا دوسرا وارث ہو کہ وہ کسی حال مین ساقط نہین ہوتا ہی اور حمل کی وجہ سے اُسکا حصہ متغیر بھی نہین ہوتا ہی تو اُسکا حصہ اسکو پورا دیدیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو کہ حمل کے ہوتے ہوئے اُسکا حصہ متغیر ہوا جاتا ہی تو اسکو ہر دو حصہ مین سے کم حصہ دیا جائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مفقود جنگل مین مرگیا تو اُسکے ساتھی کو جائز ہی کہ اُسکا جانور سواری و اسباب فروخت کرے اور دام اُسکے لوگون کو پہونچاوے اور اگر کسی شخص نے مفقود پر قرضہ یا ودیعت یا شرکت در عقار یا طلاق یا عتاق یا نکاح یا رد بعیب یا مطالبہ باستحقاق مین سے کسی حق کا دعوی کیا تو اُسکے دعوی پر التفات نہ کیا جائیگا اور اُسکے گواہ مقبول نہونگے اور جسکو قاضی نے وکیل مقرر کر دیا ہی یعنی وکیل بالقبض ہی کوئی اُسکے اعتبار سے بھی مدعی کے مقابلہ مین خصم قرار نہ دیا جائیگا و لیکن اگر قاضی کے نزدیک جائز ہو یعنی قضاء علی الغائب کو جائز جانتا ہو پس اُس نے گواہون کی سماعت کرکے حکم دیدیا تو بالاجماع اُسکا حکم نافذ ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی

تمت

ملہ پس اگر لڑکی پیدا ہوئی تو باقی وارثان دیگر کو رد کر دیا جائیگا ۱۲ منہ عہ یعنے حمل کی وجہ سے کسی صورت مین محروم نہین ہوتا ہی ۱۲ عہ کذا فی النسخۃ الموجودۃ واللہ اعلم ۱۲